UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226476

UNIVERSAL
LIBRARY

Osmania University Library

Call No. ٧٠٤٤٥١٨

Name of Book

Name of Author

22476

(جملہ حقوق محفوظ)

كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ

الحمد للہ کہ دریں ایام سعادت فرجام کتاب مستطاب، مجموعہ لاجواب
تفسیر کلام مجید و شرح قرآن حکیم، بطرز جدید، و وجہ لطیف و انیق المنے

بُلغَةُ الحَيْرَان
فی
رَبطِ آيَاتِ الفُرقَان

از زبدۃ المفسرین، عمدۃ المحدثین، رئیس الفقہاء، الصوفی الصافی، مولانا حسین علی عم فیضہم الحنفی المجددی
تلمیذ ارشد مولانا رشید احمد القطب الجنجوہی قدس سرہ و مولانا محمد مظہر نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ
بانی مظہر العلوم سہارن پور

(مولوی) حسین علی صاحب پبلشر نے حمایت اسلام پریس لاہور میں باہتمام شیخ حسن الدین پرنٹر چھپوا کر ان بھیچراں ضلع میانوالی سے شائع کیا

بار اوّل — تعداد ۱۵۰۰ — قیمت عہ

۲۹۰
ب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد المصطفی وعلی الہ واصحابہا اجمعین واما بعد فقیر محمد نذر شاہ عباسی الہاشمی متوطن قصبہ جوکالیاں ضلع گجرات پنجاب بخدمت طلبا کرام عرض پرداز ہے کہ دنیا میں تفاسیر کلام اللہ سینکڑوں کیا بلکہ ہزاروں کی تعداد میں مل سکتی ہیں لیکن مجھ بعتبر تفسیر میں موزون ربط الآیات والسور کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ ہاں منفرداً ہر ایک آیت شریفہ کے طالب کو کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ لیکن قرآن پڑھتے وقت عقل سلیم رکھنے والے اصحاب کے دلوں میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ جیسے دنیا میں ہر ایک فن کی کتاب کے شروع میں تمہید اور ابواب و فصول ہوتے ہیں اور پھر شروع سے لے کر آخر تک کلام مرتبط ہوتی ہے ایسے ہی کتاب اللہ میں تناسب مضامین اور ارتباط آیات کیوں نہیں پایا جاتا۔ چنانچہ ایک مجذوب کا تذکرہ کرتے ہیں کہ وہ کبھی تو اُوں اُوں کرتا رہتا تھا۔ اور درمیان کبھی کبھی بے پر کی اڑا جاتا جس کا ماقبل سے کچھ تعلق نہ ہوتا مثلاً یوں کہتا ہے اُوں اُوں درمیاں میں ناگاہ یہ بھی کہہ جاتا تھا کہ سکندر بڑا بادشاہ تھا۔ پھر وہی اُوں اُوں۔ اور پھر کہتا تھا کہ انگریز تباہ ہو جائیں پھر اُوں اُوں کہنے لگ پڑتا۔ پھر کہہ دیتا کہ بکری پہاڑ پر بیٹھی ہے وغیرہ وغیرہ تو گویا قرآن بھی (معاذ اللہ) اس مجذوب کی کلام کے مانند ہے کہ کچھ تو اُوں اُوں یعنی جو مطلب سمجھ نہیں آتا وہ تو اُوں اُوں ہیں کہ ان کا مطلب سمجھ نہیں آتا۔ اور باقی قرآن دوسری کلام مجذوب کی مانند ہے کہ معنی اور مطلب تو سمجھ میں آتا ہے لیکن وہ ہے بے ربط چنانچہ ہم قرآن کریم میں یہ دیکھتے ہیں مثلاً سورۃ بقرہ میں توحید کا ذکر چلا آتا ہے بعدہ قتال کا بیان آجاتا ہے۔ قتال کے بیان میں حج کا بیان آجاتا ہے۔ پھر قتال کا اعادہ ہو جاتا ہے تو ساتھ ہی مسائل نکاح وطلاق اور بیع وشرخت کا تذکرہ بھی شروع ہو جاتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ ان امور مذکورہ کا باہمی کوئی علاقہ معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن واضح ہو کہ اس عجز بیان کلام پر ربط سے خالی اور نظم معرا یہ گلا ہی ہو ہی نہیں سکتا۔ سو سیدی ومرشدی حضرت استاذی مولانا مولوی عین علی صاحب مدظلہ العالی زیب فرمائے قصبہ وال بھچراں ضلع میاں والی پنجاب نے اس مہتم بالشان کام کی طرف توجہ فرمائی رویائے صادقہ میں آپ کو بار بار بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کام کی تاکید وتائید کی گئی۔ اور تائید ایزدی بھی ہمرکاب تھی آخر اس عظیم الشان مہم میں کامیاب ہو گئے۔ اور بنفس نفیس خود ایک تفسیر لکھی جس میں حل الاشکال کے علاوہ نہایت موزون ربط السور والآیات بیان کیا اس کام کے تکمیل ہوئی عرصہ چالیس سال ہو چکا ہے اور ہر سال علما کرام تبعاً کثیر حضرت موصوف کی خدمت میں آکر ترجمہ شریف پڑھتے رہتے ہیں اور کلام الٰہی کا حظ اٹھاتے رہتے ہیں۔ اس سال ۱۳۴۹ھ کے دورہ قرآن مجید مجھے بھی شریک ہونے کا فخر حاصل ہوا ہے۔ اور حسب الارشاد حضرت استاد میں نے یہ ارشادات عالیہ قلمبند کئے ہیں جو آپ کے پیش نظر ہیں اور حتی الوسع کوشش کی گئی ہے کہ اس تقریر میں حضرت استاذ کا فرمودہ ارتباط اور تناسب پورا پورا بیان کیا جاوے گا۔ اگر کوئی کمی بالنقص رہ جائے تو قارئین کرام حضرت استاذ صاحب سے دریافت کر کے حاشیہ پر تصحیح فرماتے رہیں۔ (رہین منت ہونگا) ذیل میں چند اصطلاحات اور فوائد اختصاراً بیان کر دیتا ہوں جو تقریرات ہذا کے مطالعہ میں طلبا کرام کو ممد اور مؤید ہوں گے۔ (۱) قرآن میں گویا چار باب ہیں۔ (اوّل) الحمد سے لے کر سورہ انعام تک۔ (دوم) انعام سے تا کہف (سوم) کہف سے سبا تک (چہارم) سبا سے والناس تک۔ پہلے باب میں اکثر

ہادی ہیں یعنی یہ بیان ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ دوسرے میں اکثر یہ ہے کہ تربیت خلق اور تخت اور بادشاہی بھی اسی کی ہاتھ میں ہے تیسری میں یہ بیان ہے کہ برکات دہندہ اور نفع نقصان دینے والا صرف وہی ہے چوتھے میں اکثر نفی تشفیع قہری اور قیامت کا بیان ہے (قرآن کریم کے ان چاروں ٹکڑوں میں اصل مدعا اور مضمون توحید ہے۔ اور سب باتوں میں توحید پر پُر زور بحث ہے۔ (۲) جبار یت یعنی جب انسان گناہ و کفر سے بار بار روکنے سے باز نہیں آتا۔ تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اس بندے سے ہدایت اور ایمان کی طاقت سلب کر لیتا ہے کما قال۔ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ۔ یہ جبر اور ظلم نہیں بلکہ جباریت ہے۔ اعنی پہلے تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہتھیار دیا ہے پھر پیغمبر اور کتاب بھیجنے سے رستہ ہدایت کا دکھاتا ہے جب وہ آدمی عناد اور کفر کے سبب سے رستہ ہدایت کو قبول نہیں کرتا تو پھر اللہ تعالیٰ جل شانہٗ چونکہ سب کچھ کا مالک ہے اپنے غضب سے اس شخص سے ہمت ایمان چھین لیتا ہے یعنی اسکو ایمان کی طرف آنے ہی نہیں دیتا ختم اللہ علی قلوبہم کے درجہ میں آجاتا ہے اسکو جبر نہیں کہا جاتا۔ کما قیل ؎

این نہ جبر معنی جباریست　　معنی جباریت را زاری ست

کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ایسی صفت پر فاذ ہے کہ وہ کفر سے باز نہ آنے والوں سے طاقت ایمان سلب کرے کما قال۔ وما یضل بہ الا الفاسقین الذین ینقضون عہد اللہ من بعد میثاقہ (بقرہ) (۳) ربط القلوب۔ ختم علی قلوبہم کے مقابلہ میں ہے جب انسان ہدایت کے رستہ کو قبول کرتا ہے اور اسلام پر پکا رہتا ہے اور اللہ اور رسول کی تابعداری اس کے دل میں رچ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو ایمان پر محکم کر دیتا ہے اور پھر وہ گمراہ ہونے سے محفوظ رہتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ۔ ربطنا علی قلوبہم (۴) احسانات رسالے وفیہ عذاب کے ذکر کئے جاتے ہیں یعنی تم مخلوق کے ساتھ احسان کرو تم سے عذاب ٹل جائے گا۔ گویا یہ وفیہ عذاب کا حیلہ بتلایا۔ (۵) نماز تالیف بین المسلمین اور دفع عذاب تنگی کا ذریعہ ہے (۶) قرآن میں ترتیب اہلی ہے کفر اور ایمان کا ذکر کیا جاتا ہے۔ باقی اعمال کی جزا اور سزا تفاصیل پر چھوڑا گیا ہے۔ (۷) جس سورت کے ابتدا میں قرآن کا لفظ مذکور ہے اس سورۃ میں کوئی ایسا واقعہ ضرور مذکور ہوتا ہے جو کہ پہلی کتابوں میں نہیں ہوا تھا۔ اور جہاں لفظ کتاب ہو تو وہاں کتب سابقہ اور انبیا وغیرہ کے بیانات ہوتے ہیں۔ اور جہاں قرآن اور کتاب دونوں ہوں وہاں دونوں باتیں ہوتی ہیں (۸) ابتدا سورت میں اگر لفظ نہیں ہوتو کثرت دلائل نقلیہ درست میں مذکور ہوتے ہیں۔ اگر لفظ حکیم ہو تو اکثر دلائل عقلیہ اور اگر دونوں ہوں تو دونوں۔ (۹) اصلی دعوی یعنی توحید پر دلائل اربعہ ذکر کئے جاتے ہیں۔ (ا) وحی بطریق دلیل یعنی رسول صلعم اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ مامور من اللہ ہیں (ب) دلیل عقلی یعنی جسے عقل تسلیم کرے کہ غیر اللہ اس کام پر قادر نہیں مثلاً خلق السموات والارض وغیرہ (ج) دلیل نقلی یعنی سابقہ انبیا وغیرہ کے اقوال وفعل جو دعوی توحید کے مؤید ہیں پیش کئے جاتے ہیں (د) یا تو ان کا حال بتلایا جاتا ہے کہ وہ توحید پرست تھے۔ (۲) اور یہ کہ وہ خود لوگوں کو توحید کی تبلیغ کرتے گئے۔ (ہ) دلیل علی سبیل الاعتراف یعنی کفار و مشرکین کے مناظرہ میں توحید کا اقرار لیا جاتا ہے۔ (۱۰) قرآن میں اصل توحید کے احکام بالتبع مذکور ہیں۔ (۱۱) ایک مطلب کی آیات بار بار تاکید کے لئے لائی جاتی ہیں۔ جیسے حج کے خطبوں میں مناسک حج بار بار تاکید اور یاد دہانی کے لئے بیان کئے جاتے ہیں ؎ (۱۲) اقسام القرآن بطور شواہد مدعی میں چنانچہ کہا گیا ہے۔ ؎ قسم لب میگوں تو زلف شبگوں تو کہ تو محبوب و ربانی۔ (نوٹ) کسی کو بڑا سمجھکر از روئے تعظیم اسکی قسم کھانی اس خوف سے کہ اگر میں نے قسم کو پورا نہ کیا تو وہ بڑی ہستی مجھے ضرر پہنچائے

گی۔ ایسی قسم غیر اللہ کی اٹھانی شرک ہے۔ (معاذ اللہ) اس سے سوا دعا، یا بددعا یا شاہد مدعی بنا کر قسم غیر اللہ کی اٹھانی جائز ہے (دعا) مثلاً یعمرک اللہ لافعلن کذا۔ (بددعا) جیسے حسان بن ثابت نے قسم اٹھائی تھی شکلت بنیتی ان لم تروھا۔ تثیر النقع موعد فارس اگر تم گھوڑوں کو اطراف کداء (پہاڑی) غبار اڑاتے نہ دیکھو (حضرت سلمہ نے اطراف کداء میں گھوڑے دوڑا کر حضرت حسان کی قسم کو پورا فرمایا۔ اور شاہد مدعی جیسے قسم ہے میکوں تو اذ مذکورہ بالا۔ (۱۳) اکثر مضامین بلحاظ لفظ نثر مرتب یا غیر مرتب، یا علی سبیل التدلی یا علی سبیل التنزل بیان کئے ہیں۔ (۱۴) قرآن میں شرک اعتقادی کی نفی اکثر اور شرک عملی کی نفی حیث بلکہ مذکور ہے (۱۵) علم الغیب سے مراد قرآن میں قدرت علی الغیب ہے یعنی اللہ کے سوا غیب کا جاننا کسی کے قابو میں نہیں ہے۔ (۱۶) وکیعملہ وغیرہ کی واؤ میں تین مذہب ہیں۔ (۱) معطوف علیہ محذوف مانتے ہیں یا (۲) ماقبل کی کلام میں کسی پر عطف کرتے ہیں۔ یا (۳) واؤ زائدہ ہے (۱۷) خدا تعالیٰ کسی قوم کو گناہ یا کفر کے بدلے ہلاک نہیں کرتا۔ بلکہ قوم جب تباہ احکام الٰہی کے خلاف ہو کر اس کو ستاتی ہے تو اس کے معاوضے میں تباہ کر دی جاتی ہے۔ ؎

ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد تا دلے صاحبدلے نامد بدرد

(۱) آئندہ۔ وماکنا معذبین حتی نبعث (۲) لا (نہی سے نہیں ہے) اور جزاء لمن کان کفرہ القمر ۱۴ (۱۸) پہلی پچاس سورتیں میں اکثر توحید ہے اور باقی میں اکثر قیامت (۱۹) اوخال التھی یعنی پہلے شاید کوئی قصہ یا کوئی خاص کلام آرہی ہے تو درمیان میں کسے اور مضمون کی آیت یا آیات آجاتی ہیں جو کہ پہلے مضمون کے ساتھ بطور تتمہ یا تاکید وغیرہ مرتبط ہوتی ہیں۔ (۲۰) انما کا معنی حصر والا یعنی ما الا نہیں ہے بلکہ اس کا معنی پختہ بات بھی آتا ہے۔ (از رضی کافیہ) چنانچہ قرآن مجید میں اکثر معنی ثانی مستعمل ہے (۲۱) الم تر اور ارءیت وغیرہ کا معنی اور متعلقہ بحث اس کی تفسیر ہذا میں سورت مبارکہ کے ساتھ دیکھیں۔ اور کان کا وغیرہ (یعنی بروزن عاطفہ جب ہمزہ استفہام داخل ہو) کی تحقیق اگر مطلوب ہو تو تفسیر ہذا میں سورت البقرہ کی آیت اوکلما عاھد والعھد اکے ساتھ تتمہ ملاحظہ فرمایا جاوے۔ (۲۲) الا بمعنی لاکن یعنی استثنا منقطع آیا کرتی ہے اور الا کا مابعد لکن کا اسم ہوتا ہے اور خبر کبھی محذوف ہوتی ہے اور کبھی مذکور۔ (رضی کافیہ) (۲۳) اسلم فدخل الجنۃ قال الاستاذ حضرت سیدنا قال الرضی فی ص ۴۲ فی شرح قول صاحب الکافیہ (الفا) یشترطین ما بعد الفاء بتقدیر ما بعد الفاء مبتدا وخبرا وجملۃ اخبر فاھد لک علی قولھم ان ما بعد الفاء بتقدیر مبتدا (معطوف علی مقدر الفعل المقدم تقدیرا فتقدیر زرنی فاکرمک لیکن منک زیارۃ فاکرمک منی کان فاء السببیۃ ان عطفت فھو قلیل فھی انما تعطف الجملۃ علی الجملۃ وکذا نقول فی الفعل المنصوب بعد الواو وانھا لیست للعطف فھی اذن اما واو الحال فالمضارع بعدھا فی تقدیر مبتدا محذوف الخبر وجوبا بمعنی قم واقوم قم وقیامی ثابت واما بمعنی مع فمعنی قم واقوم قم مع قیامی وعلی تقدیر النحاۃ قراۃ النصب فی کن فیکون بتشبیہ بجواب الامر وعلی تقدیر قول الرضی الامر سھل (۲۴) فی الرضی فی باب افعال القلوب اما قولھم ارءیت زیدا اما صنع (بمعنی اخبرنی) النصب فیہ واجب ومعنی ارءیت اخبر وھو منقول من رایت بمعنی ابصرت اوعرفت کانہ قیل ابصرتہ وشاھدت حالہ العجیبۃ اخبرنی عنھا۔ فلا یستعمل الا فی الاستخبار عن حالۃ عجیبۃ لشیء۔ وقد یوتی بعدہ بالمنصوب الذی کان مفعولا لرایت نحو ارءیت زیدا اما صنع وقد یحذف نحو ارءیتکم ان اتاکم عذاب اللہ الایۃ۔ وکم لیس بمفعول کما یجیئی بل ھو حرف خطاب۔ ولا بد سواء اتیت بذلک المنصوب او لم تات بہ من استفھام ظاھرا

اوتقدیر مبین الحال المستخبر عنها فالظاهر نحو ارئیت زیدا ماصنع و ارئیتکم ان اتاکم عذاب اللہ بغتۃ او جھرۃ ھل یھلک الا القوم الظالمون وارءیتم ماتدعون من دون اللہ اروني ماذا خلقوا - والمقدر ارئیتک ھذا الذی کرمت علی لئن اخرتن ای ارئیتک ھذا المکرم لم کرمتہ - وقولہ لئن اخرتن کلام مستانف وقد یکون الجملۃ المتضمنۃ للاستفہام جوابا للشرط کقولہ تعالیٰ ارئیتکم ان اتاکم الآیہ - وقولہ ارأیت الذی ینھی عبدا اذا صلی الی الم یعلم وقولہ ارءیت ان کان کذا ارءیت للتاکید ولا محل للجملۃ المتضمنۃ لمعنی الاستفہام کانہا مستانفۃ لبیان الحال المستخبر عنہا - کانہ قال المخاطب لما قلت ارءیت زیدا عن ای شئی من حالہ فقال فقلت ماصنع فھو بمعنی قولک اخبرنی عن ماصنع ویلحق الکاف الحرفیۃ بارأیت الذی بمعنی اخبرنی فاستغنی بتصریف الکاف تثنیۃ وجمعا وتانیثا عن تصریف تاء الخطاب فبقی التاء مفردۃ مفتوحۃ سواء کان المخاطب مذکرا او مونثا مفردا او مثنی او مجموعا انتھی کلام الرضی۔ (۲۵) یہی آیات توحید عقلیہ اور نقلیہ میں حصر ہے۔ (۲۶) سیاق عبارت سے جو مسئلہ نکلے وہ آن مجید میں کہیں اشارۃً بیان کیا جاتا ہے۔ اور جو سیاق سے معلوم نہ ہو وہ صراحۃً مذکور ہو تاکہ وہ تو مسئلے مذکور ہو جائیں۔ (۲۷) قرآن شان نزول کا محتاج نہیں ہے۔ اور تفسیر قرآن جو شان نزول کے ساتھ قصے بنی اسرائیل وغیرہ کے لکھتے ہیں وہ معتبر نہیں ہے کذا قال اللہ شاہ ولی اللہ صاحب وقیل اکثر الاشیاء فی تفسیر القرآن شان النزول (۲۸) یاد رہے کہ تفسیر ہذا میں کہیں جگہ آیات کا واصل معنی لیا گیا ہے۔ نیز بعض جگہ ارتباط میں آیات کی ابتدا اور انتہا مذکور ہے اور بعض جگہ فقط ابتدا پر کفا کیا گیا ہے بہر حال کوئی آیت بفضل الٰہی چھوڑی نہیں گئی۔ (۲۹) حضرت ہمتاد مدظلہ العالی تدریس کے وقت ترجمہ شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبد القادر صاحب کا اور تفاسیر میں سے خازن و مدارک کو اکثر پاس رکھتے تھے کاہ بگاہ تفسیر کبیر اور شاذ و نادر تفسیر جلال الدین اور حقانی کی بھی ضرورت پڑ جاتی تھی صراح سے لغت کی تحقیق فرماتے تھے اور رضی سے نحو کی فاحفظ ایہا الطالب ینفعک ھذا المطالب ان شاء اللہ تعالیٰ وقت التدریس۔

(۳۰) تفاسیر سابقہ ربط سے اس لئے خالی ہیں کہ رسول خدا صلعم اور صحابہ کرام سے ربط مضامین و آیات مروی نہیں۔ اور باقی صحابۂ کرام نے حضور صلعم سے ربط اس لئے نہ پوچھا کہ وہ اہل لسان تھے اور وہ قرائن حال و طرق مقال کے مطابق کلام الٰہی کو مرتبط پاتے تھے یہ مشکل تو ہم پر پڑی کہ ہم نہ تو اہل لسان ہیں اور نہ اچھی طرح عربی دان ہیں خصوصاً محاورات عربی اور قرائن حال و مقال سے تو بالکل ناواقف پھر ربط قرآن کو معجز اور افصح الکلام ہے کس طرح سمجھیں۔ لہٰذا مطابق ضرورت کا رسالہ عالم حقیقی نے ہمارے رفع مشکل کے لئے حضرت ممدوح فی الصدر کو اس کام اہم عام و خاص کی طرف الہام فرمایا جس سے مخدوم موصوف نے یہ کام سرانجام فرماتے ہوئے مانند ابر کرم ہر خشک لب کو باران مضامین لطیفہ سے سیراب فرما کر تازہ روئی فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دیوے۔ والحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد المصطفی وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔ آمین یا ارحم الراحمین۔ فقط۔

یہ تقریریں جو آگے آتی ہیں حضرت صاحب غلام خان سے قلمبند کروائی ہیں اور بذات خود ان پر نظر فرمائی ہے۔

---

۱۲ یہاں سے ضمیمہ سے ناقل کا نام اترنک ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۂ فاتحہ مکیہ

الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین آمین ۔ اولاً یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ سورہ فاتحہ خلاصہ سب قرآن شریف کا ہے ۔ اور الحمد للہ کا خلاصہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے ۔ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کا خلاصہ باء میں ہے ۔ امام ربانی صاحب نے مکتوبات میں لکھا ہے از حضرت علی کرم اللہ وجہہ اثبوت دعویٰ) قرآن شریف کے چار حصے ہیں ۔ اور ہر ایک حصہ الحمد سے شروع کیا گیا ہے ۔ ایک حصہ الحمد سے لے کر سورہ انعام تک اس میں احوال پیدائش کے زیادہ ہونگے ۔ اور اکثر مضامین اس کے متعلق ہونگے ۔ اگرچہ اور مضامین بھی مذکور ہونگے اور دوسرا حصہ سورۃ انعام سے لے کر سورہ کہف تک اس میں احوال تربیت کے اکثر ہونگے یعنی پیدا کرنے والا بھی وہی ہے ۔ اور بعد پیدا کرنے کے تربیت کنندہ بھی وہی ہے ۔ اور تیسرا حصہ سورہ کہف سے لے کر سورۃ سبا تک ہے ۔ اس میں ذکر اکثر یہ ہوگا کہ برکات دہندہ وہی ہے اور تخت بادشاہی پر خود آپ ہی ہے ۔ لہذا سب کچھ دینے والا وہی ہے ۔ اور چوتھا حصہ سورۃ سبا سے لے کر آخر تک ہے اس میں اکثر احوال قیامت کا ذکر اکثر ہوگا جب یہ معلوم ہو گیا کہ قرآن کے چار حصے ہیں تو یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ قرآن شریف کا خلاصہ حوامیم ہیں جیسا کہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ لکل شی لباب ولباب القرآن الحوامیم ۔ اور حوامیم کا مبدء سورۃ زمر ہے جب یہ بات مقرر ہو گئی اب یہ بھی معلوم کرنا چاہیئے کہ سورۃ فاتحہ میں بھی یہی سب امور مذکور ہیں ۔ یہاں حصہ الحمد للہ سے مذکور ہے کیونکہ اللہ سے مراد وصف مشہور ہے ۔ جیسا کہ لکل فرعون موسیٰ سے لکل مبطل محق ۔ مراد لیتے ہیں لہذا اس جگہ مراد الحمد للہ سے الحمد للخالق ۔ یعنی سب صفات الٰہیہ اس ذات کیواسطے ثابت ہیں جو کہ پیدا کرنے والا ہے ۔ اور دوسرا مرتبہ رب العلمین سے مذکور ہے یعنی پیدا کرنے کے بعد تربیت کنندہ بھی وہی اور دینے والا بھی وہی ہے اور تیسرا مرتبہ الرحمن الرحیم سے مذکور ہے ۔ اور رحیم صیغہ صفت مشبہ کا ہے یعنی بالطبع ہے یعنی رحم اسکی ذات پاک کو لازم ہے ۔ اور یہی فرق ان دونوں کے مابین مدارک نے کہا ہے کہ ہر دو صیغے صفت کے ہیں ۔ احدھما ادق من الاخر ہے ۔ اور جو فرق کہ مشہور ہے کہ رحمن کا معنی دنیا اور آخرت میں رزق دینے والا اور رحیم کا معنی آخرت میں دینے والا خاص مومنین کو وہی ہے ۔ یہ فرق معتمد بہ نہیں ہے لہذا جب دونوں کا معنی معلوم ہو چکا تو یہی حاصل ہوا کہ تخت بادشاہی پر آپ ہے ۔ اور برکات دہندہ وہی ہے ۔ اور اس کے واسطے رحیم علت ہے جیسا کہ سورۃ سبا کے ابتدا میں ھوالرحیم الغفور علت ہے ۔ برکات دہندہ ہونے کے واسطے ۔ اور چوتھا حصہ مالک یوم الدین سے مذکور ہے یعنی مالک یوم الجزا کا خود ہے اور شفیع قہری کوئی نہیں ہے ۔ اس جگہ چار حصے مذکور ہوئے اور اس کے بعد ایاک نعبد سے خلاصہ سورۃ زمر کا بیان کیا گیا کیونکہ سورۃ زمر کا خلاصہ فاعبد اللہ مخلصین لہ الدین ہے اور ایاک نستعین سے خلاصہ حوامیم کا ذکر کیا گیا ہے یعنی قضاء حاجات میں تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تجھ کو ہی پکارتے ہیں اور یہی خلاصہ حوامیم کا ہے جیسا کہ حم مومن میں مذکور ہے ۔ فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرین پس اب سورۃ فاتحہ کا خلاصہ ہونا واسطے قرآن شریف کے ظاہر ہو گیا ۔ کیونکہ اولاً سب قرآن کے حصص مذکور ہو گئے ہیں

اور پھر اس کے بعد لباب القرآن کا خلاصہ بھی مذکور ہو گیا۔ اور لباب القرآن کے مبدء کا خلاصہ بھی مذکور ہو گیا۔ اب یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ سورۃ فاتحہ کا خلاصہ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں ہے۔ کیونکہ اس میں ان حصص میں سے دو حصے ذکر کئے گئے ہیں اول اور ثالث اور درمیان میں دوسرا ترک کیا گیا ہے۔ لہذا وہ بھی ضمناً مذکور ہو گیا جیسا کہ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں ابتداء اور انتہا کا مالک ہے۔ یعنی تمام کا مالک ہے۔ اور با، جارہ کا متعلق استعین محذوف ہے یعنی تجھ سے ہی مانگتے ہیں۔ اور تجھ کو ہی پکارتے ہیں۔ یہ خلاصہ حم والا بھی آگیا ہے۔ اور جس وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم کو شروع کیا جائے تو ابتدا میں ہی ا رجارہ کے متعلق کا خیال آتا ہے کہ استعین مقدر ہے۔ لہذا با، میں اصل خلاصہ اور مدعا مذکور ہو گیا اب اس مقام میں ایک اعتراض قوی وارد ہوتا ہے کہ سورۃ فاتحہ کو خلاصہ قرآن کا بنانا غلط ہے۔ کیونکہ قرآن میں تو باقی احکام مثلاً آپس میں قتل نہ کرو اور ایک دوسرے کا مال نکھاؤ۔ اور حج اور طلاق وغیرہ کے احکام کا بھی ذکر ہے۔ حالانکہ اُنکے متعلق فاتحہ میں تو کوئی ذکر نہیں آیا۔ الجواب حاصل یہ ہے کہ باقی احکام سے بھی غرض صرف توحید ہوتی ہے۔ جیسا کہ سورۃ بقر کا مجمل خلاصہ یہ ہے کہ ابتداء سے پہلے توطیہ تمہید بیان کرکے یا ایھا الناس اعبدوا سے لے کر واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا ولا یقبل منھا عدل ولا تنفعھا شفاعۃ ولا ھم ینصرون۔ تک توحید کا ذکر ہے۔ اور پھر اس کے بعد واذ ابتلی ابراھیم سے لے کر آخر پارہ تک اثبات رسالت کا ذکر ہے اور پھر اس کے بعد سیقول سے لے کر خالدین فیھا لا یخفف عنھم العذاب ولا ھم ینظرون تک دفع شبہ ہے اور اسکے بعد واللہ واحد لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم سے لے کر یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی الحر بالحر رکوع ۱۲ تک شرک فعلی کی نفی ہے حاصل ان ارباع خمسہ میں توحید کا ذکر ہے اور اُسکے بعد والے ارباع خمسہ میں ذکر احکام کا ہے لیکن یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم القصاص سے لے کر ان اللہ غفور الرحیم تک یہ ذکر ہوا کہ آپس میں قتل نہ کرو اور مال غیر کا نہ کھاؤ۔ اور پھر یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام والے رکوع میں مسئلہ صوم کا ذکر کرکے آخر لا تاکلوا اموالکم بالباطل تک بیان کیا گیا کہ غیر کا مال نہ کھاؤ۔ اور درمیان میں صوم کا اس واسطے ذکر کیا گیا کہ صوم کیوجہ سے ان دونوں امور سے محفوظ رہو گے یہ ایک علاج بتلایا گیا۔ اور اس کے بعد وقاتلوا فی سبیل اللہ سے ذکر کیا گیا آپس میں قتال نہ کرو اور مال بھی نہ کھاؤ۔ اور تمہارا فرض منصبی یہ ہے کہ اللہ کے رستے میں قتال کرو اور پھر حج کا ذکر کیا گیا اس واسطے کہ تم اس جگہ جاکر دعا مانگو کہ اے اللہ ہم کو کفار پر فتح بخش جیسا کہ جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس سورۃ مائدہ سیپارہ ۷ سے معلوم ہوتا ہے اور درمیان میں نکاح اور طلاق کا مسئلہ ذکر کیا تاکہ تمہارا آپس میں انتظام رہے پھر حکم فرمایا کہ کافروں کے ساتھ قتال کرو۔ اور بیع اور شراء کے احکام بیان کرکے پھر قتال کا حکم دیا گیا حاصل یہ کہ ان ارباع خمسہ میں آپس میں قتال نہ کرنے کا حکم اور مال نہ کھانے کا حکم اور نکاح اور طلاق اور بیع شراء کے احکام واسطے انتظام اور توافق کے آپس میں بتلائے گئے یعنی تاکہ مسلمانوں کا آپس میں توافق ہو تاکہ کفار کے ساتھ جنگ میں باتفاق اور یکدل ہو کر قتال کریں اور حکم قتال کا ہر ایک مسئلہ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے پس معلوم ہوا کہ ان امور کا ذکر کرنا مقصودی نہیں ہے۔ بلکہ غرض ان سے توافق کی ہے کہ بغیر موافقت کے جنگ نہیں ہو سکتی غرض اصلی قتال ہے اور قتال سے غرض شرک کی نفی اور اثبات وحدانیت باری تعالیٰ کی ہے۔ لہذا اخیر میں جب یہ ثابت ہوا کہ غرض محض توحید ہے اسی واسطے سورۃ فاتحہ کو خلاصہ قرآن قرار دیا گیا ہے۔ ع

بس کم خود زیرکاں را ایں بس است

التحقیق سورہ فاتحہ) الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین الخ الحمد کا معنی جیسا کہ مشہور ہے کہ ہر حمد ہر ایک حامد سے ہر ایک زمانے میں خاص ہے واسطے اللہ کے۔ جیسا کہ فاضل لاری نے کہا ہے اس معنی پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ کئی مخلوقات واسطے کفار کے کئے جاتے ہیں اور کئی صفات کار یگروں کیلئے کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح کفار اپنے اصنام کی صفت کیا کرتے ہیں۔ کیا یہ سب اوصاف صفات اللہ کے لئے ہیں (نعوذ باللہ من ذلک) اس کا جواب صاحب شرح شرح ماۃ عامل نے دیا ہے کہ تمام مخلوقات مصنوع ہیں اور باری تعالے اوصاف باری تعالے کے اوصاف ہونگے لیکن نہایت تعجب کا مقام ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ صانع تو بے شک ہے لیکن اوصاف مخلوق کے باری تعالیٰ کے اوصاف کس طرح ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں کبڈی اچھی کھیلا ہے۔ کھانا اچھا کھا لیتا ہے علی ہذا القیاس باقی بافعال نفسانی آدمی تو متصف ہوتا ہے کیا پھر خدا تعالیٰ بھی نعوذ باللہ موصوف ہو گیا ہے۔ نعوذ باللہ من ھذہ الاقوال القبیحۃ التی لا یلیق بشان اللہ تعالیٰ علوا کبیرا۔ بلکہ معنی حق یہ ہے کہ صفات فاعلیہ خاص اللہ کے واسطے ثابت ہیں یعنی خالقیت رازقیت وغیرہ اللہ کے واسطے ثابت ہیں اصنام وغیرہ کے لئے نہیں ہیں یعنی اے کفار مکہ جو تم اوصاف اپنے اصنام کی کرتے ہو ایسے اوصاف جو کہ خاص ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ انکے واسطے ثابت نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کیواسطے ثابت ہیں۔ پھر اس کے بعد رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین سے علۃ بیان کی گئی ہے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ پہلے حکم بیان کرکے متصل اسکی علۃ بیان کیجاتی ہے یا وجہ بیان کی جاتی ہے جو بمنزلہ علۃ ہوتی ہے یعنی یہ اوصاف اللہ کے واسطے ثابت ہیں کیونکہ تربیت کنندہ صرف وہی ہے۔ اور تخت بادشاہی پر وہی ہے، اور مالک یوم الجزا کا بھی وہی ہے دوسرا کوئی نہیں تاکہ اس کے واسطے بھی یہی اوصاف ثابت ہوں فانظر فی ھذا المقام بالنظر العمیق حتی یاتی لک التحقیق ھذا من سر لۃ الاقدام۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ ثمرہ ہے ماقبل کا یعنی جب اوصاف الٰہیہ اللہ کے واسطے ہیں یعنی رب العلمین اور رحمن رحیم اور مالک یوم الدین وہی ہے تو لوا ایاک نعبد وایاک نستعین۔ العبادۃ لغت میں غایت التعظیم کو کہتے ہیں اور ہندی میں اس کا معنی بندگی ہے یعنی اعتقاد کرنا کہ متصرف یعنی مارنے والا زندہ کرنے والا رزق دینے والا امر مثل ان کے ایک اللہ تعالیٰ ہے اس کا نام عبادۃ اعتقادیہ ہے۔ اور جو فعل تعظیم پیدا ہو اس اعتقاد سے وہ عبادت عملیہ ہے اور یہی فرق ہے درمیان تعظیم اور عبادت کے یعنی فارق درمیان دونوں کے محض نیت ہے یعنی جو تعظیم کسی چیز کی باعتقاد صفات الوہیہ کرے وہ عبادت ہے تعظیم نہیں ہے۔ اور جو کسی کو خالق یا تربیت کنندہ یا شفیع غالب یا حاضر ناظر عالم مغیبات خیال کرے یہ شرک فی الاعتقاد ہے۔ اور جو فعل تعظیم ناشی اس اعتقاد سے ہو تو وہ شرک فی الاعمال ہے۔ جیسا کہ اگر بت کی تعظیم کسے اس اعتقاد کے ساتھ جاوے تو یہ شرک ہے۔ باقی فعل علی ہذا القیاس اور اگر فعل تعظیم ناشی اس اعتقاد سے نہ ہو تو وہ تعظیم ہے شرک نہیں ہے جیسا کہ استاذ اور پیر کیواسطے دست میں دو زانو ہو کر قعود کرے لیکن اگر اصنام کے آگے اسی طرح کرے تو شرک ہو گا۔ پیر استاذ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دے تو شرک نہیں ہے تعظیم ہے لیکن چند افعال تعظیم بھی شریعت محمدی میں حالتاً منع ہے۔ مثلاً صف بغیر اللہ تعظیم اصنام اگرچہ اعتقاد شرکیہ نہ ہوں۔ بلکہ تصویر ذی روح کی بنانا بھی منع ہے اور اسی طرح سجدہ تعظیم سوا اللہ کے اور کو منع ہے اور جو اعتراض بعض نے کیا ہے۔ اور سجدہ بغیر اللہ جائز کیا ہے اور کہا ہے کہ دلیل قرآن سے۔ آیت واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا

ابلیس - اور کہا یہ نص قطعی ہے۔ اور اس کی ناسخ حدیث نہیں ہو سکتی۔ اور قرآن میں بھی کوئی آیت اس کی ناسخ نہیں آئی اسی طرح اولیا کرام سابقہ سے بھی نقل کیا ہے کہ لوگ انکو سجدہ کرتے تھے اور انہوں نے منع نہ کیا یہ سب غلط فاحش ہے کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ وہ حکم میں ایک تو یہ حکم سابق جو ملائک کو کیا گیا تھا۔ وہ تو بے شک قطعی ہے اور ایک یہ ہے کہ ہم پر سجدہ کرنا بوجہ حکم سابق کے واجب ہو یہ بالکل قطعی نہیں بلکہ یہ قیاسی مسئلہ ہے اس میں اصولیوں کا نزاع ہے آیا ہمارے واسطے احکام سابقہ پر عمل کرنا ضروری ہے یا نہیں اور دوسرا اولیا سابقہ کی لوگوں نے قدمبوسی کی ہے اس سے سجدہ تعظیم نکال لیا۔ اور اگر فی الواقع سجدہ تعظیم لوگوں نے کیا بھی ہے تو امر ممنوع کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اور دوسرا ہم الزامی جواب دیتے ہیں کہ قرآن میں تو احل لکم ما وراء ذلکم آیا ہے اور یہ حکم قطعی ہے اور ناسخ اس کی آپ کے زعم میں حدیث تو نہیں ہو سکتی لہذا آپ کے نزدیک سب رضاعیات ماسوا مذکورہ فی القرآن کے ساتھ نکاح جائز ہوا۔ اور قرآن میں ہے لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم۔ سکتے وغیرہ کی حرمت کا صریحاً ذکر نہیں آیا۔ اور حدیث سے تو نسخ خصوص آپ کے نزدیک بالکل ہو نہیں سکتی لہذا کتا کھانا آپ کے نزدیک جائز ہوگا۔ حاصل یہ ہے کہ سجدہ تعظیم بالکل ممنوع ہے۔ اسی واسطے رسول اللہ صلعم نے صحابہ کرام کو اپنے آگے سجدہ کرنے سے منع کیا تھا۔ معلوم نہیں کہ کیا خیال کیا ہے یا اس کی ہوش ماری گئی ہے بلکہ بات یہ ہے کہ جس پر مہر جہالت کی جب لگ جائے تو ایسے امور خلاف نص قطعی کے کہنے لگتا ہے۔ ایاک نعبد وایاک نستعین کا معنی یہ ہوگا کہ تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور قضاء حاجات میں تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ اور عبادت کی بڑی شاخ ندا کرنا قضائے حاجات میں ہے۔ اسی واسطے حدیث شریف میں آیا ہے۔ الدعاء مخ العبادة اور ان الذین یستکبرون عن عبادتی کا معنی منقول از رسول اللہ صلعم باسناد مرفوع عن دعای ہے۔ رواہ ابن جریر مرفوعاً۔ پس حاصل یہ ہوا کہ غیر کو خواہ جن ہو یا ملائک یا ولی یا صنم ہو قضائے حاجات کیواسطے پکارنا کفر اور شرک ہے۔ جیسا کہ سورت فاطر میں ہے۔ ان تدعوھم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم ویوم القیامة یکفرون بشرککم سے معلوم ہوتا ہے کہ قضائے حاجات میں بلانا خاصہ اللہ تعالی کا ہے کما قال اللہ تعالی فی سورۃ الاعراف وللہ الاسماء الحسنی فادعوہ بھا اے لاغیرہ وادعوہ خوفاً وطمعاً اے خاصة لاغیرہ۔ فی سورت البقرہ ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً یحبونھم کحب اللہ۔ یعنی قضائے حاجات میں غیر کو پکارتے ہیں۔ حالانکہ یہ خاصہ اللہ پاک کا ہے۔ وقال شرکاءھم ما کنتم ایانا تعبدون فکفی باللہ شھیداً بیننا وبینکم ان کنا عن عبادتکم لغافلین۔ پچاس سورتوں میں اسی دعوی کا ذکر ہے اور اسی پر دار و مدار کفر اور شرک کی ہے اور ایاک نعبد وایاک نستعین کا معنی یہ نہیں کہ مطلق امور غیر اللہ سے طلب کرنے ناجائز ہیں۔ جیسا کہ بعض نے لکھا ہے اور پھر خود ہی اعتراض کیا کہ لوگ ایک دوسرے سے پانی وغیرہ اشیا جو مانگتے ہیں ناجائز ہوگا۔ اور خود ہی جواب دیا کہ یہ مظہر ہیں یعنی دینے والے کو بھی اللہ نے قوت دی ہے۔ اور بذاتہ اس میں قوت نہیں ہے اور حاصل یہ نکالا کہ غیر کو خالق سمجھنا کفر ہے۔ اور بقوت خداداد کے کوئی کام کسی کا کرے اور اس سے استعانت کیجائے تو جائز ہے۔ اسی معنی کو پکڑ کر اس زمانے کے بعض علما نے یہ مسئلہ نکالا کہ غیر کو پکارنا بھی قضائے حاجات میں جائز ہے کیونکہ ان کو بھی بذاتہ قوت نہیں ہے بلکہ خداداد قدرت ہوتی ہے لیکن اپنے آپ سے معنی کرنے اور مسئلے نکالنے سراسر غلطی ہے کیونکہ ہم کہتے آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک دوسرے سے پانی وغیرہ اصحاب کرام طلب نہیں کرتے تھے۔ اگر طلب کرتے تھے تو وہ مظہر وغیرہ کا خیال کرکے طلب کرتے تھے اور قرآن میں بار بار آیا ہے ولا یحض علی طعام المسکین ویمنعون الماعون آیا یہی حکم

اس وقت تھی اور آیا ان کو کہا گیا تھا۔ کہ ایک دوسرے سے پانی وغیرہ طلب کریں تو مظہر کا خیال کرکے طلب کریں۔ اگر مظہر کا خیال کرکے طلب کرنا جائز ہو تو سب امور اصنام سے بھی طلب کرنے جائز ہونگے۔ کیونکہ کفار اس وقت خالق تو اصنام کو نہیں جانتے تھے جیسا کہ حکایت کی گئی ان سے یہ کہ ما نعبدھم الا لیقربونا۔ ولئن سالتھم من خلقھم لیقولن اللہ۔ خالق تو خود خدا صاحب کو جانتے تھے آیا پھر ما بین مسلمانوں اور کفار کے فرق کیا رہا جب مسلمانوں کے واسطے استعانت غیر اللہ سے جائز ہو گئی جیسا کہ کفار اصنام سے قضائے حاجات غائبانہ طلب کرتے تھے اور آج کل بھی کرتے ہیں۔ وہ کفار بھی یہ خیال نہ کرتے تھے کہ یہ خالق ہیں نعوذ باللہ بلکہ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ میں نفی اس بات کی گئی ہے کہ قضائے حاجات میں غائبانہ غیر کو نہ پکارنا۔ جیسا کہ کفار مکہ پکارتے تھے لہذا یہ معنی خاص کرینگے۔ اور ظاہری استعانت کی منع مراد نہیں ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نیک آدمی کی قبر ستر گز فراخ ہو جاتی ہے اور کفار کی تنگ ہوتی ہے اس سے مراد بھی ظاہری فراخی نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اس کو آسانی ہوتی ہے بخلاف کفار کے۔ اور فراخی سے مراد وہ فراخی نہیں جو ہمیں نظر آتی ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ اے اللہ محکم رکھ صراط مستقیم پر یعنی ایاک نعبد وایاک نستعین پر اور الصراط میں الف لام عہد خارجی ہے اور مراد ایاک نعبد وایاک نستعین والا رستہ مراد ہے۔ اور دوسرا معنی یہ ہے کہ اے اللہ دکھا رستہ مستقیم وہ رستہ جو کہ تیرے منعم علیہم والا ہے اور منعم علیہ سے مراد نبیین اور صالحین ہیں جیسا کہ اولئک الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء سے معلوم ہوتا ہے اس معنی بموجب ہدایت سے مراد ہدایت کاملہ ہوگی۔ جیسا کہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا (عنکبوت) سے مراد ہدایت کاملہ ہے اور یہاں اھدنا علیک وھدیک صراطا مستقیما میں بھی ہدایت کاملہ مراد ہے وربطنا علی قلوبھم سے مراد بھی یہ ہے کہ پہلے ہدایت کرتے کرتے پھر اپنا مقبول بندہ بنالیا۔ جیسا کہ مقابلے اس کے کافر ہے مگر اسی کرتے کرتے اللہ تعالیٰ مہر جباریت کی اس پر مار دیتا ہے جس طرح ہدایت کے دو مرتبے اور دو معنی ہیں اسی طرح ایمان کے بھی تین معنی اور مراتب ہیں جیسا کہ سورت مائدہ سے معلوم ہوتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ لیس علی الذین امنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا وامنوا وعملوا الصالحات ثم اتقوا وامنوا ثم اتقوا واحسنوا واللہ یحب المحسنین۔ اس میں پہلے اذا ما اتقوا سے مراد اتقوا عن الشرک ہے۔ کیونکہ شرک سے بچنا اولاً ضروری امر ہے اور پھر ثم اتقوا آمنوا سے مراد ایمان کامل ہے جیسا کہ سورت حجرات سے اس کا معنی معلوم ہوتا ہے۔ انما المومنون الذین امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصادقون۔ اور پھر ثم اتقوا واحسنوا سے مرتبہ اعلیٰ بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ مخلص اور مخلص میں فرق ہے۔ کیونکہ مخلص وہ ہیں جو کہ خدا تعالیٰ انکے دل پر ربط کر دے اور اپنا مقبول بنا لے اور مخلص وہ ہیں جو کہ خود عبادت کرنے والے ہیں اور یہی فرق ہے درمیان مراد ان اور مریدین کے۔ صراط الذین انعمت علیھم اس سے مراد یا تو عام معنی مراد ہے اور یا خاص نبیین اور جیسا کہ اولئک الذین انعم اللہ الخ سے معلوم ہوتا ہے۔ اور یہی معنی اس جگہ مناسب ہیں کیونکہ اھدنا الصراط المستقیم سے شخص جب دعا مانگتا ہے تو پہلے مومن تو ہوتا ہے لہذا اس دعا سے ترقی کرتا ہے۔ اور یہی مراد ہے۔ قال اللہ وربطنا علی قلوبھم یعنی اپنا مقبول بندہ بنالئے مقابل کفار مغضوب علیہ کے اور اسی طرح حدیث شریف میں بھی یہی معنی مراد ہے۔ واعملوا ما شئتم قد غفرت لکم۔ یہ جنگ بدر والوں کے حق میں کہا گیا۔ ہاں اگر معنی عام مراد لیں تو یہ معنی ہوگا اے اللہ منعم علیہ والے لوگوں کے

رستے پر محفوظ رکھ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ یعنی مغضوب علیہم اور ضالین والے راستے نہ دکھا۔ اور مغضوب علیہم سے مراد وہ ہیں جن پر مہر جباریت کی ماری گئی ہو۔ اور ضالین سے مراد وہ ہیں جو گمراہ ہوں لیکن مہر جباریت کی نہ ماری گئی ہو جیسا کہ انعمت علیہم سے مراد خاص ہیں اور مراد بھی یہی ہے اور یا عام ہیں اسی طرح انکے ہر ایک کے مقابلہ ذکر کئے گئے ہیں۔ خاص کے مقابل مغضوب علیہم ہے اور عام کے مقابل الضالین ہے تین فریق کا اس جگہ ذکر ہوا ایک منعم علیہم دوسرا مغضوب علیہم جنپر مہر جباریت کی لگ گئی ہو۔ اور تیسرا فریق جو کہ ضالین یعنی گمراہ ہوں لیکن مہر جباریت کی نہ لگی ہو اور ان تینوں فریقوں کا حال اب سورہ بقر کے ابتدا میں شروع ہوگا۔ یعنی ابتدا سے لے کر [illegible] تک پہلے فرقے کا اور اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے دوسرے فرقے کا وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ تک اور مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ سے وَمَا کَانُوْا مُھْتَدِیْنَ تک تیسرے فرقے کا بیان ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورہ بقرۃ مدنیۃ

الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تک توطیہ تمہید ہے جیسا کہ طریقہ واعظین کا ہوتا ہے کہ اپنے وعظ سے پہلے توطیہ تمہید بیان کرتے ہیں۔ اس میں ذکر تین فریق کا ہے جو کہ سورۃ فاتحہ میں۔ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ الخ سے مذکور ہیں۔ اور ذکر اس جگہ علی طریق اللف والنشر المرتب ہوگا۔ اول فریق یعنی مومنوں کا ذکر وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک ہے حاصل یہ ہے کہ یہ کتاب ہادی ان کے واسطے ہے جو کہ متقی ہوں اور وہ دو قسم ہیں ایک تو وہ کہ جن میں تین اوصاف موجود ہیں۔ ایمان بالغیب۔ اقامۃ الصلوٰۃ۔ انفاق المال فی سبیل اللہ۔ یہ سب مرتب ہیں۔ کیونکہ اول تو ایمان بالغیب ضروری ہے پھر اقامۃ الصلوٰۃ۔ پھر انفاق المال فی سبیل اللہ۔ اور دوسرا قسم وہ ہے جو کہ اہل کتاب ہیں۔ جو اپنی کتاب کے ساتھ اور قرآن شریف کے ساتھ ایمان لائے ہیں۔ یہ دونوں ہدایت پر ہیں اور مفلح فی الجنۃ ہوں گے۔ فریق ثانی کا ذکر اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے لے کر وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ تک ہے یعنی وہ کافر جن پر مہر جباریت کی لگ گئی ہے۔ اب وہ ایمان لا بھی نہیں سکتے اور تیسرے فریق وَمِنَ النَّاسِ سے لے کر وَمَا کَانُوْا مُھْتَدِیْنَ تک ہیں یعنی ظاہر مومن کہلاتے ہیں اور واقعہ میں کافر ہیں۔ اور ابھی تک مہر جباریت کی نہیں لگی اور پھر مَثَلُھُمْ کَمَثَلِ الَّذِیْنَ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تک دو فریق آخروں کی مثال علی سبیل اللف والنشر المرتب بیان کی گئی واسطے وضاحت کے۔ مثال کافروں کی ھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ تک ہے یعنی یہ کافر ایسے ہیں جیسا کہ ایک شخص نے آگ جلائی ہو اور اس جگہ چند آدمی بیٹھے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو اندھا کر دے وہ لوگ اس آگ سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اَلَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا سے مراد رسول اللہ صلعم ہیں یعنی وہ معجزات دکھاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر مہر جباریت کی مار دی ہے ان معجزات سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ یعنی ایمان نہیں قبول کرتے۔ اس تقریر سے معلوم ہو گیا۔ کہ اَلَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَھَبَ اللّٰہُ بِنُوْرِھِمْ میں ادماج ہے اصل میں اسی طرح ہے۔ اَلَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا وفی ھذا الموضع رجال قاعدون فَلَمَّآ اَضَآءَتْ الخ مثال دوسرے نوع یعنی منافقوں کی اَوْ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تک ہے اور انکی دو مثالیں بیان کیں۔ اول وَاللّٰہُ مُحِیْطٌ بِالْکَافِرِیْنَ تک جس کا حاصل یہ ہے کہ ان منافقوں کی مثال ایسے ہے جیسا کہ بارش اور اندھیری سخت ہو اور رعد اور بجلی بھی ہو اور اس میں کئی آدمی ہوں اُن کو مناسب تو یہ تھا کہ رعد کی طرف کان لگاتے اور سمجھتے کہ اب بارش اور ژالہ آنے والا ہے کوئی جگہ بچنے کی ڈھونڈھیں۔ اور یہ آواز بھی نہیں سنتے بلکہ کانوں میں انگلیاں ڈالتے ہیں تاکہ ہم اس خوف کو سن کر ایمان نہ لا بیٹھیں۔ ایمان کو تو موت جانتے ہیں صواعق یعنی سخت آواز رعد وَاللّٰہُ مُحِیْطٌ بِالْکَافِرِیْنَ اسے یعنی ہم اس تقریر سے معلوم ہوگیا۔ اَوْ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ یَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ میں ادماج ہے اصل میں اَوْ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّفِیْهِ رجال قاعدون یَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ الخ ہے اور دوسری مثال یکاد البرق سے بیان کی گئی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ منافق ایسے ہیں جیسا کہ سخت بجلی ہو جو کہ حیران کرنیوالے ہو اور اس میں کئی آدمی ہوں ان کو یہ مناسب تھا کہ جس وقت بجلی چمکتی تو وہ روشنی میں اپنے مامن کو دیکھتے۔ اور جس وقت اندھیرا ہو جاتا تو بھی اسی طرف چل پڑتے تاکہ اپنی جان کو بچا لیتے۔ یہ بجائے اس کے جس وقت روشنی ہوتی ہے تو تھوڑا سا چل پڑتے ہیں اور جس وقت اندھیرا ہو جاتا ہے اس وقت ٹھہر جاتے ہیں۔ یہ منافق بھی اسی طرح ہیں کیونکہ ان کو مناسب تو یہ تھا کہ جس وقت معجزات دیکھتے تو ایمان لاتے تاکہ عذاب الٰہی سے امن میں ہو جاتے۔ کیونکہ ہر امر کے واسطے تو معجزات نہیں دکھلائے جاتے اور یہ لوگ جس وقت معجزات دیکھتے ہیں تو کچھ تھوڑا سا ایمان کی طرف مائل ہوتے ہیں اس کے بعد پھر اسی نفاق میں پڑ جاتے ہیں اور پھر وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ دونوں مثالوں پر علی سبیل اللف والنشر المرتب مرتب ہے۔ تحقیق امور ضروریہ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ اسجگہ بندہ پر ایک شخص نے سوال کیا تھا کہ ریب تو جملہ اور قضیہ میں ہوتا ہے۔ اور کتاب مفرد ہے جواب یہ ہے کہ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ مبتدا ہے هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ خبر ہے اور لَا رَیْبَ فِیْهِ جملہ معترضہ ہے اب قضیہ ہوگیا پس اس ترکیب سے کئی اعتراض رفع ہوگئے۔ جیسا کہ تفسیروں میں ہیں اور دوسرا یہ ہے کہ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ پر لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ متقین کو ہدایت کرنے کا کیا معنی ہے اور دوسرا خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ پر اعتراض ہوتا ہے کہ ان کا کیا گناہ ہوا جب کہ اللہ تعالیٰ نے خود ان پر مہر لگا دی ہے۔ الجواب یہ کہ متقین سے مراد وہ ہیں جو کہ ضدی نہ ہوں اور انابت کریں۔ وَمَا یَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب کوئی انسان بار بار گناہ کرے اور انابت نہ کرے اور اس پر مصر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر مہر مار دیتا ہے۔ قال تعالیٰ مَا یُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ اب اللہ تعالیٰ پر کوئی اعتراض نہ ہوا شعر

این ہمہ معنی جباریست　　معنی جباریت رازاریست

ترکیب الفاظ و معانی۔ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ یعنی علیحدہ ہوتے ہیں درانحال کہ جانے والے ہوتے ہیں طرف شیاطین کے وَیَمُدُّهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ یعنی لے جاتا ہے اللہ ان کو طغیان میں درانحال کہ سرگردان ہوتے ہیں لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ یعنی کان تو اللہ تعالیٰ نے اس واسطے دیئے ہیں کہ ان کے تخویفات کو سنتے اور آنکھیں اس واسطے دی ہیں کہ ان سے مامن اپنے کو دیکھتے اور یہ لوگ ان کو اپنی جگہ پر استعمال نہیں کرتے اگر اللہ کی مرضی ہوئی تو ہمت ایمان کی ان سے چھین لے گا۔ پس ان تقریرات سے معلوم ہوگیا کہ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ منافقوں کی دونوں مثالوں کے ساتھ علی سبیل

اللف والنشر المرتب مرتبط ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ ان فریق کا حال بتلایا گیا واسطے توطیہ تمہید کے اور واسطے بیان کرنے اسباب کے کہ آگے جو دعوی آرہا ہے کون تسلیم کرینگے اور کون نہ کریں گے۔ اور یہی تین فریق سورت فاتحہ کے آخر میں ذکر کئے گئے تھے۔ اس جگہ ان کا حال بیان کرنے کے واسطے علی سبیل اللف والنشر المرتب ان کا اعادہ کیا گیا ہے اور دونوں طریقوں کی مثالیں بیان کی گئیں علی سبیل اللف والنشر المرتب۔ پھر منافقوں کی دونوں مثالوں پر وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ مرتب کیا گیا۔ علی سبیل اللف والنشر المرتب یَا اَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ سے لے کر اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِیْنَ تک دو ام بیان کئے بعد توطیہ تمہید کے ایک تو دعوی اصلی اور اس کے واسطے دلائل عقلیہ اور دوسرا صداقت رسول صلعم دعوی اصلی اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ یعنی ایک اللہ کی عبادت کرو۔ اور دلائل عقلیہ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ سے لے کر رِزْقًا لَّكُمْ تک ہے کیونکہ علم اصول میں ثابت کیا گیا ہے کہ دعوی کے بعد موصول مع صلہ علت ہوتی ہے واسطے سابق کے۔ حاصل یہ ہے کہ تمہارا اور تمہارے ابا اجداد کا پیدا کرنے والا اور تربیت کنندہ وہی ہے۔ اور فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا سے نتیجہ نکالا گیا ہے۔ بعد دلائل بیان کرنے کے نتیجہ نکالنے کی وجہ یہ ہے کہ اعتراض پڑتا تھا۔ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ پر کہ وہ اللہ کی عبادت تو کرتے تھے پھر یہ حکم کیوں کیا گیا۔ جواب یہ ہے کہ خدا کی عبادت کرتے تھے اور غیر اللہ کی عبادت بھی کرتے تھے لہذا فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا سے تغیر کی گئی ہے اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ کی واسطے دفع کرنے اس اعتراض کے۔ اور اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ سے لے کر اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِیْنَ تک صداقت رسول بیان کی گئی ہے یعنی تم کو اس کتاب منزل علی الرسول میں کوئی شک ہو تو تم اپنے معبودوں کو جنکو حاضر ناظر جانتے ہو بلاؤ سب ملکر اس کتاب جیسے کوئی کتاب بنالائیں۔ **تحقیق مقام برائے تنویر**۔ اس جگہ مفسرین یہ معنی کرتے ہیں کہ قرآن بلیغ اور فصیح کلام ہے اس کی مثل کوئی ایسی بلیغ اور فصیح کلام لاؤ۔ لیکن یہ خیال کرنا چاہئے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت اور بلاغت سے نہ تھا کیونکہ قرآن خاص واسطے کفار فصحاء بلغاء کے نہیں آیا تھا۔ اور یہ کمال بھی نہیں ہے بلکہ کمال تو اس میں ہے کہ ایسے مضمون والی کتاب کوئی لے آوے۔ مثلاً جس میں امور ماضیہ کی خبر مطابق واقعہ کے ہو معنی یہ ہوگا کہ اگر تم صادق ہو تو تم ایسے مضمون والی کتاب کوئی لے آؤ۔ یا ایسا امی جیسا آدمی سے لے آؤ۔ اور فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا سے لے کر وَهُمْ فِیْهَا خَالِدُوْنَ تک تخویف بیان کی گئی۔ نہ ماننے والوں کے واسطے۔ اور ماننے والوں کو بشارت دی گئی ہے دعوی مع الدلائل اور صداقت رسول صلعم کی بیان ہوگئی ہے تخویف اور بشارت کے ساتھ۔ آگے دعوی کے متعلقات بیان کئے گئے ہیں۔ اور اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً سے لے کر اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ تک دعوے کے متعلق کلام ہے۔ یعنی کفار کے شبہ کا جواب دیا گیا کہ وہ کہتے تھے کہ ہم اس کتاب کے دعوے کو نہیں مانتے یہ منزل من اللہ نہیں ہے اس واسطے کہ اللہ کو مچھر جیسے اشیاء سے مثال بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کہا گیا کہ یہ محض آزمائش ہے واسطے کفار اور مومنوں کے۔ **معانی الفاظ** مَاذَا اَرَادَ اللّٰهُ مَثَلًا کیا ارادہ کرتا ہے ایسی بات بیان کرنے سے کہ حال ہونے اسباب کے کہ ایک اوپری بات ہے۔ عهد الله اے ما عهد الله الیهم۔ كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ سے لے کر وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ تک متعلق دعوی اصلی یعنی اُعْبُدُوْا رَبَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کے ہے یعنی کس حال سے اللہ کے انداد بناتے ہو۔ حالانکہ بھی وممیت تمہارا وہی ہے اور خالق لکل شئی و عالم بکل شئی بھی

وہی ہے یہ دوامر کسی غیر میں نہیں پائے جاتے تو پھر غیر اللہ کو معبود کس طرح بناتے ہو **تحقیق آیت**۔ هُوَ الَّذِیْ سے لے کر وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ تک حصر ہے کیونکہ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ کا عطف خَلَقَ لَكُمْ پر ہے۔ اور هُوَ الَّذِیْ کے نیچے داخل ہے اور یہ قرآن شریف کا قاعدہ ہے اگر اول کلام میں حصر لایا جاوے تو پھر بعد اس کے جو کلام اس کے متعلق ہوتی ہے اس میں بھی حصر ہوا کرتا ہے۔ اور خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ سب اشیا تو لوگوں کے واسطے نہیں پیدا کئے ہیں لہٰذا مافی الارض سے مراد انعامات ہیں اور مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا متعلق ہے لَكُمْ کے یعنی انعام جو کہ تمہارے واسطے ہیں معنی یہ ہوگا کہ سب انعام جو ہیں تمہارے واسطے اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں تائید اس کی (ما بکم من نعمۃ فمن اللہ) ہے۔ اور دوسری توجیہ یہ ہے کہ جمیعا سے تقطیع ہے۔ اب خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ سے مراد نعمتیں ہونگی معنی یہ ہوگا کہ اللہ نے تمہارے واسطے انعام پیدا کئے ہیں۔ اور جمیعا علیحدہ ہوگا۔ اے خلق جمیعا یعنی خَالِقُ لِكُلِّ شَیْءٍ اللہ ہی ہے۔ یہ ایک دعویٰ اور دوسرا دعویٰ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ہے یعنی عالم لکل شی بھی وہی ہے (ربط) اس جگہ تک کا نلاصہ یہ ہے کہ اول تمہید پھر یہ فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو اور غیر کی نہ کرو۔ اور دلائل عقلیہ واسطے صداقت رسول صلعم کے بیان کئے گئے۔ پھر شبہ کافروں کو زائل کرکے اصلی دعویٰ کے متعلق دلائل لائے گئے۔ لیکن پہلی جگہ صرف خَالِقُ لِكُلِّ شَیْءٍ وَّعَالِمُ لِكُلِّ شَیْءٍ دونوں ثابت کئے گئے پھر وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ سے لے کر اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ تک متعلق ہے هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ سے لے کر وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ تک کے ہے اور شرک فی التصرف کی نفی ہے یعنی معبود تو وہ ہونا چاہیے جو کہ خَالِقُ لِكُلِّ شَیْءٍ اور عَالِمُ لِكُلِّ شَیْءٍ ہو اور تم نے جو ملائک کو معبود بنایا ہے وہ تو علیم لکل شی نہیں۔ کیونکہ وہ تو چند اشیاء کی تاثیر بھی نہ بتا سکے اور خود اپنی لاعلمی کو تسلیم کرکے کہہ رہے ہیں۔ سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَآ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ اور دوسرا دہ خود نفی شرک کی کر رہے ہیں۔ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ اے نطہرک من الشرک حال کیونکہ خَالِقُ لِكُلِّ شَیْءٍ پس جب عالم لکل شی نہ ہوئے اور نفی شریک اللہ تعالیٰ کی خود بھی کر رہے ہیں پھر وہ معبود کس طرح بن سکتے ہیں تم نے ان کو معبود کیوں بنا لیا ہے۔ وہ کس طرح شریک فی التصرف بن سکتے ہیں جن کو تم نے معبود بنا لیا ہے۔ پھر وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا سے لے کر هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ تک یہ بیان کیا گیا کہ شیطان لعنۃ اللہ علیہ والناس والملائکۃ اجمعین کس طرح معبود بن سکتے ہیں شیطان تو تمہارا قدیم دشمن ہے۔ تمہارے باپ کو اس نے جنت سے نکالا ہے پھر اس کو تم نے معبود بنا لیا ہے اور آدم علیہ السلام کس طرح معبود بن سکتے ہیں۔ حالانکہ ان کو اتنا بھی معلوم نہ ہوا کہ شیطان ہم کو دھوکہ دے رہا ہے۔ پھر آخر اس زلت سے جنت سے نکالے گئے پھر اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے آگے عاجزی کرتے رہے کیا ایسے معبود بن سکتے ہیں **تحقیق مفردات**۔ خلیفہ معنی یہ ہے ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا بقرینہ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ کذا فی جامع البیان۔ نُقَدِّسُ لَكَ یعنی تیری بادشاہی میں کچھ نقص نہیں ہے۔ اور آگے بھی کوئی نقص نہ آئے گا۔ یہ ملائک بیان کر رہے ہیں۔ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا۔ کلہا سے مراد یہ نہیں کہ تمام اشیاء کا علم بنا دیا گیا جیسا کہ اُوْتِیَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ میں کل شی سے مراد تمام اشیا نہیں ہیں بلکہ مراد من کل شی سے ضروری اشیاء ہیں۔ اس جگہ بھی یہی معنی مراد ہوگا کہ ضروری اشیاء جو کہ مناسب آدم تھیں فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ۔ اے تباشیرا تہا یعنی ان اشیاء کے تاثیرات سے خبر دو۔ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ علم نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ ملائک کھاتے پیتے تو نہ تھے اور درد بطن وغیرہ سے

پاک تھے جو ان کو ان اشیا کی تاثیرات سے خبر ہوتی جب تک کوئی شے آزمودہ نہ ہو تو اس کی تاثیر کا پتہ نہیں ہوتا۔ لہذا ملائک کو ان اشیاء کی تاثیر کا پتہ نہ تھا۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ حاصل یہ ہے کہ یکس طرح معبود بن سکتے ہیں: تائید اس کی اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّیَّتَهٗٓ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِیْ وَهُمْ لَکُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا۔ (کہف) **ربط** - اس جگہ تک وحدانیت کو ثابت کیا گیا کہ اللہ کے سوا معبود بننے کے لائق کوئی نہیں ہے پھر یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا سے لے کر وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ تک خاص خطاب بنی اسرائیل کو کیا گیا ہے جیسا کہ وعظین کا طریقہ ہوتا ہے کہ پہلے عام ہر ایک کی طرف بیان کرتے ہیں پھر درمیان میں خاص ایک قوم منعم علیہم کی طرف التفات کرتے ہیں۔ لہذا بنی اسرائیل کو خاص کر کے کہا گیا۔ کہ تم پر میں نے انعام کئے ہیں اور تم نے وعدہ بھی کیا تھا کہ ہم رسول کو مانیں گے۔ اب جو رسول آئے اور تم اول ہی کافر بن گئے ہو۔ اور تمہاری وجہ سے تمہاری اولاد اور باقی پس ماندگان بھی کافر ہو جائیں گے اور لوگوں کو اپنے امور سے نصیحت کرتے ہو اور خود نہیں کرتے پھر وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ سے کہا گیا بنی اسرائیل کو۔ کہ اگر تم کو یہ خیال ہو کہ اگر ہم اپنی رہبانیت کو چھوڑ دیں تو ہماری نیازات اور شیرینیاں فوت ہو جائیں گی اور لوگ مخالف ہو کر مصائب دینے لگے تو کہا گیا کہ صبر کرو۔ تائید اس کی من یتصبر یصبرہ اللہ ہے۔

صبر آرد آرزو ہا را شتاب صبر کن واللہ اعلم بالصواب

وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ۔ راکعین سے مراد مسلمان ہیں۔ اور مراد اس آیت سے یہ ہے کہ مسلمان ہو جاؤ وَاِنَّهَا لَکَبِیْرَةٌ اے تِلْکَ الْخَصْلَةَ۔ اے الصبر علی المصائب والایذاء ومن نیازات غیر اللہ لکبیرہ۔ پھر یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ سے اعادہ کیا گیا اور غرض ترغیب ہے۔ اور اعادہ محض تخویف کے واسطے کیا گیا۔ وَاتَّقُوْا یَوْمًا سے لے کر وَلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ تک تخویف ہے۔ پھر وَاِذْ نَجَّیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ سے لے کر ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ تک بنی اسرائیل پر آٹھ انعام اور دو نقمتیں کا بیان ہے۔ **انعام اول** - اِذْ نَجَّیْنٰکُمْ سے لیکر مِنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ تک ہے۔ (۲) وَاِذْ فَرَقْنَا بِکُمُ الْبَحْرَ تا تَنْظُرُوْنَ ہے۔ (۳) وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓی سے لے کر لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ تک اور اس میں نعمت ثُمَّ عَفَوْنَا مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ ہے۔ (۴) وَاِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ ہے (۵) وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ سے لے کر اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ تک ہے۔ اور اس آیت میں نعمت فَتَابَ عَلَیْکُمْ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ہے یعنی پہلے اللہ تعالیٰ نے تم کو قتل الانفس کا حکم دیا۔ پھر معاف کر دیا اور قتل کا حکم بند کر دیا گیا۔ (۶) وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی سے لے کر ثُمَّ بَعَثْنٰکُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ تک ہے۔ اور نعمت بھی ثم بعثناکم سے ہے۔ (۷) وَظَلَّلْنَا عَلَیْکُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی سے لے کر وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ تک ہے۔ (۸) وَاِذِ اسْتَسْقٰی مُوْسٰی سے لے کر فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ تک ہے۔

اور نقمت اول - درمیان میں وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْیَةَ سے لے کر بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ تک ہے اور (۲) وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی سے لے کر ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ تک ہے۔ یہ انعام وغیرہ بتلانے سے غرض یہ ہے کہ اے بنی اسرائیل میں نے تم پر یہ انعام اور انتقام کئے ہیں۔ ایمان لاؤ اور نبی صلعم کی تصدیق کرو پھر انعام اور انتقام بتلا کر تمہ اس کا لایا گیا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ

اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا سے لے کر وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ تک یعنی اے بنی اسرائیل مومن کہلانے سے کوئی مومن نہیں بن سکتا بلکہ دل سے جو کوئی ایمان لائے یعنی اللہ کو واحد لاشریک سمجھے اور اسی کی عبادت کرے اور آخری نبیؐ پر ایمان لائے۔ معانی الفاظ۔ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ۔ یعنی ہم جنس اپنی کو۔ اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا۔ باب سے مراد مسجد کا دروازہ ہے جو کہ نزدیک تھے اور باقی تفسیروں کا کذب ہے۔ فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ یعنی عمل نہ کیا۔ **بیان نوع ثانی**۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ سے لے کر وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ تک دوسرا نوع ہے اس میں پلیدیاں بنی اسرائیل موجودہ کے اباء اجداد کی بیان ہیں۔ **پلیدی اوّل**۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ سے لے کر مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ تک حاصل یہ ہے کہ تمہارے اباء اجداد نے احکام مان کر کہا کہ تعمیل کرینگے پھر انہوں اعراض کیا۔ حالانکہ تم مُعتدین فی السبت کا حال تو جانتے ہو کہ جو ہمارے حکم کے مخالفت کرتا ہے تو اس کا کیا حال مقرر ہے اسی طرح تمہارے ساتھ بھی ہوگا (۲) وَاِذْ قَالَ سے لے کر وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ تک ہے حاصل یہ کہ تم کو یعنی تمہارے اباء اجداد کو ایک بقرہ ذبح کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے مخالفت کی چالیس برس کے بعد سوال کر کر بقرہ ذبح کیا۔ کمافی المدارک (۳) وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا سے لے کر وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ تک ہے۔ حاصل یہ ہے کہ تمہارے اباء اجداد کو یہ مجزہ دکھایا گیا کہ مقتول کا ہاتھ اس کے وجود پر مار کر زندہ کر دیا گیا پھر بھی ان کی دل سخت ہو گئے۔

تحقیق امور ضروریہ۔ کُوْنُوْا قِرَدَةً۔ جمع قرد۔ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ اعْتَدَوْا پر اعتراض ہوتا ہے کہ پلیدیاں تو بنی اسرائیل موجودہ کے اباء اجداد کی بیان ہو رہی ہیں۔ لہٰذا وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ اعْتَدَوْا میں بھی خطاب ان کو ہی ہوگا۔ حالانکہ معتدین فی السبت والا قصہ ان سے پیچھے ہوا۔ الجواب۔ یہ خطاب بنی اسرائیل موجودہ فی زمن النبی صلعم کو ہے۔ اور ایک اعتراض فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهَا وَمَا خَلْفَهَا پر وارد ہوتا ہے کہ لِمَا بَیْنَ یَدَیْهَا سے مراد امم سابقہ ہوں تو صحیح نہیں بن سکتا۔ لہٰذا مراد اس سے تو لوگ حاضر اس زمانے والے ہیں۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب نے مراد بَیْنَ یَدَیْهَا سے قریب رہنے والے لئے ہیں اور مَا خَلْفَهَا سے مراد جو کہ دُور رہنے والے تھے فَجَعَلْنٰهَا میں ضمیر مؤنث کا مرجع تلک القصہ ہے۔ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ کا معنی یہ ہے۔ نعوذ باللہ اس سے کہ میں جاہلوں سے یعنی جاہلانہ کام کرنے والوں سے یعنی خدا اُن سے مجھے نہ کرے لَا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَیْنَ ذٰلِكَ عوان الہ تاکید ہے ماقبل کی۔ لَا شِیَةَ یعنی اس میں دوسرا رنگ نہ ہو۔ اب یہ جاننا چاہئے کہ ان کو بقرہ ذبح کرنے کا حکم کیوں ہوا تھا۔ الجواب مفسرین نے تو یہ کہا ہے کہ انہوں نے نفس کو قتل کیا تھا اور قاتل معلوم نہ ہوا تھا۔ لہٰذا ہم کیا کہ ایسے بقرہ ذبح کر کے اس قتیل کو مارو تو وہ زندہ ہو جائے گا۔ اور پھر اپنے قاتل کا نام بتلائے گا۔ اس وقت بِبَعْضِهَا کے ضمیر بقرہ کی طرف راجع ہوگی لیکن اصل میں یہ بات غلط ہے کیونکہ حکم ذبح اور ذبح کے درمیان چالیس برس کا فاصلہ آگیا تھا تو وہ قتیل اتنی مدت کس طرح پڑا رہ سکتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو قصے مستقل ہیں اور ذبح بقرہ کی وجہ یہ تھی کہ ان کو بقرہ کی بہت بہت زیادہ تھی اور بقرہ کو معبود بنایا ہوا تھا۔ قال فی المدارک حکم اللہ تعالیٰ بذبح البقرہ لانہم معبودھم عجلھم او ذبحوا بقرۃ بعینھا کانت تعبد۔ اور وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا علیحدہ قصہ ہے۔ اور بِبَعْضِهَا کی ضمیر راجع ہے نفس کی طرف تغلیبًا مذکر و مؤنث دونوں راجع کرنے جائز ہیں

کما فی الشرح الجامی یعنی ان کو کہا گیا تھا کہ اس نفس کے ہاتھ کو پکڑ کر اس نفس کو مار تو خود وہ اپنا قاتل تبلاے گا۔ اس عجز نے کے بعد بھی انہوں نے نہ مانا (اعتراض آخر) کہ وہ اتنے سوال کیوں کرتے رہے ہیں جلدی سے بقر کو ذبح نہ کیا۔ الجواب تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ حکم من جانب اللہ ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے ایسا بیل دیکھا ہوا نہ تھا جب ایسا بیان کیا معلوم ہوا کہ من عند اللہ ہے۔ پھر اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا سے لے کر اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ تک تتمہ لایا گیا ہے بعد بیان کرنے پلیدیاں اباء اجداد بنی اسرائیل موجودہ کے جیسا کہ بعد بیان کرنے انعام اور انتقام کے تتمہ بیان کیا گیا تھا۔ حاصل یہ ہے کہ بنی اسرائیل کلام کو سمجھ کر تحریف کرتے ہیں۔ اور منافقوں کو کہتے ہیں کہ تم قرآن بالرسول نہ کرو تاکہ قیامت میں تم پر حجت نہ پکڑیں۔ اور یہ کہتے کہ ہم چند دن آگ میں ڈالے جائیں گے جن دنوں میں ہمارے اباء اجداد نے بقرہ کی عبادت کی تھی **تحقیق اضمار و معانی الفاظ** - وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ۔ لقوا کی ضمیر منافقوں کی طرف راجع ہے اور فَرِیْقٌ یَّسْمَعُوْنَ کَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ سے اور قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ سے مراد یہود ہیں جو کہ اپنے جگہ بیٹھے ہوئے ہوتے تھے۔ غرض کہ تین فریق تھے ایک یہود عالم جو کہ رہب بنے ہوئے تھے۔ اور ایک یہود امتی اور ایک منافق (الا امانی اگر بانتیں اختراع کی ہوئیں۔ بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَةً الخ بلیٰ متعلق ہے لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ کے ساتھ یعنی اس طرح مسئلہ نہیں ہے بلکہ اسی طرح ہے کہ جو کوئی گناہ کرے اور اس کو گناہ احاطہ کر لیں حتی کہ ایمان بھی اس کا نہ رہے تو وہ خالد فی النار ہوگا۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ سے لیکر وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ تک نوع ثالث ہے نوع ثانی سے ترقی کر کے بیان کیا گیا حاصل یہ کہ اباء اجداد کی عادت کو چھوڑو۔ تم اپنا حال دیکھو تم نے بھی امور شرعیہ بجا نہیں لائے۔ (اول امر) تم نے وعدہ کیا عبادت کرنی ایک امر کی اور احسان کرنے کا تم نے اس وعدہ کو پورا نہ کیا۔ (۲) تم نے وعدہ کیا تھا قتال نہ کرنے کا اور ہم دینوں کو نہ نکالنی کا اس کی بھی تم نے مخالفت کی۔ پھر نوع ثالث بیان کر کے تتمہ اس کا اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا سے لے کر وَهُمْ یُنْصَرُوْنَ تک بیان کیا گیا۔ جیسا کہ ہر نوع سابق کے بعد تتمہ بیان کیا گیا ہے **تحقیق جملہ و مفردات** - لَا تَسْفِکُوْنَ دِمَآءَکُمْ حاصل تمام کا یہ ہے کہ جب مشرک آپس میں لڑائی کرتے تھے تو تم اے یہود ہر ایک فریق ایک ایک فریق کے ساتھ ہو جاتا تھا۔ تو جس وقت ایک غلبہ کرتا دوسروں پر تو ان کو قتل کر دیتے تھے اور قید کر لیتے تھے جن میں تمہارے ہم دین یعنی یہود ہوتے تھے اور تم مغلوبوں کو گھر سے نکال دیتے تھے تم کو ان امور سے منع کیا گیا پھر تم اپنے ہم دینوں قیدیوں کی طرف سے یعنی یہودیوں کی طرف سے فدیہ دیتے تھے۔ تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَکُمْ یعنی ہم دین اپنے ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ اے بالمیثاق اور تم میں تعقیب ذکری ہے اور تشہدون کا معنی شہادت دینے اس مسئلہ پر قولہ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْکُمْ اِخْرَاجُهُمْ۔ اخراجہم مفعول مالم یسم فاعلہ ہے محرم کا اور ہو ضمیر شان کی ہے یعنی بات یہ ہے کہ اخراج بھی محرم تھا۔ اور پھر وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ سے لے کر فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ تک نوع رابع ہے ثالث سے ترقی کر کے بیان کیا گیا ہے۔ کل انواع کا حاصل یہ ہے کہ تم اور تمہارے اباء اجداد تعمیل احکام کی نہیں کرتے رہے اور پلیدیاں کرتے رہے اب اس نوع میں کہا گیا کہ حکم ماننا بجائے خود تمہارے اباء اجداد کے پاس رسول آئے بعض کی تکذیب کی انہوں نے اور بعض کو قتل کر ڈالا۔ نوع خامس وَلَمَّا جَآءَهُمْ کِتٰبٌ سے لے کر فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ تک ترقی کی گئی۔ نوع رابع پر کہ اباء اجداد کو چھوڑو تمہارے پاس بھی اب رسول من اللہ آیا ہے۔ حالانکہ پہلے

آنے کے تو فخر کرتے تھے کفار مکہ پر اس رسول کے آنے پر کہ ہمارا رسول آئے گا۔ اب ہی رسول آگیا تو تم نے تکذیب کی اور کفر کیا۔ نوع رابع اور خامس کا خلاصہ یہ ہے کہ تمہارے آبا، اور اجداد نے انبیاء سابقہ کے ساتھ اور تم نے اس نبی کے ساتھ کیا کیا پس جب دونوں کا خلاصہ ایک تھا دونوں تتمہ بیان کیا گیا۔ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ سے لے کر لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ تک

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا والے نوع میں مقصود می بات اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى ہے جیسا کہ تقریر سابق سے معلوم ہوتا ہے استکبرتم استفہام محذوف ہے۔ اور استفہام تقریری ہے یعنی استکبار کیا۔ قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ شکوہ ہے ان کا کہ وہ یہ کہتے تھے۔ اور اس کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ ہم پکے ہیں اپنے دین پر اور دوسرا یہ کہ تیری باتیں ہم نہیں سمجھتے پھر اس کے قول سے ترقی کرکے بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ کہا گیا یعنی اللہ نے بسبب کفر کرنے اس کے (جہاریت کی لگاوی اس واسطے ایمان نہ لاوینگے بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاُشْرِبُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ وَّمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَىْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَىْءٍ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ لَّهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِىْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِىْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِىَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِىْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِى اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِىْ كَانُوْا عَلَيْهَا قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِىْ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِىْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ فَاذْكُرُوْنِىْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِىْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَىْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اِنَّ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِىْ تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِى الْكِتٰبِ لَفِىْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰت

بیان کیا گیا یعنی ان کے ایمان لانے کا طمع نہ رکھو کیونکہ انہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کو خرید لیا ہے۔ ان کو عذاب کی تخفیف نہ ہوگی پھر جب نوع رابع اور خامس کا خلاصہ ایک تھا کہ تمہارے آباء اور اجداد نے انبیاء سابقہ کے ساتھ اور تم نے اس نبی کے ساتھ کیا گیا۔ لہذا ہر دونوں کا ایک تمہ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ سے ترقی کرکے بیان کیا گیا۔ کہ انہوں نے دنیا کو خرید لیا ہے وجہ اس کی محض بغاوت اور عناد ہی اس جگہ تک انواع خمسہ کا بیان ختم ہوا۔ آگے شکوہ کرکے ان کے خیال اور اقوال کو رد کیا گیا ہے۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا سے لے کر مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ تک شکوہ کیا گیا ہے یہود کا بعد بیان کرنے انواع خمسہ کے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر ان کو ایمان لانا کہا جاتا ہے تو اس کا جواب دیتے ہیں کہ نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا اس جواب کو (۱) وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ سے رد کیا گیا یعنی یہ کتاب حق ہے اور مَا مَعَكُمْ کی مصدق بھی ہے پس کیوں ایمان نہیں لاتے (۲) قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ سے کیا گیا یعنی تورات میں قتل الانبیاء منع تھا تم نے کیوں کیا (۳) وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ سے لے کر وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ تک یہ کہا کہ انبیاء سابقہ کو چھوڑو اور اس نبی کو بھی چھوڑ دو تمہارے آباء اجداد نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا گیا (۴) وَاِذْ اَخَذْنَا سے لے کر اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ تک۔ اور قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا اے بلسان الحال کیوں کر جب تعمیل احکام کی نہ کی تو عصیان ہوا۔ وَاُشْرِبُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ اے بقہر اللہ۔ اور پھر قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ سے لے کر وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ تک متعلق ہے نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا کے یعنی اس کا معنی یہ کرتے ہیں کہ لا یدخل فی الدار الاخرۃ الجنۃ الا نحن فلن الا نومن بما انزل علی غیرنا ولا ندخل فی دین الاخر تو ان کو کہو قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ یعنی اگر تم صادق ہو تو آؤ مباہلہ کرو۔ جو کاذب ہوگا وہ ہلاک ہو جائے گا کذا فی جامع البیان۔ پس فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ کا معنی ادعوا الموت علی الکاذب من الفریقین اور مراد اس سے مباہلہ ہے (از ابن عباس و باقی سلف) اور وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ سے لے کر وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ تک متعلق ہے لن یتمنوہ کے یعنی ہرگز خواہش موت کی نہ کرینگے۔ کیونکہ بہت حریص ہیں حیاتی دنیا کے۔ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ لو مصدریہ یعمر بتاویل مصدر مفعول یود کا ماھو بمزحزحہ من العذاب ان یعمر ہو ضمیر شان کی ہے یعنی بات یہ ہے ان یعمر مبتدا موخر بمزحزحہ خبر یعنی دور کرنے والا۔ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ سے لے کر هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ تک رد ہے یہود کے قول کا کہ ہم ایمان اس واسطے نہیں لاتے کہ رسول صلعم پر وحی لانیوالا جبرائیل ہے وہ ہمارا دشمن ہے اس قول کے چار رد ذکر کئے گئے اور چار علتیں (۱) رد قل من کان عدوا لجبریل معنی یہ ہے کہ جبرائیل کو تمہاری ساتھ کیا دشمنی ہے اور کیا علاقہ ہے جب کوئی علاقہ ہی نہیں تو اس کو تمہارے ساتھ دشمنی رکھنی لایق ہی نہیں۔ (۲) فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ یعنی وہ تو منزل باذن اللہ ہے اس کی کیا دشمنی ہے (۳) مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ یعنی جبرائیل مصدق بھی ہے ان کی کتاب کا پھر دشمنی کیسی ہو سکتی ہے۔ (۴) وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ سے لے کر مَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ تک تتمہ ہے واسطے من کان عدو کے۔ اور کُلَّمَا عٰهَدُوْا سے لے کر بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ تک شکوہ ہے (۵) وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ سے لے کر وَبِئْسَ مَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ تک رد ہے ان کے قول کا کہ کہتے تھے کہ ہم کو کلمات سلیمان علیہ السلام کے ملتے ہیں جن میں دعا بغیر اللہ لکھی ہوئی ہے۔ جواب ملا کہ وہ تمام شیطانوں کی ہیں اور

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اٰيَاتٍ بَيِّنَاتٍ سے لے کر بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ تک تو تمہید ہے واسطے لَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ کے حاصل یہ کہ ان کا شکوہ بیان کیا گیا کہ آیات بینات کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ درمیان سے وعدہ خلافی کرتے آتے ہیں تو طیہ تمہید بیان کر کے لَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ سے لے کر مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ تک متعلق ہے اصلی دعوی کے یعنی اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا کے ساتھ حاصل یہ ہے کہ جس وقت ان کو کہا جاتا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور غیر اللہ کی عبادت نہ کرو۔ تو وہ مقابلے میں سحر پیش کرتے ہیں جو شیاطین کے سکھائے ہوئے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم کو سلیمان کے کلمات سے یہ الفاظ جو کہ دال ہیں عبادت غیر اللہ پر ملتے ہیں پھر ہم بھی غیر اللہ کی عبادت کیوں نہ کریں (تحقیق مقام) سدی نے لکھا ہے کہ پہلے یہود نے رسول اللہ کے ساتھ تورات سے مقابلہ کیا تو رسول اللہ صلعم کے کہنے کے موافق حکم نکلا آخر سحر اور منتروں کو پیش کرنے لگے قرآن کے مقابلے میں۔ اب یہ جاننا چاہئے کہ سحر کی ماہیت کیا ہے۔ قاعدہ جلیلہ ابن تیمیہ صفحہ ۱۴۵ میں لکھا ہے کہ سحر میں غیر اللہ کو پکارنا ہوتا ہے اور شاہ عبدالعزیز نے تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ کل سحر ۱۳ قسم ہے۔ اور تمام کا خلاصہ غیب کو قادر سمجھنا اور مطلع کل غیوب جاننا اور پکارنا ہے۔ اسی واسطے وہ بھی جنوں کو اور بزرگوں کی کلاموں کو پیش کرتے تھے جیسا کہ آج کل والے اولیاؤں کی کلام کو۔ جیسا کہ امام شعرانی کی کلام لطائف المنن سے نقل کر کے پیش کرتے ہیں۔ بلکہ آج کل تو مشرکوں نے سحر کو اسم اعظم بنا لیا ہے۔ انکے جواب کے لئے مختصر بات یہ ہے کہ اول تو ہم نہیں مانتے کہ یہ ان کی کلام ہوگی اگر فرضاً ان کی کلام بھی ہے تو مطلب ان کا یہ نہ ہوگا اگر مطلب بھی ان کا یہی ہے تو شریعت کے بالکل مخالف ہے اور کذب ہے۔ ہم نہیں مانتے۔ کیوں کہ قرآن اور حدیث کے صاف مخالف ہے۔ لیکن آج کل لوگ تابع ہو گئے ہیں شیاطین کے اور پیر و مرشد کو حاضر ناظر سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ ایک شخص نے مجھ کو کہا کہ میں نے فلانے دن فلانی جگہ تم کو دیکھا وعظ کرتا ہوا ابن تیمیہ نے جواب دیا کہ اگر وہ مسائل اچھے بیان کرتا ہو تو فرشتہ ہوگا میری شکل میں ہوا ورنہ شیطان ہوگا۔ لہذا معلوم کر لینا چاہئے کہ فقیروں اور پیروں کو سوا بتلانے اللہ کے بعض مغیبات کو کوئی خبر نہ ہے اور نہ ہوگی۔ ع

بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است

تحقیق الفاظ و معانی ۔ مسئلہ اَوَكُلَّمَا ماخوذ از رضی صفحہ یعنی تحقیق ہمزہ جو حرف عاطفہ پر داخل ہو۔ ہمزہ استفہام کا واو عطف اور فا عاطفہ پر اور ثم پر داخل ہوتا رہتا ہے۔ پھر واو تو ضرور عاطفہ ہوتی ہے۔ اور فا کبھی عاطفہ اور کبھی سببیہ اگر فا بھی عاطفہ ہو تو پھر یا مدخول جملہ منفیہ ہوگا یا نہ اگر جملہ منفیہ نہ ہو تو ہمزہ استفہام کا مفید واسطے انکار کے ہوتا ہے۔ مثال واو کی۔ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اٰيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفَاسِقُوْنَ ۔ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا الخ اس میں او کلما معطوف ہے۔ لَقَدْ اَنْزَلْنَا پر اور ہمزہ واسطے انکار نبذ کے ہے یعنی انکار تو نہ کرنا چاہئے تھا۔ اور مثال فا کی منهم من يستمعون اليك غير سامع نی الحقیقہ۔ اَفَاَنْتَ الخ اگر جملہ منفیہ ہو تو اس جگہ ہمزہ توبیخ یا تقریر کے لئے ہوتا ہے۔ مثال واو کی۔ قَالُوْا لَوْلَا اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا۔ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا معطوف ہے قالوا لولا الخ پر اور ہمزہ واسطے توبیخ اور تقریر کے ہے اسی طرح فا میں بھی توبیخ اور تقریر کیلئے ہوتا ہے۔ یہ تمام حال اس وقت ہوتا ہے جس وقت واو اور فا عاطفہ ہوں۔ اور کبھی فا سببیہ ہوتی ہے۔ مثال فا سببیہ کی۔ من الله غير الله يا تيكم بضياء

حواشی تسہیل العلم المعروف بہ تفہیم الاسلام سے منقول ہے اس تسہیل العلم میں انت تسہیل العلم کے مصنف ہیں ایک بڑے عالم ہیں

افلا تسمعون۔ یہاں عدم سمع مخاطبین کی علت ہے ماقبل اس کا۔ مثال دوسری من الہ غیر اللہ یاتیکم بلیل تسکنون فیہ افلا تبصرون اور کبھی ہمزہ ثم پر داخل ہوتا ہے لیکن ثم تین قسم ہے ایک تراخیہ جیسا کہ موضوع لہ ہے۔ دوم تعقیب ذکری کے لئے جیسا کہ فقالوا ارنا جہرۃ فاخذتہم الصعقۃ بظلمہم ثم اتخذوا العجل من بعد ما جاءتہم البینات۔ یہاں ثم تراخی کے لئے نہیں ہے کہ پکڑنا عجل کو خدا کوئی پہلے قصے سے پیچھے نہیں ہوا ہے۔ اور تیسرا استبعادیہ آتا ہے اس کے اوپر ہمزہ انکار کا داخل ہوتا ہے ماذا یستعجل منہ المجرمون۔ اثم اذا ما وقع امنتم بہ الآن یہاں ثم استبعادیہ ہے جیسا کہ ثم الذین کفروا بربہم یعدلون میں ہے۔ ان تمام جگہوں میں علامہ زمخشری معطوف علیہ مقدر نکالتا ہے۔ جیسا کہ ادکلما میں اکفروا ادکلما عاھدوا کہے گا۔ اور اس کو رضی نے رد کیا ہے کہ اگر معطوف علیہ مقدر ہوتا تو کبھی وقوع ان حروف کا اول کلام میں جو پہلے اس کے کوئی معطوف نہ ہو جائز ہوتا حالانکہ یہ تمام نہیں آتے مگر مبنی ہوتے ہیں کلام متقدم پر۔ قولہ ولقد علموا لمن اشتراہ ما لہ فی الاخرۃ الی لو کانوا یعلمون پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ولقد علموا سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جانتے تھے اور لو کانوا یعلمون سے عدم علم معلوم ہوتا ہے۔ لہذا مطول میں اس کی تحقیق کی ہے لیکن کشاف ہی کہتے ہیں کہ علم کا موجب یہ تھا کہ عمل کرتے جب انہوں نے عمل نہ کیا۔ لہذا لو کانوا یعلمون سے تعبیر کی گئی۔ قولہ یا ایہا الذین امنوا سے کرہ للکافرین عذاب الیم تک متعلق ہے لما جاءہم رسول من عند اللہ کے یعنی جب ان کو کہا جائے کہ اعبدوا اللہ فلا تجعلوا للہ اندادا تو اس کے مقابلہ میں سحر اور منتر بزرگوں کے پیش کرتے ہیں۔ اب ترقی کر کے کہا گیا کہ پیش کرنا تو بجائے خود تم میں آہستہ آہستہ شرک ڈالتے ہیں کیونکہ یہ جس وقت رسول سلعم کے پاس آتے ہیں تو (راعنا) کا کلمہ جو کہ موہم شرک ہے استعمال کرتے ہیں (معنی یہ ہے کہ تو ہمارا نگہبان ہے) اور ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ایسے لفظ موہم خالص بھی استعمال کریں۔ اور رسول اللہ سلعم کو اپنا نگہبان سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس کلمہ سے منع فرمایا کہ اس میں مبدء شرک ہے باز آؤ اور مت کہو تفسیر کبیر میں حکم ہوا قل لا اعلم الغیب تواضعا للہ واعترافا بعبودیۃ حتی لا یعتقد فیہ مثل اعتقاد النصاری فی المسیح اور ما یود الذین کفروا من اہل الکتاب سے لے کر واللہ ذو الفضل العظیم تک متعلق ہے لا تقولوا راعنا سے یعنی اے مومنو یہود اور مشرک ایسی بری رسم جو کہ موہم شرک ہیں جاری کرتے ہیں اور تمہارے خیر خواہ نہیں ہیں ان سے خیال رکھنا۔ اور ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا متعلق ہے لا تقولوا راعنا کے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی آیت ہم منسوخ کریں تو اس سے اچھی یا اس کی مثل لے آتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی رسم تمہاری جو کہ موہم شرک کی ہو منسوخ کریں تو اس سے اچھی رسم پیدا کر دیتے ہیں لہذا راعنا کا کہنا منسوخ کیا گیا ہے اور بجائے اس کے انظرنا کہا گیا کہ یہ کہا کرو اور اس کو چھوڑ دو۔ راعنا کے چار معنی ہیں۔ (۱) احمق مشتق ہے رعونت سے لیکن اس وقت مبنی علی الضم ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ یہ مفرد معرفہ ہے (۲) دوسرا معنی یہ کہ اصل میں راعینا تھا یعنی ہمارے چارپاؤں کو چرانے والا لیکن اس پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ یا خلاف القیاس حذف کیا گیا ہے۔ (۳) معنی یہ ہے کہ سریانی زبان ہے کوئی برا معنی اس کا ہوگا۔ (۴) ان کی زبان میں احمق کو کہتے ہیں۔ بس معنی اور اول میں فرق یہ ہے کہ اول

معنی باعتبار لغت کے ہے اور یہ معنی باعتبار اصطلاح اور ان کی زبان کے ہے (اصلی معنی وہ ہے جو کہ تقریر میں بیان ہو
ہو چکا ہے (تحقیق نسخ) پہلے یہ جاننا چاہیئے کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے فوز الکبیر میں کہا ہے عبارت طویلہ سے جس کا حاصل یہ
ہے کہ دو مذہب ہیں ایک متقدمین کا۔ یہ تو مطلق تغیر وصف آیت کو نسخ کہتے ہیں۔ لہذا ان کے نزدیک پانچ سو بلکہ اس سے زیادہ
آیات منسوخ ہوں گی۔ اور دوسرا مذہب متاخرین کا ہے جو کہ ایک آیات کا حکم مع القراۃ یا بدون القراۃ منسوخ کر دینا اس
معنی موجب شیخ جلال الدین سیوطی نے کتاب اتقان میں نہایت بسط تقریر سے ثابت کیا ہے کہ بیس آیات سے زیادہ منسوخ
نہیں ہیں۔ پھر ان میں سے شاہ صاحب نے چار آیات کا منسوخ ہونا تسلیم کیا ہے اور باقی کا جواب دیا ہے۔ فوز الکبیر میں۔
من اراد الاطلاع علی ذلک فلیرجع الی فوز الکبیر۔ اس جگہ حضرت مولائی نے ان چار آیات کا نسخ بھی تسلیم نہیں کیا اور ان
کا جواب دیا ہے۔ اس طریقے سے جیسا شاہ صاحب نے باقی آیات کا جواب دیا ہے۔ لہذا ان آیات کو نقل کرتا ہوں۔ ایک
سورۃ بقر میں کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَکَ خَیْرَا ۨ الْوَصِیَّةُ لِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
حَقًّا عَلَی الْمُتَّقِیْنَ اس آیت کو مفسرین نے یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ الخ سے منسوخ کیا ہے کہ پہلے وصیت کا حکم والدین اور اقربین کے تھا۔ پھر وراثت سے وہ حکم منسوخ ہو گیا۔ اس کا جواب مدارک نے یہ دیا ہے کہ پہلے جو نئے مسلمان ہوتے
تھے وہ مرنے کے وقت اپنے والدین کے واسطے بطریق ندب وصیت کرتے تھے اور اب بھی حکم ندبی باقی ہے۔ اس معنی
موجب کتب کا معنی فرض والا نہ ہو گا۔ اور حضرت صاحب نے یہ جواب دیا ہے۔ کہ اس جگہ بھی حکم وراثت کا جاری ہے اور بالمعروف
کا معنی بالامر الشرعی ہے معنی یہ ہو گا۔ کہ اگر کوئی شخص فوت ہونے والا ہو تو وہ مرنے کے وقت وصیت کر جاوے کہ میرا مال مسمیٰ
بموجب حکم شرعی تقسیم کرنا یعنی والدین اور اقربین کو وصیت کر جائے۔ پارہ ۹ دوسری آیت انفال میں یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ
الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ۚ وَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَةٌ یَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ
الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ اس کو نسخ کیا الان خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفا فان یکن مائة
صابرة یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ جواب اس کا یہ ہے کہ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ
الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ اگر منسوخ کریں ابتدا آیات کو تو وہ محض ترغیب علی القتال ہے وہ تو منسوخ ہو ہی نہیں سکتی۔ اور اگر
اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ کو منسوخ کریں تو یہ خبر ہے اور اخبار میں تو نسخ نہیں ہو سکتا ہے۔ بلکہ نسخ تو احکام میں ہوتا
ہے اور خبر تو منسوخ نہیں ہو سکتی یہ تو اب بھی ہے کہ اگر اتنے عدد مذکور مسلمان بچے اتنے کفار کے ساتھ جنگ کریں تو اللہ تعالیٰ
فتح دے گا۔ اس لئے شاہ عبدالقادر صاحب نے کہا ہے اور لکھا ہے کہ حضور صلعم کے زمانے میں ہزار مسلمانوں نے اسی ہزار کفار
سے لڑائی کی تھی۔ اور فتح پا گئے تھے پس معلوم ہوا کہ آیت تو منسوخ نہیں ہو سکتی ہاں اگر یہ کہیں کہ پہلے بیس کو دو سو کے ساتھ جنگ
کرنا فرض تھا۔ وہ منسوخ ہو گیا ہو گا۔ (۳) سورہ احزاب میں پارہ ۲۰ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ
تو منسوخ کیا ہے لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ کے ساتھ جو اسی رکوع میں ہے اور مدار اس آیت کے نسخ ہونے کی اس پر ہے کہ من

بعد کا معنی یہ کیا ہے کہ بعد اس زمانے کے یعنی اب جو عورتیں کی ہیں انکے ماسوا تیرے واسطے حلال نہیں ہیں حالانکہ یہ معنی نہ تھا بلکہ معنی یہ ہے کہ احللنا لك ازواجك الخ سے چار اقسام بیان کئے گئے ہیں۔ اور من بعد کا معنی یہ ہے کہ ماسوا ان چار اقسام کے نہیں حلل اور یہ معنی کیا ہے شاہ ولی اللہ صاحب نے قرآن کے ترجمے میں پس معلوم ہوا کہ فوز الکبیر میں منسوخ ہونا مان لیا ہے اور ترجمہ میں اس کے نسخ کو اٹھا دیا ہے (۱۲) سورۃ مجادلہ رکوع اول یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً اس کو منسوخ کیا گیا ہے دوسری آیت کے ساتھ جو اسی سورت میں ہے وہ یہ کہ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ جواب یہ ہے کہ پہلے حکم صدقہ دینے کا جو اول آیت سے ثابت ہوتا ہے وہ وجوبی نہ تھا بقرینہ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ کیونکہ وجہ صدقہ کی حکم دینے کی یہ تھی کہ منافق زیادہ مشورے نہ کریں پس جب حکم وجوبی نہ ہوا بلکہ استحبابی ہوا تو نسخ نہ ہوا۔ اور پانچویں آیت سورۂ مزمل والی کا جواب خود شاہ صاحب نے دے دیا ہے اول آیت یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا لوگوں نے اس کو منسوخ کیا ہے فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ سے لیکن مدار نسخ کی اس پر ہے کہ اگر پہلی آیت سے حکم وجوبی کہیں اور شاہ صاحب نے قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا کا معنی مگر کسی رات کیا ہے۔ اور کوئی وجوبی حکم انہوں نے نہیں کیا۔ اور حضرت صاحب نے بھی یہی کہا ہے کہ حکم استحبابی ہے بقرینہ طَآىِٕفَةٌ مِّنَ الَّذِیْنَ مَعَكَ کے کیونکہ اگر وجوبی ہوتا تو تمام پر ہوتا کسی ایک خاص طائفہ پر نہ ہوتا۔ قولہ اَلَمْ تَعْلَمْ سے لے کر مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ تک دلیل توحید ہے اور کل آیات توحید کی چند بار اس سورۃ میں آئے ہیں۔ ایک تو اول میں كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ تک ہے اور دوسری یہی ہے۔ اور اس کا تعلق دو طریقے سے ہے اگر راعنا کا معنی احمق والا اختیار کریں جیسا کہ مفسرین نے کہا ہے۔ تو اس کا تعلق لَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ سے ہوگا یعنی یہ سحر دں سے ثابت کرتے ہیں کہ غیر کی عبادت کرنی چاہئے۔ حالانکہ دوسرا لائق عبادت کے کوئی نہیں ہے۔ اور اسکی دلیل اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ الخ سے بیان کی ہے۔ اور دوسرا تعلق اس کا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا سے ہوگا۔ اگر راعنا کا معنی نگہبان والا اختیار کریں جیسا کہ بعض نے یہی معنی پسند کیا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ یہ کلمہ نہ کہو کیونکہ اللہ کے سوا اور کوئی نگہبان نہیں ہے۔ اور اسکی دلیل اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ سے بیان کی گئی۔ اور اَمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ سے لے کر فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ تک مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ تم معجزات مانگتے ہو رسول اللہ صلعم سے یہ تم طلب نہ کرو تم کو اس امر کے طلب کرنے پر شیطان اور یہود آمادہ کرتے ہیں اسی طرح موسیٰ کی قوم نے معجزے طلب کئے آخر کافر ہوگئے لیکن اصل ربط یہ ہے کہ متعلق لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا کے ہے یعنی تم نگہبانی والا رسول نہ کہا کرو جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا آخر انہوں میں شرک پیدا ہوگیا۔ جیسا کہ اتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (توبہ) پھر وَدَّ كَثِیْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ یَرُدُّوْنَكُمْ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تک متعلق لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا کے ہے یعنی ایسی رسمیں آپس میں جاری نہ کریں مشرکین اور یہود کی غرض تمہارے میں جاری کرنے کی یہ ہے کہ تم مشرک ہو جاؤ بعد مومن ہونے کے۔ لو مصدریہ ہے اور تمام مفعول ہے وَدَّ کا۔ قولہ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ تک دو تعلق ہیں ماقبل کے ساتھ ایک تو یہ ہے کہ متعلق ہے لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا سے یعنی

غیر اللہ کو نگہبان مت کہو کیونکہ یہ غیر اللہ کی عبادت ہے۔ بلکہ ایک اللہ کی عبادت کرو۔ اور عبادت کا معنی اصل میں دعا ہے یعنی الٰہی کو پکارو قضاحاجات میں دوسرا تعلق یہ ہے کہ یہ احکام سکھائے گئی ہیں بعد توثیق مومنین کے یعنی ہر طرح سے مومنوں کو امور سکھائے گئے شرک سے محفوظ رہنے کے واسطے۔ اب امور شرعیہ تبلائے گئے ہیں۔ دوسرا تعلق موجب وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ سے لے کر اس جگہ تک ایک تقریر ہوگی کہ پہلے یہود پر شکوہ کیا گیا پھر ان کے اقوال کو رد کیا گیا۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَۃٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ خَیْرٌ لَّوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ تک اور پھر یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تک مومنوں کو شرک سے بچایا گیا۔ اور الفاظ موہمہ شرک سے منع کیا گیا۔ اور اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ سے جب یہود کے اقوال کو رد کیا گیا۔ اور مومنوں کو بچایا گیا شرک سے اب احکام شرعیہ تبلائے گئے۔ اور مسکین کے ترویک ربط اس طرح ہوگا کہ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا سے شکوہ کیا گیا یہود کا۔ اور وَلَقَدْ جَآءَکُمْ مُّوْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ سے نوع سادس بیان کیا گیا جو کہ نوع رابع اور خامس کے متعلق تھا پس جب تمام انواع ستہ جن میں بیان یہودوں کا تھا ختم ہوگیا تو قل اِنْ کَانَتْ لَکُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ سے مباہلہ کا حکم کیا گیا۔ جو کاذب ہوگا وہ ہلاک ہوجائے گا پھر قُلْ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ سے ان کا شبہ دور کیا گیا۔ پھر وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا سے مبدا بیان کرکے لَمَّا جَآءَھُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ متعلق وَاعْبُدُوا اللّٰہَ فَلَا تَجْعَلُوْا کے کلام لائی گئی کہ اس دعوی کے مقابلے میں یعنی قرآن کے مقابلہ میں اپنے بزرگوں کے منتر پیش کرتے ہیں کہ ان میں سے عبادت غیر اللہ کی جائز معلوم ہوتی ہے اور سحروں کو پیش کرتے ہیں جیسا کہ اس زمانے میں مشرک پیش کرتے ہیں جب یہود کے احوال بیان ہوچکے تو یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ تک مومنوں کو کہا گیا کہ یہ یہود ایسے ہیں جن کا احوال تم معلوم کرچکے ہو تم میں بھی شرک پیدا کرتے ہیں خیال کرنا۔ وہ تو خود منتروں اور سحروں کو دیکھ شرک کر رہے ہیں۔ پھر جب ہر قسم کا بیان یہود اور مومنوں کا ہوچکا تو یہودوں کا شکوہ کیا قَالُوْا لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّۃَ سے اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ تک۔ اور بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ سے لیکر وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ تک رد کیا گیا ان کے اقوال کو لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ کَانَ ھُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی یعنی جنت میں وہ داخل ہوگا جو مشرک نہ ہوگا۔ اور ایک اللہ کی عبادت کرے گا۔ اور حالانکہ تم اے یہود عزیر کی اور اے نصارا تم عیسیٰ کی عبادت کرتے ہو۔ یہی معنی ہے مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ کا پھر وَقَالَتِ الْیَھُوْدُ لَیْسَتِ النَّصٰرٰی سے لے کر فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ تک شکوہ کیا گیا۔ اور ضمنا تسلی بھی دی گئی نبی علیہ السلام کو کہ ان سے غم نہ کر یہ پس میں بھی ایک دوسرے کی دین پسند نہیں کرتے۔ اور وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ سے لیکر لَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ تک شکوہ ہے یہود اور نصاری کا۔ لیکن اس کی تین تقریریں ہیں۔ (۱) یہ نصاری کو کہا گیا کہ تم بڑے ظالم ہو۔ کیونکہ انہوں نے بیت المقدس میں جو کہ عبادت خانہ یہود کا تھا گندگی ڈالی تھی۔ اور یہود کو قتل کیا تھا۔ لیکن یہود و نصاری سے مراد وہ ہیں جو کہ پہلے تھے اور مسلمان نہ تھے نبی علیہ السلام کے زمانے والے مراد نہیں ہیں اور مکے والے مشرکوں کو کہا گیا کہ تم بڑے ظالم ہو کہ حدیبیہ کے وقت نبی صلعم کو عمرہ کرنے سے اور صحابہ کو منع کیا تھا۔ اس وقت معنی وَسَعٰی فِیْ خَرَابِھَا کا یہ ہوگا کہ مومنوں کو مسجد کے آنے سے روکنا بھی خرابی مسجد کی ہے۔ اور اصل ربط یہ ہے کہ دونوں یہود اور نصاری پر شکوہ ہے اور متعلق ہے وَمَنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗ اَجْرُہٗ کے تم دونوں بہت ظالم ہو کہ تم مسجدوں میں

غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو۔ یہود عزیر کی اور نصاریٰ عیسیٰ کی عبادت کرتے ہیں یہی مسجدوں کی خرابی ہے معنی اَنْ یَّذْکُرَ فِیْھَا اسْمُہٗ کا خلاصہ۔ وَکَانَ یعنی خاص اللہ کی عبادت کی جائے مسجدوں میں وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا سے لے کر فَاَیْنَمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ تک مولوی شمس الدین لاتقولوا راعنا کے متعلق کیا ہے کہ نگہبان غیر کو نہ بناؤ کیوں کہ مشرق اور مغرب کا مالک اور سمیع وعلیم وہی ہے۔ اور قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا سے تردید زعم نصاریٰ کی کہ تم غیر اللہ کو متصرف بناتے ہو۔ حالانکہ سب مافی السمٰوٰت والارض اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اور سب اس کے تابعدار ہیں۔ اور یہ کہنا کہ کیا نیاز یہ ہے کہ لِلّٰہِ الْمَشْرِقُ سے لے کر کُنْ فَیَکُوْنُ تک متعلق ہے مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰہِ کے یعنی پہلے یہود اور نصاریٰ کا شکوہ کیا گیا تم مسجدوں میں غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو۔ حالانکہ سب مشرق اور مغرب کا مالک اللہ ہی ہے۔ دوسرا کوئی نہیں ہے یعنی نہ عزیر نہ عیسیٰ۔ اور پھر ساتھ ہی قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا سے دونوں کا شکوہ کیا گیا کہ یہود کہتے ہیں کہ عزیر نائب ہے۔ اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ عیسیٰ نائب ہے۔ حالانکہ سب مافی السمٰوٰت والارض کا مالک فقط اللہ ہی ہے۔ اور سب اس کے حکم کے منقاد ہیں پس طرح کوئی نائب اور متصرف بن سکتا ہے (نعوذ باللہ) اس ربط بموجب وَقَالُوْا لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّۃَ سے لے کر سب یہود اور نصاریٰ کے شکوے ہونگے اور پہلے ربط کے مطابق کلام میں تقطیع کرنی پڑے گی قولہ ولذا اسے فَاَیْنَمَا (بخاری) معنی جملہ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ یعنی جس جگہ قائم ہو اللہ تعالیٰ کے گھر کی طرف منہ کرو اور اللہ تعالیٰ کو پکارو۔ اللہ کی ذات وہاں موجود ہے کذا فی المدارک۔ فائدہ بَلْ لَّہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے لے کر کُنْ فَیَکُوْنُ تک سب حصر ہے۔ کیونکہ لہ مقدم کیا گیا ہے مافی السمٰوٰت سے۔ اور قانون یہ ہے جب ابتدا میں حصر ہے تو آخر تک حصر ہوگا۔ اور ہوا کرتا ہے۔ قرآن شریف میں۔ لہٰذا اِذَا قَضٰٓی اَمْرًا الخ میں حصر ہوگا۔ اور قَالَ الَّذِیْنَ سے لے کر وَلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ تک مشرکین کو کہا گیا۔ کہ یہ معجزات طلب کرتے ہیں مثل امم سابقہ کے قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰی نُؤْتٰی مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰہِ (انعام) اور ان کے دل مشابہ ہو گئے ہیں ان کے دلوں کے لہٰذا یہ بھی ان کی مثل معجزے طلب کرتے ہیں۔ اور قَدْ بَیَّنَّا الْاٰیٰتِ سے بیان کیا گیا ہے کہ آیات تو ایمان لانے کے واسطے کافی ہیں۔ اور ہر بات کے لئے معجزات نہیں دیئے جاتے اور پھر اس کی علت اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ الخ بیان کی ہے کہ اگر ہر بات کیواسطے ان کو معجزات دکھائے جاتے تو تم بشیر اور نذیر کس طرح ہوگا۔ مشرکین پر شکوہ کر کے پھر لَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَھُوْدُ سے لیکر فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ تک یہود اور نصاریٰ پر شکوہ کیا گیا کہ ان کی خواہش یہ ہے کہ یہ ہمارے دین پر ہو جائے۔ اب یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا سے مضمون اثبات رسالت والا شروع ہوا ہے۔ اور مضمون توحید ختم ہوا ہے لہٰذا اب تمام مذکور ماقبل کا خلاصہ نکالا جاتا ہے۔ پہلے تو طیبہ تمہید تھا پھر اس کے بعد اعبدوا اللّٰہَ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا سے اصلی دعوی ذکر کیا گیا ہے۔ اور پھر صداقت کو ثابت کر کے مخالفین کا شبہ دور کر کے آیت توحید لائی گئی۔ اور کہا گیا کہ معبود وہ ہوتا ہے جو کہ عالم الکل شئی ہو پھر ملائکہ اور شیطان اور آدم کے معبود ہونے کی نفی کی ہے۔ کیونکہ ملائک تو عالم نہ تھے اور شیطان خود ہاڑی دشمن ہے اور آدم علیہ السلام خود عاجزی کر رہا ہے اور عالم الکل شئی بھی نہ تھا پھر خاص بنی اسرائیل کو کہا گیا کہ تم اپنی ریاست کو چھوڑو اور ہمارا کہنا مان لو۔ پھر جو نوع حالات بنی اسرائیل کے لائے گئے پہلے نوع میں انعام اور انتقام تبلائے گئے اور دوسرے میں کہا گیا کہ تمہارے آباء واجداد نے کتنیاں پلیدیاں

کیں پھر ترقی کرکے کہا گیا کہ ان کو چھوڑو خود تم نے احکام شرعیہ کی تعمیل نہیں کی پھر کہا گیا کہ تمہارے آباء اجداد نے انبیاء سابقہ کے ساتھ[1] معاہدہ کیا پھر مباہلہ کا حکم دیا گیا انواع ستہ بیان ہونے کے بعد اور شبہ ان کا بیر ائیل کے حق میں جو تھا۔ اس کو دور کرکے لَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ کو اصلی دعوی کے متعلق لایا گیا کہ اس دعوی کے مقابلہ میں سحر اور مستروں کو پیش کرتے ہیں پھر کہا گیا کہ سحر اور مستروں کا پیش کرنا بجائے خود تمہارے ہی بھی الفاظ موہمہ شرک کے ڈالتے ہیں ان کا خیال کرنا بس یہ تمام بحث ختم ہوگئی۔ پھر ان کا شکوہ کیا گیا۔ پھر آخر میں مشرکین کا شکوہ کرکے اس بحث کو ختم کیا گیا۔ توحید والی بحث کا خلاصہ یہ ہے۔ اب بحث اثبات رسالت کی شروع ہوتی ہے یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ سے لیکر وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ تک ہے اس میں تین امور بیان ہونگے۔ ایک ثبوت بیت اللہ شریف کا کہ اس میں ایک نبی آئے گا جو کہ شرک نہ کرے گا۔ اور دوسرا ثبوت الرسول اور تیسرا کہ پہلے انبیاء نے بھی اپنی اولاد کو نفی شرک سے وصیت کی تھی یہ اجمال ہے۔ پہلے یا بنی اسرائیل سے لے کر ولا ہم ینصرون تک ترغیب و ترخویف بیان کی گئی جو کہ مبدء ہے واسطے مضامین ثلثہ کے اور پھر وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ سے لے کر لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ تک یہ بیان کیا گیا کہ نفع اٹھانا اپنے مقتدی سے ظالمین اور مشرکین کا کام نہیں ہے اور وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ سے لے کر اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ تک ثبوت بیت کا کیا گیا۔ اور رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا سے لے کر اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ تک ثبوت امر ثانی ہے۔ اور پھر وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ سے لے کر آخر تک یہی بیان ہوا کہ دیکھو ابراہیمؑ اور یعقوبؑ نے اپنی اولاد کو بھی وصیت کی تھی کہ ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا۔ اور تمہارے آباء اجداد حاضر بھی تھے۔ زیادہ تفصیل کی حاجت نہیں ہے (تحقیق الفاظ) اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ معنی اس آیت کا یہ ہے کہ میں تم کو لوگوں کا پیشوا بناتا ہوں یعنی لوگ تیرے سے فائدہ اٹھائیں گے۔ یہ معنی ہے امام کا پھر ابراہیمؑ نے کہا کہ میری اولاد سے بھی کوئی نفع اٹھائے گا یا نہ قال تعالیٰ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ یعنی جو ظالم اور مشرک ہوگا وہ نفع نہ اٹھائے گا اب یہ جاننا چاہئے کہ یہ معنی نہیں ہے جو ظالم نہ ہوگا وہ پیشوا بنے گا جیسا کہ مفسرین کر رہے ہیں۔

شایانہ جائے رجوع - اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ کیونکہ آدم علیہ السلام[2] طوفان کی وجہ سے گر گئے تھے اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ یعنی جو خوار کرے اپنے نفس کو شرک سے اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ۔ ام نفی کیواسطے نہیں ہے بلکہ واسطے اقرار کے ہے جیسا کہ ام اَنَا خَیْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ مَهِیْنٌ وَّلَا یَكَادُ یُبِیْنُ قول فرعون کا ہے اور کہتا ہے کہ میں اچھا ہوں موسیٰ سے اور اس جگہ بھی یعنی ہوگا کہ تم بھی حاضر تھے۔ وقت وصیت کرنے یعقوبؑ کے اپنی اولاد کو یعنی تمہارے اباء اجداد حاضر تھے نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ یہ خبر ہے یعنی سب انبیاء نے یہی کہا تھا کہ ایک اللہ کے تابع ہیں اور اس کی ہی عبادت کرتے ہیں وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ خلصۃ ہے کہ اگر وہ اعتراض کریں تو وہ معاند ہیں۔ صِبْغَةَ اللّٰهِ اے قولوا اٰمنا باللہ صبغۃ اللہ یہ نصاریٰ کے مقابلہ میں کہا گیا ہے وہ ولد کو زرد رنگ میں ڈالتے تھے جس وقت رنگ اس کو لگ جاتا تھا تو وہ کہتے تھے الآن صار نصرانیا نحن لہ عابدون حصر ہے یعنی اللہ تعالیٰ معبود ہے۔ اور عیسیٰ معبود نہیں ہے۔ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِی اللّٰهِ اے فی توحید اللہ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً یعنی تم بڑے ظالم ہو[3] کہ کتب سابقہ میں لکھا ہوا ہے پھر تم شہادۃ کو پوشیدہ کرتے ہو۔ سَیَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ الخ اس جگہ تک دو بحثیں ختم ہوئی ہیں۔ ایک توحید

[1] اور تم نے اس کی کچھ بھی پرواہ نہ کی پھر کہا گیا کہ باقی انبیاء کو چھوڑو خود اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا معاملہ

[2] اور ابی بن نوح علیہ السلام کے۔

[3] کیونکہ تم کو معلوم ہے

دوسری اثبات رسالت۔ اب آیات سے دفع شبہات کئے گئے ہیں جو کہ تحویل قبلہ کے متعلق تھے۔ یہ بحث سیقول سے لے کر اولئک علیھم صلوٰت من ربھم ورحمتہ واولئک ھم المھتدون تک وفیہ شبہ اول ہے۔ اور پھر ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ سے لے کر ولا ھم ینظرون تک وفیہ شبہ ثانی ہے یہ اجمال ہے تفصیل یہ ہے کہ سیقول السفہاء سے لے کر واللہ ذو فضل ولا تکفرون تک دو امر عظیم ذکر کئے گئے ایک یہ کہ اہل کتاب تم پر اعتراض کریں گے کہ کونسی چیز ان کو اس قبلہ سے پھیر لے۔ پھر اس کا جواب للہ المشرق والمغرب سے دیا گیا کہ ہر جانب کا مالک اللہ تعالیٰ ہے پھر اس کے چار نکتے اور چار علتیں بیان کی گئیں دو اجمالی اور دو تفصیلی۔ اول اجمالی یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ہے۔ یہی اللہ کی مرضی ہے جس کو اس تحویل سمیت ہدایت دے یا نہ کرے اور دوسری علت اجمالی ما کان اللہ لیضیع ایمانکم ان اللہ بالناس لرؤف الرحیم ہے یعنی اس تحویل سے پہلے جو عبادتیں اللہ تعالیٰ کی بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو کر کی گئیں ہیں ان کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا اس کی علت ان اللہ بالناس لرؤف الرحیم بتلائے کہ یعنی اس واسطے ضائع نہیں کرتا کہ وہ مہربان ہے۔ اپنے بندوں کے ساتھ بلکہ وجہ تحویل محض آزمائش ہے اور کہ اوروں کو اپنے حکم سے معلوم کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ نکتہ تفصیل سے پہلے نکتے کی۔ اور تفصیل علت اول اور درمیان دو نکتوں اجمالیوں کے وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیھا الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیہ اور یہ نکتہ ثانیہ نکتے اجمالیہ کی تفصیل ہے۔ اور تفصیل علت ثانی آخر میں لائی گئی ہے لئلا یکون للناس علیکم حجۃ یعنی غرض یہ تھی کہ کتب سابقہ میں تحویل قبلہ لکھا ہوا تھا اگر تحویل نہ کی جاتی تو اہل کتاب یہ اعتراض کرتے اگرچہ اب بھی تحویل کے بعد ظالم لوگ اعتراض کریں گے فرق درمیان علل اربعہ کے یہ ہے کہ اولہ ثلثہ اول متعلق ہیں مومنوں کے ساتھ اور علت رابعہ متعلق ہے اہل کتاب کے ساتھ اور دوسرا فرق یہ ہے کہ اولہ ثلثہ انی ہے اور علت رابعہ لمی ہے۔ یہ ایک امر تھا۔ دوسرا امر قدنری تقلب وجھک سے لے کر ان اللہ علی کل شئی قدیر تک ہے اور بیان یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کو کہا گیا کہ تیری دل میں تو تنگی ہے تحویل کی وجہ سے۔ کیونکہ نبی علیہ السلام کا یہ خیال مبارک تھا کہ شائد اہل کتاب کے قبلے کی طرف ہم منہ کریں گے تو ان کو الفت پیدا ہوگی اور ایمان لائیں گے لہذا کہا گیا کہ اگرچہ فی الحال تنگی ہے لیکن عنقریب خوشی حاصل ہو جاوے گی یہی معنی ہے فلنولینک قبلۃ ترضاھا کا یعنی قبلہ جس کو تو پسند کرے گا۔ یہ معنی نہیں کہ تو اس کو پسند رکھتا ہے۔ اب یہ جاننا چاہئے کہ قد نری تقلب وجھک کے وجہ خوشی نہ تھی۔ اور ما وجہ تقلب کا بھی اسی تنگی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ مشتق ہے تقلب الشی ظھر البطن کالحیۃ تقلب فی الرمضاء جیسا کہ مفسرین نے لکھا ہے کہ نبی علیہ السلام کو خوشی تھی تحویل پر کیونکہ مکہ قبلہ ابراہیم کا تھا لہذا آپ کی خوشی تھی کہ میں اپنے آباء اجداد کے قبلے پر ہو جاؤں وجہ یہ ہے کہ اگر خوشی ہوتی تو یہ دو زجریں نہ ہوتیں کیونکہ ولئن اتیت الذین اوتوا الکتب بکل ایۃ ما تبعوا قبلتک سے زجر کی گئی اور دوسری زجر ولئن اتبعت اھوآءھم من بعد ما جآءک من العلم انک اذا من الظالمین اور اگر خوشی ہوتی تو یا ایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر نہ کہا جاتا حاصل اس کا یہ ہے کہ اگر اس تحویل سے کوئی مصائب اہل کتاب کی طرف سے پہنچیں تو صبر کرنا یہ مولوی شمس الدین نے لکھی ہے۔ اور ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بھی اس کے متعلق ہے یعنی مخالفت کی وجہ سے اگر اہل کتاب کسی کو قتل کریں تو تم ان کو اموات نہ کہنا

اس جگہ تک فیصلہ شبہ اول تقریر کا ختم ہوا۔ **تحقیق لفظی** وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا پہلے کذلک کا استعمال معلوم کرنا چاہیے جیسے ہندی میں جوان خوبصورت کو اشارہ کرکے کہا جاتا ہے کہ نوجوان ایسے ہی ہوتے ہیں ایسا ہی اس جگہ باری تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے اصحاب ہونے چاہئے **تحقیق آیت** لوگ اس جگہ معنی یہ کرتے ہیں کہ رسول صلعم گواہ ہوگا تم پر اور تم گواہ ہوگے لوگوں پر پس جب بے سوا صلعم گواہ ہوگا تو لازم آتا ہے کہ رسول صلعم ہر ایک پر حاضر ناظر ہوں تاکہ گواہ بن سکیں۔ اسی طرح سورۃ حج کے آخر میں لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ میں معنی گواہ کرکے عالم لکل شئی رسول صلعم کو ثابت کرتے ہیں آج کل والے شرک یہی معنی کرتے ہیں لیکن یہ سب غلط فاحش ہے۔ کیونکہ شہیدا کا معنی گواہ نہیں ہے بلکہ معنی نگہبان نیوالا ہے۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی سورہ مزمل میں کہا ہے باقی یہ ہے کہ امت سے مراد کل امت ہے یا خاص اصحاب ہے مولوی شمس الدین نے مراد کل امت لی ہے۔ لیکن ہم کو حضرت صاحب نے اصحاب تبلائے ہیں۔ اور یہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ حاصل یہ ہوگا کہ محمد رسول اللہ صلعم اپنے اصحابوں کو تبلانے والے ہیں اور اصحاب لوگوں کو تبلانے والے ہیں اور یہی مراد ہے سورہ الحج میں۔ کیونکہ جَاهِدُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ سے لے کر وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ تک سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب مراد ہیں اور یہ حدیث بھی اسی کی موید ہے اِنَّ اللّٰهَ اخْتَارَ لِيْ اَصْحَابِيْ پس تمام تقریر سے معلوم ہو گیا ہے کہ گواہ والا معنی نہیں ہے تاکہ اعتراض نہ کریں کہ وارد ہوا۔ اور دوسرا یہ ہے کہ اگر شہدا کا معنی گواہ کرکے عالم الغیب بنائیں تو لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ سے لازم آتا ہے کہ تمام اصحاب بھی عالم الغیب ہو جائیں۔ وقولہ تعالیٰ كَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا فی صحیح مسلم فی باب فضائل القرآن عن ابن مسعود قال سمعت رسول اللہ صلعم قال ما دمت فیہم الخ اور آیت وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ میں القبلہ سے مراد بیت المقدس ہے كُنْتَ عَلَيْهَا اسے جس پر اب ہیں۔ اور ممن ینقلب حال ہے بمعنی متمیزا ممن ینقلب۔ اور جعلنا بمعنی صیرنا یعنی یہ ہوگا نہیں پھیرتے ہیں قبلہ کو جس پر تو اب ہے یعنی بیت المقدس تاکہ ممتاز اور علیحدہ ہو جائیں وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ الخ یعنی تحقیق تحویل بڑی آزمائش ہے مگر مومنوں کے واسطے بڑی نہیں ہے قولہ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اس جگہ حکم کیا گیا تحویل کا اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ الخ یہ جواب ہے اہل کتاب کے مخالف ہونے کا۔ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ اے بندا ہوا حق یعنی جان لینا اہل کتاب کا حقی بات ہے۔ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا یعنی واسطے ہر قوم کے جہتہ ہے کہ اس جہتہ کی طرف وہ قوم منہ کرتی ہے فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ حکم دے اسی طرح کرو۔ وَاَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ یہ تخویف ہے اور بکم میں با تعدیہ کی ہے مِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اس آیت خرجت کا معنی خرجت من المکۃ الی المدینۃ ہے اور شطر المسجد الحرام میں وضع ظہر موضع مضمر ہے کیونکہ اصل میں شطرہ تھا لیکن واسطے ظاہر کرنے علت کے ظاہر کیا گیا۔ کیونکہ المسجد الحرام معنی علۃ کا ہے۔ معنی یہ ہوگا کہ جس جگہ سے تم نکل آئے ہو یعنی مکہ اسی طرف منہ کرو۔ کیونکہ وہ مسجد حرام ہے۔ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ یعنی اگرچہ مدینے میں ہو لیکن منہ مسجد حرام کی طرف کرو۔ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا واو حرف عاطفہ ہے لام تمتی معطوف لِئَلَّا يَكُوْنَ

معطوف علیہ پھر واؤ عاطفہ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ یعنی کی تہتدون معطوف اور ماقبل معطوف علیہ کاف بمعنی مثل یا مصدریہ اور مجموعہ۔ کما ارسلنا صفت برای مفعول مطلق محذوف اے اتما ما لنعمة کنعمت ارسال الرسول فیکم اور الا الذین ظلموا میں مستثنیٰ منقطع ہے اور بمعنی لکن ہے۔ اور الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اسم ہے لکن کا اور خبر محذوف ہے یعنی ظالم اب بھی طعن کرینگے (اور تحقیق بل احیا کی مختصر یہ ہے) کہ احیا سے مراد یہ بالکل نہیں کہ اس جسم کے ساتھ زندہ ہوں۔ باقی روح خود زندہ ہوتے ہیں مع النفس یا بدون النفس۔ اور نفس اور روح کی مثال آگ اور دخان کی ہے۔ باقی خاص ان کو اس معنی کے ساتھ زندہ کہنا اس وجہ سے ہے کہ یہ زیادہ عیش اور خوشی میں ہوتے ہیں۔ زیادہ تفصیل سورۂ آل عمران کی تفسیر میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ نقص اموال کافروں سے آئے یا اور کسی سے لیکن صبر کرنا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ یعنی اسی کی ملک میں ہیں اور اس کی طرف رجوع کرتے ہیں دنیا میں یا آخرت میں کرینگے۔ اور ان کو درجے ملیں گے اگرچہ دنیا میں کفار کی طرف سے مصائب آئے تو کیا ہوا۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ سے لیکر فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ تک وفیہ شبہ ثانی اہل تحاب کا ہے کہ بیت اللہ میں تو اس سبب سے کہ بیت اللہ ہے عبادت کرنی جائز ہے مگر صفا مروہ میں تو جاہلیت کے زمانے میں بہت مسلمان اس جگہ عبادت کیوں کرتے ہیں مختصر جواب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ حکم کرے اس طرح کرنا چاہئے۔ اور تفصیل یہ ہے کہ اس جگہ مائی صاحبہ ہاجرہؑ دوڑی تھیں پانی ڈھونڈھنے کے لئے پھر اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا سے لے کر وَلَا يَنْظُرُوْنَ تک تخویف ہے۔ اہل کتاب اور مشرکین کیواسطے (بمعنی لفظ) شعائر اللہ کلما کان معلما لتقرب الی اللہ من صلوٰۃ اور دعا۔ اور حجیۃ۔ خلاصہ مختصر سورۃ ماقبل توحید یعنی شرک فی العبادۃ والدعا کی نفی اور اثبات رسالت اور دفعیہ شبہات اہل کتاب۔ اب وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ سے لے کر وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ تک بھی اعادہ بحث توحید کا ہے لیکن اس میں نفی شرک فعلی کی ہے۔ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ سے لے کر لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ تک آیت توحید ہے اور مبدا رہے نفی شرک فعلی کا اور یہ آیت دوسری ہی آیت توحید اربوبہ ہے جو کہ اس سورت میں ہیں اور مولوی شمس الدین نے اس آیت کا تعلق اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ کے ساتھ لگایا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے واحد لاشریک ہونے کی آیات بہت ہیں۔ کیا ہوا کہ صفا مروہ پر چند بت رکھے گئے ہیں۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے لے کر حُبًّا لِّلّٰهِ تک متعلق ہے آیت توحید کے ساتھ معنی یہ ہے کہ باوجود ان ادلہ توحید یہ کے پھر بھی مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک بنائے ہیں۔ اور جیسا کہ اللہ کے ساتھ محبت کرنی تھی۔ ان کے ساتھ اسی طرح محبت کرتے ہیں یعنی نیازات انکی اور تحریمات ان کے لئے کرتے ہیں۔ اور ان کو قضاء حاجات میں پکارتے ہیں یعنی ہے يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ کا اور وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا سے لے کر وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ تک تخویف اخروی ہے (تحقیق آیت) وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اِنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ۔ اس آیت کے مفسرین نے بہت معنی کئے ہیں۔ تمام کو ذکر کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ دو معنی ذکر کئے جاتے ہیں سمجھانے کے لئے معنی اول لو شرطیہ ہے يَرَى الَّذِيْنَ شرط اور لَمَّا فَعَلُوا جزاء محذوف ہے۔ اور مفعول يَرَى الَّذِيْنَ کا حال انفسہم محذوف ہے۔ اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ظرف ہے حال انفسہم کی اور مراد عذاب سے اخروی

ب۔ اور اِنَّ الْقُوَّةَ سبب ہے یَرَوْنَ الْعَذَابَ کا اور اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا بدل ہے اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ سے معنی یہ ہوگا کہ اگر جانتے ظالم حال نفسانی کا وہ حال جو ہوگا وقت دیکھنے انکے عذاب کو اور عذاب کو دیکھیں گے بسبب اسباب کے کہ قوت اللہ کو ہوگی اور اللہ تعالیٰ بہت سخت عذاب والا ہے۔ اور وقت دینے عذاب کے متبوع تابع ہر ایک دوسرے سے بیزار ہونگے اتو یہ پیدا نہ کرتے) یہ جزا محذوف ہے معنی دوسرا یہ ہے کہ لو برائے تمنی۔ یَرَی الَّذِیْنَ کا مفعول اِنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا اور اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ میں مُراد عذاب سے دنیوی ہے۔ اس معنی پر سب اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ بدل نہ ہوگا معنی یہ ہوگا کہ آرزو ہے ہائے کہ جانتے ظالم وقت دیکھنے کے عذاب دنیوی کو کہ اللہ کو سب قوتیں ہے اور سخت عذاب دینے والا ہے یعنی اگر جانتے تو بہت اچھا ہوتا۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک متعلق ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ کیونکہ جب یُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ میں تبلائے گئی کہ تحریم بغیر اللہ کرتے ہیں اور نیازات دیتے ہیں اس کی تفصیل اس سے کی گئی ہے۔

مختصر حاصل پہلے یہ جاننا چاہئے کہ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ سے لے کر فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ مسئلہ تحریم بغیر اللہ کا بیان ہوا ہے کہ مال مویشی کو حرام بغیر اللہ کرنا اور طواف ننگے کرنا یہ بھی تحریم تھی مشرکین کی۔ اور یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک منع تحریم بغیر اللہ کا اعادہ کیا گیا تاکید کیواسطے اور نیازات بغیر اللہ کو بھی ذکر کیا گیا یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا۔ و یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ سے نہی تحریم بغیر اللہ مراد ہیں۔ اور مَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ سے نیازات بغیر اللہ مراد ہیں۔ دونوں کے درمیان حکمی فرق یہ ہے کہ تحریم بغیر اللہ سے اشیا حرام نہیں ہوتیں ان کو کھانا چاہئے اور نیازات غیر اللہ سے اشیا حرام ہو جاتی ہیں ان کو نہ کھانا چاہئے۔ اور یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک ثمرہ ہے اور مرتب ہے یُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ پر۔ اس جگہ دو مسئلے بالذات ذکر کئے گئے ہیں (۱) تحریم بغیر اللہ غلط (۲) اور نیازات بغیر اللہ بھی حرام اور دو بالتبع (۱) تحریم اللہ صحیح (۲) نیازات الٰہیہ بھی صحیح۔ پس جب پہلے دو مسئلے مقصود بالذات تھے۔ لہذا اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ۔ میں معنی انما کا ما الا والا نہ ہوگا جیسا کہ مشہور ہے کیونکہ اگر انما کا معنی ما الا والا کریں تو دوسرا مسئلہ بالتبع ہو جائے گا۔ اور محرمات فقط یہی نہیں ہیں جو کہ مذکور ہیں لہذا ضروری یہی مراد ہوگی کہ یہ بھی حرام اور باقی بھی کئی حرام ہیں جو کہ مذکور نہیں ہیں۔ بلکہ معنی انما کا پکی بات ہے یعنی یہ معنی کریں گے کہ پکی بات یہ ہے کہ یہ اشیا حرام ہیں اور اسی معنی کو رضی نے پسند کیا ہے اور شواہد بیان کئے ہیں۔ اور اس کے شواہد انما سکرت ابصارنا۔ انما الخمر اور ما اهل به لغیر الله کی تفصیل سورہ مائدہ میں ہے۔ اور اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ سے لے کر لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ تک خاص کر مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ کے متعلق ہے اور تخویف اہل کتاب کو ہے یعنی اہل کتاب کو معلوم ہے کہ نیازات غیر اللہ حرام ہیں بیان نہیں کرتے اور خود کھاتے ہیں یہ آگ دوزخ کی کھا رہے ہیں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ ان کو پورا عذاب دیگا۔ یہ محض عنادی ہیں کیونکہ ان پر اظہار حق کے واسطے کتاب نازل ہو چکی ہے جس میں حرمت نیازات غیر اللہ کی لکھی ہے۔ پھر بھی یہ باز نہیں آتے (تحقیق الفاظ) اِنَّمَا یَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ۔ فحشاء اور سوء سے مراد ننگے ہو کر طواف کرنا ہی۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِیْنَ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً یہ ایک تمثیل ہی اور تشبیہ مفرد کی ساتھ مرکب ہے

اور بما لا یسمع میں بار زائدہ ہے حاصل یہ ہے کہ مثال کفار کی ایسی ہے جیسا کہ ایک شخص حیوان کو بلائے او حیوان تو محض آواز ہی آواز سنتا ہے۔ اور مطلب کچھ نہیں سنتا اور سمجھتا۔ اسی طرح یہ بھی ہیں کہ سمجھتے کچھ نہیں غیر ہا ناخ ولا عاد غیر تین قسمے ہے صفیقہ۔ استثنائیہ اور بمعنی لا۔ کما فی غیر المغضوب اس جگہ بمعنی لا ہے۔ اے لا باغ ولا عاد (صراح) یعنی زور سے بھی نہ چھینے اور حد سے زیادہ بھی نہ کھائے تو مردار کا کھانا جائز ہے۔ یکتمون ما انزل اللہ سے مراد نیازات غیر اللہ ہیں ما یاکلون فی بطونہم الا النار سے مراد بھی نیازات غیر اللہ ہیں فما اصبرھم علی النار یہ صیغہ تعجب کا ہے یعنی کیا صابر ہیں اوپر آگ کے اس جگہ تقریر نقل کیجاتی ہے۔ واسطے تفصیل کے مشرکین عرب اپنی طواغیث سے ایک تو یہ معاملہ کیا کرتے تھے کہ ان کی تقرب کے لئے چارپائے چھوڑ دیا کرتے تھے اور موجب اس کا یہ تھا کہ حق تعالیٰ نے اپنی عباد پر یہ فرض کیا کہ تم میری بیت کے گرداگرد نہ تو درخت کاٹو اور نہ کسی جانور کو کسی قسم کا ایذا دو۔ اور ایسا ہی حاجیوں پر ایام حج میں خواہ باہر حرم سے کیوں نہ ہو کسی ذی روح کا قتل کرنا بلکہ اس کی طرف اشارہ کرنا ایذا کے واسطے حرام تھا اس میں نکتہ یہ تھا کہ دیکھئے اپنے پروردگار سے غائبانہ ڈرکر اور اللہ کو متصرف جان کر ان احکام کو یعنی عدم ایذا جانوروں کو بجالاتا ہے تو مشرکین نے بعینہٖ یہی معاملہ اپنے طواغیث سے شروع کر دیا اور اپنے چارپائے اس لئے بیکار چھوڑ دیتے ہیں کہ ہمارے طواغیث ہم پر راضی ہونگے اور ہماری حاجت ادا کریں گے۔ اور یہ عقیدہ بھی رکھتے تھے کہ اگر ہم نے ان مویشیوں کو کسی قسم کا ایذا دیا تو ہمارے خدا یعنی طواغیث ہم پر ناراض ہوں گے۔ اور بجائے نفع کے نقصان دینگے۔ تو اس رسم ذمیمہ کو توڑنے کا علاج اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا۔ کلوا مما فی الارض حلالا طیبا یعنی جو شے من دون اللہ کے لئے چھوڑ دیتے ہیں یہ حرام نہیں۔ حلال طیب ہیں۔ ان کو کھاؤ۔ اور دوسرا معاملہ یہ کیا کرتے تھے کہ ان کے تقرب کے لئے اپنی مواشی ذبح کیا کرتے تھے اس کا منشا یہ تھا کہ حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ فرمایا کہ تم میرا تقرب حاصل کرنے کے لئے میرے گھر میں آکر اپنے اچھے اچھے مویشی جو کہ نہ لنگڑے ہوں اور نہ اندھے اور نہ کان کاٹے ہوئے غرض ہر عیب سے خالی ہوں ذبح کرو۔ اگر یہاں نہ ہو سکے تو وہاں بیٹھے ہوئے ذبیحہ کا رخ میرے گھر کی طرف کرکے میرا نام پڑھ کر ذبح کر دیجئے کہ آج کل مروج ہے تو مشرکین نے بھی یہی معاملہ اپنے آلہ باطلہ سے شروع کیا کہ ان کا نام لے کر اور یہ سمجھکر کہ ہمارے آلہہ ہمارے اس فعل پر خوش ہونگے اور ہمارے حاجت ادا کریں گے یا بطور شفاعت کرا دینگے تو حق تعالیٰ نے اس طریقے ذمیمہ کے توڑنے کے لئے فرمایا۔ انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ یعنی تم پر یہ سب اشیا حرام ہیں (نوٹ) پہلے قسم تحریمات غیر اللہ کا بیان تھا اور دوسرے نیازات غیر اللہ کا بیان تھا۔ پھر اس جگہ چند صورتیں بیان کی جاتی ہیں نیت غیر اللہ کی ہو اور ذبح بھی غیر اللہ کے نام پر کیجائے یا نیت اللہ کی ہو لیکن وقت ذبح غیر اللہ کا نام لیا جائے۔ یا مالک کی نیت اللہ کی ہے وقت ذبح کے غیر اللہ کا نام لے لے اور یا نیت غیر اللہ کی ہو اور وقت ذبح عادۃً نام اللہ کا ذکر کر دے جیسا کہ آج کل لوگ کرتے ہیں ان صورتوں میں مذبوحہ حرام ہے ماسوا ان کے حلال ہے تتمہ درخت وغیرہ بمقابر اولیاء کرام پر اس لئے چھوڑتے ہیں کہ اگر کاٹے جائیں تو وہ ہم پر ناراض ہونگے اور ایذا پہنچائیں گے یہ موجب کفر اور شرک ہے۔ اور ان کے نام پر صدقات دینے اس لئے کہ یہ ہم پر راضی ہونگے اور ہمیں مال اور اولاد عطا کرینگے یہ بھی موجب کفر و شرک ہے۔ ان کا لینا اور کھانا ناجائز اور اگر اس نیت پر دے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے

ہیں اللہ تعالیٰ مجھ پر راضی ہو کر میری حاجت پوری کرے گا تو دنیا مباح اور موجب ثواب ہوگا اور لینا بھی قطعاً جائز اور کھانا حلال طیب ہے۔ (نوٹ) میں نے اس مقام کی تفصیل اس واسطے لکھی ہے کہ بعض پیر اس زمانے میں جو کہ بڑے مشہور ہیں اور مشرک ہیں انہوں نے درمیان تحریمات غیر اللہ و نیازات غیر اللہ کے فرق نہ سمجھا اور کلوا مما فی الارض حلالا طیبا سے نیازات غیر اللہ کی سمجھکر حکم حلال کا دیدیا ہے۔ اور کہا کہ خدا کھانے کا حکم دے رہا ہے پھر کیوں نہیں کھاتے لیس البر ان تولوا وجوھکم سے لے کر اولئک ھم المتقون تک اس کا ربط ماقبل سے یہ ہے کہ سیقول السفھاء سے وفیہ شبہات الی بحث شروع ہوئی تھی اور یہ اس کا اختتام تھا لہذا وقت اختتام کے بھی اسی مسئلے کو اعادہ کیا گیا کہ منہ طرف مشرق یا مغرب کے کرنا کوئی نیکی نہیں جیسا کہ اہل کتاب کا خیال ہے۔ اور شبہ کرتے ہیں۔ بلکہ نیکی یہ ہے کہ احکام الہیہ مانو اور جس طرح اللہ حکم کرے اسکی تعمیل کرو (تحقیق لقطی) قبل المشرق والمغرب کیونکہ نصاریٰ طرف مشرق کے منہ کرتے تھے۔ اس وجہ سے کہ مائی مریمؑ وقت درد زہ کے مشرق کی طرف منہ کرکے نکلی تھی۔ اور یہود طرف مغرب کے کرتے تھے۔ بیت المقدس وہاں سے مغرب شمال میں ہے۔ لکن البر ای لاکن صاحب البر۔ وآتی المال علی حبہ۔ اے حب اللہ او حب المال۔ والصابرین اے امدح الصابرین اصل میں احمکہ رفع مناسب تھا کیونکہ ماقبل کے لحاظ سے لکن کی خبر ہوتی تھی لیکن قطع کی گئی کلام واسطے کمال بیان کرنے صابرین کے وحین البأس سے مراد حین القتال ہے۔ اور الصابرین فی البأساء ... لیکر واولئک ھم المتقون تک ترغیب علی الجہاد ہے۔ اور یہ آیت اس واسطے لائی گئی تاکہ یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم القصاص والاضحون ماقبل کے ساتھ مرتبط ہو جائے (خلاصہ مختصر) ان ارباع خمسہ میں توحید کا بیان ہوا ہے کیونکہ سیقول السفہاء سے لے کر لا یخفف عنھم العذاب ولا ھم ینظرون تک وفیہ شبہات اہل کتاب کا کیا گیا۔ اور پھر دوسرے شبہے کے وفیہ کے متعلق کلام الہکم الہ واحد سے شروع کرکے لغی شقاق بعید تک توحید یعنی نفی شرک فعلی کا بیان کیا گیا اور پھر اختتام میں لیس البر سے وفیہ شبہات کے متعلق کلام لاکر بحث توحید کا خاتمہ کیا گیا۔ اور باقی ارباع خمسہ میں احکام کا ذکر آئے گا۔ اور ہر ایک حکم کے ساتھ قتال کا حکم آئے گا کہ مشرکین کے ساتھ قتال کرو اور علت قتال کرنے کی توحید یعنی نفی شرک ہے۔ پس سب کا خلاصہ توحید اور نفی شرک ہے یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم القصاص سے آخر تک احکام شرعیہ یعنی امور انتظامیہ کا بیان آئے گا۔ اور ہر ایک کے ساتھ قتال کا حکم بھی آئے گا۔ (۱) اول قصاص کا حکم بیان کیا گیا۔ یا اولی الالباب لعلکم تتقون تک یعنی قصاص لیا کرو کیونکہ یہ سبب زندگانی کا۔ کیونکہ قصاص کی وجہ سے قاتل ڈرے گا اور قتل نہ کرے گا۔ لہذا اس وجہ سے قاتل مقتول دونوں بچ جائیں گے۔ تحقیق آیت۔ الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی مذہب حنفیہ یہ ہے کہ خواہ حر ہو یا عبد یا مونث دوسرے کے مقابل میں قتل کیا جائے گا۔ اور شافعیہ مذہب کا یہ ہے کہ حر مقابل حر کے قتل کیا جائے گا نہ عبد کے اور جب حر مقابل حر کے قتل کیا گیا تو عبد مقابل حر کے بطریق اولیٰ قتل کیا جائے گا۔ اس آیت سے دو اعتراض وارد ہوتے ہیں مذہب حنفیہ پر ایک تو یہ ہے کہ الحر بالحر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عبد کے مقابلہ میں حر قتل نہ کیا جائے گا۔ اور دوسرا دونوں مذہبوں پر وارد ہوتا ہے۔ کہ یہ مسئلہ دونوں کا متفق علیہ ہے کہ حر مذکر مقابلے مونث کے قتل کیا جائے گا۔ حالانکہ انثی بالانثی سے معلوم ہوتا ہے کہ حر مذکر مقابلے انثی کے قتل نہ کیا جاوے۔ کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مونث

مقابلے مؤنث کے قتل کی جائے گی۔ اور بطریق اولویت یہ معلوم ہوتا ہے کہ انثیٰ مقابلے حر مذکر کے بطریق اولیٰ قتل کیجاویگی۔ لیکن یہ متفق علیہ مسئلہ اس آیتہ سے بالکل معلوم نہیں ہوتا۔ لہذا شافعیہ نے یہ جواب دیا ہے کہ الانثیٰ بالانثیٰ منسوخ ہے حدیث سے جواب حنفیہ کے مذہب کے واسطے شاہ ولی اللہ صاحب نے دیا ہے کہ اس جگہ قصاص کا لینا مراد نہیں ہے بلکہ صرف مراد یہ ہے کہ ایک مؤنث دوسری مؤنث کے برابر ہے۔ اور ایک کا عبد دوسرے کے عبد کے برابر ہے۔ کوئی کم نہیں اسی طرح حر دوسرے حر کے برابر ہے مطلب یہ ہے کہ اس جگہ صرف مساوات بیان کرتی ہے اور قصاص کا بیان ان النفس بالنفس والعین بالعین والی آیتہ سے ہوگا لیکن اس معنی پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر مساوات بیان کرنی مقصود تھی تو صرف الانسان بالانسان کافی تھا۔ اور بعض مفسرین نے یہ کہا ہے کہ کفار میں دو فریق تھے ایک قوی اور ایک ضعیف اگر کسی ضعیف قوم سے قوی قوم کی مؤنث قتل کی تو اس کے مقابلہ میں قوی قوم والے ضعیف کے سرمذکر قتل کرتے تھے۔ اسی طرح مقابلے عبد کے حر کو قتل کرتے تھے اور مقابلہ ایک رجل کے دو کو قتل کرتے تھے جیسا کہ وہ رسول صلعم کے پاس آئے تو حضور نے اس آیت کا حکم فرمایا۔ کہ اس طرح بدلہ نہ لیا کرو جس طرح تم لیتے ہو یہ ظلم ہے پس معنی یہ ہوگا ان کان الحر قاتلا فتشبسوا بالحر القاتل، وان کانت الانثیٰ قاتلا فخذوھا۔ وان کان القاتل عبدا فخذوہ یہاں کان محذوف ہے اسم اس کا مذکور ہے جز محذوف ہی۔ اور حضرت صاحب نے یہ معنی کیا ہے کہ قصاص کا لغوی معنی عام ہے یعنی کشندہ را باز کشتن اور جراحۃ کردن عوض جراحت الصراح) پس قصاص عبد کے مؤنث کو بھی شامل ہوگیا لہذا لغوی معنی بموجب اس آیت یہ ہوگا۔ کتب علیکم القصاص فی القتلی سے مراد قصاص کل جسم اور قتیل ہی۔ اور الحر بالحر والعبد بالعبد سے مراد قصاص اعضاء ہے یعنی اگر ایک حر نے دوسرے حر کا عضو قطع کیا۔ تو اس کا بھی کیا جائے گا بجب حر کے مقابلے حر کے اعضا کو قطع کیا گیا تو عبد کے اعضا کو بطریق اولیٰ قطع کیا جاوے گا۔ ان رضی الحر اور یہ نہیں کہ عبد کے مقابلہ میں حر کے اعضا کو بھی قطع کیا جاوے بلکہ دیت لی جائے گی۔ اور اسی طرح انثیٰ کے مقابلے انثیٰ کے اعضا قطع کئے جائیں گے۔ اور حر کے اعضا مقابلے انثیٰ قطع نہ کئے جائیں گے۔ اب وہ دو اعتراض اس معنی پر وارد نہ ہوئے۔ فمن عفی له من اخیه شیئ فاتباع بالمعروف واداء الیه باحسان یعنی اگر کوئی وارث مال لینا چاہے تو تنگی سے نہ بلکہ شرعی طریقے کے ساتھ لے۔ اور دینے والا بھی احسان کے ساتھ دے یعنی ٹال مٹول کرکے تنگ کرکے نہ دے (امر ثانی امور انتظامیہ کا ذکر ۲۲) کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت سے لیکر ولله الحمد غفور الرحیم تک یہ بیان کیا کہ غیر کا مال نہ کھایا کرو بلکہ حکم شرع کے موافق تقسیم کیا کرو۔ باقی زیادتی تحقیق آیت ما تنسخ پر ہوگئی ہے پ ۲ تنقیح لفظی) فمن بدله بعد ما سمعه یعنی اگر تغیر کرے سننے والا اور مراد اس سے وہ ہے کہ جو کہ وقت وصیت سننے والا تھا خواہ مولیٰ ہو یا غیر۔ فمن خاف من موص اے علم (مدارک) جنفا او اثما اے خطأ او عمدا (ابن عباسؓ) فلا اثم علیه اے علی المصلح یا ایها الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم تک لے کر کذلک یبین الله ایاته لعلهم یتقون تک صوم کا سلسلہ ہے اور پھر بعد کا تاکلوا اموالکم سے لے کر وانتم تعلمون تک امر انتظامی دوسرا ذکر کیا گیا یعنی مال غیر کا نہ کھاؤ۔ وجہ یہ ہے کہ صوم مانع تھا حرام مال کے کھانے سے۔ پس سبب مہم اور مصلح تھا لہذا اس کو درمیان میں ذکر کیا گیا۔ اور اس کے ابتدا اور انتہا میں امر انتظامی ذکر کیا گیا کہ مال حرام نہ کھاؤ۔ اور درمیان میں واذا سالک عبادی عنی فانی قریب سے لیکر لعلهم

یرشدون جملہ معترضہ لایا گیا۔ اس نکتہ کے واسطے کہ روزہ موجب قرب الٰہی ہے کیونکہ ایک روزہ سے انسان ستر سال کے بعد کے رستے سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہو جاتا ہے (تحقیق لفظی) اَیَّامًا معدودات مفعول ہے الصیام مصدر معروف باللام کا۔ کما کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ یہ تشبیہ ہے نفس وجوب میں جمیع اوصاف میں نہیں ہے یعنی عدم الاکل بعد النوم وغیر ذلک فلا نسخ۔ وعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْكِیْنٍ۔ ثم نسخ وقال بعضهم ان الهمزة للسلب فالمعنی وعلی الذین لا یطیقون۔ وقال ابن عباسؓ ان لفظا مقدرة۔ وقال شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ الضمیر للاطعام والمراد من الفدیة هی صدقة الفطر۔ وقد مر شاہ ولی اللہ صاحب نے وجہ بیان کی ہے صدقہ فطر کے بیان کرنے کی تکبیر کہ پہلے ذکر سبب صوم کا ہوا تو صوم کے بعد صدقۃ الفطر دیا جاتا ہے۔ لہذا بعد میں یہ مسئلہ بھی ذکر کیا گیا جیسا کہ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىكُمْ میں تکبیرات عیدین کو بیان کیا گیا جو کہ بعد صوم کے ہوتے ہیں۔ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ یہ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ سے معلوم ہوا تھا پھر اعادہ کیا گیا واسطے ترغیب کے وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ معطوف علیہ محذوف ہے اے لیسروا ولتکملوا العدۃ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ یعنی عورتیں ملنے والیاں ہیں تمہارے ستر کُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ یعنی تم سے یہ کام عمدہ متابع والا نہ ہوتے گا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو اٹھا لیا۔ الخیط الابیض کا بیان ہے من الفجر وَرُدُّوْا لَوَاهَا اِلَی [illegible] كُلُوْا وَاشْرَبُوْا [illegible] یعنی نہ جیاد۔ لَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِیَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ سے لے کر وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تک متعلق ہے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ کے کیونکہ وہ ایک سوال کرتے اس کا جواب دیا گیا (تحقیق سوال وجواب) کتب معانی والوں نے یہ لکھا ہے کہ سوال یہ ہے کہ چاند کا چھوٹا اور بڑا ہونے کی وجہ کیا ہے۔ تو جواب میں قل ہی مواقیت [illegible] کہا یعنی ایسے سوال تمہارے مناسب نہیں کیونکہ اس کی علتیں تم کو معلوم نہیں ہو سکتیں۔ لہذا تم ایسے سوال نہ کیا کرو [illegible] یہ سوال کہ چاند کیا فائدہ ہے۔ تو جواب میں کہ لوگوں کے کاموں کی تعین مواقع اس سے معلوم ہوتے ہیں لیکن خیال کرنے کا مقام ہے کہ ایسے سوال آیا وہ کرتے تھے۔ اور پھر جواب میں یہ کہا جاتا تھا کہ تمہارے لئے ایسے سوال مناسب نہیں۔ لہذا تم یہ سوال کرو خود اپنے آپ سے بتلایا۔ اور خود ہی جواب دیا لیکن حق بات یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا ہے کہ آیا روزہ دن کیواسطے چاند کی کیا ضرورت ہے تیس دن پورے کرتے ہیں سو چاند کے کیا کریں تو جواب میں کہا گیا۔ اوقات معینہ ہیں واسطے صوم کے اور حج کے سو ان کے فرض نہیں ہیں اور لَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ سے لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تک اسی کے متعلق فرمایا کہ تمہارے سوال ایسے ہیں جیسا کہ گھروں میں پچھلی طرف سے داخل ہونا یعنی الٹے سوال ہیں۔ اور ان سے کوئی نیکی نہیں ہے۔ بلکہ نیکی تو یہ ہے کہ اللہ کے احکام کی تعمیل کرو اور تقویٰ من اللہ حاصل کرو پس معلوم ہوا کہ لَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ ایک تمثیل ہے (نوٹ) جب دو حکم انتظامی یعنی قصاص اور مال غیر کا کھانا اور انکے مدار اور صلح بیان ہو چکے ہیں تو قَاتِلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے حکم قتال کا کیا گیا واسطے دور کرنے شرک کے اور امور انتظامیہ اس واسطے ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ مومنین میں ایک دوسرے کے ساتھ انتظام اچھا ہو اور بے اتفاقی پیدا نہ ہو (ربط) قَاتِلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے لے کر وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ تک دوام ذکر کئے گئے ایک تو قتل کرنے کا حکم کیا گیا۔ اور کہا گیا کہ مسجد حرام میں لڑو اگر وہ تم سے لڑیں اور وہ حرمت شہر حرام نہیں کرتے تو تم شہر حرام میں ان کے قتل سے باز نہ رہو۔ دوسرا امر

سے مکین قال الضحاک ہذا علی ظاہرہ وکان الحکم فی اول الامر کذا۔

یہ ہے کہ اخراج کی اور قتال کی علتیں بتلائی گئیں ایک تو من حیث اخرجکم کہ یعنی انہوں نے تم کو مکہ سے نکالا ہے اور شرک قتل سے اشد ہے اور علۃ حتی لا تکون فتنۃ ہے اور اس کا معنی حتی لا یفتن مومن ہے یعنی تاکہ کفار مومنین کو مومن ہونے سے نہ روکیں یعنی زور سے کافر نہ کریں۔ پھر بعد میں وانفقوا فی سبیل اللہ سے لے کر ان اللہ یحب المحسنین تک قتال کے متعلق ہے اور ترغیب علی الانفاق فی الجہاد ہے بتحقیق لفظی، ولا تعتدوا یعنی تجاوز نہ کرو۔ حاصل یہ ہے کہ بچے اور عورتوں کو نہ مارو والفتنۃ اشد من القتل کا عطف من حیث اخرجوکم پر ہے۔ اور دو علتیں ہیں۔ اخرجوھم کی اور فتنہ سے مراد شرک الشہر الحرام بالشہر الحرام حرمت شہر حرام کی مقابلے حرمت شہر کے ہے یعنی وہ شہر حرام میں جنگ کرتے ہیں اور حرمت نہیں کرتے تو تم بھی ان کے ساتھ جنگ کرو اور حرمت شہر حرام کی بجا نہ لاؤ الی التہلکۃ یعنی نہ خرچ کرنا ہلاکت ہے (ربط) واتموا الحج والعمرۃ للہ سے لے کر واعلموا انکم الیہ تحشرون تک حج کا بیان کیا گیا ہے۔ اور اس کے ابتدا اور آخر میں قتال کا حکم کیا گیا ہے۔ ومن الناس من یعجبک سے ترغیب علی القتال ذکر کی گئی ہے وجہ یہ تھی کہ حج مدعا قیام لوگوں کے واسطے کما قال تعالیٰ جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس (مائدہ) جیسا کہ صوم حرام مال نہ کھانے کے واسطے ممد تھا۔ حاصل یہ ہے کہ مالک کے گھر میں جاکر دعا مانگو کہ اے مالک الملک ہم کو کفار پر مدد دے۔ اور مدارک والے نے ایک روایت لکھی کہ اگر ایک سال کوئی آدمی حج کو نہ جائے تو سب جہان تباہ ہو جائے گا بتحقیق لفظی فان احصرتم فما استیسر من الھدی ما استیسر میں ما موصولہ ہے اور من الھدی بیان ہے ما کا۔ اور لزم علیکم جزا محذوف ہے اور ما استیسر مبتدا ہوگا اور جملہ جزا ہوگی فان احصرتم کی۔ فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر اس جگہ تمتع کا معنی لغوی مراد ہے یعنی نفع اٹھانا خواہ قران کرے یا تمتع اصطلاحی کرے اور الی الحج حال ہے اور تمتع میں تضمین ہے بمعنی یہ ہوگا کہ جو شخص نفع اٹھائے ساتھ ادا کرنے عمرے کے درآنحالیکہ ملا نیوالا ہو عمرہ کو حج کے ساتھ تلک عشرۃ کاملۃ یہ جواب ہے سوال کا کیونکہ وہ سوال کرتے تھے کہ فدیہ کے مقابلے میں دس روزہ کم ہیں تو جواب میں کاملۃ کی قید زیادہ کی کہ یہ کافی اور کامل ہیں ذلک لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام ذالک کا مشار الیہ نزد شافعیہ ہدی والی چٹی یا روزے والی چٹی ہے لیکن اس وقت علی مناسب تھا کیونکہ علی کا کلمہ ضرر کیواسطے آتا ہے۔ اور حنفیہ کے نزدیک تمتع ہے یعنی یہ نفع اٹھانا واسطے آفاقی کے ہے اور مکہ والوں کے واسطے نہیں ہے الحج اشھر معلومات اسے وقتہ اشہر معلومات یعنی شوال سے آگے احرام باندھا کرو وتزودوا فان خیر الزاد التقوی یعنی خرچ ساتھ لیجاؤ کیونکہ یہ موجب تقوی کا ہے۔ اصل میں وہ لوگ پہلے بلا خرچ جایا کرتے تھے۔ اور رستہ میں مانگ کر گذارہ کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم متوکل ہیں لہذا ان کو منع کیا گیا۔ ان تبتغوا فضلا۔ مراد سوداگری ہے فاذا افضتم یعنی جس وقت واپس ہو کر آؤ عند المشعر الحرام ایک پہاڑ کا نام ہے یعنی مزدلفے والا پہاڑ۔ ثم افیضوا میں تعقیب ذکری ہے کذکرکم اباکم میں اوصاف بیان کرنے مراد ہیں اواشد ذکرا یعنی اللہ کے زیادہ اوصاف بیان کیا کرو ومن الناس من یقول (ربط) اس کا یہ ہے کہ حج میں لوگوں کی حالتیں مختلف ہوتی ہیں اس جگہ چار طائفے بیان کئے گئے ہیں ایک تو من الناس من یقول ربنا اٰتنا فی الدنیا اور دوسرا منہم من یقول ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ اور تیسرا من الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ اور دو شقی اور دو سعید

ہیں آخر الذکر یعنی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ اعلیٰ درجہ و اعظم اجر۔ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ سے مراد گیارھویں بارھویں اور تیرھویں ہیں اور مَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَیْنِ سے مراد دو اول ہیں (اور اچھا ربط اس طرح پر ہے) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُكَ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ تک کہا کہ دیکھو بعض ایسی پلیدیاں کرتے ہیں تم ان کو کیوں نہیں قتل کرتے تمہارے واسطے تو یہ مناسب تھا کہ پوری طرح اسلام میں داخل ہوتے اور قتال کرتے اور شیطان کے تابع نہ ہوتے کیونکہ ایسے شخص کو قتل نہ کرنا بھی شیطان کے تابع ہونا ہے پھر هَلْ یَنْظُرُوْنَ سے لے کر وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ تک تخویف علی عدم القتال بیان کی گئی۔ پھر تخویف بیان کر کے سَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ سے لے کر فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ تک ایک نمونہ تبلایا گیا ہے کہ دیکھو جو کہ احکام اللہ نہ ماننے اس کا کیا حال ہوتا ہے۔ پھر زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ سے لے کر مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ تک دفع شبہ کیا گیا کہ کافروں کے پاس رزق بہت ہے تو جہاد ملا کر اگر دنیا میں کچھ رزق مل گیا تو کیا ہوا۔ آخرت جو اصلی دار ہے وہ تمہارے واسطے ہے اسی کے واسطے جہاد کرو۔ پھر كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً سے لے کر اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ تک یہ بیان کیا گیا کہ ہمیشہ یہ طریقہ جاری ہے کہ پہلے لوگ مختلف ہوئے باوجود معاہم کتب حق کے تو پھر اللہ تعالیٰ مومنوں کو فتح دیتا ہے لہٰذا تم ڈرو اور جہاد کرو۔ اور اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ سے لے کر اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ تک کہا کہ مصائب کفار سے اور مرضیں اور بھوکیں آتی ہیں صبر کرنا اور جہاد پر قوی رہنا حاصل اس مقام کا یہ ہوا کہ چار وجہ سے ترغیب علی القتال ذکر کی گئی ہے کفار کی پلیدیاں تبلا کر پھر تخویف اور اس کا نمونہ ایک تبلا کر پھر طریقہ جاریہ تبلا کر پھر مصائب وغیرہ کو تبلا کر فرق درمیان انکے یہ ہے پہلی دو ترغیبیں سخت ہیں۔ اور دو اخیر نرم ہیں۔ کیونکہ طریقے تبلا کر ترغیب دی گئی ہے (باقی ماندہ معانی) اِخْتَلَفَتِ الْعِزَّةُ پکڑتی ہے اس کو تکبری طرف گناہ کے کافۃ پوری کی پوری۔ کہ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ اٰیَةٍ آیت سے مراد عذاب ہے وَمَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ یعنی جو عمل نہ کرے كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً کی فاختلفوا دوسری جگہ آیا ہے۔ پھر یَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ سے لے کر فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ تک انفاق فی القتال کا بیان ہے۔ (تحقیق سوال وجواب) علم معانی والوں نے یہ کہا ہے کہ سوال یہ تھا کہ کیا خرچ کریں۔ جواب ملا کہ یہ سوال کرنا تمہارے واسطے مناسب نہ تھا کیونکہ اگر اکثر مال خرچ کیا جاوے مگر مصارف پر خرچ نہ ہو تو سب بے فائدہ جائے گا۔ اور اگر تھوڑا مال مصارف پر خرچ کیا جائے تو فائدہ مند ہوگا۔ تمہیں یہ مناسب تھا کہ مصارف سے سوال کرتے کہ صدقہ کس کو دیں۔ اس کا جواب تبلایا گیا لیکن یہ بالکل فاسد تقریر ہے حق بات یہ ہے کہ سوال یہ تھا کہ کتنا خرچ کریں تو جواب ملا کہ جتنا خرچ کرو مجھکو تو کچھ نہیں دینا ہے۔ بلکہ اپنے والدین اور اقربین کو دینا ہے (ربط) وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ سے لے کر وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ تک یہ ہے کہ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ سے لے کر وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ تک قتال اور انفاق کا بیان کیا ہے پھر حج کا بیان کیا جو کہ مہم تھا۔ پھر وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُكَ سے لے کر فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ تک دو نو مسئلوں کا اعادہ کیا گیا علی سبیل اللف والنشر المرتب وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُكَ سے لے کر اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ تک قتال کا بیان کیا گیا۔ اور یَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ سے لیکر فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ تک انفاق کا بیان کیا گیا پھر كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ تک دو نو مسئلوں کا اعادہ کیا گیا علی سبیل اللف والنشر المرتب پہلے كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ سے لے کر اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَةَ

اللہ واللہ غفور الرحیم تک قتال کرنے کا بیان کیا گیا پھر یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ تک انفاق کا بیان کیا ہے۔ (یہ ربط اجمالی ہے تفصیل یہ ہے۔ کتب علیکم القتال سے لے کر وانتم لا تعلمون تک قتال کا حکم کیا گیا اور اس حکم پر انہوں نے سوال کیا یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّہْرِ الْحَرَامِ سے بیان کیا گیا کہ آیا شہر حرام میں بھی قتال کیا جائے اس میں تو منع ہوگا تو جواب قُلْ قِتَالٌ فِیْہِ کَبِیْرٌ سے لے کر ان استطاعوا تک کیا گیا۔ حاصل قتال نہ کرنے کی ایک علت یعنی شہر حرام ہے۔ اور قتال کرنے کے واسطے چار علتیں ہیں ایک تو صد عن سبیل اللہ والمسجد الحرام۔ اور دوسری علت کفر بہ اور تیسری اخراج اہلہ منہ سے اور چوتھی والفتنۃ اکبر من القتل۔ اور چار علتیں ترقی سے ہیں سوال والی علت سے پس معلوم ہوا کہ ضرور قتال کرنا چاہئے اور علت پانچویں لَا یَزَالُوْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ الخ سے بیان کی گئی کہ ان کفار کو ہمت ہوتی تو تم کو اپنے دین پر کر لیتے (بیان فائدہ تین) اول فائدہ تو یہ ہے کہ تبلا دیا کہ قتال اچھا ہے اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جواب ایسے عنوان سے دیا گیا کہ چار علتیں سوال کی علت سے ترقی کر کے لائی گئیں پھر ایک علت مشترک لائی گئی۔ پھر مَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَیَمُتْ وَہُوَ کَافِرٌ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ہُمْ فِیْہَا خٰلِدُوْنَ تک تخویف ہے واسطے ان کے جو مرتد ہو جائیں۔ پھر اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے لے کر وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک بشارت ہے قتال کرنے والوں کو پھر یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ سے لیکر وَاِثْمُہُمَآ اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِہِمَا تک بطور مبدء کے ذکر کیا گیا۔ واسطے انفاق فی القتال کے کیونکہ اصل انفاق فی الجہاد یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ سے شروع ہوا ہے۔ اور پہلے یسئلونک عن الخمر سے بطور مبدء بیان کیا کہ واسطے حصول دنیا کے تھوڑا یا ابھی نہ اٹھانا چاہئے اور ذکر خمر اور میسر کا بطور مثال ذکر کیا گیا کیونکہ یہ موجب فساد کے اکثر ہوتے ہیں اور یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ سے لیکر فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تک یہ بیان کیا کہ جو کچھ حاجت سے زیادہ ہو خرچ کیا کرو یعنی اگر قتال فرضی کا موقع آجائے تو سب کچھ خرچ کرو۔ حاجت سے زیادہ کو یعنی دفع شرک کے لئے سب کچھ خرچ کرو۔ اور یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْیَتٰمٰی سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ تک بیان کیا کہ اگر قتال نہ ہو تو اصلاح واسطے یتیمی کے بہتر ہے اور ان کا مال نہ لو تو (قاعدہ کلیہ قرآن کا) جو مسئلہ سیاق سے معلوم ہو سکے اس کو اشارۃً ذکر کیا جاتا ہے۔ اور جو معلوم نہ ہو سکے صراحۃً ذکر کیا جاتا ہے تاکہ دونوں مسئلے ساتھ عبارت مختصر کے ادا ہو جائیں لہذا قل اصلاح لھم خیر میں بھی یہی طریقہ کیا گیا نہ کیونکہ جواب تو یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْیَتٰمٰی کا یہ کہ اگرچہ یتیمی کو کچھ بھی نہ دو لیکن یہ جواب جب سیاق سے معلوم ہو سکتا ہے لہذا وہ ذکر نہ کیا گیا۔ اور قل اصلاح لھم خیر کو ذکر کیا گیا یہی طریقہ وقاعدہ اکثر مقاموں میں جاری ہوتا رہتا ہے۔ (تحقیق لفظی) وصد عن سبیل اللہ وکفر بہ والمسجد الحرام واخراج اھلہ منہ اکبر عند اللہ صد نکرہ مبتدا ہے اور عن سبیل اللہ متعلق ہے صد کے اور المسجد الحرام عطف ہے سبیل اللہ پر اور اکبر تمام کی خبر ہے۔ اور نکرہ مبتدا ہوتا ہے جبکہ مصدر مضاف ہو یا جار مجرور اس مصدر کے ساتھ متعلق ہو۔ شعر از الفیہ

رغبۃ فی الخیر خیر وعمل ۔۔۔ برنیز ن ولیقس مالم یقل

یرجون رحمۃ اللہ خبر بمعنی امر ہے۔ اور الفتنۃ اکبر سے مراد شرک ہے۔ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ یعنی کتنا خرچ کریں قل العفو یعنی جو کچھ حاجت سے زیادہ ہو اس کو خرچ کرو۔ المیسر یعنی مطلق شرط۔ اِثْمُہُمَا یعنی ضرر ہما وان تخالطوھم فاخوانکم اگر ان یتیمی کو اپنے ساتھ ملا لو تو ان کا مال نہ لو لا عنتکم سختی اور دکھ میں ڈالتا تم کو (نوٹ) قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ۔ یَسْئَلُوْنَکَ

مَاذَا يُنْفِقُوْنَ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ تک اور ربط نقل کیا جاتا ہے کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ پھر اعادہ دعوی کا کیا یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّہْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْہِ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ جب کہ حق تعالیٰ نے ایجاب قتال کا کیا اور اس پر مکرر امر فرمایا تو صحابہ کو یہ اشکال ہوا کہ شہر بھی ایک بڑی ذی عزۃ شے ہے عند اللہ اور قتال بھی اس قدر ضروری ہے اب نامعلوم ان میں سے کس کو اختیار کیا جاوے اور ایسا ہی ایک طرف شرک ہی یعنی اگر قتال نہ کیا جائے اور ایک جانب قتل نفس ہی اور قتل بھی بہت عظیم الشان ہے ان میں سے کونسا اختیار کیا جائے۔ تو پہلے کے جواب میں ارشاد ہوا قُلْ قِتَالٌ فِیْہِ کَبِیْرٌ یعنی قتال شہر حرام میں بے شک بہت بُری شے ہی۔ لیکن اس کے مقابلے کفار کے شر و فساد جس کا بیان وَصَدٌّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سے شروع کیا گیا بہت بڑے اور بہت قبیح عند اللہ ہیں۔ اور دوسرے کے جواب میں فرمان ہوا کہ یہاں قتل بیشک دشوار اور ناگوار ہے لیکن فتنہ یعنی شرک باللہ عند اللہ اس سے بڑھ کر خراب ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ شرک باللہ کے مقابلے میں شہر حرام کی حرمت نہ دیکھو اور نہ قتل نفس کی طرف دشواری خیال کرو۔ یہ دونوں شرک باللہ کے مقابلے میں کئی درجہ کم ہیں۔ یہ دونوں سوال فرضی وہمیں تھے پہلے میں ایک طرف حرمت شہر حرام اور دوسری طرف قتال لِدَفْعِ الشِّرْک۔ اور دوسرے میں ایک طرف قتل نفس اور دوسری طرف شرک لہذا پھر اس کے مناسب چند مسائل ذکر کئے گئے (المسئلۃ الاولیٰ) خمر و میسر ان میں ایک طرف تو منافع بدنی ہیں یعنی شراب میں اور منافع مالی ہیں یعنی میسر میں۔ اور دوسرے فسادات ہیں مثلاً لڑنا اور ناحق گالی دینا شراب میں اور ناحق مال لینا میسر میں تو ارشاد ہوا۔ کہ اپنے منافع بدنی اور مالی کے لئے تم کسی کو نقصان نہ پہنچاؤ (نکتہ) شرک باللہ کے مقابلہ میں تو یہ ارشاد ہوا کہ دوسروں کی جان تک بھی نہ چھوڑو اور نہ ڈرو بیخوف مار ڈالو۔ اور اپنے مالی بدنی منافع کے لئے فرمایا کہ کسی کو ادنی مار پیٹ اور مالی نقصان نہ پہنچا۔ المسئلۃ الثانیہ۔ انفاق میں ایک طرف دنیاوی نقصان ہی دوسری جانب نفع اخروی ہے حوائج ضروریہ سے جو کچھ فارغ سب خرچ کرو۔ المسئلۃ الثالثۃ۔ مسئلۃ المخالطۃ مع الیتٰمی یتیمی کو علیحدہ کیا جاوے تو ان کو اذیت پہنچتی ہے مثلاً اگر روٹی تھوڑی پکائی گئی ان کے واسطے تو بھوکے رہیں گے اگر زیادہ پکائی گئی تو ایک وقت کی پکی ہوئی دوسرے وقت کھانی پڑے گی۔ اور دوسری طرف ان کی صفائی ہے بشرط صفائی نیت تو ارشاد ہوا۔ کہ جس بات میں اس کی خیر خواہی ہے وہی کرو مگر دوسری بھی جائز ہے۔ المسئلۃ الرابعۃ نکاح المشرکات و انکاح المشرکین میں ایک طرف حسن و مال دنیاوی ہی اور دوسری جانب خوف ہے کہ وہ کفر و شرک کی طرف بلاتے ہیں۔ اور سوم باطلہ کو رواج دیتے ہیں حکم ہوا کہ حسن اور مال دنیاوی کو شرک کے مقابلے میں مطرح علی الجدار کر دو۔ المسئلۃ الخامسۃ مسئلۃ الجماع فی المحیض اس میں ایک طرف اذیت ہی دوسری جانب استلذاذ ہے۔ ارشاد ہوا کہ استلذاذ کو اذیٰ کے مقابلہ میں چھوڑ دو۔ (نکتہ) سبحان اللہ اگر شرک کا استعمال ہو تو تب اس کو سر ہی سے چھوڑ دو اگر ایذا بدنی ہو تو چند روز قربان نہ کرو پھر معاملہ جاری رکھو بلکہ اگر حلف بھی اٹھا چکے ہو تو توڑ ڈالو اور قربان سے باز نہ رہو جیسا کہ فرمایا لَا تَجْعَلُوا اللّٰہَ عُرْضَۃً لِاَیْمَانِکُمْ یعنی حق تعالیٰ کو تم اپنے افعال مباحہ کا مانع نہ بناؤ۔ پھر اس کے مناسب مسئلہ ایلا کا ذکر فرمایا۔ اب لَا تَنْکِحُوا الْمُشْرِکَاتِ حَتّٰی یُؤْمِنَّ و لامۃ مومنۃ سے یکر وَاعْلَمُوْٓا اَنَّکُمْ مُّلٰقُوْہُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ تک اس کا ربط بھی ماقبل کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔ حاصل یہ ہے کہ یَسْئَلُوْنَکَ الخ کا حاصل یہ تھا کہ خوف شرک کے لئے تو قتل بھی جائز ہے۔ اور یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ الخ سے فرمایا کہ حصول دنیا کے

لے تھوڑا سا ایذا بھی نہ اٹھاؤ۔ کیونکہ دوسری اشیاء کے لئے مضر ہے۔ اور یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ الخ سے فرمایا کہ جو قدر ضرورت سے زائد ہو سب خرچ کرنا چاہئے۔ اور دوسرے موقعوں میں گرچہ تمہی ہوں تو بھی تم پر دینا واجب نہیں۔ ہاں اصلاح ان کی کر دو لیکن دفع شرک کے لئے جتنا ہو سکے اتنا خرچ کرو۔ یعنی کل مال خرچ کر دو اور اس کے متعلق لَا تَنْکِحُوا الْمُشْرِکَاتِ سے شروع کیا گیا ہے یعنی اگر خوف دعاء الی الشرک ہے تو اس کے اسباب سے بھی پرہیز کرو۔ جیسا کہ بیان ہوا اس آیت میں یعنی اُن سے نکاح نہ کرو اور اسکی علت اُولٰئِکَ یَدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ سے بیان کیا۔ اور یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ کو اسی کے متعلق یعنی لَا تَنْکِحُوا الخ کے فرمایا کہ اگر خوف دعا الی الشرک نہیں تو مخالطتہ جائز ہے۔ گرچہ حائض ہو ہاں جماع نہ کرو۔ اب یہ جاننا چاہئے کہ جو قاعدہ کلیہ پہلے بیان ہو چکا ہے اس کے مطابق تو یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ کا جواب یہ دینا چاہئے تھا کہ بیشک مخالطتہ کرو لیکن اس جواب کو ذکر نہ کیا گیا کیونکہ وہ سیاق سے اشارۃً معلوم ہو سکتا تھا۔ بلکہ کہا گیا کہ یہ اذًی ہے جماع نہ کرو (ربط) اس جگہ تک ایک بحث ختم ہوئی یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی سے لے کر کیونکہ پہلے دو امور انتظامیہ یعنی قصاص والا امر اور مال غیر کا نہ کھانا۔ پہلے صوم کا مسئلہ جو کہ ممد تھا اس کو درمیان میں ذکر کر کے آخیر میں کہا گیا کہ مال حرام سے بچنا پھر حکم قتال کا دیا گیا اس قتال مشرکین کے متعلق اس جگہ تک بحث آئی۔ (ربط) اور وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰہَ عُرْضَۃً لِاَیْمَانِکُمْ سے امور انتظامیہ ذکر کئے گئے ہیں اور یہ ممد ہے۔ اور امور انتظامیہ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیَاتِ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ تک ہے۔ اور درمیان میں حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ سے صلوۃ کا ذکر بالتبع کر کے لایا گیا۔ کیونکہ صلوۃ ممد اور مصلح ہے اور مُصَلِّفُ القلوب ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے سووا صفوفکم او لیخالفن اللّٰہ قلوبکم پھر اس کے بعد اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ سے لے کر وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ تک قتال کرنے کے متعلق بیان لایا اور عنوان بھی ذکر کرنے کا ایسا کیا تاکہ ماقبل کے ساتھ مرتبط ہو جائے۔ کیونکہ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ کہا گیا پس معلوم ہو گیا کہ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ متعلق ہے قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کے ساتھ اور قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ تک قتال اور انفاق فی الجہاد ذکر کیا گیا۔ پھر مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا سے لیکر وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ تک انفاق فی الجہاد کے متعلق بیان لایا گیا۔ پھر دونوں مضمونوں یعنی قتال اور انفاق کو اعادہ کیا گیا۔ علی سبیل اللف والنشر المرتب کیونکہ اَلَمْ تَرَ اِلَی الْمَلَاِ مِنْ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ سے لے کر وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ تک قتال کے متعلق بیان لایا گیا اور پھر یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنَاکُمْ سے لیکر ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ تک انفاق کے متعلق بیان کیا گیا۔ حاصل یہ ہے کہ جیسا کہ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ تک دو مضمون ذکر کئے گئے اور پھر ان کو وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُکَ سے لے کر وَمَا تُقَدِّمُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ تک ایک دفعہ اعادہ کیا گیا علی سبیل اللف والنشر المرتب اور کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ تک دوسری دفع اعادہ کیا گیا علی سبیل اللف والنشر المرتب اسی طرح ان دو مضمونوں کو امر انتظامی طلاق والا ذکر کر کے دو دفعہ ذکر کیا گیا۔ یہ حاصل اجمالی تھا (ربط) اب حاصل تفصیلی یہ ہے کہ لَا تَجْعَلُوا عُرْضَۃً لِاَیْمَانِکُمْ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک مبدا ہے واسطے امر انتظامی کے تحقیق آیت۔ وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰہَ عُرْضَۃً لِاَیْمَانِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَیْنَ النَّاسِ اس کا حاصل یہ ہے کہ اعمال حسنہ سے روکنے والا اللہ کو نہ بنایا کرو اور اپنی ایسی

حلفوں و توڑا کرو اور احسان کیا کرو پس اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ احسان کرو اور تسلہ نہ کرو جب حلف کا مسئلہ آیا تو اس کے مناسب لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ سے لے کر فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تک مسئلہ ایلاء کا جو کہ ایک حلف ہے ذکر کیا گیا اور پھر وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ سے لے کر كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تک چار امور انتظامیہ ذکر کئے گئے۔ ایک طلاق دوسرا عدت ارتسیرا رضاعت چوتھا نکاح۔ حاصل تمام کا یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے اصلاح ہونی چاہئے لیکن اگر گذارہ نہ ہو سکے تو طلاق دیا کرو پھر طلاق کے بعد عدت امر شرعی کے ساتھ گزارو اور عدت میں نکاح نہ کیا کرو اور عدت گذارنے کے بعد عورتوں کو نکاح کرنے سے نہ روکا کرو۔ اور اولاد کو اول تو اپنی والدات سے رضاعت یعنی دودھ پلایا کرو اگر ان سے نہ ہو سکے تو غیر سے پلایا کرو۔ یہ امور انتظامیہ اس واسطے ذکر کئے گئے ہیں تاکہ آپس میں مومنوں کا انتظام اچھا رہے۔ اور متفق ہو کر کفار کے ساتھ قتال کر سکیں اس واسطے امور انتظامیہ کے ذکر کے بعد قتال کا حکم کیا گیا۔ اور درمیان میں حَافِظُوْا کو بالتبع لے عنوان سے لایا گیا اس وجہ سے کہ یہ ممد اور مصلح تھے اور مؤلف القلوب تھے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے تحقیق لفظی معنی وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ایمان کا معنی ما علیہ الایمان سے یعنی یہ ہے کہ واللہ تعالیٰ کو بند کرنے والا یر اور اتقار اور اصلاح بین الناس کا یعنی ایسی حلفیں مت کرو اور اگر کر لیں تو فوراً توڑ دو۔ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ قسمیں تین قسم کتب اصول میں مذکور ہیں لا مترددۃ بالبیان۔ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اس کے دو معنی ہیں۔ ایک نزد شافعیہ کہ اگر رجوع کرے بعد چار مہینے کے تو بھی اچھا ہے اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے طلاق کرانے کی ضرورت نہ ہوگی۔ اور دوسرا نزد حنفیہ کہ اگر رجوع کرے چار مہینے کے اندر تو طلاق نہ ہوگی اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اور اسی طرح فَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ کے بھی دو معنی ہیں۔ اول اگر چار ماہ گذر جائیں تو رجوع نہ کرے اور قاضی تفریق کرے تو یہ طلاق ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ سمیع علیم لکل شئی ہے۔ اور دوسرا کہ اگرچہ چار ماہ میں رجوع نہ کرے تو بھی طلاق ہوگی۔ ہذا ما قال عبد اللہ ابن مسعودؓ رواہ محمد فی موطاہ۔ وما قال الشافعی منقول عن ابن عباسؓ۔ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ یہ علیحدہ مسئلہ ہے یعنی عورتوں کو ازواج کی فرماں برداری کرنی چاہئے فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ یعنی بند رکھنا ساتھ امر شرعی کے۔ اور تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ یا چھوڑنا اور بند نہ کر رکھنا۔ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ یہ حکم بعینہ الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ میں تھا۔ پھر اعادہ کیا گیا کیونکہ اس جگہ وہ حکم بتلایا گیا جو کہ عدت کے ختم ہونے کے قریب تھا اور پہلے عام تھا۔ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ کے دو معنی ہیں ایک تو عدت ختم ہو جائے اور ختم ہونے کے قریب ہو اور اس جگہ ثانی مراد ہے بقرینہ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ یعنی یا تو خرچ وغیرہ دے کر بند رکھو یا کچھ شے دے کر چھوڑ دو لیکن ایسا نہ کرو کہ ان کو بند رکھو اور رجوع کرتے رہو اور دو عدت گذاریں۔ ہیں مثلاً یہ محض ظلم ہے فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ اس جگہ سے اول مراد ہے یعنی عدت گذر جائے بقرینہ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ یعنی ان کو نکاح کرنے سے منع نہ کیا کرو۔ وعلی الوارث مثل ذلک۔ اگر باپ نہ ہو تو وارث دے گا اس کا خرچ۔ فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ یعنی کسی دوسری عورت سے اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ یعنی جو دنیا مقرر کیا ہے فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ یعنی اشارہ کرو۔ اور خطبہ کا معنی خواست گاری ہے الا ان

تقولوا قولا معروفا یعنی تعریض کیا کرو۔ ولا تعزموا عقدۃ النکاح اے فی العدۃ۔ حتی یبلغ الکتاب اجلہ یعنی عدت مکتوبہ حاصل یہ ہے کہ نیت نکاح کرنے کی بھی عدت میں منع ہے۔ لاجناح نہیں بھار اور سنی گناہ والا نہیں ہے اور تفرضوا لھن کا عطف تمسکوھن پر ہے اور دونوں کے نیچے داخل ہیں (عورتیں چار قسم ہوتی ہیں) ایک تو وہ جس کو مس نہ کیا ہو اور مہر اس کا معین نہ ہو اس کے واسطے تو متعہ واجب ہی۔ قال تعالی ومتعوھن علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ یعنی غنی پر اس کے قدر کے موافق اور غریب پر اس کے قدر کے موافق۔ اور ایک وہ جس کو مس نہ کیا ہو لیکن مہر معین ہو اس کا متعہ واجب نہیں بلکہ نصف مہر واجب ہے یہ فنصف ما فرضتم الا ان یعفون او یعفوا الذی بیدہ عقدۃ النکاح وان تعفوا اقرب للتقوی سے بیان کیا گیا یعنی نصف مہر واجب ہی۔ ہاں اگر عورت معاف کر دے تو یہ اچھا ہے اور تقوی بھی ہے یا مرد بجائے نصف کے تمام دے دے ان دونوں عورتوں کا اس جگہ ذکر آیا ہے باقی تفصیل کتب فقہ میں ہی۔ والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا وصیۃ لازواجھم متاعا الی الحول یہ حکم استحبابی ہے۔ اس آیت اور والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر الخ میں کوئی منافات نہیں اور نہ یہ ناسخ ہے متاعا الی الحول کی اور متاعا والی آیت کا معنی فرض ہونا عدت کا حول تک نہیں دیکھو فان خرجن فلا جناح علیکم صریح ہے کہ یہ حکم فرض نہیں اور وللمطلقات متاع بالمعروف سے امر استحبابی ہے۔ کیونکہ مسائل استحبابیہ میں ذکر کیا گیا ہے (ربط) اب الم تر الی الذین متعلق ہی قاتلوا فی سبیل اللہ کے اور ایسے عنوان سے ذکر کیا گیا تاکہ خود بخود معلوم ہو جائے کہ ماقبل کے ساتھ مرتبط ہے اور یہ تخویف علی عدم القتال ہی کیونکہ یاد دلایا گیا کہ دیکھو کئی مسلمان قتال نہ کرنے کی وجہ سے مارے گئے تھے پھر زندہ کئے گئے تھے اور من ذا الذی سے لے کر والیہ ترجعون تک ترغیب علی الانفاق فی الجہاد لائی گئی ہے اور پھر الم تر الی الملا من بنی اسرآئیل سے لے کر ولکن اللہ ذو فضل علی العلمین تک ترغیب علی القتال کے لئے ایک قصہ بیان کیا گیا کہ ڈرو مت دیکھو قلیل کو اللہ تعالی کثیر پر فتح دیتا ہے۔ پھر تلک ایات اللہ نتلوھا علیک بالحق وانک لمن المرسلین سے جملہ معترضہ واسطے صداقت رسول کے لایا گیا۔ کیونکہ ان اخبار کی خبر رسول کو تو نہ تھی اس سے معلوم ہوا کہ وحی من جانب اللہ کی وجہ سے بتلا رہے ہیں تو صادق رسول ہوئے اور تلک الرسل فضلنا بعضھم سے لے کر ولکن اللہ یفعل ما یرید تک علت قتال کروانے کی بتلائی گئی۔ اور علت ولکن اختلفوا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ رسولوں کو ہم فضیلتیں دیتے رہے اور تمام ایک ہی دین پر تھے پچھلے لوگوں نے اختلاف کر دیا باوجود علم ہونے کے ان کے ساتھ قتال ضرور چاہئے اگر اللہ تعالی ان کو خود ہلاک کرے تو کر سکتا ہے لیکن یہ قتال آزمائش کے لئے ہے۔ یہ بیان کیا۔ ولو شاء اللہ ما اقتتلوا ولکن اللہ یفعل ما یرید سے پھر یا ایھا الذین امنوا انفقوا مما رزقنکم سے لے کر والکفرون ھم الظلمون تک انفاق فی القتال کا حکم دیا گیا۔ اور انفقوا مما رزقنکم کی علت والکفرون الخ بتلائی گئی یعنی انفاق فی القتال کرو کیونکہ یہ کافر مشرک ہیں اور شرک دور کرنا چاہئے۔ تحقیق لقطی) ھل عسیتم ان کتب علیکم القتال الا تقاتلوا معنی یہ ہے کہ آیا اگر ہم تم پر قتال فرض کر دیں اور تم سے شاید نہ ہو سکے۔ الا تقاتلوا مفعول ہے ھل عسیتم کا۔ اور ھل عسیتم الا تقاتلوا مجموعہ دال برجزا ہے ان کتب علیکم القتال کی۔ زاد بسطۃ اے فراخی التابوت فیہ سکینۃ یعنی

سبب آرام کی ہے۔ وہ صندوق و بقیۃ مما ترک اٰل موسیٰ عطف تفسیری ہے سکینۃ پر یعنی اس صندوق میں کچھ تبرکات موسیٰ علیہ السلام کے بھی تھے اور فرشتے اس کو لائے تھے یہ نشانی تھی صداقت اس بادشاہ کی فمن شرب منہ فلیس منی کیونکہ جن سے اتنا بھی صبر نہ ہوگا تو وہ قتال کفار سے کس طرح کرینگے۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ سے لے کر وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ تک اس کے دو ربط ہیں یا تو اعادہ اصلی دعوی کا کیا گیا ہے اور تیسری آیت توحید ہے اور دوسرا یہ ربط ہے کہ یہ متعلق ہے وَالْکٰفِرُوْنَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ کے ساتھ یعنی کافر ظالم ہیں کیونکہ اللہ کے شریک بناتے ہیں حالانکہ لا الہ الا ھو معبود سوا اس کے اور کوئی نہیں ہے پھر اس کی دو علتیں الحی القیوم سے بیان کیں یعنی معبود سوا اس کے دوسرا کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ یہی حی ہے۔ اب اعتراض وارد ہوتا ہے کہ کیا دوسرا حی کوئی نہیں ہے۔ جواب مراد حی کامل یعنی الحی الذی لا یموت ہے جیسا کہ سورت فرقان میں آیا ہے۔ شعر

یشھد اللہ الملک واھل العلم انہ لا رب الا من یدوم

اور دوسری علت القیوم بیان کی یعنی دوسرا کوئی القیوم نہیں۔ اور قیوم کا معنی رازق اور حافظ ہے۔ جیسا کہ قال الرسول صلعم قسیم علی کل شئی یحفظہ و یرزقہ لہذا کوئی دوسرا معبود نہیں بن سکتا۔ اور تیسری علت لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ہے یعنی اس کو نہ چھوٹی نہ بڑی شے غافل کرتی ہے۔ رسول صلعم کو نیند آئی نماز فجر فوت ہوگئی۔ اور وضو کیا تھا بیہوشی کے سبب سے۔ اور جو حدیث میں آیا ہے کہ نیام عینی ولا نیام قلبی وہ خاص موقع تھا طحاوی نے لکھا ہے کہ حالت اضطرار کی تھی۔ اور چوتھی علت لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ہے یعنی سب کا مالک وہی ہے اور لہ کے معانی۔ اس نے پیدا کئے ہیں اسی کے قبضہ میں ہیں اور تخت بادشاہی پر آپ ہے یہ تمام آتے ہیں قولہ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ سے پانچویں علت بیان کی۔ حاصل یہ کہ عالم لکل شئی ہے۔ اس آیت پر اعتراض وارد ہوتا تھا کہ اس سے لازم آتا ہے کہ شفاعت دنیا میں ہو یا آخرت میں سوا اذن کے نہ ہو یعنی پہلے اذن دی اللہ نے رسولوں کو کہ فلاں کے حق میں شفاعت کرو تو تب رسول شفاعت کریں۔ یہ تو کسی کا قول نہیں پس تحقیق مقام کی یہ ہے کہ شفاعت یا دنیا میں ہوگی یا آخرت میں۔ اگر دنیا میں خواہ کافر ہو یا مومن اور شفاعت کرنے والے کو۔ ان کے ایمان اور کفر کا علم ہی ہو دونوں کے واسطے جائز ہے۔ کافر کے لئے ایمان کی کہ اے اللہ اس کو ہدایت دے۔ اور مومن کے واسطے یہ کہ اس کے گناہ معاف کر۔ اور ہدایت پر ربط القلب کر دے لیکن جس وقت معلوم ہو جائے کہ اس کا فر پر مہر جباریت والی لگ گئی ہے۔ تو اس کے حق میں دنیا میں شفاعت نہ کی جائے۔ جیسا کہ ابراہیم اپنے والد کے واسطے دعا مانگتے رہے پھر منع ہو گئے تھے جب معلوم ہوا کہ مہر جباریت کی ماری گئی تو اس کے حق میں انہوں نے شفاعت چھوڑ دی۔ جیسا قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہٗٓ اَنَّہٗ عَدُوٌّ لِّلّٰہِ یعنی معلوم ہوا کہ اللہ اس کو دشمن رکھتا ہے واللہ اعلم۔ اگر آخرت والی شفاعت مراد لیں تو جب تک رسول صلعم کو معلوم نہ ہوگا کہ فلاں کافر ہے تو اس کی شفاعت کرینگے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اصحابی اصحابی تو رسول صلعم کو کہا جائے گا۔ کہ تم کو معلوم نہیں کہ تیرے بعد انہوں نے کیا کیا ہے۔ لیکن باری تعالیٰ کے سامنے کوئی شفیع سوا اذن باری تعالیٰ کے شفاعت نہ کرے گا۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ لَا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ۔ وَقَالَ صَوَابًا پس حاصل فرق یہ ہوا کہ دنیا میں تو ایک زندہ کے واسطے شفاعت جائز ہے۔ جب تک علم مہر جباریت

کا نہ آئے اور آخرت میں بھی جائز ہے۔ لیکن جس وقت کا فر ہونے کا علم آگیا تو پھر نا جائز ہے۔ اس تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ لَا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ اور دوسری آیتیں جن میں کلام کرنے کا لفظ آیا ہے وہ مختص خاص قیامت کے ساتھ ہیں اور باقی آیات کوئی مختص ہیں ساتھ دنیا کے اور کوئی آخرت کے ساتھ مختص ہو اور کوئی دونوں کے شامل ہیں لہذا ان آیات کی تفصیل سورہ سبا میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اب باقی رہا اِلَّا بِاِذْنِہٖ کا لفظ اس سے مراد یہ نہیں کہ پہلے اذن باری تعالیٰ دے پھر شفاعت کیجائے جیسا کہ ظاہر سے معلوم ہوتا ہے پس مراد اس سے یہ ہے کہ شفاعت واسطے مرتضیٰ اللہ کے کیجاوے گی جیسا کہ بعض آیات میں آیا ہے اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی اور یہی معنی اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَہُ کا یا مراد اِلَّا بِاِذْنِہٖ سے تکلم ماذنہ ہے یعنی تکلم سوا اذن اللہ کے قیامت میں نہ ہوگا اگر یہ معنی نہ کریں تو خاص قیامت مراد نہ ہوگی۔ اور اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی کا مطلب ہے کہ شفاعت انکے واسطے ہوگی کہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہے۔ جیسا کہ رسول صلعم کو امر ہوا وَصَلِّ عَلَیْہِمْ فَاِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّہُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَہُمُ اللّٰہَ۔ فَاعْفُ عَنْہُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَہُمْ جیسا کہ بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ اور کہا وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ وَمَا خَلْفَہُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ میں ضمیر جمع غائب کی طرف شافعین کے راجع ہے اور وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ یہ کنایہ ہے بادشاہی سے اشاہ ولی اللہ صاحب یا حقیقی معنی مراد ہے۔ یا مراد اس سے علم ہے (ابن عباس رض) سادہ علت بیان کی گئی ہے کہ وہی علی اور عظیم ہے اب ان معانی سے معلوم ہو گیا ہے کہ سب جگہ حصر تھا۔ کیونکہ اگر اول کلام میں حصر آیا جائے تو بعد اس کے بھی حصر ہوتا ہے لہذا جب کہ ہوالحی القیوم میں تو حصر ظاہر تھا بسبب معرفہ لانے خبر کے بعد میں بھی حصر ہوگا (فائدہ) جو شخص آیت الکرسی ہر نماز کے بعد پڑھے گا وہ مرنے کے بعد سیدھا بہشت میں جاوے گا لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ متعلق ہے مسئلہ قتال کے ساتھ یعنی قتال سے یہ مقصود نہیں کہ کفار کو زور سے مسلمان بنائیں لیکن قتال اس واسطے ہے کہ کفار مومنوں کو جبراً کافر نہ بنائیں جیسا کہ حتی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ سے معلوم ہوتا ہے یعنی حتی لا یفتن مومن اور قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ سے لے کر اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ہُمْ فِیْہَا خٰلِدُوْنَ تک متعلق ہے لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ یعنی کوئی اکراہ کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دونوں راستے علیحدہ علیحدہ بیان کر دئے جو ایمان لائے گا اس کا مددگار اللہ تعالیٰ ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ ان پر ربط القلب کر دے گا جو ستر الحق عناد اً کرے گا اس کا ہمراہ شیطان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہیں پر مہر جاریت مارے گا دو فریق بیان ہوئے۔ ایک تو اللہ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا سے لیکر یخرجونھم من النور الی الظلمات اور دوسرا فریق وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے لے کر ھم فیھا خالدون تک ہے پھر ان دونوں فریقوں کے متعلق تین قصے بیان کئے گئے۔ علی سبیل اللف والنشر الغیر المرتب۔ پہلا قصہ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰھٖمَ سے لے کر واللہ لا یھدی القوم الظلمین تک متعلق ہے وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا کے ساتھ۔ حاصل یہ ہے کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے اس کافر پر بہر جباریت کی مار دی اور حق کو باوجود اظہر من الشمس ہونے کے اس کو نہ سمجھنے دیا اس کی علت واللہ لا یھدی القوم الظلمین سے بیان کی گئی ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہدایت اس کو کرتا ہے جو انابت کرے جیسا کہ یَھْدِیْ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ سے معلوم ہوتا ہے اور مشرکوں کو ہدایت کرتا ہی نہیں بلکہ گمراہ کرتا ہے مَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ سے یہی مراد ہے۔ ؎

ایں نہ جبر و معنی جباریست　　معنی جباریت رازاریست

اب دو قصے اللہ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا دو فریق کے متعلق لائے گئے اول قصہ او کالذی مر علی قریۃ سے لے کر واعلم انّ اللہ علیٰ کلّ شیٔ قدیر تک حاصل یہ کہ دیکھو اللہ تعالیٰ اثابت کرنے والوں کو کس طرح ہدایت کرتا ہے۔ باقی اس قصہ میں اختلاف ہے آیا کافر تھا یا نہ بعض نے کافر کہا لیکن سیاق قرآن کے مخالف ہے۔ اور بعض نے عزیر علیہ السلام کہا ہے۔ اور دوسرا قصہ واذ قال ابراھیم سے لے کر واعلم انّ اللہ عزیز حکیم تک ہے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو کیا معاملہ دکھایا۔ لہٰذا معلوم ہوا جو شخص قلب شرک یعنی شفاعت قہری کو توڑے اس کو اللہ تعالیٰ ایسے معاملہ دکھاتا ہے۔ شعر

چوں شہ ی من کان للہ ازلہ حق ترا باشد کہ کان اللہ لہ

من الی یمشی اتیت ہرولہ من تقرب شبرا عاکنت لہ

تحقیق لفظی ۔ من تکیفہ اگر بضم الکاف ہو تو معنی ناگر دیدن و ناسپاس کردن ہوتا ہے اگر بالفتحہ ہو تو ستر الحق عناداً ہوگا اور طاغوت کا معنی کلما عبد من دون اللہ فھو الطاغوت اس معنی بموجب طاغوت جن اور ملائکہ اور رسول کو بولنا جائز ہوگا۔ یا مراد خاص شیطان ہے یخرجھم من الظلمات الی النور ظلمات سے مراد غفلت۔ حاصل یہ کہ ربط القلب کر دیتا ہے یخرجونھم من النور الی الظلمات یعنی نور کی طرف شیطان نہیں جانے دیتا ان کو۔ اگر کچھ نور دیکھ بھی لیں تو پھر بھی شیطان نہیں جانے دیتا جیسا کہ الم تر الی الذی حاج ابراھیم والے قصے سے معلوم ہوتا ہے۔ حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ قہر جباریت کی مار دیتا ہے۔ انْ اٰتٰہُ اللہُ الملکَ اے بان اتاہ اللہ الملک۔ بار سببیہ ہے او کالذی او تنویعیہ ہے یعنی دوسرے نوع کی مثال ہے۔ او کاف لانے کی وجہ یہ ہے کہ ایسے بہت قصص ہوئے ہیں جیسا کہ الم تر الی الذین خرجوا پارہ دوم سورہ بقرہ میں بھی اسی طرح کہا گیا ہے اس جگہ میں بھی یہی بیان ہوا ہے کہ بعض مومن قتال نہ کرنے والوں کو مار کر پھر زندہ کر دیا۔ کیف ننشزھا معنی جنبش میدہم آنرا۔ اور اردو میں ہلاتے ہیں ہڈیوں کو لحماً سے مراد گوشت اور جلد ہے فصرھن الیک معنی یہ کہ ذبح کر کے ساتھ لیجا۔ مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ سے لیکر توفّٰی کلّ نفس ما کسبت وھم لا یظلمون تک متعلق یاایھا الذین اٰمنوا انفقوا مما رزقناکے لایا گیا ہے۔ اور سب ترغیب علی انفاق فی الجہاد ہے اور پہلے موضعوں میں قتال کے متعلق بیان بہت کیا گیا۔ اور ترغیب علی انفاق کے متعلق بیان تھوڑا کیا گیا۔ اس جگہ ہر قسم کے بیان انفاق کے متعلق بالہ وما علیہ بیان فرمایا۔ علی سبیل الترقی حاصل یہ کہ تین رکوع ہیں پہلے رکوع یعنی مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ سے لے کر لعلکم تتفکرون تک محض فرق بیان کیا گیا۔ واسطے انفاق فی سبیل اللہ و برائے ریاء الناس کے بس محض ترغیب علی انفاق فی الجہاد دی گئی اور کہا گیا کہ ریاء کیواسطے خرچ نہ کیا کرو۔ بلکہ محض اللہ کے واسطے خرچ کرو۔ اور دوسرے رکوع میں یعنی یاایھا الذین اٰمنوا انفقوا سے لیکر فانّ اللہ بہ علیم تک ترقی کی گئی ہے پہلے رکوع سے اور کہا گیا کہ خرچ کر دگر مال طیب کو خرچ کرو۔ اور پہلے رکوع میں محض انفاق کا حکم کیا تھا اور طیب و خبیث کا نام نہ لیا گیا تھا۔ اور پہلے رکوع میں توصفات اور مثالیں واسطے انفاق کے کی گئی جو کہ واسطے ریاء یا کہ غیر ریاء کے خرچ کئے جاتے ہیں اور اس رکوع میں کہا گیا کہ تم کو شیطان وسوسہ ڈال دیتا ہے اس کا خیال مت کرو پس جب بیان پورا ہو چکا تو پھر کہا گیا جملہ معترضہ سے لیس علیک ھداھم ولکنّ اللہ یھدی من یشاء یعنی اتنے بیانات

داضع کے بعد بھی خرچ نہیں کرتے تو تیرے پاس ان کی ہدایت نہیں۔ ہادی ہر ایک کا اللہ ہے تو غم نہ کر۔ اور پھر تیسرے رکوع میں یعنی اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ سے لے کر وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ تک دوسرے رکوع سے ترقی کر کے کہا گیا کہ خرچ کرنا فی سبیل اللہ کو بجائے خود۔ بلکہ فرض بھی سوا ریا کے نہیں دیتے۔ اور پھر ریا کے متعلق بیان خوب تفصیل سے کیا گیا۔ (تحقیق لفظی) ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًی لَھُمْ یعنی از پس نفاق نمی آرند بن وازی یعنی لوگوں سے کام نہیں کروالتے۔ احسان جتلا کر قول معروف اے شناختہ و نیکوئی (از صراح) اور اس جگہ نیکوئی مراد ہے۔ اور مغفرۃ کا معنی یہ ہے کہ قبیح الفاظ سائل کو نہ کہا کرو۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی سے مراد مشرک ہیں بقرینہ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ اور یہی قاعدہ ہے قرآن کا کہ دو مرتبہ ذکر کئے جاتے ہیں یعنی کفر ایمان اور باقی کو مقابلہ پر ترک کیا جاتا ہے کَمَثَلِ الصَّفْوَانِ پتھر صاف جس میں اونچائی و پستی نہ ہو وابل بارش سخت لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ اے فی القیامۃ یہ علیحدہ جملہ ہے۔ وَتَثْبِیْتًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ تَثْبِیْتًا معمول لہٗ ہے۔ من قبل تعدت عن الحرب جبناً معنی یہ ہوگا کہ واسطے یقین کے ایسا یقین جو کہ ناشی انکے نفسوں سے ہے بوجوہ اے جگہ اونچی۔ فطل اے مطر صغیر اور شنیم مراد نہیں کیونکہ شنیم کافی نہیں ہوتی۔ ذریۃ ضعفاء یعنی چھوٹے بچے اعصار بگولہ آگ فاحترقت۔ احتراق سوختہ شدن لازمی ہے (صراح) اور مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ سے لے کر لَعَلَّکُمْ تَتَفَکَّرُوْنَ تک خلاصہ یہ ہے کہ تصدیق کے مطابق جزا دے گا (لا تیمموا الخبیث منہ تنفقون ولستم باخذیہ الا ان تغمضوا فیہ منہ کی ضمیر طرف مال کے ہے اور تنفقون حال مقدرہ ہے۔ اور ولستم باخذیہ بھی حال ہے معنی یہ ہے کہ نہ نیت کرو مال خبیث سے درآنحال کہ تم ارادہ کرتے ہو خرچ کرنے کا درآنحال تم خود نہیں پکڑتے اس مال کو مگر چشم پوشی کرتے ہو لینے میں یعنی اگر لینا ہی پڑے تو چشم پوشی کر کے لیتے ہو۔ ورنہ نہیں لیتے ہو یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وعدہ کا معنی پیمان کردن یعنی کہنا اور ڈرانا (صراح) اس جگہ معنی ڈرانے والا ہے۔ اے یخوفکم (ابن عباسؓ) الفقر سے مراد بھوک ہے اور فحشا سے مراد بخل ہے۔ باقی سب جگہ مراد زنا ہے۔ مگر اس جگہ بخل ہی وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ہمت دینے والا خرچ کرنے کی اور جاننا بھی ہے یُؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ یہ متعلق واللہ یعدکم مغفرۃ منہ کے ہے معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم کو وعدہ مغفرت کا دیتا ہے اور جس کو چاہے یہ سمجھ دے خرچ کرنے کی کہ خرچ کرنا اچھا ہے یہ ایک خیر کثیر ہے اگر معنی حکمت کا ثبوت کریں تو کلام منقطع ہوگی اور جملہ معترضہ ہوگا یعنی جس کو چاہئے ثبوت دیدے یہ ایک خیر کثیر ہے (ابن عباسؓ) وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَۃٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُہٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ نذر کے دو معنی آتے ہیں ایک تو مشہور معنی آتا ہے دوسرا پیمان ہے۔ جیسا کہ نذرت بالی و نذرت علی نفسی (صراح) نذرت بالی میں پہلا معنی مراد ہے اور نذرت علی نفسی میں مشہور معنی مراد ہے۔ اور اس معنی کا صلہ علی آتا ہے اس جگہ معنی مشہور مراد نہیں ہے۔ ورنہ حدیث کی مخالفت لازم آتی ہے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ نذر سے بخیل کا مال خرچ کرنا ہوتا ہے یعنی مسلمان کے مخالف ہی لہٰذا معنی ثانی مراد ہوگا۔ حاصل یہ ہوگا جو کہ پیمان پہلے کرتے تھے کہ ہم مال خدا واسطے دینگے تو اب اس کو دو۔ اور وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ کا معنی یہ ہے کہ جو مال خرچ نہ کریں وہ ظالم ہونگے وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْہِ اللّٰہِ یعنی مجھ پر احسان نہیں اپنے نفع کے لئے خرچ کرتے ہو لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اے انفقوا للفقراء۔ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا اے سفرا۔ مِنَ التَّعَفُّفِ بسبب بچنے کے کا

یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا کوشش کرنی (صراح) اس سے یہ بات نکل آئی کہ وقت ضرورت کے سوال کرنا بلا الحاف جائز ہے۔ کیونکہ صحابہ نے بھی کیا ہے: تائید اس کی دلا علی الذین اذا ما اتوک لتحملہم (توبہ) ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ اے العقاب۔ باانہم قالوا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا فاحرمہ محذوف ہی یہ تمام کفار کا قول ہے یہ جاننا چاہئے کہ ان کفار نے یہ کہا تھا کہ ربٰوا مثل بیع کے ہی جب بیع جائز ہے تو ربٰوا جو کہ ہم کرتے ہیں وہ بھی جائز ہونا چاہئے لیکن کفار نے دوسرا طریقہ اختیار کر کے الزامی جواب دیا کہ اے رسول اللہ صلعم ربٰوا کو حرام کرتے ہو تو بیع بھی مثل ربٰوا کے ہے لہذا اس کو بھی حرام کہو فلہ ما سلف یعنی جو کہ گذر چکا ہے وہ معاف ہے وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ۔ اصحاب النار اس واسطے کہا گیا کہ مراد ان سے کامل رتبہ ہے جیسا کہ مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ میں مراد من لم یعتقد (مند امام اعظم) یمحق اللہ الربٰوا محق سوختہ کردن یا چیزے را باطل کردن و کاہیدن یعنی کم کردن یعنی بیکار کرتا ہے اللہ تعالیٰ ربٰوا کو یربی الصدقات یعنی زیادہ کرتا ہے صدقات کو فاذنوا خبردار ہو جاؤ۔ وان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ کان تامہ ہے اور ذو عسرۃ فاعل ہی اور اگر کان ناقصہ ہوئے یہ اسم ہوگا اور خبر محذوف ہوگی۔ اور نظرۃ الی میسرۃ کی خبر علیکم مقدم محذوف ہی۔ اے فعلیکم نظرۃ یعنی نظرۃ کا مہلت ہی۔ اب یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ سے لے کر واللہ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ تک امور نظامیہ ذکر کئے گئے ہیں۔ تیسری بار ہے ذکر کرنے امور انتظامیہ کی اور یہاں معاملے بیع شراء کے بتلائے گئے ہیں کہ آپس میں اگر بیع اجل سے کریں تو لکھ لیا کرو گواہ وغیرہ بنا لیا کرو پھر گواہوں کو تکلیف دیا کر وہ بھی امور ذکر کئے گئے تاکہ آپس میں انتظام اچھا رہے۔ پھر اس کے بعد چوتھی بار للہ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر اَللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تک توحید بیان کی گئی۔ اور پھر اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے لے کر آخر تک بشارت ذکر کی گئی۔ اور فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ میں ضمناً قتال کا حکم کیا گیا جب قتال کا حکم پہلے امور نظامیہ کے ساتھ تفصیل سے ذکر کیا گیا تھا۔ لہذا اس جگہ تفصیل نہیں کی گئی۔ حاصل بشارت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو ایسی دعائیں بتلا رہا ہے کہ یہ دعائیں میں قبول کرتا ہوں۔ شعر۔

چوں خدا از خود سوال گد کند　　آں سوال خویش را چوں رد کند

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ معنی یہ ہے کہ جس وقت بیع کرو یہ نہیں ہی کہ اگر بیع کرو۔ کلمہ اذا کا بولا گیا اور ان نہیں کہا گیا۔ لہذا معنی یہ نہ ہوگا اگر معاملہ بالدین کرو تو لکھا کرو۔ یہ جاننا چاہئے کہ اس جگہ مراد دین سے عام معلوم ہوتا ہے ثمن ہوں یا مبیعہ لیکن پھر اس سے الا ان تکون تجارۃ حاضرۃ تدیرونھا استثنا کی گئی یعنی یہ ہوگا کہ اگر ہو صاحب تجارت یعنی مال حاضر ہو دست بدست سودا کرتے ہو تو لکھنے کی حاجت نہیں ہی۔ اس سے اگر خاص مبیعہ معلوم لیں تو تمام پہلا ذکر بیع سلم کا ہوگا۔ اور اگر ان تکون سے مراد مبیعہ یا رقم لیں تو عام بیع و شراء ہوگی۔ اور فاکتبوہ والامر واسطے وجوب کے نہیں ہی بقرینہ فان امن بعضکم بعضا فلیؤد الذی اؤتمن امانتہ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر امن ہو تو لکھنے کی حاجت نہیں ہی۔ ولیملل الذی علیہ الحق اقرار کرے وہ جس پر حق ہو صفیہا دیوانہ ضعیفا بوڑھا۔ او لا یستطیع ان یمل یعنی گنگا ہو۔ ولا تسئموا ان تکتبوہ یعنی نہ غمگین ہو الی اجلہ اے مع اجاء ذٰلکم اقسط عند اللہ یعنی یہ لکھنا نہایت اچھا ہے الا ان تکون تجارۃ استثناء ہے فاکتبوہ سے اور اسم ان تکون کا یا خاص مبیعہ ہوگا یا مبیعہ اور رقم دونوں ہوں گے اور تجارت سے پہلے ذو محذوف ہے اے ذو تجارۃ واشہدوا اذا تبایعتم اگر معاملہ بالدین نہ ہو۔ ولا یضار کاتب ولا شہید یہ

ایک عام قاعدہ سے کہ کس کو ضرر نہ دیا جائے فرھان مقبوضۃ۔ رہان کا معنی زیور و دیگر چیز ہاہے اور اس کے بعد بنا سب فلک محذوف ہے فان امن بعضکم بعضا فلیؤد الذی اتمن امانتہ ولیتق اللہ ربہ یہ سب کے ساتھ متعلق ہی اور امن کا معنی بیخوفی ہے اور امانت والا معنی مراد نہیں ہی۔ الذی اتمن فاعل ہے فلیود کا اور امانت مفعول ہے پس اب معنی یہ ہوگا کہ چاہیے ادا کرے وہ شخص جو امین سمجھا گیا اس چیز کو جس میں امین سمجھا گیا۔ اور تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ اس جگہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ انسان کے دل میں کئی وسوسہ آتے ہیں ایا ان پر مواخذہ ہوگا اس اعتراض کے واسطے مفسرین نے جواب دیا کہ اس جگہ مراد اعتقادات ہیں۔ لیکن سب سوال و جواب غلط ہیں کیونکہ تخفوہ کا معنی یہ ہے کہ جو اعتقادات خود اختیاریہ ہوں۔ اور تخفوہ کا لفظ وسوسہ وغیرہ پر بولا نہیں جاتا جن پر مواخذہ نہ ہوگا پس عبث اعتراض وارد ہوا۔ اور نہ جواب کی ضرورت پڑی امن الرسول بما انزل الیہ حاصل یہ ہے کہ پیارے اس طرح کہہ رہے ہیں اور میں قبول کروں گا۔ لا نفرق بین احد من رسلہ یعنی تمام کے ساتھ ایمان لایا کرو۔ نہ بعض کے ساتھ۔ غفرانک اے طلبنا مغفرانک ربنا لا تؤاخذنا اے قولوا یہ تعلیم ہی۔ اور اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ اعطیت کہتا ہے۔ ان نسینا اے ترکنا (مشکل الآثار للطحاوی) اور معنی مشہور نسیان والا نہیں۔ کیونکہ اس پر مواخذہ نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا تو لا تؤاخذنا ان نسینا کہنے کی ضرورت نہ تھی اور اصر احکام بھاری لا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ یعنی مصائب اور آزمائشیں۔ حاصل تمام سورت کا یہ ہے پہلے یہ جاننا چاہیئے کہ اس سورت میں چار آیات توحید یہ آئی ہیں یعنی چار دفعہ دعوی توحید مستقل طور پر ذکر کیا گیا۔ اور تین دفع پہلے دلائل حقانیہ بھی ذکر ہو گئے۔ اس دعوی کے ساتھ یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم سے لے کر فلا تجعلوا للہ اندادا وانتم تعلمون اور دوسری آیت سیقول میں الھکم الہ واحد اسے لے کر لایات لقوم یعقلون تک ہے (۳) آیت اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم سے لے کر وھو العلی العظیم تک ہی۔ اور چوتھی آیت للہ ما فی السموت وما فی الارض سے لے کر واللہ علی کل شئ قدیر تک پہلے سورت فاتحہ میں صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین میں تین طائفہ ذکر کئے گئے ایک منعم علیہ دوسرے کفار جن پر مہر جہالت کی لگی ہو۔ اور تیسرے وہ جو کہ گمراہ ہوں۔ ابھی تک ان پر مہر جہالت نہ لگی ہو۔ اور سورہ بقرہ میں پہلے یا ایھا الناس اعبدوا تک توطیہ تمہید ہے جیسا کہ ہر کتاب کے اول میں توطیہ تمہید ہوتا ہے اور اس میں ان تین فریقوں کو ذکر کیا گیا علی سبیل اللف والنشر المرتب غرض یہ ہی کہ دعوی اصلی تو آگے آنیوالا ہے۔ لیکن فائدہ کونسا فریق اٹھائے گا۔ پہلے ذکر کر دیا یہ بیان۔ فما ربحت تجارتھم الا تک ہے پھر اس کے بعد مثلھم کمثل الذی سے لے کر ان اللہ علی کل شئ قدیر تک تین مثالیں واسطے دو فریقوں کے یعنی منافقوں اور کافروں کے علی سبیل اللف والنشر المرتب ذکر کی گئیں ایک مثال پہلی کفار کے بیان کی پھر دو مثالیں منافقوں کے۔ لئے ذکر کیں پس جب توطیہ میں ان طائفوں کا پورا حال ذکر ہو گیا تو اپنے اصلی دعوی کو یا ایھا الناس اعبدوا سے لے کر وانتم تعلمون تک دعوی توحید مع دلیل عقلی ذکر کیا گیا۔ اور پھر وان کنتم فی ریب مما نزلنا سے لے کر ان کنتم صادقین تک صداقت رسول کی بیان کی گئی کیونکہ یہ بھی اصلی مدعا کا مؤید ہے کیونکہ مدعا کو بیان کنندہ تو رسول تھا لہذا اس کی صداقت بھی ضروری ہونی چاہیئے تھی۔ اور پھر فان لم تفعلوا سے لیکم فیھا خالدون تک مخالفین کے واسطے تخویف اور باقیوں کے واسطے بشارت ذکر کی گئی۔ پھر ان اللہ لا یستحیی سے لیکم اولئک ھم

الخاسرون تک دفع کیا گیا ان شبہات کا جو کہ کفار کرتے تھے واسطے نہ تسلیم کرنے کتاب اور دعوی کے پھر کیف تکفرون سے لے کر وھو بکل شیء علیم تک متعلق اصلی دعوی فلا تجعلوا للہ اندادا کے لایا گیا۔ اور دلیل عقلی بھی ذکر کی گئی۔ لیکن اس جگہ محض یہ کہا کہ سب کچھ کرنے والا وہی ہے اور اس میں کہا کہ سب کچھ کرنے والا اور جاننے والا بھی وہی ہے اذ قال ربک للملائکۃ سے ملائکہ کا حال بیان کیا کہ یہ معبود کس طرح بن سکتے ہیں جب کہ یہ غیب ان کو بھی نہیں۔ واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا سے لے کر ثم فیھا خلدون تک شیطان کے متعلق فرمایا کہ کیسے طرح معبود بنا لیا ہے تم نے یہ تمہارا ہاڈی دشمن ہے۔ اس جگہ تک تو خطاب عام تھا اب خاص بنی اسرائیل کو یا بنی اسرائیل سے ذکر کیا گیا۔ جیسا کہ وعظین کا طریقہ ہوتا ہے۔ اب ان کے متعلق پارہ سیقول میں یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی تک کلام لائی گئی۔ اول یا بنی اسرائیل اذکروا سے لے کر انھم الیہ راجعون تک یہ کہا گیا کہ آؤ تم مان لو دعوی کو اور رسول کو۔ اپنی ضد کو چھوڑو اگر اسلام لانے سے کوئی مصاب آئیں تو صبر کرو اور پھر یا بنی اسرائیل کو اعادہ کیا گیا ترغیب بھی دلائی گئی۔ اور واتقوا یوما لا تجزی سے تخویف ذکر کی گئی۔ پھر ترغیب و تخویف بیان کر کے انواع ستہ علی سبیل الترتی بیان کئے۔ اور ہر ایک نوع کے متعلق ثمرہ ان کا بیان کیا۔ النوع الاول واذ نجیناکم سے لے کر اولئک اصحاب النار ھم فیھا خلدون تک ہے۔ اور بیان کیا کہ تم اباء اور اجداد کا وہ حال تھا کہ انہوں نے سختیاں پیدا کیں اور احکام کی تعمیل نہ کی النوع الثالث واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل سے لے کر وکلا منھا رغدا تک ہے اور بیان کیا کہ اباء اور اجداد کو چھوڑو۔ تم نے خود کتنی امور شرعیہ کی تعمیل نہ کی النوع الرابع ولقد اتینا موسی الکتاب سے لیکر وفریقا تقتلون ہے۔ بیان کیا کہ پھر اپنے اباء اور اجداد کا حال نہ کہ احکام کی تعمیل بجائے خود خود انہوں نے انبیاء سابقہ کو قتل کیا۔ النوع الخامس وقالوا قلوبنا غلف سے لے کر للکافرین عذاب مھین تک ہے۔ بیان کیا کہ اباء اجداد کو چھوڑو تم نے خود اس رسول کے ساتھ کیا کیا۔ پھر واذا قیل لھم امنوا سے شکوہ بیان کر کے ولقد جاءکم موسی بالبینات سے لے کر ان کنتم مومنین تک پھر آباء و اجداد اور انبیاء سابقہ کا حال چھوڑ کر خود اپنے رسول موسی کے ساتھ کیا کیا۔ پس جب انواع پورے ذکر کئے گئے تو قل ان کانت لکم الدار الاخرۃ سے لے کر واللہ بصیر بما تعملون تک کہا کہ جب اتنے بیانات سے باز نہیں آتے تو آؤ مباہلہ کرو اگر تم صادق ہو پھر قل من کان عدوا لجبریل سے لے کر فان اللہ عدو للکافرین تک شبہ کا جواب دیا گیا۔ پھر ولقد انزلنا سے لے کر کا یؤمنون تک مبدء بیان کر کے۔ ولما جاءھم رسول من عند اللہ سے لے کر لو کانوا یعلمون تک متعلق دعوی اصلی یعنی اعبدوا اللہ فلا تجعلوا للہ اندادا کے لایا گیا یعنی یہ بنی اسرائیل جو کہ یہود ہیں اس مقابلے میں بجائے اپنے بزرگوں کے پیش کرتے ہیں اور سلیمان کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان میں غیر اللہ کی نداہیں لکھی ہوئی ہے حالانکہ وہ سب کلامیں شیطان کی ہیں۔ پھر یا ایھا الذین امنوا لا تقولوا راعنا سے لے کر ان اللہ بما تعملون بصیر تک متعلق لما جاءھم رسول من عند اللہ کے لایا گیا کہ مسلمانوں کو مقابلے میں لانا تو بجائے خود یہ تم کو الفاظ موہمہ للشرک سکھاتے ہیں۔ ان کا خیال رکھو۔ پھر قالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان سے لے کر فاولئک ھم الخسرون تک شکوے کئے گئے۔ اور آخر میں وقال الذین لا یعلمون سے لیکر ولا تسئل عن اصحاب الجحیم تک شکوے بالتبع مشرکین کے لائے گئے۔ کیونکہ جب بنی اسرائیل کے حالات پورے بیان ہو چکے۔ تو آخر میں ان کے شکوے

ف۔ دلائل مجرمین کے نمبر ۱ سے ۱۲ تک ہے اس کے بعد ۱۳ سے ۱۷ تک دلائل انعام اور ۱۸ سے ۲۰ تک دلائل انتقام ہیں۔ منہ

بیان کرنے مناسب تھے لہذا یہ ذکر کئے گئے (نوٹ) اس جگہ پہلی بحث ختم ہوئی دوسری بحث شروع ہوئی۔ یَا بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ تک اثبات رسالت کا بیان کیا گیا یعنی ایک رسول اس شہر میں آئے گا جو کہ شرک نہ کرے گا وہ رسول یہی ہے تیسری بحث سَیَقُوْلُ سے لے کر لَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ تک وعیہ سب شبہوں کا کیا گیا جو کہ تحویل قبلہ غیر پر کرتے تھے۔ اور درمیان میں یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ سے بیان کیا کہ مخالفوں سے مصائب آئیں گے تحویل کی وجہ سے لیکن صبر کرنا پس جب بحث کے ختم ہونے کا موقع تھا لہذا آخر میں شرک فعلی کی نفی کے متعلق کلام لائی گئی۔ وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ سے لے کر لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ تک دعوی مع الدلائل العقلیہ بیان کیا۔ پھر اسی کے متعلق وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ سے بیان کیا کہ باوجود ان ادلہ کے پھر بھی نیازات وتحریمات غیر اللہ کی کرتے ہیں۔ پھر وَلَوْ یَرَی الَّذِیْنَ سے لے کر وَمَا ھُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ تک متعلق وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ کے کلام لائی اور تخویف انکے واسطے بیان کی پھر یَا اَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا تک متعلق فَھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ کے کلام لائی گئی۔ یعنی اسکے متعلق بیان کیا وہ جو انہوں نے تحریمات بغیر اللہ کی ہیں جیسا وہ حرام نہیں ہیں۔ ان کو کھاؤ۔ پھر یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے لے کر لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ تک پھر اعادہ کیا گیا یَا اَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا والے مسئلے کو کیوں کہ اس میں نیازات غیر اللہ کا بیان نہیں ہوا اس کو مَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ سے بیان کرکے اس کی تفصیل کی گئی۔ یہ سب نیازات غیر اللہ کھاتے ہیں۔ آگ دوزخ کھاتے ہیں بیان ارباع خمسہ میں بحث جو کہ متعلق توحید کے تھے ختم ہوگئے باقی ارباع خمسہ میں امور نظامیہ مذکور ہیں تین دفعہ اور ہر ایک دفعہ کے ساتھ قتال کرنیکا حکم ہوگا اور قتال کا حکم واسطے دفع شرک کے اور اثبات توحید لایا گیا (نوٹ) امور نظامیہ کو ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے تاکہ پہلے اس میں نظام اچھا ہو اور اتفاق ہو تاکہ کفار کے ساتھ قتال کرسکیں کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک امور انتظامیہ بیان کئے کہ آپس میں قصاص لیا کرو اور مال غیر کا نہ کھاؤ اور بعد میں یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ سے لے کر لَعَلَّھُمْ یَتَّقُوْنَ تک صوم کا مسئلہ بیان کیا گیا اور اس کے بعد بھی وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ سے بیان کیا گیا کہ مال غیر کا نہ کھاؤ وجہ یہ ہے کہ صوم مصلح اور ممد تقوا واسطے احسان کرنے کے اور غیر کا مال نہ کھانے کے۔ اور درمیان مسئلہ صوم کے وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ سے بیان کیا اور فرمایا کہ صوم سبب قربت کا ہے پھر یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَھِلَّۃِ متعلق صوم کے سوال تھا اس کو ذکر کرکے قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ تک حکم بیان کئے گئے۔ ایک قتال فی سبیل اور دوسرا انفاق فی الجہاد پھر وَاَتِمُّوا الْحَجَّ سے لے کر اعْلَمُوْٓا اَنَّکُمْ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ تک حج کا بیان کیا گیا۔ کیونکہ یہ ممد تھا کہ بیت اللہ میں جاکر دعا مانگو اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ اور پھر اس کے بعد دونوں مضمونوں کا اعادہ دوبارہ کیا گیا علی سبیل اللف والنشر المرتب۔ اول بار وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُکَ سے لیکر اِلَّا اَنْ نَّصَرَ اللّٰہُ قریب تک ترغیب علی القتال کی گئی۔ پھر یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ[1] سے دونوں مضمونوں کا اعادہ کیا گیا علی سبیل اللف والنشر المرتب پھر کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ سے لے کر وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک قتال کا حکم کیا گیا یعنی پہلا مضمون بیان کیا گیا۔ اور یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ تک انفاق فی الجہاد کے متعلق بیان کیا گیا پھر دونوں کے متعلق لَا تَنْکِحُوا الْمُشْرِکَاتِ سے لیکر اِنَّکُمْ مُّلٰقُوْہُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ تک بیان لایا گیا۔ حاصل تمام کا یہ ہے کہ دفعہ شرک کے واسطے اپنے جانوں کو قتل کرو اور مال بھی

[1] یہ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَھِلَّۃِ متعلق صوم کے سوال تھا اس کو ذکر کرکے قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ تک حکم بیان کئے گئے۔ ایک قتال فی سبیل اللہ اور دوسرا انفاق فی الجہاد پھر وَاَتِمُّوا الْحَجَّ سے لے کر اعْلَمُوْٓا اَنَّکُمْ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ تک حج کا بیان کیا گیا۔ کیونکہ یہ ممد تھا کہ بیت اللہ میں جاکر دعا مانگو اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ اور پھر اس کے بعد دونوں مضمونوں کا اعادہ دوبارہ کیا گیا علی سبیل اللف والنشر المرتب۔ اول بار وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُکَ سے لیکر اِلَّا اَنْ نَّصَرَ اللّٰہُ قریب تک ترغیب علی القتال کی گئی۔ پھر یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ سے دونوں مضمونوں کا اعادہ کیا گیا علی سبیل اللف والنشر المرتب پھر کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ سے لے کر وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک قتال کا حکم کیا گیا یعنی پہلا مضمون بیان کیا گیا۔ اور یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ تک انفاق فی الجہاد کے متعلق بیان کیا گیا پھر دونوں کے متعلق لَا تَنْکِحُوا الْمُشْرِکَاتِ سے لیکر اِنَّکُمْ مُّلٰقُوْہُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ تک بیان لایا گیا۔ حاصل تمام کا یہ ہے کہ دفعہ شرک کے واسطے اپنے جانوں کو قتل کرو اور مال بھی

خرچ کرو اور جس جگہ خوف شرک نہ ہو اگرچہ منافع بھی ہوں تو بھی اس سے دور ہو جاؤ اگر خوف شرک کا نہ ہو تو مخالطۃ جائز ہے اگرچہ بیض والی ہو لیکن جماع نہ کرو پھر لاتجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم سے فَاِنَّ اللہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ تک مبدء واسطے ذکر کرنے دوسری دفعہ امور نظامیہ کے ہے۔ حاصل یہ ہے کہ احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ اور حلف کے متعلق درمیان میں مسئلہ ایلاء کا بھی ذکر کیا گیا۔ بعد اس کے وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ سے لے کر کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ تک چار امور نظامیہ ذکر کئے گئے (۱) طلاق (۲) عدۃ (۳) رضاعت (۴) نکاح۔ پھر اس کے بعد اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ کو متعلق انفقوا فی سبیل اللہ کے لاکر دونوں مضمونوں کا اعادہ دوبارہ کیا گیا علی سبیل اللف والنشر المرتب جیسا کہ احکام حج ذکر کرنے کے بعد پہلی دفعہ کیا گیا تھا۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ سے لے کر اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ تک عدم قتال پر تخویف اور انفاق کیواسطے ترغیب کی گئی۔ اور دوسری طرف اَلَمْ تَرَ اِلَی الْمَلَاِ مِنْ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ سے لیکر وَالْکٰفِرُوْنَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ تک پہلے ترغیب علی القتال پھر حکم انفاق کیواسطے کیا گیا۔ پھر اَللہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ سے لے کر وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ تک اسکے دو ربط ہیں یا تو اعادہ دعوی اصلی مع دلائل عقلیہ تیسری بار کیا گیا۔ اور یا وَالْکٰفِرُوْنَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ کے متعلق لایا گیا یعنی یہ کافر ظالم ہیں کیونکہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے اور غیر کو معبود و شریک بناتے ہیں (نوٹ) آگے دو مضمونوں کے متعلق کلام علی سبیل اللف والنشر المرتب لائے گئے ہے لیکن ترتیب بالعکس ہو گئی ہے۔ کیونکہ آگے پہلے قتال والے مضمون کا بیان زیادہ تھا اب اس کو کم کیا گیا لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ سے لے کر ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ تک قتال کے متعلق بیان فرمایا کہ قتال اس واسطے نہیں کہ زور سے مسلمان کروکافروں کو۔ بلکہ اس واسطے ہے کہ کافر مومنوں کو زور سے کافر نہ کریں یعنی فتنہ کفر کا نہ ہو۔ پھر دو طائفہ بیان کئے گئے ایک تابع اللہ کے اور ایک تابع شیطان کے اور دونوں فریقوں پر تین قصے لائے گئے اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَآجَّ سے لے کر وَاعْلَمْ اَنَّ اللہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ تک علی سبیل اللف والنشر المرتب پھر مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ سے لے کر ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ تک انفاق والا مضمون تین رکوعوں میں علی سبیل الترقی ذکر کیا گیا۔ کیونکہ پہلے رکوع میں کہا کہ انفاق کرو پھر کہا کہ انفاق بجائے خود یہ تو فرضہ بھی سوا یا کے نہیں دیتے۔ پھر تیسری دفعہ امور نظامیہ مع وشرائط کے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ سے لے کر وَاللہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تک ذکر کیا گیا۔ پھر دوبھی بار اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے لے کر آخر رکوع تک بشارت ذکر کی گئی کہ میرے پیارے بندے اس طرح کر رہے ہیں میں قبول کروں گا۔ اور آخر میں فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ سے ضمناً قتال کا حکم کیا گیا۔ حاصل اس حاصل کا یہ ہے کہ پہلے توطیہ تمہید واسطے ذکر کرنے مدعا کے بیان کیا اور اس میں تین فریق ذکر کئے۔ ایک اس مدعا سے کامیاب ہوگا۔ اور دو ناکامیاب ہونگے۔ اور ان دو میں سے ایک تو وہ ہیں جن پر مہر جہالت کی انکی گمراہی کیوجہ سے لگادی گئی ہے۔ اور دوسرے وہ جن پر مہر جہالت کی ابھی تک نہیں لگائی گئی۔ پھر ان دونوں کے واسطے مثالیں وضاحت کے لئے بیان کی گئیں۔ پھر اصلی مدعا ذکر کیا گیا۔ اور صداقت رسول کی بھی بیان کرکے دفع شبہات کیا گیا۔ پھر غیر سے یعنی ملائکہ و شیطان سے نفی معبود ہونے کی بیان فرمایا پھر خاص بنی اسرائیل کے واسطے بیان کیا گیا۔ پہلے ان کے انواع شنہ بیان کئے اس کے بعد حکم مباہلہ کا دیا گیا پھر کہا کہ اس دعوی کے مقابلہ سحر و منتر پیش کرتے ہیں جو کہ شیطانوں کے تبلائے ہوئے ہیں مومنوں کو کہا گیا ان کا خیال رکھو۔ یہ لوگ تم میں شرک پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ پھر انکے شکوے بیان کئے گئے یہ تمام ایک

بحث تھی پھر بحث ثانی اثبات رسالت کی کی گئی۔ اور بحث ثالث دفع شبہات میں کی گئی اور نفی شرک فعلی کی کر کے سب ابحاث کو ارباع خمسہ تک ختم کیا گیا۔ اس کے بعد امور تنظیمیہ تین دفعہ ذکر کئے گئے تاکہ آپس میں انتظام اچھا ہو تاکہ کفار کے ساتھ قتال کر سکیں۔ اور ہر ایک دفعہ امور تنظیمیہ ذکر کرنے کے بعد قتال اور انفاق فی الجہاد کا مسئلہ ذکر کیا گیا۔ لیکن پہلے قتال کا بہت بیان کیا۔ اور آخر میں انفاق کا بہت بیان کیا۔ پھر آخر میں قتال کو ضمناً فانصرنا علی القوم الکافرین میں ذکر کیا۔ اور انفاق کا حکم مبدء تھا قتال کے واسطے اور قتال مبدء تھا واسطے شرک کے اور توحید کے۔

خلاصہ تقریر:۔ اس سورت کے ارباع عشرہ میں پہلے ارباع خمسہ میں چار بحثیں ہیں ایک مبحث محض توحید کے متعلق اور دوسری اثبات رسالت کے متعلق اور تیسری دفعہ شبہات اور چوتھی نفی شرک فعلی اور سب کا حاصل توحید ہے اور باقی ارباع خمسہ میں ذکر امور تنظیمیہ تین دفعہ ہر ایک کے ساتھ قتال کا حکم اور انفاق فی الجہاد کا حکم ذکر کیا گیا اور قتال بھی واسطے توحید کے تھی۔ سب کا چھوٹا خلاصہ یہ ہے۔

پہلے ارباع خمسہ میں محض توحید کا بیان اور باقی ارباع خمسہ میں بیان قتال لیکن وہ بھی دفع شرک کے واسطے ہے پس آخر سب کا خلاصہ توحید نکل آئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالی علی حبیبہ وخیرہ خلقہ محمد والہ وصحابہ اجمعین۔ اما بعد فیقول حسین علی بن محمد بن عبداللہ العثمانی المظہری المجددی النقشبندی ان ہذہ فوائد متعلقہ لتفسیر القرآن المجید کتبتہا لنفع الطلاب و اسد تعالی ارجو ان ینفع بہ وستجدہا نافعۃ انشاء اللہ تعالی قال تعالی بسم اللہ الرحمن الرحیم اے قولوا بسم اللہ الخ ومعناہ اللہ استعین خاصۃ وادعوہ خاصۃ لاغیرہ وتلبس بذکر اسمہ تعالی ہذا الطریق فی اصطلاحنا ادنا ما جاء ای استعین باللہ الرحمن الرحیم لانہ ہو الخالق الملک فہم المعنی الوصفی عن المسلم بشہرتہ بہذا الوصف قال تعالی وہو اللہ فی السموات وفی الارض فقال تعالی وہو الذی فی السماء الہ وفی الارض الہ فہو الخالق الملک الرحمن الرحیم وتمام القرآن فی الفاتحۃ فان لباب القرآن الحوامیم وخلاصۃ حم المومن ادعوا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون۔ کما بینتہ فی تفسیر الحوامیم وذکرتی السور السوابق انہ تعالی خالق لاغیرہ فاعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین وہذا المذکور ثابت فی الفاتحۃ ایضا ولباب سورۃ الفاتحۃ الاستعانۃ منہ تعالی خاصۃ فہو ثابت فی بسم اللہ الخ بتقدیم الجار علی المتعلق للحصر فالقرآن فی الفاتحۃ والفاتحۃ فی بسم اسد وبسم اسد فی الباء فاذا قرا القاری بسم اللہ بتقدیم الجار فہم الحصر ای حصر الاستعانۃ وہذا ہی کون تمام المضمون فی الباء منقول عن علی رضی اللہ تعالی عنہ کذا فی المکتوبات لسیدنا الامام الربانی قدسنا اللہ بسرہ الاقدس قال قال تعالی الحمد للہ۔ فی الخازن فی تفسیر سورۃ الباء معناہ ان کل نعمۃ من اللہ فہو اللائق بالحمد وفیہ ادماج ایضا قال اللہ عزوجل وما بکم من نعمۃ فمن اللہ وقال اللہ عزوجل۔ ہل من خالق غیر اللہ وقال وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ہو وان یردک بخیر فلا راد لفضلہ فہذا المنعم الذی لا منعم سواہ فی ہذا الامور لائق ان یحمد بہذا الاوصاف الالوہیۃ لاغیرہ من المعبودات فالحصر اضافی۔ فی سورۃ النمل۔ بیان ہلاک قوم صالح وقوم لوط علیہما

السلام ثم قال تعالیٰ قل الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ای اہلک اللہ الکفار کما اصابح ولا لوط وکمال الانبیاء ان سلام اللہ علیہم آر اللہ خیر اما یشرکون وفی آخر سورۃ الصافات سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔ ثم اعلم ان ذکر المشتق قد یدل علی علیتہ ماخذ الاشتقاق ویفہم من ہذا المعنی الوصف المشہور بہ فالمعنی۔ سب کچھ کرنے والا وہی خالق مالک جو تربیت کنندہ جمیع مخلوقات ہے۔ ومامن دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا دقال ومامن دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم یعنی ان سب کا مربی رازق حق تعالیٰ ہی آیا تمہارے لئے کوئی اور ہے۔ قال تعالیٰ ہو الرحمن ای خاصۃ لا غیرہ۔ آمنا بہ وعلیہ توکلنا ای علیہ خاصۃ توکلنا لا علی غیرہ دقال اللہ تعالیٰ وہو الرحیم الغفور فالحمد للخالق المالک رب الامم الرحمن الرحیم مالک یوم الدین قال تعالیٰ تبارک الذی بیدہ الملک وہو علی کل شئ قدیر الذی خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا یعنی برکت دہندہ خاص وہ ہی جس کے ہاتھ میں ملک ہی اور خاص وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ برکت دینے والا خاص وہ ہے جس نے موت حیات بنائی واسطے آزمائش کے یعنی حساب حقتعالیٰ لے گا۔ اور اگر دینے والا کوئی اور ہوتا تو حساب بھی وہی لیتا یہاں الحمد شریف میں بھی اس طرح سمجھو قال تعالیٰ ایاک نعبد عبادت کا معنی[1] جو تعظیم کسی کی کری باعتقاد صفات الوہیتہ وہ عبادۃ ہی اگر کسی چیز کو کوئی خالق یا ترتیب کنندہ یا شفیع غالب یا حاضر ناظر عالم مغیبات لائق دعا غائبانہ سمجھی تو یہ شرک فی الاعتقاد ہے اور جو فعل ناشی اس اعتقاد سے ہو جاوے تو وہ شرک فی الاعمال ہی اگر قبر کے تعظیم کے لئے جاوے تو وہ جانا بھی شرک ہے اگر اس کے پاس معتکف ہووے یا باادب قعود کرے یا بوسہ دیوے یا اس پر کپڑا دیوے یا مال شیرینی لیجاوے یہ سب شرک فی الاعمال ہی اگر فعل تعظیم ناشی اس اعتقاد سے نہ ہو مثلاً استاد پیر کی خدمت میں دوزانو قعود کرے یا ہاتھوں کو بوسہ دیوے یا مال ہدایا وتحائف لیجائے یہ شرک نہیں ہے لیکن چند افعال مطلقاً ممنوع ہیں جیسا کہ سجدہ لغیر اللہ اس شریعت محمدی میں مطلقاً منع ہے اور ایسا حلف لغیر اللہ منع ہے تعظیم اصنام مطلقاً منع ہے اگرچہ اعتقاد شرک نہ رکھے بلکہ تصویر ذی روح کے بنانی اس شریعت پاک میں مطلقاً منع ہے صلی اللہ تعالیٰ علی صاحب الشریعۃ بعدد ما فی علم اللہ صلوۃ دائمۃ بدوام ملک اللہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ من صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ عشر مراۃ۔ جو شخص درود شریف بکثرۃ پڑھے اور عقیدہ شرکی رکھے اور امید وار اس امر کا ہو تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے جواب میں اس پر درود بھیجتے ہیں غلط ہے۔ ماکان للنبی والمومنین ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی۔ ان امور کے لئے شرک نہ کرنا شرط ہے قال تعالیٰ وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ہباء منثورا۔ قال تعالیٰ اولئک الذین کفروا بآیات ربہم ولقائہ فحبطت اعمالہم فلا نقیم لہم یوم القیامۃ وزنا۔ وفی الحدیث رب تال القرآن والقرآن یلعنہ۔ اور اگر قبور اولیا کی طرف مال لے جاوے یا یہیں اس کے لئے خیرات کرے اگر باعتقاد شرک ہی یہ مال لیجانا اور خیرات کرنا شرک فی الاعمال ہے موجب لعن ہے نہ موجب رحمت وثواب اگر اعتقاد شرع شریف موافق صحیح رکھے خیرات کرنا اولیاء کی طرف اور انبیاء کی طرف بلکہ جمیع مومنین کی طرف سے امر مستحسن ہی۔ قال تعالیٰ ایاک نستعین حق تعالیٰ نے حلیم فرمایا قولوا ایاک نعبد وایاک نستعین عبادۃ کسی چیز کی اس لئے کیجاتی ہے تاکہ وہ حاجات روائی کرے جزادی اور بڑی شاخ عبادات استعانۃ و دعا مانگنا دور سے ہی جو مروج یہود اور نصاری اور مشرکین میں تھی جو شخص غائبانہ ندا کرتا ہے کسی چیز کو اس اعتقاد سے کہ وہ حاجات روا کنندہ ہے یا خواہ مخواہ کروا دے گا یا بایں اعتقاد کہ میرے لئے حق تعالیٰ سے دعا مانگے

[1] معنی غایۃ التعظیم طلبا کون اکثر الذکر فی الماذون فتاوی عزیزیہ ص ۱۰۳ فاش تجھ تعظیم اور سجدہ عبادت میں نیت ہے اٹھی۔

کا لیکن اس کا یہ اعتقاد ہے کہ جس کو میں پکارتا ہوں ہر وقت سنتے جاننے والا ہے یہ نداشرک ہے اور عبادت ہی قال تعالیٰ لا تعبدوا
الا ایاہ۔ وقال فاعبدوا اللہ مخلصا لہ الدین وقال فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا۔ وقال تعالیٰ فی سورۃ فاطر ان تدعوہم لا یسمعوا
دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم ویوم القیامۃ یکفرون بشرککم وقال تعالیٰ قل انما ادعوا ربی ولا اشرک بہ احدا وقال تعالیٰ وان المساجد للہ فلا تدعوا
مع اللہ احدا (سورہ جن) وفی سورہ یونس ویوم نحشرہم جمیعا الی قولہ وقال شرکاؤہم ما کنتم ایانا تعبدون فکفی باللہ شہیدا بیننا وبینکم ان کنا
عن عبادتکم لغافلین وفی سورہ یونس فلا اعبد الذین تعبدون من دون اللہ ولکن اعبد اللہ الذی یتوفاکم وامرت ان اکون من المؤمنین وان
اقم وجہک للدین حنیفا ولا تکونن من المشرکین ولا تدع من دون اللہ ما لا ینفعک ولا یضرک الزوفی سورۃ فاطر یوم یکفرون بشرککم ولا
یدبئک مثل خبیر وفی سورۃ الزمر قل افرءیتم ما تدعون من دون اللہ ارونی ماذا خلقوا من الارض ام لہم شرک فی السموت وفی سورۃ سبا ویوم نحشرہم جمیعا ثم نقول للملئکۃ اہؤلاء
ایاکم کانوا یعبدون وفی بنی اسرائیل ولقد فضلنا بعض النبیین علی بعض واتینا داود زبورا قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم
ولا تحویلا اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربہم الوسیلۃ الزوفی حم السجدۃ ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وہم عن
دعائہم غافلون واذا حشر الناس کانوا لہم اعدا وکانوا بعبادتہم کافرین۔ وفی سورۃ النحل قالوا ربنا ہؤلاء شرکاؤنا الذین کنا ندعوا من دونک
فالقوا الیہم القول انکم لکاذبون وفی سورۃ النحل افمن یخلق کمن لا یخلق وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا ان اللہ لغفور رحیم ای لا غیرہ واللہ
یعلم ما یسرون وما تعلنون ای لا غیرہ والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وہم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون الہکم
الہ واحد الزوفی سورۃ یونس ویعبدون من دون اللہ ما لا یضرہم ولا ینفعہم ویقولون ہؤلاء شفعاؤنا عند اللہ الزوفی سورۃ الاعراف۔ وادعوہ مخلصین
لہ الدین ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ ای ادعوہ خاصۃ لا غیرہ انہ لا یحب المعتدین ای الکافرین الذین یدعون غیرہ فی سورۃ الانعام ان ربک
یعلم انہم المعتدین وفی سورۃ الاعراف ان الذین تدعون من دون اللہ عبادا امثالکم فادعوہم فلیستجیبوا لکم ان کنتم صادقین۔ وفی سورۃ المائدہ
ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الہین من دون اللہ الی قولہ قل اتعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا ولا نفعا واللہ ہو السمیع العلیم ای لا عیسی وامہ ولا غیرہما وفی سورۃ
النساء لا یغفر ان یشرک بہ الی قولہ ان یدعون من دونہ الا اناثا الزوفی موضع الآخر جعلوا الملئکۃ الذین ہم عباد الرحمن اناثا وفی سورۃ آل عمران قل
اللہم مالک ای ادعوہ لا غیرہ وفی سورۃ الزمر قل اللہم فاطر السموت ای ادعوہ لا غیرہ وفی الاعراف وللہ الاسماء الحسنی فادعوہ بہا وفی سورۃ
الکہف فما واشرکائی الذین زعمتم فدعوہم فی سورۃ الحج یدعوا من دون اللہ ما لا یضرہ وما لا ینفعہ ذالک ہو الضلال البعید۔ وفی سورۃ المومن ومن
من یدع مع اللہ الہا آخر لا برہان لہ بہ فانما حسابہ عند ربہ انہ لا یفلح الکافرون وفی سورۃ القصص ولا تدع الی ربک ولا تکونن من المشرکین ولا تدع مع
اللہ الہا آخر لا الہ الا ہو کل شیء ہالک الا وجہہ لہ الحکم والیہ ترجعون وفی سورۃ العنکبوت اذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین فلما نجاہم الی البر اذا
ہم یشرکون وفی سورۃ الروم ہل من شرکائکم من یفعل ذلکم من شیء وفی سورۃ لقمان اذا غشیہم موج کالظلل دعوا اللہ مخلصین لہ الدین الی
قولہ ما تدری نفس ماذا تکسب غدا الزوفی لباب القرآن فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون قال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین
یستکبرون عن عبادتی فسر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لفظ عن عبادتی بقولہ عن دعائے رواہ ابن جریر سندا مرفوعا وہو الحی لا الہ الا ہو فادعوہ
مخلصین لہ الدین این ما کنتم تشرکون قالوا بل لم نکن ندعوا من قبل شیئا وفی سورۃ البقرۃ ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونہم کحب

اس لیئے یہ کام اللہ تعالیٰ کے لیئے کرتا ہے وہی کام اوروں کے لیئے کرتے ہیں اس پر اور فکر کر مثلاً سورہ انعام میں ہے سب کچھ جانتے
والا حق تعالیٰ ہے وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو یعنی غیب جاننے والا وہی حق تعالیٰ ہے پھر کہا گیا کہ بتلاؤ ان اعبدالذین تدعون من دون اللہ
یعنی سب کچھ کرنے والا بھی حضرتعالیٰ ہے عالم الغیب بھی وہی ہے انتبہ ان من دون اللہ ملا یملک لکم ضرا ولا نفعا واللہ ہو السمیع العلیم یعنی کیوں
پکارتے ہو علی علیہ السلام اور انکی مادر کو حال یہ کہ وہ نہ مالک ہیں ضرر نفع رسانی کے نہ پکارتے جانتے ہیں سورہ یونس میں ہے
قل اتنبئون اللہ بما لا یعلم فی السموٰت ولا فی الارض سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون یعنی کہدو کیا تم خبر دیتے ہو اللہ کو ایسی چیز کی جسکو نہ جانتا ہو
وہ آسمان میں نہ زمین میں پاک ہے اللہ اور برتر ہے ان چیزوں سے جنکو یہ شریک بناتے ہیں پھر سورہ سبا کے اخیر میں
ہے قل ادعوا الذین زعمتم من دون اللہ لا یملکون مثقال ذرۃ فی السموٰت ولا فی الارض یعنی رازق بھی وہی ہے پھر سورہ سبا کے اخیر میں
ہے خاص واسطے اللہ کے ہی علم غیب اور رازق بھی اسی کے ہاتھ میں ہے پس اسی کی عبادت کرو اسی پکارو بھی خاص اسی کو سورہ رعد میں ہے
اللہ یعلم ما تحمل کل انثی الخ یعنی عالم الغیب خاص مستقلاً اللہ ہے اور رزق عالم غیب سے کچھ دینے والا وہی خاص حق تعالیٰ ہے پھر دعوۃ الحق
اس کو پکارنا نامناسب و لائق ہوا اور غیروں کو پکارنا ضلال ہے وما دعاء الکافرین الا فی ضلال۔ فی سورۃ الزمر یہ بتلوا اللہ انداداً حال یہ ہے کہ
خالق السموٰت والارض وغیرہ سب کچھ کرنے والا وہی ایک ہے اور سب کچھ جاننے والا بھی وہی ایک ہے رہنا انکا یعلم ما تخفی وما تعلنون اس اور خاص تو
وہی جاننے والا حالہ ابراہیم سورہ حجر میں ہے انبئہم عن ضیف ابراہیم الوکانوا صٰدقین ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون الخ جانتا ہے سب کچھ کرنے والے خاص ہم
ہیں ولقد علمنا المستقدمین الخ سب کچھ جاننے والے خاص ہم ہیں سورہ رحمٰن میں ہے خلق الانسان من صلصال کالفخار رحیم یعنی سب کچھ کرنے
والا خاص وہی ہے واللہ یعلم ما یسرون وما یعلنون سب کچھ جانتا ہے الا بھی خاص وہی ہے والذین یدعون الخ پھر اور کو بلانے کے کیا معنی۔ سورہ
بنی اسرائیل میں ہے سبحان الذی اسری بعبدہ الی قولہ انہ ہو السمیع البصیر یعنی اسکا شریک کوئی نہیں کیونکہ سمیع کل شئی اور بصیر کل شئی خاص
وہی ہے سورہ کہف میں ہے کہ غیب السموٰت والارض ابصر بہ واسمع ما لہم من دونہ من ولی ولا یشرک فی حکمہ احداً یعنی خاص وہی سمیع بصیر ہے اور سب
کچھ کرنے والا بھی وہی ہے تو پھر شرک کرنے اور اوروں کو بلانے کا کیا معنی سورہ طٰہٰ لہ ما فی السموٰت الی قولہ فانہ یعلم السر واخفی سب کچھ اسی
کے ہاتھ میں ہے سب کچھ جاننے والا خاص وہی ہے پس پکارنا بھی اسی کو چاہیئے سورہ سبا میں ہے ربی یعلم القول فی السماء والارض و
ہو السمیع العلیم سب کچھ جاننے والا یکارون شیئ کا وہی حق تعالیٰ ہے ولہ من فی السماوٰت والارض وہو السمیع العلیم سب کچھ اسی کا ہے
فسبحان اللہ عما یشرکون شرک پکارنا وغیرہ کا نہ کرنا چاہیئے سورہ یونس قل ان اللہ یونس الی قولہ ان اللہ سمیع بصیر وتعالیٰ وانما
یدعون من دونہ سب خلل یعنی سب کچھ کرنے والا وہی ہے سمیع و بصیر خاص وہی ہے پھر اس کو بلانا کیا ہے۔ فی سورہ ابراہیم ان الذین تدعون
من دون اللہ الی قولہ ان اللہ سمیع بصیر یعلم ما یکنون ایدیہم وما خلفہم والی اللہ ترجع الامور سب کچھ کرنے والا وہی جاننے والا وہی پھر اوروں کو بلانا
کیا معنی۔ فی سورۃ المومنون قل لمن الارض ومن فیہا الی قولہ عالم الغیب والشہادۃ وتعالیٰ عما یشرکون فی سورۃ النمل امن خلق السموٰت ای قولہ قل
لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا اللہ آرا اللہ خیر امایشرکون فی سورۃ القصص وربک یخلق ما یشاء ویختار وربک یعلم سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون
فی سورۃ العنکبوت اللہ یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر انہ بکل شیء علیم سورۃ لقمان میں ہے یونس الیہ الی قولہ ان اللہ بما تعملون خبیر الی قولہ وان ما یدعون
من دونہ الباطل سورۃ السجدۃ میں ہے اللہ الذی خلق السموٰت الی قولہ ذلک عالم الغیب فی سورۃ السبا رلہ ما فی السموٰت الی قولہ یعلم ما یلج

سورۃ الفاطر اللہ خلقکم الی قولہ والذین تدعون من دونہ ما یملکون من قطمیر ان تدعوھم لا یسمعوا دعاءکم فی سورۃ الزمر ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء قل اولو کانوا لا یملکون شیئا ولا یعقلون فی سورۃ المومن واللہ یقضی بالحق والذین یدعون من دونہ لا یقضون بشیء ان اللہ ھو السمیع البصیر سب کچھ کرنے والا بھی ہی سننے والا دیکھنے والا بھی وہی ہے پھر اوروں کو بلانے کا کیا معنی فی سورۃ حم السجدۃ ائنکم لتکفرون بالذی خلق الارض الی قولہ وما تخرج من ثمرات من اکمامھا الی قولہ وضل عنھم ما کانوا یدعون من قبل ؎

بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است

خلاصہ یہ کہ بیان میں دو چیز ہیں ایک یہ کہ فاعل وہی ہی۔ دوسرا یہ کہ علم غیب خاصہ اسی کا ہے پھر ثمرہ یہ کہ پکارنے کا دور سے اور دکھ کیا معنی۔ قولہ تعالی۔ اہدنا الصراط المستقیم سمجھا اور بکرم خویش صراط منعم علیہم پر لی آئی فی سورۃ الاعراف فی حق المتکبرین بغیر الحق ان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا وان یروا السبیل الغی یتخذوہ سبیلا فی سورۃ الدھر فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا وما تشاءون الا ان یشاء اللہ ان اللہ کان علیما حکیما یدخل من یشاء فی رحمتہ والظالمین اعد لھم عذابا الیما فی سورہ حم المومن۔ وما یتذکر الا من ینیب وغیر ذالک من الآیات الکثیرۃ پس یہاں ادماج ہے قال تعالی اضلہ اللہ علی علم قیل حال من ضمیر المفعول فی اضلہ پس ایک تو سمجھانا ہے اور ایک اس پر آتا ہے دونوں اللہ تعالی کی قبضہ میں ہیں قال تعالی فی سورہ البقرہ ھدی للمتقین یہ کتاب راہ دکھانے والی ہے جو اتقا کرے ضد سے اور انکبار سے پھر عاجزی کرے نماز پڑھے اور کہے اہدنا خیرات کرے صدقہ کرے واسطے حصول اس نعمت عظمی کے اور واسطے دفع عذاب کے جو یہاں ہے واسطے ان کے جن کو نعمت نہیں ملی یہ کتاب راہ دکھاتی ہے اور نے آتی ہے راہ حق پر یعنی اللہ تعالی پر کہ اس کتاب کے راہ بھی دکھاتا ہے اور راہ پر لے بھی آتا ہے متقین کے دو فرقہ بیان ہوئے ایک یہ کہ اتقا کرے یعنی ضد نہ کرے اور غیبی بات سے استنکاف نہ کرے اللہ تعالی کی درگاہ میں عاجزی کرے اور صدقہ کرے دوسرا یہ کہ پہلی کتاب پر جو ایمان لائی ہیں پھر اس کتاب پر ایمان لائے ہیں اور آخرت کے ساتھ یقین ہوا نکے لئے یہ کتاب ہادی ہی عبادات میں قوۃ اجزاء ہے اسی طرح سیئات میں جس قدر کسی ایک فرقہ کے حق میں ذکر ہوا وہ دوسری امروں کی طرف کھینچ لے آتا ہے یہاں ہدایت سے اونچا درجہ مراد ہے قال تعالی والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین وقال تعالی لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ویتم نعمتہ علیک ویھدیک صراطا مستقیما یہ تمہید ہے کہ ان لوگوں کو ہدایت ہوگی قرآن شریف کے ساتھ ضرور یہ ہم پر فرض ہے۔ اور جن پر میرا غضب ہے ان کو ہدایت نہ ہوگی وما یضل بہ الا الفاسقین اور مخاطبین پر بھی مہربانی ہوئی ہے اسی واسطے حق تعالی بیان کر دیتا ہے اونچا درجہ اور نیچا درجہ درمیان میں ترک کیا جاتا ہے مقابلہ پر چنانچہ ان الذین آمنوا وعملوا الصلحات وان الذین کفروا درمیان میں فرق کا حال بیان نہ ہوا چنانچہ عذاب قبر میں کافر کا حال اور مومن کامل کا حال آیا دوسروں کا حال ذکر نہ آیا چنانچہ انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السوء بجھالۃ ثم یتوبون من قریب وقال لیست التوبۃ للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدھم الموت درمیان کا حال ذکر نہ آیا مثلھم کمثل الذی استوقد نارا فیہ ادماج مثال فرقہ اول کی یہ ہے چنانچہ کوئی شخص روشنی کرے اور وہاں پند اشخاص ہوں اور ان کا نور بجھ جاوے یہ کفار اسی طرح سمجھو کہ وہی ہیں اور مثال فرقہ ثانیہ بارش کے وقت میں سبب ظلمت اور رعد و برق ہو جاتے کہ کان رکھے رعد کی طرف اور اس کا حیلہ طلب کرے کہ کسی مکان میں پہنچ جاوے نہ یہ کہ کان میں انگلی دیوے اور برق کی روشنی سے مکان کو نظر کرے

اس طرف چلی نہ یہ کہ روشنی کیوقت قدم رکھے پھر جاوے پس بارش وظلمت ورعد وبرق کیوقت میں ایسے آدمی ہوں یہ کفار انہی کے مانند ہیں فلو قیل مثلہم کمثل الذین اذہب نورہم فی وقت الاستقامۃ وہل المعنی ولو قیل مثلہم کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاءت ماحولہ ذہب اللہ بابصار رجال فہولاء الکفار مثلہم ذہب اللہ بنورہم بہل المعنی وکذا امثال الشافی خطف خیرہ کردن برق بینائی را کذا فی المنتخب صعق سختی آواز کذا فی المنتخب قولہ فیہ ظلمات ورعد وبرق فکان ینبغی لہم ان یستمعوا الرعد فیخافون من المطر اشد یداد البرز الشدید فیطلبون موضع النجاۃ ای بعد سماع الوعید یومنون لکن الایمان عندہم کالموت فالرعد عندہم صاعقۃ ای برادر در عالم نیز اللہ کہ بردست آثار عجیبہ ظاہر می شوند سحر است ہمین است ماہیت سحر در الفاظ دعوت قمری ای مرسل الرحمۃ ومنزل النعمۃ ودر دعوت عطار وکل ما حصل لی من الخیر فہو عنک ونیز گوئید یا ایہا العالم بخفیات الامور والمطلع علی السرائر ودر تفسیر عزیزی است اگر دعا قولی یا فعلی کہ موجب کفر باشد مثل ذکر نام بتان وارواح خبیثہ بہ تعظیمیکہ شایان رب العزت است مثل اثبات عموم علوم وقدرۃ وغیب دانی ومشکل کشائی یا ذبح لغیر اللہ یا سجدہ لغیر اللہ وغیر ذالک واقع شود بلاشبہ ان سحر وکفر است وصاحب آں مرتد شود انتہی مختصرا فی التوسل لابن تیمیہ ص۱۲۱ استغاثہ لغیر اللہ واقسام لغیر اللہ سحر است قال تعالی واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علی ملک سلیمان وما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر الخ وفی کتاب التوسل لابن تیمیہ اذا کان الرجل ممن لا یحل عبادۃ الشیاطین ادعوہ انما یدعوہ الانبیاء والصالحین والملائکۃ وغیرہم ممن یحسن لعباد ظنہ بہ ینبغی ان یجتنب منہا من کلام ابن تیمیہ قال ابن التیمیہ فی کتابہ المسمی بالقاعدۃ الجلیلۃ فی التوسل والوسیلۃ من ص۱۱۲ لا یجوز لاحد ان یستغیث باحد من المشائخ الغائبین ولا المیتین مثل ان یقول یا سیدی فلان اغثنی وانصرنی وادفع عنی او انا فی حسبک ونحو ذالک بل کل ہذا من الشرک الذی حرم اللہ ورسولہ وتحریمہ مما یعلم بالاضطرار من دین الاسلام وہولاء المستغیثون بالغائبین والمیتین عند قبورہم وغیر قبورہم لما کانوا من جنس عباد الاوثان صار الشیطان یضلہم ویغویہم کما یضل عباد الاصنام ویقوہم فتصور الشیطان فی صورۃ ذالک المستغاث بہ وتخاطبہم باشیاء علی سبیل المکاشفۃ کما تخاطب الشیطان الکہان وبعض ذالک صدق لکن لا بد ان یکون فی ذالک ما ہو کذب بل الکذب اغلب علیہ من الصدق وقد تقضی الشیاطین بعض حاجاتہم وتدفع عنہم بعض ما یکرہونہ فینظن احدہم ان الشیخ ہو الذی جاء من الغیب حتی فعل ذالک او ینظن ان اللہ تعالی صور ملکا علی صورتہ ففعل ذالک ویقول احدہم بذا سر الشیخ وحالہ وانما الشیطان تمثل علی صورتہ لیضل المشرک بہ الی ان قال فاستغیث بہ کما تدخل الشیاطین فی الاصنام وتکلم عابدیہا وتقضی بعض حوائجہم کما کان ذالک فی اصنام مشرکی العرب وہو الیوم موجود فی المشرکین من الترک والہند وغیرہم واعرف من ذالک وقائع کثیرۃ فی اقوام استغاثوا بی وبغیری فی حال غیبتنا عنہم فرادی او ذالک الاخر الذی استغاثوا بہ قد جئنا فی الہواء ورفعنا عنہم ولما حدثونی بذالک بینت لہم ان ذالک انما ہو شیطان تصور بصورتی وصورت غیری من الشیوخ الذین استغاثوا بہم وینظنوا ان ذالک کرامات للشیخ فتقوی عزائمہم فی الاستغاثۃ بالشیوخ الغائبین والمیتین وہذا من اکبر الاسباب التی بہا اشرک المشرکون وعبدۃ الاوثان وکذالک المستغیثون من النصاری بشیوخہم الذین یسمونہم العلاس یرون لہ من یاتی علی صورۃ ذالک الشیخ النصرانی الذی استغاثوا بہ فیقضی بعض حوائجہم وہولاء الذین یستغیثون بالاموات من الانبیاء والصالحین والشیوخ واہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غایتہ احدہم ان یجری لہ بعض ہذا الامور او تحکی لہم بعض ہذہ الامور فینظن ان ذالک کرامۃ وخرق عادۃ لبیب ہذا العمل ومن ہولاء من یاتی الی قبر الشیخ الذی یشرک بہ ویستغیثوا بہ فینزل علیہ من الہواء طعام

او نفقة او سلاح او غير ذالك مما يطلبه فيظن ذالك كرامة للشيخ وانما ذالك كله من الشيطان وهذا من اعظم الاسباب التي عبدت بها الاوثان
وقال الخليل عليه السلام واجنبني وبني ان نعبد الاصنام رب انهن اضللن كثيرا من الناس ومعلوم ان الحجر لا يفعل كثيرا من الناس الا بسبب
اقتضى ضلالهم ولكن احد من عباد الاصنام لا يعتقد انها خلقت السموات والارض بل انما كانوا يتخذونها شفعاء وهو سائط الاسباب منهم من صور ها
على صور الانبياء والصالحين ومنهم من جعلها تماثيل وطلاسم للكواكب الشمس والقمر ومنهم من جعلها ظل الملائكة فالعباد
في قصدهم انما هو الملائكة والانبياء والصالحين او الشمس والقمر وهم في نفس الامر يعبدون الشياطين فهي التي تقصد من الانس ان يعبدها وتظهر
لهم ما يدعوهم الى ذالك كما قال تعالى ويوم يحشرهم جميعا ثم يقول للملائكة اهؤلاء اياكم كانوا يعبدون قالوا سبحانك انت ولينا من دونهم بل كانوا
يعبدون الجن اكثرهم بهم مؤمنون واذا كان الجن هم الذين يحملون عباد الشياطين لاجل عبادة الشياطين او هو انما يدعوا الانبياء والصالحين والملائكة وغيرهم
ممن يحسن لهم بظنه بداما الكفار من الجن لا يحرم عبادة الجن وقد يطلب الشيطان المضل له في صورة الانسان ان يسجد له او ان يفعل به
الفاحشة او ان يأكل الميتة ويشرب الخمر او ان يقرب لهم الميتة ويشركهم لا يعرفون ذالك بل يظنون ان من يخاطبهم الملائكة واما رجال من
الجن يسمونهم رجال الغيب يظنون ان رجال الغيب اولياء الله غائبون عن ابصار الناس واولئك جن تمثلت بصورت الانس ورويت في
غير صور الانس قال تعالى انه كان رجال من الانس يعوذون برجال من الجن فزادوهم رهقا كان الانس اذا نزل احدهم بواد سبخا نادى قال
اعوذ بعظيم هذا الوادي من سفهائه كانت الانس تستعيذ الجن فصار ذالك سببا لطغيان الجن فقالت الجن الانس تستعيذ بنا وذالك الرئي والزائم الاعجمية
بضمن اسماء رجال من الجن يدعون ويستغيثون بهم يقسم عليهم من يظنونه قطعهم الشياطين بسبب ذالك في بعض الامور وهذا من جنس السحر والشرك
كما قال تعالى واتبعوا ما تتلوا الشياطين على ملك سليمان وما كفر سليمان ولكن الشياطين كفروا يعلمون الناس السحر وما انزل على الملكين
ببابل هاروت وماروت وما يعلمان من احد حتى يقولا انما نحن فتنة فلا تكفر فيتعلمون منهما ما يفرقون به بين المرء وزوجه وما هم بضارين به من احد الا
باذن الله ويتعلمون ما يضرهم ولا ينفعهم ولقد علموا لمن اشتراه ما له في الاخرة من خلاق لبئس ما شروا به انفسهم لو كانوا يعلمون وكثير
من هؤلاء يطير في الهواء وتكون الشياطين قد حملته وتذهب به الى مكة وغيرها ويكون مع ذالك زنديقا لا يحرم الصلوة وغيرها مما فرض
الله ورسوله ويستحل المحارم التي حرم الله ورسوله وانما يقترن به اولئك الشياطين انما فيه من الكفر والفسوق والعصيان حتى اذا امن بالله ورسوله وتاب
والتزم طاعة الله ورسوله فارقته الشياطين وذهبت تلك الاحوال الشيطانية من الاخبار والتاثيرات وانا اعرف من هؤلاء عددا كثيرا بالشام
ومصر والحجاز واليمن واما الجزيرة والعراق وخراسان والروم ففيها من هذا الجنس اشد مما بالشام وغيرها بل الكفار من المشركين واهل
الكتاب اعظم وانما ظهرت هذه الاحوال الشيطانية التي اسبابها الكفر والفسوق والعصيان بحسب ظهور اسبابها فحيث قوي الايمان والتوحيد ونور
القرآن والايمان وظهرت آثار الرسالة والنبوة ضعف هذه الاحوال الشيطانية واما الشخص الواحد الذي يجتمع فيه هذا وهذا الذي تكون فيه مادة
تمده الايمان ومادة تمده النفاق فيكون فيه من هذا الحال وهذا الحال والمشركون الذين لم يدخلوا في الاسلام كالبخشية والطونية والبدي ونحو
ذالك من علماء المشركين وشيوخهم الذين يكونون للكفار من الترك والهند والخطا وغيرهم تكون الاحوال الشيطانية اكثر يصعد احدهما
في الهواء ويغيب راس احدهم اذا خرج عن طعيم ولا يرون احدا يضرب له ويطوف الانار الذي يشربون منه ولا يرون من يحمله ويكون احدهم

لله ورسوله ويستحل المحارم التي حرم الله ورسوله وانما يقترن به اولئك الشياطين انما فيه من الكفر والفسوق والعصيان حتى اذا امن بالله ورسوله وتاب

فی مکان ممن نزل منہم عندہ ضیفہ اتاہ طعام یکفیہم ویاتیہم الوان مختلفۃ وذالک من الشیاطین تاتیہ من تلک المدینۃ القریبۃ منہ اومن غیرہا وتاتی بہ وہذا الامر کثیرۃ عند من یکون مشرکا وناقص الایمان من الترک وغیرہم وعند التاتار من ہذا انواع کثیرۃ واما الداخلون فی الاسلام اذا لم یحفظوا التوحید واتباع الرسول بل دعوہ الشیوخ الغائبین واستغاثوا فلہم من الاحوال الشیطانیۃ نصیب بحسب مافیہم مما رضی الشیطان ومن ہؤلاء قوم فیہم عبادۃ ودین مع نوع جہل یحمل احدہم فیوقف بعرفات مع الحجاج من غیر ان یحرم اذا حاذی المواقیت ولا یمیت بمزدلفۃ ولا یطوف طواف الافاضۃ ویظن انہ حصل لہ بذلک عمل صالح وکرامۃ عظیمۃ من کرامات الاولیاء ولا یعلم ان ہذا من تلاعب الشیطان فان مثل ہذا الحج لیس مشروعا ولا یجزیہ باتفاق علماء المسلمین ومن ظن منہم ان ہذا عبادۃ وکرامۃ الاولیاء اللہ فہو ضال جاہل ولہذا لم یکن احد من الانبیاء ولا الصحابۃ یفعل منہم مثل ذلک وانہم اجل قدرا من ذالک وقد خبرت ہذہ القضیۃ لبعض من حمل ہؤلاء طائفۃ معہ من الاسکندریۃ الی عرفہ فرائی ملائکۃ تنزل وتکتب بہما الحجاج فقال کتبتموفی قالوا انت لم تحج کما حج الناس انت لم تتعب لم تحرم ولم یحصل لک من الحج الذی یحصل لہ الناس علیہ فحصل للحجاج وکان بعض الشیوخ قد طلب منہ بعض ہؤلاء ان یحج معہم فی المواقیت فقال لہم ہذا الحج لا یقسط بہ لیفرض عنکم لانکم لم تحجوا کما امر اللہ ورسولہ انتہی ملخصا سورۃ البقرۃ قال تعالی اعبدوا اللہ ولا تجعلوا لہ اندادا ومنہ الدعاء عبادۃ اللہ غالبا فیقال لم تعبدون الملائکۃ فانہم لا یعلمون الغیب ولم تعبدون الجن فانہم اعدارکم افتتخذونہ وذریتہ اولیاء من دونی وہم لکم عدو بئس للظالمین بدلا۔ ویا اہل الکتاب فی کتابکم نفی الشرک ونفی عبادۃ الانداد ونفی الدعاء غالبا فقال اہل الکتاب فی اورادہم الاستغاثۃ لغیر اللہ واورادہم منقولۃ من سلیمان علیہ السلام فاجیب ان ہذا من الشیاطین وما انزل من السحر علی ہاروت وماروت ثم قیل لہما المومنون لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا ونحوہا فی المثل من استرعی الذئب فقد ظلم۔ یہ رسم رکھنے اور ایسے لفاظ کہنے جس سے مبدء شرک پیدا ہووے نہ کہنے چاہئیں قل لا اعلم الغیب حتی لا یعتقد فیہ مثل اعتقاد النصاری فی المسیح علیہ السلام موسی علیہ السلام نے دعا کی کہ میری قبر ظاہر نہ رہے واسطے خوف شرک کے کذا فی الخازن کلموا ممادکر اسم اللہ ای خاصۃ منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ خاصۃ مالکم ان تاکلوا مما ذکر اسم اللہ خاصۃ یستکبرون عن عبادتی ای عن تخصیص عبادتی۔ ایسے مسئلے نازل ہونے سے کفار کو خوشی نہیں آتی یہ نسخ رسم سابقہ کے ہی ہم تو خود آیت اگر بھیجیں پھر نسخ کریں تو یہی دوسرا حکم مفید ہوتا ہے۔ اس رسم کا نسخ کرنا تو ظاہر ہی کہ اچھا ہے الم تعلم ان اللہ علی کل شئ قدیر لاغیر الم تعلم ان اللہ تعالی ثابت لہ خاصۃ ملک السموت والارض وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر ولا تقولوا راعنا ہم کو نگاہ رکھ دمثل ایسے لفاظ اسے طرح موسی علیہ السلام کو سوال کے رسم رکھی گئی پھر غالبا نہ ان کو پکارا کفار نے اسی رسم پر ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ غیروں کے پکارنے کی رسم رکھی قال تعالی ان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا وللہ المشرق والمغرب خاصۃ للہ تعالی مالک مشرق مغرب ہی جہاں سے پکارو اوس کو اس کے بیت کی طرف منہ کرکے وہیں وہ موجود ہے۔ ان اللہ واسع علیم لاغیر احمق کہتے ہیں جنکو ہم پکارتے ہیں خدا کے ولد ہیں خدا نے ان کے سپرد کیا ہوا ہے یہ کہنا ان کا غلط ہے بلکہ کل ما فی السموت والارض خاص اسی کا ہے سب خاص اسی کے حکم میں ہیں الخ ہم آپ کی طرف ظاہر حق بات بھیجی ہی اگر کفار نہ مانیں تو تم سے یہ نہ پوچھیں گے کہ ان سے کیوں نہ منوایا دوزخ میں کیوں جا رہی ہیں آپ کے ذمہ تبلیغ ہے جس کو ہم نے کرم سے کتاب سابق عطا فرمائی ہی۔ حالانکہ انہوں نے تحریف نہیں کی وہ تو آپکی بات مان لیں گے یہاں تک اثبات دعوی توحید کا ہے اب یا بنی اسرائیل الی قولہ واذ ابتلی ابراہیم ربہ بکلمات

واذ بوانا البیت لابراہیم اثبات النبوۃ ہذا النبی وعواہ اثباتا نقلیا من المجد الاعلی۔ قولہ تعالی انی جاعلک للناس اماما ای یاتمون بک فی دینہم و یحیلون النفع مالی ومن ینتفع من اولادی قال لا ینال عہدی الظالمین النفع لمن عاند الحاصل ابراہیم کا نفع معاندوں کو نہیں ہے تم معاند ہو گئے یاد کرو کہ ابراہیم کو یہی کہا گیا تھا یاد کرو کہ اس بیت اللہ کو جائے رجوع خلق بنایا ابراہیم علیہ السلام کو اس جگہ نماز کا حکم دیا اور کہا کہ پاک رکھو انداد سے میرے بیت کو یاد کرو کہ ابراہیم و اسمٰعیل نے دعا مانگی کہ ہماری اولاد سے امت مسلمہ کر اور ان میں ان سے رسول مبعوث کر ومن یرغب عن ملۃ ابراہیم الا من سفہ نفسہ ای خسر قال ابن عباس۔ یاد کرو اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العلمین اسلام کا معنی یہ ہے کہ دل و جان و زبان سے مانے کہ موت و حیات و نفع و نقصان میرے کام مالک خاص اللہ تعالی ہی عبادۃ بدنی و پکار و عبادت مالی خاص اسی کے کریں گی۔ ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین قولہ تعالی وقالوا کونوا ہودا او نصاری قالت الیہود عزیر ابن اللہ قالت النصاری المسیح ابن اللہ قل بل ملۃ ابراہیم حنیفا وما کان من المشرکین قولوا آمنا بما انزل علی موسی وعیسی لکنہما لم یقولا ما قلتم من الشرک قولہ تعالی انما تولوا فثم وجہ اللہ فی جامع البیان لما نزلت ادعونی استجب لکم قالوا این ندعوہ فنزلت جہاں نظر کرو وہیں ذات اللہ کی اور رحمت اور قدرت موجود ہے وہی وسیع علیم ہے۔ قولہ تعالی ام کنتم شہداء علی الیہود حیث قالوا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم الست تعلم ان یعقوب یوم مات اوصی بنیہ بالیہودیۃ کذا فی جامع البیان قولہ تعالی سیقول السفہاء ما ولہم دفع شبہ ای ان قالوا ما دلکم فالجواب للہ المشرق والمغرب وجب علینا اتمثال امرہ اما الکعبۃ فی الابتلاء قال تعالی لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیہ فی جامع البیان ارتد کثیر من المسلمین عند تحویل القبلۃ ظنا منہم ان ہذا حیرۃ منہ صلی اللہ علیہ وسلم قولہ تعالی شہدا علی الناس فی سورۃ المائدۃ وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فی سورۃ الاحزاب انا ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا فی ترجمہ شاہ صاحب بھیجا ہم نے تم کو بتانی والا فی سورۃ المزمل رسولا شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا وفی حدیث الصحیحین فاقول کما قال العبد الصالح کنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب فی الجلالین کنت علیہم شہیدا رقیبا منعہم مما یقولون فی جامع البیان انا ارسلناک شاہدا بالوحدانیۃ فی سورۃ المائدۃ انا انزلنا التوراۃ فیہا ہدی ونور یحکم بہا النبیون الذین اسلموا للذین ہادوا والربانیون والاحبار بما استحفظوا من کتاب اللہ وکانوا علیہ شہداء فی جامع البیان شہدا رقبا للبلا یبدل اویانہ ففی قولہ تعالی فی سورۃ البقرۃ لتکونوا شہداء علی الناس منا ہ تبانیوالی کما قال الشاہ صاحب فی قبیل کتاب الرد علی الجہمیۃ یجاء بنوح علیہ السلام یوم القیامۃ فیقال لہ ہل بلغت فیقول بلغت یعنی نعم یارب فیسئل امتہ ہل بلغکم فیقولون ما جاءنا من نذیر فیقال من شہود فیقول محمد وامتہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیجاء بکم فتشہدون ثم قرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکذلک جعلناکم امۃ وسطا وہذا ای قبیلۃ القراۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسبب الروایۃ بالمعنی المفہوم اعنی ان المراد کان ثم قراء الراوی استشہاد افزعم ان فاعل قراء ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسند ہذا الحدیث اسحاق نا ابو اسامۃ قال الاعمش نا ابو صالح عن ابی سعید وفی البخاری فی کتاب الانبیاء رفعہ فیقول النوح من یشہد فیقول محمد وامتہ فتشہدانہ فد بلغ وہو قولہ وکذلک جعلناکم وہذا من الراوی وفی العینی وباقی الحدیث عند غیرہم فیقولون کیف تشہد علینا یا امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فیقولون نشہد ان اللہ تعالی بعث الینا رسولا وانزل علیہ الکتاب فکان فیما انزل الینا خبرکم وسند ہذا الحدیث موسی نا عبد الواحد نا الاعمش عن ابی صالح عن ابی سعید وفی کتاب التفسیر فذالک قولہ وکذالک جعلناکم الخ وفی کتاب التفسیر فی البخاری قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی تطلع الشمس من المغرب واذا طلعت ورآہ الناس آمنوا اجمعون وذالک حین لا ینفع نفسا ایمانہا ثم قرا الآیۃ ای ہل

ینظرون الا ان تاتیکم الملائکۃ او یاتی بعض آیات ربک یوم یاتی بعض آیات ربک لا ینفع نفسا ایمانہا الخ فی جامع البیان یوم یاتی آیات ربک
التی تضطرہم الی الایمان فلیس المراد من الآیۃ طلوع الشمس وانما قرار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استشہادا علی ان الایمان وقت الاضطرار لا ینفع ولیس المراد
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسر بعض الآیات ربک بطلوع الشمس ووقع التغیر فیہ من بعض الرواۃ بحسب الروایۃ بالمعنی ای اتوا بعبارۃ اخری التی تودی معنا
الذی فہموہ وقد سہوا فی فہم المعنی فی حم مومن فلم یک ینفعہم ایمانہم لما رأو باسنا وکذلک فی سورۃ الانعام الا امم امثالکم ما فرطنا فی الکتاب من شی ثم
الی ربہم یحشرون ای لہناس قال ابن عباس موت البہائم حشرہا کذا فی جامع البیان اذا الوحوش بعثت لتقتص بعضہا من بعض او میتت عن ابن عباس
حشر کل شی الموت سوی الجن والانس انتہی فبعض المفسرین ذہب الی حدیث ابی ہریرۃ وفیہ قصاص الجلجاء من ذی القرن قال بعضہم قال تعالی ما کنا معذبین
حتی نبعث رسولا فقصاص الجلجاء ذی القرن انما ہو مجاز عن الغالب والضعیف واللہ تعالی اعلم بالصواب وکذالک قولہ تعالی قد نری تقلب وجہک فی
السماء لسبب خوف الناس وابتلائہم اعلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بانی اقلبک الی بیت اللہ وسیقول لک السفہاء ما ولہم وسیاق الآیۃ یدل علی ہذا او
فی الصراح تقلب الشی ظہر البطن کالحیۃ تتقلب فی الرضاف فافہم ولا تعجل قولہ انا للہ وانا الیہ راجعون متوجہون الیہ سورۃ البقرہ میں پہلے تمہید تا یاایہا
الناس پھر بیان مقصود الی اعبدوا الیہ وحدہ ولا تجعلوا للہ اندادا پھر دفع شرک جو ملائک کو معبود بنانا یا جنوں کو پھر غیر اہل کتاب اور بیان کرنا کہ یہ کتاب
مصدق ہے تمہاری کتاب کی تمہاری میں بھی نفی شرک ونفی دعا غیر اللہ ہے کیوں سحر خوکفر ہے اور دعا غیر اللہ ہے۔ اس کو تم نے پکڑ لیا پھر دلیل نقلی
بابا ابراہیم علیہ السلام کے قصے کے ساتھ بیان فرمائی اور اثبات رسالت اس رسول کے پھر شبہ جو کعبہ کی طرف ہر آدمی کو ہوتا تھا دفع کیا کہ صفا
مروہ پر بت ہیں وہ بت پرستوں کی بلیدی ہے صفا مروہ کے طواف کرنے میں تو کچھ شرک نہیں بیشک الٰہ واحد ہے دلائل ظاہر ہیں پھر دلیل توحید کے
بیان فرمائی کے بعد شرک فعلی کے نفی کی اور حصہ غیر اللہ کی نفی کی فرمائی یاکلوا مما فی الارض حلالا طیبا لا تتبعوا خطوات الشیطان ولا تاکلوا اموالکم
ولا تقربوا ہذہ الشجرۃ ولا تقتلوا الصید وانتم حرم ولا تحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الہدی محلہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ ولا تقربوا الزنا ولا تقتلوا
النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل ولا تاکلوا الربوا ولا تاکلوا الخنزیر ولا تاکلوا ما اہل لغیر اللہ بہ الخ پھر ذکر کیا اولا القصاص پیتر کو القتل ویقودون بسبب الاتفاق ثم ذکر عدم اخذ المال ثم قال فاقتلوا
وذکر الصیام فی اثناء نہی اخذ المال خان فی الصوم تاثیر بمنع من ظلم المالی ثم ذکر الحج لیکون لہم قیاما فی المدارک فی تفسیر قولہ تعالی جعل اللہ الکعبۃ البیت
الحرام قیاما للناس فی سورۃ المایدۃ قال فی المدارک لو ترکوہ عاما ینظرون ولم یؤخروا ثم قیل ومن الناس من یعجبک قولہ الی قولہ یہلک الحرث و
النسل تخفیفا علی القتال وما بعدہ الخ تخفیض علی القتال قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ای السلم الاستسلام ای استسلموا للہ کافۃ
لا یخرج احد منکم ید عن طاعۃ حال من الضمیر فی ادخلوا مدارک قولہ تعالی بغیا بینہم کتابوں میں بھی مسئلہ توحید ہے بعض پلید بسبب بغاوت کے مخالف
ہوگئے پچھلے شبہ میں پڑی لیکن یہ شبہ عذر نہیں پھر ترغیب علی القتال چلی آئی وفہم من قولہ تعالی یسئلونک عن الشہر الحرام ان الشرک لیس شی
اہم من دفعہ حتی لا یبالی لدفع ذالک من قتل النفوس واما حصول منافع الدنیا مثل الخمر والمیسر فیجتنب لاضرار ان لم یقع قتل ویتفق فی الہبا ولدفع
الشرک وقت الضرورۃ کل ما بقی من قبل الحاجۃ الضروریۃ واما بغیر دفع الشرک فلیس علیکم ان تعطوا ولو کان طفل تتیم نعم الاصلاح لہم ضروری
عن خلط المشرکین بمعاملۃ النکاح والانکاح اولئک یدعون الی النار واما اذا لم تکن المنی لطفۃ مع المشرکین فیجوز ولو کانت امرائۃ ذات حسب
نعم لا توطا وثم قولہ تعالی ولا تجعلوا اللہ عرضۃ الی قولہ تعالی الم تر احکام انظامیۃ مؤلفات مویدات للقتال ثم ذکر بعدہ القتال ثم بعدہ احکام
البیع حتی لا تختلفوا ثم من قولہ تعالی امن الرسول متعلق بالجہاد قولہ تعالی الم تر الی الملا من بنی اسرائیل یثبت من ہذا وعد النصر والتمثیل

د قولہ تعالیٰ فان امن بعضکم بعضا فلیؤد الذی اؤتمن امانتہ ولیعلم ان مافی السمٰوٰت والارض کلھا للہ ولیعلم حاکم فیجا سبکم قولہ تعالیٰ فیہ سکینۃ وبقیۃ مما ترک آل موسیٰ یعنی برکات جو موجب سکینہ وہ اس صندوق میں ہیں قال تعالیٰ ھو الذی انزل السکینۃ فافہم من معنا یا نوع اول بنی اسرائیل کو نعم و نقم یاد دلائی۔ نوع ثانی پھر کہا گیا تم اول اس طرح چلی آئی ہو دیکھو طور اوپر جا کر کے عہد کرایا پھر بھی عمل نہ کیا گاؤ ذبح کرنی فرمائی گئے لیھتون معبودہم عندہم وہ بھی تعلل کر کرکے چالیس دن سے پیچھے ذبح کی کذا فی المدارک میت زندہ کو کھلایا پھر بھی قوت نہ گئی نوع ثالث اچھا تمہاری شریعت میں شرک نہ کرنا نماز پڑھنا وغیرہ احکام ہیں تم نے کیوں چھوڑ کر اپنے دین والیوں کو قتل کیا۔ اس کو اپنے گھر سے نہ نکالنا حکم توریت کا ہے کیوں تم نے چھوڑ دیا۔ نوع رابع عمل نہ کرنا سچا خود بلکہ تمہاری لوگوں نے پیغمبروں اور مبلغین کو قتل کیا اور تکذیب کے الزام بیانات میں خبران غیبی تلاوینا معجزہ ظاہر ہے ملک انبا الغیب تنبا بہا الیک اور سب صادق ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین قولہ تعالیٰ ایاک نعبد الی ہدنا ای قولوا۔ الم کانہ تمہید الی یا ایہا الناس ذالک ہو المدعا۔ واذ قال ربک بندہ بقسرک قولہ ثم نقول للملائکۃ اہؤلاء ایاکم کانوا یعبدون وقولہ تعالیٰ فی سورۃ سبا قل ادعوا الذین زعمتم الی قولہ تعالیٰ حتی اذا فزع عن قلوبہم الی واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا یرشدک الی تفسیرہ قولہ اتتخذونہ وذریتہ اولیاء من دونی وہم لکم عدو قولہ تعالیٰ یا بنی اسرائیل عود الی بنی اسرائیل وقولہ تعالیٰ واذ ابتلی اثبات النبوۃ مع اثبات الدعوی اعلم یا اخی انا اقول لک ان من فاتحۃ الکتاب الی سورت الانعام اجعلہ بحثا فی مضمون ومن سورۃ الانعام الی الکہف اجعلہ بحثا فی مضمون ومن سورۃ الکہف الی سورۃ سبا اجعلہ بحثا فی مضمون ومن سورۃ سبا الی آخرہ مضمون ومعنی الحمد للہ کل حمد مدلان بہما اللتی یحمد علیہا ہی لہ خاصۃ والحصر بالنسبۃ الی ما ینسبونہ الی آلہتہم فہو الخالق البارئ المصور لہ الاسماء الحسنی فالحمد للہ وہو اللہ الذی لا الہ الا ہو الملک القدوس السلام المؤمن المہیمن العزیز الجبار المتکبر فہو رب العالمین ما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم وہو اللہ الذی لا الہ الا ہو عالم الغیب والشہادۃ وہو الرحمن الرحیم۔ اللہ یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون۔ قل ہو الرحمن امنا بہ۔ اللہ لطیف بعبادہ یرزق من یشاء یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منہا وما ینزل من السماء وما یعرج فیہا وہو الرحیم الغفور فہو الخالق والرب وہو الرحمن یعطی من یشاء وہو الرحیم یطبعہ ای بدایۃ المقدس فاجتمعت فی الفاتحۃ المضامین الاربعۃ وجمعت فی بسم اللہ الرحمن الرحیم کان لفظ اللہ جمعت فیہ الالوہیۃ والربوبیۃ والمقصود من الحصر فی الحمد لہ ہو حصر العبادۃ اللتی اعظم شعابہا الاستعانۃ فقیل بسم اللہ استعین لا بما اشرک بہا الشرکاء فالفاتحۃ جامعۃ وام القرآن والبسملۃ فی البارئ نقل عن علیؓ ان البارئ فی بسم اللہ جامع کذا فی المکتوبات الربانی قدس سرہ واللہ اعلم بالصواب فشروع القرآن علی حصر الاستعانۃ والختم علی قل ہو اللہ احد قل اعوذ برب الناس فالشروع بالاستعانۃ منہ والختم علیہا کذا ستۃ رب العالمین فی الاشجار الاتری الی جنۃ تبنت فالمبدأ والمنتہی الثمرۃ ہو الحجۃ وہذا الشعر ک ان المبدأ منہ والیہ المرجع والمصیر مالک یوم الدین ایمن یبدأ الخلق ثم یعیدہ قولہ ایاک نعبد العبادۃ فی اللغۃ بندگی یعنی یعتقد ان المتصرف فی ہو اللہ تعالیٰ من الاحیاء والاماتۃ وشبہا لہا فہو عبادۃ اعتقادیۃ وکل فعل تعظیم نیشاء من بندہ لاعتقاد فہو عبادۃ عملیۃ وفعل التعظیم اذا لم نیشاء من ہذا الاعتقاد فہو لیس بعبادۃ لکن اللہ تعالیٰ ورسولہ بنیا حرمۃ افعال التعظیم لغیر اللہ تعالیٰ معدودۃ ولو من غیر ہذا الاعتقاد کالسجدۃ والنذور الخلف وفی المختصر للعینی

العبادة تخصيص بالخطاب بخضوع والاستعانة في المهمات في الخازن لايستعمل العبادة الا لله قولوا اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم من الاعتقاد والاعمال والاحوال والاذواق في الحديث قسمت الصلوة بيني وبين عبدي نصف الفاتحة صلوة فالمقصود من الصلوة الدعا بدا بحمد له فاذا اقام متوجها الى بيت ربه تعالى يذر الرحمة على رأسه فاذا دعا وقال اهدنا عقابد لتهم عليهم واعمالهم واذا قالوا فبعد الدعا يركع ويخر راكعا فهو فائض في الرحمة و يقول سبحان ربي العظيم سبحان الله عما يصفون ادعوك ولا ادعوا احدا سواك ثم يخر ساجدا كانما يضع الجبهة والوجه على قدمي رب العالمين فيقول سبحان ربي الاعلى لا شريك له ٥

فمن الذي ادعوا وأهتف باسمه ان كان في صلتك عن فقرك يمنع
حاشا لجودك ان تقنط عاصيا فالفضل اجزل والمواهب اوسع

فيجتهد في الدعا ويقول سبحان ربي لا شريك لك فمن ادعوا سواك فمن ان يستجاب الدعا هو الذي دعا في القيام ٥

از خدا غير خدا را خواستن ظن افزونيست كلي كاستن

فاذا ختم الصلوة فليصل على النبي صلى الله عليه وسلم بعد ما علم ابدا دائما سرمدا ابدا ثم يدعو لنفسه ما بدا له وذرور الرحمة والخوض فيه ووضع الوجه على قدمي الرب هو مضمون حديث مرفوع روي في كنز الاعمال قوله ذالك الكتاب نبه ادلا على ان الهداية لمن يؤمن بالغيب بقيم الصلوة ويفيق واولئك اشارة الى كلا الفريقين فالفريقان على هدى وفلاح كما في سورة لقمان فيصير صاحب الشراح وبيان له من الله ولمن يؤمن للصادقين الناقلين و من كفر اي ستر الحق جحودا كذا في المدارك فهو الذي ختم على قلبه كمن ذهب نوره وبصره فلا ينفعه الذي ينتوقد نارا ومن الناس اذا لقوا المؤمنين يقولون آمنا واذا لقوا شياطين قالوا انا معكم فمثله كمن كان في ظلمات ورعد وبرق يمشي اذا اضا له البرق والا قام الا يخشى من غضب الله تعالى وختمه قوله او كصيب من السما راو للتنويع قاله في الجمل قوله تعالى يا ايها الناس شروع في المقصود - واذ قال ربك في سورة الكهف واذ قلنا للملائكة اسجدوا لادم فسجدوا الا ابليس كان من الجن ففسق عن امر ربه افتتخذونه وذريته اولياء من دوني وهم لكم عدو وفي الجزء كوع ٢ واذ قال ربك للملائكة فهذان ينفيان عبادة الجن وفي سورة ص. قل انما انا منذر وما من اله الا الله الى قوله تعالى اذ قال ربك للملائكة اني خالق بشرا من طين فهذا نفي عبادة الملائكة -

بسم الله الرحمن الرحيم ٥

سورة آل عمران مدنية

اس سورت میں چھ جگہ توحید کے متعلق آیات بیان کی گئیں ہیں. اول الله لا اله الا هو الحي القيوم سے لے کر لا اله الا هو العزيز الحكيم تک لیکن اسکے درمیان میں ان الذين كفروا بايات الله لهم عذاب شديد والله عزيز ذو انتقام سے تخویف بیان کی گئی ہے - الٰہ کا معنی معبود ہی اور پوشیدہ شدن ہے الٰہ کا معنی عبد اور اله کا معنی خالق نہیں ہی. اور دعا کا معنی عبادت نہیں ہے بلکہ حاصل معنی بیان کرتے ہیں اور لفظ عبادت کہدیتے ہیں یعنی دعا سے مراد پکارنا نما یا نہ ہے - اور فادعوا الله کا معنی عبادت والا حاصل معنی ہے. کیونکہ پکارنا مطلق تو منع نہیں ہی. اور دوسری شهد الله انه لا اله الا هو والملائكة سے لے کر هو العزيز الحكيم تک ہی. اور تیسرا قل اللهم مالك الملك تؤتي الملك من تشاء سے لے کر من تشاء بغير حساب تک ہے اور تیسرا ان الله اصطفى

آدم و نوحا سے لے کر واللہ سمیع علیم تک ہے۔ اور پانچویں للہ ما فی السموت والارض والی اللہ ترجع الامور ہے۔ اور چھٹی للہ ملک السموت الخ سے لے کر لاولی الالباب تک ہے۔ اور باقی ہر ایک مطلب اپنے اپنے مقام پر ذکر کیا جائے گا۔ اللہ لا الہ الا ھو سے لے کر کیف یشاء تک دلیل توحید کی بیان کی گئی ہے۔ اور درمیان میں ان الذین کفروا بایات اللہ لھم عذاب شدید واللہ عزیز ذو انتقام سے تخویف بیان کی گئی۔ حاصل دلیل توحید کا یہ ہے کہ نصاری نجران کے رسول کے پاس آئے تھے اور انہوں نے کہا کہ عیسیٰ نائب اللہ کا ہے اور متصرف ہے تو رسول اللہ صلعم انکے مقابلے میں یہ آیات پیش کیں کہ آیا تم نہیں جانتے ہو کہ اللہ وہ ہے جو مشابہ ہو باپ کے انہوں نے تسلیم کر لیا۔ اور پھر رسول صلعم نے فرمایا کہ اللہ تو حی ہوتا ہے یعنی الحی الذی لا یموت تو انہوں نے اقرار کر لیا اور پھر کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام پر تو موت آوے گی۔ پھر کہا رسول صلعم نے کہ آیا رب ہمارا حافظ اور رازق ہر شئی کا نہیں ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ حافظ رازق اللہ ہے آیا عیسیٰ علیہ السلام میں یہ وصف پائی جاتی ہے انہوں نے کہا نہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پر کوئی چیز مخفی نہیں ہے اور صورتیں بناتا ہے کیا عیسیٰ بھی ایسا ہے۔ تو انہوں نے کہا نہیں یہ اوصاف عیسیٰ میں بعض نے مانا اور بعض نے انکار کیا۔ بہت نصاری نے ایمان قبول نہ کیا۔ اتنی آیات ایک دفعہ نازل ہوئی ہے یہ قصہ خازن سے ماخوذ ہے۔ اور لن تنالوا البر تک تو نوے آیات ہیں۔ لہذا اس سے کچھ پہلے تک ایک دفعہ نازل ہوئیں اللہ لا الہ الا ھو یہ دعوی ہے یعنی سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے اور اس کے واسطے ادلہ ثلثہ ذکر کیے گئے عقلی نقلی اور وحی جیسا کہ قرآن شریف کے طریقے ہیں۔ اول میں دو دلیلیں عقلی بیان کیں یعنی اس واسطے کہ حی ہے مراد وحی کامل ہے۔ اے الحی الذی لا یموت اور حصر ہے اس جگہ معنی وہی الحی الذی لا یموت ہے اور ایسا عیسیٰ نہیں ہے۔ تاکہ معبود بن سکے۔ جیسا کہ نصاری نجران نے بنایا ہوا تھا۔ دوسرا وہی قیوم ہے یعنی حافظ اور رازق ہے۔ جیسا کہ اس کا معنی قول رسول اللہ صلعم سے معلوم ہوتا ہے قسیم علی کل شئی یحفظہ ویرزقہ (خازن) اور عیسیٰ نہیں ہے تاکہ معبود بن سکے۔ پس حاصل یہ ہوا کہ وہی الحی الذی لا یموت ہے۔ اور حافظ رازق ہے عیسیٰ نہیں ہے۔ بیت

لیشھد اللہ للملک واھل العلوم انہ لا رب الا من یدوم

پھر دوسری دلیل وحی نزل علیک الکتاب بالحق سے بیان کی گئی کہ تو اپنے نفس سے یہ دعوی نہیں کہہ رہا بلکہ اللہ نے تیری طرف وحی کیا ہے۔ مصدقا لما بین یدیہ سے دلیل نقلی بیان کی گئی۔ یعنی توراۃ و انجیل میں بھی یہی دعوی ذکر کیا گیا ہے اور انزل الفرقان علیحدہ جملہ ہے۔ کہ یہ ایسی کلام ہے جو کہ خود دال ہے کہ اللہ کی طرف سے ہے لکن اللہ یشھد بما انزل الیک انزلہ بعلمہ (سورۃ نساء) قرآن فارق بین الحق والباطل خود ہی ہے۔ پھر دلیل عقلی بیان کی گئی کہ اللہ عالم ہر شئے کا ہے اور مصور فی الارحام وہی ہے تو معبود بھی وہ ہوگا۔ عیسیٰ نہیں ہو سکتا۔ اور بعد بیان ادلہ کے لا الہ الا ھو العزیز الحکیم سے ثمرہ بمنزلہ نتیجہ کے بیان کیا گیا تاکہ تقریب تام ہو جائے۔ یعنی ان ادلہ سے معلوم ہو گیا کہ معبود کوئی نہیں سوا اس کے۔ اور پھر اسکی دو علتیں بیان کی گئیں کہ غالب و حکمت والا وہی ہے۔ قولہ ربنا لا تزغ قلوبنا الخ ربنا انک جامع کا عطف امتنابہ پر ہے۔ اور یقولون کے نیچے ہیں اور پھر ھو الذی سے لیکر ان اللہ لا یخلف المیعاد تک متعلق توحید کے کلام لائی گئی۔ اور غرض دفع شبہ کا ہے اور شبہ یہ پڑتا تھا کہ عیسیٰ معبود ہے کیونکہ لفظ ابن اللہ کا انجیل میں

ملتا ہے۔ اس سے وہم پڑتا تھا جواب دیا گیا کہ ایسے الفاظ متشابہات سے ہیں۔ اور ایسے الفاظ کا کوئی اصلی معنی معلوم ہو جائے تو کیا کرو ورنہ اس کے درپے نہ ہو اکرو۔ ان کے درپئی وہ ہوتا ہے جن کے دل میں زیغ ہے۔ اور راسخ فی العلم کہتے ہیں اٰمَنَّا بِہٖ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا یعنی ہم نے ان متشابہات کے ساتھ ایمان لایا ہے کہ جو کچھ ہے اللہ کی جانب سے ہے۔ اور حق ہے اور یہ بھی کہتے ہیں رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا یعنی کہتے کہ اے اللہ ہدایت دیکے ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کریں ساتھ آزمائش ان متشابہات کے اور یہ بھی کہتے ہیں رَبَّنَا اِنَّکَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ کہ اے رب تو نے یہ متشابہات آزمائش کے لئے دنیا میں رکھ دئے ہیں کہ جب لوگوں کو جمع کرے گا قیامت میں اور کہے گا کہ کس نے انکی تاویلیں کی ہیں اور کس نے نہیں کی۔ اسجگہ حاصل یہ ہوا کہ آیات توحید مع الدلائل بیان کر کے عیسی علیہ السلام کے معبود ہونے کا شبہ رفع کیا گیا۔ اور دوسرا شبہ عیسٰی علیہ السلام کے متعلق معبود ہونے کا پڑتا تھا کہ اس کے قصہ میں الفاظ موہمہ معبودیت کے آئے ہیں۔ جیسا کہ۔ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ۔ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ خالق ہونا اور محی ہونا اور عالم ہونا یہ سب اوصاف معبودیت کے ہیں۔ اس شبہ کا ذکر بعد میں اپنے مکان پر آئے گا واسطے مناسبت ذکر شبہ کے بیان کیا گیا۔ کیونکہ دونوں شبہے موہم معبودیت عیسٰی کے تھے جیسا کہ بقرہ میں کرشمہ دکھا کر آواز نکلوایا۔ آزمائش کے واسطے۔ کوئی معبود بننے کے لائق نہ تھا۔ کیونکہ ان کو رستہ بھی نہ دکھا تا تھا اور کلام بھی نہ کر سکتا تھا جواب دوسرے شبہ کا یہ ہے کہ یہ تمام معجزات تھے اس واسطے ہر ایک کے ساتھ لفظ بِاِذْنِ اللّٰہِ کہا گیا اور دوسرا خود بخود عیسٰی اپنے معبود ہونے کی نفی کر رہا ہے اِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ سے معلوم ہوتا ہے اور پھر اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے لے کر بِئْسَ الْمِھَادُ تک تخویف بیان کی گئی یعنی اسے غیر کی عبادت کرنے والے۔ اب دعوی مان لو وقت ہے۔ اللہ کے عذاب سے کوئی چیز تمکو نفع نہ دے گی۔ اور دنیا میں بھی مغلوب کئے جاؤ گے اور آخرت میں بھی عذاب دئے جاؤ گے۔ اور درمیان میں کَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ اے عالم۔ کَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ سے دنیا کے عذاب کا ایک نمونہ بتلایا گیا۔ اور پھر قَدْ کَانَ لَکُمْ اٰیَۃٌ فِئَتَیْنِ سے لے کر لِاُولِی الْاَبْصَارِ تک متعلق تستغلبون کے کلام لائی گئی یعنی ایک نمونہ بتلایا گیا واسطے مغلوب کرنے کے یعنی دیکھو جنگ بدر کی لڑائی میں مسلمان کم تھے پھر کافروں کو مؤمن دگنے دکھائی دیتے تھے ملائکہ کے ملنے کی وجہ سے واللّٰہُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِہٖ سے بیان کیا گیا کہ دیکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور مدد دیتا ہے جس کو چاہے حاصل یہ ہوا کہ ایک نمونہ عذاب اخروی اور ایک نمونہ مغلوبیت کا بتلایا گیا۔ اور مِنَ النِّسَاءِ سے بیان ہے الشَّھَوَاتِ کا اور معنی شہوات کا مقتضیہ الطبیعۃ ہے اور قناطیر مقنطرۃ یعنی خزانے جمع کئے ہوئے۔ اور وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَۃِ کا معنی گھوڑے نشاندار ہے اور پھر زُیِّنَ لِلنَّاسِ سے لے کر وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ تک دفع شبہ کیا گیا شبہ یہ کہ کافروں کے پاس مال بہت ہے تو اس کو رفع کیا گیا کہ دنیا پر غافل نہ ہونا چاہیے۔ اس کی علت ذٰلِکَ مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا سے ذکر کی گئی یعنی یہ محض نفع گرفتنی ہے اس کی تائید لَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُھُمْ فِی الْبِلَادِ (آل عمران) وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ وَّزِیْنَۃٌ وَّتَفَاخُرٌ بَیْنَکُمْ وَتَکَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ (حدید) قُلْ اَؤُنَبِّئُکُمْ سے لے کر وَاللّٰہُ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ تک ترغیب الی الاخرۃ بعد تزہید من الدنیا کے اور بشارت بیان کی گئی کہ فرما دے اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں تم کو دنیا سے اچھی چیز بتلاؤں پھر اس کا بیان کیا گیا۔ لِلَّذِیْنَ

اتقوا عند ربھم جنات اس جملہ سے معلوم ہوگیا کہ خیر سے مراد جنات ہیں (اس آیت کے معانی کی تحقیق) للذین اتقوا خبر مقدم اور جنات مبتدا موخر ہے۔ واللہ بصیر بالعباد الذین یقولون بدل ہے یا صفتہ ہے واسطے العباد کے اور الصابرین صفتہ ہے الذین کی۔ بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بصیر ہے اچھی جزا دے گا اور شہد اللہ انہ لا الہ الا ھو والملائکۃ واولی العلم قائما بالقسط لا الہ الا ھو العزیز الحکیم سے توحید کا بیان ہے اس میں دلائل ثلاثہ بیان ہیں کیونکہ شہادت الٰہیہ سے معلوم ہوتا ہے دلیل وحی اور شہادت ملائکہ اور اولی العلم سے یعنی انبیاء سابقہ سے دلیل نقلی اور قائم بالقسط یعنی حال ہونے ہر ایک کے کہ قائم بالانصاف ہیں اس سے دلیل عقلی بیان مراد ہے۔ اس آیت کے بعد مثل پہلے کی لا الہ الا ھو العزیز الحکیم ثمرہ علی الحیثین ذکر کیا گیا۔ حاصل یہ ہوا کہ دو بار آئیں توحید کی بیان ہوئیں جو کہ مشتمل براد لہ ثلثہ ہیں۔ اور ہر ایک کے آخر میں ثمرہ بیان کیا گیا اور دو شبہے دور کئے گئے اور دو نمونے بتائے گئے اور پھر ان الدین عند اللہ الاسلام سے لے کر واللہ بصیر بالعباد تک دو امر ذکر کئے گئے ہیں۔ اول یہ ہے کہ اس دعوی توحید والے میں کتب سابقہ میں تو کچھ خلاف نہیں ہے بلکہ تمام میں یہی دعوی ذکر کیا گیا ہے۔ اور اختلاف باغیوں نے کیا ہے اور پھر فان حاجوک سے دوسرا امر ذکر کیا گیا یعنی اگر وہ تیرے ساتھ اس مسئلے کے بارہ میں نزاع کریں تو جواب یہ دو کہ میں اور میرے تابعدار تو ایک اللہ کو معبود سمجھتے ہیں اور اسی کی عبادت کرتے ہیں تم بھی مان لو تو اچھا ہے۔ ورنہ خداوند ہر ایک کو جان رہا ہے جزا دیگا اور جواب اس طرح دینے کی وجہ یہ ہے کہ اگر وہ خلاف اس کا کتابوں میں نکال دیں تو وہ قابل تسلیم نہیں ہے کیونکہ وہ باغیوں کا نکالا ہوا ہے اور پھر ان الذین یکفرون سے لے کر وما لھم من ناصرین تک تخویف بیان کی گئی کہ ان یہودوں نے نبیوں کو قتل کیا ہے خداوند ان کو عذاب دے گا۔ اور پھر الم تر الی الذین سے لے کر وھم لا یظلمون تک گروہ یہود پر۔ یعنی ذرہ ان کی طرف دیکھو۔ کہ جس وقت مقابلے میں بلائے جاتے ہیں کہ اپنی کتاب من اللہ لاؤ آیا اس میں بھی یہ دعوی لکھا ہوا ہے یا نہیں۔ تو پھر بھی نہیں آتے نہ آنے کی وجہ یہ ہے کہ بانھم قالوا لن تمسنا النار سے بیان کی گئی۔ اور پھر کہا گیا کہ دنیا میں تو نہیں آتے آیا آخرت میں کیا کرینگے۔ اور پھر قل اللھم سے لے کر من تشاء بغیر حساب تک تیسری دفعہ توحید بیان کی گئی۔ اللھم موصوف ہے اور باقی تمام اس کی صفتیں ہیں۔ اور جملہ صفتہ معرفہ کی بن سکتا ہے جس وقت وہ جملہ اس معرفہ موصوف میں بند ہوا ہو مقصود بالنداء محذوف ہے یعنی اے اللہ مالک الملک ایسا اللہ جو کہ جس کو چاہتا ہے ان کو بادشاہی دیتا ہے اور جس سے چاہے چھین لیتا ہے۔ اور ایسا اللہ جو کہ عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے غرض یہ ہے کہ ان اوصاف والے سے طلب کرو جو کچھ کہ طلب کرتے ہو۔ اور یہ ثمرہ ہے آیات سابقہ توحید کے واسطے۔ اور اس آیت کا بیان سورۃ زمر میں بیان ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور پھر لا یتخذ المؤمنون الکافرین سے لے کر فان اللہ لا یحب الکافرین تک تمام زجریں ہیں۔ واسطے مومنوں کے اور یہ بیان کیا گیا کہ انصاری بحر آن جب ایسی ہیں کہ مقابلہ کرتے ہیں اور مسلہ کو نہیں مانتے۔ اور مقابلہ پر بلائے جائیں کہ اپنی کتاب لاؤ اور مقابلہ کرو تو نہیں آتے تو اب اے مومنو تم ان سے قطع تعلق کرو ان کے ساتھ دوستی مت کرو۔ پہلے لا یتخذ المؤمنون الکافرین سے لے کر والی اللہ المصیر تک کہا گیا کہ دوستی نہ پکڑو ان یہودیوں کے ساتھ اور جس نے پکڑی تو اللہ کی طرف سے ان کو امداد نہ ہوگی اور ان تخفوا ما فی صدورکم سے لے کر واللہ علی کل شیء قدیر تک یہ تخویف بیان کی گئی

کہ اگر پوشیدہ دوستی رکھو گے یا ظاہر ہر طرح اللہ تعالیٰ جان رہا ہے اس کی ملت یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ سے بیان کی گئی۔ ہر چیز کا عالم اور اس پر قادر ہے تو تمہاری پوشیدہ دوستی کو بھی جان لے گا۔ اور یَوْمَ تَجِدُ کُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ وَاللّٰہُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ تک تخویف پہلے سے ترقی کے ساتھ ذکر کی گئی یعنی قیامت کے دن تمہارے بُرے اعمال اللہ تعالیٰ حاضر کرے گا اور اس وقت ہر نفس خیال کرے گا ما بین میرے اور اس دن کے مدت ہوتی تو بہت اچھا ہوتا۔ قولہ یوم ظرف متعلق تَوَدُّ فعل موخر کے ہے۔ وَاَنَّ الْمفعول بہ ہے تود کا بَیْنَہَا کی ضمیر راجع ہے طرف نفس کے اور بینہ کی ضمیر راجع ہے طرف یوم کے اور یا ضمیر مونث کا مرجع نفس ہی اور مذکر کا مرجع مَا عملت من سوء ہے۔ اور بعض نے ما عملت من سوء۔ تود میں ما کو شرطیہ بنایا ہے لیکن یہ ضعیف ہے کیونکہ اس وقت تو تود مجزوم اولی تھا کیونکہ عملت کا معنی بھی ماضی والا نہیں ہی جب شرط میں ماضی والا معنی نہ ہو تو جزا مضارع پر جزم ہونا اولیٰ ہے اور پھر قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ سے لے کر فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ تک تخویف علی سبیل الترقی کی گئی ہے یعنی اگر محبت اللہ کی رکھتے ہو تو خاص میری تابعداری کرو اور یہودوں کے ساتھ دوستی نہ پکڑو ورنہ پھر کافر ہو جاؤ گے۔ ان کی مثل۔ اس جگہ خاص حکم کفر کا لگایا گیا جیسا کہ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ سے صاف ظاہر ہے حاصل یہ ہوا کہ اس جگہ پہلے دو آیتیں توحید کی جو کہ مشتمل بر اولہ ملتبہ پر تھیں بیان کی گئیں اور دو شبہ زائل کئے گئے اور دو نمونے بتائے گئے اور یہودوں کا حال بتلایا گیا پھر ثمرہ نکال کر مومنوں کو کہا گیا کہ ان کے ساتھ دوستی نہ پکڑو اور تین تخویفات بیان کی گئیں جو کہ ہر ایک لاحق سابق سے ترقی کے ساتھ ہے۔ اور پھر اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ذُرِّیَّۃًۢ بَعْضُھَا مِنْۢ بَعْضٍ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ چوتھی آیت توحید کی بیان کی گئی اب اس آیت سے اور اس سے بعد میں جن جن پر شبہ معبودیت کا ہوتا تھا۔ اس کو مع الدلیل رفع کیا گیا۔ اور اصلی مقصود نصاریٰ بحران اور یہودوں پر رد ہے کیونکہ انہوں نے معبود بنائے ہوئے تھے بعض نے رسولوں وغیرہ کو اس سے شبہ معبودیت کا رفع کیا گیا۔ اس آیت سے پہلے بیان کیا کہ بیشک پیارے بندے اللہ کے ہوتے ہیں جیسا کہ آدمؑ اور نوحؑ اور آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ لیکن معبود تو نہیں ہوتے اس کے واسطے تین علتیں پہلے بیان کیں۔ پہلی ذُرِّیَّۃًۢ بَعْضُھَا مِنْۢ بَعْضٍ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ سے یعنی حال ہونے ان کے کہ ذریتہ ہیں۔ یا لاکن کانوا ذریتہ اور مراد ذریتہ سے مخلوق ہے ذرء بمعنی خلق اگرچہ مقبول ہیں اللہ کے لیکن پھر بھی مخلوق ہیں معبود کس طرح بن سکتے ہیں اور دوسری بَعْضُھَا مِنْۢ بَعْضٍ ہے یعنی والد مولود ہیں معبود نہیں بن سکتے۔ اور تیسری وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔ اللہ سمیع بکل شی وعلیم بکل شی ہے دوسرا اللہ کے سوا کس طرح معبود بن سکتا ہے اسے یہود و۔ اور پھر ترقی کے ساتھ۔ باقی کا حال بتلایا۔ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ سے لے کر وَاَنْۢبَتَھَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّکَفَّلَھَا زَکَرِیَّا تک شبہ مریم کے معبودیت کا رفع کیا گیا۔ کہ اب ذرہ دیکھو تو سہی مریم کس طرح معبود بن سکتی ہے حالانکہ کتنی دُعاؤں سے پیدا ہوئی ہے پھر وہ معبود کس طرح بن سکتے ہیں اور وہ پیدا بھی ہوئی اور اس کو اللہ ہی نے زیادہ کیا۔ اور زکریا کا اس کا کفیل بنا۔ اس کے بعد آپس میں انہوں قرعے ڈالے اور ذکریا علیہ السلام کا قرعہ نکلا۔ حاصل یہ ہے کہ جو انتیاں دُعاؤں سے پیدا ہوا اور اس کی پالنے کی ضرورت بھی ہو وہ کس طرح معبود بن سکتی ہے فَتَقَبَّلَھَا رَبُّھَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَھَا نَبَاتًا حَسَنًا کا معنی یہ ہے پس زیادہ کیا اور بڑھایا اللہ نے اور پھر کلما دخل علیھا زکریا سے لے کر دسویں

بالعشی والابکار تک شبہ زکریا سے معبود ہونے کا رفع کیا گیا۔ دو طریقے کے ساتھ ایک تو یہ کہ خود اللہ کی ذات کے آگے دعائیں کرتا رہا واسطے ولد کے اگر معبود ہوتا تو یہ کیوں کرتا معلوم ہوا کہ سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور پھر ملائکہ نے خوشخبری دی کہ تیری دعا منظور ہوئی ہے اللہ تعالیٰ تم کو ولد مسمی بیحییٰ عطا فرمائے گا۔ جو کہ مُصَدِّقًا بِکَلِمَةٍ مِنَ اللّٰهِ سے ہوگا اللہ والی بات کا یعنی وہ بات جو اللہ صاحب نے کتب سابقہ میں لکھدی تھی کہ میں ایک شخص پیدا کروں گا اور حصور بھی ہوگا یعنی ارادہ بھی گناہ کا نہ کرے گا۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ علامت پیدا ہونے کی بتلائی گئی کہ تو تین دن لوگوں کے ساتھ کلام نہ کرسکے گا یعنی لڑکپن والی حالت میں تجھکو اور تیری عورت کو لے آئے گا۔ اور پھر ہر دو کو اعضا ہوانوں والے اس کے حالت کے بعد عطا کرے گا جب پیدا ہونیکے واسطے اتنے امور ہوئے تو معبود کس طرح بن سکتا ہے۔ اور پھر اذ قالت الملٰئکة یٰمریم اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ سے لے کر مَعَ الرّٰكِعِیْنَ تک مریم کے متعلق کہا گیا کہ بیشک ان کو اللہ نے دنیا میں برگزیدہ کیا ہے لیکن پھر بھی معبود تو نہیں بن سکتی۔ کیونکہ اُس کو خود امر ہوا کہ عبادت کرو۔ اور پھر ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ سے صداقت رسول صلعم کی ثابت ہوگئی۔ اور پھر اذ قالت الملٰئکة یٰمریم اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكِ سے لے کر فَقُوْلُوْٓا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ تک عیسیٰ کے معبود ہونے کا شبہ کے متعلق کلام لائی گئی ہے۔ پہلے اذ قالت الملٰئکة یٰمریم سے لے کر کن فیکون تک پہلے تو بشارت دی گئی مریم کو عیسیٰ کے کلام کرنے کی مہد میں اور مریم کا حال بتلایا گیا۔ کہ پیدا ہونے سے پہلے اس نے کہا کہ مجھ سے کس طرح پیدا ہوسکتا ہے حالانکہ مجھکو کسی بشر نے مس نہیں کیا۔ تو حکم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کرسکتا ہے جو کچھ کرے پس جو کہ پیدا ہوئے وہ معبود کس طرح بن سکتا ہے۔ اور پھر وَیُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ سے لیکر اَللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ تک پھر دوسری دلیل نفی معبودیت کی لائی گئی۔ اِنِّیْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ سے شبہ معبودیت کا پڑتا ہے۔ لیکن ہر ایک کے ساتھ باذن اللہ کہا گیا۔ اور دوسرا یہ تو معجزات تھے صداقت کے واسطے پھر خدا کس طرح بن سکتا ہے اور دوسری دلیل اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ سے بیان کی کہ تم اس کو اللہ بناتے ہو۔ حالانکہ وہ خود کہہ رہا ہے کہ معبود ایک ہے جو کہ میرا اور تمہارا رب ہے فَاعْبُدُوْهُ ایک کے عبادت کرو اور یہ جاننا چاہئے یُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وغیرہ سے یا تو معنی مضارع کا ہوگا جیسا کہ یُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ میں ہے تو معلوم ہوگیا کہ یہ سب بشارتیں عیسیٰ کے پیدا ہونے سے پہلے دی گئیں تھیں۔ تو اس وقت فَلَمَّآ اَحَسَّ مِنْهُمُ الْكُفْرَ سے پہلے (القصہ پیدا ہوگیا) محذوف ہوگا اور اگر یعلمہ الکتاب کا معنی ماضی استمراری والا کریں اور ماضی استمراری کی جگہ مضارع لایا گیا ہے اور معنی یہ ہو سکھانے لگ گیا اللہ اس کو کتاب اور حکمت تو اس وقت یُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ سے پہلے (القصہ پیدا ہوگیا محذوف ہوگا۔ اور اب فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ سے پہلے نکالنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ اور پھر فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ سے لے کر وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ تک دوسری دلیل دفع شبہ کے لئے بیان کی گئی۔ حاصل یہ ہے کہ جب عیسیٰ ان سے کفر معلوم کر لیا یعنی یہ معلوم کر لیا کہ میرے قتل کرنے پر تیار ہیں تو اس وقت کہا۔ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَى اللّٰهِ تو حواریوں نے کہا نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ۔ اور حواریوں کے حق میں بہت اقوال ہیں لیکن حق بات یہ ہے کہ بادشاہ تھے اور رنگ بھی عیسیٰ کے زمانہ میں ہوئی تھی۔ کذا فی التفسیر الکبیر جلد اخیر۔ غرض یہ کہ تباؤ الٰہ ایسے ہوتے ہیں جو کہ خوف کی وجہ سے لوگوں سے مدد مانگتے ہیں اور پھر اذ قال اللّٰهُ یٰعِیْسٰٓى اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

سے لے کر وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ تک دوسری دلیل واسطے دفع شبہ کے لائی گئی ہے یعنی اللہ اور معبود ہونے کی ایسی دلیلیں کرنی ہیں ذرا یاد کرو یہ قصہ آیا پھر بھی عیسیٰ معبود بن سکتا ہے جیسا کہ نصاریٰ نے خیال کر لیا ہے (تحقیق آیۃ) مولانا انور شاہ صاحب نے اپنے رسالہ عقیدۃ الاسلام فی حیوۃ عیسیٰ علیہ السلام میں لکھا ہے کہ متواتر احادیث آئی ہیں نزول عیسیٰ میں اور تواتر نقل کیا ہے حافظ ابن کثیر نے اور ذکر کیا ہے علامہ شوکانی نے تواتر مہدی منتظر میں اور دجال اور مسیح میں فی ص۶۵ عند ابن کثیر حدیث مرفوع و موقوف قال رسول اللہ لا یزال امر بنی اسرائیل مستقیما حتی یکون اول من یثلمہ رجل من الحبشۃ یتبع عیسی بن مریم و یموت قبلہ فیرجعون کفارا یضرب بعضہم رقاب بعض حتی یہلکوا جمیعا۔ وفی ص۶۶ اجماع علی ان عیسی رفع کذا فی البحر المحیط۔ وفی ص۶۶ انکار الصلیب اصلا من وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ۔ وفی ص۶۶ اجماع علی ان عیسی رفع کذا فی البحر المحیط۔ وفی ص۶۶ انکار الصلیب اصلا من اکذب التواریخ السابقۃ اور صراحۃ عدم ممات کی یہ ایک حدیث آئی ہے۔ وانی متوفیک و رافعک الی میں تفسیر خازن والے نے دو طرح سے کہی ہیں ایک تو تقدیم و تاخیر پھر دو معنی بیان کئے ہیں۔ ایک متوفیک کا معنی قابضک ہے اور ممیتک نہیں ہے قول سدی سے توفیت الشیٔ واستوفیتہ اذا اخذتہ و قبضتہ تاما۔ لہٰذا حاصل یہ ہوا کہ دشمن عیسیٰ نے عیسیٰ کو نہ قتل کیا نہ ضرر دیا بلکہ اس کے پاس ہی نہ پہنچے (۲) مراد توفی سے نوم ہے جیسا کہ اللہ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِہَا (زمر) سے معلوم ہوتا ہے معنی یہ ہوگا کہ انی منیمک ورافعک لہٰذا نوم کو وفات کہا گیا۔ یہ حاصل ہوگا کہ نوم کے وقت اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھا لیا (۳) مراد توفی سے حقیقت موت ہے یہ یعنی ابن عباس نے لکھا ہے معنی انی منیمک و رافعک کا ہوگا۔ پھر اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تین ساعات دن کے بعض کے نزدیک اور بعض کے نزدیک سات ساعات دن کے فوت کیا ہے عیسیٰ کو اور پھر زندہ کر کے اٹھا لیا۔ اور رافعک میں واو مطلق جمع کیواسطے ہوتی ہے جیسا کہ کتب اصول سے معلوم ہوتا ہے معنی یہ ہوگا کہ پہلے اللہ نے ان کو اٹھا لیا ہے اور پھر فوت کرے گا (۵) انی متوفیک عن شہوات الدنیا و رافعک الی مراد ہے (۶) انی متوفیک تماما ای معصمک کما زعم النصاری۔ انہ تعالیٰ رفع روحہ یعنی توفی کا اخذ الشیٔ وافیا ہوگا۔ اور وجہ یہ ہوگی کہ جب لوگوں کے دل میں یہ شبہ پڑ گیا کہ اللہ نے عیسیٰ کو مع جسد نہیں اٹھایا بلکہ صرف روح اٹھایا ہے تو ان کے شبہ دور کرنے کے لئے یہ آیت لائی گئی ہے اور دوسرا طریقہ تقدیم و تاخیر والا ہے۔ یعنی اصل رافعک و مطہرک پہلے ہیں اور بعد میں متوفیک ہے یعنی متوفیک بعد انزالک الی الدنیا۔ اور بعض نے نزول عیسیٰ کے واسطے یکلم الناس فی المہد دلیل لائی ہے۔ کیونکہ کل عمران کی ۳۳ سال تھی اور تین سال انہوں نے پیغمبری کی اور کہلا یا کہولت تب صحیح ہو سکتی ہے اگر پھر نزول ہو۔ تمام کا حاصل یہ ہے کہ صحاح کی ہر ایک کتاب میں نزول عیسیٰ کے بارے میں احادیث بہت نقل کئے گئے ہیں۔ شاہ صاحب کی تقریر سے معلوم ہوا کہ نزول عیسیٰ کا ضرور ہوگا۔ اور باقی معنی متوفیک کا منع ممیک یقینی نہیں ہے۔ بہر حال نزول کے متعلق تواتر ہے اور لفظ بھی صاف عیسیٰ کا آتا ہے ہر حدیث میں۔ اور مثل عیسیٰ کے حدیث میں نہیں آیا تاکہ مرزائیوں کے لئے دلیل بنے کیوں کہ وہ کہتے ہیں کہ احادیث میں مماثل عیسیٰ مراد ہے۔ باقی تصلیب کے متعلق بھی تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نہیں ہوئے۔ خازن والے نے نقل کیا ہے کہ تصلیب ہوئی ہے۔ لیکن حق یہ ہے کہ تصلیب وغیرہ بالکل نہیں ہوئی۔ اور وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَہُمْ کا معنی یہ نہیں کہ صلیب پر عیسیٰ جیسا ایک شخص کو چڑھایا گیا۔ اور قتل کیا گیا۔ جیسا کہ خازن والے نے نقل کیا ہے بلکہ معنی یہ ہوگا کہ صلیب وغیرہ نہیں ہوا بلکہ پچھلے لوگوں میں یہ بات مشہور ہو گئی ہے۔ کذبا اور ان کو شبہ پڑ گیا کہ شاید عیسیٰ مصلوب ہوا ہے۔ وَمُطَہِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کا معنی یہ ہے کہ چھڑاتا ہوں میں تجھ کو کافروں سے اور اذ قال اللہ یا عیسیٰ سے لیکر فیما کنتم فیہ

مختلفوں تک دفع شبہ معبودیت کی دلیل بیان کی گئی۔ پھر اس کے بعد فَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے لے کر وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ تک بشارت واسطے مومنوں کے جو کہ عیسیٰ کو معبود نہیں بناتے۔ اور تخویف اخروی واسطے کفار کے بیان کی گئی ہے اور ذٰلِکَ نَتْلُوْہُ عَلَیْکَ مِنَ الْاٰیٰتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ ثابت کیا کہ آپ سچے رسول ہیں جو غیبی خبریں بیان کر رہے ہیں۔ پھر اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ سے لے کر فَلَا تَکُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ تک دفع معبودیت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق دلیل لائی گئی ہے۔ کہ عیسیٰ کا بلا والد پیدا ہونا تم نے عجیب معاملہ دیکھ لیا ہے یہ تعجب کی بات نہیں ہے اور نہ موہم معبودیت کی ہے۔ کیونکہ آدم کو تو سوا والد اور والدہ کے پیدا کیا گیا ہے۔ اور عیسیٰ کو ماں سے پیدا کیا یہ امر کوئی محال نہیں تاکہ تعجب ہو اور فَمَنْ حَآجَّکَ فِیْہِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ سے لیکر اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌۢ بِالْمُفْسِدِیْنَ تک ثمرہ دلائل دفعیہ شبہ کا نکالا گیا۔ یعنی اتنے بیانات سے بھی جو زمانے اور علم یقینی بھی اس کو آجاوے حق کے ساتھ پھر یہ بات ہے کہ ان کو بلاؤ مباہلہ کی طرف یعنی آؤ جمع ہو کر ہم سب عاجزی کرینگے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اور کہیں کہ یا الٰہی کاذب کو ہلاک کر اگر وہ نہ آویں تو اللہ تعالیٰ ان کو جان رہا ہے ان کو پوری جزا دے گا۔ اور درمیان میں۔ اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ وَمَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہُ وَاِنَّ اللّٰہَ لَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ جملہ معترضہ بیان کیا گیا واسطے نفی کرنے شرک فی العبادت کے اور فَتَبْتَہِلْ کا معنی عاجزی ہے اور پھر قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ سے لے کر وَاشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ تک پہلے مضمون کے متعلق بیان کیا گیا یعنی مباہلہ کے متعلق کلام ہے۔ حاصل یہ کہ ان کو کہو کہ آؤ یہ دعویٰ مان لو کہ کوئی لائق عبادت کے سوا خدا کے نہیں ہے۔ اگر اس سے اعراض کرو تو یہ بات مان لو کہ ہم مسلم ہیں اور تم مسلم نہیں ہو۔ اس جگہ کا حاصل یہ ہوا کہ پہلے دلیل توحید کی بیان کر کے جو مشتمل بر ادلہ ثلاثہ تھی۔ پھر دفع شبہ کہ جن الفاظ سے پڑتا تھا کیا گیا۔ پھر دو تمونہ تخویف میں ذکر کئے گئے پھر بشارت ذکر کر کے دوسری آیت توحید کی بیان کی جو کہ مشتمل بر ادلہ ثلاثہ تھی۔ پھر کہا گیا کہ یہ مسئلہ کتب سابقہ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ خلاف اس کا باغیوں نے نکالا ہے۔ ان یہودوں کو اگر کہو کہ اپنی کتاب لاؤ اور مقابلہ کرو پھر بھی نہیں آتے۔ پھر دلیل بیان کر کے مومنوں کو کہا گیا کہ یہود جب ایسی ہیں تو ان کے ساتھ دوستی نہ پکڑو اور جو پکڑے گا وہ بھی کافر ہوگا۔ اور جنہوں پر شبہ معبودیت کا پڑتا تھا وہ بھی رفع کیا گیا اور چونکہ عیسیٰ کو معبود بناتے تھے لہذا اس کے متعلق بیان زیادہ کیا گیا۔ پھر یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ سے لے کر فَاِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ تک شکوہ بیان کیا گیا ہے داخلی نصاریٰ نجران اور یہود کے۔ اول شکوہ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ الخ سے لے کر وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ تک ہے۔ حاصل یہ ہے کہ یہود اور نصاریٰ نزاع کرتے تھے ہر ایک کہتا تھا کہ ابراہیم ہمارے دین پر تھا۔ ان کا شکوہ بیان کیا گیا کہ اے احمقو اس میں کیوں جھگڑتے ہو۔ حالانکہ توراۃ اور انجیل اس کے بعد نازل ہوئی ہیں تم میں سے کسی کے دین پر نہ تھا بلکہ پکا مسلمان تھا۔ ایک اللہ کی عبادت کرتا تھا۔ اس کا نزدیک تریں وہ ہوگا جو کہ ایک اللہ کی عبادت کرے گا۔ ایک اللہ کی عبادت کرنے والے ہم ہیں تم نہیں ہو۔ شکوہ دوم۔ وَدَّتْ طَّآئِفَۃٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ سے لے کر وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ تک یہ بیان کیا گیا کہ یہود اور نصاریٰ کی خواہش یہ ہے کہ تم کو گمراہ کریں۔ حالانکہ تم کو گمراہ نہیں کر سکتے۔ الا اس کا نقصان ان پر پڑتا ہے اور جو اوصاف نبی صاحب کے ان کی کتابوں میں ہیں ان کو پوشیدہ کرتے ہیں اور مخترعہ کلام اپنے نفس سے بنا کر ایسے پڑھتے ہیں کہ معلوم نہیں ہوتا کہ قرآن کی کلام ہے یا نہیں اس غرض سے تاکہ مومنوں کو گمراہ کریں۔ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِیْنَکُمْ

مفعول لاتومنوا کا محذوف ہے اے لاتومنوا النبوۃ الا لمن تبع دینکم اور ان یوتی احد مثل ما اوتیتم اور یحاجوکم عند ربکم اصل میں لان یوتی تھا۔ اب اد بر تم پہلے ان کے محذوف ہی معنی یہ ہے اد بر تم ذالک کراھۃ ان یعتقد ان احدا یوتی مثل ما اوتیتم او ان احدا یحاجکم۔ والاولی ان یقال ان قولہ لاتومنوا مقولۃ اھل الکتاب وقولہ تعالی قل ان الھدی جملۃ واقعۃ بین کلامھم وان یوتی بحذف ھمزۃ الانکار مقولۃ الیھود (۳) شکوی ثالث قالت طائفۃ من اھل الکتاب سے لے کر واللہ ذو الفضل العظیم تک ہی حاصل یہ ہے کہ نصاری نجران کہتے ہیں آپس میں کہ تم صبح جا کر قرآن کے ساتھ ایمان لا کر دادر آخر دن میں کفر کیا کرو۔ تاکہ مومن بھی بدعتقاد ہو جائیں اور گمراہ ہو جائیں۔ اور تم کبھی یقین نہ کرنا۔ اعطاء نبوت کا مگر جو تمہارے دین پر ہے۔ اور قل ان الھدی ھدی اللہ سے ان کو جواب دیا گیا کہ نبوت اللہ کی ہدایت ہے یہ نہیں کہ ہمیشہ تم میں سے نبی ہو یہ فضل اللہ کا ہے جس کو چاہے عطا کرے (۴) شکوہ رابع۔ ومن اھل الکتاب من ان تامنہ بقنطار یودہ الیک سے لے کر فان اللہ یحب المتقین تک ہی حاصل یہ ہے کہ یہود اور نصاری دو قسم ہیں ایک تو ایسے ہیں کہ اگر خزانے کے امین بنائے جائیں تو نقصان ہرگز نہیں کرتے۔ اور انہوں نے رسول صلعم کو مان لیا ہے اور بعض ایسے ہیں کہ اگر تھوڑا سا مال بھی ان کو دیا جائے بالکل کسی حیلہ سے واپس نہیں دیتے۔ اور کہتے ہیں کہ مومنوں یعنی امیوں کا ہم پر کچھ حق نہیں۔ اور پھر بلی من اوفی بعھدہ سے بیان کیا کہ جس طرح انہوں نے سمجھا تھا اس طرح تو نہیں ہے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ جو کوئی وعدہ وفا کرے اور اللہ سے ڈرے ایک اسی کی عبادت کرے اللہ اس کو محب جانتا ہے۔ اور پھر ان الذین یشترون سے لے کر ولھم عذاب الیم تک تخویف اخروی بیان کی کہ آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہ ہوگا۔ ان کے ساتھ اللہ کلام نہ کرے گا۔ اور عذاب الیم ان کو دے گا۔ اور ان منھم لفریقا یلوون السنتھم بالکتاب سے لے کر وھم لا یعلمون تک پھر شکوی بیان کیا کہ پڑھنے میں کفار یعنی یہود اور نصاری زبان کو پیچ دیتے ہیں اور اپنے نفس سے کلام بنا کر ایسے طرز سے پڑھتے ہیں تاکہ دوسرا معلوم نہ کر سکے آیا یہ کلام کتب آسمانیہ کی ہے یا نہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ کلام بھی من عند اللہ ہے۔ اور کذب کہتے ہیں وہ لوگ توراۃ پڑھتے تھے اور مسائل اعتقادات خود کاشتہ درج کرتے تھے تاکہ سننے والا معلوم کرے کہ یہ مسئلہ توراۃ کا ہے۔ پھر ما کان لبشر ان یوتیہ اللہ سے لے کر اذا انتم مسلمون تک دفع شبہ یہود اور نصاری کا کیا۔ یہ بھی شکوہ ہے ان کا کہ وہ ایسے بُرے خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عیسی خود کہہ گیا ہے کہ میری عبادت کرو تو اس شبہ کا جواب دیا گیا کہ دو امور ایک شخص میں جمع نہیں ہو سکتے ایک تو یہ کہ انسان ہو اور اس کو اللہ نے کتاب اور نبوت دی ہو اور دوسرا یہ کہ وہ لوگوں کو کہے کہ میری عبادت کرو۔ اور امر کرے کہ پکڑو تم ملائکہ اور نبیوں کو رب۔ وجہ اس کی آخر میں ایامرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون سے ذکر کی گئی کہ نبی ہو کر کس طرح امر کرتا ہے کفر کے ساتھ اور پھر واذ اخذ اللہ میثاق النبیین سے لے کر فاولئک ھم الفاسقون تک ترغیب دی گئی ہے کہ رسول اللہ صلعم کو مان لو اور عبادت عیسی کی چھوڑ دو۔ حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے پہلے بھیجے رسولوں کے تمام انبیاء سے وعدہ لیا تھا کہ تم کو ایک دوسرے کی تصدیق کرنی ہوگی اگر ایک دوسرے کے ساتھ باعتبار زمانے کے مجتمع ہو جاؤ تو سابق لاحق کے ساتھ ضرور ایمان لائے اگر اس سے پہلے فوت ہو جائے تو اپنی قوم کو کہہ جاوے کہ جو نبی میرے بعد آجاوے اس کی تصدیق کرنی تم پر لازم ہوگی۔ اور جو اعراض کرے گا وہ کافر فاسق ہوگا۔ اور اس

بات کا تم نے اقرار کیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام عیسیٰ کے ساتھ اور عیسیٰ محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھ ایمان لانے کا امر کر گیا تھا۔ اور اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ سے لے کر وَاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ تک وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ کے متعلق کلام لائی گئی حاصل یہ ہے کہ انبیاء سے وعدہ لیا گیا تھا اور قہراً بھی ہو چکا تھا کہ اپنی اپنی قوم کو کہیں گے کہ ہمارے مرنے کے بعد جو نبی آوے اس کے ساتھ ایمان لانا۔ اے جنرت محمد رسول اللہ صلعم آئے ہیں اور تم سوا دین اللہ کے پسند کرتے ہو یعنی غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو حالانکہ سب من فی السمٰوٰت والارض نے طوعاً و کرہاً اللہ تعالیٰ کے اور پھر قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ سے لے کر وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ تک اپنا عقیدہ بیان کر کے ان کو تخویف دی۔ غرض تم نور کے ساتھ ایمان لانے کسی کی امتیاز نہیں کرتے جس طرح تم کرتے ہو اور دین اللہ کا تو یہ ہے جو کہ اس کے سوا چلے گا وہ آخرت میں نقصان والا ہوگا۔ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا سے لے کر فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تک شکوی بیان کر کے تخویف بیان کی گئی شکوی یہ کہ پہلے انہوں نے ایمان لایا تھا جیسا کہ كَانُوْا يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے معلوم ہوتا ہے اور گواہی بھی انہوں نے دی تھی کہ محمد رسول اللہ حق ہے۔ اور بینات بھی آ گئے اور پھر کافر ہو گئے ان کو اللہ تعالیٰ کس طرح ہدایت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ تو ظالم ہیں کہ ظلم سے بڑھتے ہیں ظالمین کو اللہ کی ذات ہدایت نہیں کرتی۔ اور اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ سے تخویف بیان کی گئی ہے۔ اس آیت میں كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ شَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ کی ترکیب یہ ہے کہ شهدوا بتقدیر قد حال ہے اور تقدیر الکلام بعد ان امنوا وشهدوا۔ اور پھر اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ سے لیکر وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ تک بھی تخویف بیان ہے۔ اور لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ سے لے کر فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ تک ترغیب الی الاسلام دی گئی ہے یعنی مِمَّا تُحِبُّوْنَ کو خرچ کر دو یعنی ریاست کو چھوڑ دو اور ایمان محمد رسول اللہ کے ساتھ لاؤ۔ اس جگہ تک تو بعد کے متعلق بیان آیا اس کے متعلق جو شبہے تھے انکو رفع کیا گیا۔ اب جو شبہے عدم صداقت رسول اللہ صلعم کے تھے ان کو رفع کیا گیا كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ سے لے کر وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ تک اول شبہ کا جواب ہے۔ حاصل یہ ہے کہ یہود اور نصاریٰ اعتراض کرتے تھے کہ اونٹ وغیرہ کا کھانا ابراہیم کے مذہب میں جائز نہ تھا حالانکہ تم کھاتے ہو معلوم ہوا کہ تم ابراہیم کے دین پر نہیں ہو۔ تو جواب دیا گیا کہ تمہاری بات بالکل غلط ہے کیونکہ کل طعام حلال تھے بنی اسرائیل پر۔ ہاں اسرائیل یعنی یعقوب علیہ السلام نے اونٹ کا کھانا خاص اپنے لئے حرام کیا تھا بوجہ نذر ماننے کے۔ اور یہ تمام امور توراۃ سے پہلے ہوئے ہیں۔ اور ابراہیم علیہ السلام بھی پہلے نزول توراۃ کے ہوئے ہیں۔ اس کا تم کو کیا علم ہے۔ اور نذر ماننا یعقوب کا بھی پہلے نزول توراۃ و انجیل کے ہوا تھا اور نذر پہلے دین میں جائز تھی اس واسطے انہوں نے نذر کی۔ اے یہود یہ محض بہتان ہے۔ ابراہیم پر کیوں کہ ان کے دین میں کھانا ان کا جائز تھا۔ اور تم پر اے یہود بعض اشیاء حرام کئے گئے ہیں تمہاری سزا کیواسطے۔ اور یہ تمہارا محض کذب ہے۔ ابراہیم تو مشرک نہ تھا۔ جیسا کہ تم ہو ہاں بیشک تم پر حرام کی گئی ہیں بعض اشیاء جزا کیواسطے۔ جیسا کہ سورۃ انعام سے معلوم ہوتا ہے وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَا اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ اگر تم صادق ہو تو اپنے کتاب توراۃ لاؤ۔ اس میں یہ مسئلہ دیکھ لو اور پھر اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ سے لے کر عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ تک اس شبہ کا جواب دیا گیا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ یہود نے اعتراض کیا قِبْلَتُنَا قَبْلَ قِبْلَتِكُمْ یعنی بیت المقدس کے شریف ہونے سے پہلے کا ہے

ہمارا قبلہ تمہارے قبلہ سے بہتر ہے۔ تو جواب دیا گیا کہ بیت المقدس کو سلیمانؑ نے ظاہر کیا ہے اور مکے کو ابراہیمؑ نے اور ابراہیمؑ سلیمان سے پہلے ہوئے ہیں۔ باقی اس میں نزاع ہے کہ آیا بیت المقدس کو سلیمان نے ظاہر کیا ہے یا کہ ابتداءً انہوں نے بنایا ہے۔ اور اسی طرح مکے میں بھی نزاع ہے کہ ابراہیم نے ظاہر کیا ہے یا کہ آگے سے بنایا ہوا تھا اور باقی اس آیت میں مکے کی فضیلتیں ہیں جو کہ بیت المقدس میں موجود نہیں ہیں۔ قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ سے لے کر وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ تک تخویف بیان کی گئی کہ جب تم شبہے تمہارے زائل کئے گئے یہ سب بیجا ہیں۔ لہذا آؤ ایمان لے آؤ۔ کیوں کفر کر رہے ہو اور لوگوں کو راستہ حق سے کیوں ہٹاتے ہو۔ اور راستہ حق میں کیوں شبے ڈالتے ہو۔ قولہ عِوَجًا حال ہے اور معنی یہ کہ تم شبے ڈھونڈھتے ہو اور بعض آیات میں تَبْغُوْنَھَا عِوَجًا آیا ہے۔ پھر یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا سے لے کر اِلَّآ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ تک دو خطاب مومنوں کیواسطے کئے گئے ہیں تنبیہہ کی گئی ہے اور یہ بھی تعلق تَبْغُوْنَھَا عِوَجًا کے ساتھ یعنی یہود راستے حق میں جو کوئی مومن انکے شبہات کی طرف گیا تو وہ ان کو کافر کر دینگے۔ بلکہ مومنوں کے واسطے اعتصام بکتاب ضروری ہے اور شبہات کی طرف توجہ نہ کریں اور دوسرے خطاب میں ترقی کر کے کہا کہ پوری طرح اللہ سے ڈرو۔ یعنی اسی دین پر قائم رہو اور مرنے تک اسلام پر رہو یہود و نصاریٰ کی باتوں کی طرف توجہ نہ کرو۔ حاصل یہ ہے کہ اس تمام سورت سابقہ میں پہلے تو توحید کے متعلق بیان کیا اور شبہات دائر کئے اور درمیان میں یہود و نصاریٰ سے قطع تعلق کا حکم دیا گیا۔ اور آخر میں ان پر شکوہ کیا گیا۔ اور پھر کُلُّ الطَّعَامِ کَانَ حِلًّا سے صداقت رسول صلعم پر یہود شبہ کرتے تھے ان کو رفع کیا گیا۔ اور مومنوں کو حکم کیا گیا تم اپنے دین پر قائم رہو اور ان کے پھندے میں نہ آؤ خلص یہ ہوا کہ نفی عبودیت غیر اللہ کا بیان اور صداقت رسول اللہ صلعم کا بیان اس جگہ تک آیا جو حاصل دونوں سے توحید ہے۔ اور وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ سے لے کر ترغیب علی الجہاد بیان کی گئی یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک یہ سبب رجاء ہے یعنی ان تین رکوعوں میں ترغیب علی القتال کا بیان ہے اور رکوع ثالث میں ایک نمونہ تبلایا گیا جب ترغیب علی القتال کا مضمون شروع کیا گیا لہذا اس جگہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا سے لے کر وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ تین امور ذکر کئے گئے واسطے تیار کرنے جہاد کے اول تو انعام تبلائے گئے یعنی دیکھو پہلے تم آپس میں قتال کرتے رہتے تھے پھر دین اسلام کے سبب سے اللہ تم کو آپس میں بھائی بنا دیا اور نہایت شرک کے قید اور پھندے میں آئے ہوئے تھے جو کہ موجب آگ کے تھے۔ اللہ تم کو اس سے خلاص کر کے ایمان کی طرف لے آیا غرض ان انعام تبلانے سے تثبیت ہے یعنی اپنے دین پر ثابت رہو اور دوسرا حکم یہ کیا کہ تم ایسے کام نہ کرو جنکے وجہ سے درمیان تمہارے تفرقہ آجائے۔ کیونکہ اگر تم آپس میں تفاق نہ کرو گے تو ان یہودوں کے ساتھ لڑائی نہ کر سکو گے ہاں یہ کام یعنی تفرق کرنا اور نئی شاخیں نکال لینا ان یہودوں کا کام ہے۔ اس جگہ یہودوں کے واسطے تخویف بیان کی گئی ہے تیسرا امر وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ سے بیان کیا گیا کہ تم میں جو رسم یہ ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے ہو یہ اچھی رسم ہے اس کو مضبوط رکھنا اور اس کا یہ معنی نہیں کہ اب رسم پیدا کرو۔ کیونکہ یہ رسم ان میں آگے موجود تھی بقرینہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ کے۔ وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے دلیل توحید بیان کی مدارک نے کہا ہے کہ اس آیت سے غرض تشجیع ہے۔ اور ربط اس کا لَنْ یَّضُرُّوْکُمْ اِلَّآ اَذًی کے ساتھ لگایا ہے یعنی سب کچھ میرے ہاتھ میں ہے۔ ان کفار سے مت ڈرو تم کو کچھ ضرر نہ دے سکیں گے۔ حاصل یہ

اُس نے اس کا ربط مابعد کے ساتھ لگایا ہے اور کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ میں لِلنَّاسِ متعلق خیر کے ساتھ ہے اور تَامُرُونَ بِالمَعرُوفِ علتہ ہے۔ اور تُؤمِنُونَ بِاللّٰہِ کے بعد فَلتَکُونُوا عَلٰی ذَالِکَ محذوف ہے یعنی اس امر پر قائم رہو۔ اور لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ سے لے کر وَکَانُوا یَعتَدُونَ تک ترغیب علی القتال بیان کی پہلے کہا کہ ڈرو مت کہ سب کچھ میرے ہاتھ میں ہے۔ اور تم نے جو رسم نکالی ہوئی ہے اسی پر قائم رہو یعنی تم اچھا گروہ ہو واسطے لوگوں کے اور اس کی علت تَامُرُونَ النَّاسَ بِالبِرِّ وَتَنہَونَ عَنِ المُنکَرِ وَتُؤمِنُونَ بِاللّٰہِ سے بیان کی گئی ہے یعنی تم اسی واسطے اچھے ہو کہ لوگوں کو امر بالمعروف کرتے ہو اور نہی عن المنکر کرتے ہو۔ اور درمیان میں لَن یَضُرُّوکُم اِلَّا اَذًی سے جواب سوال کا دیا گیا کہ اگر ہم امر بالمعروف کریں تو کالیاں نکالتے ہیں جواب دیا کہ کالیاں نکالیں گے قتال نہ کر سکیں گے اور کالیاں نکالنے میں تم کو کچھ ضرر نہ دے سکیں گے۔ اگر وہ قتال پر آمادہ ہو بھی جائیں تو پشت دینگے ان کو شکست ہوگی۔ اور علتہ بیان کی ضُرِبَت عَلَیہِمُ الذِّلَّۃُ سے یعنی ان کو لازم کر دی ذلت اور خواری۔ اور بادشاہی بھی ان کو نہ ملے گی اگرچہ دنیا وغیرہ ان کی ہوگی پھر خواری لازم کرنے کی علت ذَالِکَ بِاَنَّہُم کَانُوا سے بیان کی گئی یعنی یہ کفر کرتے تھے اور نبیوں کو قتل کرتے تھے۔ لَیسُوا سَوَآءً مِن اَہلِ الکِتَابِ سے لے کر وَلٰکِن اَنفُسَہُم یَظلِمُونَ تک متعلق ہے۔ ذَالِکَ بِاَنَّہُم کَانُوا یَکفُرُونَ بِاٰیَاتِ اللّٰہِ کے ساتھ اور دو امر ذکر کئے گئے۔ ایک تو یہ ہے کہ یہود اور نصاریٰ سب کافر نہیں ہیں بلکہ بعض تو مومن ہیں اور تمہارے والے کام وہ بھی کرتے ہیں یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے ہیں۔ دوسرا امر یہ ہے کہ یہود جو کچھ خرچ کر رہے ہیں وہ سب کچھ ایسا ہے جیسا کہ ہوا ہو سخت اور سردی ہو۔ اور وہ زراعت قوم کو ہلاک کر دے۔ اس سے قوم کو کچھ نفع نہ ہوگا۔ پھر یاۤاَیُّہَا الَّذِینَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَۃً مِّن دُونِکُم سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ بِمَا یَعمَلُونَ مُحِیطٌ تک متعلق واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا کے ساتھ کلام لائی گئی۔ اور اس میں ترقی کی گئی پہلے تو اہتمام تبلا کر ترقی سے کہا کہ تم اپنے کام کرتے رہو یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو۔ اور انہوں والے کام نہ کریں۔ اس میں ترقی کر کے کہا کہ خبردار ان سے پوشیدہ دوستی نہ پکڑیں۔ اور پھر علتیں بیان کیں۔ اول یہ کہ تمہارے واسطے فتنہ انگیزی میں کچھ قصور نہیں کرتے بلکہ نہایت کوشش کرتے ہیں۔ دوسری علت یہ کہ وہ اسباب کو دوست رکھتے ہیں کہ مومن مشقت میں پڑیں اور ظاہر سے بھی بغض کر رہے ہیں ان کے دل میں نہایت ہی بغض ہے تیسری علت یہ ہے کہ اے مومنو تم کو غیرت بھی نہیں آتی تم ان کو دوست سمجھتے ہو۔ حالانکہ وہ تمہارے اصلی دشمن ہیں تمہارے ساتھ ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں جب وقت تم سے چلے جاتے ہو تو غصے سے انگلیوں کو کاٹتے ہیں۔ اور آخر میں اِن تَصبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا یَضُرُّکُم سے بیان کیا کہ اگر تم صبر کرو گے مصائب پر اور تقا من اللہ کرو گے۔ تو وہ تم کو کچھ ضرر نہ دیں گے۔ وَاِذ غَدَوتَ مِن اَہلِکَ سے لے کر فَیَنقَلِبُوا خَاسِرِینَ تک متعلق لَا یَضُرُّکُم کَیدُہُم شَیئًا کے بیان لایا گیا یہ کافر تم کو ضرر نہیں دے سکتے۔ اور پھر اس کے دو نمونے بتلائے گئے۔ اول لِیَتَوَکَّلِ المُؤمِنُونَ تک جنگ احد کے قصے کا اجمالی حال بتایا گیا۔ اور جنگ احد میں اول رسول اللہ صلعم جنگ کے واسطے شہر سے دور جگہ مقرر کرنے نہیں چاہتے تھے اور مومنوں کے کہنے کی وجہ سے گئے تو عبداللہ بن ابی منافق تین سو آدمی منافق کو جنگ سے واپس لے آیا۔ اور باقی مومن اس کو کہتے کہ نہ جا۔ اور مخالفت امر رسول صلعم کی نہ کر۔ تو اس نے کہا لَو نَعلَمُ قِتَالًا لَا تَّبَعنَاکُم یعنی یہ قتال نہیں ہے بلکہ یہ تو جان کو قتل کرنا ہے اور اس کے واپس آنے کے سبب سے بنی حارث اور بنی سلمہ بھی آنے پر تیار ہوئے تو اللہ نے ان کو قائم رکھا اور ہمت دی۔ باقی قصہ اس جگہ مذکور نہیں۔

کیونکہ تمام قصے کا بتلانا مقصود نہ تھا۔ اور دوسرا نمونہ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ سے جنگ بدر کی کا قصہ بتایا گیا تم تھوڑے تھے اور کافر بہت تھے۔ اللہ نے تمہاری امداد کے واسطے ملائک بھیجے۔ اور کہا گیا ترقی کرکے کہ اگر تم نے صبر کیا اور اتقا کیا تو اللہ تعالیٰ بجائے تین ہزار کے پانچ ہزار بھیج دے گا۔ اور کافر تم کو ضرر نہ دے سکیں گے لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ یہ علت تین باتوں کے واسطے بن سکتی ہے۔ ایک لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ کی یعنی اللہ تعالیٰ نے تم کو بدر میں فتح دی تاکہ کافروں کو ہلاک کرے اور ذلیل کرے۔ اور دوسری يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ کی یعنی اللہ نے تم کو امداد پانچ ہزار کے ساتھ اس واسطے دی تاکہ کفار کو ہلاک اور ذلیل کرے۔ اور تیسری علت وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ کی بن سکتی ہے۔ اور اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ظرف ہے وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ کی۔ اور اِذَنْ بمعنی تقلیل ہے۔ اور يَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ کا معنی یہ ہے کہ اگر تم نے صبر کیا۔ اور اسے جوش میں تمہارے پاس آئیں گے۔ اور لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ سے لے کر وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تک متعلق ہے لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ کے بیان لایا گیا کہ اللہ تعالیٰ مدد دیتا ہے تم کو تاکہ کفار کو ہلاک اور ذلیل کرے۔ اور باقی تم خدا کو کہ کہ فلانے کو ہلاک کر کیونکہ تیرے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے۔ ع

فلک را راست گردیدن بیاموز

یعنی تم اللہ کو کوئی بات نہ کہو۔ جو کچھ کرتا ہے اپنی مرضی کے ساتھ کرتا ہے۔ کیونکہ شاید ان کو ہمت توبہ کی دیدے۔ جنکی ہلاکت تم طلب کرتے ہو۔ یا کافر رہے آخرت میں عذاب دے یا دنیا میں ہلاک کرے۔ شعر

ما در چہ خیالیم فلک در چہ خیال کارے کہ خدا کند فلک را چہ مجال

او حرف عاطفہ ہے یتوب علیہم معطوف ہے فاما ان یھلکھم معطوف علیہ محذوف ہے۔ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ لک خبر مقدم شے اسم موخر من الامر شیٔ سے حال مقدم ہے۔ اور يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ لِمَنْ يَّشَآءُ سے یہ بیان کیا کہ جرأت کرے اس کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرتا ہے اور ضدی سارا الحق کو عذاب دیتا ہے۔ اور محبت قبول کرنے ہدایت کی چھین لیتا ہے۔ من یشاء سے یہی مراد ہے۔ اور مفسرین نے لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ کا شان نزول بھی لکھا ہے۔ ربط تو اولاً مذکور ہے۔ انہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ستر قاریوں کو کفار نے مار ڈالا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے واسطے بددعا کرتے رہے۔ اور دعائے قنوت پڑھتے رہے اور يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا سے لے کر وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ تک ترغیب علی الانفاق ہے کہ تم خرچ نہیں کرتے۔ اور خرچ کرنا بجائے خود تم تو قرض بھی سوا ربا کے نہیں دیتے۔ آؤ خرچ کرو جو موجب تقرب من اللہ ہے اور موجب مغفرت اور دخول جنت کا ہے۔ جو کہ دو فریقوں کے لئے مہیا کی گئی ہے۔ پھر دو فریق بیان کئے گئے۔ پہلے اعلیٰ مرتبہ بیان کیا (۱) فریق اول الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ سے لیکر يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ تک ہے یعنی وہ لوگ جن پر اگر ظلم ہو جاوے تو باوجود مظلوم ہونے کے معاف کر دیتے ہیں۔ یہ ایک بڑا عظیم امر ہے۔ اور وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا معطوف ہے الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ پر (۲) وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ سے لے کر هُمْ يَعْلَمُوْنَ تک اس سے مراد وہ ہیں جو کہ اپنے نفس پر ظلم

۳ اور یاد رہے یا ایھا الذین

کرتے ہیں۔ تو پیچھے اپنی گناہوں کے مغفرت اللہ سے مانگتے ہیں۔ اور اپنے گناہ پر اصرار نہیں کرتے یہ بھی اچھا کام ہے۔ اور غرض دونوں فریق ذکر کرنے سے یہ ہے کہ مومنوں پر عفو کر دیا کرو۔ اگر تم پر کوئی ظلم مومنوں کی طرف سے ہو طلب مغفرت کیا کرو۔ اور کافروں پر تندی کیا کرو اور اُولٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ سے لے کر وَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِيْنَ تک دونوں فریقوں کیواسطے بشارت ذکر کی اور قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سنن (یعنی واقعات) سے لے کر كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ تک تخویف دنیاوی بتلائی گئی۔ اور پھر وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا سے لے کر وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ تک قتال کے متعلق بیان کیا اور پھر وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ اٰتَاهُمُ اللّٰهُ سے لے کر جَآءُوْا بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ تک نفاق فی القتال کے متعلق بیان کیا حاصل یہ ہے کہ قتال اور نفاق فی القتال کا بیان پھر اعادہ کیا گیا اس جگہ تک علی سبیل اللف والنشر المرتب اور پھر كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ سے لے کر اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ تک دونوں مضمونوں کو جمع کیا گیا۔ یہ مجمل خلاصہ تھا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ سے لے کر وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ تک ترغیب علی القتال ہے یعنی قتال سے سُست نہ ہو تم کو اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا ہے۔ کہ جب تک تم مومن رہو گے تو کفار پر غالب رہو گے ہاں کسی وقت شکست بھی دیدیتا ہے جیسا کہ جنگ احد میں ستر مومن قتل کئے گئے واسطے آزمائش کرنے کے باوجود اسباب کے کہ جنگ احد سے پہلے تم کو اللہ تعالیٰ نے بدر کبریٰ میں فتح دی تھی کہ ستر کافر تم نے قتل کئے۔ اور ستر کو قید کر لیا تھا۔ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا۔ یعنی میگردانیم اور لِيَعْلَمَ وَ لِيُمَحِّصَ میں واؤ زائدہ ہے۔ کما قال ولی اللہ دہلوی اور علت ہی نداولہا کی وَلِيُمَحِّصَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کی ضمیر راجع ہے طرف ما تمنونہ کے اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا تک زجریں کی گئی ہیں مومنوں کو اور درمیان میں مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ سے لے کر وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ تک ترغیب علی القتال دلائی گئی ہے یعنی دیکھو پہلے نبی بھی مرتے تھے تو ان کی قوم ایسی دعاء مانگتی تھی اور سست نہ ہوتے تھے تم بھی سست نہ ہو۔ حاصل اس مقام کا یہ ہے کہ پہلے تو مومنوں پر زجر کی گئی۔ اور کہا گیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ تم جنت میں داخل ہونگے۔ تم کو اللہ تعالیٰ نہ آزمائے گا واسطے متمیاز کرنے کے۔ پھر جنگ احد کے متعلق بیان کیا گیا اور اس کا حاصل یہ ہے کہ جنگ احد میں کئی آدمی مسلمان پہاڑ کے درے میں قائم کئے گئے تھے واسطے بند کرنے رستے کافروں کے باقی مسلمان جنگ کر رہے تھے تو ایک کافر نے پتھر مارا جس کے سبب سے رسول اللہ صلعم کا دانت مبارک شہید ہو گیا۔ اور جب کہ مصعب بن عمیر آگے آگیا تھا تاکہ رسول اللہ صلعم قتل نہ ہو جائیں تو اس کو اس کافر نے قتل کیا۔ اس نے گمان کیا کہ میں نے محمد رسول اللہ صلعم کو قتل کر دیا تو شیطان نے زور سے آواز دیا کہ رسول اللہ صلعم قتل ہو گئے جس کے سبب سے بعض مومنوں نے کہا کہ ابو سفیان سے پناہ مانگ لیں۔ اور بعض کا یہ خیال ہو گیا کہ ان کا دین قبول کر لیں۔ اور شیطان نے کہا ان محمدا قد قتل اس کے مقابلے میں انس رض کے چچے نے جس کا نام انس ہی تھا آواز دیا کہ ان کان محمد قد قتل فان رب محمد لم یقتل۔ حاصل زجریں کا یہ ہے کہ پہلے تو ذرا سی شہادت کی موت کی کرتے تھے۔ کیونکہ پہلے ہی انبیاء قتل ہوتے تھے۔ اور ہر نفس باراده اللہ کے مرتا ہے اپنی اجل پر اور کتنے نبی قتل ہوئے ہیں اور اس کے ساتھ جو رب کے بندے ہوتے تھے وہ تو مصائب کی وجہ سے سُست نہ ہوتے تھے اور باوجود

مصائب کے ان کا یہی قول ہوتا تھا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ یہ تمام مومنوں پر زجر کی گئی تاکہ پکے رہیں مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا واسطے خدائے ان کے کسی کو حجۃ اللہ تعالیٰ نے نہیں نازل کی وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ سچ کر دکھایا تم سے اللہ نے وعدہ اپنا إِذْ تَحُسُّونَهُمْ اے قطع کرتے تھے تم ان کو۔ اور معنی فشل کا سست ہونا اور ضعیف الرای ہونا ہے۔ اور إِذْ تُصْعِدُونَ ظرف متعلق صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ کے ساتھ ہے اور پھر يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا سے لے کر وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ تک پہلے تو یہ کہا کہ کفار کی اطاعت مت کرو اللہ کی اطاعت کرو وہ تم پر مہربان ہے اور پھر زجر بیان کی گئی کہ مومن کہتے تھے جنگ احد کے وقت جس وقت واپس آئے کہ اللہ نے وعدہ فتح کا دیا تھا حالانکہ ہم کو شکست آئی حکم ہوا کہ پہلے اللہ نے فتح تو دی تھی لیکن طمع دنیاوی کے سبب سے درہ چھوڑ کر تم پہلے آئے بلا اجازت رسول اللہ صلعم اس وجہ سے شکست آگئی تھی۔ اور لِكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ سے تمام زجریں بیان کرنے کی وجہ بتلائی گئی۔ اسے اخبرکم بذالک المذکور لکیلا تحزنوا۔ اور نعاسًا بدل ہے امنۃ سے اور۔ ولیبتلی کا معطوف علیہ محذوف ہے یعنی فعل ذالک لمصالح جمۃ وللابتلاء پھر أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ سے لے کر وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ تک زجر کی گئی ہے مومنوں و منافقوں کو یعنی جنگ احد میں اللہ نے امن دیا۔ اور منافق منافقت کر کے کہنے لگے کہ اگر محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھ نہ جاتے تو قتل نہ ہوتے تو حکم ہوا کہ اگر گھروں میں بھی ہوتے تو ضرور قتل کیے جاتے اس جگہ پر جس جگہ لکھا ہوا تھا۔ اور یہ قتل محض اللہ کی آزمائش تھی تم پر کہ آیا انکے ایمان کس طرح ہیں۔ اور کس قدر ہیں۔ اور پھر إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ سے لے کر إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ تک بیان کیا گیا کہ جنگ احد میں رسول اللہ صلعم کو مسلمان چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ یہ سب شیطان کی زلت تھی۔ اور لَمَغْفِرَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ علت ہو محذوف کی یعنی غم مت کرو۔ کیونکہ مغفرت اللہ کی طرف سے اور رحمت دنیا و مافیہا سے اچھی ہے اور لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَالِكَ حَسْرَةً میں لام عاقبت کا ہے اسے واعتقد واللہ لیجعل اللہ یعنی اعتقاد کر لیا آخر حسرت ہوگی (مدارک) اور اگر القی اللہ ذالک الاعتقاد فی قلوبہم محذوف کریں تو لام عاقبت بنانے کی ضرورت نہ ہوگی۔ اور پھر يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا سے لے کر كَالَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًّى لَوْ كَانُوا عِنْدَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا إِلَى اللَّهِ تُحْشَرُونَ تک خطاب مومنوں کو کر کے زجر منافقوں کو کی گئی ہے۔ کہ یہ کہتے ہیں اپنے بھائیوں کے حق میں کہ اگر محمدؐ کے ساتھ جنگ پر نہ جاتے تو قتل نہ کیے جاتے۔ حالانکہ محی ومیت وہی اللہ ہے جس کو جس جگہ پر مارے وہ قادر ہے۔ اور جنگ میں مارا جانا تو محض مغفرت ہے اور فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا سے بدزبان اور غلیظ القلب یعنی سخت دل سے لیکر فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ تک رسول اللہ صلعم کو کہا گیا کہ بیشک یہ ایسی قبیح باتیں کرتے ہیں لیکن تو ان کے ساتھ نرم۔ اور ان کو معاف کر دے اور طلب مغفرت انکے واسطے کر۔ اور پھر مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ سے لے کر وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ تک زجر کی گئی ہے منافقوں کو اور ان کا شکوہ بیان کیا کہ انہوں نے گمان کیا تھا کہ نبی علیہ السلام نے کچھ مال غنیمت لے۔ تو کہا گیا کہ یہ تو نبی ہونے کے منافی ہے۔ ایسی ظن کیوں کرتے ہو اور درمیان میں أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ سے لے کر وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ تک توبیخ بھی دی گئی کہ ایسی باتیں موجب جہنم ہیں ان سے باز آؤ۔ اور پھر لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سے لے کر لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ تک تعلق ما کان لنبی کے بیان لایا گیا کہ تم رسول کے حق میں ایسی قبیح باتیں کرتے ہو حالانکہ تمہارے واسطے تو شکر یہ کرنا چاہیے تھا کہ تم پر احسان کیا کہ تم میں رسول بھیجدیا ہے جو کہ تمہارے نفس کو پاک کرتا ہے شرک سے اور أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ سے لے کر وَاللَّهُ لَا يُضِيعُ أَجْرَ

المحسنین تک زجر بیان کی گئی ہے منافقوں کے لئے کہ یہ کہتے ہیں کہ یہ مصیبت جنگ احد والی کہاں سے آگئی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ تمہارے نفسوں کے سبب سے آئی ہے حالانکہ اس کے بدلے پہلے مومنوں نے ستر کفار کو قتل کیا تھا اور ستر کو قید کر لیا تھا جنگ بدر میں۔ اور یہ بھی آزمائش تھی مومنوں اور منافقوں کیواسطے یعنی یہ کہ ہرگاہ پہنچی تم کو مصیبت حالانکہ دو حصے اس مصیبت کے ان کو پہنچ چکے ہیں تو پھر بھی کہتے ہو کہ کہاں سے یہ آگئی ہے۔ اور اس آیت میں الذین نافقوا سے اَلَّذِیْنَ قَالُوْا بدل ہے لو نعلم قتالا لَا تَبَعْنٰکُمْ یعنی یہ تو خوشخواری ہے اور قتال نہیں ہے۔ اور قادرؤا عَنْ اَنْفُسِکُمُ الْمَوْتَ یہ منافقوں کو کہا گیا ہے کیونکہ ستر آدمی گھر بیٹھے مر گئے تھے۔ کما قال فی المدارک اور ہم للکفر اقرب منہم للایمان کا معنی یہ ہے کہ یہ لوگ ایمان سے آج دن کفر کی طرف زیادہ قریب ہیں۔ ایمان کے قرب سے۔ اور ان کے نفس میں دو اعتبار ہیں ایک کفر اور دوسرا ایمان والا۔ لیکن کفر والا اعتبار جانب ایمان سے اقرب ہے۔ بل احیاء میں دو خلاف ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اس سے مراد یصیرون احیاء فی الآخرۃ فی الحال مراد ہے اگر فی الحال مراد رکھا جائے تو اسی میں نزاع ہے۔ آیا حیوٰۃ فقط روح کیواسطے ہے یا روح مع الجسد یا پہلے معنی کی تائید میں ہے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ارواح الشہداء فی حواصل طیر خضر اور لفظ یرزقون کا دوسرے معنی کو تائید دیتا ہے۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ روح کے ساتھ نفس ہے۔ اس کی حیوۃ ہوتی ہے اور جسم بالکل زندہ نہیں قیامت میں حشر اجساد کی ہوگی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔ شہداء کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ وہ عیش عشرۃ میں ہوں گی۔ اس واسطے ان کو احیا کہا گیا اور سب کا حاصل یہ ہے کہ جسم تو بالکل زندہ نہیں ہے۔ اس میں خلاف ہے کہ آیا روح مع النفس ہے یا محض روح۔ روح آگ کی مثل ہے اور نفس دخان کی مثل ہے یہ تمام کا خلاصہ ہے اور حق بات یہی ہے اور آخر میں لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا سے لے کر لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ تک بشارت بیان کی گئی مقتولوں فی الجہاد کے واسطے اور اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ سے لیکر فَلَکُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ تک حاصل مومنوں کے لئے بشارت اور کفار کے لئے تخویف بیان کی گئی۔ باقی الَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا مبتدا ہے اور الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْہُمْ خبر ہے اور اَلَّذِیْنَ قَالَ لَہُمُ النَّاسُ بدل ہے اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا سے اور لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْہُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ مبتدا اور خبر ملکر خبر ہونگے اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا کی۔ حاصل یہ ہے کہ جنگ احد میں ابوسفیان نے وعدہ کیا کہ بدر میں پھر جنگ کرینگے اس میعاد مقررہ میں اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں خوف ڈال دیا اس نے ایک آدمی کو بھیجکر مومنوں کو ڈرایا کہ ابوسفیان بہت لشکر جمع کر کے تیار بیٹھا ہوا ہے اس غرض سے کہ اگر مومن نہ آئیں گے تو میں خلاف وعدہ میں بے شرم نہ ہوں گا۔ مومن یہ بات سنکر نہایت تیار ہو گئے یہ آیات ان کے حق میں نازل ہوئیں۔ اور درمیان میں فلا تَخَافُوْہُمْ وَخَافُوْنِ کہا یعنی آئندہ ان کفار سے مت ڈرو۔ اور لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِنَّمَا نُمْلِیْ لَہُمْ خَیْرٌ لِّاَنْفُسِہِمْ تا وَلِیَمِیْزَ مفرد بمبتدا اور وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَآ اَنْتُمْ عَلَیْہِ جواب ہے سوال کا کہ اللہ تعالیٰ آزمائش کیوں کرتا ہے۔ جواب تاکہ مومنوں اور منافقوں کے درمیان تمیز کرے۔ اور عَلٰی مَآ اَنْتُمْ عَلَیْہِ کا معنی (جس حال پر تم ہو) ہے (تحقیق آیت) مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ماخوذ من التفسیرات یہ ہے۔ اولا جو معانی مفسرین نے کئے ہیں نقل کئے جاتے ہیں پھر تحقیق فیصل بین الحق والباطل کیجاوے گی۔ خازن نے یہ کہا ہے کہ یہ خطاب کفار مکے کو ہے انہوں رسول اللہ صلعم کو کہا تھا

موافق جمعہ کے لئے

(اخبرنا عمن یومن بک ومن لا یومن بک) تو یہی جواب دیا گیا کہ ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب یعنی یہ نہیں کہ اے کفار اللہ تعالیٰ تم کو غیب پر اطلاع یعنی تبلا دے کہ فلاں مومن ہے اور فلاں کافر یہ سنت نہیں بلکہ مصائب وغیرہ آتا ہے اس سے مومن اور منافق اور کافر کے درمیان امتیاز کرتا ہے ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء ای لکن اللہ یصطفی ویختار من رسلہ من یشاء فیطلعہ علی ما یشاء من غیبہ یعنی بعض غیبہ (خازن) اور ابن عباسؓ نے بھی یہی معنی کیا ہے۔ اور مدارک نے کہا کہ ما کان اللہ یطلع محمداً علی الغیب فیخبرکم بالمومن والکافر یہ اس کی تقریر کا حاصل ہے تفسیروں کے یہی معنی کافی ہیں۔ اب یہ دیکھنا چاہئے کہ الغیب سے مراد کل غیب بن گیا ہے یا نہیں ان مذکور معانی تفسیرات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کل غیب کسی نے مراد نہیں لیا اعادہ کی ضرورت نہیں اور حالانکہ سب معروف ومتفق الکل ومسلم الکل ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ کل مراد لینا غلط ہے۔ اول تو سیاق قرآن اس کے منافی ہے۔ سیاق کے مطابق تو معانی یہ ہیں جو کہ مذکور ہوئے ہیں۔ دوسرا سب قرآن کے مخالف ہے کما قال اللہ تعالیٰ قل ان ادری اقریب ما توعدون ام یجعل لہ ربی امدا اور لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء اسی طرح بے شمار آیات ہیں جو نفی کل علم غیب پر دال ہیں تیسری دلیل یہ ہے کہ سورۃ توبہ اس کے بعد نازل ہوئی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے کہا ومن حولکم من الاعراب منافقون الی قولہ لا تعلمہم نحن نعلمہم اس میں علم غیب کی نفی کی گئی ہے اور اسی سورت میں عفا اللہ عنک لم اذنت لہم حتی تبین لک الذین صدقوا وتعلم الکاذبین آیا ہے اگر رسول کو کل غیب ہوتا تو کیوں خطا کرتے۔ اس جگہ بالذات بالعرض والا معنی بھی نہیں ہو سکتا ع

بس کنم خود زیر کا زا ایں بس ست (بلکہ یہ اصطلاح اسباب میں معتبر نہیں ۱۲)

ہاں بعض بہلانے کل غیب ثابت کیا ہے اس کا رد ہی ان کی ادلہ پر۔ اول دلیل ان کی یہ ہے کہ غیب اسم جنس ہے اور الف ولام داخل ہوا ہے جب قرینہ عہد کوئی نہ ہو تو لام استغراق کا ہوتا ہے علی ما تقرر فی الاصول والمعانی والنحو دیکھو رضی وشرح جامی وسائر شروح کافیہ ولفاضل مدقق لاہوری وعبدالغفور حیث قال قانون اسم الجنس المعرف سواء کان باللام او بالاضافتہ اذا استعمل ولم تقم قرینتہ تخصیصہ ببعض ما یقع علیہ فھو الظاھر فی الاستغراق اس کا جواب یہ ہے کہ تمام معانی مذکورہ منقولہ من التفاسیر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سیاق قرآن دال ہے کہ اس جگہ بعض غیبیات مراد ہیں کل نہیں لہٰذا لام استغراق کا بنانا غلط ہے عجب ہے اس عالم نے سیاق قرآن کو نہ دیکھا اور تفسیروں کو بھی نہ دیکھا اور کل غیب مراد لے لیا۔ اور اگر اسی طرح ہو تو ہر ایک عموم کی ہر ایک بحث میں اسم جنس معرف باللام آتے ہیں تو ہر جگہ استغراق کرنا چاہئے۔ افسوس صد افسوس ایسی علم پر۔ اور باقی مدعی استغراق نے کتابوں کے حوالے کوئی ذکر نہیں کئے ہم کہتے ہیں کہ عبدالغفور نے تو صاف کہا ہے کہ اگر قرینہ نہ ہو تو استغراق ہوگا اس سے معلوم ہوا۔ کہ اصل میں لام کا معنی جنسی اور عہدی ہے اور استغراقی نہیں جب تک اصلی بن سکے مجازی کی طرح لے سکتے ہیں اور اس جگہ معنی حقیقی بن بھی سکتا ہے۔ لان المجاز فرع الحقیقۃ۔ علاوہ اس کے یہ بات ہے کہ قرینہ بھی موجود ہے یعنی سیاق قرآن بھی بعض علم غیب مراد لینے پر دال ہے۔ اور فاضل لاہوری نے حاشیہ عبدالغفور صد ۲ پر لکھا ہے انما الفرق ای (بین الجنس والاستغراق) بان

الجنس لایحتاج الی مؤنۃ المقام الخطابی بخلاف الاستغراق۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ استغراق کیواسطے مؤنۃ مقام خطابی کی ضرورت ہے۔ حاصل یہ ہے کوئی قرینہ ہونا چاہئے کیونکہ معنی مجازی ہی قاعدہ اصولیین کا ہے کہ متی تعذر الحقیقۃ استعمل المجاز اس جگہ معنی حقیقی بلا شک وشبہ بن سکتا ہے۔ اور عبدالغفور کے حاشیہ پر مولوی فاضل مدقق نے لکھا ہے اسی صفحے پر قال العلامۃ التفتازانی اختلفوا فی اللام المزید بعد رفع الاسم بالابتدار کما فی سلام علیک فذھب بعضھم الی انھا تعریف الجنس اذ لاعھد خصھا ولا ثالث یعنی اللام بالتفاق ائمۃ اللغۃ ھذا ما قال صاحب اللباب اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ لغۃ والوں کے نزدیک جنسی اور عہدی اصلی معنی ہیں اور استغراق مجازی ہے اور اسے حاشیہ میں فاضل مدقق نے لام جنسی کو ترجیح دی ہے ولھذا قال مولانا عبدالغفور اللام للجنس ای التعریف الجنس لا الاستغراق مشیرا بتقدیم الجنس ای ترجیح کلام الجنز اور دوسرا مدعی نے یہ کہا ہے لکن واسطے استدراک کے درمیان دو کلام مستانفین کے ہوتا ہے۔ جواب یہ کہ ہم مانتے ہیں یہ بات اور اس جگہ معانی مذکورہ بموجب محاورہ واسطے استدراک کے ہیں حاصل یہ ہے کہ یہ مسئلہ نزاع کا تو نہ تھا صاف صاف مسئلہ تھا مگر حس پر غضب الہی کے سبب سے مہر جہالت کی لگ جائے تو کفر کو اسلام جانتا ہے اور مترف قصور اپنے کا جناب الہی میں نہ ہونے سے طلب استغفار کا وقت اس کے ہاتھ سے جاتا ہے۔ لہذا ہر انسان کو چاہئے کہ اس بلا یعنی کفر اور شرک سے بچے اور طلب استغفار اپنے وقت پر کرے۔ شعر

زود شو در یاب استغفار کن　　گریہ ہائے ہمچو ابر زار کن

اور دوسری دلیل اس کی یہ ہے واسطے استغراق کے کہ علم جزمی تو ہندو بھی جانتے ہیں۔ الجواب افسوس اس عالم بدجتی مشرک پر کہ رسول اور ہندو کو برابر کر دیا۔ ایک علم غیب ہی یعنی قابو علم غیب پر اور کنجی علم غیب کی کسی کے ہاتھ میں نہیں ہی یہی سے معنی ہے بالذات کا اور بالعرض و بالذات مناطقہ والا معنی مراد نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے بتایا جاتا تھا۔ اور وہ یقیناً من جانب اللہ ہوتا تھا۔ آیا ہندو کو بھی وحی من جانب اللہ ہوتا ہے۔ بلکہ ہندو کو ظن وخص شیطانی وسواس ہوتے ہیں۔ علم الغیب نہیں ہوتا۔ اس مشرک عالم کو علم غیب کا معنی نہیں آیا۔ اور پھر دلا تحسبن الذین یبخلون سے لے کر بما تعملون خبیر تک ترغیب علی الانفاق فی الجہاد لائی گئی ہے کیوں نہیں خرچ کرتے تم مرجاؤ گے سب کچھ یہیں رہ جائے گا اور اگر بخل کروگے اس سے تم کو عذاب اخروی دیا جاوے گا۔ اور پھر قد سمع اللہ قول الذین سے لیکر ان کنتم صادقین تک زجر اور تکوہ کیا گیا یہود کا کہ انفاق فی القتال پر کہتے ہیں کہ اللہ تعالی محتاج ہو گیا ہے استہزار اور ہم اغنیا ہیں درمیان میں تخویف اخروی کی گئی۔ سنکتب ما قالوا سے لے کر یظلام للعبید تک اور الذین قالوا ان اللہ عہد بدل ہے الذین قالوا سابقہ سے پھر فان کذبوک سے نبی علیہ السلام کو تسلی دی گئی۔ اور پھر کل نفس ذائقۃ الموت سے لے کر فان ذالک من عزم الامور تک دونوں مضمونوں یعنی ترغیب علی القتال والانفاق فی القتال کو علی سبیل اللف والنشر المرتب کے جمع کیا گیا یعنی قتال نہ کرنے کی وجہ تمہاری یہ ہوگی کہ ہم مارے جائیں گے تو اس کا جواب کل نفس ذائقۃ الموت سے حالانکہ یہ قتال کرنا مخرج من النار و مدخل فی الجنہ بھی ہے اور خرچ اس واسطے نہیں کرتے ہیں کہ ہم کو مال نفع دے گا تو اس کا جواب

مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ سے دیا گیا یعنی محض دنیا میں نفع گرفتن ہے اس کی وضاحت سورۃ حدید میں وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا سے کی جا دے گی انشاء اللہ تعالیٰ پھر اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ سے لے کر فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ تک متعلق ہے ر لَتُبْلَوُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ کے ساتھ کیونکہ اس میں مومنوں کو تشجیع دی گئی ہے کہ ان کفار اہل کتاب سے مصائب آئیں گے لیکن صبر کرنا۔ اور اب وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ سے ان کی جو کی گئی کہ پہلے ان سے وعدہ کیا گیا کہ مانیں گے اور حق کو پوشیدہ نہ کرینگے اب نہیں مانتے اور لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ متعلق ہے وَلَا يَكْتُمُوْنَهٗ کے یعنی پہلے انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ہم حق کو پوشیدہ نہ کرینگے اب اس وقت حق نہیں بتلاتے اور خواہش کرتے ہیں کہ لوگ ہماری مدح کریں۔ پھر لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ سے لے کر لِّاُولِي الْاَلْبَابِ تک مضمون توحید کے متعلق بیان لایا گیا کہ سب کچھ کرنے والا تو اللہ ہے۔ کما قال تعالیٰ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ - بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ یہ تائید ہے رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا کی اور پھر انی لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ تک توحید کے متعلق بیان ہے اور ابتدا میں الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا سے لے کر بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ تک اولی الالباب کا حال بتلایا گیا کہ وہ تو عاجزی کر رہے ہیں آیا وہ معبود بننے کے لائق ہیں۔ جیسا کہ آیات توحید کے بعد اس جگہ دفعیہ شبہات کا کیا گیا واسطے معبودیت غیر اللہ کے (یہ بھی اجمالاً اعادہ کیا گیا ہے۔ اور پھر فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ سے لے کر وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ تک دوسرا مضمون یعنی ترغیب علی القتال کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور پھر لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے لے کر وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ تک تیسرے مضمون کے متعلق یعنی ترغیب علی الانفاق فی الجہاد کے متعلق اعادہ کیا گیا۔ اور اس کیواسطے تخویف اخروی بھی کی گئی۔ اور پھر وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ تک متعلق ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ کے ساتھ یعنی یہ اہل کتاب پلید نہیں مانتے حالانکہ ان میں سے بعض تو مان چکے ہیں اگر حق نہ ہوتا تو وہ کیوں مانتے یا یہ متعلق لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ کے ساتھ یعنی آیت توحید کے ساتھ یعنی یہ دعوی توحید اہل کتاب مان بیٹھی ہیں اور پھر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ سے سب سورت کا خلاصہ علی سبیل اللف والنشر الغیر المرتب سے ذکر کیا گیا۔ کیونکہ معنی اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا کا صبر کرو مصائب پر اور سخت صبر کرو۔ اور رَابِطُوْا کا معنی گھوڑے باندھو ورووں میں واسطے کفار کے اس میں ضمناً آجائے گی اور اِتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ سے توحید کے متعلق بیان کیا گیا حاصل سورۃ یہ ہے کہ کل چھ آیات توحید کے متعلق بیان کی گئی ہیں اس میں جو کہ مقصلا ابتداء میں ذکر کر دی ہیں ان میں سے تین آیات سابقہ کا تعلق آپس میں علیحدہ ہے باقی ثلثہ کا علیحدہ ہے۔ آیت ثالثہ ثمرہ ہے اول دونوں کے واسطے۔ اور اول دونوں میں ادلہ ثلثہ (یعنی عقلی نقلی وحی) پر مشتمل ہیں اور درمیان اول آیت اور ثانی کے دو شبہوں کا دفعیہ اور نمونہ بتلایا گیا۔ اول شبہ توحید پر وارد ہوتا ہے کہ انجیل میں لفظ عیسیٰ ابن اللہ کا ملتا ہے لہٰذا غیر بھی معبود ہو سکتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ متشابہات میں سے ہے ان کو اللہ جانتا ہے۔ اور باقی راسخ فی العلم خوف کر رہے ہیں اور درمیان اس شبہے اور دوسرے کے دو نمونے بتلائے گئے ایک تو کداب آل فرعون یہ تخویف دنیاوی کا نمونہ بتلایا گیا اور معاندیت کفار کا

ترغیب علی القتال کی اور ترغیب علی الانفاق فی الجہاد کی ذکر کیا گیا اور ترغیب علی الانفاق فی الجہاد کے واسطے سیاق ہے وہ بھی اس میں

نمونہ قد کان لکم آیۃ سے بیان کیا گیا جنگ بدر کبریٰ کا۔ اور اس کے بعد دوسرا شبہ دفع کیا گیا زُیِّنَ لِلنَّاسِ سے کہ کافروں کے پاس مال بہت ہے اس کو رفع کیا گیا کہ دنیا تو محض تھوڑی مدت تک نفع لینا ہے۔ اور پھر دوسری آیت اور تیسری آیت کے درمیان یہ بیان کیا کہ مسئلہ توحید کتب سابقہ میں فرد کر کیا گیا کہ یہود جھوٹے ہیں کہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں ان پر تخویف کی گئی ہے۔ اور زجریں کی گئی ہیں۔ اگر ان کو مقابلے کی طرف بلاؤ اور ان کو کہو کہ اپنی کتاب لے آؤ اس میں مسئلہ دیکھ لو تو پھر بھی نہیں آتے۔ اور پھر درمیان تیسری آیت و چوتھی آیت کے مومنوں کو زجریں کر کے کہا گیا کہ جب یہود ایسے ہیں تو خبردار ان کے ساتھ کوئی شخص دوستی نہ پکڑے ورنہ تم بھی ان کی مثل کافر ہو جاؤ گے۔ اب چوتھی آیت سے علیحدہ طرز شروع ہو گئی ہے یعنی اس میں یہ بیان ہوا کہ غیر اللہ جو تمہارے معبود ہیں وہ معبود نہیں بن سکتے۔ کیونکہ سب مخلوق ہیں اور والد مولود ہیں۔ سننے جاننے والے ہر شے کی بھی نہیں ہیں تو معبود کیسے بن سکتے ہیں۔ پھر چوتھی آیت کے بعد سے لے کر فَقُولُوا اشْهَدُوا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ تک جو رکوع ۱۰ میں ہے تین جگہوں قولیوں سے معبودیت غیر کی نفی کی گئی ہے تفصیل کے ساتھ اور پھر یا اَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ سے لے کر لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ تک سات شکوے یہود کے بیان کئے گئے جو کہ غیر اللہ کو معبود بناتے تھے۔ اور درمیان میں تیسری اور چوتھی اور رکوع کے اخیر میں تخویف بیان کی گئی۔ اور لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ سے ترغیب دلائی گئی کہ آؤ اپنی ریاست کو چھوڑو مسئلہ مان لو اس جگہ تک ایک مضمون معبودیت الا تم ہوا۔ اور كُلُّ الطَّعَامِ حِلًّا سے لے کر وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ تک صداقت رسول پر جو شبہے وارد ہوتے تھے ان کو رفع کیا گیا اور مومنوں کو کہا گیا کہ خبردار ان کے شبہہ کی طرف میلان نہ کرنا۔ اس جگہ تک نفی معبودیت غیر و صداقت رسول کی ختم ہو گئی۔ اور پھر وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا سے لے کر وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تک سہ رکوع ۱۳ تک ترغیب علی القتال دی گئی اور کہا گیا کہ یکقارتم کو ضرر نہ دینگے پھر اس کے دو نمونے تبلائے گئے ایک جنگ احد کا اور دوسرا جنگ بدر کا۔ اور یا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا سے لے کر وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ تک ترغیب علی الانفاق ہے کہ خرچ کرنا بجائے خود فرض بھی سوار رہا کے نہیں دیتے اور پھر وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا سے لے کر فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ تک رکوع ۱۴ میں دونوں مضمونوں کو اعادہ کیا گیا علی سبیل اللف والنشر المرتب ترغیب علی القتال اور علی الانفاق وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ تک ترغیب علی القتال ہے اور آخر میں لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ سے ترغیب علی الانفاق شروع کی گئی ہے اور درمیان میں زجریں دی گئیں ہیں مومنوں اور منافقوں کو اور پھر كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ سے لے کر ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ تک دونوں مضمونوں کو جمع کیا گیا علی سبیل اللف والنشر المرتب اور پھر وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ تک تمام سورت کے مضامین کو اعادہ کیا گیا۔ اور صداقت رسول کو لایا گیا۔ کیونکہ وہ بھی دراصل توحید میں داخل ہے۔ پھر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ سے تمام سورۃ کا خلاصہ نکالا گیا یعنی دونوں مضمونوں کا ایک ترغیب علی القتال اور ترغیب علی الانفاق مبدا تھا وہ اس میں ضمناً آگیا اور دوسری توحید جس کے واسطے ترغیب علی القتال کی گئی تھی۔ کیونکہ قتال سے غرض شرک کی نفی اور ثبوت توحید ہے اسی واسطے سورۃ کے ابتدا میں بھی اور آخر میں بھی توحید لائی گئی یعنی فَاتَّقُوا اللّٰهَ سے۔ چھوٹا خلاصہ ہے کہ اس سورۃ کے چار مضامین ہیں ایک نفی معبودیت غیر اللہ (۲) صداقت رسول (۳) ترغیب علی القتال (۴) اور چوتھا ترغیب علی الانفاق پہلے

پہلے دو مضمون واقع میں ایک ہیں۔ اور دوسرے دو بھی واقعہ میں ایک ہیں یعنی قتال اور قتال کی وجہ شرک کی نفی اور ثبوت توحید لہذا آخر سورت کا خلاصہ توحید نکلا۔ (نوٹ) قتال والا مسئلہ اور توحید والا مسئلہ دونوں بڑی تفصیل سے ذکر کئے گئے ہیں معلوم ہوا کہ دونوں پر عمل کرنا نہایت مشکل ہے اسی واسطے مومنوں پر زجریں ہوئی ہیں۔ اور توحید کا حال آج کل زمانے میں تو ظاہر ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ نساء مدنیہ

یہ جاننا چاہئے کہ قرآن شریف میں دو قاعدے اکثر ہیں (۱) دو مرتبے اعلیٰ کا ذکر کثرت آیا کرتا ہے مومن کامل یا مشرک اور باقی کا حال مقایسہ پر ترک کیا جاتا ہے۔ اسی واسطے جس جگہ مومن کا ذکر آئے تو جنات تجری وغیرہ الفاظ لائے جاتے ہیں۔ اگر کافر کا ذکر آئے تو جہنم اور خالدین وغیرہ الفاظ لائے جاتے ہیں اسی واسطے اس سورت میں بعد بیان کرنے احکام کو بجا نہ لائے گا تو خالد فی النار ہوگا اس جگہ درجہ کامل مراد ہے یعنی اگر نہ مانے اور ان پر ایمان نہ لائے اور انکے خلاف کو حلال جانے تو وہ خالد فی النار ہوگا۔ کیونکہ یہ مرتبہ کفر کا ہے (۲) جس جگہ عذاب کا ذکر لایا جاوے تو اس جگہ دو امر بتلائے جاتے ہیں واسطے دفعیہ عذاب کے ایک تو احسان کرنے کا حکم کیا جاتا ہے اور ظلم نہ کرنے کا۔ یہ سب توطیہ تمہید تھا۔ اب یہ جاننا چاہئے اس جگہ بھی پہلے تخویف لائی گئی ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمُ سے لے کر كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا تک حاصل یہ ہے کہ وہ ذات جو کہ تمہاری خالق ہے اس سے ڈرو اس کے احکام کو بجا لاؤ وہ تم کو دیکھ رہا ہے جو خلاف کریگا اس کو عذاب دے گا تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ۔ تساءلون کے دو معنی ہیں۔ ایک تو معنی تساؤن کے ہیں جیسا کہ عم یتساءلون میں ہے۔ حاصل معنی کا یہ ہے کہ باب تفاعل واسطے شرکت کے نہیں ہے اور بار زائدہ ہے معنی یہ ہوا کہ سوال کرتے ہو اس سے (۲) دوسرا معنی یہ ہے کہ سوال کرتے ہیں لوگوں سے ساتھ اللہ کے نام سے یعنی اللہ کا واسطہ ڈال کر مانگتے ہیں اور الارحام سے مراد قطع الارحام ہے یعنی اتقوا قطع الارحام۔ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ سے لے کر كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا تک ایک حکم ہے۔ اولاً جاننا چاہئے کہ اب تخویف بیان کرکے کہا گیا کہ ظلم نہ کرو اور احسان کرو مطابق قاعدہ کے اور اس کے واسطے احکام ذکر کئے گئے ہیں کوئی واسطے رعیت کے اور کوئی واسطے احکام سلطانیہ کے غرض تمام سے یہ کہ ظلم نہ کرو۔ اب اٰتُوا الْيَتٰمٰٓى سے احکام رعیت کے شروع کئے گئے ہیں۔ اور احکام رعیت کے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا تک مذکور ہیں اور اس سے احکام سلطانیہ شروع کئے گئے ہیں اور رعیت کے احکام دو قسم ہوتے ہیں ایک وہ جو کہ باعتبار تعلق بادشاہ کے ہوں گے اور دوسرے جو کہ آپس میں تعلق کے اعتبار سے ہونگے۔ اب اولاً دوسرے ذکر کئے گئے اٰتُوا الْيَتٰمٰٓى سے لے کر كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا تک یہ بیان کیا گیا کہ یتیموں پر ظلم نہ کرو یعنی ان کا مال نہ کھاؤ یعنی مال یتیم کا اچھا لیکر کھا لینا اور اسکے برے ردی مال دینا یہ ایک ظلم ہے اس سے بچو۔ (نوٹ) مال یتیم کو جو کہ اچھا تھا خبیث کہا گیا ہے بوجہ حرمت کے دوسرا طریقہ ظلم کا یہ کرتے تھے کہ اگر ان کا مال نہ ہوتا تھا تو یتیمی کا مال کھاتے تھے۔ اگر اپنا ہوتا تھا تو ان کے مال سے ملا کر کھاتے تھے اس لئے منع کیا گیا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ سے ای

مع اموالکم اور یا الی حصول اموالکم باعتبار معنی ثانی کے حاصل مقام کا یہ ہوا کہ تین عادتیں ان میں تھیں ان سے منع کیا گیا کہ یہ سب ظلم ہے یتیموں پر اس سے بچو دوسرا (۲) وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی سے لے کر ذٰلِکَ اَدْنٰی اَلَّا تَعُوْلُوْا تک یہ بیان کیا کہ اگر عورتیں جو کہ یتیمی میں ان پر نکاح کے بعد عدل نہ کر سکو تو ان کے نہ کرو جتنی طاقت ہو چار تک کرو ورنہ ایک کرو۔ اگرچہ کی طاقت ہو تو وہ کرو ورنہ لونڈی نکاح کر لو یہ حکم بھی تلایا گیا تاکہ ظلم نہ کرو۔ کیونکہ اگر عورتیں زیادہ ہوں تو پورا عدل نہ کر سکو گے تو یہ ظلم ہوگا لہذا اس سے منع کیا گیا (معانی) فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ۔ ماطاب لکم سے مراد ما سوی یتیمی کے ہیں فَانْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً اسے فاختاروا واحدۃ۔ ذٰلِکَ اَدْنٰی اَلَّا تَعُوْلُوْا یہ حکم مذکور قریب اسبات کے ہے کہ تم ظلم نہ کروگے (۳) وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِھِنَّ نحلہ سے لیکر فَکُلُوْہُ ھَنِیْٓئًا مَّرِیْٓئًا تک یہ بیان کیا گیا پہلے حکم سے ترقی کر کے کہ نکاح کر دلیکن مہر بھی ان کو دو۔ ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے نہ لیں تو بیشک اس کو کھاؤ۔ (تحقیق جملہ) فَاِنْ طِبْنَ لَکُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْہُ نَفْسًا عن شئی حال ہے۔ اور طبن میں تضمین ہے لہذا عن شئی موقع حال میں ہوگا معنی یہ کہ اگر خوش ہوں وہ عورتیں از روی نفس کے درآنحال کہ درگذر کرنے والیاں ہوں مہر سے پس اس کو کھاؤ ھَنِیْٓئًا مَّرِیْٓئًا یعنی صحت والا ہضم ہونے والا دَلَا تُؤْتُوا السُّفَھَآءَ سے لیکر وَکَفٰی بِاللّٰہِ حَسِیْبًا تک یہ بیان کیا گیا کہ یتیموں کو مال اس وقت دو جب وقت عاقل بالغ ہو جائیں اس سے پہلے ان کو کہو کہ تمہارا مال محفوظ رہے تم کو دیں گے۔ اور جس وقت دو گواہوں کے روبرو دو ان کے بالغ ہونے سے پہلے نہ کھالو۔ (ربط) احکام اربعہ کا بیان) دو حکم اموال یتیمی کے متعلق ہیں اول اور رابع اور ثانی اور ثالث متعلق نکاح کے ہیں۔ اول سے رابع ترقی کے ساتھ ہے اور خلاصہ دونوں کا یہ ہے کہ یتیمی کا مال کسی حیلے سے ظلماً نہ کھاؤ۔ اور اسی طرح ثانی سے ثالث ترقی کے ساتھ ہے (معانی مشکلہ) وَلَا تَاْکُلُوْھَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا۔ اسرافا وبدارا حال ہیں اے مسرفین ومبادرین (تحقیق جملہ) وَمَنْ کَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ غنی قدر مزدوری بھی نہ کھائے حالانکہ کھانا جائز ہے معنی یہ ہوگا کہ جو غنی ہو اس کے مال میں مزدوری نہ کرے گا۔ اگر مزدوری کرے تو بقدر مزدوری اس کو کھانا جائز ہوگا۔ لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَکَ الْوَالِدٰنِ سے لیکر لِیَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا تک بیان کیا کہ ورثار کا ہر ایک مال میں حق ہوتا ہے اگرچہ قلیل ہو یا کثیر لہذا اگر ورثا یتیمی وقت قسمت کرنے مال کے جمع ہو جائیں تو ان کو بھی حصہ دے دو واسطے کھانے کے اور ان کو کہو اب تمام مال تقسیم نہیں کرتے باقی پھر کرینگے پھر اس وقت بلایا جائے گا تم کو۔ کیونکہ زمینیں وغیرہ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو کہ یک دفعہ تقسیم نہیں ہو سکتیں اور بعض پہلے کی جاتی ہیں پھر اس حکم کی وَلْیَخْشَ الَّذِیْنَ سے علت بتلائی گئی ہے جیسا کہ اگر تم فوت ہونے لگے اور تمہاری اولاد ضعیف رہ جائے تو تم کو ان کا نہایت ہی غم ہوتا ہے اسی طرح تم کو بھی ورثار یتیمی کے ساتھ ہر بات میں نرمی کرنی ہوگی (تحقیق مسئلہ وآیت) وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَۃَ اُولُوا الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنُ فَارْزُقُوْھُمْ اس جگہ مفسرین نے یہ کہا ہے کہ پہلے اس آیت سے اولوالقربی وغیرہ کے واسطے وجوبا حصہ دیتے تھے۔ پھر وراثت والے حکم سے یہ منسوخ کیا گیا۔ (یعنی انہوں نے نسخ کہا) اور بعض نے کہا کہ پہلے بھی ندب تھا اور اس آیت سے بھی ندب معلوم ہوتا ہے لیکن اس معنی کے مطابق وَلْیَخْشَ الَّذِیْنَ کا معنی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اس آیت سے زجر کی گئی ہے۔ اور زجر منافی ہے ندب کے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ اس جگہ وجوبی حکم مراد ہے اور حکم بھی وراثت کا ہے اور اولوالقربی وغیرہ سے مراد وارث ہیں اور والیتمی والمساکین عطف تفسیری ہے اولوالقربی

کیواسطے۔ اور فارز توہم کا معنی فَاطْمُوْهُمْ کا ہے (فائدہ جدیدہ) جب احکام سب مذکورہ ماقبل کا خلاصہ یہ تھا کہ مال ظلماً نہ کھاؤ لہذا اس کے بعد اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا (سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا) تخویف کی گئی۔ ربط۔ سب احکام کا ظاہر ہے بیان کرنے کی ضرورت نہیں (۱۰) یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ سے لے کر وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَلِیْمٌ تک وراثہ اصحاب فروض کے حق بتلائے گئے غرض یہ ہے کہ ان کو حق دینے میں نقصان اور زیادہ نہ کریں۔ اس حکم کا ربط حکم سابق کے ساتھ ہے کیونکہ دونو متعلق درثی کے ہیں۔ لیکن فرق یہ ہے کہ حکم سابق میں محض یتیمی کا حق بتلایا گیا۔ اور اس میں عام ہر ایک ذوی الفروض کا حق بتلایا گیا اور تفصیل کی گئی۔ کیونکہ قاعدہ ان احکام کا بھی یہی تھا کہ ہر ایک لاحق سابق سے ترقی اور تفصیل کے ساتھ ہے اور تمام احکام کا خلاصہ یہی تھا کہ کسی وجہ سے ظلم نہ کرو (تحقیق مفردات) فَاِنْ کُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ مفسرین نے کہا ہے کہ فوق کا لفظ زائد ہے۔ بعیا کہ فاضربوا فوق الاعناق میں ہے۔ کیونکہ معنی صحیح نہیں بن سکتا۔ فَاِنْ کَانَ لَهٗ اُخْتٌ یعنے دو ہوں کلالہ۔ لغت میں اس کو کہتے ہیں جس کے اصول و فروع میں سے مذکر نہ ہو۔ اور اصطلاح میں یہ زیادتی ہوئی کہ جس کی سنت بھی نہ ہو۔ ولہ اخ او اخت۔ مراد مادری ہیں۔ (ربط) جب احکام ذوی الفرض کے ذکر کئے گئے جو کثیر ہوتے ہیں۔ لہذا بعد ان کے تلک حدود اللہ سے لیکر وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ تک بشارت اور تخویف ذکر کی گئی کہ جو شخص عمل درآمد نہ کرے گا یعنی ان پر ایمان نہ لائے گا تو وہ مشرک ہوگا۔ اور خالداً فیہا کا لفظ صحیح ہوگیا اور ماننے والوں کو بشارت دی گئی ہے۔ وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ کا معنی مَنْ لَّمْ یَعْتَقِدْ ہے کما فی مسند الامام الاعظم۔ وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ سے لے کر اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا تک یہ بیان کیا گیا کہ اگر کسی عورت نے زنا کیا ہو تو گواہوں سے اس کا ثبوت کرو پھر بند رکھو اس کو یا کوئی دوسرا حکم آجائے گا یہ حکم حد کے حکم آنے سے پہلے تھا اور اگر ایذا دیتے ہو تو زیادہ نہ دو اگر توبہ کرے تو اصلاح کرو اور ظلم نہ کرو کیونکہ جو اپنے گناہ پر مصر نہ رہے اس کی توبہ اللہ تعالیٰ منظور کر لیتا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کرھا سے لے کر اَخَذْنَ مِنْکُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا تک یہ بیان کیا گیا کہ وراثت میں بے شک مال ہے اور عورتیں درثہ میں نہیں ملتی اگر وہ عورتیں خوشی سے نکاح کریں تو جائز ہے بیشک کر لو۔ اور تم عورتوں کو مہر کے واسطے نہ بند رکھو یعنی اگر تمہاری غرض یہ ہو کہ مہر لے کر چھوڑ دینگے۔ پس اس جگہ سے یہ مسئلہ نکل آیا کہ فتح بوجہ نشوز زوج کے نہیں ہو سکتا اور اسی طرح سے اگر ایک عورت کو طلاق دے کر دوسری کرنی چاہتے ہو تو پہلی عورت سے مہر نہ لیں کیونکہ اس سے بھی نفع اٹھایا ہے (ربط احکام) یہ حکم بھی فی الواقع متعلق تھا یوصیکم اللہ سے کیونکہ دونوں وراثت کا حکم ہے اور اس میں ترقی کی گئی یوصیکم اللہ سے یعنی مال ورثہ میں ملتا ہے پھر ترقی کر کے کہا کہ عورتیں ورثہ میں نہیں ملتیں (معانی و ترکیب) کرھا مفعول مطلق ہے واسطے فعل محذوف کے ای تکرھون کرھا۔ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اسے نہ منع کرو۔ جامع البیان۔ ببعض بار تعدیہ کی ہے بِبَعْضِ مَا اٰتَیْتُمُوْهُنَّ حال باء تین دَقَدْ اَفْضٰی بَعْضُکُمْ اِلٰی بَعْضٍ اسے بالجماع اَخَذْنَ مِنْکُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا اسے بحکم اللہ یعنی حاصل کر بیٹھے ہیں وہ تم سے وعدہ پکا ساتھ حکم اللہ کے (۹) وَلَا تَنْکِحُوْا مَا نَکَحَ اٰبَآؤُکُمْ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا تک متعلق حکم سابق کے ترقی کر کے کہا گیا۔ یعنی ورثہ میں تو عورتیں نہیں ملتی۔ ہاں اگر اپنی خوشی سے نکاح کریں تو جائز ہے اب فرمایا کہ جو عورتیں مذکورہ ہیں خوشی سے بھی ان کا نکاح جائز نہیں (معانی) فی حجورکم قید اتفاقی ہے وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ یعنی زوج والی عورتیں یہ حرمت کا مفعول مالم یسم فاعلہ ہے اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ظاہر میں دہم پڑتا ہے کہ محصنات حرہ حرام ہیں اور لونڈیاں

زوج والیاں حرام نہیں یہ معنی تو غلط ہے۔ لہذا معنی یہ ہوگا۔ مگر لونڈیاں جنکے تم اب مالک ہوئے ہو کافروں سے چھین کر وہ حلال ہیں فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ سے لے کر وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تک متعلق يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ اور وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ کے ہے۔ یعنی ترکی کرکے کہا گیا یعنی خوشی سے جو عورتیں ماسوا مذکورہ کے نکاح کریں جائز ہیں۔ اور ورثہ میں جائز نہیں لیکن اگر نکاح کریں حرہ کے ساتھ یا لونڈی کے ساتھ مہر ضرور دینا ہوگا۔ اور نہ دینے کا خیال نہ کریں ہاں اگر وہ اپنا حق مہر بخش دیں بعد معین ہونے کے تو پھر کوئی حرج نہیں۔ اور پھر ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ سے یہ فرمایا کہ لونڈیاں کے نکاح کا حکم دینا بوجہ اس امر کے تاکہ عنت میں نہ پڑ جاؤ ورنہ صبر بہتر ہے ان کے نکاح کرنے سے کیونکہ تمہاری کوئی اولاد ان سے پیدا ہوگی تو وہ اپنی والدہ کے تابع ہوکر غلام باندی بنکر بیع شرار کی جائے گی۔ اور احکام نکاح والے بیان کرنے کے بعد پھر تین احکام سابقہ بیان کرنے کے بعد وجہ بیان کرنے کی بتلائی گئی۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سے لے کر خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا تک یعنی حل اور حرمت وغیرہ بیان کی گئی تاکہ زنا وغیرہ صادر نہ ہو جائے (۱۱) يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ سے لے کر وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا تک بعد بیان کرنے احکام مال یتیمی اور نکاح وغیرہ کے عام حکم بیان کیا گیا یعنی مال غیر کا باطل طریقے سے نہ کھاؤ کیونکہ یہ کھانا اپنی نفس کا قتل کرنا ہے اور ظلم ہے۔ اور اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ سے فرمایا کہ اکل مال بالباطل بھی حرام ہے لیکن شرک سے بچے۔ باقی گناہ اگر ہو جائینگے تو اللہ تعالیٰ معاف فرماویگا اس مسئلہ کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہوگا کہ پہلے کہا گیا مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا اس سے مرتبہ کا مال ہی جیسا کہ قاعدہ کلام پاک کا ہے حاصل یہ ہے کہ جس نے مال غیر کا بطریق الباطل کھایا اور عقاد حرمت کا نہ کیا تو وہ آگ میں داخل ہوگا۔ لہذا اس کے متعلق ان تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ کہا گیا کہ شرک وکفر کے انواع سے جو بچے گا باقی گناہ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو بخش دے گا۔ اور شرک کبھی نہیں بخشے گا (۱۲) وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ سے لیکر اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا تک یہ بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے سے میراث میں فضیلت دی ہے۔ لہذا پورا حق دینا چاہیئے۔ کیونکہ پورا حق نہ دینا بھی ظلم ہے۔ لہذا حق سے زیادہ لینے کی خواہش نہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ کام اللہ کے ہاتھ میں ہے اور رجال اور نساء کا ایک دوسرے کے مال میں حق ہے اور موالی کا حق فرضی نہیں ہے ہاں اگر مرنیکے وقت کچھ وصیت ان کے حق میں کیجا دے تو اچھا ہے (تحقیق آیت والمعنی) لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ سے مراد فی المیراث ہے بقسمۃ للرجال نصیب مما اکتسبوا الخ کے قولہ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ کے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ پہلے موالات کیواسطے چھٹا حصہ دیتے تھے وجوباً اور وجوب اس کا وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ سے ثابت کرتے تھے اور پھر اس وجوب والے حکم کو منسوخ کیا گیا۔ اور ناسخ اس کی یہی آیت ہے لیکن پہلا حصہ یعنی وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ کیونکہ موالی سے مراد وارث ہیں لیکن حق بات یہ نہیں بلکہ حق معنی ابن عباس نے کیا ہے کہ مہاجرین اور انصار مواخاۃ کی وجہ سے ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ سے منسوخ کیا گیا اور پھر کہا گیا وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ اے من النصر والرفادۃ یعنی جو عہدہ نصرت وغیرہ کے ان کو تم نے کئے ہیں وہ پورے کرو اور وراثت کا حکم انکے واسطے اس جگہ کوئی نہیں ہے۔ اب یہ جاننا چاہیئے کہ اگر آیت کا معنی پہلے کوئی دوسرا ہوتا ہو اور دوسرا بھی بن سکے اور

آیت میں کچھ تنیسہ وغیرہ نہ آئے دوسرا علیحدہ معنی کو معنی ابقائی کہتے ہیں جیسا کہ فاتوھم نصیبھم سے مراد تو مفسرین نے چھٹا حصہ جائیداد والا لیا ہے اور ابن عباسؓ نصیبھم سے مراد نصر وغیرہ لئے ہیں اور تفسیر وغیرہ بھی نہیں آتا۔ کیونکہ دلیل جعلنا تو دونوں کے نزدیک وارثوں کے لئے ہے صرف باقی مفسرین دوسرے کو منسوخ بناتے ہیں اور ابن عباسؓ منسوخ نہیں بناتا یہ معنی ابقائی ہوگا (تحقیق لفظ کبائر) بعض جگہ لفظ مفرد آتا ہے تو وہ خود بن سکتا ہے کہ مراد اس جگہ شرک مطلق ہوگا۔ اور بعض جگہ لفظ جمع کا آتا ہے۔ جیسا کہ یہاں آیا ہے تو مراد انواع شرک اور کفر کے ہوتے ہیں (۴) الرجال قوامون علی النساء سے لیکر ان اللہ کان علیا کبیرا تک یہ بیان کیا گیا کہ رجال مسلط ہیں نساء پر لہذا عورتوں کو ازواج کی اطاعت کرنی چاہیے۔ اور ازواج کو ان پر ظلم نہ کرنا چاہیے ہاں عورتیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک تو صالحہ کہ وہ اپنے نفس کو دور رکھتی ہیں زنا سے وقت غیب ہونے زوج کے اللہ کے خوف سے۔ اور دوسری وہ کہ بری ہوں ان کو نصیحت کرو اگر باز آجائیں تو خیر ورنہ ان کو مارو واسطے نصیحت کے اور دور ہو جاؤ یا ان کو دور کر دو ضاجع سے (تحقیق الفاظ) الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض و بما انفقوا من اموالھم۔ الرجال قوامون دعوی ہے۔ اور بما فضل اللہ اور بما انفقوا دونوں اس کی علتیں ہیں حافظات للغیب بما حفظ اللہ للغیب میں لام بمعنی فی ہے اور بما میں ما مصدریہ ہے۔ اور باء سببیہ ہے اے حافظات وقت الغیب بحفظ اللہ ایاھن بتوفیق اللہ (ابن عباس) اور نشوز کا معنی سرکشی ہے (۱۴) وان خفتم شقاق بینھما سے لے کر علیما خبیرا تک حکم رعیت کا ہی حاصل یہ ہے کہ اے مسلمان اگر مابین زوج اور زوجہ تنازع ہووے تو اصلاح کیا کرو اس جگہ تک احکام رعیت کے ختم ہو گئے ہیں خلاصہ تمام کا یہ ہے کہ مال یتیمی کا نہ کھاؤ یہ ظلم ہے اگر تم یتیمی پر عدل نہ کر سکو دوسری کوئی عورت کر لو۔ خواہ ایک کرو خواہ بہت چار تک اگر طاقت نہ ہو۔ تو لونڈی کر لو۔ یتیم اس واسطے ہے تاکہ ظلم نہ کرو عدل کرو پھر ان کو مہر بھی دیا کرو اور یتیموں اور یتامیٰ پر ظلم نہ کیا کرو اور نرمی کرو ورثہ کی تقسیم کرنے اور دینے میں اور اگر عورتیں فاحشہ کریں پھر توبہ کریں تو ان پر ظلم نہ کرو اور درثہ میں عورتیں نہیں ملتیں۔ بلکہ مال ملتا ہے ہاں اگر خوشی سے نکاح کریں تو بیشک کرو اور جو عورتیں نکاح میں نہیں آسکتیں اور حرام ہیں تو ان کو نکاح نہ کرو اگرچہ وہ خوشی سے بھی کریں۔ اگر نکاح کرو محللات کے ساتھ تو مہر دیا کرو اور ظلم نہ کرو اور مال بطریق الباطل نہ کھاؤ۔ کیونکہ یہ بھی ظلم ہے اور درثہ میں اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر ترجیح دی ہے ہر ایک کو اپنا حق پورا دو ظلم نہ کرو۔ اور رجال اگرچہ عورتوں پر مسلط ہیں مگر ان پر ظلم نہ کریں۔ اگر مابین زوج اور زوجہ کے تنازع ہو تو اصلاح کیا کرو (۱۵) ان خفتم شقاق بینھما سے لے کر ان اللہ کان علیما خبیرا تک یہ حکم رعیت کے احکام سے ہے اور حکم مسلمانوں کو کیا گیا یعنی اگر مابین الرجل والمرۃ مخالفت سخت ہو جائے تو اصلاح کیا کرو ایک شخص زوج کے اہل سے اور ایک آدمی زوجہ کے اہل سے اصلاح کے لئے مقرر کر کے بھیجا کرو اور ظلم نہ کیا کرو۔ (تحقیق ضمیر و معنی لفظ) ان یریدا اصلاحا ای الحاکمین اور اصلاح کا معنی نیک نیتی ہے۔ واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا سے اصلی دعوی بیان کیا گیا بعد بیان کرنے احکام رعیت کے یعنی شریک اس کا نہ بناؤ اسی ایک واحد لاشریک کی عبادت کرو اور ان احکام مذکورہ پر اگر عتقاد نہ رکھا جائے تو بھی شرک ہے۔ اور بالوالدین احسانا سے لے کر وکان اللہ بھم علیما تک چار امور ذکر کئے گئے (۱) مصارف بتلائے گئے (۲) نہ خرچ کرنے والوں کو تخویف بیان کی ان اللہ لا یحب سے لے کر عذابا مھینا تک (۳) مصارف پر خرچ نہ کرنے کی وجہ بتلائی گئی کہ مصارف پر خرچ نہ کرنے والوں کا ساتھی شیطان ان کو گمراہ کر رہا

۱۲ احسان کرنیکا امر بیان کیا گیا کیونکہ پہلے تخویف بیان کی گئی اور بعد میں ظلم سے ہٹانے کیواسطے احکام رعیت بیان کئے گئے۔ اور توحید بیان کر کے احسان کرنیکا حکم کیا گیا اور بالوالدین احسانا سے لیکر وکان اللہ بھم علیما تک

سے بلکہ ریاکرتے ہیں (۴) مَاذَا عَلَيْهِمْ سے لے کر بِهِمْ عَلِيْمًا تک زجر کی گئی کہ کونسی حرج تھی ان کو اگر ایمان لاتے اور خرچ فی سبیل اللہ کرتے اس جگہ بھی کامل مرتبے والے مراد ہیں یعنی جو خرچ نہ کریں اور عقاد بھی نہ رکھیں یعنی مشرک ہوں۔ (معانی الفاظ) الجار الجنب جو کہ ہمسایہ ہو لیکن دُور رہتے والا ہو والصاحب بالجنب یعنی رفیق فی السفر یعنی طالب یا زوجہ مراد ہیں۔ اور پھر اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً سے لے کر وَكَانَ اللّٰهُ حَدِيْثًا تک ترغیب علی الاحسان دلائی گئی آج وقت ہی خرچ کرنے کا اس کے بدلے اللہ تعالیٰ دوگنا دے گا کیونکہ خداوند کسی کے اعمال ضائع نہیں کرتا۔ اور خلاصہ اس مقام کا بغیر ان تحصیل المضاعفہ ہے۔ تحقیق آیت برائے دفع شبہ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا اے مادمت فیہم رواہ مسلم عن ابن مسعودؓ عن رسول اللہ صلعم فی باب فضیلت القرآن اور پھر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا تک نماز کا ذکر لایا گیا کیونکہ یہ ممد ہے امتثال امر الٰہی کے واسطے۔ حاصل تمام مذکورہ ماقبل کا یہ ہے کہ تخویف دے کر کہا گیا کہ ظلم نہ کرو اور احسان کرو اور ایک اللہ کی عبادت کرو شرک نہ کرو۔ اور ظلم نہ کرنے کی مدد اور احسان کرنے پر آمادہ اور آپس میں الفت ڈالنے والی صلوٰۃ ہے اس لئے عزوجل نے نماز کا حکم فرمایا کیونکہ انسان جب قیام میں ہوتا ہے تو گویا خدا کے آگے عاجزی کر رہا ہے اور رحمت برس رہی ہے پھر جس وقت رکوع میں جاتا ہے تو دریائے رحمت الٰہی میں غوطہ لگانے کی صورت بنالی ہے جس وقت سجدہ میں گیا تو گویا دریائے رحمت میں غوطہ لگا دیا ہے۔ خدا تعالیٰ کے قدموں میں سر رکھ دیا ہے پھر جس طرح دنیا میں رواج ہے کہ اگر کوئی کسی کے قدموں میں گر پڑے تو وہ کہتا ہے اب اٹھ اسی طرح باری تعالیٰ نے حکم کیا کہ اٹھ پھر اٹھ کر شخص قدموں میں گر پڑتا ہے۔ یہ حاصل ہے حدیث کا جو کنز العمال میں مذکور ہے۔ پھر صلوٰۃ کے ذکر کے بعد ترقی کر کے اللہ تعالیٰ نے وضو کا حکم فرمایا جو کہ مصحح لصلوٰۃ ہے پس یہ بھی ممد ہوا۔ پھر حدیث شریف میں آیا ہے سووا صفوفکم او لیخالفن اللہ بین قلوبکم نماز میں اہدنا الصراط المستقیم مراد ہے۔ ہاں بعد تمام کرنے التحیات کے اور دعائیں بھی جس نہ مانگ لو۔ شعر

از خدا غیر خدا را خواستن ظن افزونیست کلی کاستن

(تحقیق الفاظ) اوجاء احد کم من الغائط اس کا مقابلہ اور علی سفر کے ساتھ بن نہیں سکتا۔ کیونکہ اگر غائط سے آئے خواہ سفر میں ہو یا نہ ہو ضرور وضو کرے۔ لہٰذا حق یہ ہے کہ او بمعنی واو حالیہ ہے کذا فی الکبیر صاحب ارک نے نقل کیا ہے کبیر سے۔ اور باقی اس کی پوری تحقیق سورۃ مائدۃ میں ہے۔ اس جگہ تک تخویف بیان کر کے اس کے دفعیہ کیواسطے حیلے بتلائے اور پھر ان حیلوں پر آمادہ کرنے والی صلوٰۃ بتلائی گئی۔ اور اب الم تر الی الذین اوتوا نصیبا سے لے کر فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا تک شکوے اور زجر یہود پر کی گئی کہ ان احکام مذکورۃ کو اہل کتاب یہود نہیں مانتے اس وجہ سے کہ یہ احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں اور رسول علیہ السلام کی تکذیب کرتے ہیں اور بجائے ان کے کلمات صفات یوان کی کتابوں میں آئے ہیں تحریف کرتے ہیں۔ ان کو کہا گیا کہ اگر مان لیتے تو ان کے لئے اچھا تھا۔ (تحقیق لفظ) یحرفون الکلم سے لے کر وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ تک منی یہ ہے کہ لیا متعلق ہے یحرفون کے یعنی اس کی ضمیر سے حال ہے یعنی کلمات کی تحریف کرتے ہیں درآنحالیکہ پیچ دینے والے ہوتے ہیں زبان کو۔ اور واسمع غیر مسمع کا معنی یہ ہے کہ خدا کرے نہ سنایا جاوے کی کو یعنی اصم ہو جاؤ یا دل میں کہتے تھے یا سامنے کہتے تھے۔ اور پھر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ سے لے کر كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا تک تخویف دی

گئی ہے کہ آؤ وقت ہے مان لو ورنہ عذاب آنے کے وقت کچھ نہ ہوسکے گا۔ اور پھر اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ سے لے کر فَقَدِ افْتَرٰی اِثْمًا مُّبِیْنًا تک یہ بیان کیا گیا بعد بیان کرنے احکام کے اور سکھوے اور تخویف کے کہ احکام بھی مان لو لیکن شرک سے بچنا ضروری ہے یہ بڑی بلا ہے جیسا کہ عادت ہے کہ واعظ مسائل بیان کرتے کرتے کہتے ہیں کہ نلافی چیز بہت ضروری ہے اس کو ضرور کرنا چاہئے۔ اسی واسطے اس کو پہلے بھی وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا سے بیان کیا گیا پھر ترقی کے ساتھ اعادہ کیا یعنی پہلے کہا کہ شرک نہ کرو اور اب کہا کہ شرک کرو کیونکہ یہ کسی حیلے سے بخشا نہ جائے گا۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یُزَکُّوْنَ اَنْفُسَہُمْ سے لے کر وَاٰتَیْنٰہُمْ مُّلْکًا عَظِیْمًا تک اہل کتاب کو دو زجریں اور شکوہ کیا گیا۔ ایک یہ کہ اپنے آپ کو اچھا کہنے سے کوئی اچھا نہیں ہوسکتا اور شیطان اور صنم کی عبادت کرنیوالے ابدی نہیں ہوتے فخر کی باتیں کرتے ہیں۔ آیا ان کا اللہ کے ساتھ حصہ ہے بادشاہی میں کما قال اَمْ لَہُمْ شِرْکٌ فِی الْمُلْکِ اس کی تائید میں ہے اَمْ لَہُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَۃِ رَبِّکَ (ص) جو ایسی باتیں کرتے ہیں اونچی بلکہ حسد کرتے ہیں مومنوں پر کہ اللہ نے ان کو کیوں دیا ہے حالانکہ آل ابرہیم کو اللہ تعالیٰ نے کتاب اور حکمت دی تھی اسی طرح مومنوں کو بھی اللہ نے کتاب دی اور بادشاہی دے گا۔ (تحقیق الفاظ و جملہ) یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ۔ الجبت صنام ہوتے ہیں اور ان میں شیطان ہیں جو کہ کلام کرتے ہیں۔ لوگ سمجھ کرتے ہیں کہ اصنام متکلم ہیں اور یَقُوْلُوْنَ الَّذِیْنَ الخ عطف تفسیری ہے واسطے یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ کے پھر فَمِنْہُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْہُمْ مَّنْ کَفَرَ سے لے کر وَنُدْخِلُہُمْ ظِلًّا ظَلِیْلًا تک یہ بیان کیا کہ اہل کتاب دو قسم ہیں ایک تو مومن اور ان کو بشارت دی گئی ہے اور دوسرے کافر ان کو تخویف دی گئی اس جگہ سے آگے اب احکام سلطانیہ شروع ہوگئے ہیں اور پھر اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ سے لیکر وَاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا تک بادشاہوں کو حکم کیا گیا کہ حق داروں کے حق لوگوں سے دلواؤ اور حکم بالعدل کرو اور رعیت کو حکم کیا گیا کہ تم ان کی تابعداری کرو اور فیصلہ طرف حکام کے لیجایا کرو (تحقیق جملہ) ان تؤدوا الامانات اس کا معنی یہ نہیں کہ لوگوں کی امانتوں کو دو اور پھر اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّہُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ سے لے کر ذٰلِکَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰہِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ عَلِیْمًا تک منافقوں پر زجر ہے اور تعلق ہے وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کے حاصل یہ کہ ان منافقوں کو رسول اللہ صلعم کی تابعداری کرنی تھی یہ منافق رسول اللہ صلعم کے حکم پر کیفتا نہیں کرتے۔ اور ایک یہودی نے اکتفا کرلی تھی پھر حضرت عمرؓ کے پاس فیصلہ کے لئے گئے تو یہودی نے کہا کہ پہلے رسول اللہ صلعم سے فیصلہ کروا آئے ہیں۔ پھر منافق کی مرضی تمہارے پاس تھی حضرت عمرؓ نے اس کو قتل کر دیا۔ اس واسطے کہ رسول اللہ صلعم کے حکم پر کیفتا نہیں کی۔ پھر باقی بعض منافق رسول اللہ صلعم کے پاس جاکر کہا کہ حضرت عمرؓ کے پاس توفیق بین الخصمین کے واسطے گئے تھے نہ اس واسطے کہ تمہارے حکم پر راضی نہ تھے پھر آخر میں فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ سے کہا گیا کہ کبھی مومن نہ ہونگے جب تک تمہاری اطاعت نہ کریں اور تیرے فیصلہ پر کیفتا نہ رہیں۔ باوجود اس امر کے کہ اگر ان پر احکام سخت مثل قتل کرنا نفسوں کا فرض کرتے تو ان میں سے کوئی اطاعت نہ کرتا مگر تھوڑی۔ اب احکام آسان نازل کئے ہیں اگر ان پر عمل کرتے تو اچھا ہوتا۔ (تحقیق الفاظ) فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَہُمْ وَلَوْ اَنَّہُمْ فَعَلُوْا مَا یُوْعَظُوْنَ بِہٖ لَکَانَ خَیْرًا لَّہُمْ یعنی اگر ایسی آسان احکام پر عمل کرتے اور تابعداری رسول صلعم کی کرتے تو ان کی لئے اچھا ہوتا۔ (۲) یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَکُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا

جمیعاً سے حکم کیا گیا کہ اٹھو پکڑو تلواروں کو اور فی سبیل اللہ قتل کرو اور غریبوں مسکینوں کو کفاروں کے ہاتھ سے چھڑاؤ اور پھر وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَيُبَطِّئَنَّ سے لے کر فَوْزًا عَظِيْمًا تک بعضے منافقوں کو زجر اور ٹوکہ بیان کیا گیا کہ اگر تم کو شکست وغیرہ ہو تو کہتے ہیں کہ ہم پر اللہ کا رحم ہو گیا کہ ہم نہیں گئے تھے اور اگر فتح ہو جائے تو اس وقت کہتے ہیں کہ افسوس ہم تمہارے ساتھ ہوتے لَمَنْ لَيُبَطِّئَنَّ کا معنی لازمی اور متعدی دونوں آتے ہیں یعنی خود ہٹتا ہے یا لوگوں کو ہٹاتا ہے (تحقیق جملہ) لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ مفعول لیقولن کا يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ ہے اور كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ جملہ معترضہ اس کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ درمیان تمہارے اور اس کے کوئی دوستی نہ تھی دین میں کیونکہ منافقوں کی دوستی مومنوں کے ساتھ نہیں ہوتی دل میں۔ اگرچہ ظاہر میں تو دوستی کرتے تھے (خازن و مدارک) اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ تمہارے پاس ایسی باتیں کرتے ہیں گویا کہ ظاہر کر رہا ہے کہ میرا پہلے ان کے ساتھ کوئی علاقہ نہ تھا اگر ہوتا تو میں بھی تمہارے ساتھ جا کر فوز عظیم کو حاصل کر لیتا۔ یہ بحث ہے (۳) پھر فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے لے کر اَجْرًا عَظِيْمًا تک ترغیب علی القتال ہے۔ پھر وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ سے لے کر اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا تک وہی حکم کیا گیا۔ بادشاہوں کو پہلے سے زیادہ واضح باعلت بیان کیا کہ اٹھو تلوار پکڑو کہ غریب لوگ مکے میں بند ہیں آنے کی طاقت نہیں رکھتے اور دعائیں کر رہے ہیں کہ اے اللہ ان کفار مشرکوں سے خلاصی دے لہذا تم اٹھو ان کی خلاصی کے لئے قتال کرو پھر اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ سے لے کر فَمَنْ نَّفْسِكَ تک زجریں ہیں منافقوں کے لئے کہ قتال نہیں کرتے آیا یہ موت سے ڈرتے ہیں جس جگہ تم ہو موت تو وقت پر ضرور آجائے گی۔ دوسرا اگر ان کو کوئی حسنہ آجائے تو کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے آیا ہے اور تم مستحق بھی اس کے تھے اور اگر کوئی سیئہ آئے تو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کی طرف سے آیا ہے حالانکہ سیئہ اور حسنہ دونوں اللہ کی طرف سے آتے ہیں اور پھر وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا سے لے کر عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا تک نبی علیہ السلام کو تسلی دی گئی ہے کہ عَلَيْكَ التَّبْلِيْغ پس اگر جس نے تیری اطاعت کر لی تو اس نے اللہ کی اطاعت کر لی اور جس نے نہ کی تو محض فاسد ہے ان کی باتوں پر غم نہ کرو اور ان کو تخویف دی گئی اللہ تعالیٰ سب کچھ جان رہا ہے پوری پوری سزا عملوں کے موافق دے گا۔ (معانی الفاظ) بُرُوْج مشیدہ۔ یعنی محل محکم۔ هٰذَا مِنْ عِنْدِكَ اے شؤمک۔ اور پھر وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ فَاِذَا بَرَزُوْا سے لے کر لَا تَبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا تک زجر کی گئی ضعیف مومنوں کو یعنی یہ دو کام اچھے نہیں کرتے ایک تو سامنے تیری اور باتیں کرتے ہیں اور بدیں اور کرتے ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ اگر کوئی خبر خوف و امن کی آئے تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ان کے لئے یہ مناسب نہ تھا (ترکیب بیت طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ) کی یہ ہے تقول کی ضمیر یا تو راجع ہے طرف طائفہ کے یا طرف نبی علیہ السلام کے معنی یہ ہوگا کہ رات میں صلاح کرتے ہیں ایک گروہ ان میں سے غیر اس امر کے کہ کہتا تھا وہ گروہ یا کہتا تھا تو لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا اس کا معنی یہ نہیں کہ اگر یہ قرآن غیر اللہ سے ہوتا تو اس میں آپس میں اختلاف بعض کو بعض کے ساتھ ہوتا بلکہ معنی یہ ہے کہ اگر مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ ہوتا تو اس میں امور مخالف واقع کے ہوتے یعنی کچھ کذب تو ہوتا اور معنی اختلاف کا کذب ہے لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ۔ اس کے دو معنی ہیں اول تو یہ ہے۔ اَلَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ سے مراد طالب خبر کے ہیں۔ اور مِنْهُمْ کی ضمیر اولوا الامر کی طرف راجع ہے یعنی اگر تم اس کو نہ مشہور کرتے۔ تو طالب اس خبر کے جان لیتے اولوالامر

اور دوسرا معنی یہ ہے کہ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَهٗ سے مراد اولوالامر ہیں اور منہم سے مراد عام لوگ ہیں معنی یہ ہوگا کہ اگر ضعیف الایمان خوف خبر کو مشہور نہ کرتے بلکہ اولوالامر کی طرف رد کرتے تو اولوالامر جان لیتے کہ آیا خبر مشہور کرنے کے لایق ہے یا نہیں۔ فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ سے لے کر وَاللّٰهُ اَشَدُّ تَنْكِیْلًا تک بعد بیان کرنے زجرات کے واسطے منافقوں اور ضعیف مومنوں کی اعادہ حکم ثالث یعنی مَالَكُمْ اَلَّا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کا اعادہ کیا گیا واسطے بعد عہد کے پس حاصل یہ ہوا کہ اس کا اعادہ کیا واسطے تنویر کے لہذا فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ سے لیکر اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا تک تنویر ہے اس حکم ثالث کی۔ اب فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ سے لے کر وَاللّٰهُ اَشَدُّ تَنْكِیْلًا تک یہ بیان کیا کہ اٹھو قتال کرو۔ اور لوگوں کو قتال کے واسطے برانگیختہ کرو۔ اور مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً سے لے کر وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا تک متعلق فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کے واسطے بعد بیان کرنے حرض المومنین کے ساتھ یعنی تو لوگوں کو قتال کے واسطے وعظ کر۔ کیونکہ جو شخص کہ اچھی بات کی نصیحت اور وعظ کرے تو اس کو اس سے ثواب ملتا ہے اگر بری بات کہے تو اس کی جزا ملتی ہے۔ اور مقیتا کا قادر یا حافظ یعنی محصی لکل شئ اور وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا تک بھی متعلق فَقَاتِلْ کے ہے لیکن یہ خطاب غیر سے کیا گیا یعنی اگر تمہارے پاس واعظ جہاد پر آمادہ کرنے کے لئے آویں اور سلام دیویں تو تم ان کو جواب دو ان کے کہنے سے زیادہ اگر نہ موافق کہنے کے تو ضرور دو۔ حاصل یہ ہے کہ ان سے خوشی کے ساتھ پیش آئیں اور انکے حکم کی تعمیل کرو اور پھر اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے لے کر اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا تک تخویف دی گئی ہے بعد بیان کرنے اس بات کے کہ حکم کی تعمیل کرو۔ اگر تم نے نہ کی تو اللہ کے آگے پیش ہونا ہے اور پھر فَمَا لَكُمْ فِی الْمُنٰفِقِیْنَ سے لے کر فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَیْهِمْ سَبِیْلًا تک زجر کی گئی ہے مومنوں کو اور منافقوں کو لیکن منافقوں کے دو فریقوں کا حال بیان کیا گیا ہے۔ اول تو وہ جو کہ باہر شہروں میں نکل گئے ہیں انکے واسطے زجر کی گئی ہے کہ اس کے قتل کرنے میں مومن دو فریق کیوں ہوگئے ہیں۔ ان کے قتل کرنے میں حالانکہ وہ تمہارے کافر ہونے کو پسند کرتے ہیں۔ ہاں بے شک دوسرا فریق جو کہ ان کفار کے پاس چلے گئے ہیں جنکے ساتھ تمہارا میثاق ہے ان کو قتل نہ کرو تاکہ وعدہ خلافی لازم نہ آئے اور جو تمہارے پاس آگئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ جنگ نہیں کرتے اور نہ کفار کے ساتھ کرتے ہیں اور تمہارے سے سلامتی رہنے کی طلب کرتے ہیں ان کو بھی قتل نہ کرو (تحقیق امر ضروری) فَمَا لَكُمْ فِی الْمُنٰفِقِیْنَ فِئَتَیْنِ سے مراد وہ منافق ہیں جو کہ اور شہروں میں نکل گئے ہیں بقرینہ حَتّٰی یُهَاجِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ورنہ جو باہر نہیں نکلے تھے ان کو قتل کرنے کا حکم تو نہ تھا اور حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ حال ہے بتقدیر قد سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِیْنَ یُرِیْدُوْنَ سے لے کر جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَیْهِمْ سُلْطَانًا مُّبِیْنًا تک متعلق اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ تا فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَیْهِمْ سَبِیْلًا کے ساتھ ہے حاصل یہ ہے کہ باہر جاؤ گے قتال کے لئے تو بعض ایسے کفار ملیں گے کہ وہ نہ مومنوں کے ساتھ اور نہ کفار کے ساتھ جنگ کا ارادہ رکھتے ہونگے۔ لیکن پوشیدہ مومنوں کے ساتھ جنگ کرنے میں داخل کئے جائیں گے۔ پس اگر باز نہ آئیں تو ان کو بھی قتل کرو (تحقیق جملہ) كُلَّمَا رُدُّوْۤا اِلَی الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِیْهَا۔ پوشیدہ داخل کئے جائیں گے قتال میں قہر و جباریت کے ساتھ بنی اللہ تعالیٰ ان کو قہر و جباریت سے قتال میں داخل کر دے گا فَاِنْ لَّمْ یَعْتَزِلُوْكُمْ وَیُلْقُوْۤا اِلَیْكُمُ السَّلَمَ یلقوا الیکم کا عطف یعتزلوکم رہے۔ (۴) وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّقْتُلَ مُؤْمِنًا سے لے کر وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا اَلِیْمًا تک یہ بیان کیا کہ تم باہر جاؤ گے قتال کیواسطے

تو اگر کوئی مومن اس جگہ کا خطا قتل ہو گیا تو حکم اس کا یہ ہے۔ اور جو عمداً کرے وہ جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ (تحقیق لفظ) فجزآءہ جھنم خالدًا فیھا خالد کا لفظ اس واسطے کہا گیا کہ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا اسے مراد کامل مرتبہ سے یعنی جو اعتقاد رکھے جواز کا (۵) یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا ضَرَبْتُمْ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا تک یہ بیان کیا کہ تم باہر جاؤ گے تو اگر کوئی کہے کہ میں مسلمان ہوں تو بلا تحقیق اس کو قتل نہ کرو دنیا کے طمع سے۔ اور پھر لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ سے لے کر وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا تک ترغیب علی القتال دی گئی کہ وقت ہے قتال کرو درجات ملیں گے (۶) اور اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ قَالُوْا فِیْمَ کُنْتُمْ سے لے کر وَکَانَ اللّٰہُ عَفُوًّا غَفُوْرًا تک خطاب ہے واسطے ان لوگوں کے جو کہ مکے میں بند ہیں اور جنکے واسطے بادشاہوں کو یہ چھ احکام کہے گئے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ اے مومن کہلانے والے بند کئے ہوئے مکے میں تم کیوں نہیں نکلتے ہیں۔ تمہارے واسطے بادشاہوں کو تو بے شک لے آیا ہوں۔ لیکن تم خود کیوں نہیں نکلتے۔ ہاں اگر کوئی ضعیف ہونکل نہ سکے تو وہ لاچاری امر ہے پس یہ زجر ہوئی واسطے رہنے والوں کے اور نہ ہجرت کرنے والوں کے کہ باوجود ہمت کے تم کیوں نہیں نکلتے (معنی لفظ) ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ در آنحال کہ ظلم کرنے والے ہیں اپنی نفس پر بوجہ نہ ہجرت کرنے کے۔ اور پھر وَمَنْ یُّھَاجِرْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سے لے کر وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا تک ترغیب علی الہجرت دی گئی ہے۔ بعد زجر کرنے کے یعنی کیوں نکلتے نہیں ہو۔ حالانکہ نکلنے میں انعام بھی ہیں (۷) وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ سے لے کر کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا تک کہا گیا کہ تم باہر بسبب قتال کے لیے جاؤ گے اور حملہ کرنے کفار کا خوف ہو تو صلوٰۃ الخوف کی طرز بتلائی گئی۔ کیونکہ صلوٰۃ کی فرضیت کسی حیلے سے نہیں ہٹتی (تحقیق امر ضروری) مفسرین نے فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے صلوٰۃ القصر ثابت کی ہے لیکن شاہ ولی اللہ صاحب نے فرمایا اس سے مراد صلوٰۃ القصر نہیں ہے بلکہ اس سے مراد بجائے قرأۃ طویلہ کے قصر پڑھا کریں یعنی جلدی پڑھ لیا کریں (فائدہ) ذکر اللہ کا بھی مثل نماز کے فرض ہے یعنی جو شخص اللہ کو یاد نہ کرے اس نے گویا فرض کی ترک کی۔

ع ذکر حق ہمچو نماز ست فرض دان۔

وَلَا تَھِنُوْا فِی ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ سے لے کر وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا تک ترغیب علی القتال کی گئی یعنی نماز پڑھو اور سست نہ ہو ان کی طلب میں۔ (معنی لفظ) اِنْ تَکُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ اگرچہ تم درد پانے والے ہو (۸) پھر اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ سے لے کر وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا تک یہ بیان کیا کہ تم جس وقت باہر جاؤ گے تو فیصلہ بقواعد کرو اور اپنے علم موجب کرو کیونکہ تجھ کو اللہ تعالیٰ نے وہ احکام شرعیہ بتا دیے ہیں جو تو نہ جانتا تھا یہ ایک بڑا انعام ہے۔ غرض یہ ہے کہ حکم برائے خود نہ کیا کرو جیسا کہ طعمہ کے حق میں کیا ہے درمیان زجریں کی گئی ہیں طعمہ کی قوم کو کہ یہ سلاح کرتے ہیں کہ جھوٹی گواہی دیں طعمہ کے واسطے۔ اور لَا تَکُنْ لِّلْخَآئِنِیْنَ خَصِیْمًا سے لے کر وَاسْتَغْفِرِ اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا تک متعلق ہے بہت طائفہ کے زجر ہے طعمہ کی قوم کے واسطے جو کہ پوشیدہ باتیں کرتی تھی (تحقیق جمل و مفردات) بِمَآ اَرٰکَ اللّٰہُ یعنی بقواعد الٰہیہ (وَلَا تَکُنْ لِّلْخَآئِنِیْنَ یعنی بالرائے عمل کرنے سے جو خائنین کا ممد ہو جائے بندہ۔ وَاسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یعنی طلب مغفرت کی کہ اس سے جو کہ تم نے اپنی خواہش سے حکم کیا ہے اِذْ یُبَیِّتُوْنَ مَا لَا یَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ یعنی صلاح کرتے ہیں رات میں وہ جو کہ یہودی کے حق میں صلاح کرتے تھے جھوٹی گواہی کے واسطے۔ ھٰٓاَنْتُمْ ھٰٓؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ خطاب مجادلوں کو ہے و

مَنْ یَعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ مراد سورے چوری ہے اور ظلم سے جھوٹی گواہی ہے۔ وَمَنْ یَّکْسِبْ خَطِیْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ یَرْمِ بِهٖ بَرِیْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا اثم مراد خطیہ سے چوری ہے اور اثما سے اور جھوٹی قسم (ابن عباسؓ) ثُمَّ یَرْمِ بِهٖ بَرِیْٓئًا کا یہ ہے پھر تہمت دی بری کو وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ یُّضِلُّوْكَ۔ لولا کی جزا یضلوک محذوف ہے اور ہمت طائفۃ علۃ سے جزا کی معنی یہ ہوگا کہ اگر رحمت اللہ کی نہ ہوتی تجھ پر تو وہ تجھ کو گمراہ کر دیتے گو ہی ہیں کیونکہ نیت گمراہ کرنے کی کر چکے تھے تحقیق (عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) اول ہیں معنی اس آیت کے تفسیروں سے، کئے جاتے ہیں واسطے تبلانے حق کے پھر مخالفین کے معنی کو رد کیا جائے گا پھر انکے شبہات کا جواب دیا جائے گا۔ مدارک نے یہ معنی کیا ہے کہ علمك ما لم تكن تعلم من امور الدين والشريعة اور من خفيات الامور وضمائر القلوب (۲) از خازن علمك ما لم تكن تعلم یعنی من احكام الشرائع وامور الدين وقيل علمك من علم الغيب ما لم تكن تعلم۔ وقيل معناه علمك من خفيات الامور واطلعك على ضمائر القلوب وعلمك من احوال المنافقين وكيدهم ما لم تكن تعلم + از جلالین) علمك من الاحكام (از ابن عباسؓ علمك بالقرآن من الاحكام والحدود ما لم تكن تعلم (از تفسیر حقانی) تم کو وہ باتیں سکھائیں جنکو تم نہ جانتا تھا۔ اور اس کی تفسیر میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر کتاب و حکمت نازل کی ہے اور بہت سے احکام اور شرائع جو تم نہیں جانتا تھا بتلائے۔ اب معانی کفایت کے واسطے ان تفسیروں سے نقل کئے گئے ہیں۔ اول تو نفس معانی کو دیکھو آیا ان معانی کر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کل غیب ماضیہ اور مستقبلہ حوادثہ تم کو تبلائے گئے۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ معنی کسی نے نہیں کیا ہے۔ اب یہ جاننا چاہئے کہ اس مقام میں بھی کل غیب مراد لینے سیاق کے مناسب ہے یا نہیں سیاق یہ ہے کہ انا انزلنا اليك الكتاب بالحق لتحكم (از سے حکم سلطانی بیان کیا گیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حکم بقواعد الٰہیہ کیا کرو۔ اور اپنی خواہش کے مطابق نہ کرو پھر طعمہ کی قوم کو زجریں کی گئیں کہ جھوٹی گواہی دیتے ہیں۔ یہ مختصر ہے اس قانون کا من اراد التفصیل فلینظر هذا المقام من سورة الانبیاء۔ پس اس قانون سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ علمك ما لم تكن تعلم سے مراد یہی ہے جو کہ تفسیروں والوں نے مراد لیا ہے یعنی تجھکو احکام تبلائے گئے ہیں جو کہ تم نہیں جانتے تھے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ کل غیب مراد لینا غلط ہے باعتبار سیاق کلام پاک کے کیونکہ اس سے تھوڑا سا پہلے کہا گیا۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ یُّضِلُّوْكَ وَمَا یُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا یَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَیْءٍ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ حاصل یہ ہے اگر تم پر فضل اللہ کا نہ ہوتا تو تم کو گمراہ کر لیتے اگر رسول اللہ صلعم کو کل غیب تبلائے گئے تھے پہلے تو یہ بات کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور دوسرا اول میں ولا تكن للخائنين خصيما کہنے سے تنبیہ کرنے کی کیا ضرورت تھی بلکہ یہ جاننا چاہئے کہ سورت نساء سے بعد چوبیس سورتیں جن میں سورت نور اور اذا جاءك المنافقون۔ اور تحریم۔ اور توبہ ان میں سے ہے از خازن ص ۹۱۵ اور سورۃ نور میں قصہ افک حضرت صدیقہ کا مفصلا بیان کیا گیا ہے اس وجہ سے نبی علیہ السلام کتنے دن پریشان رہے منافق طعن کرتے تھے۔ اگر ان کو کل غیب ہوتا ہے تو پہلے ہی کیوں ایسے کام کرتے جس کی وجہ سے ایسی پریشانی آئی۔ اور سورت اذا جاءك المنافقون قالوا نشهد انك لرسول الله والله يعلم انك لرسوله والله يشهد ان المنافقين لكاذبون۔ میں کہا اگر کل غیب جانتے تو رسول اللہ صلعم کو اس حکم کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور سورت تحریم میں يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ

اذ دا اجل اگر کل غیب کا علم ہوتا تو کیوں تحریم کرتے اور اتنی تنبیہ کیوں ہوتی۔ اور سورت توبہ میں فرمایا وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ۔ اگر رسول اللہ صلعم کو کل غیب ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی ذات اسی طرح کیوں فرماتی۔ اور دوسرا یہ ہے اگر فی الواقع جانتے ان تمام مقاموں میں تو تنبیہ اور نفی علم کے کرنے میں اللہ تعالیٰ کا کذب ہوتا ہے (نعوذ باللہ) ع

بس کم خود زیرکاں را ایں بس است

آئندہ مخالفین جو کہ اس جگہ کل غیب مراد لیتے ہیں ان کے اقوال نقل کرکے ان کو رد کیا جائے گا بعض مشرکین نے فی زمانا اس آیت کو کل غیب کے لئے دلیل بنایا ہے جن کی دار مدار اسباب پر ہے کہ لفظ ما کا عام ہے۔ لہذا کل غیبات مراد ہونگے۔ الجواب فی القرآن لما علمکم مالم تکونوا تعلمون۔ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون وعلمتم مالم تعلموا انتم ولا اباءکم۔ اور دلیل عموم علم کی انہوں نے بیان کی ہے حدیث مسلم کی اخبرنا بما کان ومایکون الجواب ایک دن میں کل مایکون وماکان مثلاً کل مثلاً فوجداری و دیوانی ہندی بنگالی جرمنی وغیرہ بیان کرنا ممکن نہیں۔ بلکہ مراد نبذ من ہو عظام کی ہو مصرح فی روایت اخری۔ اور بیان کیا انہوں نے کہ معراج میں اللہ تعالیٰ نے ہاتھ پشت پر رکھا فتجلی کل شی۔ الجواب سات صحابہ نے یہ لفظ بیان کیا فعلمت الذی سالنی عنہ کما ھو مصرح فی الدر المنثور۔ یہ حدیث بلفظ تجلی لے کل شی وہم الہا خازن نے بیہقی سے نقل کیا ہے کہ یہ سب ضعیف ہیں۔ اب یہ جاننا چاہئے کہ اس جگہ احکام رعیت کے اور آپس میں تعلق والے اور احکام سلطانیہ ختم ہوگئے ہیں لہذا تمام مذکورہ قبیل کا خلاصہ اور خلاصہ قوانین کا اور ربط ان کا ذکر کیا جاتا ہے کلام الٰہی میں یہ ایک قانون کلی شرعی ہے کہ جس جگہ تخویف دی جائے دو چیلے بتائے جاتے ہیں واسطے دفعیہ عذاب کے ایک ظلم نہ کرنا دوسرا احسان کرنے کا حکم لہذا اس قانون کے مطابق پہلے تخویف دی گئی پھر قوانین پنداران رعیت کے واسطے بیان کئے گئے ہیں سب کا خلاصہ یہ ہے کہ ظلم نہ کر کسی قسم کا پھر اس کے بعد اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ سے لے کر احکام سلطانیہ آٹھ بیان کئے گئے احکام رعیت کے بعد بھی احسان کرنے کا حکم وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا سے لے کر وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا تک بیان کیا گیا اسی طرح احکام سلطانیہ کے آخر میں اشارۃً لا خیر فی کثیر من نجواھم الا من امر بصدقۃ او معروف سے ذکر کیا گیا (ربط احکام رعیت) جاننا چاہئے کہ تین قسم کے احکام بیان ہونگے (۱) مال بطریق الباطل یتیمی کا نہ کھاؤ اور اس سے مراد مہر اور وراثت ہوگی (۲) احکام نکاح کے متعلق بیان ہونگے (۳) اور وراثت کے متعلق احکام ہونگے جب یہ تین اقسام بیان کرنے تھے لہذا اول میں احکام خمسہ میں تین قسم کے احکام بطور سیدھے کے جمع کئے گئے۔ اول حکم میں بیان کیا کہ یتیمی کا مال ظلماً نہ کھاؤ۔ اور دوسرے میں اور تیسرے میں بیان کیا کہ نکاح اور مہر میں عدل کیا کرو ظلم نہ کرو اور پھر حکم رابع سے پہلے پرتنویر ڈالی گئی ہے اور خامس میں یہ کہا گیا کہ رجال اور نساء کے حق پورے دیا کرو۔ اور وراثت میں ظلم نہ کرو اور پھر تین قسموں کے احکام بیان کئے گئے علی سبیل اللف والنشر الغیر المرتب اول حکم سادس سے لے کر عاشر حکم تک وراثت کے متعلق بیان کیا۔ حاصل یہ ہے کہ یتیمی کے ورثہ میں ظلم نہ کرنا اور حکم سابع میں تہیم کی۔ کیونکہ حکم خامس اور سادس میں تخصیص رجال اور نساء اور یتیمی کی کی گئی ہے اور اس میں تعمیم کی گئی اور کہا گیا کہ تمام کے حصے معینہ میں ظلم نہ کرنا اور پھر حکم ثامن حکم سابع کے متعلقات میں سے تھا۔ کیونکہ حکم سابع میں بیان تھا کہ کسی کے حق ورثہ میں ظلم نہ کرو خواہ رجال یا نساء خواہ یتیمی ہوں اور

حکم ہشتم میں بھی بیان کیا کہ ورثہ میں نقص عیب نہ کریں ہاں اگر رجال یا نساء فاحشہ بینہ یعنی زنا وغیرہ کریں تو کچھ ایذا اصلاح کیواسطے دیدیں لیکن اگر توبہ کریں تو پھر بھی ظلم نہ کرنا اور پھر ترقی کرکے حکم ثامن میں فرمایا کہ مال ورثہ میں ملتا ہے نہ عورتیں۔ اب اس حکم سابع سے مضمون نکاح والا شروع کیا گیا اثنا عشر تک یہ بیان کیا۔ اور حکم سابع کا تعلق دونوں طرف ہی یعنی ورثہ کے ساتھ بھی تعلق ہے لہذا اس کو پہلے بیان کرکے نکاح کے متعلق بیان کیا گیا ورثہ میں عورتیں نہیں ملتی ہاں اگر خوشی سے نکاح کریں تو جائز ہے اور پھر ترقی کرکے عاشر میں کہا گیا کہ یہ عورتیں اگر خوشی سے نکاح کریں تو جائز نہیں اور حکم بارہویں میں کہا گیا کہ اگر عورتوں کو نکاح کرو تو ان کو مہر بھی دیا کرو ورنہ یہ بھی ظلم ہے اور حکم بارہواں میں بیان اول مضمون مال یتیمی والی کا اعادہ کیا گیا۔ اور تنویر ڈالی گئی یعنی محض تتمیم کی گئی کہ کوئی مال بھی بطریق الباطل نہ کھاؤ۔ یہ ایک ظلم ہے جیساکہ پہلے اس کے مضمون حکم رابع میں تنویر ڈالی گئی۔ اور جیساکہ مضمون تیسرے کی زیادتی تنویر اور تتمیم حکم سابع میں ڈالی گئی تھی۔ اور پھر حکم ثالث عشر اور رابع عشر متعلق وراثت کے لائے گئے ہیں یعنی ورثہ میں ایک دوسرے کے ساتھ مخالفت نہ کریں اور عورتیں اپنے رجال کی نابعداری کریں۔ لیکن رجال بھی ان پر ظلم نہ کریں۔ پھر حکم خامس عشر میں کہا گیا کہ اے مسلمانو اگر درمیان زوج اور زوجہ کے تنازع ہو تو اصلاح کیا کرو۔ (ربط احکام سلطانیہ) اول میں کہا گیا کہ کسی کا حق دوسرے پر ہو تو حقدار کو حق دلوا دیا کرو ایک حکم تو وہ تھا جو کہ رعیت کیواسطے بادشاہ پر لازم تھا۔ دوسرے میں یہ بیان کیا کہ اٹھو پکڑو تلواروں کو اور پھر ترقی کرکے حکم ثالث میں کہا گیا کہ کیوں قتال نہیں کرتے۔ اللہ کے رستے میں کہ ضعیف اور مسکین دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اللہ اس قریہ سے یعنی ظالموں کافروں سے خلاص دے قتال کرکے انکو کیوں نہیں خلاص کرتے اور پھر اس حکم ثالث کی تنویر ڈالی فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یعنی قتال کرو اور مومنوں کو اس پر برانگیختہ کرو۔ اچھے کام کرنے والوں کو اجر ملتا ہے۔ اور پھر حکم رابع میں ترقی کرکے کہا گیا کہ تم جب قتال پر جاؤ کوئی مومن دوسرے مومن کو قتل کر دے تو حکم اس طرح کیا کرو۔ پھر لشکر والوں کو حکم خامس میں کہا گیا کہ کسی شخص کو بلاتحقیق قتل نہ کرو پھر بادشاہ اور لشکروں کو کہا کہ التفات کرو تم طرف محبوس فی القریۃ کے کہ میں۔۔ تمہارے واسطے بادشاہ اسلام کو اور اس کے لشکر کو لے آیا ہوں لیکن تم جو کہ ہمت والے ہو کیوں نہیں نکلتے پھر انکو تنبیہ کرکے پھر التفات کیا گیا۔ طرف سلطان اور لشکر کے کہ اگر قتال کو جاؤ اور نماز پڑھتے ہیں کفار کا زیادہ خوف ہو تو نماز اس طرح پڑھو۔ اور نماز پوری پڑھیں لیکن قراۃ قصریہ سے پڑھ لیا کریں۔ پھر بادشاہ کو کہا گیا کہ حکم بقواعد الٰہیہ سے کریں اور اپنی خواہش کے مطابق نہ کریں جیساکہ طعمہ کے حق میں کیا ہے۔ (اب یہ جاننا چاہئے کہ اصل دعوی شرک کی نفی اور اثبات توحید ہے۔ لہذا اس دعوی کو احکام رعیت بیان کرکے بتلایا۔ واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا سے پھر احکام سلطانیہ ختم کرکے اصلی دعوی یعنی نفی شرک ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ سے لے کر فلیغیرن خلق اللہ تک ذکر کیا گیا۔ لیکن پہلے دفعہ لا تشرکوا کہا گیا تھا اور تفصیل نہ کی گئی تھی اور اس میں شرک کی بھی تفصیل کی گئی یعنی شرک فی الاعتقاد اور شرک فعلی بیان کیا گیا اور حکم بھی شرک کا بیان کیا گیا کہ یہ بری بلا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کبھی نہ بخشے گا۔ (تحقیق معانی) اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ۔ قال رسول اللہ صلعم۔ الدین ھو النصح للہ وللرسول ولعامتہ المؤمنین یعنی اللہ کا شریک نہ بنانا اور رسول اللہ علیہ وسلم کو صادق سمجھنا اور کو سختی سے پکڑنا۔ ان یدعون من دونہ الا اناثا۔ یعنی مؤنثوں کو بلاتے ہیں اور کلمہ اناث کا اس واسطے کہا گیا کہ وہ ملائکہ کو بھی بنات اللہ کہتے تھے اور صنام بھی جمادات لہذا ضمیر مونث کی ان کی طرف راجع کرتے ہیں فلیبتکن اذان الانعام

یعنی چارپایوں کی کانوں کو یعنی بتوں کے نام پر کان چیر دیں گے۔ اور یہی شرک فعلی ہے فلیغیرن خلق اللہ۔ اے دین اللہ کو پھر ومن یتخذ الشیطان سے لے کر مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا تک متعلق ان یدعون الا شیطانا مریدا کے لایا گیا اور تحریف دیکھی اور اس کے مقابلہ میں وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور بشارت دی گئی۔ اور پھر لَیْسَ بِاَمَانِیِّکُمْ وَلَآ اَمَانِیِّ اَھْلِ الْکِتٰبِ سے لے کر وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرٰھِیْمَ خَلِیْلًا تک یہ بیان کیا کہ اے مومنو اور اہل کتاب ایک دوسرے پر تفاخر نہ کرو دار مدار اعمال پر ہے وَاتَّبَعَ مِلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ یعنی عقیدہ والے حکم میں اور پھر وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا سے تحویف دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو جان رہا ہے موافق اعمال کے پوری جزا دے گا۔ اور یَسْتَفْتُوْنَکَ فِی النِّسَآءِ سے لے کر وَکَانَ اللّٰہُ وَاسِعًا حَکِیْمًا تک کلام[1] لائی گئی ہے یعنی حکم ثانی رعیت والے پر شبہ پڑتا ہے۔ اس کو رفع کیا گیا۔ یَسْتَفْتُوْنَکَ سے لے کر وَکَانَ اللّٰہُ وَاسِعًا حَکِیْمًا تک شبہے کو رفع کیا گیا۔ کیونکہ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ سے یہ وہم ہوتا تھا کہ یتیمی کو نکاح کرنا بالکل جائز نہ ہوگا اس آیت سے اس شبہ کو رفع کیا کہ یہ مطلب نہیں کہ ان کو نکاح کرنا بالکل ناجائز ہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر عدل نہ کر سکو تو کوئی دوسری عورت نکال کر لو۔ اور اگر کر سکو تو بیشک کرو (اور دوسرا شبہ) وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ سے لے کر اِنْ یُّرِیْدَآ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰہُ بَیْنَھُمَا تک پڑتا تھا کہ صلاح کا معنی یہ ہوگا کہ ہر ایک کو اپنا حق پورا کر دینا اور دلوانا اس سے یہ وہم ہوتا تھا کہ اگر عورت کہے کہ میں اپنا حق قسم کا یا کچھ حق نہیں لیتی تو وہ عورت اپنے زوج کے پاس رہ سکے۔ کیونکہ صلاح کا یہ معنی نہیں پایا جاتا۔ پس اِنِ امْرَاَۃٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِھَا سے لے کر کَانَ اللّٰہُ وَاسِعًا حَکِیْمًا تک بیان کیا کہ صلاح کا معنی عام ہے۔ خواہ کوئی ایک اپنا حق بخش بھی دے جیسا کہ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا سے بیان کیا گیا یعنی اگر کوئی اپنے لینے سے درگذر کرے تو نہایت اچھا ہے لیکن اگر کسی دوسری عورت کی خواہش کریں تو پہلی عورت کو کالمعلقہ نہ کریں۔ اور دوسری یہ بات ہے کہ اس جگہ تفریق نہیں بیان کیا گیا اور اس جگہ اِنْ یَّتَفَرَّقَا سے بیان کیا کہ اگر ان کی خواہش تفریق پر ہو تو بیشک کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کا رازق ہے۔ (تحقیق آیت) قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ وَمَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ فِی الْیَتٰمَی النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا تُؤْتُوْنَھُنَّ مَا کُتِبَ لَھُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْکِحُوْھُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰی بِالْقِسْطِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِہٖ عَلِیْمًا وَاِنِ امْرَاَۃٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِھَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْھِمَآ اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَھُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَیْرٌ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا۔

وَمَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ فِی الْیَتٰمَی النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا تُؤْتُوْنَھُنَّ مَا کُتِبَ لَھُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْکِحُوْھُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰی بِالْقِسْطِ وَمَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ کا عطف اسم پر ہے اور مراد ما یتلی سے آیت حکم ثانی والی ہے یعنی وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ کا عطف فیھن کی ضمیر پر ہے وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰی سے یَاْمُرُکُمْ محذوف ہے اور واو حرف عاطفہ تفسیریہ ہے واسطے یُفْتِیْکُمْ کے معنی یہ ہوگا کہ تم کو اللہ یہی فتویٰ دیتا ہے۔ عورتیں اور یتیمی اور مستضعفین کے حق میں یعنی امر کرتا ہے اللہ تعالیٰ کہ انکے ساتھ عدل کیا کرو۔ نشوز کا معنی سرکشی ہے وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا۔ احسان کا معنی اس جگہ عفو کر دینا ہے قرینہ اس معنی کا اَنْ تَعْفُوْا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ہے یعنی جیسا کہ ان تحسنوا وتتقوا میں تَتَّقُوْا تفسیر ہے تحسنوا کی اسی طرح یہ آیت بھی تفسیر ہے۔ (بقرہ پارہ ۲) اور پھر لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ سے لے کر وَکَانَ اللّٰہُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا تک تحویف ہے سب کچھ اللہ کے قبضے میں ہے اس سے ڈرو۔ اور پھر یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ سے لے کر فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا تک شبہ دوسرا جو کہ حکم تاسع سلطانیہ پر وارد ہوتا تھا دفع کیا گیا شبہ یہ تھا کہ صلاح کرنے سے شاید کہ کسی غریب آدمی کے واسطے کوئی کمی بیشی کریں تو اصلاح کے

[1] واسطے تحویف کے یعنی تحویف کے لائی گئی یعنی ایک حکم ثانی رعیت والے اور حکم سلطانی والے کی تفسیر کیواسطے کلام

واسطے یہ جائز ہوگا اسی طرح کسی بڑے آدمی کی اصلاح کیواسطے کم و بیش کریں تو یہ بھی جائز ہوگا تو جواب دیا گیا اس آیت سے کہ کم بیش بالکل نہ کریں بلکہ پورا انصاف کیا کریں (تحقیق بکلمہ) کُونُوا قَوَّامِینَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ سے اصل میں ولو کان شہادتکم علی انفسکم ہے من قبیل علفتھا تبنًا وماء باردًا سے ہے کیونکہ ماقبل کے ساتھ سوا اس کے تعلق نہیں ہوسکتا۔ حاصل تعلق ماقبل کا یہ ہے یا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا کونوا قوامین کا حکم تاسع سالفا نیہ کے ساتھ یعنی اَنَّا اَنْزَلْنَا اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ہے کیونکہ اس میں طعمہ کی قوم کو زجر کی گئی اب اس آیت سے یہ فرمایا کہ شہادت بالعدل دیا کرو خواہ اپنے نفس پر دو پھر احکام اور اس کے متعلق شبہے وغیرہ کو دفع کرکے یا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ سے لے کر آخر یَسْتَفْتُوْنَكَ تک یہودوں اور منافقوں کے متعلق کلام لائی گئی ہے یعنی انکے واسطے زجر اور سوال وجواب ان کے ہیں۔ یا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا سے لے کر فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا تک زجر کیگئی یہودوں کے لیے۔ کہ وہ کہتے تھے کہ اگر یہ نبی برحق ہوتا تو اس پر کتاب یک دفعہ نازل ہوتی۔ تو جواب دیا گیا کہ آہستہ آہستہ بھی اللہ تعالیٰ کتاب نازل کرتا ہے۔ اور ایک دفعہ توراۃ نازل کی ہے اور ایمان لاؤ نبی کے ساتھ۔ اور یا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا سے مراد اٰمَنُوْا بِالْكُتُبِ السَّابِقَةِ اور اٰمِنُوْا بِالرَّسُوْلِ صلعم پھر اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا سے لے کر وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِیْمًا تک زجر ہیں منافقوں کے واسطے یعنی منافق بعد ایمان کے زیادہ کافر ہوگئے ہیں اور کافروں کی ساتھ دوستی پکڑتے ہیں درمیان درمیان ہیں۔ پھر یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِیْنَ سے کہا گیا منافقوں کو کہ ظاہر مومن کہلانے والے کفار کے ساتھ تعلق نہ پکڑو۔ اگر تم اللہ کے ساتھ ایمان لاؤ۔ تو تم کو عذاب سے کوئی حصہ نہ ہوگا اور پھر لَا یُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِیْعًا عَلِیْمًا تک منافقوں کو کہا گیا اور اس کا تعلق یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے ساتھ ہے حاصل تمام کا یہ ہے کہ اے منافقو یعنی ظاہر میں آپ کو مومن کہلانے والے کفار کے ساتھ دوستی نہ پکڑو۔ ہاں اگر کفار تم کو کلمہ کفر جبرًا کہلائیں تو کلمہ کفر کہنا روا ہے مگر اس وقت جان کے بچانے کے واسطے کہ دو۔ لیکن دل میں تصدیق پکی رکھو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور پھر اِنْ تُبْدُوْا خَیْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِیْرًا سے بیان کرنے زجرات منافقوں کے مومنوں کو کہا گیا کہ بیشک انہوں نے دوستی پکڑی ہوئی ہے کافروں کے ساتھ لیکن تم معاف کردو کہ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے (اسمائی لفاظ) وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِیْنَ نَصِیْبٌ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَیْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی اگر کافروں کو فتح ہوجائے تو یہ منافق کہتے ہیں انکو آیا نہیں غلبہ کرسکتے تھے تم پر مومن ہم نے تم کو ان سے مدد اور پناہ دی اور منع کیا مومنوں کو تمہارے سے۔ مَا یَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ یعنی اگر تم شکر کرو تو اللہ تعالیٰ کو عذاب دینے کی کیا ضرورت ہے۔ الجھر بالسوء اسے کلمہ کفر کا کہنا۔ الا من ظلم مگر جو کہ مظلوم من الکفار ہو یعنی کفار ظلم سے کلمہ کفر کا کہلاتے ہیں تو اس کے لئے تلفظ بکلمۃ الکفر جائز ہے۔ تائید اس کی سورت نحل میں ہے۔ قال تعالیٰ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ پھر اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ سے لے کر وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا تک زجر کی گئی ہے واسطے یہود کے یعنی یہ یہود بعض رسولوں کو مانتے ہیں حالانکہ تمام رسول مرسل من اللہ ہیں اور مومن تو وہ ہیں جو تمام رسولوں کو مابین (تحقیق آیت) یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ کی وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ تفسیر ہے۔ اور وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ کی تائید ہے کل

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ ہے (من بقیہ پ۳) پھر یہود کو زجر کر کے یَسْئَلُکَ اَھْلُ الْکِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَیْھِمْ کِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ سے لے کر وَاَخْذِھِمُ الرِّبٰوا مِنْھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا تک یہود و نکے متعلق کلام لائی گئی کہ یہود سوال کرتے ہیں کہ یک دفعہ یہ کتاب نازل کیوں نہیں ہوئی اسی طرح موسیٰ علیہ السلام پر سوالات تعنتیہ کرتے تھے اور اس سوال پر زجر دی گئی ہے یا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا سے یہودوں کو پھر اس جگہ اعادہ کیا گیا اس سوال کا کیونکہ غرض جواب دینا تھا لہذا اس جگہ تفصیل کی گئی اور اس جگہ اجمالاً بیان کیا گیا کیونکہ اس جگہ زجر بیان کرنی تھی اور اس سوال کا جواب رکوع دوسرے کے ابتدا سے یعنی اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ کَمَآ اَوْحَیْنَآ سے لے کر وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا تک دیا گیا ہے حاصل یہ ہے کہ سوال کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کتاب کیوں نہیں آئی۔ تو کہا گیا کہ اسی طرح آہستہ آہستہ تمام انبیا کی طرف ہم وحی کرتے رہے۔ اچھا یہ دلیل پکڑتے ہیں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کہ اس پر تورات ایک دفعہ نازل ہوئی ہے۔ تو اس کا جواب کَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا سے دیا گیا کہ اس پر بھی باقی وحی آہستہ آہستہ ہوتے تھے۔ اور ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ۔ ثم تعقیب ذکر کرنے سے اور لٰکِنِ اللّٰہُ یَشْھَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَیْکَ اَنْزَلَہٗ بِعِلْمِہٖ سے یہ بیان کیا کہ یہ تو نہیں مانتے لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہے کیونکہ ایسے مضمون والی کتاب کسی غیر سے نہیں ہو سکتی تو یہی قرآن مشہود بہ اللہ کی طرف سے ہے اور درمیان سوال وجواب کے فَبِمَا نَقْضِھِمْ مِّیْثَاقَھُمْ سے لے کر وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ مِنْھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا تک متعلق ہے کما سئل موسیٰ سے اور زجر ہیں یہودوں کو۔ یعنی انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے بھی ایسے سوال کئے تھے۔ ان تمام مذکورہ خرابیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر طیبات حرام کر دیئے تھے **تحقیق لفظی**) قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللّٰہُ عَلَیْھَا بِکُفْرِھِمْ بل ترقی کر کے کہا گیا کہ دل انکے غلف میں نہیں ہیں بلکہ اللہ نے ہدایت والی مہر اس پر ماردی ہے اور ہدایت والی سمجھ چھین لی ہے **شعر**

این زجر است معنی جاریست　　معنی جاریت را زاری ہست

وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْہِ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْہُ مَا لَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ اب اس جگہ شُبِّہَ لَھُمْ کے معنی مفسرین تو یہ کرتے ہیں کہ عیسیٰ کے مشابہ ایک شخص یہود میں سے کیا گیا انہوں نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اور باقی معانی بھی بہت کرتے ہیں لیکن حق معنی شبہ کا یہ ہے کہ ان یہود پر یہ بات مشتبہ کی گئی ہے یعنی بات صلیب وغیرہ والی کوئی نہیں ہوئی بلکہ جھوٹی بات ان پر یہ اٹھائے عیسیٰ علیہ السلام کے مشہور کی گئی ان کو شبہ پڑ گیا شاید اس طرح ہوگا۔ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْہِ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْہُ مَا لَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ سے کہا گیا کہ خود یہود مختلف ہیں اس بات میں اور خود شک میں ہیں محض ظن کے تابع ہیں یہ معنی انور شاہ صاحب نے کیا ہے وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ اس آیت کے معنی میں مفسرین نے بہت توجیہات کی ہیں۔ لیکن سب سے حق یہ ہے کہ لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ مجرور کا مرجع حقیقتاً قال محمد صلعم ہے اور قَبْلَ مَوْتِہٖ کی ضمیر راجع ہے طرف اہل کتاب کے۔ اب معنی یہ ہوگا کہ جو یہود و نبی علیہ السلام کے زمانہ میں ہیں وہ اپنی موت سے پہلے ہر ایک ایمان لے آئے گا ساتھ حقیقتاً قال محمد صلعم کے تائید اس کی سَنُرِیْھِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَھُمْ اَنَّہُ الْحَقُّ (ثم فصلت) وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا یعنی نبی علیہ السلام دن قیامت کے بتلائیں گے کہ میں

ہیں نے ان کو حق تبلایا۔ لیکن انہوں نے نہ مانا۔ اصل حکم تو حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ سے اور فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا اعادہ کیا گیا ہے بعد عہد کے کیونکہ پہلے تو ان کی پلیدیاں فَبِمَا نَقْضِهِمْ سے وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَآءَ سے بیان کی گئیں تفصیلاً لیکن حکم کوئی نہ کیا گیا ان پلیدیوں کو اجمالاً بلفظ فبظلم سے اعادہ کر کے حکم حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ والا کیا گیا لیکن اب یہ معلوم کرنا چاہئے کہ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ سے مراد وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَا اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَا اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ اس آیت میں جو مذکور ہیں یہ مراد نہیں کیونکہ یہ چیزیں بعد انجیل کے تو حرام نہیں ہوئیں بلکہ پہلے حرام ہوئی تھیں پس اسجگہ مراد یہ ہے کہ بادشاہی اور باقی انعامات اللہ تعالیٰ نے چھین لئے لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ سے لے کر اَجْرًا عَظِيْمًا تک متعلق ہے زجرات یہود کے ساتھ کہ پلیدیاں کرتے ہیں اور حق کو نہ مانا یعنی نبی علیہ السلام کو اور قرآن کو کہ ان راسخ فی العلم مان چکے ہیں۔ اور پھر اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ سے لے کر وَكَفٰى بِاللّٰهِ تک جواب سوال سابق کا دیا گیا تقریر اس کی ہو چکی ہے اور پھر اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا سے لے کر وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا تک تخویف بیان کی گئی ہے کہ اے یہود تم کافر ہو گئے ہو تو مان لو وقت ہے تمہارے ہاتھ میں سب چیز ہے۔ ورنہ دوزخ میں ڈالے جاؤ گے۔ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ سے لیکر وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا تک متعلق ہے سلک اہل الکتاب اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ کے ساتھ باعتبار ربط کے یعنی اے اہل الکتاب یعنی یہود و عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں برا نہ کہو اور وہ معبود نہیں ہے اور رسول صلعم کے حق میں بھی برا نہ کہو یعنی ان دونوں کے حق میں برا نہ کہو کیونکہ عیسیٰ تو رسول خدا کا ہے وہ برا نہیں ہاں بیشک ثلثۃ الٰہ والی بات بری ہے اس سے بچو ایک اللہ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ رسول صلعم کے حق میں بھی بری باتیں کرتے ہیں۔ اور سوال کرتے ہیں۔ اور اسی طرح عیسیٰ کے حق میں بھی برے الفاظ کہتے ہیں۔ جیسا کہ عیسیٰ ابن الزانیہ وغیرہ اور باقی یہ ہے کہ آیا یہ خطاب یہود کو ہے یا کہ نصاریٰ کو شاہ ولی اللہ نے نصاریٰ کو کہا ہے۔ اور مدارک والے نے کہا ہے کہ یہود کو کہا حق یہی ہے۔ کیونکہ پہلے بھی تمام خطاب یہود کو کئے گئے ہیں۔ پھر لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا سے لے کر وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا تک متعلق ہے وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ کے یعنی معبود غیر کو نہ بناؤ۔ دیکھو خود عیسیٰ عابد ہونے سے نفرت نہیں کرتا اور نہ کوئی ملائکہ پھر تم معبود اس کو بناتے ہو۔ (استنکاف) ناک چڑھانا) اور پھر يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ سے وَيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا تک ترغیب دلائی گئی ہے کہ رسول اللہ صلعم اور قرآن کو مان لو جنات انعام دے جاؤ گے۔ اور پھر يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ سے لے کر وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ تک۔ پھر اختتام سورت میں ایک مسئلہ جو کہ ابتدا سورت سے ضمناً معلوم ہو سکتا ہے پھر اعادہ کیا گیا تاکہ غلطی ان سے نہ ہو جائے۔ اب یہ جاننا چاہئے کہ اس جگہ سے کس طرح ضمناً نکل سکتا ہے ابتدا سورت میں رکوع يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ میں کہا گیا۔ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر میت کے اخوۃ ہوں تو والدہ کو بجائے ثلث کے سدس ملتا ہے اب خیال کرنا چاہئے کہ والدہ کو بجائے ثلث کے سدس کیوں دیا جاتا ہے اگر یہ کہیں کہ باقی اخوۃ کو کچھ ملے گا۔ حالانکہ ان کو تو کچھ نہیں دیا جاتا پس معلوم ہوا کہ نقصان کی وجہ یہ ہے کہ والد کو زیادہ ملے گا اور مال والد کا آخر پھر اولاد کو جو کہ میت کے ہیں طبیعت للذکر مثل حظ الانثیین جو کہ ابتدا اور آخر سورت میں بیان ہے ملے گا۔ سوال ہم نہیں مانتے کہ والد کو زیادہ اس لئے

دیا گیا ہے کہ بیٹے ہونے تو میت کے بھائی لے لیں اس لئے کہ میت کے بھائی اگر فقط مادری ہوں جو کہ والد کے وارث نہیں بن سکتے تب بھی والدہ کو ثلث کی بجائے ثلث ملتا ہے۔ الجواب بعض صحابہ بعورۃ ہذا میں والدہ کو ثلث کامل دلاتے تھے۔ اور جو کہتے ہیں کہ والد شامل ہوگا ان کا یہ ہے کہ کثیر الدین تو ہوتا ہے کہ پدری برادر ہوتے ہیں اور اگر میت کے برادر فقط مادری ہوں تو والد کو ناقص کرنے کی وجہ یہ مذکور نہ ہوگی لہذا یہ مسئلہ نہیں فرمایا۔ لِئَلَّا تَضِلُّوا پس مادری بھائیوں میں یہ علت ممکن ہو کہ والد اپنے بیٹے کے خویشوں کے ساتھ صلہ رحمی کرے گا۔ واللہ اعلم یعنی ان تضلوا ای کراہۃ ان لا تضلوا یعنی تاکہ بھول نہ جاؤ۔ حاصل سورت و تقریر یہ ہے کہ قاعدہ ہائے اکثریہ قرآن یہ ہے کہ جس جگہ عذاب سے تخویف دی جائے اس جگہ اسطے دفعیہ عذاب کے دو حیلے بتلائے جاتے ہیں ایک ظلم نہ کرنا اور دوسرا احسان کرنا۔ اور میرا قاعدہ قرآن کا یہ بھی ہے کہ دو مرتبے اعلیٰ کے متعلق بشارت یا تخویف بیان کی جاتی ہے۔ اور باقی متوسط رتبے والوں کو مقابلہ پر ترک کیا جاتا ہے اسی واسطے کئی جگہ تخویف میں لفظ جہنم خالدا فیہا کا کہا جاتا ہے اس واسطے کہ اس جگہ ذکر مرتبے اعلیٰ کا ہوتا ہے (یہ توطیہ تمہید تھی) اب مطلب یہ ہے کہ بمطابق قانون اول اس سورت میں تخویف بیان کی گئی ہے۔ بعد اس کے احکام رعیت کے پندرہ بیان کئے گئے۔ پھر ایک دوسرے سے ترقی کے ساتھ اور ہر ایک کو آپس میں ربط ہے جو کہ تقریر میں بیان کیا گیا ہے حاصل تمام کا یہ ہے کہ اول و دوم بعد بیان کرنے احکام رعیت کے احسان کرنے کا حکم بیان کیا گیا۔ اور بالوالدین احسانا سے لے کر ولا یکتمون اللہ حدیثا تک بعد بیان کرنے احکام رعیت کے احسان کرنے کا۔ اور اصلی دعویٰ جس کے واسطے تخویف کی گئی تھی بیان کیا گیا واعبدوا اللہ ولا تشرکوا سے پھر اسکے بعد یا ایہا الذین امنوا لا تقربوا سے مصلح تبلایا گیا یعنی وہ چیزیں تبلائیں گئیں جن کی وجہ سے ظلم نہ کریں گے۔ اور احسان کریں گے۔ وہ ملوۃ ہے کما جاء فی الحدیث۔ سودا صفوتکم۔ او لیحالفن اللہ پھر اس کے بعد الم تر الی الذین اوتوا نصیبا سے لے کر واتینہم ملکا عظیما تک زجریں کی گئی واسطے یہود کے جو کہ احکام مذکورہ کو نہیں مانتے بوجہ نہ ماننے نبی علیہ السلام کے یہ سورت تک ایک حصہ سورت کا ختم ہو گیا ہے مع متعلقات کے اب دوسرا حصہ احکام سلطانیہ ان اللہ یامرکم سے لے کر ذلک خیر و احسن تاویلا تک بیان کئے گئے اول تین احکام سلطانیہ کی مناسب ہر ایک حکم کے زجریں بیان کی گئیں اور ثالث حکم وقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک سے تنویر کی گئی پہلے تینوں احکاموں میں تو برائیختہ کیا گیا واسطے قتال کے بمع زجرات کے اور حکم رابع اور خمسہ میں وہ حکم تبلائے جن کا قتال میں جانا ضروری تھا۔ پھر اعادہ ترغیب قتال کا یعنی مضمون پہلے احکام ثلثہ کا کیا گیا لا یستوی القاعدون من المومنین سے پھر حکم خامس میں التفات کیا گیا طرف محبوس فی القریہ کہ تم کیوں نہیں نکلتے پھر ترغیب علی الہجرہ دے کر پھر التفات کیا گیا طرف حکام اور لشکر کے اور ان کو وہ احکام تبلائے گئے جنکی سفر میں ضرورت تھی باعتبار صلوۃ اور حکم کرنے کے فیصلہ میں پس احکام سلطانیہ ختم کر کے پھر دعوی اصلی جس کے واسطے قتال و غیرہ کا حکم کیا گیا یعنی نہ شرک فی العبادۃ کرو اور نہ شرک فعلی کرو لیکن یہ جاننا چاہیے کہ احکام رعیت کے بعد بھی دعوی واعبدوا اللہ سے بیان کیا گیا لیکن اجمال تھا اور احکام سلطانیہ بیان کرنے کے بعد ان اللہ لا یغفر سے لیکر فلیغیرن خلق اللہ تک تفصیل سے شرک بیان کیا گیا اس کا حکم بھی بتایا گیا کہ اس کو اللہ کبھی نہیں بخشے گا پھر یستفتونک سے لے کر فان اللہ کان بما تعملون خبیرا تک جو وہ شبہے وارد ہوتے تھے احکام رعیت والوں پر ایک حکم ثانی اور ایک حکم خامس پر ان کو دفع

کیا گیا وکان اللہ واسعا حکیما تک پھر تخویف دیگر جو ایک احکام سلطانیہ میں سے اخیری حکم کے متعلق کلام لائی گئی واسطے قوم ظلمہ کے کہ کسی قسم کی گواہی یا عدل سے دیا کر وپھر اس سے بعد یہود پر زجر کر کے پھر ان الذین اٰمنوا ثم کفروا سے لے کر وکان اللہ سمیعا علیما تک منافقوں کے متعلق زجرات وغیرہ بیان ہوئیں پھر ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ سے زجر یہود کو کر کے یسئلک اھل الکتاب سے ان کا سوال وشبہ ذکر کیا گیا پہلے بھی زجر اسی پر کی گئی تھی اس جگہ اعادہ کرنے سے صرف فرض جواب دینے کی تھی۔ اور پھر انا اوحینا الیک سے جواب دیا گیا اور درمیان میں یہود کے متعلق زجریں کی گئیں۔ پھر یہود کو کہا گیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں بُرے کلمات نہ کہو۔ ہاں جو بُری بات ہے یعنی الٰہیہ ثلثہ سے بچو۔ پھر ترغیب علی الایمان بیان کر کے پھر وہی مسئلہ جو کہ حکم شائع رعیت والے احکام سے ضمناً معلوم ہو سکتا تھا۔ اس کو بیان کیا بوجہ سوال کرنے لوگوں کے تاکہ غلطی نہ ہو جائے (خلاصہ مقصودی)

سورت کے دو حصے ہیں ایک میں احکام رعیت جن کا حاصل یہ ہے کہ ظلم نہ کریں۔ اور ظلم نہ کرنے کی مما رستالف القلوب کا بیان کر کے زجرات وغیرہ بیان کی گئیں۔ یہ حصہ احکام سلطانیہ کے شروع تک ہے یعنی ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات تک ہے اور دوسرا حصہ آخر سورت تک ہے جس میں احکام سلطانیہ بمع زجرات کے ہے پھر ایک زجر کے متعلق ایک سوال یہود کا آخر میں بیان کر کے اور اس کا جواب دے کر پھر زجرات کی گئیں۔ اور درمیان میں کچھ کلام متعلق دونوں حصوں کے لائی گئی واسطے دفع شبہات ہے جو کہ دونوں حصوں والوں احکام سے ایک ایک حکم پر وارد ہوتا تھا یعنی حصے اول کے دوسرے حکم پر اور آخر پر اور دوسرے حصے کے اخیری حکم کے متعلق بیان کئے گئے۔ یہ دو حصے ہیں اس سورت کے اور ہر ایک حصہ کے احکام ختم کر کے دعوی اصلی یعنی نفی شرک کو بیان کیا گیا لیکن پہلے مجمل بیان کیا گیا پھر تفصیل سے۔ پس سب تقریر سے معلوم ہو گیا کہ اصلی غرض نفی شرک کی ہے۔

واعلموا ایھا العلماء والطلباء قد ابلغت فی بیان الحاصل والخلاصۃ کان العلماء قد اعترضوا علی استاذی الذی قلع الشرک من القبجاب بانہ یقول ان خلاصۃ القرآن واکثر السور التوحید والحال ان سورۃ النساء بیان للاحکام الفرعیۃ ولیس فیہ بیان التوحید فانظر ھذا الحاصل والخلاصۃ وانظر فی ھذہ السورۃ بالنظر الدقیق ثم فکر بالقلب السلیم ثم انظر بنظر الانصاف اھذا الاعتراض من العناد ام لا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ مائدہ

یاایھا الذین اٰمنوا اوفوا بالعقود۔ مراد عقود سے عہدہائے کہ بستہ ایم بانداء بالتزام احکام او تعالیٰ از شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی۔ قال تعالیٰ احلت لکم بھیمۃ الانعام الا ما یتلیٰ علیکم غیر محلی الصید وانتم حرم سے غرض یہ ہے کہ اس سورت میں چار مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ ایک تحریم الٰہی دوسری تحریم عباد۔ تیسرا نیازات الٰہی۔ چوتھا نیازات عباد۔ تحریم الٰہی کو نگاہ رکھو ماخذ اس کا غیر محلی الصید وانتم حرم۔ تحریم عباد بیجا اور غلط اپنے آپ سے تحریم نہ بناؤ اس تحریم کو توڑ دو ماخذ اس کا احلّت

لکم بھیمۃ الانعام تیسرا نیازات الٰہی اسکو برجا رکھو اس کی ہتک مت کرو ماخذ اس کا لاتحلوا شعائر اللہ الخ چوتھا نیازات عباد ماخذ اس کا مااھل لغیر اللہ وما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام ہے نیازات عباد کو چھوڑ دو۔ اللہ کی نیازات کو برجا رکھو پس جب کہ ذکر کرنا اس مسئلہ کا مقصود بالذات ہوا تو غیر محلی الصید کو حال بنانا غلط ہے۔ جیسا کہ جلالین کے حاشیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زمخشری نے کہا ہے کہ مقصود احسان جتلانا ہے کہ وقت احرام کے بھی میں نے آپ کے واسطے یہ اشیاء حلال کیے ہیں۔ ان مسائل کی دلیل قبل اور ترک میں یہ ہے کہ ان اللہ یحکم ما یرید اور قلائد سے مراد ذی قلائد ہیں۔ اور امین البیت الحرام سے مراد مسلمان ہیں یا کافر اگر کافر ہوں تو یبتغون فضلا من ربھم سے مراد آمین البیت الحرام یبتغون فضلا۔ فی زعمھم ہوگا۔ قولہ لا یجرمنکم شنآن قوم الخ اس سے مطلب یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے وقت عمرہ سے مانع اہل مکہ اور اطراف اہل مکہ ہوئے تھے اور اب وہ اطراف مکہ مسلمان ہوگئے پس اگر ان پر یہود وغیرہ ظلم کریں راستہ حج میں تو تم خاموش نہ رہو اگرچہ آپ کا انکے ساتھ عہد و میثاق ہوا ہے اس وقت تمہارا خاموش رہنا تعاون علی الاثم والعدوان شمار کیا جائے گا۔ (ربط یہ ہے) کہ جو ہدایا کہ نیازات الٰہی ہیں وہ مسلمان کسی کیطرف لے جاتے ہوں اور یہود وغیرہ جو ان کو غارت کریں تو تم نیازات الٰہی کی ہتک کرنے دو حرمت علیکم المیتۃ اس آیت میں بھی ثابت ہو کہ نذر عباد وسلام میں نہ کھانا چاہئیں لیکن یہ سمجھنا چاہئے کہ ایک نذر ہے دوسرا تحریم عباد حکم یہ ہے کہ تحریم عباد کو چھوڑنا چاہئے۔ اس کے برخلاف کرنا چاہئے جیسا کہ فقیر کے قبر کے درخت کاٹنے۔ نذر یہ ہے کہ فلاں پیر یا فقیر کی نذر ہے پس یہ دینا اور کھلانا لوگوں کو حرام ہے۔ اس زمانہ میں آج کل یہ نیت ہوتی ہے کہ وہ فقیر اس وقت میری نذر کو معلوم کر رہا ہے پس یہ شرک فی التصرف ہے تحقیق مقام کی دوسری جگہ میں کیجاوے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ قولہ اھل بہ لغیر اللہ مفسرین نے اس کا ایک معنی یہ بیان کیا ہے کہ وہ شئی کہ جس پر آواز کیا جاوے بسبب تعظیم غیر اللہ کے وہ شئے بھی حرام ہوگئی جیسا کہ درمختار اور شامی سے صراحۃً ثابت ہے۔ لیکن اگر قرآن کے سیاق کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یا بمعنی علی نہ ہونا چاہئے۔ اور معنی یوں ہونا چاہئے کہ وہ کلمہ کہ جس کے ساتھ آواز بلند کیا جاوے واسطے غیر اللہ کے اور اس کلمہ کے حرام ہونے کی وجہ سے وہ شئے بھی حرام ہو جائے گی۔ اس کی تائید یہ قول عزوجل کرتا ہے۔ او فسقا اھل لغیر اللہ بہ سورۃ الانعام یعنی ذات فسق وہ یہی کلمہ ہے۔ اور سورت حج میں بھی کہا فاجتنبوا قول الزور محاورہ عرب میں ہے اھلت بالتسمیۃ علی الذبیحۃ۔ و اھلت بالتلبیۃ اور دوسرا یہ ہے کہ اگر معنی اول لیویں تو ما ہیں ما اھل لغیر اللہ بہ اور ما ذبح علی النصب میں فرق ثابت نہ ہوگا پس اول کو عام بنانا پڑے گا۔ اور دوسرے کو خاص کما ہو المصرح فی الکلام المفسرین فافہم اور دوسرا معنی بالکل صحیح ہے کیونکہ بعض قرآن بعض کا بیان اور تفسیر ہے فقولہ تبیانا لکل شئی مراد کل شئی سے شرائع ہیں بعضی مصرحاً بیان ہیں بعضی بالحوالہ علی لسان الرسول ما اتاکم الرسول فخذوہ (ابوداؤد) قولہ فمن اضطر یعنی جو متحلج ہو جائے قولہ یا ایھا الذین لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم الخ پہلے یہ جاننا چاہئے کہ یہ مسئلہ متعلق مسئلہ ماقبل کے ساتھ جو پہلے ہم بیان کر آئے ہیں یہ اس کی تفصیل ہے اور چار مسئلے مذکورہ اس جگہ کے اس جگہ زیادہ مصرح ہیں لا تحرموا طیبات ما احل اللہ سے تحریم عباد نکلتے ہیں۔ اور طیبات کی اضافت طرف ما احل اللہ کے بیانیہ ہے یعنی طیبات وہ ہیں کہ حق تعالیٰ نے حلال کئے یعنی اس کی تحریم نہیں فرمائی قرآن میں۔ اور نہ رسول اللہ صلعم سے تحریم کروائی۔ اور یا ایھا الذین امنوا انما

الخمر والمیسر والانصاب سے نیازات عباد کہ وہ حرام ہیں ولا تقتلوا الصید وانتم حرم سے تحریم الٰہی ثابت ہے۔ اور جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس والشہر الحرام سے نذر اللہ کی ثابت ہے اور ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا حام سے تحریم عباد کی نفی ہے جو پہلے گذر چکی ہے قولہ ولا تعتدوا یعنی جو چیزیں اللہ نے حرام نہیں کیں بلکہ حلال کی ہیں تم حرام نہ کرو۔ حل اور حرمت تمہارے اختیار میں نہیں ہے۔ قولہ لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم الخ جب کہ پہلے سے ثابت ہوا۔ کہ تحریم الحلال غلط ہے اور تحریم الحلال یمین ہوتی ہے لہذا یمین کا مسئلہ بیان کیا گیا کہ ان کو چھوڑو باقی یمین کا ذکر مفصلاً اصول فقہ میں ہے۔ قولہ فصیام ثلثۃ ایام ای متتابعات یہ قرأت متواتر ہے لہذا یہ لیں گے۔ قولہ واحفظوا ایمانکم یعنی بچو اور مت کرو اور یہ معنی نہیں کہ یمین کر کے اس پر قائم رہو اور نگاہ رکھو۔ اور توڑو نہیں۔ کیونکہ سیاق قرآن کے مخالف ہے۔ قولہ انما الخمر والمیسر یعنی جو بات آگے آرہی ہے یہی ہے اور انما کا معنی ما الا نہیں ہے جیسا کہ انما سکرت ابصارنا میں بھی یہی معنی ہے کیونکہ اس جگہ یہ معنی نہیں ہو سکتا کہ نہیں بیہوش کئے گئے مگر آنکھیں ان کی اسی طرح انما الاعمال بالنیات میں پس سورت بقرہ میں انما حرم علیکم المیتۃ کا یہی معنی کرو نہ حصر والا تاکہ یہ بھی مقصود بالذات ہو جاوے اور حرمت بیع وغیرہ کا جواب دینا پڑے ہاں قرینہ مقام میں وہ معنی بھی کیا جاسکے گا یہ تمام رضی سے ماخوذ ہے قولہ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم غرض اس سے خمر اور میسر کی علت بیان کرنی ہے۔ اور علت انصاب و ازلام جو شرک فی التصرف تھا۔ وہ ظاہر تھے لہذا ان کی علت بیان نہ کی گئی۔ اور میسر کا معنی مطلق شرط ہے پس حرام ہو گئی اس سے قولہ لیس علی الذین امنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا وامنوا وعملوا الصالحات الخ مراد اتقا من الشرک ہے اور دوسرے سے بچا رہنا ولم یرتابوا کے درجے میں ہو جانا کقولہ تعالیٰ امنوا ثم لم یرتابوا اور یہی ایمان کامل ہے اور احسان سے یہ مراد ہے کہ فاعبد اللہ کانک تراہ۔ وان لم تکن تراہ فانہ یراک کے درجہ میں ہو جانا ہے قولہ تعالیٰ۔ لیعلم اللہ من یخافہ بالغیب الخ یہ علت تحریم الٰہی کی اور کار و غیرہ حرام ہونے کی احرام میں تاکہ جان لے اللہ کہ لوگ خوف خدا رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اللہ کی ذات پاک ہر وقت عالم حاضر ناظر ہے ہم کو اطاعت میں ثواب دیگا اور عدم اطاعت میں عذاب کرے گا۔ قولہ وطعامہ متاعا لکم وللسیارۃ الخ مراد طعام سے وہ مچھلی ہے کہ دریا پھینک دیوے اور سیارہ سے مراد مسافر ہیں۔ قولہ قیاما للناس یعنی سبب قیام کا ہے اگر ایک سال بالکل کوئی بھی حج نہ کرے تو جہان فنا ہو جائے گا کذا فی المدارک۔ قولہ ذلک لتعلموا ان اللہ یعلم ما فی السموٰت یہ علت ہے ماقبل کی یعنی ان چیزوں کا تم پر حکم کیا گیا ہے تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ تم اللہ تعالیٰ کو عالم ہر شے کا جانتے ہو۔ قولہ قل لا یستوی الخبیث والطیب یعنی خبیث ہمیں اور طیب ہمیں یکساں نہیں ہیں۔ قولہ یا ایہا الذین امنوا لا تسئلوا یعنی جس وقت مبادی بیان کئے جاویں تو اس وقت سوال دوسرے شیار سے نہ کریں کیونکہ اگر وہ تم کو تبلائے جاویں تو تم نقصان میں پڑو گے جیسا کہ پہلی قوموں نے سوال کیا تھا اخیر وہ کافر ہو گئے تھے جیسا کہ اگر مبادی بیان ہوتے ہیں تو شیوع کا مسئلہ نہ پوچھنا چاہئے۔ کیونکہ جو بری ہمیں انکے دلوں میں محکم ہوتی ہیں وہ سرعت سے نہیں جاتیں بلکہ آہستہ آہستہ جاتی ہیں اگر پہلے ان کو جواب دیا جاوے تو کبھی نہ مانیں گے قولہ علیکم انفسکم لا یضرکم الخ تم اپنے آپ کو خوب مضبوط رکھو تم کو یہود وغیرہ نقصان نہ دے سکیں گے اگر تم نے راہ ہدایت پالیا قولہ شہادۃ بینکم الخ یعنی حاضر ہونا۔ قولہ اثنین یعنی شہادۃ اثنین یعنی مضاف محذوف ہے۔ قولہ استحق علیہم الاولیان یعنی ان کی طرف سے جن پر ضرر ہو ان دو

شخصوں سے جو میت کے پاس تھے قولہ ذٰلِکَ اَدْنٰی اَنْ یَّاْتُوْا بِالشَّہَادَۃِ عَلٰی وَجْہِہَا. اے بخوف اس کے کہ مابعد والی عبارۃ مرتبط ہو جاوے وہ شہادت پوری ادا کریں گے. قولہ اَوْ یَخَافُوْا فَوْاِیْنِی بوجہ خوف الٰہی یا بوجہ خوف اس بات کے کہ ہماری قسمیں رد کی جاویں گی. قولہ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاسْمَعُوْا یعنی جو احکام بیان کئے گئے ہیں تمام کو تسلیم کرو اور اللہ کی ذات سے ڈرو. حاصل اس مقام کا یہ ہے کہ اگر فوت ہونے لگے اور مسلمان موجود ہوں تو دو آدمی ان سے گواہ بنائیں انکو وصیت کریں کہ ہمارے وارثوں کو ہمارا مال دے دیویں اور اگر مسلمان موجود نہ ہوں بلکہ غیر دین والے ہیں تو ان سے دو شخصوں کو وصیت کریں کہ میرا مال فلاں اور فلاں وارث میرے کو پہنچا دیں اور جس وقت وہ تم کو دین اور تم کو شبہ ہو کہ کچھ مال کھا گئے ہیں تو ان سے حلف باللہ کرالو. پھر اگر مال کہیں ظاہر ہو تو دو گواہ پیش کرو کہ یہ مال ہمارے وارث میت کا ہے پھر وہ مال واپس لے لو. اور ان کا کذب بھی ظاہر ہو جائے اور غیر مذہب والوں سے قسم بالسر لینی چاہئے نہ ان کے مذہب کے موافق اور واقعہ بھی اسی طرح ہوا تھا کہ ارادہ رسول اللہ صلعم کا ہو گیا تھا کہ یہودوں سے انکے مذہب کے موافق قسم لیں جبکہ آگیا کہ خبردار قسم بغیر اللہ نہ لیں. علت اس کی یہ ہے. کہ قسم میں دو باتیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ مقسم بہ میرا حال جان رہا ہے اگر میں کذب کہوں تو ضرر دے گا. دوسرا یہ کہ اس کو قدرت ہے کہ اگر نقصان دے تو دے سکتا ہے. حالانکہ یہ خاصہ خدا کا ہے اس سے شرک فی التصرف اور شرک فی العلم لازم آتا ہے اور یہ ثابت نہیں ہوا کہ نبی علیہ السلام نے ان یہودوں سے قسم لی بھی ہو ان کے مذہب کے موافق. ترمذی میں جو ذکر آیا کہ قسم لی ہے مراد خیال قسم لینے کا ہے اور بعد الصلوٰۃ کی قید اتفاقی ہے کہ اس وقت لوگ بہت جمع ہوتے ہیں. اس مقام کا ربط یہ ہوا کہ قسم بغیر اللہ جائز نہ ہے. کیونکہ شرک فی التصرف سے اور شرک فی العلم لازم آتا ہے قولہ یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ یوم متعلق قالوا موخر کے ہے ربط یہ ہے کہ شیرینیاں وغیرہ اس واسطے دی جاتی ہیں غیر اللہ کے نام پر کہ وہ دینے والا جانتا ہے کہ فلاں فقیر جانتا ہے کہ دینے والا معتقد ہے کہ ہم کو وہ فقیر نفع پہنچائے گا یہ عقاد باطل ہے دیکھو اور سنو نبیوں کا حال خاص عیسیٰ علیہ السلام کا حال کہ جس کو بڑا متصرف مانا گیا ہے اور اس کے نام پر اپنی اولاد کو ذبح کیا کرتے تھے اس واسطے ان کی تخصیص کی گئی ہے. اور کہا کیا کہ اب ذرہ عیسیٰ کا حال سنو کہ جو تمہارا بڑا متصرف ہے وہ اقرار کر رہا ہے کہ میں ان صفات کے لائق نہیں ہوں پس جبان کا یہ حال ہوا تو پیروں کا کیا حال ہوگا کیوں کہ پیر تو معتقد ہوتے ہیں نبیوں کی تائید کذبوکم بما تعملون فی سورۃ الفرقان اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذ قال متعلق ہے قَالَ سُبْحٰنَکَ انک اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ موخر کے ساتھ اور باری تعالیٰ نے کہا. ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ الٰہَیْنِ. اور پھر اس جگہ وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اعادہ کیا گیا واسطے بعد عہد کے اور مابین اس کے انعام اتنے جتلائے گئے. اور اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ یہ التفات ہے اور لوگوں کی طرف جس طرح وعظ لوگ کرتے ہیں. اور حواریوں سے مراد بادشاہ ہیں جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہو کر قتال کیا تھا. عیدا لاولنا واخرنا یعنی ہمارے واسطے اور جو ہم سے پیچھے آئیں گے. ان کے واسطے بھی عید ہوگی. قولہ یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا اُحِلَّ لَہُمْ الزہری کا قول یہ ہے کہ ہم کشتہ قبیل کرتے تھے کہ آیا کون چیز حلال ہے اور کونسی حرام ہے. جواب زیادتی سے ملامع الاشتمال علی السوال. اور عدی بن حاتم کا دوسرا قول ہے اور یہ اصحاب النبی سے ہوا ہے کہ تم شکار کتوں اور بازوں کے ساتھ کرتے ہو ان میں سے کون حلال ہے اور کون حرام ہے مدارک والے نے کہا ہے کہ اُحِلَّتْ لَکُمْ بَہِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ تو وہ مجمل تھا اس جگہ مجملات بیان کئے گئے. اب یہ جاننا چاہئے کہ شان نزول کا کیا معنی ہے معنی یہ ہے کہ قرآن

میں جو حکم ہے اس کے مطابق کئے قصے ہوگئے اور کوئی آئندہ ہوئیں گے۔ اور عبارتوں میں فضیلت کا لفظ آتا ہے۔ اس کا مطلب یہی ہوتا ہے۔ اور یہ معنی نہیں کہ پہلے قصہ ہوچکا اور پیچھے آیت نازل ہوئی۔ کیونکہ کئی قصے پیچھے ہوئے نزول آیات سے اس واسطے کہا گیا کہ اصر الاشیاء فی فہم القرآن شان النزول الا ان لایکون بدمنہ۔ اور تعبیر غائب سے کی گئی۔ بقاعدہ رضی کے کیونکہ اصل میں عبارۃ اس طرح تھی یسئلونک ماذا احل لنا پس اس کی تعبیر دو طریقے سے جائز ہے یا کہ متکلم کرکے لے آئیں یا غائب کرکے صرح بہ الرضی۔ قولہ قل احل لکم الطیبات معنی الطیبات کل ما لم یات تحریمہ فی کتاب اللہ و سنۃ رسول اللہ اور سنت رسول کی تائید اور قرینہ ما اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا فی سورۃ الحشر اور دوسرا وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللہَ فی سورۃ النساء اور قرینہ اور تائید اس کی لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَا اَحَلَّ اللہُ لَکُمْ۔ وما علمتم الذین مضاف الیہ محذوف ہے۔ اور قاعدہ ہے ذات باری تعالیٰ کا کہ جو اہم شئے ہو تو اس کو ذات باری تعالیٰ خود بخود بیان کرتی ہے اور باقی رسول اللہ صلعم بیان کرتے ہیں اور جو قرآن میں تبیانا لکل شئ ہے اس سے مراد شرایع اور احکام ہیں اور تفسیر ابوسعود میں ہے کہ کئے احکام سے تصریح کی گئی ہے اور کئی لسان رسول اللہ صلعم کی طرف حوالہ کی گئی ہیں۔ من الجوارح مکلبین مسلطین یعنی اپنے اختیار سے چھوڑو اور اس پر بسم اللہ پڑھو یہ نہیں کہ خود بخود کتا بھاگ گیا تو تم پیچھے سے بسم اللہ پڑھو۔ اس طور پر حلال نہ ہوگی۔ اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ الخ تکرار واسطے احسان جتلانے کے کیا گیا ہے اور طعامکم سے مراد ذبیحہ ہے غرض یہ کہ ان پر پہلے ذی ظفر غیرہ ان کے دین میں حرام تھے اب وہ حلال کئے گئے ہیں۔ ان آیات سے۔ اور ان کا حکم پہلے معلوم ہوگیا ہے۔ قولہ وَعَلَی الَّذِیْنَ ھَادُوْا حَرَّمْنَا کُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ الخ۔ والمحصنٰت معنی بچنے والی اور مراد حرہ اور عفیفہ ہیں محصنین۔ شادی کرنے والی ہوں غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ نہ ظاہر زنا کرنے والی۔ وَلَا مُتَّخِذِیْ اَخْدَانٍ نہ خفیہ یار رکھنے والی وَمَنْ یَّکْفُرْ بِالْاِیْمَانِ اے بالشرائع اور یہ تمام آیت اس واسطے لائی گئی ہے کہ وہم پڑتا تھا حقیقت دیگر احکام دین یہود کا اس سبب سے کہ ذبیحہ ان کا بھی ہمارے واسطے حلال ہوگیا۔ اور نکاح بھی ان کی عورتوں کے ساتھ حلال ہوا تو شاید کہ ان کا مذہب حق ہے اس ہم کو دفع کیا کہ یہ احکام ضروری ہیں جو نہ مانے گا تو وہ خاسر ہوگا قولہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ یہ لَا یَجْرِمَنَّکُمْ کے متعلق ہے۔ کیونکہ اس رکوع میں بھی لَا یَجْرِمَنَّکُمْ پہلے کے ساتھ متعلق ہوگا اور تمام اس کے ساتھ متعلق ہے کہ تمہارے بغض نکالنے کا علاج یہ ہے کہ یہ احکام مانیں اور صلوۃ وغیرہ کو قائم کریں تمہارے اصلاح کی یہی صورت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے سووا صفوفکم الخ اور یہ حکم تین جگہ میں آیا ہے ایک سورۃ بقرہ میں اس میں فقط صلوۃ کا ذکر آیا ہے دوسرا سورۃ نساء میں اس میں صلوۃ اور تیمم دونوں ہیں اور تیسرا اس جگہ تین باتیں آگئیں ایک تیمم بھی آگیا اور وضو اور صلوۃ بھی آگئی۔ قولہ فَاطَّھَّرُوْا یعنی اغسلوا۔ قولہ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اس جگہ اس اَوْ کا مقابلہ ماقبل کے ساتھ نہیں ہوسکتا۔ لہذا کبیر والے نے کہا ہے کہ او بمعنی واو ہے اور بعضوں نے کہا کہ زایدہ ہے برقیاس امّا کے اور بعضوں نے کہا کہ معطوف علیہ محذوف ہے۔ اصل میں اس طرح ہے وجاء احد منکم من البول۔ او جاء من الغائط جیسا کہ ولیعلم اللہ میں بھی تین مذہب ہیں شاہ ولی اللہ صاحب کے نزدیک زائدہ ہے اور شاہ عبدالقادر صاحب کے نزدیک عطف ہے پہلے جملہ کے مضمون پر مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہر دو جملہ مقصود ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ معطوف علیہ اس کا محذوف ہے۔ اب اسی پر قیاس کرلینا چاہئے

لم یاب ہے ہلکہ لا یکسبنکم

وليحكم ۔ لیعلموا کو بھی وشھداء بالقسط بیان کنندہ بالانصاف ۔ اذھم قوم یعنی کئی دفعہ ہم نے تم کو چھڑایا ۔ اور سلامتی دی ۔ اسی لئے اب بھی مت ڈرو پس وہ ہر ایک پر قادر ہے قولہ ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل ۔ اس کا ربط ماقبل سے دو طریقے سے ہے ایک یہ کہ نمونہ دیکھئے کہ جو شخص احکام نہ مانے اور اقامت الصلوۃ و ایتاء الزکوۃ نہ کرے تو اس میں ہم بغض اور عداوۃ ڈال دیتے ہیں ۔ اگر تم نے بھی نہ کیا تو تمہارا حال بھی بنی اسرائیل جیسا ہوگا ۔ اور دوسرا ربط یہ ہے کہ ان یہودوں سے مت ڈرو کہ ان میں ہم نے بغض اور عداوت ڈال دی ہے کچھ فکر نہ کرو ۔ نقیبا ۔ نمبردار ۔ لعنھم ذلیل کر دیا ۔ ومن الذین قالوا انا نصاری ۔ یہ ایک دوسری مثال نمونہ کے واسطے یا کہ عدم خوف کے واسطے ۔ اور موذی الی الظلم کو ظلم سے گئی جگہ تعبیر کیا گیا ہے اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ قاعدہ ہے ذات باری تعالیٰ کا کہ اول انسان کو احکام فرماتا ہے اگر وہ تعمیل کرے تو فبہا ورنہ اس سے عقل اور فہم لے لیتا ہے وما یضل بہ الا الفاسقین اور یہی مطلب ہے ختم اللہ علی قلوبھم کا اور اس کی تائید ہے ونقلب افئدتھم وابصارھم کما لم یؤمنوا بہ یعنی لما لم یؤمنوا کے ہے ۔ اور کاف بمعنی تعلیل عبدالرسول شارح مائدہ نے بیان کیا ہے یہی حاصل ہے فبما نقضھم میثاقھم الخ ۔ خائنۃ بمعنی خیانت ۔ یا اھل الکتاب قد جاءکم رسولنا اس کا ربط ماقبل سے یہ ہے کہ دوسرے ربط میں ہم نے بیان کیا کہ مت ڈرو بلکہ صاف ان کو کہو کہ تم کافر ہو اس واسطے کہ وہ کہتے ہیں کہ المتصرف فی المسیح بن مریم ہے لہذا شرک فی التصرف کرتے ہیں قولہ من اتبع رضوانہ تائید اس کی ما یتذکر الا من ینیب ہے (۲۴ حم مومن) اللہ یجتبی الیہ من یشاء (۲۵ حم شوری) ویھدی الیہ من اناب (۱۳ من رعد) قولہ لقد کفر الذین قالوا الخ اس کا ربط بیان ہو گیا ہے ۔ کوفیوں کی مذہب کے مطابق واللہ محذوف ہوتا ہے لام وقد جہاں آوے جلالین والا یہی کرتا ہے بصریوں کا مذہب یہ نہیں قل فمن یملک من اللہ الخ یہ ان کے واسطے وعید ہے وللہ ملک السموت والارض یعنی کسی کی طاقت نہیں سوا اللہ تعالیٰ کے وہی اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کا مالک اور متصرف وہی ہے ۔ نہ اور کوئی ۔ پس جب لہ حصر کے واسطے ہوا پس آگے تمام میں حصر ہوگا ۔ یہ قاعدہ قرآن شریف کا ہے کہ جب پہلے حصر بیان کیا جاوے تو پیچھے سب حصر ہوتا ہے یعنی مالکیت اور قادریت خدا کی ہے عیسیٰ کے نہیں ہے ۔ قولہ علی فترۃ بمعنی انقطاع واذ قال موسیٰ لقومہ یقوم الخ اس کا ربط ماقبل اور مابعد سے یہ ہے کہ جب تم نے ان کو کافر کہا تو وہ ضرور تمہارے ساتھ ظلم اور لڑائی کرینگے لہذا تم بھی ضروری جہاد کرو ۔ اور انکے ظلم سے اپنی جان کو نگاہ رکھو اور خاموش ہو کر نہ بیٹھو ورنہ مارے جاؤ گے پس ماقبل کے ساتھ ربط تو بالکل ظاہر ہے اور مابعد کے ساتھ بھی قولہ یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلہ ہے یہ اہل مدعا ہے اور یہ تمام آیات اس کے واسطے مثبت ہیں اور درمیان میں دو مثالیں بیان کی گئی ہیں کہ چپ بیٹھنے سے انسان ذلیل خوار ہو کر مارا جاتا ہے پہلی مثال بنی اسرائیل کی وہ بے عزت و خوار ہوئے اس واسطے کہ دشمن کے مقابلہ میں نہ آئے ۔ دوسری مثال دابل سے بیان کی گئی ہے کہ ایک بھائی نے دوسرے بھائی خاموش بیٹھنے والے کو قتل کر دیا ۔ قولہ فانھا محرمۃ علیھم یعنی فاصلہ کر دے اور یہ ان کے واسطے بددعا ہے یتیھون بے عزت اور خوار رہے ۔ یعنی وہ اتنی مدت بعزت رہے یہ معنی نہیں کہ ان کو کوئی رستہ نکلنے کا نہیں ملتا تھا یہ صحیح نہیں ۔ کیونکہ کل اس جنگل کا عرض ہندا ان میل اور طول چھ میل سے کچھ زائد تھا ۔ اور حق تعالیٰ نے فرمایا اھبطوا مصرا فان لکم ما سالتم اور یہ کہنا کہ چھ لاکھ آدمی تھے اور ستر ہزار ہر روز مرتے تھے صحیح نہیں بلکہ یہ سب یہود کی باتیں تھیں ۔ اسی واسطے صدیق حسن خاں

بھوپالی نے کہا کہ خازن بہت اچھی تفسیر ہے اکثر حصہ اس کا کذب سے ہے۔ کیونکہ وہ باتیں نقل کرتا ہے جو یہود سے محض کذب اور افترا ہیں اور دوسرا یہ ہے کہ اس معنی کے ساتھ فاھبطوا مصرا الموافق نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے کہ جب ان کو رہنا نکلنے کا نہیں ملتا تھا تو حکم مصر کو جانے کا کس طرح ہوا عمارت معنی کے موافق لغت بھی ہے۔ قولہ ان تبوء بمعنی ثابت۔ فطوعت لہ نفسہ بمعنی کرنا۔ سوءۃ بمعنی بدن۔ من اجل ذلک یعنی جو بوجہ چپ بیٹھنے کے کتبنا اس کا مفعول مقدر ہے۔ اور انہ من قتل مفعول فعل محذوف ہی ای قلنا اصل اس طرح ہے کتبنا القتال۔ او یصلبوا اگر وہ قتل کریں۔ او تقطع ایدیہم وارجلہم اگر انہوں نے اسی طرح مال لیا ہے۔ الا الذین تابوا یعنی اگر توبہ کرلی ہے پکڑنے سے پہلے تو حقوق اللہ معاف ہو جائیں گے اور حقوق العباد پورے کئے جائیں گے قولہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا۔ الوسیلۃ کل ماتیوسل بہ اس جگہ مراد عمل صالح ہیں۔ قولہ الم تعلم ان اللہ لہ ملک السموٰت اس کا ربط لقد کفر الذین کے ساتھ ہے یعنی تم نے یہ سمجھا کہ اللہ مسیح ہے یعنی فاعل سے مراد وصف مشہور ہے جیسا لکل فرعون موسیٰ سے وصف مشہور دیتے ہیں بلکہ فاعل مراایک کا اللہ ہے اس میں ایسا لفظ ذکر کیا گیا ہے یعنی الم تو جو کہ ربط کو چاہتا ہے ماقبل کے ساتھ۔ شعر

طرفہ العینے جہاں برہم زند ۔۔۔ کس نمی آرد کہ آنجا دم زند

ہست سلطانی مسلم مرورا ۔۔۔ نیست کس را زہرہ چون و چرا

واللہ علی کل شئ قدیر۔ لاعیسیٰ علیہ السلام۔ یاایہا الرسول لا یحزنک یعنی کفار سے غم نہ کر و بلکہ ان کے ساتھ جہاد کرو۔ قولہ یسارعون فی الکفر یعنی کفر میں شتابی شتابی داخل ہوتے ہیں۔ قولہ سمّٰعون للکذب سمّٰعون لقوم اٰخرین لم یاتوک یحرفون الکلم من بعد مواضعہ یقولون یعنی اپنے ساتھیوں سے کذب کو قبول کرتے ہیں اور رسول علیہ السلام سے یہ لوگ مسائل سنتے ہیں واسطے قوم دوسری کے جو نہیں آئی وہ قوم دوسری کہتی ہے کہ اگر ایسی باتیں تبلائے تو سنو ورنہ نہ سنو اور وہ قوم دوسری کہلے توراۃ کے اپنی جگہ سے ہٹاتی ہے۔ قولہ فلن تملک لہ من اللہ شیئا معنی فتنہ کا گمراہی ہے۔ یعنی تیرے قبضے میں کوئی چیز نہیں بلکہ اللہ کے قبضے میں ہے۔ قولہ لا یملکون ضرا ولا نفعا الا سورت فرقان پارہ ۱۸ ولا یملکون نفعا ولا ضرا رعد پارہ ۱۳ قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ اعراف پارہ ۹۔ قولہ لا یملکون موتا ولا حیاۃ ولا نشورا فرقان پ۱۸ ان تمام آیات سے شرک فی التصرف کے نفی ہے پہلے یہ جاننا چاہئے کہ شرک چار قسم کے ہیں۔ ایک شرک فی التصرف یعنی غیر اللہ کے قبضے میں کسی چیز کو کرنا دوسرا شرک فی العلم یعنی ہر وقت حاضر ناظر اعتقاد کرنا غیر اللہ کو تیسرا شرک فی العبادۃ جو عبادتیں خاص اللہ کے واسطے تھیں وہ غیر اللہ کے واسطے کرنی۔ جیسا کہ سجدہ وغیرہ کرنا چوتھا شرک فی العادۃ جو کہ عادۃ میں واسطے تعظیم اللہ کے ہے۔ اس میں تعظیم غیر اللہ کی کرنی جیسا کہ قسم بغیر اللہ یا نیازات کا کرنا۔ حاصل اس مقام کا یہ ہے کہ اللہ کے ماسوا کسی کے قبضے میں اور قابو میں کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ اگر غیر اللہ کے قبضے میں کچھ ہوتا تو رسول اللہ صلعم اپنے والد ابراہیم کو کیوں فوت ہونے دیتے اور آپ خود کیوں بیماری میں مبتلا رہتے اور موسیٰ علیہ السلام نے امر الٰہی کے ساتھ جب عصا کو پھینکا تو وہ سانپ ہو گیا اور موسیٰ پیچھے دوڑے ذات پاک سے امر ہوا نہ ڈر ہم اس کو اصلی حالت پر لا دینگے تو پکڑ لے اس کو۔ اسی طرح اگر نوح کو کچھ اختیار ہوتا تو اپنے ولد کو طوفان سے نگاہ رکھ لیتے۔ علاوہ اس کے نوح علیہ السلام نے دعا مانگی اللہ تعالیٰ سے

ہوا اور غلطی سے معافی مانگنی پڑی اسی طرح جو آیات پہلے لکھی گئی ہیں وہ بھی اس بات پر دال ہیں کہ کسی کے قبضے میں کوئی چیز نہیں سب کچھ اللہ کے قبضے میں ہے۔ دوسرا شرک فی العلم۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شرک فی العلم بنانا کہ کسی نبی یا ولی کے قابو میں ہے کہ جس وقت چاہے جان لے یہ کہنا بھی شرک اور کفر ہے اور یہ کہنا کہ کسی نبی یا ولی کو مغیبات کو نہیں بتلائی گئی یہ بھی کفر ہے کیونکہ کئی مغیبات رسول اللہ صلعم کو جتلائے گئے تھے اسی طرح دیگر نبیوں کو کئی اخبار غیبی جتلائے گئے ہیں اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ غیب کا جاننا کسی کے قبضے میں ہو جائے۔ باقی نزاع رہا علم غیب میں بالذات اور بالعرض کا اول یہ کہنا کہ غیر اللہ کو علم غیب بالعرض ہی یعنی خدا نے غیب دانی ان کی اختیار میں کر دی ہے اور اللہ تعالیٰ کو بالذات یہ تو صاف آیت کی تاویل ہے یہ کہنا بھی کفر ہی دوسرا یہ کہ کئی جگہ یہ تاویل بن بھی نہیں سکتی جیسا کہ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر اس کا معنی یہ ہے کہ میں بالذات نہیں جانتا۔ بالعرض جانتا ہوں تو حضور علیہ السلام نے اپنے لئے استکثار خیر کیوں نہیں کی اور اسی طرح ان ادری اقریب ما توعدون۔ اسی طرح تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک اور ان اتبع الا ما یوحی الی اور وکا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء اور کسی خاص واقعہ میں اللہ تعالیٰ کا خبر غیبی کو جتلانا اپنے پیاروں کو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ غیب کا جاننا انکے قابو میں ہے جس وقت ان کا ارادہ ہو جان لیں یا یہ کہیں کہ کسی کو عیسیٰ علیہ السلام نے شفا دی تو وہ خود بخود کہہ گئے ہیں کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ کے اذن سے کر رہا ہوں میرے اختیار میں تو کچھ نہیں۔ غرض انکے قابو میں ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔

قولہ۔ سمعون للکذب اکلون للسحت یہ بدل ہے پہلے سمعون سے اور سحت سے مراد نیازات ہیں جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے قولہ فان جاءوک فاحکم بینھم او اعرض عنھم وان تعرض عنھم فلن یضروک شیئا وان حکمت فاحکم بینھم بالقسط الخ مطلب یہ ہے کہ یہود لوگ رشوتیں وغیرہ لیتے تھے اور بس حکومت کیواسطے نبی علیہ السلام کے پاس آتے تھے اور اپنی جاہلیت کے مطابق کہتے تھے کہ فدیہ مجھ سے لے لو اور ہم پر مواخذہ نہ کرو لہذا ذات باری تعالیٰ فرمایا کہ اگر درمیان حکم تو پورا پورا مطابق شریعت کر دینی جو سزا قتل وغیرہ کے لائق ہوں تو وہی جاری کرو۔ تو اعلان کر دو کہ میں کسی چیز پر صلح نہ کروں گا۔ بلکہ تمہارے ساتھ جنگ و جدال کروں گا۔ اگر تم حکم حق پر نہ آئے اعلان کر دو تم کو کچھ ضرر نہ دینگے پس بسبب اس فرمودے باری تعالیٰ کے عیسائی بھی دفع ہو گیا کہ اگر کوئی شخص حکم ماننے سے اعراض کرے تو اس کو خطرہ ضرر کا کیسا ہی ہوتا ہے بسبب عاجز ہو جانے اس شخص کے حکم کرنے سے لیکن جواب اس کا ظاہر ہے سوچنے کا مقام ہے۔ قولہ وکیف یحکمونک الخ یعنی انکے پاس توراۃ بھی موجود ہے اور اس میں بھی یہی حکم ہے کہ قتل کا بدلہ قتل ہوتا ہے جیسا کہ باری تعالیٰ نے کہا ہے ان النفس بالنفس الخ قصاص کے سوا بدلہ غیر نہیں ہوتا۔ قولہ للذین ھادوا معنی جو کہ امر کی طرف پھرے ہیں۔ قولہ وکانوا علیہ شھداء یعنی خبردار۔ اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ قرآن میں کئی دو قسم کے احکام ہیں ایک تو محض احکام جنت کے ہیں دوسرے محض احکام دوزخ کے اور مامین کا مرتبہ بیان نہ کیا گیا۔ قولہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون یعنی من لم یعتقد کیونکہ عدم حکم سے کفر معلوم نہیں ہوتا۔ قولہ والجروح قصاص اے ذات قصاص۔ قولہ فمن تصدق فھو کفارۃ لہ یعنی جو بخش دے ان کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ ومھیمنا یعنی نگہبان قولہ عما جاءک من العلم اے معرضا عما جاءک من العلم۔ قولہ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا اصل میں ہر دو لفظ ایک ہیں لیکن شرعۃ باعتبار ظہور کے اور منہاجا اس پر چلنے کی تائید قولہ کل حزب بما لدیھم فرحون ولو شاء اللہ لجعلکم

امّتہ واحدۃ اس کی تائید قولہ لوشاء اللہ لھدی الناس جمیعا۔ قولہ ولو شئنا لاتینا کل نفس ھدٰھا ولکن لیبلوکم۔ وان نشاء نُنزل علیھم من السماء آیۃ فظلت اعناقھم لھا خاضعین اور ہدایت کرنا اوپر شریعۃ کے واسطے آزمائش کے ہے قولہ وان احکم اس جگہ امر ہے واحتکم محذوف ہے۔ قولہ افحکم الجاھلیۃ یبغون یعنی قصاص کا بدلہ مال صلح کرانی جان چھڑاتے ہیں۔ قولہ بعضھم اولیاء بعض وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں تم مسلمانوں کے واسطے یہ ہے کہ تم آپس میں اولیا ہو اگرچہ تم کو آپس میں بغض و عداوت بھی ہو دائرۃ حادثہ اور مصیبت قولہ ومن یرتد منکم عن دینہ یعنی جس نے یہود و نصاری سے دوستی پکڑی تو مرتد ہو جائیگا قولہ دھمزاکھون یعنی خضوع کرنے والے (خازن) قولہ ھل تنقمون منا الا اے نہیں ہوتم ہم سے برا دیکھتے قولہ وان اکثرکم فاسقون اے واعلموا الخ قولہ قل ھل انبئکم بشر من ذالک مثوبۃ یہ جواب ہے کلام اہل کتاب کا کما قالوا کا نعلم دینا شرا من دینکم یہ جواب انکو انکے زعم کے مطابق ہے یعنی اس سے بڑا جو تمہارے زعم میں ہے۔ پس ہمارے دین کی برائی واقعہ میں ثابت نہیں۔ قولہ ومن لعنہ اللہ اے دین من لعنہ اللہ۔ قولہ وعبد الطاغوت اس کے دو معنی ہیں ایک شیطان اس جگہ مراد یہی ہے اور دوسرا کل ما یعبد من دون اللہ فھو الطاغوت اس معنی کی تائید قولہ تعالیٰ ما کانوا ایانا یعبدون بل کانوا یعبدون الجن قولہ اذا جاءوکم ضمیر راجع ہے طرف متولوں للکفار کے یعنی منافق قد دخلوا بالکفر وھم قد خرجوا بہ اس کی تائید ہے قولہ تعالیٰ وھو علیھم عمی (سورہ فصلت) قولہ قولھم الاثم مراد اس سے شرک فی التصرف ہے (عبات) قولہ وقالت الیھود ید اللہ مغلولۃ یعنی جس وقت ان پر قحط آیا تو اس وقت انہوں نے یہ کہا کہ اللہ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے فقیر دیتے ہیں۔ جیسا کہ عہد نبی کے قبر پر انہوں نے بکری ذبح کی تھی پھر بارش ہو گئی تھی۔ لہذا انہوں نے یہ اعتقاد کر لیا کہ جو کچھ ہوتا ہے فقیر کرتے ہیں۔ قولہ والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء یعنی ہم ڈال دینگے اگر تم پکے مسلمان رہوگے اس واسطے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کا مطلب یہ ہے کہ لن یغلب احد علی اثنا عشر القا (سلم) ولا کن یقتل بعضھم بعض۔ حاصل یہ ہے کہ کچھ بغض اور عداوت اب بھی ہے لیکن پھر زیادہ کر دینگے۔ قولہ اقاموا التوراۃ والانجیل یعنی نذر اور نیاز اور شرک وغیرہ نہ کرے قولہ کلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم اس سے مراد یا تو وسع رزق یا فوق سے مراد بارش یا میوہ جات اور تحت زرع وغیرہ مراد ہیں۔ قولہ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک اس سے مراد نفی شرک اعتقادی اور نفی شرک فی التصرف ہے اس کی تبلیغ کرنی چاہیے قولہ۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح الخ ولقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثہ الخ قولہ لستم علی شئی یعنی تم کافر ہو اور تمہارے پاس کوئی دین معتد بہ نہیں ہے قولہ تاب اللہ یعنی درگذر کیا اللہ تعالیٰ نے قولہ ان اللہ ھو المسیح بن مریم مراد اس سے یہ نہیں کہ عیسیٰ خاص اللہ ہے بلکہ معنی یہ ہے کہ فاعل متصرف عیسیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب کچھ اس کے سپرد کر دیا ہے فاعل اور متصرف ہے۔ تعاعد لکل فرعون موسیٰ اس لئے کہ نصاریٰ عیسیٰ کو خود بخود خدا نہیں بناتے اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام کچھ عیسیٰ کے حوالہ کر دیا ہے۔ قولہ قد خلت من قبلہ الرسل یعنی عیسیٰ بھی ایک نبی ہے نبیوں میں سے قولہ ھو السمیع العلیم اے ہو سمیع وعلیم کامل للحاضر والغائب قولہ لا تغلوا یعنی حد سے تجاوز نہ کرو اور متصرف مت کہو۔ ہاں نبی برحق کہو۔ قولہ غیر الحق اے آخذین غیر الحق۔ قولہ قوما کثیرا منھم یہود مراد ان سے منافق ہیں۔ قولہ علی لسان داؤد وعیسیٰ ابن مریم داؤد وعلیہ السلام کی زبان پر بند رہوئے تھے۔ اور عیسیٰ بن مریم کی لسان

بر خبر زیوت تھے قولہ تعالیٰ انّ سخط اللہ اسے بان بخط حذف جار قیاس ہے بران اور انّ۔ قولہ ولتجدنّ اقربہم مودۃ یعنی بعض نہ ں کیونکہ نحوی ضمیر ہم سے بھی بعض لیا کرتے ہیں۔ اس جگہ بھی مراد بعض ہیں قولہ بان منہم قسیسین ورہبانا مراد اول سے دانشمند اور ثانی سے مراد فقیر ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۂ آل عمران

قولہ عزوجل۔ الٓمّٓ الز فی الخازن قال المفسرون قدم وفد بخران علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وخاصموا فی عیسی علیہ السلام فقال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم الستم تعلمون ان ربنا حی لایموت وان عیسی علیہ السلام یاتی علیہ الموت قالوا بلی قال الستم تعلمون ان ربنا قیم علی کل شیٔ یحفظہ ویرزقہ قالوا بلی قال فہل یملک عیسی من ذلک شیئا قالوا لا قال الستم تعلمون ان اللہ لا یخفی علیہ شیٔ فی الارض ولا فی السماء قالوا بلی قال فہل یعلم عیسی علیہ السلام من ذالک شیئا الا ما عُلِّم قالوا لا قال الستم تعلمون ان ربنا صور عیسی فی الرحم کیف شاء وربنا لا یاکل ولا یشرب قالوا بلی قال الستم تعلمون ان عیسی کان یاکل ویشرب ویحدث قالوا بلی قالوا فکیف یکون الٰہًا فسکتوا فانزل اللہ تعالیٰ۔ سورہ آل عمران الی بضع و ثمانین ایۃ منہا زاد بعضہم فقالوا یا محمد الست تزعم ان عیسی کلمۃ اللہ وروح منہ قال بلی قالوا حسبنا ثم ابوا الا جحودا فانزل اللہ تعالیٰ۔ اللہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ۔ جمعوی۔ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ خبر مبدا محذوف تکن انی لمدارک۔ دلیل عقلی۔ والمراد من الحی الحی الذی لا یموت فی سورۃ الفرقان وتوکل علی الحی الذی لا یموت وسبح بحمدہ قولہ تعالیٰ نَزَّلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ یعنی دلیل عقلی سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اور کوئی نہیں اور یہ بات تم اپنے آپ سے نہیں کہتے بلکہ حکم اللہ اور وحی سے کہتے ہو اور اس سے آگے توراۃ انجیل میں بھی یہ بات وحی بیان کیا گیا ہے۔ قولہ ان الذین کفروا بآیات اللہ تہدید ہے۔ قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ دلیل توحید ہے۔ ہُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ الخ شبہ ہے۔ موضح الفرقان میں ہے نصاریٰ کو سمجھاتا ہے۔ وہ بہکے تھے اس پر اللہ کی مہربانی کی الفاظ انکے حق میں سنی تمہی اللہ صاحب فرماتا ہے جن کے معنی صاف نہیں سمجھتے تو جو مضبوط علم رکھتے ہیں وہ ان کے معنی اور آیتوں سے ملا کر سمجھے جو کتاب کے جڑھ ہیں اوس کے موافق سمجھ پاوے تو سمجھے جو نہ پاوے تو اللہ پر چھوڑ دیوے کہ بہتر جانتے والا وہی ہے (فائدہ) جب ایسا امر مشکل جو آیات و احادیث محکمات کے خلاف سے تو وہ کہدینا چاہئے کہ یہ خدا کا فرمودہ نہیں [illegible] کیونکہ دین خوب ہو تو کہدینا چاہئے کہ یہ نبی کا فرمودہ نہیں ہے۔ قال تعالیٰ ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتاب الحکمۃ والنبوۃ ثم یقول [illegible] اعباد الی ردعلی نصاریٰ بخران حیث قالوا ان اللہ ہو المسیح ابن مریم ان یتخذوہ اربابا کذا فی الخازن) اگر نسبت صحیح ہے مثلاً نبی کی کلام یا خدا پاک کے کلام میں ہو تو اس کو متشابہات سے سمجھے محکمات کے موافق تاویل کرے۔ یا یہ کہ اس کو اسکی عالم کی طرف سونپ دیا چاہئے۔ قولہ تعالیٰ وَاُخَرُ مُتَشٰبِہٰتٌ۔ قال فی المعتصر من المختصر المشکل الاثار للطحاوی المحکمات ہی المتفق علی تاویلہا والمعقول معناہا فاہل الحق یردون المتشابہات الی عالمہم ثم یلقنون

تاویله من المحکم الذی هو ام الکتاب فان وجد وا فیه عملوا به کما علموا یا المحکم فان لم یجدوا القصور هم لم یتجاوزوا الایمان به و لا استعملوا فیه الظنون المحرم استعمالها فی غیره فکیف به انتهی۔ قولہ تعالیٰ انَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ الخ دھمکی ہے قولہ تعالیٰ زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ الآیۃ یعنی یہ لوگ بسبب تقلب کفار کے عیش میں وھو کا میں پڑ گئے ہیں۔ قال تعالیٰ لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ثُمَّ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ۔ قولہ تعالیٰ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یعنے حق تعالیٰ گواہی دے چکا ہے کتب سابقہ میں اور ملائکہ یہی گواہی دے چکے ہیں پیغمبروں کی پاس اور الوالعلم علما بھی لکھ گئے ہیں کہ الٰہ کوئی اور سوا اللہ کے کوئی نہیں اور اللہ تعالیٰ کی کتب متروکہ میں دین اسلام ہے اور علما اہل کتاب کو بھی معلوم ہے جو مخالف ہیں وہ محض بغاوت وعناد کر کے مخالف لکھ گئے ہیں لیکن اب جو لوگ ان کی تقلید اگر کریں تو معذور نہیں ہیں اَلَّذِیْنَ یُحَآجُّوْنَ فِی اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِیْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ وَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ کن انی الحوامیم قال تعالیٰ قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تمرۃ التوحید اعنی اللہ قال تعالیٰ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ یہ دلائل عقلیہ ہیں پھر دلیل نقلی یہ کہ الوالعلم بھی یہی بیان کر گئے ہیں پھر ثمرہ یہ کہ حاجات ہیں اور کسی کو مت بلاؤ حاجات میں کہا کرو اے اللہ ان صفات والے ہمارے فلاں حاجت روا کر مقصود بالنداء محذوف ہے اسی طرح سورہ زمر میں مقصود بالنداء محذوف ہے اعنی سورہ زمر میں ہے قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ۔ ثم یدعوا بعد هذا الدعاء بما شاء وفی ادعیہ النبی صلعم اللّٰهم رب جبرائیل میکائیل فاطر السمٰوٰت والارض عالم الغیب والشهادۃ انت تحکم بین عبادک فیما کانوا فیه یختلفون۔ اهدنی لما اختلف فیه من الحق باذنک انک تهدی من تشاء الی صراط مستقیم کذا فی صحیح مسلم وغیرہ۔ خازن اور مدارک والی نے نقل کیا ہے بعض متقدمین سے کہ اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ پڑھ کر اگر دعا مانگی تو مستجاب ہوتی ہے واخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ الخ اسم اللہ الاعظم قولہ تعالیٰ لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ الخ تعلیم الاداب قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ یعنی پیغمبر بشک اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں لیکن کل مخلوق ہیں اے مخلوق ہیں اور بعضی ان کے بعض سے پیدا ہوئے ہیں آدم علیہ السلام اگرچہ ولد نہیں لیکن والد تو ہیں پس حاصل یہ ہوا کہ اللہ وہ ہوتا ہے جو حی ہو یعنی حی لایموت اور قیوم یعنی محافظ رازق اور اس پر کوئی چیز مخفی نہ ہو پس ایسا مالک ایک حق تعالیٰ ہے اس کا شریک کون بن سکے۔ اگلی کتب میں بھی یہی مذکور ہے پس ایک ہی اسی کو بلانا چاہیے انبیاء بے شک برگزیدہ بندے ہیں مگر سمیع لکل شیٔ اور بصیر لکل شیٔ تو نہیں ہیں یہ تو فقط اللہ ایک اللہ تعالیٰ کا ہے۔ یاد کرو مریم کے والدہ کا حال پھر مریم کا پھر عیسیٰ علیہ السلام کا حضرت مریم کی والدہ نذر مانتی ہے الی آخر القصہ مریم کو حکم ہوا کہ عبادت کر عیسیٰ علیہ السلام کہہ گیا۔ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ اور نیز من انصاری الی اللہ الی آخر القصہ یہ بندے ہوئے نہ کہ خدا۔ قولہ تعالیٰ ما کان ابراھیم یھودیا دفع شبہ ہے یہودی نصرانی مشرک ہیں قَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ ابراھیم یکسو تھا غیر مشرک تھا اَنْ یُّؤْتٰی مِثْلَ مَاۤ اُوْتِیَ یہ مقولہ یہود کا ہے مت خیال کرو کہ دیا جاوے مثل ما اوتیتم یا تمہارے ساتھ کوئی جھگڑا کرے قیامت میں یہاں ہمزہ استفہام انکاری محذوف ہے اور ایک قرأت میں مذکور ہے۔ قولہ تعالیٰ من اھل الکتاب ان کی شفاعت کا ذکر ہے۔ اور تلودن

السنتہم یعنی کہتے تھے کہ ہماری کتاب میں ہے کہ عیسیٰ نے ہم کو کہا تھا باذن اللہ کہ میری عبادت کرو اور اسی طرح وہ کلام مخترعہ پڑھتے تھے تاکہ سامع گمان کرے کہ یہ کتاب اللہ کے ہے قولہ تعالیٰ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ یعنی تم پر حکم ہے کہ رسول مصدق کو مانو۔ قولہ تعالیٰ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ یعنی اپنے ریاست طلبی کو چھوڑو۔ کذا فی الموضح۔ قولہ تعالیٰ کُلُّ الطَّعَامِ کَانَ الخ قولہ مِنْہُمُ الظّٰلِمُوْنَ دفع شبہ ہے قولہ تعالیٰ قُلْ صَدَقَ اللّٰہُ فی جمیع ماذکر من حکم التوحید و دفع الشبہات پس چاہئے کہ توحید پر قائم رہ جاؤ کذا فی جامع البیان۔ قولہ تعالیٰ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ دفع شبہات ہے۔ قولہ تعالیٰ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ وَاجْتَمِعُوْا وَلَا تَفَرَّقُوْا وَلَا تَفْعَلُوْا مَا یَکُوْنُ عَنْہُ التَّفَرُّقُ کذا فی المدارک مبدار بیان جہاد ہے قولہ تعالیٰ وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ۔ فلا تخافوا الکفار بقرینۃ لن یضروکم الا اذی الخ قولہ تعالیٰ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ قولہ تعالیٰ لِلنَّاسِ متعلق بخیر کذا فی البخاری یعنی انتم تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر۔ فانتم خیر ولتکونوا علی ذلک ولذلک بموا اے مداومت کنید علی ذلک فافہم قولہ تعالیٰ واذ غدوت من اہلک یاد کن واس وقت منافقین نے تمہارے ساتھ کیا کیا اور ان کو دوست مت بناؤ۔ قولہ تعالیٰ اذ ہمت بدل من اذ غدوت ۱۲ جلالین۔ انکے ساتھ دوستی مت کرو اس لئے کہ وہ تم کو کبھی بھی کوئی فائدہ نہ پہنچائیں گے اور اللہ پر توکل کرو الخ وَلَقَدْ صَدَقَکُمُ اللّٰہُ قولہ تعالیٰ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ عبارت میں آپ کو دخل نہیں استیصال کیوں مانگتے ہو لیس لک من الامر شیٔ فاما ان یہلکہم او یتوب علیہم او یعذبہم فی الاخرۃ۔ والمعطوف علیہ محذوف کما حذف ما عطف علیہ بالواو فی امثال ولیعلم اللّٰہ الخ قولہ تعالیٰ لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوا اَنْفِقُوْا فِی الْجِہَادِ وَتَصَدَّقُوْا وَاِنْ لَّمْ تَنْفِقُوْا فَاَقْرِضُوْا قَرْضًا حَسَنًا قولہ تعالیٰ وَمَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّغُلَّ لَمَّا ظَنَّ بَعْضُ الْمُنَافِقِیْنَ قولہ تعالیٰ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْہُمْ مِنْ لبیان قولہ تعالیٰ۔ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ تائید للجہاد والانفاق فیہ۔ قولہ تعالیٰ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ تائید للجہاد۔ قولہ تعالیٰ وَمَا اَصَابَکُمْ من جمع الاحزاب علیکم یوم احد الخ قولہ تعالیٰ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ تائید لدعوی التوحید وقولہ تعالیٰ وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا تخصیص علی الجہاد۔ قولہ تعالیٰ مَا خَلَقْتَ ہٰذَا بَاطِلًا۔ بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ہو زاہق۔ وقال تعالیٰ ہَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰہِ۔ فائدہ فی الخازن واما ما نزل بالمدینۃ فاحد وثلثون سورۃ فاول ما نزل بہا سورۃ البقرۃ ثم الانفال ثم آل عمران ثم الاحزاب ثم الممتحنۃ ثم النساء ثم اذا زلزلت ثم الحدید ثم سورۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم ثم الرعد ثم سورۃ الرحمن ثم ہل اتی علی الانسان ثم الطلاق ثم لم یکن ثم الحشر ثم الناس ثم اذا جاء نصر اللّٰہ ثم النور ثم المنافقون ثم المجادلۃ ثم الحجرات ثم التحریم ثم الصف ثم الجمعۃ ثم التغابن ثم الفتح ثم التوبۃ ثم المائدۃ ومنہم من یقدم المائدۃ علی التوبۃ۔ فہذا ترتیب ما نزل من القرآن بالمدینۃ۔

سورۃ آل عمران

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ وعلی سادا تنا وعلینا معہم اجمعین آمین آمین یا رب العالمین۔ اعلم

انه يظهر من التذكر في سورة آل عمران انه تدفع الشبهتان ببيانها . مثلاً ان عيسى جاء في قصته اخلق لكم من الطين كهيئة الطير فانفخ فيه فيكون طيرا باذن الله وابرء الاكمه والابرص واحي الموتى وانبئكم بما تاكلون وما تدخرون في بيوتكم . وايضا جاءت عبارات تدل على عظمته ورفع درجاته فكانت هذه الامثال موجبة للشبهة وكان موضع ان يهم واهم ان الله اعطاه شيئا من التصرف ويسمى ذالك الواهم ان ذالك الشئ حصة من الالوهية ويزعم الاستحقاق له عليه السلام من العبادة فنقول لهذا الموقع في الشبهة ان عيسى عليه السلام قد قال بذالك ان الله ربي وربكم فاعبدوه هذا صراط مستقيم وقد قال لفظ باذن الله مقترنا بمعجزاته فنقول انه عليه السلام كان يدعو فيحي الله تعالى ويبرء الاكمه والابرص فكانت تلك المعجزات من عنده تعالى كرامته له اية على صدقه فيجب على الواهم ان ينظر الى انه عليه السلام وكل الانبياء كانوا ذرية بعضها من بعض فهل يولد الاله وقد قال عيسى عليه السلام من انصاري الى الله فهل يطلب الاله ناصرا ولقد قال الرب تعالى اني متوفيك ورافعك الي ومطهرك من الذين كفروا فهل هذا حال الاله ولقد قيل لمريم اقنتي لربك واسجدي واركعي مع الراكعين . فهل يؤمر الاله للعباده . نعم ان الله اصطفى ادم ونوحا وال ابراهيم وال عمران على العلمين ومع ذالك كانوا ذرية اي مخلوقة بعضا من بعض وما كان منهم سميعا لكل شئ وعليما لكل شئ وان ذالك خاصة الاله ولا يكون الشئ الها الا ان يكون سميعا عليما واما ما يوهم من الفاظ العنايات الكثيرة ومن لفظ الابن في حقه عليه السلام كما يفهم من الخازن في موضع مصرحا فان ذالك من المشتبه المعنى فيؤول الى مفصل المعنى واريد ذلك من ما به تعالى للاجنا . وكان ينبغي ان ينظر الى ان الله تعالى خاصة حي لا يموت قيوم مدبر للعوالم كلها لا يخفى عليه شئ وهو المصور في الارحام كيف يشاء . اعلم ان بني اسرائيل اخرج لهم السامري عجلا اي جسدا له خوار فقط وكانه ياكل ولا يشرب فزعموه الها فقال الله تعالى لا نضير هذه الشبهة دافعة للعذاب عنهم لم يروا انه لا يكلمهم ولا يهديهم سبيلا اتخذوه وكانوا ظالمين . فهذه السورة يدفع الشبهتان احداهما شبهة الشرك ودفعه كما بينا وثانيهما شبهته في عدم صدق الرسول ونفي الجهاد وتقرير الشبهة ان المسلمين وقع بهم جراحات في يوم احد وامثال ذالك وتقرير الدفع ان ذالك للابتلاء لقد كان لكم اية في فئتين التقتا الخ . ولقد نصركم الله ببدر وانتم اذلة ولا تتخذوا من دونكم بطانة فانهم يخبلونكم اذكروا اذ غدى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ليبوء المومنين مقاعد للقتال في ايام احد فكيف خالفتكم المنافقون المخبلون اذكروا اذ همت طائفتان منكم ان تفشلا بقول عبد الله ابن ابي سلول واصحابه ولكن الله تعالى عصمهما وقد بين في هذه السورة دفع الوساوس والشبهات من جنس هاتين الشبهتين ان لا اله الا هو فانه هو الحي الذي لا يموت القيوم المدبر للعوالم كلها نزل الله تعالى الكتاب بحيث يعلم صدقه من مطالبه البينة عند العقل مع انه مصدق

للکتب سابقه وقد انزل الله تعالی کتبًا قبله و بین فیها التوحید و بین فیها انزال القرآن و فی آیة اخری فی سورة هود اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَیَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ کِتٰبُ مُوْسٰٓی اِمَامًا وَّرَحْمَةً **اقول** اذا کان الامر واضحًا عند العقل مثلا نعلم انه لا شی خالق سواه ولا مدبر ومع هذا اجاء وحی هذا علی الانبیاء فالهامات ومعهذا یصدق ای کتاب سابق فاجتمع الامور الثلاثة وضوح الدعوی عند العقل وکونه ثابتا حتما بالوحی لهذا الامر الواضح وکون الکتاب السابق مصدقا فکیف یشبهه فی هذا و قد بین اول سورة آل عمران هذه الامور وفصل هذا البیان ببیان ان القرآن فرقان مفصل فمن لم یومن بعد هذا بیان فلهم عذاب شدید۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ تمهید للدعوی السابقة هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ دفع للشبهة ان الذین اخافته فلنا ان نجمع التوحید اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ - ان الله اصطفی آدم الی قوله ذریة بعضها من بعض۔ واللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ قوله تعالی وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ یثیب المومنین ویعذب الکافرین وهو قدیر علی ذلک اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ۔ لآیات علی قدرته لِاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ۔ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ ای اجاب دعائهم وقال للنبی لاضیع عمل عامل منکم فالذین هاجروا الا کفرن عنهم سیئاتهم وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ لمن اهلهم لو کان حقا الا قریبا لذلک بعض منهم فقال تعالی وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ الی قوله تعالی کَیْفَ یَهْدِی اللّٰهُ قَوْمًا کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ توفیق هدایة علی نہیں ہوتی لیکن ابھی ختم اور طبع نہیں ہوا اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَیْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ۔ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا اعنی اہل الکتب مومن تھے جب سرور کائنات آیا انہوں نے کفر کیا پھر اگر توبہ کرلیں تو قبول ہے۔ اگر سمجھانے اور شبہ دفع کرنے کی بعد بھی یہی حالت ہووے وَازْدَادُوْا کُفْرًا لن یقبل توبتهم ای ہمت توبہ کی نہ ہے گی کذالک قوله تعالی فی سورة النساء قبل قوله تعالی۔ لَا یُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ۔ اعنی اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّمْ یَکُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ اِ **فخلاصه التوحید** اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ۔ هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِکَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ذُرِّیَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ الی قُلْ یٰٓاَهْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّؤْتِیَهُ اللّٰهُ الْکِتٰبَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ یَقُوْلَ لِلنَّاسِ کُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰکِنْ کُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ بِمَا کُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ۔ وَلَا یَاْمُرَکُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِکَةَ وَالنَّبِیّٖنَ اَرْبَابًا اَیَاْمُرُکُمْ بِالْکُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ

له اموالکم ولکم رؤوس

مُسْلِمُوْن - اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ - وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ - وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ - وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ - اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ - قولہ تعالیٰ. وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ - ای لَا تُؤْمِنُوْا صدقا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ - قال تعالیٰ قل لهم ردا ان الْهُدٰى هُوَ الَّذِيْ انزل الله تعالیٰ لا اتبعكم لرسومكم و مختر عكم. قوله. اَنْ يُّؤْتٰٓى والاولی ان يقال لا تومنوا صدقا الا لمن تبع دينكم قوله ان يوتى والهمزة للانكار محذوف بمقوله اليهود یعنی دیا جانا مثل تمہارا یہ کہ تمہارے ساتھ جھگڑا کریں قیامت میں یہ بعید ہے او يقال ان قوله ان يوتى مفعول له لمحذوف ای يخفتم ايها اليهود لسبب اَنَّ الله تعالیٰ اتی احدا مثل اوتیتم و فی قراءة ان يوتى احد والمعنى انكرتم وحسدتم وبغيتم لان يوتى احد والهمزة للانكار فقال تعالیٰ ردا لهم ان الفضل بيد الله يوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم - قوله تعالیٰ اَنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ای الدين فی كتب الله تعالیٰ كلها الاسلام وما اختلفوا الا بغيا. قوله تعالیٰ يَدْعُوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ مثلا التورة فيه التوحيد قوله تعالیٰ بلی ان تصبروا ای قلنا بلی - قوله تعالیٰ. لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ ؎

فلک را رہت گر دیدن بیاموز

وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ای لا تومنوا صدقا الا لمن تبع دينكم - قوله تعالیٰ ان يوتى همزة الاستفهام الانكاری محذوف اور ایک قرأت میں مذکور ہے یعنی مت خیال کرو کہ دیا جاوے کوئی مثل ما اوتیتم یا تمہارے ساتھ کوئی جھگڑا کرے قیامت میں نقط هذا هو الحق وَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ. قوله تعالیٰ اُنْثٰى وَضَعَتْهَا اُنْثٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى وَاِنِّيْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ - فقوله تعالیٰ. وَاللّٰهُ اعلم وليس الذكر جملہ معترضہ ہے قوله التی وضعتها وانی سميتها والواو فی مثله تسمی اعتراضية ليست بعاطفة و لا حالية. (مختصر المعانی ص ۲۹۶)

سُوْرَةُ النِّسَاءِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. رَبِّ يَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَيْرِ بِكَ نَسْتَعِيْنُ

الحمد لله رب العالمين وصلى الله تعالیٰ على خير خلقه محمد واله واصحابه اجمعين - اعلم انه بين فی سورة النساء احكام من المنع عن قطع الرحم واكل مال اليتيم واكل الميراث لمتا وعدم احلال ان ترث النساء كرها بل عليهم ان يبتغوا باموالهم برضا بهن وحكم عليهم اتوهن اجورهن فريضه ثم قيل اعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا علم ان كون العبد بحيث يعتقد ان على اتباع امور غير ما امره الشارع شرك - ثم اتى بعده بامور احسانية ثم ذكر حال الصلوة غير جنب بل باغتسال او التيمم فان الصلوة معين للافضال والاحسان ثم جی بعد ذلك شكايات معاندين - ثم جی باحكام

سلطانیۃ ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات فی المدارک امر الولاۃ باداء الامانات واذا حکمتم ان تحکموا بالعدل و
جی شکایت المحاکم الی الطاغوت مثلا یقول نفصل عند الصنم کما یقول بعض الجہلۃ ضع یدک علی قبر الفلان او
الحجر الذی عند راسہ ولذا قیل انّ اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الی قولہ ان یدعون الا اناثا۔ ثم جی بالمقاتلۃ للمحاکمین الی
الطاغوت والحذر عنہم وانہم حکم السلطنۃ لتحکم بین الناس بما اراک اللہ بالاصول المستخرجۃ من کتاب اللہ قالہ
ابو منصور کذا فی الخازن ثم قیل انّ اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویستفتونک فی النساء ان امرأۃ خافت من بعلہا نشوزا ان
فصما من السابق لکن الاول سئلوہ والثانی فی موضع السوال فبین بطریق الخاتمۃ للاحکام الاول قوامین للہ
شہداء بالقسط راجع الی قصۃ طعمۃ بن ابیرق کذا فی الخازن اتمام لاحکام السلطنۃ ثم جی بالشکایات وقیل لہم
امنوا بما نزل مجملا وبما انزل اللہ غیر منجم وذکر بعد ذالک شکایات المنافقین واکثر المنافقین کانوا من الیہود ولا
تقولوا انزل علینا کتابا فہذا سوال معاندۃ وقد اصیب الیہود بمعاندتہم وجواب السوال عن کون المنزل کتابا
واحدا دفعۃ ہو ان اللہ تعالی قال انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح الی قولہ داؤد زبورا وقد اوتی داؤد مفرقا
زبورا حال کونہ عظیما وایضا اوحی الی موسی سوی التورتہ وکلم اللہ موسی تکلیما ای منجما من غیر التوراتہ وہم
لا یشہدون لکن اللہ یشہد انہ انزلہ بعلمہ واداء الشہادۃ ثابت بانزال ہذا الکتاب یا اہل الکتاب لا تغلوا فی
حط عیسی علیہ السلام فانہ رسول اللہ وکلمۃ وروح منہ فلم لا تقولوا ثلثۃ ولیس شکایۃ علی عیسی فانہ لن یستنکف
ان یکون عبد اللہ فبعد دفع اشتباہ النزول منجما جی بمسئلہ لم تنزل مع ایات المیراث ان امرؤا ہلک وکان کلالۃ
ای لیس لہ والد ولا ابن ویشترط ان لا یکون لہ ولد ای ابنتہ ایضا فحکمہ ہذا فافہم فان ذالک دقیق و
عبارتی قاصرۃ عن اداء ما فی الضمیر فہذہ السورۃ فی نفی الشرک باعتبار عدم اعتقاد الاحکام وہذا وعد بخلود النار فی
مسائل المیراث وقتل العمد کما اوعد فی مسائل الربوا فالکتاب الفرقان نص فی نفی الشرک وقد بقی بعد جنایاتی فی زمایا
الکلام لا یحب اللہ الاظہار بقول الشرک کما فعلہ المنافقون لکن من ظلم وخاف القتل جاز لہ اظہار کلمۃ الکفر بالسان
خطاب للمؤمنین ان تبدوا خیرا ای مجالس خوض میں حق ظاہر کہدیو یا دل میں حق رکھے لکن خوف سے ظاہر نہ کرے خفیہ منع
کرے وگرنہ سوکو تو منہ سے نہ نکالے لتالف المنافقون او تخفوہ او تعفوا عن سوء فاذن الخ وفی الموضح منافق کا کام مشورہ نہ
کرے اس میں اس کا دل زیادہ بگڑتا ہے ہم نصیحت کرے منافق آپ سمجھ لے گا اس میں شاید ہدایت پاوے اس سورت میں چند
احکام حقتعالی فرمائے ظلم نہ کرو پھر فرمایا واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا قال تعالی ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم
الکافرون فی مسند الامام الاعظم من لم یحکم ای لا یعتقد پھر احکام حق والدین وغیرہ فرمائے پھر فرمایا ان اللہ لا
یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء ان احکام کے بیچ میں نماز فرمائی تا موجب تالف ومستعین علی اداء الحقوق ہو
پھر زجر نہ ماننے والوں کو جو کافر ہو جاتے ہیں نہ ماننے سے پھر حقوق سلطانیہ کا بیان فرمایا۔ ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات

کما فی قولہ تعالیٰ فَلْیُؤَدِّ الَّذِی اؤْتُمِنَ اَمَانَتَہٗ اعنی مطلب یہ ہے کہ مظلوموں کے حقوق مظلوموں کو دلوا دو۔ آگے مومنوں کو ارشاد ہوا کہ فیصلے شریعت کی طرف لے آؤ طاغوت اور بتوں ٹھاکروں کے پاس مت لیجانا جیسا کہ بت پرستوں کی عادت ہے کہ کہتے ہیں کہ میں مال بت کے پاس کے رکھتا ہوں تم لے لو۔ اور انکی مراد اس سے قسم بت کے اور تعظیم بت کے ہوتی تھی۔ قولہ تعالیٰ رَاَیْتَ الْمُنَافِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا۔ المراد مطلق المنافقین۔ فان المومن علیہ ان یقول اٰمنت بھذا الکتب و بما لکتب السابقۃ پھر فرمایا جہاد کرو مظلوم مسلمانوں کو کفار کے ہاتھ سے چھوڑاؤ۔ قولہ تعالیٰ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ما اخبرکم من المغیبات واخبرکم بما فعلتم من النفاق وغیرہ کل ذلک یکون صدقا ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا مخالفا کاذبا۔ قولہ تعالیٰ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ ھٰذَا فِی ضُعَفَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ قولہ من یشفع شفاعۃ فقط شفاعت سے بھی درجہ ملجاتا ہے پھر کیا حال ہوگا جب آپ تحریض کرکے اور قتال کرکے مومنوں کو چھوڑائیں گے جب تمہارے پاس مبلغ آویں خوش خلقی سے ملو۔ جواب سلام خوشی کے ساتھ دو ایسا نہ ہو کہ تم کو تنگی آوے کہ یہ ہم کو جنگ کی طرف بلانے آئی ہیں۔ قولہ تعالیٰ فَمَا لَکُمْ فِی الْمُنَافِقِیْنَ ای المنافقین الذین ھم فی خارج المدینۃ فی امصار اخر بعیدۃ پھر فرمایا اگر قتال کرنے میں کوئی خطا مسلمان سے ہوجاوے تو اسی طرح کرو۔ اور مومن کو کچھ نہ سمجھ کر مارنا یہ تو کافروں منافقوں کا کام ہے اور خوف ہو تو نماز میں بہت دیر نہ کی جاوے یہاں شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں یہ قصر سفری مراد نہیں بقرینہ فاذا اطمانتم واقیموا الصلوٰۃ۔ وھذا ردی عن ابن عباسؓ کذا فی المدارک پھر فرمایا گیا کہ محاکمہ وفیصلہ فقط حسن ظن سے نہ کرنا بلکہ بطور قواعد البیہ کرنا تاکہ خائنین کا معاون نہ ہوجاوے۔ قولہ تعالیٰ ان یدعون ای حین یذھبون الی الاصنام لیظھر الحق والمبطل الخ قولہ تعالیٰ۔ وَاتَّبِعْ مِلَّۃَ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا فی الاحکام ایضًا قولہ تعالیٰ۔ وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا۔ تہدید ہے فقط گویا دو باب گذر چکے ہیں۔ ایک احکام کا پہلے دو باب کے دو مسئلے میں کچھ شبہ لوگوں کو باقی تھا۔ بیان فرمایا۔ قولہ تعالیٰ وللہ ما فی السموٰت الخ قولہ تعالیٰ وَکَانَ بِاٰخِرِیْنَ تہدید ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ دوسرے باب کے متعلق مسئلہ تھا۔ بیان فرمایا گیا۔ پھر فرمایا اٰمنوا بما انزل منجما اور زجر کی منافقوں کو پھر فرمایا اگر منافق توبہ کرے تو منظور ہے۔ پھر مخاطب منافقوں کو بنا کر فرمایا بوقت مظلومیت وخوف قتل مثلاً کلمہ پیش کم کہنا جائز والا جائز نہیں۔ لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ الخ پھر فرمایا وان تبدو خیرا یا المنافقین الناتبین الخ کتاب والے سوال کرتے ہیں یک دفعہ کیوں نہ آئے۔ جواب ہے اِنَّآ اَوْحَیْنَآ الخ موسیٰ کو اگرچہ کتاب دفعۃً ملی لیکن آہستہ آہستہ بہت کلاموں میں ہوئی ہیں قولہ تعالیٰ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ ثم للتعقیب الذکری فافھم قولہ تعالیٰ اِلَّا لِیُؤْمِنَنَّ بحقیقۃ ما قال محمد صلعم قبل موت الکتابی ایمانا فی القلب وان لم یوجد بلسانہ معاندۃ سنریھم اٰیاتنا فی الافاق وفی انفسھم حتی یتبین انہ الحق قولہ تعالیٰ حرمنا علیھم طیبات احلت قال اشاہ ولی اللہ ضربت علیھم المسکنۃ والذلۃ الخ قولہ تعالیٰ وان تکفروا فان للہ ما فی السموٰت اخانتہ لسلب النعم۔ قولہ تعالیٰ جِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَھِیْدًا ای مادمت فیھم کذا روی مسلم مرفوعا فی باب القراءۃ علی الافضلین الخ مسلم ص۲۹۸ جلد اول مطبع مصری) قولہ تعالیٰ لھمت طائفۃ منھم ان یضلوک اس قصہ طعمہ بن ابیرق سے صاف واضح

لہ فی الخطب والجمعات

سے کہ ان الانبیاء لا یعلمون الا ما اعلمہ اللہ سبحانہ احیانا **خلاصہ التوحید** سورۃ النساء یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا وبث منہما رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا الخ وعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا الخ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد افتری اثما عظیما۔ یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول۔ الم تر الی الذین یزعمون انہم امنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلالا بعیدا وفی الخازن کل من عبد شیئا فقد دعاہ لحاجتہ وفی الخازن الجبت الاصنام والطاغوت شیاطین الاصنام۔ ان یدعون من دونہ الا اناثا وان یدعون الا شیطانا مریدا ومن احسن دینا ممن اسلم وجہہ للہ واتبع ملۃ ابراہیم حنیفا واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا وللہ ما فی السموت وما فی الارض وکان اللہ بکل شیء محیطا وللہ ما فی السموت الخ ولقد وصینا الذین اوتوا الکتاب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ وان تکفروا فان اللہ ما فی السموت وما فی الارض وکان اللہ غنیا حمیدا وللہ ما فی السموت وما فی الارض وکفی باللہ وکیلا یا ایہا الناس قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم فامنوا خیرا لکم وان تکفروا فان للہ ما فی السموت والارض وکان اللہ علیما حکیما۔ یا اہل الکتب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق انما المسیح عیسی بن مریم رسول اللہ وکلمتہ القہا الی مریم وروح منہ فامنوا باللہ ورسلہ ولا تقولوا ثلثۃ انتہوا خیرا لکم انما ہو الہ واحد سبحانہ ان یکون لہ ولد لہ ما فی السموت وما فی الارض وکفی باللہ وکیلا۔ لن یستنکف المسیح ان یکون عبدا للہ ولا الملائکۃ المقربون ومن یستنکف عن عبادتہ ویستکبر فسیحشرہم الیہ جمیعا۔ شعائر اللہ کو کچھ نہ سمجھنا اس کی ہتک ہے تعظیم کنندہ کو برا سمجھنا ہتک ہے ہدایا لے جانے کو بھی برا کہنا ہتک ہے اس کا قدر نہ جاننا ہتک ہے ہدایے جانے والیوں کو مارنا ہتک ہے۔ قولہ ید اللہ مغلولۃ تنگی انہیں آرہی نعوذ باللہ قولہ ولو انہم قاموا التورٰۃ والانجیل لاکلوا من فوقہم الخ قولہ تعالیٰ من قتل نفسا بغیر نفس نہ قتل کرو نہ قتل کرنے دو۔ قولہ تعالیٰ اعرض عنہم قل لہم نقاتلکم قولہ واللہ علی کل شیء قدیر لا غیرہ قولہ تعالیٰ فافرق بیننا ای فافتح وہذا دعاء علیہم۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح بن مریم یعنی فاعل ہی عیسیٰ ہے حکومت خدا نے اپنے فرزند کو دیدی ہے علمک مالم تکن تعلم علم الانسان مالم یعلم۔ ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون قال تعالیٰ لتحکم بما اراک اللہ ای بالقواعد الشرعیۃ ولیس المعنی انہ ینزل علیہ الصلوۃ والسلام وحی فی کل ما اختصموا وقولہ تعالیٰ علمک مالم تکن تعلم من انہم ہموا ان یضلوک الخ ونزل بعد ہذا السورۃ ای سورۃ النساء وسورۃ النور واذا جاءک المنافقون والمجادلۃ والتحریم وسورۃ الفتح وفی سورۃ النور قصۃ الافک وفی سورۃ التحریم لم تحرم ما احل اللہ وفی سورۃ الفتح ولو نشاء لاریناکہم

تلعرفتهم بسيماهم ولتعرفنهم فى لحن القول ونزلت بعد سورة النساء سورة التوبة وفيها وممن حولكم من الاعراب منافقون ومن اهل المدينه مردوا على النفاق لا تعلمهم نحن نعلمهم -

سورة المائدة

بسم الله الرحمن الرحيم ٥ رب يسر ولا تعسر وتمم بالخير

قال تعالى - اَوْفُوا بِالْعُقُودِ - قال ولى الله الدهلوى وفا كنيد بعهد ها - يعنى عهدے كه باخدا بسته ايد در التزام احكام او تعالى - وقال فى فائدة وميثاقه الذى واثقكم به يعنى عهدے كه وقت بيعت بستيد - وقال صاحب الخازن فى شرح قوله تعالى وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفَاسِقِيْنَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ الخ اى امره والمراد به الكفار والمنافقون الذين ينقضون عهد ابرمه الله تعالى واحكم بما انزل الله فى كتابه من آياته الدالة على توحيده قوله تعالى اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ احلت لكم بهيمة الانعام سوى ما يتلى عليكم - قد اعتقد ا - احلت لكم تحريم لغير اسرت كرو - تحريم آلهى صيد وغيره واسے رجا ركھو لا تحلوا شعائر الله نيازات الهيه درست انكى عزت ضرورى ہے اور نيازات غيروں كى حرام وَهِيَ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ او وما ذبح على النصب ہيں وقد اعتقد اليهود تحريم الابل وغيره واعتقد النصارى تحريم ما حرموا من الرهبانية نحو بالحلوت والنذور لا نهم الذى سموه ابنا متصرفا فقالوا ان الله هو المسيح بن مريم واعتقد المشركين تحريم الوصيله والسائبة البحيره والحام فالحام ما يدعونه للطواغيت بعد ضراب معدودة والبحيرة ما يمنع درها للطواغيت والسائبة ما يسيبونها لا لتهم لا يحمل عليها شى والوصيله اللتى ولدت بعد اخرى من ناقة بكر يسيبونها لطواغيتهم قال تعالى اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ واما التحريم بالنذور لغير الله فهو كفر لا تحرموا طيبات مَا احل الله لكم كما فعله الرهبان والمشركون واما الخمر والميسر والانصاب فليست من الطيبات لقد كفر النصارى العابدون لابن مريم عليه السلام والمحرمون له فاما التحريم فى الاحرام فلا يقاس عليه فان الله يحكم ما يريد وقد حرم واما النكتة فهى ان التحريم ليعلم الله من يخافه بالغيب وَقَدْ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ولهذا يقسم به تعالى وقد منعنا من اخذ القسم بما يعظم فى الاديان قال تعالى يقسمان بالله لما اراد النبى صلعم اخذ القسم من اهل الكتب بما يعظم فى دينهم - فان زعم زاعم تحريم البهائم لا لهتهم من المشركين والرهبان فهذا مردود فانه ليس يعلم ما فى السموت وما فى الارض الا الله يوم يجمع الله الرسل يقولون لا علم لنا انك انت علام الغيوب - واذ قال الله يا عيسى بن مريم اذكر لفظ اذ معقول يقال سبحانك واعادة لفظ واذ قال الله يا عيسى بعد العهد لكما فى قولكا ان كنتم غير مدينين فى سورة الواقعه وكما فى وما افاء الله فى سورة الحشر - يوم يقول يعيسى ابن مريم ءانت قلت للناس اتخذونى وامى الهين من دون الله قال سبحنك ما قلت لهم الا ما

امرتنی به تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسك انك انت علام الغیوب احلت لکم بهیمة الانعام غیر محلی الصید وقت الاحرام یا ایها الذین امنوا لا تحلوا شعائر الله قال ولی الله الدهلوی ہتک حرمت مکنید وقال الشاہ عبد القادر بیحرمت مت کرو۔ اقول علی منواله۔ بیحرمت مت کرو اور بیحرمت کرنے والے کو دیکھ کر چپ نہ رہنا اور مدد نہ کرنا یہ بھی وہی بے حرمتی کہلائے۔ مدد کرو پھر بے حرمتی مت کرنا دیدہ دانستہ چپ کر بیٹھنا یہ تو مدد عدوان پر ہوئی امر بالقسط نہ ہوا۔ اگر یہودیوں بیحرمتی کرنے والوں کی اور قطاع الطریق جو ہیں ان کی مخالفت کا ڈر ہے تو یاد کرو اذ ھم قوم ان یبسطوا الیہم ایدیہم اس وقت ہم نے بچایا مجھ ہی پر توکل کرو یہ بڑی خبیث ہیں ہمیشہ انکی خباثت تو دیکھی گئی لیکن ہم نے انکو لعنت اور ذلت اور مسکنت کی مہر لگا دی ہے تمہارے ساتھ جنگ نہ کرسکیں گی اور نصاریٰ میں عداوۃ ڈالی ہے وہ بھی نہ لڑسکیں گے مگر درگذر کرو عذرے چھوٹے چھوٹے سے جب تک محارب نہ بنیں لیکن قطاع الطریق کو سولی دو اور سارق کا ہاتھ کاٹو خون کرنے والے سے قصاص لو۔ اور خیال مت کرنا کہ ہمارے ساتھ جنہوں نے دشمنی کی تھی مکی والوں کے ساتھ ملا کر ہم کو حرم سے روکا تھا گو مسلمان ہیں ہم تو انکی قطع طریق نہیں کرتے یہ بدگمان نہ کرو وضو کرو یہ تمہاری شنان دور کرڈالے گا وفی الھدایۃ وما علمتم من الجوارح مکلبین والجوارح الکواسب والمکلبین المسلطین فشترط التعلیم والارسال منہما من المکلبین۔ وقولہ تعالیٰ۔ وحسبوا ان لا تکون فتنۃ ای عذاب فعموا وصموا فوقع علیہم ثم لما تابوا تاب اللہ ثم بعد کان عموا وصموا الخ قولہ تعالیٰ وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان فی الخازن فی شرح قولہ تعالیٰ لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم قال الطبری واولی ھذہ الاقوال واصح التاویلات ما روی عن ابی بکر الصدیق ھو الامر بطاعۃ اللہ **واداء** ما لزم من الامر بالمعروف والنہی عن المنکر والاخذ علی ید الظالم حتی یرتدع عن ظلمہ قال عبد اللہ بن المبارک ھذہ الآیۃ اوکد آیۃ فی وجوب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر کان اللہ تعالیٰ قال علیکم انفسکم (یعنی اھل دینکم بان یعظ بعضکم بعضا ویرغبہ فی الخیرات ویزجرہ عن القبائح والمکروھات۔ **خلاصہ سورہ مائدہ** یا ایہا الذین امنوا اوفوا بالعقود۔ احلت لکم بہیمۃ الانعام الا ما یتلی علیکم غیر محلی الصید وانتم حرم ان اللہ یحکم ما یرید یا اھل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتاب لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح قل فمن یملک من اللہ شیئا ان اراد ان یہلک المسیح بن مریم وامہ ومن فی الارض جمیعا وللہ ملک السموات والارض وما بینہما یخلق ما یشاء واللہ علی کل شی قدیر۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لا یہدی القوم الکافرین۔ قل یا اھل الکتاب لستم علی شی حتی تقیموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیکم من ربکم ای بلغ جمیع ما انزل ولا تخف من الناس ولا تخف من عدم ہدایۃ بعض فان اللہ لا یہدی المعاند۔ وقل یا اھل الکتاب ان لم تؤمنوا بجمیع ما انزل لا یقبل منکم شی فہم من ہذا ان من بلغ بعض الامور ولم یبلغ نفی الشرک للرسوم فی الناس فلم یبلغ شیئا بل علی المبلغین ان یقولوا لستم علی شی حتی یقیموا التوراۃ فبما نقضہم میثاقہم لعناہم۔ ذلیل کر دیا ہم نے ان کو اور دین بھی گیا فاغریٰنا بینہم العداوۃ تم میں بغض ڈال

دوں گا بسبب نقض عہد کے ۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح بن مریم وقال المسیح یا بنی اسرائیل اعبدوا اللہ ربی وربکم انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ ومأوٰہ النار وما للظالمین من انصار ۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ وما من الہ الا الہ واحد وان لم ینتہوا عما یقولون لیمسن الذین کفروا منہم عذاب الیم ۔ افلا یتوبون الی اللہ ویستغفرونہ واللہ غفور رحیم ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام انظر کیف نبین لہم الایات ثم انظر انی یؤفکون قل اتعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا ولا نفعا واللہ ھو السمیع العلیم ۔ قل یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل ۔ یا ایہا الذین اٰمنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین ۔ یا ایہا الذین اٰمنوا لیبلونکم اللہ بشیء من الصید تنالہ ایدیکم ورماحکم لیعلم اللہ من یخافہ بالغیب فمن اعتدی بعد ذلک فلہ عذاب الیم جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس والشہر الحرام والہدی والقلائد ذلک لتعلموا ان اللہ یعلم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض وان اللہ بکل شیء علیم ۔ ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام ولکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب واکثرہم لا یعقلون ۔ یا ایہا الذین اٰمنوا شہادۃ بینکم اذا حضر احدکم الموت حین الوصیۃ اثنان الی قولہ فیقسمان باللہ ۔ فی الترمذی امرہم رسول اللہ ان یتحلفوا بما یعظم علی اھل دینہ فنزل شہادۃ بینکم الی قولہ فیقسمان باللہ الاکذانی الخازن ۔ یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب واذ قال اللہ یا عیسی بن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الہین من دون اللہ قال سبحنک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ۔ للہ ما فی السمٰوٰت والارض وما فیہن وھو علی کل شیء قدیر فالحاصل وفاکنید بعہدہا نیکہ بخدا بستہ اید در التزام احکام او تعالیٰ بہائم را حلال دانید تحریم را دور کنید فی سورۃ البقر کلوا مما فی الارض حلالا طیبا ولا تتبعوا خطوات الشیطان فی سورۃ المائدہ ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم وفی سورۃ الانعام وقالوا ھذہ انعام وحرث حجر لا یطعمہا الا من نشاء الآ قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتۃ الآ فی سورۃ الاعراف قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق فی سورۃ النحل فکلوا مما فی الارض حلالا طیبا واشکروا نعمۃ اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون انما حرم علیکم المیتۃ الآ فہذہ الایات لنفی تحریم ما احل اللہ ومبنیۃ لقولہ تعالیٰ فی سورۃ المائدۃ احلت لکم الانعام ۔ پس بدان ای برادر یک مسئلہ اینست ومسئلہ دوم اینکہ چیزے کہ بنام غیر ذبح شدہ باشد یا بتعظیم اور براسا واو مقرر شدہ باشد فی سورۃ البقرۃ ۔ انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل بہ لغیر اللہ ۔ وفی سورۃ المائدۃ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ ۔ وما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام وفی المائدۃ

ايضا انما الخمر والميسر والانصاب رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون - وفى سورة الانعام قل لا
اجد فيما اوحى الى محرما على طاعم يطعمه الا ان يكون ميتة او دما مسفوحا او لحم خنزير فانه رجس وفسق اهل لغير
الله به وفى سورة الانعام ايضا وجعلوا لله مما ذرأ من الحرث والانعام نصيبا فقالوا هذا لله بزعمهم وهذا لشركائنا وكذلك
زين لكثير من المشركين قتل اولادهم شركائهم الى وفى سورة الانعام ايضا واتوا حقه يوم حصاده ولا تسرفوا انه
لا يحب المسرفين - قل تعالوا اتل ما حرم ربكم عليكم الا تشركوا به شيئا وفى سورة الاعراف انما حرم ربى الفواحش
ما ظهر منها وما بطن والاثم والبغى بغير الحق وان تشركوا بالله ما لم ينزل به سلطانا وان تقولوا على الله ما لا تعلمون -
وفى سورة النحل انما حرم عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما اهل به لغير الله ولا تقولوا لما تصف السنتكم الكذب
هذا حلال وهذا حرام لتفتروا على الله الكذب ان الذين يفترون على الله الكذب لا يفلحون - وفى سورة الحج واذن
فى الناس بالحج ليشهدوا منافع لهم ويذكروا اسم الله فى ايام معلومات على ما رزقهم من بهيمة الانعام فكلوا منها
واطعموا البائس الفقير ثم ليقضوا تفثهم وليوفوا نذورهم وليطوفوا بالبيت العتيق واحلت لكم الانعام الا ما يتلى
عليكم فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور حنفاء لله غير مشركين به ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى
القلوب - فى الصراح اهل المعتمر اذا رفع صوته بالتلبية وهللت التسمية على الذبيحة مجرور الباء هو لفظ يرفع به
الصوت اى اسم الله مثلا نقوله تعالى وما اهل به لغير الله معناه بقاعدة اللغة حرم عليكم لفظ وقول رفع به الصوت
لتعظيم غير الله ولتقربه فحرمة الذبيحة والنذورة لغير الله بسبب هذا اللفظ فالتفسير بما ذبح على غير اسم الله او ما
نودى عليه لغير اسم الله تفسير بالحاصل والا يلزم بناء على تفسيره بما نودى عليه بغير اسم الله ان يكون الباء فى ما اهل
به لغير الله بمعنى على واللام فى لغير الله بمعنى الباء وحذف المضاف ووضع اللام فى موضع الباء وهذا ظاهر الا ترى
انه تعالى قال فى سورة الحج واجتنبوا قول الزور اى قول الشرك كذا فسره ابن عباس فى اول سورة المؤمنين وفى سورة
الانعام او فسقا اهل لغير الله به اى اللفظ اهل به لتعظيم غير الله فكلما جعل لتعظيم غير الله حرام بسبب هذه
اللفظة ولو سلمنا ان المعنى ما قالوا فقى تحريم ما جعل لغير الله ايات منصوصة الا ترى فى سورة النحل ويجعلون لما
لا يعلمون نصيبا مما رزقناهم تالله لتسئلن عما كنتم تفترون وفى سورة الانعام واتوا حقه يوم حصاده ولا تسرفوا
قال مقاتل لا تشركوا الاصنام فى الحرث والانعام وفى سورة الانعام وجعلوا مما ذرأ من الحرث والانعام نصيبا الى
آخره فما جعل لتعظيم الاصنام لا شك عند احد فى حرمته الا بان ياخذ السلطان قهرا او المسلمون اى مسلموا دارا
الاسلام بالسرقة من دار الحرب او بان يسلم المشركين فاذا اراد واهذه النية فحل وانما تحرم الاخذ ان اعطوا
على تلك النية فالاخذ منهم لفعلهم واما ما يقع من المسلمين قال فى الدر المختار قبيل باب الاعتكاف واعلم ان النذر
الذى يقع للاموات من اكثر العوام ويوخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها الى ضرائح الاولياء الكرام تقربا

الیھم فھو باالاجماع باطل وحرام وقد ابتلی الناس بذلک ولاسیما فی ھذہ الاعصار وقد بسط العلامۃ قاسم فی شرح درر البحار انتھی وفی البحر الرائق کلام مفصل وبہ افتی المولوی عبد الحی رح ..... بالتحریم ونقل کلامہ وفی فتاوی المولوی عبد الحی رح ... من الجلد الثانی غیر اللہ کے نذر ومنت حرام اور مذبوحہ غیر خدا کی شیرینی یا فرینی کھانا ہر سید وفقیر پر حرام ہے اور ابوداؤد نے روایت کے ہیں ان رجلا نذر ان ینحر ابلا فی موضع سماہ فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھل فیہ وثن من الاوثان الجاھلیہ تعبد قال لا قال اوف بنذرک فتاوی رشیدیہ میں ہے بندشانی ۱۲ جو جانور غیر کے نام کا ہو اس کو اسی ہی نیت سے ذبح کرنا بسم اللہ کہکر بھی حرام ہے۔ قال تعالیٰ وان تستقسموا بالازلام ذکر حصہ معلوم کرنا ازلام کے ساتھ حرام ہے اور جو مال بتوں کو اور ان کی خادموں کو دیتے ہیں واسطے استقسام کے وہ بھی حرام یسئلونک ماذا احل لھم شکار کا سوال ہوا تھا احل لکم الطیبات نیاز غیر نہ ہوئے خواہ جانور ہو یا شیرینی قولہ وطعامکم حل الخ تمہاری ذبح کی ہوئی بذکر اسم اللہ ان کے دین میں بھی حلال ہے من اجل ذالک کتبنا علی بنی اسرائیل القصاص بعلۃ من قتل نفسا الخ فاحکم بینھم بالقصاص قل اذا لم یسلموا حکمک تعرض عنکم وعن معاندتکم ونحن نجاھد معکم۔ قولہ الا ثم جعل الشی لغیر اللہ تعالیٰ والکلھم السحت فانہ اکلہ حرام بل سحت قالہ الشامی قبیل باب الاعتکاف فی سورۃ الانعام بدالھم ماکانوا یخفون بحدونہ فی الاخفاء اب جزا اوس کی سامنے آجائے گی ثم الی ربھم یحشرون قولہ تعالیٰ لو شاء اللہ لجمعھم علی الھدی ان نشا ننزل علیھم من السماء ایۃ فظلت اعناقھم لھا خاضعین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین۔ حاصل سورۃ المائدۃ وفاکرو ساتھ ان عہدوں کے کہ خدا کے ساتھ کئی تھے احکام حقعالی کے التزام میں بہائم انعام حلال ہیں اپنے تراشیدہ تحریم کو چھوڑو اور تحریم الٰہی صید فی الاحرام والے بجا رکھو۔ نیازات اللہ پر جا رنیازات غیر مت کرو۔ اور نیازات آپس کی ہتک نہ کرو اور ہتک نہ کرنے دو مدد کرو لیکن نیکی اور پرہیزگاری میں مدد کرنا یعنی ہتک کرنے والوں کو منع نہ کرنا یہ گویا ہتک کرنا ہوا سوال کرتے ماذا احل لھم فرمادیو طیبات یعنی جس ونیازات غیر نہ ہوں تو حلال ہیں واسطے اس امر کے شکار کنندہ چیز کے مارے ہوئے کو میت نہ سمجھو شکار کردہ چیز کا حکم بھی فرمادیا۔ پھر فرمایا نماز یا وضو پڑھو کہ تمکو آپس میں الفت حاصل ہو۔ حق تعالیٰ نے پہلے فرمایا لاتحلوا شعائر اللہ پھر فرمایا وتعاونوا علی البر پھر فرمایا شھداء باالحق ہو جاؤ پھر فرمایا میرے اوپر توکل کرو حق کہنے اور مدد کرنے میں کفار سے مت ڈرو پھر فرمایا بنی اسرائیل مدد نہ دینے کے سبب سے ذلیل ہو گئے تھے اور نصاری بھی بسبب نقض میثاق کے خوار ہوئی آپس میں عداوت ہوئی سزا دی گئی یہاں تک دو امر ذکر ہوئے ایک یہ کہ تحریم غیر کی ونیازات غیر کے نہ کرو یہ شرک عملی نہ کرو دیگر شرک عقادی کی نفی شروع کی دوسرا مخالفین کے ساتھ مقابلہ کرنا پھر توحید عقادی کے متعلق فرمایا۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم ونذروا لہ بزعم انہ قادر قال تعالیٰ۔ واللہ علی کل شئ قدیر لاغیرہ تعالیٰ اذکروا یا ایھا المومنون اذ ام موسی قومہ بالجہاد فلم یاتمروا فقال تعالیٰ انھا محرمۃ علیھم اربعین

سنة ثم قال تعالیٰ واتل علیهم نبا ابنی آدم بالحق یعنی خاموش ہوکر نہ بیٹھو نہ خود مقتول بنو اور نہ مسلمانوں کو قتل ہونے دو کفار کے ساتھ مقابلہ کرو محاربین جو یہود قطاع الطریق ہیں انکے ساتھ محاربہ کرکے ان کو سزا دیو پھر اصل مسئلہ کے متعلق اسی توحید اعتقادی کے فرمایا الم تعلم ان اللہ له ملك السموٰت وهو قادر الخ پس تحریم غیر ونیازات غیروں کی نہ کرو پھر فرمایا مسارعین فی الکفر ومنافقین کے سبب سے غم نہ کرو اور محاربین کا بدلہ خون کا خون کرو پس حکم بالعدل اگر اس حکم پر نہ آویں تو اعراض کرو اور اعلان قتال کرو۔ ولا تتبع اهواءهم عما جاءك من الحق لكل جعلنا منكم شرعة ومنهاجا الخ فی سورة المؤمنین کل حزب بما لدیهم فرحون فی سورة البقرة وما یضل به الا الفاسقین ولو شاء اللہ لجعلکم امة واحدة وان نشاء ننزل علیهم من السماء ایة فظلت اعناقهم لها خاضعین اعنی شرك اعتقادی۔ پھر اصل مسئلہ کے متعلق فرمایا بلغ ما انزل الیك وقل لقد کفر الذین قالوا ان اللہ هو المسیح بن مریم یعنی سب چیز کرنے والا پھر شرک اعمالے کے متعلق فرمایا یا ایها الذین امنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ فان حلفتم فاعطوا الکفارة تحریم خود ساختہ نہ کرو انصاب از لام نیازات غیر مت کر حکمت تحریم ونیازات آیہ کے یہ ہے کہ لیعلم اللہ من یخافه بالغیب۔ ولتعلموا ان اللہ علی کل شئ قدیر وان اللہ قد احاط بکل شئ علما پھر فرمایا قسم غیر کی بھی اقرار کریں گی کہ ہم غیب نہیں جانتے فقط وللہ ملك السموٰت متعلق شرک اعتقادی کے ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اعلم یا اخی ان الحمد للہ الذی خلق السموٰت والارض وجعل الظلمات والنور ثم الذین کفروا بربهم یعدلون۔ هو الذی خلقکم من طین ثم قضی اجلا واجل مسمی عنده ثم انتم تمترون۔ وهو اللہ فی السموٰت والارض یعلم سرکم وجهرکم ویعلم ما تکسبون۔ قل لمن ما فی السموٰت والارض قل للہ کتب علی نفسه الرحمة۔ وله ما سکن فی اللیل والنهار وهو السمیع العلیم۔ قل انی امرت ان اکون اول من اسلم ولا تکونن من المشرکین۔ وان یمسسك اللہ بضر فلا کاشف له الا هو وان یمسسك بخیر فهو علی کل شئ قدیر۔ وهو القاهر فوق عباده وهو الحکیم الخبیر۔ وما من دابة فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیه الا امم امثالکم۔ قل ارءیتکم ان اتاکم عذاب اللہ او اتتکم الساعة اغیر اللہ تدعون ان کنتم صادقین بل ایاه تدعون فیکشف ما تدعون الیه ان شاء وتنسون ما تشرکون۔ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملك۔ قل انی نهیت ان اعبد الذین تدعون الخ۔ وعنده مفاتیح الغیب لا یعلمها الا هو۔ دعوی وهو التمرة قل اندعو من دون اللہ ما لا ینفعنا ولا یضرنا ونرد علی اعقابنا بعد اذ هدانا اللہ۔ وقوله اذ قال ابرهیم الی قوله اولئك الذین هدی اللہ فبهداهم اقتده دلیل نقلی۔

سورة الانعام قال ابن عباس نزلت جملة نزلت لیلا وکتبوها من لیلتهم ولما نزلت سورة الانعام کان معها سبعون الف ملك کذا فی الخازن۔ قوله تعالیٰ ثم الذین کفروا الخ ثم للاستبعاد کذا فی جامع البیان قوله تعالیٰ قرنا آخرین قرن اہل ملک روزگار از مردم۔ اصراح قوله تعالیٰ لولا انزل علیه ملك فی سورة الفرقان ملك فیکون معه

له ذکر و پھر فرمایا سب بنی

نذیرا۔ قولہ تعالیٰ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم تعریف الجزاء للحصر قالہ سیدنا الامام الربانی فی المکتوبات قولہ تعالیٰ وَلَوْشَاءَ اللّٰہُ لَجَمَعَھُمْ عَلَی الْھُدٰی وَفی موضع اخر وَاِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰیَۃً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُھُمْ لَھَا خٰضِعِیْنَ قولہ تعالیٰ ثُمَّ اِلٰی رَبِّھِمْ یُحْشَرُوْنَ قال ابن عباس حشرھا موتھا۔ اقول قال تعالیٰ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ فعلی مذھب ابن عباس یقال حیث یقاد الجلحاء من القرنا محمول علی المجاز اعنی المراد من الجلحاء القادر الظالم۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ قال تعالیٰ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ قال ابن عباس فیما سئل عنہ نافع بن الازرق الوسیلۃ الحاجۃ واستشھد علیہ بکلام العرب ؎ ان الرجال لھم الیک وسیلۃ ای حاجۃ۔ ان یاخذوا تکحلی وتخضبی۔ کذا فی الاتقان۔ مولوی عبد العزیز

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ یَعْدِلُوْنَ۔ سب کچھ کرنے والا وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے زمین آسمان پیدا کیا اور لیل ونہار بنایا پھر بھی کافر رب کے ساتھ برابر بنا لیتے ہیں ثم للاستبعاد ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ پیدا اس نے کیا موت کا وقت اس کو معلوم اور موت اُسی نے بنائی اسمانوں میں وہی متصرف زمینوں میں وہی متصرف وہی جاننے والا ہر چیز کا۔ وَلَہٗ مَا سَکَنَ فِی اللَّیْلِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗٓ اِلَّا ھُوَ۔ وَاِنْ یَّمْسَسْکَ بِخَیْرٍ فَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ وھو القاھر فوق عبادہ وھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ۔ وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْہِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ۔ وعندہٗ مفاتح الغیب لَا یَعْلَمُھَآ اِلَّا ھُوَ۔ قل اندعو من دون اللہ مالا ینفعنا ولا یضرنا۔ حاصل یہ کہ سب کچھ کرنے والا وہی ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور غیب دان فقط وہی ہے پھر اسی کو بلانا چاہئے ابراہیم اسحاق یعقوب نوح سلیمان ایوب یونس یوسف موسیٰ ہارون زکریا یحییٰ عیسیٰ الیاس اسمٰعیل الیسع یونس لوط علیہم الصلوٰۃ والسلام سب کے سب اسی ہدایت پر تھی موسیٰ کو بھی اسی مضمون کے کتاب ملی اور یہ کتاب مبارک بھی مصدق اس کی آئی یہاں تک شرک اعتقادی کے نفی ہونی آگے شرک عملی یعنی سوا اللہ تعالیٰ کے اوروں کے حصے ماننے کی نفی ہے اِنَّ اللّٰہَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَیِّتِ مِنَ الْحَیِّ فالق الاصباح وجعل اللیل سکنا والشمس والقمر حسبانا وذلک تقدیر العزیز العلیم۔ وَھُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ وھُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِہٖ نَبَاتَ کُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْہُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْہُ حَبًّا مُّتَرَاکِبًا وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِھَا قِنْوَانٌ اِلٰی اٰخِرِہٖ فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ وجعلوا مما ذرا من الحرث والانعام نصیبا وقالوا ھٰذَا لِلّٰہِ بِزَعْمِھِمْ وَھٰذَا لِشُرَکَآئِنَا فَمَا کَانَ لِشُرَکَآئِھِمْ فَلَا یَصِلُ اِلَی اللّٰہِ وَمَا کَانَ لِلّٰہِ فَھُوَ یَصِلُ اِلٰی شُرَکَآئِھِمْ وَالسَّآئِبَۃَ والوصیلۃ کلوھا اذا ذبحتم باسم اللہ تعالیٰ وکانوا کلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وجعلوا مما ذرا من الحرث والانعام نصیبا وکذلک زین لکثیر من المشرکین قتل اولادھم شرکاءھم یعنی یجزون اولادھم لشرکائہم۔ قد خسر الذین قتلوا اولادھم وحرموا ما رزقھم اللہ۔ وھُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ کلوا من ثمرہ واتوا حقہ ای حق اللہ خاصۃ

ولا تسرفوا ای لا تترکوا الاصنام قالہ مقاتل کذا فی الخازن خلاصہ یہ تحریم بغیر اللہ کے لئے مت کرو اور حصی اور نذور غیر اللہ کے مت مانو۔ ثم اٰتینا موسی الکتاب یعنی موسی علیہ السلام نے بھی یہی بات کہی تھی وھذا کتاب انزلناہ اور یہ کتاب بھی موافق اس کے آئی غیروں کے لئے تحریم کرنے اور غیروں کے حصے ماننے منع ہیں دونو کتابوں میں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ سب کچھ کرنے والا وہ مولا ہے جس نے آسمان زمین بنایا اور کیا لیل و نہار یہ حال دیکھ سمجھ کر پھر بھی کافر رب کے ساتھ معادل بنا لیتے ہیں۔ پیدا تم کو اسی نے کیا موت اسی نے بنائی موت کا وقت اسی کو معلوم پھر بھی مراء و جدال کرتے ہیں آسمان میں وہی متصرف ہے سب کچھ جاننے والا وہی ہے۔ قل لمن ما فی السمٰوٰت والارض ولہ ما سکن فی اللیل والنھار وھو السمیع العلیم* وان یمسسک اللہ بخیر فھو علی کل شئ قدیر۔ وما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم۔ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک فلا تقعوا فی الشبہۃ۔ قل انی نھیت ان اعبد الذین تدعون من دون اللہ۔ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو۔ فکیف ادعو من سواہ قل اندعو من دون اللہ ما لا ینفعنا ولا یضرنا واما الدلائل من النقل اذ قال ابراھیم لابیہ ازر اتتخذ اصناما الھۃ انی اراک وقومک فی ضلال مبین والدلائل بحسب العقل ان اللہ فالق الحب والنوٰی پوری ہے بات رب کی از روئے راستی وانصاف کے اعنی یہ دعوی توحید اس کو توڑنے والا کوئی نہیں سمیع علیم اس کی سوا اور کوئی نہیں پھر کس طرح کوئی اور متصرف بن سکیں اور کس طرح یہ دعوے ٹوٹے فاترکوا الشرک۔ فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ خاصۃ دون ما ذکر علیہ اسم غیرہ من اٰلھتھم او مات حتف انفہ کذا فی المدارک فاترکوا الشرک من حیث الاعمال۔

* ان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو

سورۃ الاعراف

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کتاب انزل الیک الخ۔ اس کا حکم آیا انذار کے لئے مرو بنتا مدعا یہ ہے کہ کہدو کہ ما انزل کے تابع ہو اور رسوم کے فرض ہونے اور مثل اس کی کے تابع نہ ہو خواہ مخواہ تم نے ننگا طواف کرنا لم و سوم نہ کھانا شرع اپنا بنا لیا یہ ابداء عورت کا تو تمہارے باپ کو سزا ملی تھی کیا تمہارا عقل گم گیا اور یہ بھی آگے ہی کہا گیا۔ یا بنی اٰدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیاتی فمن اتقی واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ والذین کفروا الخ ولقد ارسلنا نوحا وھود وصالح ولوط وشعیب علیہم الصلوۃ والسلام ثم بعث من بعدھم موسی فلما ھلک فرعون وجاوز اللہ تعالی ببنی اسرائیل تاوا یا موسی اجعل لنا الھا کما لھم الھۃ ولما ذھب الی الطور لاخذ الکتاب تخذوا من بعدہ عجلا۔ ولما اختار موسی سبعین رجلا ودعا اکتب لنا فی ھذہ الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ الخ قال تعالی رحمتی وسعت کل شئ فسا کتبھا للذین یتقون۔ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ ویجدونہ مکتوبا

فی الانجیل۔ فخالف کثیر منہم ھذا الرسول الا یخافون لقد سلب عنہم المن والسلوی وَمَا ظلمہم اللہ ولکن کانوا انفسہم یظلمون ۔ اولا یذکرون ان اللہ تعالیٰ ارسل علیہم رجزًا من السّما حین بدّل الّذین ظلموا قولًا غیر الّذی قیل لھم۔ اولا یذکرون قیل لہم کونوا قردۃ ۔ اولا یذکرون انّ اللہ تعالیٰ قال لنھدمنّ فی التورٰیۃ لیبعثنّ علیہم من یسومہم سوء العذاب ۔ فی سورۃ بنی اسرائیل وقضینا الیٰ بنی اسرائیل فی الکتاب لتفسدنّ فی الارض مرّتین الیٰ قولہ تعالیٰ وانْ عُدتم عُدنا وجعلنا جھنّم للکافرین حصیرًا ثم اعلم ان الخلف الذین ورثوا الکتاب الآن یاخذون عرض ھذا الادنیٰ ویقولون سیغفرلنا یقولون علی اللہ غیر الحق وقد اخذ ھم المیثاق ان یقولوا علی اللہ غیر الحق فلولا حلیۃ العمل فلم تتق اللہ الجبل فوقہم حین اخذ المیثاق عنہم ولم اخذ اللہ المیثاق حین قال الست بربکم ۔ ولم جعل اللہ تعالیٰ عالم بنی اسرائیل کا لکلب اللہث حین انسلخ من آیۃ اللہ لغالی۔ للہ الاسمآء الحسنیٰ فادعوہ بہا ۔ ھو الذی خلق الناس من نفس واحدۃ وبوتی صالحًا فکیف یشرکون مالا یخلق شیئًا۔ وکیف تدعون غیرہ تعالیٰ ان الذین یدعون من دون اللہ عبادٌ امثالکم فاذکروا اللہ تعالیٰ فی النفس وبا للسان دون الجھر لاغیرہ تعالیٰ کما نعلم بالغیر ای لاتذکروا ولا تعبدوا غیرہ تعالیٰ ۔ من سورۃ الانفال واذکروا اللہ تعالیٰ کثیرا ۔ ولا تکونوا کالذین خرجوا بطرا وریٓاء الناس ویصدون عن سبیل اللہ ۔ من سورۃ الانفال وزین لھم الشیطان اعمالھم وقال لاغالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم ۔ فی موضح القران مدوا سے چاہو تو سباب ظاہری سے نہیں ۔ فخلاصہ سورۃ الانفال الترغیب علی القتال والنصر فی الدین واورد فی الابتداء احکام الغنائم ومنعوا من التنازع کما تلون کلہم واحدۃ فی سورۃ الاعراف ۔ سأریکم دار الفاسقین فاسقین کو اور مخالفین تمہارے کو میں ہلاک کروں گا ان کے مقامات خراب شدہ دیکھو لوگے ۔ قولہ تعالیٰ فکلوا ممّا ذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم بآیٰتہ مؤمنین ۔ انّ اللہ فالق الحبّ والنّوٰی فکلوا ممّا ذکر اسم اللہ ای احلوا ما احل اللہ تعالیٰ ۔ قال تحرمیکم باطل ۔ وجعلوا للہ ممّا ذرأ وحرموا ملحرم اللہ تعالیٰ وقد فصل لکم وقالوا ھذہ انعام وحرث حجر علی طریق اللف والنشر الغیر المرتب ثم قال تعالیٰ قد خسر الّذین قتلوا اولادھم بعبادۃ الشرکاء ۔ وتعظیمہم ھذا متعلق لقولہ تعالیٰ جعلوا للہ مما ذرأ من الحرث الخ قولہ تعالیٰ وحرموا ما رزقہم اللہ تعالیٰ متعلق بقولہ تعالیٰ وقالوا ھذہ انعام وحرث حجر الخ وانواحقہ متعلق بجعلوا للہ مما ذرأ وقولہ تعالیٰ فکلوا مما رزقکم اللہ تعالیٰ ولا تتبعوا خطوات الشیطان متعلق بقولہ ھذہ انعام وحرث حجر الخ من سورۃ الاعراف ۔ فلا یکن فی صدرک حرج منہ پھر مضمون ثانی پھر مضمون ثالث پھر قصص مطابق ثالث کے پر مطابق ثانی کے پھر قصہ موسیٰ علیہ السلام مطابق اول کے پھر من یہدی اللہ فھو المھتدی مطابق مضمون اول کے لھم قلوب لا یفقھون بہا الی اولئک کالانعام بل ھم اضل مطابق مضمون ثانی کے للہ الاسمآء الحسنیٰ مطابق مضمون اول کے ۔ والّذین کذّبوا بآیٰتنا تمام رکوع مضمون اول کے مطابق ھو الذی خلقکم الخ انّ الّذین تدعون من دون اللہ مطابق مضمون ثانی انّ الّذین تدعون مطابق مضمون اول خذ العفو مطابق مضمون اول واخوانہم یمدونہم

فی الغی مضمون ثانی واذکر ربك فی نفسك مطابق مضمون اول ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ کتاب انزل الیك فلا یکن فی صدرك حرج ۔ اسکا حکم آیا آپ کی طرف مرد ہوکر پہنچانا دل تنگ مت ہونا سورہ طہٰ میں ہے ۔ ما انزلنا علیك القرآن لتشقی ۔ رنج کشی کے لئے ہم نے نہیں بھیجا بڑی بادشاہ کا حکم ہے تو کچھ حرج آئے تو کیا ہوا مدعا یہ ہے کہ رحمٰن آپ عرش پر ہے ۔ سب کچھ اس کا ہے اگر تو پکارے تو سن لیا ہے دیکھو موسیٰ علیہ السلام نے کیسے بار اور تجسیم اٹھایا دھل اتاك حدیث موسیٰ الا سورہ اعراف پہلے یہ فرمایا مرد ہوکر پہنچانا ۔ دعوی یہ ہے کہ شرک فعلی نہ کرو اور نہ شرک اعتقادی اور نہ کسی کو پکارو ۔ شرک فعلی کی نفی میں فرمایا اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء اللہ کے احکام کا تابع ہو ۔ طواف ننگے کرنا لوم وسوم نہ کھانا بحیرہ وسائبہ نہ کھانا اوروں کی نذریں ماننا تم نے یہ کیا دین بنا رکھا ہے یہ ابدا عورت تو تم کو سزا ملی تھی پھر ان ربکم اللہ الذی الی آخرہ سے یہ ثابت ہوا کہ سب کچھ کرنے والا حق تعالیٰ ہے پس خاص اسی کو بلاؤ اور پکارو حاجات میں یہ شرک اعتقادی کی نفی ہوئی پس چند قصص شرک اعتقادی کی نفی کیلئے بیان ہوئے لوط وشعیب کا قصہ واسطے نفی شرک فعلی کے اور موسیٰ کا قصہ واسطے اس امر کے کہ مرد ہوکر پہنچانا دیکھو موسیٰ نے کیسے جرح اٹھائی علی طریق اللف والنشر غیر مرتب پھر ڈرا دیکھی فرمایا کہ یہ جو بعض احمق کہتے ہیں ہم جو کچھ کریں ہم کو بخشا جائے گا غلط ہے ۔ قولہ قردۃ یعنی بندر کیوں بنائے گئے بسبت والیوں کے لئے حیل کو ظلہ بنا کر کیوں تسلیم کرایا ذریتہ آدم سے نکال کر کیوں عہد وپیماں لئے کلب لاہث کی مانند کیوں اس شخص کو کہ آیات سے منسلخ ہوگیا تھا بنا دیا پس پہلے فرمایا کہ دل تنگ نہ ہونا ہم نے تم کو بھیجا ہے لتنذر بہ اگر نہ مانیں تو تم کو کیا حرج من یہدی اللہ فھو المھتدی الی اولئك ھم الغافلون ۔ پھر شرک فعلی کی نفی کے لئے نفی فرمائی ۔ ولله الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بھا خاص اللہ تعالیٰ کو پکارو شرک فعلی اور اعتقادی کا ثمرہ تو یہ ہے کہ حاجات میں غائبانہ یا ان کے بت کی تصویر بنا کر یا ان کے تھان یا قبور کے نزدیک ان کو متصرف سمجھکر حاضر ناظر جان کر پکاریں پس دعا غیر اللہ کی نفی کرکے فرمایا دل تنگ نہ ہونا اگر نہ مانیں یا کچھ شبہ وارد کریں تو کیا ہوا ومن خلقنا امۃ یھدون بالحق ۔ اولم ینظروا فی ملکوت السموات الخ یسئلونك عن الساعۃ ایان مرسٰھا ۔ وھو الذی خلقکم سے پھر نفی شرک کے کئی پھر پہلے امر کے متعلق فرمایا خذ العفو الخ فرما کر پھر اصلی مدعا یعنی نفی شرک کے فرمائی واذکر ربك فی نفسك خاص رب کا ذکر کرو ساتھ عاجزی کے اور تضرع اور خوف کے دل میں اور زبان سے بلا جہر فجر اور دیگر جس طرح اپنے معبودوں کو کرتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ یہ معاملہ کرنا چاہئے نہ اور معبودوں کے ساتھ اور نہ ہو تم غافلین سے یعنی مشرکین سے اللہ تعالیٰ کے نزدیکی مقرب خاص عبادت اسی پر بند ہے اسی کو پاک سمجھتے ہیں شریکوں سے اور خاص اسی کا سجدہ کرتے ہیں ۔

خلاصہ ۔ توحید اعراف کا یہ ہے اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء ۔ قل امر ربی بالقسط واقیموا وجوھکم عند کل مسجد وادعوہ مخلصین لہ الدین ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوٰی علی العرش یغشی اللیل النھار ۔ یطلبہ حثیثا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ الا لہ الخلق والامر تبارك اللہ رب العالمین ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ انہ لا یحب المعتدین ۔ ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا وادعوہ

خوفا وطمعا ان رحمت الله قريب من المحسنين لقد ارسلنا نوحا الى قومه فقال يقوم اعبدوا الله ما لكم من اله غيره ولله الاسماء الحسنى فادعوه بها وذروا الذين يلحدون فى اسمائه سيجزون ما كانوا يعملون - قل لا املك لنفسى نفعا ولا ضرا الا ما شاء الله ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسنى السوء ان انا الا نذير وبشير لقوم يؤمنون ان الذين تدعون من دون الله عباد امثالكم فادعوهم فليستجيبوا لكم ان كنتم صادقين الهم ارجل يمشون بها ام لهم ايد يبطشون بها ام لهم اعين يبصرون بها ام لهم اذان يسمعون بها والذين تدعون من دونه لا يستطيعون نصركم ولا انفسهم ينصرون - وان تدعوهم الى الهدى لا يسمعوا وتراهم ينظرون اليك وهم لا يبصرون - واذكر ربك فى نفسك خاصة لاغيره ولا تكن من الغافلين اى الكافرين - ومن سورة التوبة - قاتلوا الذين لا يؤمنون بالله ولا باليوم الاخر ولا يحرمون ما حرم الله ورسوله ولا يدينون دين الحق حتى يعطوا الجزية عن يد وهم صاغرون - وقالت اليهود عزير ابن الله وقالت النصارى المسيح بن الله ذالك قولهم بافواههم يضاهئون قول الذين كفروا من قبل قاتلهم الله انى يؤفكون - اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله والمسيح بن مريم وما امروا الا ليعبدوا الها واحدا لا اله الا هو سبحانه عما يشركون - وممن حولكم من الاعراب منافقون ومن اهل المدينة مردوا على النفاق لا تعلمهم نحن نعلمهم سنعذبهم مرتين ثم يردون الى عذاب عظيم

سورة الانفال

بسم الله الرحمن الرحيم - اللهم اياك نعبد واياك نستعين فيسر لنا

الانفال لله فانه المعطى والناصر - اذكروا حين اخرجكم ربكم بتدبير الحق وان البعض لكارهون - قيل كما بمعنى اذ ولا حاجة الى هذا انه يستعمل كما فى معنى العلة والسبب من حيث الاذن والامر - اذكروا حين يعدكم اما اعنى انهم خرجوا بجيله واورد واعند الكفار بجيلة ونصر - بحيث قاتل الملائكة فلم يقتل الكفار الا الله تعالى - فالانفال لله تعالى - فاطيعوا الله فى حكمه فى الانفال واعطوا الخمس ان كنتم امنتم بما انزل يوم التقى الجمعان حيث اوردكم بغتة عند الكفار على العدوة اذ يهب الركب الى اسفل منكم الى البحر واركبكم الله اياهم قليلا - واراهما اياكم قليلا ليقضى امرا كان مفعولا - فاطيعوا الله ولا تتنازعوا ولا تكونوا غير مخلصين - كالذين خرجوا بطرا وقضى امرا كان مفعولا اعنى اهلكهم عدلا وليس هذا ظلما فتحاكموا لهم كحال ال فرعون كما انهم اهلكوا بظلمهم كذلك هؤلاء الكفار اهلكوا بظلمهم ذالك البيان لتحصلوا العلم بان الله لم يك مغيرا نعمة حتى يغيروا ما بانفسهم الذين عاهدت منهم ثم ينقضون فتشردبهم من خلفهم -

سورۃ الانعام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ الخ معنی الحمد للہ کا سب کچھ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور جو معنی فاضل لاری نے کیا ہے وہ غلط ہے الحمد کا معنی یہ نہیں کہ جو حمدیں اگرچہ کسی کافر کی ہو یا حبشی کی وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ہیں ۔ بلکہ ہر جگہ مراد حمد سے حصر اضافی ہے یعنی تم اپنے معبودوں کے واسطے کرتے ہو وہ ثابت ہیں اللہ کیواسطے نہ تمہارے معبودوں کے لئے جیساکہ سورت نجم میں ہے هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى تا آخر یہ سب صفتیں اللہ کے واسطے ہیں نہ غیر کے واسطے اور جیساکہ حم جاثیہ میں ہے پارہ ۲۵ لِلّٰہِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ کے واسطے ہے ملک آسمان اور زمین کا ۔ قولہ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ آخر سورۃ میں ہے یعنی جب ملک آسمان وزمین اور سب خیر وشر اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے تو پھر حمد کا مالک بھی ضرور وہی ہے ۔ اور ما بین لِلّٰہِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ والارض اور فللہ الحمد کے تمام جملہ معترضہ ہے اسی طرح سورۃ صافات کے آخر میں وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یعنی یہ خصوصیت پیغمبروں کے لئے ہے کہ میں انکو سلامت رکھتا ہوں اور ہر وقت مددگار بھی ان کا ہوں ۔ اور تصرف ہونا اور کرنا نہ کرنا یہ حمد خاص اللہ کے لئے ہے دوسرے کسی کے لئے نہیں ۔ پہلے یہ جاننا چاہئے کہ لیس قلب قرآن ہے کہ اس میں نفی شرک تشفیعی کی گئی ہے ۔ اور کل فعال شرکیہ اس غرض سے کئے جاتے ہیں کہ وہ لوگ جنکو اوصاف الٰہی میں شریک بناتے ہیں ہم کو اللہ تعالیٰ کی خواہ مخواہ کام کرا دیتے ہیں یعنی شفیع غالب قرار دیتے ہیں یعنی اگر اللہ تعالیٰ کا ارادہ نہ ہو تو وہ کرا دیتے ہیں ۔ شفیع غالب اسکو کہتے ہیں ۔ اسی طرح شفیع بنانا شرک کا قلب ہے ۔ سورۃ یٰسین میں اس کو رد کیا ہے ۔ چونکہ اس میں نفی شفیع غالب کی ہوئی تو سورۃ صافات میں اس سے ترقی ہوئی کہ وہ انبیاء تو خود عاجز ہیں اور نفسی نفسی کر رہے ہیں جیساکہ مثلاً وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ کہا گیا اب یہ جاننا چاہئے کہ سورۃ حم جاثیہ میں تفصیل سے بیان کیا گیا کہ ملک آسمان وزمین کا اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے لہذا حمد بھی اسی کی ہونی چاہئے اس جگہ ادماج کیا گیا ہے ۔ اصل میں اس طرح ہے کہ خلق السموت والارض اور جعل الظلمات والنور کا مالک اللہ تعالیٰ ہے یہ تو تم بھی تسلیم کرتے ہو ۔ پس دیگر فعلوں کا متصرف اور مالک بھی خدا ہے پس جب تمام فعلوں کا متصرف وہ ہے تو حمد لایق خداوندی کے ہے اسی کی ہونی چاہئے پس اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ الخ مثبت مدعی کے ہے اور مدعی اصل الحمد للہ ہے اب یہ جاننا چاہئے کہ خلق السموت والارض ۔ اور جعل الظلمت والنور پہلا لفظ جمع اور دوسرا مفرد واسطے محاورے کے لایا گیا ہے جیساکہ کہا جاتا ہے عورتیں اور مرد وغیرہ ۔ قولہ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ الخ ثم تین قسم کے لئے آتا ہے ایک واسطے تراخی کما ہو الموضوع لہ ۔ اور دوسرا واسطے تعقیب ذکری کے ۔ اور تیسرا واسطے استبعاد کے اور اس جگہ استبعاد کے لئے ہے معنی یہ ہوا کہ جب تم کو معلوم ہو گیا کہ خالق ہر شئی کا اور مالک بھی ہر شئے کا خداوند ہے تو یہ بات عقل سے بعید ہے کہ تم اب بھی کسی کو مخلوق میں سے خدا تعالیٰ کے ساتھ برابر کرو اور خدا تعالیٰ جیسا اس کو متصرف سمجھو (از جامع البیان) قولہ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ معنی یہ کہ جھگڑا کرتے ہو یا شک کرتے ہو اور یہ ماخوذ ہے مرایا مریہ سے قولہ هُوَ اللّٰہُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ الخ اللہ سے مراد وصف مشہور ہے ۔ یعنی فاعل

اور متصرف خاص وہی ہے آسمان اور زمین میں پس اب تعلق جار اور مجرور کا اللہ کے ساتھ اور ظرفیت صحیح ہوگی۔ پس جب اس جگہ حصر ہوا تو سب جگہ حصر ہوگا۔ اور اب یہ جاننا چاہیئے کہ یہ تین آیتیں جو شخص پڑھے تو ستر ہزار فرشتے اس کیلئے دعا کرتے ہیں یہ سورۃ دفعۃً نازل ہوئی الا آیتیں اوخمسہ آیۃ اور ابن عباس کا قول ہے کہ تمامہ دفعۃ نازل ہوئی ہے (خازن) یہ بھی معلوم کرنا چاہیئے کہ اس جگہ اس ترتیب بیان کیا ہے کہ پہلے خلق اور پیچھے تخت شاہی پر ہونا اور پیچھے رحمت دنیا۔ اور سورۂ حشر میں اس کے خلاف بیان ہے۔ قاعدہ قرآن شریف کا یہ ہے کہ کبھی آخر سے ابتدا کی طرف بیان آتا ہے اور سورۃ حشر میں اس کے پہلے دنیا۔ کما قال ہوالرحمن الرحیم۔ پھر تصرف کما قال ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ اور پھر خلق کما قال ھُوَاللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی۔ خلق بمعنی پیدا کردن۔ تم بر معنی فساد محفوظ رکھنا۔ ثم تصویرا۔ بمعنی صورت بخشیدن (فائدہ) اگر کوئی شخص سورۂ حشر کی اخیر آئتیں صبح و شام پڑھے گا اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اس کو شہید کرے گی۔ یعنی شہید کے حکم میں ہوگا اس واسطے شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزند کو انکے پڑھنے کی نصیحت فرمائی تھی۔ اور اللہ کے لفظ سے تین قسم کی شرک کی نفی ہوئی پیدا کرنا تخت بادشاہی پر ہونا اور رحمت سے دنیا۔ جیسا کہ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ سے تنزیہ شان کا ہے اور معنی الصمد کل ما یصمد ویقصد الیہ۔ اور پکارنے کے لائق اللہ ہی ہے دوسرا کوئی نہیں ہے قولہ وَاَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَہٗ اور معنی عندکا یہ ہے کہ اسی ہی کو خبر ہے قولہ وَمَا تَاْتِیْھِمْ مِّنْ اٰیَۃٍ الایہ ان کا شکوہ ہے اور آیت کے تین معنی ہیں اول معجزات دوسرا نشانی تیسرا ٹکڑہ قرآن اس جگہ مراد کلام ہے قرینہ اس کا پارہ سترہ میں ہے کما قال تعالیٰ مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ ذِکْرٍ مِّنْ رَّبِّھِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا کَانُوْا عَنْھَا مُعْرِضِیْنَ قولہ وَلَقَدْ کَذَّبُوْا بِالْحَقِّ حق کے تین معنی ہیں۔ اول ظہار حق دوسرا ظاہر بات تیسرا سچی بات اس جگہ مراد ظاہر بات ہے جب انہوں نے ظاہر بات سے انکار کیا تو یہ عذاب کے لائق ہونگے لہذا قال تعالیٰ فَسَوْفَ یَاْتِیْھِمْ اَنْبٰٓؤُا مَا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ سے مراد عذاب ہے اس کی تائید میں ہیں جو تین آیات سورۂ انبیاء میں ہیں پ۱۷ قولہ وَمَا خَلَقْنَاھُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ قولہ اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَھْلَکْنَا تخویف ہی پہلے یہ جاننا چاہیئے کہ اس سورت میں کئی آیات تخویف کے لئے ہیں اور کئی اصلی مدعا کیواسطے اور بعضے تسلی کیواسطے ہیں۔ قولہ نمکن لھم معنی ہمت کا ہے۔ قولہ مِنْ تَحْتِھِمْ معنی انکے اشجار دروں مکانوں کے نیچے یا کہ قبضے میں۔ قولہ وَلَوْ اَنَّزَلْنَا عَلَیْکَ کِتٰبًا جواب ہے سوال کا کہ انہوں نے کہا تھا کہ لَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّکَ سورہ بنی اسرائیل پ۱۵ قولہ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَکًا ای فَیَکُوْنُ مَعَہٗ نَذِیْرًا بقرینہ سورۂ فرقان پ۱۹ وَلَلَبَسْنَا مَا یَلْبِسُوْنَ یعنی شبہ کرینگے اور اشتباہ کی وجہ سے ایمان نہ لاویں گے اور محاورہ بھی اسی طرح ہے کما قیل لبست الامر علی القوم اذا اشتبہ الامر علیھم۔ قولہ وَلَقَدِ اسْتُھْزِءَ بِرُسُلٍ الایہ تسلی ہے قولہ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْھُمْ حاق یعنی نازل ہوا اور من بمعنی بار کے ہے اور ضمیر سے مراد رسول و مومن ہیں۔ قولہ مَا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ ما سے مراد قرآن یا عذاب ہے۔ اگر قرآن ہو تو مضاف محذوف ہوگا یعنی جزاء ما کانوا یستھزءون۔ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ تخویف ہے اور قُلْ لِّمَنْ فِی الْاَرْضِ الایہ اعادہ اصلی مدعا کا ہے قل للہ اس جگہ ہمزہ استفہام کا محذوف ہے یعنی للہ اور استفہام تقریری ہے قولہ کَتَبَ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ یعنی ذمہ اٹھالیا اللہ تعالیٰ نے لَیَجْمَعَنَّکُمْ کو بہ تخویف ہے الَّذِیْنَ خَسِرُوْا انہوں نے جو خسارہ کیا ہے قولہ مَا سَکَنَ فِی الَّیْلِ وَالنَّھَارِ یعنی لشر فی اللیل والنہار کیونکہ سکون تو موافق نہار کے نہیں قرینہ اس کا ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ سَکَنًا وَّالنَّھَارَ نُشُوْرًا اور

محاورہ بھی ہے۔ ملفتہا تبنا وما رایا ردًا وھو السمیع العلیم۔ ای لکل شئ علیم یونظیراس کی ہوالحی بمعنی ہوالحی لایموت بقرینہ مافی پارہ ۱۹ سورہ فرقان۔ اوراس جگہ بھی حصر ہے جیساکہ تائیداس کی سورہ ہود میں ہے کہ نبیوں کی خبریں بیان کی گئی دیکھو وہ خود عاجز ہیں پھر سورۃ یوسف قصۂ احسن فرمایاکہ اس سے مطلب احسن نکلتا ہے کیونکہ اتنا بڑا نبی چالیس برس دنی روایت اتنی تک اتنا معلوم نہ کرسکاکہ میرا ولد کس جگہ ہے پھر سورۂ رعد میں اپنا اصلی مدعا بیان کیا کہ لہ دعوۃ الحق اورکسی دوسرے کا بلانا ایسا ہے کہ پانی کو کہے آجا پانی۔ اور بیان کرنے اصلی مدعا کیواسطے مثبت بیان کئے گئے ہیں۔ **شعر مثنوی**

یشہد اللہ الملک اھل العلوم　　انہ لا رب الا من یدوم

قولہ ولیًا بمعنی کارساز قولہ فاطر السمٰوٰت والارض ہرچیز کو بمع بادی پیدا کرنا تائیداس کی فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا اور سورۂ رعد میں بیان کرنے مثبات میں سخر الشمس الخ ہے یعنی تمہارے کام میں رکھے ہیں اور ما تغیض الارحام اور تزداد بھی لازمی آتا ہے۔ اگر لازمی بنائیں تو ما مصدریہ ورنہ موصولہ۔ قولہ انی امرت ان اکون اول من اسلم معنی اسلام کا یہ ہے کہ کہے ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین (سورۃ انعام پ) یعنی میرے نفع اور ضرر کا مالک خدا ہے ولا تکونن من المشرکین۔ ای قیل لی ولا تکونن الخ قولہ اکبر شہادۃ بمعنی قسم قولہ ائنکم لتشہدون یعنی آپ تم کہتے ہو۔ اور تمہارا عقل بھی کہتا ہے میرا عقل تو نہیں مانتا کہ متصرف اور کوئی ہے قولہ یعرفونہ۔ ای حقیقۃ ھذا القول۔ قولہ لا یفلح الکافرون تخویف ویوم نحشرھم تخویف قولہ لم تکن فتنتہم بمعنی جواب۔ ما کنا مشرکین اس میں ترقی ذکر کی گئی ہے قالوا ضلوا عنا بل لم نکن ندعو من قبل شیئا وضل عنہم ما کانوا یفترون۔ اکنۃ اے پردے مانعہ ہیں سمجھنے سے وفی اذانہم وقرا ای باریعنی انکے کان تو ہیں لیکن سنتے نہیں پس یہ معنی جباریت کا ہے نہ جبر کا اور یہ تمام تقریر ظاہر ہے۔ حتی اذا جاءوک یجادلونک الخ حتی غایۃ کا معنی یہ ہوگا کہ مانتا تو بجائے خود بلکہ بات یہ ہے کہ جس وقت رسول آتے ہیں تو مجادلہ کرتے ہیں قولہ الا اساطیر الاولین الخ جھوٹ وغیرہ۔ یہ جاننا چاہئے کہ تمام قصے عبرتیں ہوتی ہیں کہانی نہیں ہوتیں۔ کما قال تعالیٰ فاقصص القصص لعلہم یتفکرون پ۹ لقد کان فی قصصہم عبرۃ (اخیر سورہ یوسف) قولہ ینئون عنہ اے فوراً آپ دور ہوتے ہیں یا لیتنا نرد ولا نکذب۔ یا واسطے نداء اور استغاثہ اور ندبہ اور تعجب کے آتا ہے۔ یا محمد کا معنی بھی یہی ہے جب رسول صلعم مدینہ میں تشریف لائے تو لڑکے لڑکیاں کوچوں میں کہتے تھے یا محمد یا محمد بمعنی واہ محمد یہ قصہ صحیح مسلم کے خیبر میں ہے پس اعتراض مخالفین کا رفع ہوگیا قولہ بل بدا لہم ما کانوا یخفون معنی ظاہر ہوگئی وہ شے جو دیکھتے نہیں تھے اور معنی یخفون کا یجحدون فی اخفائہم اور فعال واسطے وجدان کے ہے قولہ لو ردوا لعادوا یعنی پھر بھی نہ مانیں گے کیونکہ یہ حالت بھرل جائے گی۔ ما الحیوۃ الدنیا الا لعب الخ یہ جواب ہے۔ قولہ لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد (آل عمران پ) قولہ لا یغرہ الخ تقلبہم فی البلاد الخ (سورہ حم مومن پ) جواب ظاہر ہے اور قد نعلم انہ لیحزنک اور ولقد کذبت رسل یہ تخویفات ہیں قولہ وان کان کبر علیک اعراضہم یعنی اگر اعراض کرنا ان کا تجھے اور قرآن سے بسبب نہ دکھلانے آیات کے ہے۔ اور یہ اعراض ان کا تمہارے پر بڑا بھاری ہے اور تم چاہتے ہو کہ کوئی آیات ان کو دکھلائے

جاویں شاید کہ ایمان لاوینگے پس اگر تم کو توفیق ہے تو زمین میں سوراخ کرکے یا آسمان پر سیڑھی لگا کر کوئی آیات لے آؤ۔ یعنی تم کچھ نہیں کرسکتے ہو پس کہہ دو۔ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ (الآیۃ آخر پارہ ۷) وَاِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَیْھِمْ اٰیَۃً مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلَّتْ اَعْنَاقُھُمْ لَھَا خٰضِعِیْنَ ۴ لَوْشَآءَ اللّٰہُ لَجَمَعَھُمْ عَلَی الْھُدٰی بھی مرتبط ہے سورۃ شعراء والے مطلب کے ساتھ وَلَوْشَآءَ اللّٰہُ لَھَدَی النَّاسَ جَمِیْعًا اور دیگر آیات بھی بہت ہیں لیکن لَوْشَآءَ لَجَمَعَھُمْ عَلَی الْھُدٰی کے ساتھ وَلٰکِنْ لِّیَبْلُوَکُمْ کو منضم کرینگے بقرینہ سورۃ مائدہ ۶ قولہ اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ اے یہ لوگ اس کی تائید میں ہے وَمَا یَتَذَکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ قولہ وَالْمَوْتٰی یَبْعَثُھُمُ اللّٰہُ یعنی جنہوں کے دل مردہ ہیں۔ وقال تعالیٰ وَمَا یَتَذَکَّرُ اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ قولہ مَامِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ الخ اصلی مدعا کی ثابت ہے اَلَّا اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ الخ یعنی دیگر امم کیواسطے بھی میں متصرف ہوں۔ اسی طرح تمہارے واسطے بھی میں متصرف ہوں قولہ مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ الخ اس میں اگر مذہب معتزلہ کا لیا جاوے یعنی فی الحال ہم تفریط نہیں کرتے تو یہ بھی تخویف ہوگی جیسا کہ ثُمَّ اِلٰی رَبِّھِمْ یُحْشَرُوْنَ تخویف ہی۔ یا مراد لوح محفوظ ہوگی لیکن خیر بعید ہے قولہ یَجْعَلْہُ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ یہ جاننا چاہئے کہ کافروں کے حق میں ختم اللہ علی قلوبہم کہا جاتا ہے یعنی پہلے جب بغاوت اور سرکشی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام کے منکر ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ان سے استعداد فہم کی چھین لیتی ہے۔ اور انکے دلوں پر مہر غضب کی لگا دیتا ہے اور جس کو چاہے کہ ہدایت پر لاوے تو اس کو سمجھ اور استعداد قبولیت احکام کی دیتا ہے پھر اس کو اسی پر پکا کرتا ہے اسی واسطے مومنوں کی حق میں لفظ ربطنا کہتا ہے۔ یہ جاننا چاہئے کہ یحشرون کی ضمیر طرف کافروں کے راجع ہوگی بقرینہ مَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا مراد انسان ہیں نہ حیوان۔ دوسرا یہ ہے کہ اگر انکی طرف ضمیر راجع ہوتی تو یحشرون کہا جاتا ہاں اگر تغلیباً تمام کیطرف ضمیر راجع کرو تو یحشرون سے مراد مرجانا ہوگا یعنی تمام مرجاوینگے۔ تفسیر ابن عباسؓ اب یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے غیر شاخ والا جانور کو شاخ والا پورا پورا بدلہ دے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں کا حشر بھی ہوگا۔ حالانکہ معنی مرجانے والا کیا گیا ہے یحشرون کا معنی حقیقی حشر کا نہیں لیا گیا۔ اس واسطے کہ دوآب کا حشر نہیں ہوگا۔ الجواب ابن عباس کی نزدیک شاخ والا کی بدلہ لینے سے مراد کنایہ ہے کہ ہر ظالم سے ہر مظلوم بدلہ لے گا۔ قولہ قُلْ اَرَءَیْتَکُمْ اِنْ اَتٰکُمْ یہ فعل قلوب معلق عمل سے ہے کیونکہ ہمزہ استفہام کا داخل ہوا ہے اور تا خطاب والی واسطے واحد اور تثنیہ اور جمع اور مذکر اور مونث تمام کیواسطے۔ آتی ہے۔ اور اس کے پیچھے جو خطاب کا حرف آتا ہے وہ بیان ہوتا ہے پہلے خطاب کیواسطے اس وقت بمعنی عرفت کے ہوگا یا بمعنی ابصرت کے ہوگا۔ پس ایک مفعول کی خواہش کرے گا پس اس جگہ حالکم محذوف ہوگا جو کہ مفعول ہے اس کے پیچھے ضرور بالضرور استفہام آتا ہے ظاہر یا مقدر کیا جاتا ہے۔ اس جگہ بھی وہ مقدر ہے۔ اَغَیْرَ اللّٰہِ الخ دونوں اَرَءَیْتَکُمْ کی یہی تقریر ہے۔ اَتَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔ بغتۃً او جہرۃً کے پیچھے محذوف ہوگا۔ اور ھَلْ یُھْلَکُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ علیحدہ ہوگا۔ اگر وہ استفہام پیچھے شرط کے آیا ہے تو وہ جواب ہوگا شرط کا۔ یا اس کا جواب فَمَنْ یَّدْفَعُہٗ محذوف ہے۔ اس کا معنی اس وقت اخبر یا اعلم ہوگا۔ یعنی اگر تم جانتے ہو تو ہم کو بتلاؤ ورنہ ہم سے سمجھو۔ جیسا کہ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ کَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَکَفَرْتُمْ مِّنْ اَضَلُّ مِمَّنْ ھُوَ فِیْ شِقَاقٍ بَّعِیْدٍ میں مَنْ اَضَلُّ استفہام علیحدہ ہے۔ بَلْ اِیَّاہُ تَدْعُوْنَ تائید اس کی واذا

دَعَوُا فِی الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ سے جب عذاب کا آنا پیغمبر سے سنتے تھے اور جہاز کی موجیں دیکھتے تھے گمان کرتے تھے کہ عذاب آگیا پھر دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ لَئِنْ اَنْجَیْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ - وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ تسلی ہے قولہ وَفَرِحُوْا اے بغیر الحق یعنی مغرور ہو گئے - وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی جو قوت ان کی جڑ کو کاٹ ڈالا تو اس وقت ان کو کسے ولی نہ بچایا تو پس متصرف اور والی وہی ہوا نہ اور پس حمد اسی کی واسطے ہوگی تائید اس کی لولا نَصَرَهُمُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً (سورہ احقاف پ۲۶) بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ وَمَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ - اور یَصْدِفُوْنَ سے مراد معرضون ہیں قولہ ان اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ ان سے مراد یا تو ظاہری ہیں یا باطنی ہاں باطنی کا دہم زیادہ پڑتا ہے خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ کے قرینہ سے اس معنی سے باطنی قلب سے فہم ہدایت مراد ہوگی اور ظاہری عام ہے پس اس وقت عام نہ ہوگی - اور وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ یہ جواب ہے سوال کا وہ یہ کہ اگر وہ رسول ہوتا تو ہم کو معجزات کیوں نہیں دکھاتا - جواب ظاہر ہے قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ جواب ہے اس کا کہ اگر رسول ہوتا تو سونے کی کنکن استعمال کرتا جواب ظاہر ہے وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ یہ جواب ہے اس کا کہ اگر رسول ہوتا تو نرخ اشیاء دوسرے وطن کا ہم کو بتلاتا اور آئندہ کا بھی وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ یہ بھی جواب ہے اگر رسول ہوتا تو ہمارے جیسا نہ کھاتا نہ پیتا قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَالْبَصِیْرُ پھر فرق کیا ہوا جواب ملا کہ میں دیکھنے والا ہوں اور تم اندھے ہو - اب یہ جاننا چاہئے کہ مخالفین وجہاء اور مشرک لوگ کہتے ہیں کہ اعلم الغیب سے نفی علم الغیب کے بطریق کسر نفسی کے ہے - جواب کسر نفسی کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ میں کسر نفسی کرتا ہوں لہذا کذب کہتا ہوں نعوذ باللہ یہ معنی تو غلط ہے - کیونکہ یہ معنی ہوا کہ میں غیب تو جانتا ہوں لیکن لا اعلم الغیب کہتے ہیں کسر نفسی سے کذب کہتا ہوں - ذات بابرکات رسول خدا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف نسبت کذب کی کرنی کلمہ کفر کا ہے - دوسرا یہ معنی کہ اے حبیب میرے تم کہہ دو کہ میں عبد ہوں اور غیب کا جاننا عبد کے قابو میں نہیں ہے اور نہ جان سکتا ہے میں عاجز ہوں تاکہ لوگ تم کو غیب دان سمجھ کر تیری عبادۃ نہ کرنے لگیں اور تجھکو میرا شریک نہ بنالیں یہ معنی صحیح ہے (کذا فی الخازن) تفسیر الکبیر نے اس طرح لکھا ہے المراد منه ان یظهر من نفسه التواضع والخضوع والاعتراف بعبودیة حتی لا یعتقد فیه مثل اعتقاد النصاری فی المسیح علیه السلام ص۶۹ جلد ۴ - وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ یعنی جو خدا کے احکام میں سعی کرتے ہیں اس کی تائید میں ہے - اعرض عمن تولی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیوة الدنیا ذالک مبلغهم من العلم (سورہ والنجم پ۲۷) وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ الخ خیال مبارک رسول صلعم میں آیا کہ متبعین کو جو کہ انہوں نے احکام مانے ہوئے ہیں انکو دور کر کے جو کفار انہوں سے غیرت کرتے تھے مشرکین اور کفار کو تبلیغ کردں اللہ تعالی سے جواب ملا کہ خبردار ایسا مت کرو - مَا عَلَیْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ الخ یعنی تیری مؤنت ان پر نہیں اور ان کی تیرے پر نہیں مَا مِنْ مُّؤْنَتِهِمْ عَلَیْكَ مِنْ شَیْءٍ وَمَا مِنْ مُّؤْنَتِكَ عَلَیْهِمْ مِنْ شَیْءٍ یعنی یہ ہوا کہ درمیان تمہارے کوئی علاقہ نہیں بلکہ احکام الہیہ کو تسلیم کرنا ہے وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ الخ یہ جاننا چاہئے کہ اس سورہ میں چھ قاعدے بیان کئے ہیں ایک یہ جو کہ مذکور ہے - كَذٰلِكَ فَتَنَّا الخ دوسرا كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ اسے اور كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ سے اور اس تیسرے سے كَذٰلِكَ زَیَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ متعلق ہے یہ تمام پارہ ۷ میں ہیں اور چوتھا كَذٰلِكَ جَعَلْنَا الخ اور پانچواں كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ

سے اور چھپا کر تلک نذر بعض الظلمین قولہ کتب علی نفسہ الرحمۃ یعنی یہ ہے کہ میں نے ذمہ داری اٹھائی ہے۔ اور انہ من عمل منکم سوء تفسیر ہے۔ اور خیر الفاصلین یعنی بیان کنندگان ہیں۔ قولہ وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ھو ویعلم ما فی البر والبحر۔ مقصود عندہم مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو سے یہ ہے کہ کلید غیب اسی کے پاس ہے اور مقصود ویعلم الا سے یہ ہے کہ سب ضمیر ظرف یا بمعنی اسم آلہ۔ اور یعلم ما فی البر الخ کے بیان کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ہمیشہ قاعدہ بیان کیا جاتا ہے۔ اس کے پیچھے جزئیات بیان کئے جاتے ہیں۔ اور غرض یہ ہے کہ لا یعلمہا الا ھو سے بیان کیا گیا ہے کہ ان اشیاء کی ذات کو بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور یعلم ما فی البر الخ سے بیان کیا گیا ہے کہ احوال متغیرہ ان کے کو بھی وہی اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے قولہ وما تسقط من ورقۃ الا یہ جملہ مستانفہ ہے۔ اور جو قصہ افک حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ کا مشہور ہے کہ ان پر تہمت لگائی گئی تھی رسول علیہ السلام کو پہلے معلوم نہ تھا پیچھے ان کو بتلایا گیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم غیب ان کے قبضے نہ تھا یہ قصہ مفصل بہت کتابوں میں مذکور ہے لہذا اس جگہ نہیں بیان کیا جاتا۔ اب یہ جاننا چاہئے کہ اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ نبی علیہ السلام عالم تمام مغیبات کے تھے بالکل کفر ہے کیونکہ مخالفت قرآن کی لازم آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا یحیطون بشیٔ من علمہ الا بما شاء اگر کوئی کہے کہ بالکل کچھ نہیں جانتے یہ بھی کفر ہے کیونکہ یہ بھی خلاف قرآن کا ہے کما قال تعالیٰ تلک من انباء الغیب نوحیہا الیک الخ اور مشائخ دیوبند نے تصریح کی ہے کہ جو شخص کہے کہ رسول اللہ صلعم کو علم غیب تھا وہ کافر ہے تقویۃ الایمان ص۲۵ قولہ الا فی کتاب مبین الخ اس سے یا لوح محفوظ مراد ہے یا علم اللہ تعالیٰ مراد ہے یا وہ اعمال نامہ جو کہ فرشتوں کے پاس ہوتے ہیں۔ باقی اس مسئلہ کی تحقیق کما حقہ میں ایک رسالہ ہے۔ اور ام الکتاب سے مراد وہ کتاب ہے جو کہ یمحوا اللہ ما یشاء اور مثبت سے تعبیر کیجاتی ہے اس پر کوئی واقف نہیں ہے قولہ یعلم ما جرحتم بالنہار ثم یبعثکم فیہ ضمیر سے اس جگہ نہار آئندہ مراد ہے کیونکہ پہلی نہار سے اول نہار مراد ہے اور پھر ضمیر سے دوسرا نہار مراد ہے۔ اور معنی جرحتم کا کسبتم ہے۔ قولہ توفتہ رسلنا الخ تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ مارنے والے بہت فرشتے ہیں خاص عزرائیل مارنے والا نہیں ہے جیسا کہ مشہور ہے اور عزرائیل کا نام نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں دوسرے فرشتوں کا نام تو ثابت ہے حاصل یہ کہ روح قبض کرنے کے لئے کوئی خاص نہیں ہے قولہ لا یفرطون یعنی نہیں تعاون کرتے قولہ من ظلمات البر یعنی جنگل قولہ لئن انجینا من ھذہ الخ یہ اس واسطے کرتے تھے کہ پیغمبر کی زبانی سنا ہوا تھا کہ انکار کے سبب سے تم پر عذاب آجائے گا۔ جب سختی ان پر آتی تو ایک اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگتے تھے ان کو یقین ہوتا تھا کہ یہ سختی رسول کے انکار سے آرہی ہے۔ قولہ قل اللہ ینجیکم یہ سکوہے قولہ لکل نبأ مستقر بمعنی لکل امر اور مستقر کا معنی یہ کہ جائے قرار کی معین ہے یا یہ کہ جس وقت شئے انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو عذاب آجاتا ہے وکیل دروغہ قولہ یخوضون بمعنی بحث کرتے قولہ بعد الذکری اسے پیچھے نصیحت کرنے کے یا پیچھے معلوم کرنے کے قولہ ان تبسل بمعنی ان تحبس قولہ وان تعدل یعنی بالفرض محال اگر فدیہ دے وہ نفس کیونکہ فی الواقع فدیہ تو دے ہی نہ سکے گا۔ قولہ قل اندعوا من دون اللہ یہ ثمرہ اور اصل مدعا سے اور ماقبل اس کے تمام توفیقات ہیں۔ استہوتہ الشیطن یعنی شیطان اس کو لغزش دی۔ قولہ اقیموا الصلوٰۃ۔ ای قیل لنا ھذا الحکم۔ قولہ ھو الذی خلق السموٰت والارض سے لیکر ہو الحکیم الخبیر تک تمام

خلاصہ سورۃ ماقبل کا ہے قولہ وَاِذْ قَالَ اٰزَرَ اِبْرٰهِيْمَ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کو آزر و تارخ و تارخت بھی کہتے تھے اس میں نزاع کرتے ہیں بعضے کہتے ہیں کہ آزر نام اور تارخ لقب ہے اور بعض برعکس کہتے ہیں اور معنی ارز ٹیڑھے رست پر چلنے اس میں خلاف ہے کہ ارز اس کا نام تھا یا اس کے بت کا اور وہ اس بت کے نام سے مشہور ہو گیا لہذا مضاف محذوف کہینگے یعنی عابد آزر دوسرا نزاع یہ ہے کہ آزر والد ہے ابراہیم علیہ السلام کا چچا ہے الجواب جلالین سیوطی نے کہا ہے کہ چچا ہے والد نہیں ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلعم کے تمام آباء و اجداد کافر تھے۔ اور قول باری تعالیٰ کو دلیل لایا ہے تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ یعنی تیری پشت بہ پشت ساجدین ہیں یعنی مومن ہیں لیکن بعض کہتے ہیں کہ اس آیت کا یہ معنی نہیں بلکہ معنی یہ ہے کہ ساجدین سے مراد اصحاب کرام ہیں مطلب یہ ہے آباء اور اجداد مراد نہیں اور یہ معنی سیاق کے موافق ہے۔ اور دوسری حدیث کے مخالف ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص نے پوچھا تھا کہ میرا باپ[1] اور جلالین سیوطی نے تاویل اس کی کی ہے کہ آپ نے یہ الفاظ نہیں فرمائے تھے۔ بلکہ انہوں نے یہ جواب دیا تھا کہ کلما مررت بقبر المشرك فبشره بعذاب النار پھر راوی نے روایت بالمعنی کر دی ہے پس اس امر میں نزاع کرنا بے سود ہے۔ قولہ رٰى ابراهيم یعنی سمجھاتے تھے ہم اس کو لیکن ماضی استمراری کیواسطے مضارع سے تعبیر کرتے ہیں قولہ۔ ملکوت تا زائدہ ہے مبالغہ کے لئے ہے قولہ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ اس جگہ معطوف علیہ یستدل محذوف ہوگا ان کے مذہب پر جو معطوف علیہ محذوف نکالتے ہیں۔ اور مذاہب باقیہ کو خیال کر لینا هذا ادبی بمعنی ہذا ربی ہمزہ استفہام محذوف بقرینہ عرف کے جیسا کہا فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ میں متی متضمن بمعنی استفہام کے ہے قولہ بازغہ بمعنی طالعہ حنیفاً بمعنی یکسو ہونے والا دقد هدانی ہر نبی کے واسطے دلائل ثلاثہ ہوتے ہیں ثبوت مدعا کیواسطے۔ ایک عقل دوسری نقل پہلے نبیوں سے اور پھر وحی۔ قولہ ولا اخاف الخ یہ جواب ہے سوال کا کہ اگر تم مخالفت کرتے تو ہمارے معبود تم کو نقصان پہنچا دیتے کہ دیوانے ہو گئے ابراہیم نے جواب دیا کہ میں تمہارے معبودوں سے ڈرتا نہیں اور نہ مجھ سے کچھ نقصان پہنچا دینگے ہاں اگر کچھ ہو ہی گیا تو اللہ کی جانب سے ہوگا۔ قولہ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یا تو ادخال آلہی ہے یا ابراہیم کی کلام ہے۔ قولہ نرفع درجات من نشاء فی الجملہ قولہ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ یا تو ضمیر نوح علیہ السلام کیطرف راجع ہے یا ابراہیم کی طرف بر تقدیر شق اول تو نقصان کوئی لازم نہیں آتا۔ ہاں بر تقدیر شق ثانی لازم آتا ہے کہ لوط علیہ السلام برادر زادہ تھا ابراہیم علیہ السلام کا۔ اور اس کو عرف میں ذریت شمار نہیں کرتے اور دوسرا یہ کہ یونس علیہ السلام کہتے ہیں کہ ابراہیم کی اولاد سے نہیں۔ ہاں لوط علیہ السلام کو البتہ کہہ سکتے ہیں کہ عرف کو دیکھ کر کہہ دیں لیکن یونس تو بالکل ذریت ابراہیم سے نہیں لہذا ذَكَرِيَّا وَيَحْيٰى الخ یہ کلام متانف ہوگی اور ترتیب میں نکتہ یہ ہے۔ کہ پہلے چار اصول ہیں نبیوں میں سے دو نے بادشاہی بہت کی ہے۔ اور دوسریوں نے سختیاں بہت گذاری ہیں اور دو او دوں نے معجزات بہت دکھلائے ہیں۔ اور باقی چار بہت عابد تھے اور باقی چار کے دین کی بہت شہرت نہیں ہوئی اور خلق نے ان کو نہیں مانا۔ غرض یہ ہے کہ یہ تمام ۱۸ رسول ہیں تمام نے کہا ہے۔ کہ وہ خدا سب کا حکم ہے اور متصرف بھی وہی ہے۔ پھر شریک بنانے کا کیا معنی قولہ اٰتَيْنٰهُمُ یا تو پہلی کتاب کو باقی رکھا اور یا نئی کتاب لائی ان پر الحکم بمعنی سمجھ۔ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا مرجع آیات قرآنیہ ہیں اور

[1] باپ کہاں ہے حضور نے جواب دیا کہ فی النار جس کو کہا کہ میرا اور تیرا باپ دونوں آگ میں ہیں۔

مَاقَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ ای ما وصفوا اللہ حق وصفہ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْکِتٰبَ الَّذِیْ جَاءَ بِہٖ مُوْسٰی موسیٰ علیہ السلام کی صداقت کے واسطے دو دلیلیں ذکر کی گئی ہیں ایک یہ کہ خود تم مقر چلے آئے ہو تُبْدُوْنَہٗ وَتُخْفُوْنَ یعنی تم کچھ ظاہر کرتے ہو اور کوئی پوشیدہ رکھتے ہو اور دوسرا عِلْمْتُمْ سے کہ تمکو اخبار غیبیہ بتلائی گئیں پس ان دو باتوں سے معلوم ہو گیا کہ فی الواقع موسیٰ پیغمبر تھا۔ پس تمہارے میں سے بعض نے ضد سے کہدیا ہے مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی بَشَرٍ غلط ہے۔ پس یہ دعوی کہ بشر رسول نہیں ہو سکتا غلط ثابت ہوا۔ کذا فی شرح عمرات الموت بمعنی شدائد الموت بَاسِطُوْا اَیْدِیْھِمْ یا واسطے مارنے کے ان کے منہ پر یا واسطے قبض کرنے کے ان کے۔ کَمَا خَلَقْنٰکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ یعنی جس طرح تم کو میں نے پہلے پیدا کیا تھا اسی طرح پھر بھی کروں گا۔ اس معنی کی تائید قَدْ عَلِمْنَا مَا نَقْصُ الْاَرْضُ مِنْھُمْ (سورہ کہف پ۱۵) قولہ خَوَّلْنٰکُمْ ای اَعْطَیْنٰکُمْ۔ لَقَدْ تَقَطَّعَ بَیْنَکُمْ نصب اور رفع دونوں جائز ہیں بنا بر اختلاف نحویوں کے اور بمعنی تقطع وصلکم ہے۔ قولہ وَضَلَّ عَنْکُمْ مَا کُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ تحویف ہے۔ قولہ اِنَّ اللّٰہَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی اس جگہ سے اللہ کا متصرف ہونا ثابت ہوتا ہے اور پہلے علم غیب خاص اللہ کے لئے ثابت ہوا ہے۔ پس دعوی کی ہر دو جزیں ثابت ہو گئیں ہیں قولہ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ بمعنی چیرنے والا صبح کو۔ اور صبح دن کے واسطے بمنزلہ بیچ کے ہے حُسْبَانًا بمعنی حساب۔ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ دنیا میں رہنے کو مستقر کہا گیا ہے۔ اور آخرت کو مستودع فرمایا۔ قولہ اَنّٰی یَکُوْنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَکُنْ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ یعنی تم تو خدا کے واسطے صاحبہ کی نسبت نہیں کرتے اسی طرح ولد سوائے والدہ کے نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ولد کی نسبت نہیں کرنی چاہیے اگرچہ تم صراحۃً ولد نہیں بناتے لیکن ولد جیسی محبت تو تم کہتے ہو یہ بھی غلط ہو گی قولہ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ یعنی دنیا میں محض صفات سے اللہ کی ذات معلوم ہوتی ہے قولہ وَلِیَقُوْلُوْا دَرَسْتَ معطوف علیہ ہے ای لِیَسْعَدَ بِہٖ قَوْمٌ وَلِیَشْقٰی بِہَا اٰخَرُوْنَ اور اس معطوف علیہ کے واسطے بیان ہے وَلِیَقُوْلُوْا دَرَسْتَ کا معنی تم پڑھ آئے ہو۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بیان ہے واسطے مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ رَبُّکَ کے۔ قولہ وَلَوْ شَاءَ اللّٰہُ مَا اَشْرَکُوْا قولہ وَاِنْ نَّشَاءْ نُنَزِّلْ عَلَیْھِمْ اٰیَۃً اس کی تائید ہے اس کی حفیظ یعنی تم کو ان کی ذمہ داری نہیں وَکِیْلٌ بمعنی مسلط۔ لِیُؤْمِنَنَّ بِھَا غائب لانے کی وجہ یہ ہے کہ تعبیر کے وقت اگرچہ متکلم ہو اس کے دو طریقے بیان کرتے رہتے ہیں غائب کیواسطے اور متکلم کے ساتھ جیسا کہ موضوع لہ بھی وہی ہے۔ (رضی) قولہ اَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ سے تمام شکوے شروع ہوئے۔ وَمَا یُشْعِرُکُمْ متعلق ہے اَقْسَمُوْا کے ساتھ وَاَنَّھَا اِذَا جَاءَتْ الخ مفعول ہے فعل محذوف کا۔ ای اَخْبَرَکُمْ اَنَّھَا اِذَا جَاءَتْ اب بمعنی ظاہر ہو گیا۔ کَمَا لَمْ یُؤْمِنُوْا بِہٖ بمعنی لِمَا لَمْ یُؤْمِنُوْا بِہٖ یعنی علت ہے یَعْمَھُوْنَ بمعنی یَلْعَبُوْنَ۔ اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ اس سے معلوم ہوا کہ ابھی تک مہر نہیں ماری گئی ورنہ الا ان یشاء اللہ نہ کہا جاتا۔ تین مراتب ہوتے ہیں۔ اوّل سبب اعانت علی اللہ دوسرا ضلال اور تیسرا مہر کا اور قبلا کا معنی معائنہ کا ہوتا ہے اسی طرح اس کا معنی بھی معاینۃ والا ہو گا۔ قولہ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا بمعنی نہری قول۔ وَلِتَصْغٰٓی اِلَیْہِ اَفْئِدَۃُ الَّذِیْنَ الخ یہ متعلق ہے جَعَلْنَا کے ساتھ اور یا معطوف ہے اوپر غرور کے اور غرور بمعنی لیغرر کے ہے فَلَا تَکُوْنَنَّ ای ایھا السامع او النبی علیہ السلام یعنی تم کو شک نہ ہو کہ انہوں نے یہ معلوم نہیں کیا بلکہ تمام کچھ معلوم کر لیا ہے لیکن مانتے نہیں۔ وَتَمَّتْ کَلِمَۃُ رَبِّکَ بمعنی پورا ہونا یا سخت ہونا لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمَاتِہٖ سورہ کہف میں مذکور ہے۔ قولہ اُتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ

مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ - ان دو موضعوں کے سوا اور کسی جگہ نہیں آئی - اور اَنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ دلیل ہے ماقبل کے واسطے یعنی اس دعوٰی کو توڑنے والا کوئی نہیں ہوسکتا - کیونکہ سمیع علیم ہونا بندے اللہ تعالی کی ذات پر اور سورہ کہف میں اس دعوٰی کی دلیل لَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا بیان کی گئی ہے یعنی اس کے سوا کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہے پس مبدل کوئی نہ ہوگا فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ اسے خاصۃً کیونکہ وہ ذکر اللہ والی اور غیر اس کے دونوں کھاتے تھے - پس منع کیا گیا کہ خاص جس پر ذکر اللہ کا کیا جاوے تو وہ تدبوحہ کھاؤ یا معنی اس کا اَحَلَّ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ ہے پس اس جگہ مقصود تحریم عباد ہے - مَا لَكُمْ اَنْ لَّا تَاْكُلُوْا یعنی کیوں نہیں کھاتے یا کیوں بند نہیں ہوتے خاص ذکر اللہ والے پر - وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ یا تو حال ہے پس معنی یہ ہوگا کیوں نہیں، بند ہوتے ذکر اللہ والے پر حالانکہ اللہ نے تم کو تفصیل سے بیان کر دیا ہے محرمات کو - پس اس معنی مطابق اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ حرم سے استثنا بطریق عرف و محاورہ صحیح نہ ہوگا اگرچہ معنی تو صحیح ہو جاتا ہے - لیکن محاورہ میں بجگہ الا کو استعمال نہیں کرتے پس اس وقت مَا لَكُمْ اَنْ لَّا تَاْكُلُوْا کے ساتھ متعلق ہوگا - لیکن حق یہ ہے کہ قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ جملہ مستقلہ ہے اور اس سے غرض نیازات عباد کی تحریم بیان کرنی ہے - اور حال نہیں ماقبل کا - پس الا ما اضطررتم اس معنی مطابق اس کے متعلق ہو جائے گا - پس اب معنی یہ ہوگا محرمات الٰہیہ پختہ ہیں لیکن اضطرار کی حالت میں - اب یہ اعتراض باقی رہا کہ قد فصل تعبیر ماضی غلط ہے - کیونکہ سورۃ مائدہ تو سب سے اخیر اتری ہے پس مولوی اشرف علی صاحب نے کہا ہے کہ سورۃ نحل میں بیان کیا گیا ہے لیکن اگر قرآن کے سیاق کو دیکھا جائے تو اس طرح ہے کہ معنی قد فصل معنی مضارع ہے - پس ادا کہا گیا کہ اب ہم تم پر بیان کر دیتے ہیں محرمات وہ اس سورت میں بیان کئے گئے ہیں اور تائید اس بات کی کہ ماضی کا معنی مضارع کے لئے خاص مقاموں میں آجاتا ہے - کما قال تعالی سورۃ اَنْزَلْنَاهَا اس سورۃ تو ابھی پیچھے اتری تھی اسی لفظ سے - اس سورت میں دو مسئلے بیان کئے گئے ہیں - اول نفی شرک علمی اور دوسرا نفی شرک فعلی پہلا شرک بیان ہو چکا ہے بمع تحریفات کے - اب فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ سے دوسرا شروع ہے - اور فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ سے لے کر دوسرے ذکر اسم اللہ تک تحریمات عباد کی نفی بیان کی گئی ہے - اور قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ سے نیازات عباد کی تحریم بیان کی گئی ہے - اور یہی دو مسئلے جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ سے لے کر اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ تک بیان کئے گئے ہیں لف نشر غیر مرتب کے ساتھ کیونکہ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ متعلق ہے قد فصل لکم ما حرم سے کیونکہ دونوں سے مقصود نیازات عباد کی تحریم ہے اور قَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ حَرْثٌ سے تحریم عباد کی ذکر کی گئی ہیں پس یہ مرتب ہے فکلوا مما ذکر اسم اللہ پر کیونکہ دونوں سے مقصود تحریم عباد ہیں - اور پھر انہ حکیم علیم کے بعد فَلَمَّا خَسِرَ الَّذِيْنَ سے لے کر وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ تک یہی دو مسئلے ہیں - اور یہ متعلق ہے جعلوا للہ مما ذرا من الحرث کے ساتھ بطریق لف نشر مرتب اور وَهُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ سے بیان کیا گیا ہے کہ ہر ایک شے کا خالق وہی اللہ ہے پس اس کے ساتھ کوئی شریک فی الفعل نہ بناؤ - پس اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ سے مطلب یہ ہے کہ اس کا حصہ ادا کرو - دوسرا اصنام وغیرہ کا نہ دو اور معنی وَلَا تُسْرِفُوْا کا اب دلالت کرتا ہوگا -

فائدہ مثل مَا اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ اگر ان دو لفظ اللہ کے درمیان کوئی شخص دعا مانگے تو اللہ تعالی وہ دعا قبول کرتا

ہے کذا فی الحصن الحصین قولہ اکبر مجرمیہا یہ ہر دو مفعول ہیں جعلنا کے اول مفعول اول ثانی مفعول ثانی ہے یا برعکس اور یہ نہیں ہے کہ اکبر مضاف ہو طرف مجرمیہا کے اور ایک مفعول ہو جائے۔ اور فی کل قریۃ دوسرا ہو اخازن۔ قولہ لیمکروا فیہا یہ جبار یت ہے نہ جبر قولہ صغار بمعنی ذلت استکثرتم یعنی تم نے بہت کو اپنے تابع کیا ہے قولہ ربنا استمتع بمعنی نفع اٹھایا۔ وبلغنا اجلنا الذی یہ بطور عاجزی کے کہیں گے۔ قولہ الا ما شاء اللہ اس سے مطلب یہ ہے کہ ما جہیم پینے کیواسطے یا کھانے کے واسطے باہر نکلے جائیں گے قولہ یا معشر الجن والانس متعلق یقال کے ساتھ اور اس کے متعلق ہے یوم یحشرہم یا کہ یقول محذوف ہوگا قولہ کذلک نولی اس کی تائید سورۃ عنکبوت میں ہے ان ما اتخذتم من دون اللہ اوثانا مودۃ بینکم فی الحیوۃ الدنیا ویوم القیامۃ یکفر بعضکم ببعض الخ قولہ وربک الغنی ذو الرحمۃ ان یشاء یذہبکم یعنی اس کی ذات پاک مہربان تو ہے لیکن عذاب دینے کے طریقے بھی معلوم ہیں اور دے سکتا ہے اس کی تائید ہے۔ وہو الغفور الودود ذو العرش المجید فعال لما یرید۔ قولہ ثمانیۃ ازواج یعنی ضان سے دو مغز سے دو ابل سے دو بقر سے دو یعنی نر و مادہ قولہ قل آلذکرین حرم ام الانثیین یہ دلیل عقلی نفی حرمت کی ہے۔ یعنی ذکوریت کی وجہ سے تحریم ہیں یا کہ انوثیت کی وجہ سے یا مشتمل ہونے سے رحم کا ان پسے ان تینوں میں سے کونسی وجہ حرمت کی ہے اگر کوئی وجہ نہیں تو بتاؤ۔ ام کنتم شہداء اذ وصکم اللہ اس سے بیان کیا گیا ہے کہ کوئی تمہارے پاس نقل ہی تو ظاہر کرو۔ قولہ قل ہل عندکم من علم الخ متعلق ہے لیقول الذین اشرکوا لو شاء اللہ الخ کے ساتھ یعنی تمہارا عذر پہلا تو ہو ہی نہیں سکتا ہاں اگر کوئی علم اور نقل ہو تو لاؤ تاکہ تمہارے دعوے کی دلیل بنے۔ قولہ الحجۃ البالغۃ بمعنی غلبہ تمام اور کامل قولہ تعالوا اتل ما حرم علیکم الخ ان لا تشرکوا بہ شیئا مفعول ہے فعل محذوف کا ای امرکم اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے محرمات تم پر پڑھتا ہوں ای امرکم اللہ ان لا تشرکوا بہ شیئا الخ اول تو شرک دوسرا قتل اور درمیان بالوالدین احسانا ذکر کیا گیا متعلق لا تشرکوا کے ساتھ یعنی اگر تم کو والدین شرک پر مجبور کریں تو بالکل تسلیم نہ کرو۔ تائید اس کی ہے وان جاہداک علی ان تشرک بی شیئا فلا تطعہما الخ نکبت قولہ ما ظہر منہا وما بطن یہ نفی کی گئی ہے ان کے اعتقاد کی کہ باطنی زنا کو حرام نہیں جانتے تھے۔ قولہ واوفوا الکیل والمیزان یہ بیان ہے لا تقربوا مال الیتیم کا وان ہذا صراطی ای اتل ان ہذا ثم آتینا موسی الکتاب یہ تعقیب ذکری۔ تماما علی الذی احسن یعنی یہ بیان تمام ہے اس شخص کے لئے جو نیک روی کرے۔ ان تقولوا ای کراہۃ ان تقولوا یعنی ہم نے رسول کو ارسال کیا ہے کراہیۃ ان تقولوا قولہ یوم یاتی بعض ایات ربک تکرار کی وجہ یہ ہے کہ خدا صاحب کا خود بخود آنا محال ہے۔ اور فرشتے کا عادۃ اور مراد آیات سے آیات طلوع الشمس من المغرب نہیں ہے جیسا کہ جلالین والے نے کہا ہے کیونکہ سیاق کے مخالف ہے اور جو حدیث شریف میں آیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ رسول علیہ السلام نے پہلے چند علامات بیان کئے اور پھر کہا کہ ایمان اس وقت نفع نہ دے گا اس پر بطور شاہد کے یہ آیت پڑھی اس سے معلوم ہوا کہ بعض آیات سے مراد کوئی خاص طلوع الشمس من المغرب نہیں ہے۔ قولہ لم تکن امنت من قبل او کسبت فی ایمانہا خیرا یہ قبیلہ ملفہا تنا وما ذا بارد اسے ہے یعنی اسیطرح ہوگا لا ینفع

نفسا ایمانہا لم تکن اٰمنت من قبل ولا ینفع نفسا علمہا لم تکن کسبت فی ایمانہا خیرا۔ وفی البخاری فاذا طلعت اٰمنوا وذالک حین لا ینفع نفسا ایمانہا ثم قرء الاٰیۃ پس دوسرے راوی نے روایت بالمعنی کردی اور بعض آیات سے مراد طلوع الشمس لے لیا۔ قال تعالیٰ لم یکن ینفعہم ایمانہم لما رأوا بأسنا سے معلوم ہوتا ہے کہ طلوع الشمس آیات سے مراد نہیں ہے یہ آیت اس کی تائید میں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ اعراف

اس سورت میں تین دعوی ہیں ایک یہ کہ مردہ کے پہونچاؤ۔ دوسرا نفی شرک علمی اور شرک فعلی کی تیسرا نفی شرک فی الاعتقاد اور وہی مالک ہے اور غیر اسکو مت پکارو۔ پہلا دعوی ذکری للمؤمنین تک ہے۔ اور دوسرا اتبعوا ما انزل سے لے کر رکوع ۶ یعنی ان ربکم اللہ الذی تک پھر اس رکوع یعنی ان ربکم اللہ میں تیسرا دعوی بیان کیا گیا ہے۔ اور پھر قصص بیان کئے گئے ہیں۔ ان مدعاؤں پر بطریق لف نشر غیر مرتب کے۔ پہلے قصے تمام مرتب ہیں تیسرے دعوی پر۔ پھر قصہ لوط علیہ السلام اور شعیب مرتب ہیں دوسرے پر کیونکہ تحریم الٰہی کو انہوں نے بجا رکھا تھا انہوں نے بجا نہ رکھا۔ پھر قصہ موسیٰ علیہ السلام مطابق ہے پہلے دعوے کے ساتھ یعنی تبلیغ کر جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے تبلیغ کی اور تکلیف اٹھائی تم بھی یا رسول صلعم تکلیف اٹھاؤ اور مت ڈرو قولہ واسئلہم عن القریۃ التی کانت حاضرۃ البحر اے کنارہ بحر۔ یہ سب تحریفات ہیں۔ اور خلف من بعدہم خلف سے ان کا خیال رد کیا گیا وہ کہتے تھے کہ ہم بخشے جائیں گے۔ رشوت لیتے تھے اور تائب نہیں ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو رد کیا کہ اگر بات اس طرح ہوتی تو پہاڑ کو اٹھا کر تمہارے سر پر اقرار لانے کے واسطے کیوں لاتے اور وعدہ الست بربکم تمہارے سے کیوں لیتے اور بلعم باعور کو مثل کلب کے کیوں کرتے یہ بیان ہوا من یہد اللہ فہو المہتدی تک پھر من یہد اللہ فہو المہتدی ومن یضلل فاولئک ہم الخاسرون متعلق ہے پہلے دعوے کے ساتھ اور ولقد ذرأنا سے لے کر اولئک ہم الغافلون تک دوسرے دعوے کے ساتھ متعلق ہے اس واسطے کہ اس جگہ میں کہا گیا ہے کہ تم مثل انعام کے ہو۔ جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے کہ وہ طواف برہنہ ہو کر کرتے تھے جیسا کہ انعام ننگے ہوتے ہیں اور کپڑے پہنتے اپنے نفس سے حرام کرتے تھے۔ للہ الاسماء الحسنیٰ سے لے کر یعدلون تک متعلق ہے تیسرے دعوی کے ساتھ اور پھر رکوع والذین کذبوا بایتنا سے پہلے دعوے کا بیان اس کے بعد ہو الذی خلقکم والے رکوع میں ان الذین تدعون تک دوسرے دعوے کے ساتھ متعلق ہے۔ یعنی نفی شرک علمی کے ساتھ۔ پھر ان الذین تدعون میں تیسرا دعوی بیان کیا گیا ہے۔ اور پھر الہم ارجل یمشون میں بیان دعوی ثانی ہے۔ اور واذکر ربک منی یہ ہے کہ خاص اللہ کو یاد کرو۔ اور ولا تکن من الغافلین سے مراد کافر اور مشرک ہیں اسی واسطے وعید بیان کیا گیا ہے۔ پس اب اعتراض جو وارد ہوتا تھا کہ ذکر کرنا مستحب امر ہے اس کے ترک سے استحقاق عذاب کا لازم نہیں آتا۔ الجواب مراد ذکر سے یہ ہے کہ خاص اللہ کی عبادت کرو اور اسی کو متصرف اور مالک سمجھو۔ حرج تنگی

بیاتاً مصدر بمعنی اسم فاعل حال ہے وَهُمْ قَائِلُونَ بمعنی قیلولۃ فما کان دعواھم اے فریاد ان کی قَالُوا اِنَّا کُنَّا ظَالِمِیْنَ یہ تمام آیت میں تخویف کی تائید سورہ فرقان یَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ الخ یٰوَیْلَتٰی لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا۔ وَالْوَزْنُ یَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ بمعنی ثابت یا پورا پورا ہونا اور وزن سے مراد یا تو صحیفہ کا وزن یا شخص کا یا اعمال کا ہے جو مجسم کر کے وزن کئے جائیں گے قولہ وَلَقَدْ مَکَّنّٰکُمْ فِی الْاَرْضِ یہ ترغیب ہے۔ مَعَایش سبب گذران ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ الخ ثم واسطے تعقیب ذکر کے ہے کیونکہ ماقبل کے ساتھ مرتبط نہیں ہوسکتا۔ پہلے تو یہ ذکر کہ ہم نے تم کو پیدا کیا اور صورت دی پس اس کے ساتھ ثم قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ مرتبط نہیں ہوسکتا۔ یا خلقنٰکم اور صورنٰکم سے مراد آدم علیہ السلام مراد ہوگا یعنی خلقنا اباکم پس ثم واسطے موضوع لہ اپنے کے ہوگا۔ اِلَّا اِبْلِیْسَ جاننا چاہیئے کہ حق بات یہ ہے کہ ابلیس ملائکہ سے نہیں تھا۔ اس کو علیحدہ سجدہ کرنے کا حکم ہوا تھا۔ اس کا معنی یہ ہوگا کہ ملائکہ کو حکم ہوا تو مان گئے اور تسلیم کر گئے۔ اور ابلیس کو بھی حکم ہوا لیکن اس نے نہ مانا عرف میں اسی طرح کلام محذوف کیجاتی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ میں فلانے شہر والوں کو وعظ کیا وہ تسلیم کر گئے اور دوسرے شہر والوں نے نہ مانا یعنی دوسرے شہر والوں کو بھی وعظ کیا لیکن انہوں نے نہ مانا۔ اور قرینہ علیحدہ امر ہونے کا یہ ہے۔ قال تعالیٰ اِذَا امرتک قولہ فاھبط یعنی خراب درجے کیطرف قولہ فَبِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ اے بسبب اغوا کرنے تیرے مجھ کو بسبب انکے قسمیہ نہیں قولہ مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ الخ کنایہ ہے ہر طرف سے اور یہ معنی سیاق کے موافق ہے اور مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ سے مراد قیامت سے روکنا اور من خلفھم سے مراد دنیا کی طرف مشغول کرنا۔ اور عَنْ اَیْمَانِھِمْ سے مراد حسنات سے روکنا اور عَنْ شَمَآئِلِھِمْ سے مراد سیآت کیطرف متوجہ کرنا۔ یہ معنی سیاق کے مخالف ہے۔ مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا برا سمجھا ہوا لِیُبْدِیَ لَھُمَا مَا وُرِیَ لام عاقبت کا ہے کیونکہ شیطان کی غرض کوئی ذلت پہنچانے سے خاص یہ نہ تھی لیکن آخر الامر یہ ذلت ہوگئی دَقَاسَمَھُمَا بمعنی قسم کیونکہ شیطان ایک ہی نے قسم کھائی تھی۔ قولہ عَنْ تِلْکُمَا الشَّجَرَۃِ۔ تِلْکُمَا اصل میں تی تھا۔ اسم اشارہ واسطے واحدہ مونث کے اور اس کے بعد لام واسطے بُعد کے لایا گیا تو التقا ساکنین کی وجہ سے یا گر گئی۔ اور کما وکم وغیرہ یہ سب حروف خطاب کے ہوتے ہیں۔ اور ترکیب میں کچھ نہیں واقع ہوتے تنبیہ کے واسطے آتے ہیں۔ وَرِیْشًا بمعنی زینۃ۔ لِبَاسُ التَّقْوٰی یعنی لباس ہوگیا اور اس میں تقوٰی بھی حاصل ہوگیا۔ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ لَا یَفْتِنَنَّکُمُ الشَّیْطٰنُ الخ اس تمام آیت کی تائید سورۃ کہف میں ہے قال تعالیٰ اَفَتَتَّخِذُوْنَہٗ وَذُرِّیَّتَہٗٓ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِیْ وَھُمْ لَکُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا۔ تمام کا حاصل یہ ہے کہ ہمارے ماسوی کسی کو نہ پکارو شیطان تمکو گمراہ کر رہا ہے جیسا کہ آدم جو تمہارا باپ تھا اس کو کیسی ذلت دی اور لوگوں کو گمراہ کیا۔ اور انکو ننگے طواف کرانے لگا۔ یہ تمام شیطان کی گمراہی ہے۔ کیونکہ خداوند نے تو ان سے منع کیا ہے۔ عورتیں طواف ننگا کرتی تھیں اور کہتی تھیں۔ شعر

الیوم یبد بعضہ وکلہ ۔۔۔ فما بدا منہ فلا احلہ

معنی احلال لایق عذاب دانستن۔ پس جب معلوم ہوا کہ سب گمراہی اس سے حاصل ہوئی تو دلی نہ پکڑنا چاہیئے۔ شعر

ہاں گیری ابلہاں را تو دلی ۔۔۔ سر منہ گو سالہ را چوں سامری

قولہ بِالْقِسْطِ بمعنی لا الٰہ الا اللہ (قالہ ابن عباسؓ) اَقِیْمُوْا وُجُوْھَکُمْ یعنی سیدھی اللہ کی طرف توجہ کرو اور اس کے شریک نہ بناؤ قولہ

هند کل مسجد بمعنی سجدہ قولہ خذوا زینتکم یعنی انہوں نے ان دنوں میں کپڑے پہننے حرام کئے تھے۔ جیسا کہ شاعرہ عورت سے معلوم ہوا ہے پس حکم ہوا کہ تحریم تمہاری شرک ہے اس کو توڑ ڈالو ولا تسرفوا بمعنی ولا تشرکوا قولہ اذا جاء اجلہم جزا اسکی یعذبون محذوف ہے قولہ یا بنی آدم اما یاتینکم اور اس جگہ قلنا محذوف ہے۔ کیونکہ جو قصہ پہلے ہو چکا ہو اگر اس کو مضارع سے تعبیر کیا جاوے تو قلنا محذوف ہوا کرتا ہے تا وہم خلاف مراد کا نہ ہو اور یہ متعلق ہے قال اہبطوا بعضکم لبعض الخ کے ساتھ بقریبہ سورۃ بقرۃ لہذا یہ قول پہلے کا ہوا پس عترض مرزائیوں کا جو کہ ثبوت دیتے ہیں واسطے عدم ختم نبوت کے اس آیت سے وہ غلط ہو گیا۔ کذبا بمعنی شرک۔ قولہ والذین امنوا وعملوا الصالحات لا نکلف نفسا الا وسعہا۔ اولئک الخ اس آیت میں لا نکلف اللہ نفسا الخ جملہ معترضہ ہے و شہدوا علی انفسہم بمعنی اقرار خواہند کرد۔ تائید اس کی سورۃ حم مومن میں ہے۔ کما قال تعالیٰ قالوا ضلوا عنا بل لم نکن ندعو من قبل شیئا قولہ مالت اخراہم لاولیہم بمعنی فی حقہم اور لام بمعنی فی کے ہے۔ ابواب السماء بمعنی ابواب الرحمۃ ان تلکم الجنۃ ان مفسرہ پیچھے قول منحی کے آتا ہے اور قول صریح کے پیچھے نہیں آتا۔ اسی طرح ان قد وجدنا ہیں۔ اور ان لعنۃ اللہ علی الظالمین میں یصدون بمعنی روکنا۔ لازمی اور متعدی دونوں کے معنی میں آتا ہے عوجا راستہ ٹیڑھا۔ قولہ علی الاعراف بمعنی اونچی جگہ مابین الجنۃ والنار اور اس میں جو مقیم ہونگے ان کا حال یہ ہوگا کہ لم یدخلوہا وہم یطمعون کہا گیا ہے۔ قولہ ادخلوا الجنۃ اسے قیل لہم تا ویلہ اسے ہو جانا اور واقع ہونا حکم اس کی کتاب کا فائدہ اور یہ بھی ہے کہ غرباء اعراف والے پانچ سو سال انبیاء سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ قولہ ثم استوی علی العرش یعنی خود مالک ہے۔ اور باقی کیفیت مفوض الی اللہ تعالیٰ ہے۔ حثیثا بمعنی جلدی ہے مسخرات یعنی تمہارے کام میں مصروف ہیں قولہ تبارک بمعنی برکت از دست۔ اقلت بمعنی اٹھاتی ہیں۔ کذلک نخرج الموتی جملہ معترضہ ہے نکدا بمعنی بیکار والبلد الطیب یعنی زمین اچھی۔ اور مراد خبیث سے ناقص جس میں پیداوار نہ ہو۔ فکذبوہ یعنی ہمیشہ تکذیب کرتے رہے ماضی واسطے استمرار کے ہے بصطۃ اسے قوۃ۔ رجس گندگی۔ قولہ دابر الذین کذبوا بایتنا وما کانوا مومنین یعنی تکذیب کرتے رہے اور اس پر اصرار کیا تائید اس کی لم یکن من الساجدین بمعنی اصرار کیا شیطان نے اور سجدہ نہ کیا قولہ وہو کم بمعنی انزلکم یہ بھی جاننا چاہئے کہ میدان صالح فی الحال اسٹیشن ریلوے ہے لمن امن منہم بدل ہے للذین استضعفوا سے باعادۂ جار کے قولہ قال یقوم یہ خطاب اس واسطے ہے کہ کبھی کبھی مخاطب جیسا خطاب کیا جاتا ہے جیسا کہ عورتیں اپنے بچہ مردہ کو خطاب کر کے کہتی ہیں کہ ہائے اے فلاں ایک دفعہ منہ تو دکھا دے۔ اور یہ معنی نہیں ہوتا کہ اس کی صورت بنا کر اپنے ذہن میں تصور کر کے اس کو خطاب کرے۔ جیسا کہ آج کل والے مشرکوں نے بنا لیا ہے جیسا کہ مقولہ حضرت علیؓ کا سیرۃ علی میں آیا ہے۔ حضرت امیر عمرؓ کے حق میں نور اللہ قبرہ کما نورت مساجدنا جس وقت حضرت عمرؓ مسجد میں چراغ جلانے کی رسم ڈال گئے تھے۔ اور جیسا کہ کہا گیا ہے

شعر یا ظبیات القاع قلن لنا لیلای منکن ام لیلی من البشر

اسی طرح التحیات میں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ الخ ان خطابات سے مراد یہ نہیں ہوتی کہ مخاطب سن رہا ہے۔ قولہ بل انتم قوم مسرفون وجہ ترقی کی یہ ہے کہ مجالس میں بھی کرتے تھے جیسا کہ کہا گیا ہے۔ (تاتون فی نادیکم المنکر تو عدون

ڈراتے ہو۔ الرجفۃ زلزلہ قولہ حتّٰی عفوا یعنی حتی کثروا۔ قد مسّ اٰبآءنا الضرّآء والسرّآء یعنی تکلیف اور آسودگی زمانے کی متغیر ہونے کی وجہ سے ہر ایک شخص پر آتی رہتی ہے نہ بوجہ انکار قرآن و نبوت کے ہے فلا یامن مکر اللہ الا القوم یعنی بخوف عذاب اللہ سے قولہ اولم یہد للذین ہدایت والا معنی ہے یا ظہور والا یعنی جو لوگ مردوں کے پیچھے زمین کے وارث ہوئے ہیں یہی ہلاکت اگلیوں کی یہ بات انکو ظاہر نہیں کرتی کہ ان کو بھی ہم ہلاک کر ڈالیں ونطبع علی قلوبہم جملہ معترضہ ہے۔ حقیق علی ان لا اقول یعنی میں پختہ ہوں ثبات پر فاذا ہی ثعبان مبین ونزع یدہ فاذا ہی بیضاء للناظرین یعنی باتیں دو ہیں گواہ نبوت پر ایک آفت سانپ والی ہے یہ بھی دیکھو۔ اور دوسرا نور باطنی یہ بھی دیکھ لو۔ قالوا ارجہ واخاہ بمعنی اخر یعنی دیر کر۔ مایاٴفکون اے مایلفون والقی السحرۃ ساجدین یعنی زور سے سجدہ میں ڈالے گئے۔ پہلے انہوں نے ادب سے کہا۔ اما ان تلقی واما نحن ملقون الخ **شعر**۔

من انی یمشی اتیت ہرولہ من تقرب شبرا ما کنت لہ

ان ھذا لمکر یعنی سارا معاملہ جو گذرا ہے لتخرجوا منہا بمعنی لتغلبوا نزلہ لاقطعن ایدیکم یہ بیان منسوخ تعلمون کا۔ یا لسنین یعنی قحط جو ان سالوں میں ہوا تھا۔ یطیروا بمعنی بھیڑ۔ قولہ والدم ان کے واسطے پانی خون ہوا تھا مکانوا یعرشون بمعنی رفیعون جیسا کہ انگوروں کے لئے۔ قولہ جاوزنا دریا سے پار کیا ان کو قولہ متبر ما ہم فیہ یعنی باطل کیا ہوا مذہب ان کا۔ دکا بمعنی مدکوک۔ صعقا بمعنی بیہوش۔ موعظۃ وتفصیلا مفعول لہ یا بدل ہے من کل شیٔ سے باحسنہا بمعنی حسن۔ وان یروا کل ایۃ لا یومنوا بہا یہ بابت ہے سورہ طٰہٰ کی آیت اس جگہ ہے قولہ فلما سقط فی ایدیہم وراوا انہم قد ضلوا الخ بمعنی نادم ہوئے۔ بئسما خلفتمونی بری ہے جانشینی جو کہ تم نے بنائی ہے۔ امر ربکم یعنی قہر ان الذین اتخذوا العجل اے قلنا کیونکہ زمانے ماضی میں ہو چکا تھا۔ غضب من ربہم الا من تاب (بقیہ) ثم تابوا جو پیچھے آتا ہے وفی نسختہا یعنی اس کے لکھے ہوئے میں قولہ قال عذابی اصیب بہ من اشاء ورحمتی وسعت کل شیٔ یعنی جس کو چاہوں عذاب دے سکتا ہوں کوئی روکنے والا نہیں۔ اور رحمت میری سب سے بڑی ہے۔ یعنی نہیں کہ ہر ایک کو شامل ہے قولہ الامی یعنی جیسا کہ ماں کے پیٹ سے نکلا ہے ناخواندہ اب بھی اسی طرح بلکہ پڑھ نہیں سکتا۔ الذین یتبعون الرسول الخ اس جگہ سے لے کر وبہ یعدلون تک تمام جملہ معترضہ ہوگا۔ اگر اس جگہ سے لے کر قل یا ایہا الناس تک کلام واسطے بنی اسرائیل کے نہ بنائیں اور واسطے بیان رسالت کے بنائیں تو والانجیل کا معنی یجدونہ فی الانجیل ہوگا پس اس وقت قل یا ایہا الناس جملہ معترضہ ہوگا واسطے بیان کرنے سبات کے کہ جس رسول کا پہلے وعدہ دیا گیا تھا وہ اب آگیا ہے۔ قولہ اصرہم والاغلال التی الخ یعنی احکام سخت اور بار اور نجیاں السلوی بیڑے قولہ حطۃ ای مسئلتنا حطتہ۔ ادخلوا الباب سجدا یعنی مسجد میں جا کر سجدہ کرو اور مسجد کے قریب تھی اور یہ معنی نہیں کہ قریہ کے داخل ہوتے وقت سجدہ کریں۔ واسئلہم عن القریۃ الخ قصہ ختم ہو چکا ہے۔ تحریف ہے اذ یعدون فی السبت مراد بہت سے تنظیم کرنے کا دن ہے شرعاً بمعنی ظاہر۔ معذرۃ اے نعتذر معذرۃ

قولہ۔ حاضرۃ بمعنی کنارہ لرفعناہ بہا ای بسببہا ولکنہ اخلد الی الارض بمعنی مال الی الارض یہ کنایہ ذلت سے ہے۔ یہ قصہ ملہم بالعور کا ہے کہ زبان منہ سے باہر نکل آئی تھی مثل کتے کے ہوگئی تھی یہ اس کی ذلت بیان کی گئی ہے۔ کہ اگر حملہ کردیا چھوڑو تو وہ زبان کو نکالتا رہتا تھا۔ قولہ واذ تاذن ربک یہ تخویف ہے قطعنہم فی الارض یہ بنی اسرائیل کے موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوئے ہیں معنی یہ کہ پھیلایا ہم نے ان کو عرض ھذا الادنی معنی رشوت ومثل آن واذ نتقنا الجبل یعنی اٹھایا جبل کو واشہدہم علی انفسہم الست بربکم اس وقت واد وقت پیدا ہونے کا ہے۔ اس کی تائید یہ ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ۔ اور ولئن سالتہم من خلقہم لیقولن اللہ سنستدرجہم یعنی درجے بدرجے کاتک حتی عنہا اے عالم قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا یعنی قیامت کا علم تو بجائے خود میں اپنے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں اور نہ مجھے کوئی خبر ہے وما مسنی السوء اے عنی وجعل منہا اے من جنسہا بقرینۃ جعل لکم من انفسکم ازواجا ومن الانعام ازواجا (سورہ زمر رکوع ۱) قولہ جعلا لہ شرکا۔ اس سے مراد بعض لوگ آدم وحوا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا ولد نہیں ہوتا تھا تو شیطان نے کہا کہ میں تم کو ایک طریقہ بتلاؤں کہ اگر اس کا نام عبدالحارث رکھو گے تو ولد ہوجائے گا۔ جب ان کا ولد ہوا تو نام اس کا عبدالحارث رکھا۔ یعنی شرک فی التسمیہ کردیا۔ اس جگہ اس کی نفی کی گئی ہے۔ اور حارث نام شیطان کا ہے اور واقعہ میں یہ مراد نہیں ہے یہ قصہ اختراعی ہے بلکہ جبلا سے مراد مطلق زوجہ اور زوج ہیں یہ بیان کرنے سے لوگوں کی عادت بتلائی گئی ہے یعنی سیاق کے موافق ہے۔ وان تدعوہم مراد کفار ہیں بعضوں نے اس سے مراد بت لئے ہیں اور بعضوں نے فرشتے مراد لئے ہیں۔ کفار والے معنی کی تائید پہلے گذر گئی ہے۔ قولہ لہم قلوب لا یفقہون بہا الخ ہم لا یبصرون سے مراد بصارت عبرتی ہے۔ قولہ ترغ چوک ثم لا یقصرون پہلے بند نہیں ہوتے۔ ان الذین اتقوا اذا مسہم طائف بمعنی وسوسہ قولہ واخوانہم یمدونہم فی الغی یہ شکوہ ہے دوسرے مضمون کے متعلق ہے قولہ لولا اجتبیتہا بمعنی الا۔ واذکر ربک بمعنی اللہ کی بندگی کر اس کے شریک نہ بنا وعبادت میں۔ پس اب لا تکن من الغافلین سے مراد کفار لینے صحیح ہونگے۔ اور یہ مراد نہیں کہ ذکر اللہ کا بہت کرو۔ یہ امر تو مستحب ہے۔ اور مستحب کی ترک سے مستحق وعید کا ہونا لازم نہیں آتا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انفال

قل الانفال للہ والرسول پہلے یہ جاننا چاہئے کہ سورۂ بقرہ اور آل عمران اور نساء اور مائدہ میں توحید اور قتال کا حکم تھا ان کے پیچھے دو سورتیں مکی لائی گئیں جن میں محض توحید ہے اور اب یہ سورۃ انفال مدنی لائی گئی ہے اس میں محض قتال ہے قولہ اصلحوا ذات بینکم ذات کا معنی حقیقت ہے یعنی حقیقت وصلکم اور بعضوں نے کہا ہے کہ معنی حال ہے کہ یعنی وہ حال جو

تمہارے درمیان ہے اور لفظ ذات زاید ہے۔ کَمَآ اَخۡرَجَکَ رَبُّکَ الخ یہ قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰہِ الخ کے متعلق ہے۔ اور کاف بمعنی لام کے ہے علت ہے اس کی از ابن عباسؓ فی سنن ابوداؤد۔ بالحق۔ اے بالحکمۃ لکرھون اے الخروج فی الحق یعنی ظاہر بات میں وَاِذۡ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ یہ بھی علت ہے اسی دعوی کی۔ اور یہ بدر کبریٰ کا قصہ ہے۔ اصل قصہ یہ ہے کہ ابوسفیان تجارت کرکے شام سے واپس مکہ آرہا تھا۔ رسول اللہ صلعم اور صحابوں کو خبر ہوئی۔ غارت کرنے کو ابوسفیان کے پیچھے روانہ ہوئے منافقین مدینہ نے ابوسفیان کو خبر دیدی۔ اور ابوسفیان نے مکے والوں کی طرف قاصد بھیجا کہ جلدی آجاؤ کہ رسول اللہ صلعم اور اس کے اصحاب میرے لوٹنے کو آرہے ہیں۔ تو ابوجہل بہت سی فوج جمع کرکے بمع اسباب جنگ بدر پر آپہنچا اور ابوسفیان مع قافلہ وہ راستہ چھوڑ کر سمندر کا رستہ لے لیا اور اپنی جان مال بچا لیا۔ اور اصحاب سیدھے راستہ سے جاکر بدر میں ابوجہل کے لشکر پر جا نکلے۔ اصحاب چونکہ غنیمت قافلہ کو نکلے تھے اس واسطے سامان جنگ بھی بالکل تھوڑا تھا۔ اور ابوجہل کے پاس سامان موجود تھا اس واسطے صحابہ نے قتال کے بارہ میں کچھ نہ کچھ کراہتہ ظاہر کی تھی۔ اور اِنَّ فَرِیۡقًا مِّنَ الۡمُ یَبۡنَ لَکٰرِھُوۡنَ سے مراد کراہت وقت الخروج کما فی جامع البیان اور احد لطائفتین سے یہ ہر دو طائفہ یعنی قافلہ اور لشکر ابوجہل مراد ہیں۔ اور رسول اللہ صلعم رات کو بالکل روتے رہے اس خطرہ سے کہ اب کیا حال ہوگا۔ تب رسول صلعم کو خواب میں دکھایا گیا کہ مخالفین بالکل تھوڑے ہیں ان سے مت ڈرو اور حالانکہ واقعہ میں وہ کثیر تھے مراد یہ تھی کہ کفر پر اصرار کرنے والے تھوڑے تھے۔ ان میں سے بہت مسلمان ہونے والے تھے۔ قولہ ذَاتِ الشَّوۡکَۃِ بمعنی وبد یہ یحق الحق یعنی ظاہر کرکے دین سچا قولہ اِذۡ تَسۡتَغِیۡثُوۡنَ یہ بھی علت ہے پہلے دعویٰ کی فَاسۡتَجَابَ لَکُمۡ یعنی قبول کیا تمہاری دعا کو۔ اَنِّیۡ مُمِدُّکُمۡ اے اٰخِرَانِی ممدکم مُرۡدِفِیۡنَ بمعنی فرشتگان کہ از پس خود جماعت دیگر را در پندر مَا جَعَلَہُ اللّٰہُ اِلَّا بُشۡرٰی اے الا امداد قولہ اَمَنَۃً اَیۡ بمعنی بخوف مفعول لہ یُغَشِّیۡکُمُ مِنۡہُ۔ اے مِنَ اللّٰہِ۔ اَنِّیۡ مَعَکُمۡ اے قولوا انی معکم اے مَعَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ پس اعتراض جو کہ اس جگہ وارد ہوتا تھا کہ فرشتگاں ڈرتے تھے حالانکہ یہ تو غلط ہے جواب ظاہر ہے قولہ بنان یا تو مراد انگلیاں ہیں تو وجہ یہ ہوگی کہ سبب ہی مارنے کا لہٰذا ان کو مارو۔ یا مراد کل مفصل ہیں یعنی تمام بدن کو مارو ذَالِکُمۡ فَذُوۡقُوۡہُ اے قلنا ذالک وَاَنَّ لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابَ النَّارِ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ لِلۡکَافِرِیۡنَ عَذَابَ النَّارِ یعنی یہ تو چکھو اور یہ بھی جان لو کہ کافروں کے واسطے عذاب نار بھی ہے۔ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اس جگہ تک یہ ذکر ہے کہ انفال میں جھگڑا نہ کرو۔ اور اس کی علتیں بیان کیں۔ اس جگہ علیحدہ قاعدہ شروع ہوا ہے۔ اور یہ جملہ معترضہ ہے بِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ تک اور فَلَمۡ تَقۡتُلُوۡھُمۡ متعلق پہلی علتیں کے ساتھ۔ زحفا یعنی انبوہ کرنے والے منحرفا لقتال یعنی پھرنے والا واسطے لڑائی کے اور فَلَمۡ تَقۡتُلُوۡھُمۡ متفرع ہے ماقبل پر یعنی جس وقت دعوے کی دلیلیں بیان کی گئیں تو یہ ثابت ہوگیا کہ تم نے قتل نہیں کیا وَلٰکِنَّ اللّٰہَ قَتَلَھُمۡ قولہ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی یعنی رسول اللہ صلعم نے وحی کے ساتھ اپنے ہاتھ میں مٹی لیکر کافروں کی طرف پھینکی تو تمام کی آنکھوں میں پڑگئی۔ یہ معجزہ بھی ہر وقت رسول اللہ صلعم کے ہاتھ نہیں تھا کہ جس وقت چاہیں دکھلائیں۔ جیسا کہ موسیٰ کو ہر وقت معجزات پر اختیار نہ تھا اگر انکے اختیار میں ہوتا تو کیوں خوف کرتے دیکھو فَاَوۡجَسَ فِیۡ نَفۡسِہٖ خِیۡفَۃً مُّوۡسٰی قُلۡنَا لَا تَخَفۡ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡاَعۡلٰی

الی مافی یمینک تلقف ما صنعوا ۔ لیبلی المومنین منہ بلاء حسنا ای لیعطی المومنین عطاء حسنا ۔ قولہ ذالکم وان اللہ موھن کید الکافرین ای فلنا ذالک فذوقوا واعلموا ان اللہ موھن کید الکافرین ۔ ان تستفتحوا یعنی اگر فیصلہ مانگتے ہو وان اللہ مع المومنین ای واعلموا ۔ یا ایھا الذین امنوا یہ بھی قاعدہ ہے ۔ اور پہلے ایک قاعدہ بیان کیا گیا ہے ۔ ولا تکونوا الخ بمعنی لا تدخلوا تحت جبار یتی وقہری فیہم خیرا بمعنی انابت لتولوا وھم معرضون للتحتم این جباریت است ۔

ع این خبر و معنی جبار یست

یحول بین المرء وقلبہ بمعنی تاکہ زائل نہ کردے طاقت ایمان ۔ قولہ وانہ الیہ تحشرون ای واعلموا واتقوا فتنۃ لا تصیبن الخ شعر

بے ادب خود را نہ تنہا داشت بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

قولہ فاواکم بمعنی اللہ نے تم کو جگہ دی ہے ۔ قولہ یا ایھا الذین امنوا لا تخونوا الخ یہ بھی ایک علیحدہ قاعدہ ہے ۔ انما اموالکم الخ یعنی انفال جن میں نزاع کر رہے ہو یہ تمہارے لئے فتنہ ہے قولہ یا ایھا الذین امنوا یہ بھی قاعدہ ہے ۔ فرقانا بمعنی فتح لیثبتوک یعنی اسی جگہ قید کریں تجھ کو قولہ واذا تتلی علیھم ایاتنا شکوہ ہے اور وجہ بیان کی گئی ہے کہ یہ تو مستحق عذاب کے ہیں قولہ وما کان صلوتھم یعنی ان کی صلوۃ محض سیٹی اور تالی تھی اسیطرح اور باتیں بھی تھیں لیکن وجہ یہ ہے عذاب دینے کی کہ تم ان میں تھے جب ہم نے تم کو نکالا اور کوئی مومن ان میں نہ ہوگا تب ان کو عذاب دیں گے وھم یستغفرون ھم سے مراد بعض مومن ہیں اور قضیہ مہملہ ہے ۔ قولہ ما کان اللہ معذبھم الخ اس کی تائید ہے لو تزیلوا لعذبنا الذین کفروا منھم عذابا الیما یعنی اگر مومن ان میں نہ ہوتے تو انکو ہم عذاب دیدیتے قولہ وما لھم ان لا یعذبھم اللہ یعنی عذاب کیوں نہ دے اللہ تعالی ان کو حالانکہ ان میں تمام کام مخالف اللہ ورسول کے موجود ہیں وما کان صلوتھم یہ وجہ ہے عذاب نہ کی یعنی پہلے ان کی نماز ایسی تھی نہ فی الحال مکاء سیٹی تصدیہ تالی لیمیز اللہ الخبیث من الطیب یا تو متعلق ہے یحشرون کے ساتھ یعنی اللہ تعالی جہنم کی طرف ان کو چلائے گا تاکہ بین الکافر والمومن امتیاز ہو جاوے ۔ کافر دوزخ میں گرتے جائیں گے اور مومن آگے گذر جائیں گے ۔ پس اس معنی بموجب مراد کفار ہوئے اور یا متعلق ہے یغلبون کے ساتھ اس وقت مراد منافق ہونگے یعنی ہم نے تمہیں جہاد فرض کیا تاکہ وہ مغلوب ہو جائیں اور مابین المنافق اور مومن امتیاز ہو جائے قولہ ویجعل الخبیث بعضہ الخ فرق الخبیث فیرکمہ جمیعا ای ویجعلہم جمیعا قولہ حتی لا تکون فتنۃ ای حتی لا یفتن مومن ویکون الدین کلہ للہ بمسکہ ولرسولہ یعنی ان کے حکم کے ساتھ قولہ یوم التقی الجمعان بدل ہے یوم الفرقان سے بالعدوۃ القصوی ای دور کان مفعولا یعنی کرنے کے لائق قولہ لیھلک ای یکفر عن بینۃ ای بعد بینۃ ۔ قولہ اذ یریکھم اللہ فی منامک یعنی اللہ تعالی نے تم کو خواب میں جتلایا کہ وہ تھوڑے ہیں تم غم نہ کرو ۔ اور واقع میں ان کا کثیر ہونا اور خواب میں تھوڑے جتلانے

لہ لعلہ بحذف النون فان اللہ

کا سبب پہلے بیان کیا گیا ہے لفشلتم تم سست ہو جاتے لیقضی اللہ امرا کان مفعولا یعنی جمع کرنا اس واسطے تھا کہ لیقضی اللہ امرا کان مفعولا - والی اللہ ترجع الامور یعنی امور کا متصرف اللہ تعالیٰ ہے - قولہ ویحکم بمعنی مدد بطرا اے کبر فخر قولہ نکص اے رجع قولہ اذ یقول المنافقون یعنی اپنے گھر میں کہتے تھے جنگ میں تو منافق کوئی نہ گئے تھے - قولہ کدأب ال فرعون اے عادتہم کدأب ال فرعون - ذالک بان اللہ الخ ذالک البیان لتستیقنوا بان اللہ الخ قولہ فاما تثقفنہم فی الحرب الخ یعنی اگر تم پالو ان کو لڑائی میں فشرد بہم من خلفہم پس تاکہ دور ہو جائیں انکے مارنے کے سبب سے وہ اشخاص جو ان کے پیچھے ہیں - قولہ فانبذ اے چھوڑ دو علی سواء اے انتم وھم علی سواء فی العلم - وان جنحوا للسلم - اے ان مالوا للسلم فاجنح لھا یعنی تم بھی ان سے صلح کرو قولہ من رباط الخیل یعنی گھوڑے باندھنے قولہ حتی یثخن فی الارض کثرت خوں ریزی قولہ لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم یعنی رسول اللہ صلعم نے اساری جنگ بدر والوں سے فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دیا تھا لہذا حکم ہوا کہ اگر پہلی کتاب نہ ہوتی تو تم عذاب کے لایق تھے - لیکن پہلے آیت نازل ہو چکی ہے یعنی ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا اور پہلے فدیہ نہ لینے کا حکم نہیں دیا گیا تھا - لہذا عذاب نہیں دیا گیا اوغیر ذالک قولہ ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیرا اے ایمانا فامکن علیہم اے فامکنکم علیہم قولہ اووا یعنی جائے دی ہے انہوں نے قولہ والولوا الارحام بعضہم اولی ببعض یعنی کوئی مسلمان تو ہجرت کر کے آ گئے ہیں اور کوئی نہیں آئے ان کے ساتھ اور باتوں کی عہد اور میثاق نہیں - لیکن حصہ میراث کا ان کو ہوگا -

سورۃ توبہ

براءۃ من اللہ ورسولہ الی الذین جب یہ بیان ہوا کہ انفال پر نزاع نہ کرو اور تیار ہو جاؤ لڑائی پر مشرکین کے ساتھ اور عہد و میثاق کو توڑ دو ان سے جنہوں نے قصور کیا ہے اب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ہمارا اعلان جنگ کا ہے - اور برارۃ نامی بھی ملکوں میں روانہ کر دو اور موسم حج میں جا کر اعلان کر دو تاکہ تمام لوگوں کو خبر ہو جائے لیکن حج کے موقع میں یہ نہ کہنا کہ آج کے بعد چار مہینے ہونگے - کیونکہ کوئی اشہر الحرام تو گذر چکے ہونگے - اشہر الحج تین ہیں شوال - ذیقعد - ذی الحج یعنی کہ ان سے پہلے احرام باندھنا ممنوع ہے - اشہر حرم چار ہیں - یہ تین متصل ہیں یعنی ذوالقعد - ذوالحج - محرم اور چوتھا مہینہ رجب کا ہے اور یہ اس جگہ مراد ہیں - رجب نہیں ہے - پس اس ربط سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ انفال و توبہ فی الواقع ایک ہیں مگر آیتیہ کا یہ ہے - کہ برأۃ نامہ روانہ کر دو طرف مشرکین کے اور یہ حکم شوال کے اوائل میں نازل ہوا تھا - ۹ سال ہجری میں اور مکہ تو ۸ سال ہجری میں فتح ہو چکا تھا - اور مقصود سورۃ انفال میں ذکر نہیں کیا گیا - سورۃ توبہ میں ذکر کیا گیا ہے - وہ یہ ہے کہ قاتلوا الذین لا یحرمون ما حرم اللہ الخ یعنی وہ مشرک جنہوں نے تحریمین غیر اللہ کو قائم رکھا ہے اور نیازات غیر اللہ جو حرام ہیں کھاتے ہیں - قولہ الی الذین عاھدتم من المشرکین یعنی ان کو کہدو کہ تمہارا ہمارا کوئی عہد نہیں ہے اور مشرکین سے اطراف والے مشرک مراد ہیں اس لئے

کہ مکہ تو پہلے فتح ہو چکا تھا۔ فَسِیْحُوْا فِی الْاَرْضِ اے فاکتبوا و قولوا فسیحوا فی الارض کیونکہ کبھی قول سے کہا جاتا ہے اور کبھی کتابت سے اطلاع دیجاتی ہے۔ قولہ اَنَّ اللّٰہَ مُخْزِی الْکَافِرِیْنَ اے واعلموا قولہ اذان مِنَ اللّٰہِ اے اعلان کر دینا ہے قولہ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ یعنی اس دن محض اعلان جنگ کر دو لیکن بنی کنانہ اور بنی ضمرہ جو اپنے وعدہ پر ثابت رہے ہیں ان کو عہد گزرنے تک کچھ نہ کہیں۔ قولہ ثُمَّ لَمْ یَنْقُصُوْکُمْ اور پھر انہوں نے کوئی نقصان بھی نہیں کیا قولہ وَلَمْ یُظَاهِرُوْا عَلَیْکُمْ یعنی انہوں نے تمہارے دشمنوں کو مدد بھی نہیں دی۔ قولہ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحَرَامُ یعنی جو وقت گذر جائیں فَاقْعُدُوْا لَهُمْ کُلَّ مَرْصَدٍ یعنی ہر کمیں گاہ جو کہ مناسب ہو ہر جگہ مراد نہیں ہے۔ قولہ مامنہ یعنی اپنی حد پر اس کو پہنچا دینا کیف یکون لِلْمُشْرِکِیْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰہِ وَ عِنْدَ رَسُوْلِهٖ۔ یعنی کس طرح انکے ساتھ وفا عہد ہو یعنی وفا عہد نہیں ہو سکتا۔ اس جگہ علتہ نہ بیان کرنے سے تکرار کیف کا کیا گیا قولہ کیف وان یَّظْهَرُوْا عَلَیْکُمْ یہ کیف علتہ بیان کی ہے واسطے نہ پورا کرنے عہد کے انکے ساتھ اور درمیان میں اِلَّا الَّذِیْنَ عٰهَدْتُّمْ سے بنی کنانہ اور بنی ضمرہ استثنا کئے گئے ہیں قولہ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَکُمْ فَاسْتَقِیْمُوْا لَهُمْ شرطیہ ہے یعنی جب تک وہ عہد پر پکے رہیں تو تم بھی وعدہ پر پکے رہو۔ قولہ لَا یَرْقُبُوْا فِیْکُمْ نہیں لحاظ کرتے اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً یعنی نہ عہد کا و نہ خویشی کا۔ قولہ وَاشْتَرَوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یعنی اختیار کر لیا ہے انہوں نے ثَمَنًا قَلِیْلًا اے شہوات نفسانی کو۔ وَاِنْ نَّکَثُوْٓا اَیْمَانَهُمْ ان سے مراد یا تو وہ مشرک ہونگے جنہوں نے عہد و میثاق توڑ ڈالا تھا۔ یا بنی کنانہ یا بنی ضمرہ ہونگے اگر پہلے مراد ہوں تو اِنْ بمعنی اذ ہوگا۔ کیونکہ ان مشکوک میں مستعمل ہوتا ہے یہاں تو یقین ہے۔ اب اس وقت آیت اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّکَثُوْٓا اَیْمَانَهُمْ اس آیت وَاِنْ نَّکَثُوْٓا کے ساتھ مرتبط ہو جائے گی اور اگر بنی کنانہ اور بنی ضمرہ مراد لیویں تو اِنْ اپنے موضوع معنی میں مستعمل ہوگا اور اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّکَثُوْا کے ساتھ کے متعلق نہ ہوگی۔ کیونکہ پہلے اس آیت سے ذکر ان دو فریق کے ماسوا کا ہے جنہوں نے عہد توڑ ڈالا تھا قولہ اَئِمَّةَ الْکُفْرِ ان سے مراد پیشوا کفر کے ہیں قولہ لَا اَیْمَانَ لَهُمْ یعنی لا عہد لہم۔ اس جگہ بھی اطراف مکہ والے مشرک مراد ہیں جنہوں نے امداد دی تھی مکے والوں کو فتح مکہ سے پہلے اور مکے والے ۸ھ ہجری میں مسلمان ہو گئے تھے بعضوں نے کہا ان سے مدینے والے یہود مراد ہیں لکن السیاق السابق قولہ لَعَلَّهُمْ یَنْتَهُوْنَ تاکہ ہٹ جاویں۔ قولہ یُذْهِبْ غَیْظَ قُلُوْبِکُمْ ہٹا دے گا غم دل تمہارے کا دلیجہ یعنی دوست۔ قولہ مَا کَانَ لِلْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰہِ اس جگہ سے علیحدہ یہ مسئلہ شروع ہوا ہے۔ کہ الحوج نہ کرنے دو اگر وہ کہیں کہ ہم حج کرنے کو آئے ہیں قولہ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ اے لا یشرک باللّٰہ العظیم قولہ اجعلتم اے اِنَّمَا الْکُفَّارُ۔ قولہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ سے علیحدہ دعوی شروع ہوا ہے کہ یہ تمہارے والی نہیں ہیں۔ اس کی تائید میں ہے وَلَا تَمْسِکُوْا بِعِصَمِ الْکَوَافِرِ۔ وَعَشِیْرَتُکُمْ اے قبیلہ قولہ اقْتَرَفْتُمُوْهَا محنت کسبتموها۔ کَسَادَهَا یعنی بے رواج ہونا قولہ یَوْمَ حُنَیْنٍ یہ فتح کے بعد ہوئی تھی۔ اور یہ وادی ہے مابین الطائف و مکہ قولہ اِذْ اَعْجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ جب کہ تم بارہ ہزار تھے اور کافر چار ہزار تھے۔ قولہ سَکِیْنَتَهٗ بمعنی طمینان قولہ اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ اے ذو نجس یعنی کافر ہیں وَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔ وما یتعلق بہ یعنی تمام حرم کیونکہ مراد یہ ہے کہ ان کو حج نہ کرنے دو تا بنداس کی امری بعید ہ لَیْلًا مَنَ الْمَسْجِدِ سے کیونکہ معراج

ام ہانی کے گھر سے ہوا تھا پس مراد تمام حرم وما یتعلق بہ ہوگا۔ عیلۃ بمعنی بھوک قولہ قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ اصل مدعی سورۃ انفال وتوبہ کا یہ ہے معنی یہ کہ جنہوں نے تحریمات بیجا کر دی ہیں اور نیازات غیر بھی کرتے ہیں اور کھاتے ہیں اور غیر اللہ کو متصرف قرار دیتے ہیں۔ قولہ وَلَا یَدِیْنُوْنَ یعنی نہیں اختیار کرتے دین حق کو۔ حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَۃَ عَنْ یَّدٍ وَّھُمْ صٰغِرُوْنَ یعنی اپنے ہاتھوں سے وہ جزیہ اسے ذلیل ہو کر رہیں اور عزت ہو کر نہ رہیں قولہ قَالَتِ الْیَھُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰہِ یعنی متصرف احبارھم یعنی علماء ہم ورھبان فقیر یُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ تمثیل ہے۔ یُضَاھِئُوْنَ اسے یشابہون بمعنی المشابہۃ۔ اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ کہاں سے ان کو دھکا لگ رہا ہے۔ قولہ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ تاکہ پھیلا دین ہم اس کو حال کو نہ متغلبا علی الدین کلہ قولہ لِیَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ یعنی نیازات غیر کی وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یعنی مسلمان ہوتے اور اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا یہ جار مجرور مفعول مالم یسم فاعلہ یحمی کا ہے فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ یعنی جہنم میں ان کو کہیں گے۔ کما قال تعالیٰ لَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ثُمَّ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِھَادُ (پ آل عمران) قولہ اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُوْرِ عِنْدَ اللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا یہ جملہ قَاتِلُوا الْمُشْرِکِیْنَ کے ساتھ متعلق ہے قولہ اِنَّمَا النَّسِیْءُ یعنی ہٹا دینی حرمت محرم کی اور ڈال دینی صفر پر یہ زیادتی ہے کفر میں۔ قولہ زُیِّنَ لَھُمْ سُوْءُ اَعْمَالِھِمْ اس کی تائید ہے۔ قولہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اس جگہ اصل مدعا کا اعادہ ہے یعنی قتال کا۔ اثاقلتم گرتے ہیں زمین پر اِلَّا تَنْصُرُوْہُ جزا اس کی فینصرہ اللہ محذوف ہے۔ اور فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ علت ہے۔ جزا محذوف کی یعنی اگر تم مدد نہ دوگے تو اللہ اس کی مدد کرے گا۔ کیونکہ پہلے بھی اللہ نے اس کی مدد کی ہے وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ یعنی لشکر فرشتگان سے جب کہ غار میں تھے اوپر سے کافر آئے اللہ تعالیٰ انہی غار کے منہ پر فرشتوں کی صفیں بنا دیں تاکہ کافروں کی نظر ان پر نہ پڑے۔ قولہ کَلِمَۃُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔ یعنی الشرک قولہ خِفَافًا وَّثِقَالًا یعنی تھوڑے ہتھیار والے ہو یا اکثر والے۔ یہ معنی نہیں کہ مریض ہو یا نہ ہو بقرینہ قولہ تعالیٰ لَیْسَ عَلَی الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَی الْمَرْضٰی الآیۃ) لَوْ کَانَ عَرَضًا قَرِیْبًا اے قریب الحصول۔ بعدت علیہم الشقۃ معنی لمبی ہوگئی ان پر مسافت اور یہ واقعہ جنگ تبوک کا ہے قولہ لِمَ اَذِنْتَ لَھُمْ یہ تنبیہ ہے خاص واقعہ پر اور عام نہیں ہے۔ کیونکہ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ عام کے منافی ہے وَاِنَّمَا یَسْتَاْذِنُکَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ فی ہذا الوقت قولہ یَتَرَدَّدُوْنَ رددہ فتردد بمعنی واپس ہونا اور پہلی بات کی طرف لوٹنا (صراح) تحیر والا معنی لغت میں نہیں ہے۔ اور معنی لغوی پہلا ہے۔ ہاں بستہ معنی لازمی ہوگا۔ اور تفعل واسطے تکرار کے ہے۔ قولہ لَاَعَدُّوْا یعنی تیار کرتے سامان قولہ انبعاثھم فثبطھم انبعاث کا بمعنی اٹھنا۔ اور ثبطھم کا معنی بٹھا دیا۔ شعر

ایں نہ جبر معنی جباریست ۔۔۔ معنی جباریت رازاریست

اِلَّا خَبَالًا یعنی خرابی وَلَاَوْضَعُوْا اصل میں لا نہیں ہے۔ لام ابتدائیہ تاکید یہ ہے اور معنی اس کا البتہ دوڑائیں گے گھوڑے درمیان تمہارے رسم خط کیوجہ سے لا لکھ دیتے ہیں جیسا کہ لازبن میں۔ یَبْغُوْنَکُمُ الْفِتْنَۃَ حال ضمیر لاوضعوہ سے فیکم سَمّٰعُوْنَ لَھُمْ یعنی منافق سننے والے لِقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَۃَ یعنی مخالفت رسول وَقَلَّبُوْا لَکَ الْاُمُوْرَ یعنی حیلے کئے انہوں

نے تیرے واسطے وَلَا تَفْتِنِّیْ یعنی میں ایسی جگہ نسارٰ کفار دیکھوں گا اور صبر نہ کرسکوں گا پس مجھ سے فتنہ یعنی زنا ہو جائے گا اَلَا فِی الْفِتْنَةِ سَقَطُوا یعنی مخالفت رسول میں قَدْ اَخَذْنَا اَمْرَنَا یعنی اپنا حیلہ ہم نے پہلے کر لیا تھا وَیَتَوَلَّوْا یعنی اپنی مجلسوں سے نہ جنگ سے کیونکہ جنگ میں گئے ہی نہ تھے۔ قُلْ لَّنْ یُّصِیْبَنَا۔ اے اذا رجعت۔ ان سے کہہ دیویں قولہ اِلَّا اِحْدَی الْحُسْنَیَیْنِ یعنی شہادت یا فتح۔ طَوْعًا اَوْ کَرْهًا یعنی بلا الزام یا کہ بالالزام کیونکہ منافق واسطے عبادت کے ہرگز نہ کرتے تھے۔ تَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ معنی خارج ہونگے روح ان کے۔ قولہ وَیَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اے اذا رجعت قولہ مَدْخَلًا جگہ داخل ہونے کی وَهُمْ یَجْمَحُوْنَ یعنی یُسَارِعُوْنَ اِلَی الدُّخُوْلِ قولہ مَنْ یَّلْمِزُكَ بمعنی طعن کرتا ہے تم پر قولہ یَسْخَطُوْنَ بمعنی رنج ہوتے ہیں۔ قولہ وَالْغَارِمِیْنَ اے مقروض قولہ اُذُنُ یعنی جو کچھ اس کو کوئی کہے وہ مانتا ہے قُلْ اُذُنُ خَیْرٍ یہ جواب سلب ہے ایجاب کلی کا یعنی تمام نہیں سنتا بلکہ سچی باتیں سنتا ہے وَیُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یعنی مومنوں کی باتیں مانتا ہے۔ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ اے مظہر مَا کُنْتُمْ تَحْذَرُوْنَ یعنی نفاق انما کُنَّا نَخُوْضُ معنی داخل ہونا باتوں میں یعنی منافق راستے میں جاتے وقت بکھیڑے کرتے تھے۔ اور یہ بات کہتے تھے اگر ان سے سوال کیا جاتا تھا کہ کیوں اس طرح کرتے ہو تو جواب دیتے تھے۔ کہ باتیں کرتے ہیں اور باتیں کرنے سے رستہ شتابی ختم ہو جاتا ہے۔ قولہ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ یعنی تمام ایک ہیں سب کے باطن ہیں قولہ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِیَهُمْ یعنی ترک کیا انہوں نے اللہ کو پس اللہ نے بھی ترک کر دیا ان کو کَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔ اے انتم ایها الکفار کالذین الخ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ پس نفع اٹھایا انہوں نے اپنے حصے کے ساتھ قولہ وَخُضْتُمْ کَالَّذِیْ خَاضُوْا داخل ہوتے ہیں شبہات میں مثل ان لوگوں کی اور الذی اصل میں الذین تھا۔ اور الذین کو الذی اواللذ پڑھنا جائز ہے۔ اَلَمْ یَاْتِهِمْ اسجگہ التفات ہے خطاب سے غیبوبتہ کی طرف اور مراد ان سے یا کفار ہیں یا منافق قولہ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ یعنی بستیاں الٹی ہوئی۔ قولہ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ یعنی مومن نسارٰ اور رجال دونوں ایسے ہیں وَالْمُنٰفِقِیْنَ یعنی جو منافق اطراف کے ہیں انکے ساتھ جہاد ہاتھ سے کرو اور جو مدینہ میں ہیں ان کے ساتھ زبان سے کرو۔ تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ مسلمانوں کو مار رہا ہے۔ هَمُّوْا بِمَا لَمْ یَنَالُوْا قصہ یہ ہے کہ چند کفار نے مشورہ کیا تھا کہ رسول علیہ السلام جس وقت راستے میں گذرینگے تو ان کو پہاڑ کے نیچے گرا دینگے۔ پس یہ قصد انکی پوری نہ ہوئی۔ قولہ اَلَمْ اَنَّ غَنِمْتُمْ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یعنی غنائم سے وَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ یعنی توجہ نہیں کرتے فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا ع

این نہ خیر معنی چہا ریست

الْمُطَّوِّعِیْنَ اے خوشی کے ساتھ دینے والی قولہ اِلَّا جُهْدَهُمْ یعنی محصول مشقتہم وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ یہ بھی علت ماقبل کی ہے۔ قولہ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ اے خوش ہیں پیچھے بیٹھے ہوئے ساتھ بیٹھنے اپنے کے پیچھے رسول اللہ فَلْیَضْحَكُوْا قَلِیْلًا امر بمعنی مضارع قولہ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِیَ یعنی اس وقت کہنا ان کو قولہ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ الخ ان سے وہ منافق مراد ہیں قولہ اِسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ یعنی اذن مانگتے تھے جو صاحب طاقت کے تھے قولہ مَعَ الْخَوَالِفِ عورتیں قولہ وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ یعنی عذر مانگنے والے جنگلیوں سے کَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ اے فی اظہار الاسلام

قولہ اذا نفرتم یعنی خیر خواہی کریں قولہ من سبیل یعنی راستہ پکڑنے کا۔ قولہ ان لا یجدون ما ینفقون یہ سبب ہے حزن کا قولہ اذا رجعتم یعنی جنگ تبوک سے قولہ قل لا تعتذروا یعنی واپس ہونے کے بعد کہنا اور فی الحال کہنا مراد نہیں قولہ فاعرضوا عنھم یعنی پس اس وقت اعراض کرنا قولہ مغرما یعنی تاوان۔ قولہ دائرۃ السوء یعنی مصیبت قولہ مردوا علی النفاق یعنی پکے ہیں نفاق پر قولہ سنعذبھم مرتین یعنی دو بار دنیا میں انکو عذاب دینگے۔ قولہ اخروا اعترفوا بذنوبھم یعنی جو مسلمان جنگ میں نہیں گئے اور وہ مقر ہیں ساتھ گناہوں کے قولہ عسی اللہ یعنی یہ صلہ ہے مہربانی کا ہے انکے لئے۔ واٰخرون مرجون ان سے مراد وہ تین شخص ہیں جو جنگ میں قصداً نہیں گئے تھے۔ پیچھے انہوں نے توبہ کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ منظور فرمائی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وعلی الثلثۃ الذین خلفوا الخ دوسرے رکوع میں قولہ ضرارا اسے واسطے ضرر دینے کے وکفرا واسطے تقویت نفاق کے قولہ وارصادا یعنی انتظار کرنا۔ لمن حارب یعنی مخالف اس جگہ وہ شخص مراد ہے جس نے منافقوں سے کہا تھا کہ میں نے قیصر روم سے نصاریٰ لاؤں گا اور رسول اللہ صلعم کو مار ڈالوں گا اور مسجد اس غرض سے بنائے گئے تھے کہ اگر میرا خط تمہارے پاس آئے یا کوئی آدمی آئے تو اس جگہ آویں گے پھر انہوں نے رسول اللہ صلعم کو عرض کی تھی کہ ہماری مسجد میں نماز پڑھو حضورؐ نے فرمایا جنگ تبوک سے واپس ہونے کے بعد آئیں گے پھر جس وقت آئے تو پھر انہوں نے عرض کی اس وقت وحی نازل ہوا کہ خبردار اس مسجد میں نماز نہ پڑھو۔ بلکہ اہل مسجد میں نماز پڑھو۔ باقی قصہ بالکل ظاہر ہے۔ قولہ اسس علی التقوٰی یعنی اللہ کے ڈر سے قولہ ام من اسس بنیانہ اس جگہ اور ام من میں بناء محذوف ہے یعنی ابنا من اسس بنیانہ پس معنی اسیطرح ہوگا کہ آیا وہ بنا جس شخص نے بنیان اس کی اللہ کے خوف سے بنائی ہے مثل ہے اس بنا کے جو بنائی ہے شخص نے اوپر کنارے دیوار گرنے والی کے قولہ شفا جرف ھار یعنی کنارہ دیوار گرنے والی کا فانھار فی نار جھنم پس گرایا اس نے اس کو نار جہنم میں۔ اور یہ میں باتعدیہ کی ہے۔ قولہ ریبۃ یعنی بسبب نفاق قولہ السائحون سفر کرنے والے طرف جہاد کے قولہ وما کان للنبی والذین امنوا یعنی جس وقت معلوم ہو جائے کہ مہر غضب کی اور قہر کی لگائی گئی ہے۔ تو پھر اس کے واسطے دعا مانگنی واسطے ایمان کے بھی منع ہے اگرچہ اقربا سے کیوں نہ ہو۔ اور ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبل العلم تھی جس وقت ان کو معلوم ہو گیا تو پھر اس نے دعا نہ مانگی۔ حاصل یہ ہے کہ کافر کے واسطے دنیا میں ہدایت کی دعا جائز ہے جب تک علم مہر کفر کا نہ ہو مرنے کے بعد بالکل منع ہے۔ کیونکہ وہ مرنے کے بعد محل ایماں نہیں رہا۔ یہاں مفسرین نے بہت کچھ لکھا ہے۔ قولہ لقد تاب اللہ علی النبی والمھاجرین پس مہربانی کی اللہ نے الخ قولہ کاد یزیغ قلوب یعنی قریب تھے کہ وسوسے آتے تھے دل میں قولہ لا یرغبوا بانفسھم عن نفسہ اسے لا یرغبوا عن الرسول صلعم قولہ ظمأ ولا نصب ولا مخمصۃ یعنی پیاس وتکلی وبھوک قولہ ولا ینالون اسے نہ حاصل کرینگے قولہ وما کان المؤمنون الخ جملہ معترضہ ہے۔ اور علیحدہ لایا گیا ہے واسطے ترغیب دینے طرف تعلم علم کے قولہ فلونکم معنی نزدیک ہوتے ہیں تمہارے غلظۃ بمعنی درشتی قولہ فی قلوبھم مرض یعنی ثابت نہیں بلکہ ضد ہے قولہ رجسا یعنی پلیدی قولہ واذا ما انزلت سورۃ نظر بعضھم الی بعض یعنی جس وقت کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو اس وقت ایک دوسرے کی طرف

دیکھتے ہیں کہ آیا کوئی دیکھ رہا ہے یا نہیں۔ اگر کوئی نہیں دیکھ رہا ہے تو پوشیدہ ہو کر چلے جاتے ہیں قولہ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ مصدریہ ہے یعنی دشوار ہے اس پر مشقت تمہاری دبالمؤمنین متعلق ما بعد اپنے کے یعنی رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ کے ساتھ ہے ۔

سُوْرَۃُ یُوْنُس

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قولہ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ پہلے یہ جاننا چاہیے کہ اس سورت میں اصلی مدعا شرک فی الدعا کی نفی ہے یعنی غیر حق تعالیٰ کو حاجات میں غائبانہ مت پکارو۔ اور وہی ثمرہ ہے ماقبل پر اور اصلی مدعا سورت کے اخیر میں بیان ہے قولہ وَاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ سے لے کر وَھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ تک سے اس کی اول کی سات آیتوں میں شرک فی التصرف کی نفی کی گئی ہے۔ جو کہ مبادی ہیں اصل مدعا کے واسطے (۱) اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ سے لیکر اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ تک (۲) وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً سے لیکر لِاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ تک (۳) وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سے لے کر وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ تک، اور یہ آیت شکوہ بھی بن سکتی ہے (۴) قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ سے لے کر اَفَلَا تَتَّقُوْنَ تک (۵) اَلَآ اِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے لے کر وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ تک اس میں غرض شرک فی العمل کی نفی ہے۔ وہ یہ کہ تم تحریمین اپنے طرف سے کیوں بنا دیتے ہو جب کہ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میرا ہوا قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ لَکُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْہُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا (۶) اَلَآ اِنَّ لِلّٰہِ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر وَاِنْ ھُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ تک اور اس میں غرض شرک فی الدعا کی نفی ہے۔ یعنی جب کہ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ میرا ہوا تو غیر کو کیوں پکارتے ہو (۷) ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ سے لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ تک ہے پس تمام کا حاصل یہ ہے اول زجر دوم شرک فی التصرف کی نفی جو کہ مبادی میں سے ہے اصلی مدعا کے واسطے اور تیسرا شرک فی الدعا کی نفی وہی ثمرہ اور اصل مدعا ہے اور باقی درمیان میں تخویفات ہیں تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ یہ ترغیب ہے اور تمہید ہے کہ یہ آیتیں ہیں کتاب کی ان میں جو حکم ہے توجہ کر کے سننا۔ اور معنی حکمۃ کا ہر شے کی حقیقت جاننے ہے اَکَانَ لِلنَّاسِ یہ زجر ہے قولہ قَدَمَ صِدْقٍ درجہ کامل قولہ سٰحِرٌ مُّبِیْنٌ اے ظاہر سحرہ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ یعنی تدریجاً جیسا کہ اللہ پاک بچے کو مان کے شکم سے تدریجاً پیدا کرتا ہے۔ قولہ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ لغت میں استوی کے چار معنی ہیں اوّل اعتدال یعنی برابر اور صاف ہونا جیسا کہ سوی فاستوی دوم استقرار کما فی استوی علی الدابۃ اے استقر۔ سوم قصد جیسا کہ استوی الی السماء یعنی قصد الی السماء۔ چہارم غلبہ کما قیل استوی عیسیٰ اے غلب علیہ اس جگہ مراد یہی معنی ہے یعنی اسی کا مالک ہے عرش کا یعنی تخت شاہی کا اور کیفیت اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے یُدَبِّرُ الْاَمْرَ تائید اس کی وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰہُ پ۱۱ سورت یونس قولہ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ۔ اے الموصوف مع الصفات جیسا کہ قانون ہے۔ علم معانی کا کہ جو حکم مبتدا میں ہے۔ جو اسکی علتیں ہوتی ہیں وہ تمام صفتیں ہوتی ہیں۔ قولہ اِلَیْہِ مَرْجِعُکُمْ تخویف ہے لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا علت ہے اعادہ کی اور تخویف بھی ہے قولہ بالقسط

اے بالانصاف قولہ ھوالذی جعل الشمس کمیہ حصر ہے خبر کا مبتدا میں قولہ ماخلق اللہ الا بالحق اسے لبیان الحق والباطل (ابن عباسؓ) اور حق مقابل لہو اور باطل کے آتا ہے۔ جیسا ما خلقنا السموٰت والارض وما بینھما لٰعبین وما خلقنٰھما الا بالحق ولو اردنا ان نتخذ لھوًا لاتخذناہ من لدنا ان کنا فاعلین ان آیتوں میں مقابل حق لہو آیا ہے اور بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق ولکم الویل مما تصفون اس آیت میں حق مقابل باطل کے آیا ہے اور یہ تمام آیتیں تائید بھی ہیں معنی حق کی جو ہم نے کیا ہے۔ اور جو آیت اس جگہ میں مذکور ہے اس کی تائید بھی ہے قولہ ان فی اختلاف اللیل والنھار یعنی ان کی آمد و رفت میں لقوم یتقون یعنی وہ جو ضد نہ کرے ان الذین لا یرجون لقاءنا تخویف ہی۔ قولہ یھدیھم ربھم بایمانھم یعنی یربط ربھم بسبب ایمانھم پس اب اعتراض رفع ہو گیا کہ یہ معنی اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت کرے گا ایمان کی طرف صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ ایمان کی ہدایت تو آگے ان کو حاصل ہے ایماندار تو ہیں پس ہمارے معنی کے ساتھ یہ اعتراض رفع ہو گیا۔ قولہ دعوٰھم فیھا اے قولھم فیھا۔ قولہ واٰخر دعوٰھم یعنی کلامھم قولہ تحیتھم فیھا سلام یعنی ایک دوسرے کے ساتھ قولہ ولو یعجل اللہ للناس الشر استعجالھم بالخیر کاف تشبیہ محذوف کیا گیا ہے یعنی جیسے وہ خیر مانگتے ہیں اور وہ ان کو دیجاتی ہے ایسے ہی جیسے وہ عذاب مانگتے ہیں اور کہتے ہیں امطر علینا حجارۃ من السماء الخ (سورہ انفال میں) اگر جلدی سے عذاب نازل کیا جاتا اور ہلاک کئے جاتے تو ان کا کام فیصلہ ہو جاتا۔ لیکن ہم نے استدراجاً چھوڑا ہوا ہے۔ فنذر الذین لا یرجون لقاءنا اسے لا نفعل فنذر الذین فی طغیانھم یعمھون اسے یلعبون او یتحیرون یعنی میں ان کو آزما رہا ہوں اور مہلت دے رہا ہوں تاکہ طغیان کرتے رہیں قولہ واذا مس الانسان ضر ہی کہ انسان یہ تمام نمونہ دیکھ رہا ہے پھر بھی شریک بناتا ہے اور مصائب کے وقت مجھے ہی بلاتا ہے اس سبب سے کہ اس کے خیال میں گذرتا ہے کہ یہ وہی عذاب ہے جو مجھے پیغمبر ڈراتا ہے لئن انجیتنا من ھذہ لنکونن من الشاکرین پھر بھی شریک بنانے سے نہیں ہٹتا۔ قولہ۔ ولقد اھلکنا القرون یہ تخویف ہے قولہ ما کانوا لیؤمنوا حاصل یہ ہے کہ ایمان نہیں لاتے قولہ واذا تتلی علیھم اٰیاتنا شکوہ ہے ولا ادراکم بہ یعنی میں نہ جتلاتا تم کو فمن اظلم ممن افتری الخ تخویف ہے قولہ لذا شریک بنانا۔ انہ لا یفلح المجرمون تخویف ہے قولہ بما لا یعلم فی السموٰت ولا فی الارض یعنی باری تعالیٰ کو اپنے شریکوں کی خبر نہ تھی تم اللہ تعالیٰ کو اس کے شریکوں سے مطلع کر رہے ہو۔ اس کا تو کوئی شریک نہیں۔ اسواسطے کہ کسی کتاب الٰہی میں ذکر نہیں آیا وما کان الناس الا امۃ واحدۃ یعنی پہلے تو سب یک گروہ توحید والا ہوتا ہے بعد اس کے بغاوت کیوجہ سے اختلاف کرتے ہیں اسی واسطے معنی فاختلفوا کا فاختلفوا ایضا ہوگا۔ یعنی مفعول لہ محذوف ہوگا اور محذوف ہونے کی وجہ وما تفرقوا الا من بعد ما جاءھم العلم بغیا بینھم + ولولا کلمۃ سبقت من ربک میں مذکور ہے سورۃ حم عسق میں۔ قولہ اذا لھم مکر فی اٰیاتنا یعنی بیلہ کرتے ہیں کہ نبی کی کلام نہیں قولہ اسرع مکرًا یعنی جزا مکر کی اللہ تعالیٰ جلدی دینے والا ہے قولہ وجرین بھم اس جگہ التفات ہے خطاب سے غیبت کی طرف اور التفات چھ قسم ہوتا ہے کما ذکر فی کتب المعانی قولہ لئن انجیتنا یعنی بندگی۔ قولہ لئن انجیتنا

مِنْ هٰذِهٖ خاص اللہ کو پکارتے ہیں اور یہ وقت مصیبت کے اسواسطے کہتے تھے کہ پہلے انہوں نے سنا ہوا تھا کہ بوجہ مخالفت رسول صلعم کے کوئی عذاب آئے گا۔ اسواسطے نجات کے لئے عاجزی کرتے تھے قولہ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا متاع منصوب بنزع الخافض ہے۔ اسے فی وقت متاع الخ۔ اب معنی آیت کا ظاہر ہوگیا قولہ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ معنی گنجان ہو گئی اور گنجیہ ہوگئی اس کے ساتھ نبات زمین کی زُخْرُفَهَا بمعنی زیور اور زینت زمین کی وَازَّيَّنَتْ گویا کہ عطف تفسیری ہے اخذت الارض زخرفہا کا۔ قولہ كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ بمعنی نہیں مقیم تھے کل۔ قولہ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلَامِ یہ بشارت ہے مومنین کیواسطے قولہ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ اے الجزاء الحسنیٰ اور زیادہ سے مراد بعضوں نے دیدار الٰہی رکھا ہے اور اکثر کہتے ہیں کہ مطلق زیادتی ہے قولہ لَا يَرْهَقُ یعنی نہ پہنچے گا ان کے منہ کو قَتَرٌ بمعنی سیاہی قولہ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ بمعنی ڈھانپے گئے منہ انکے رات کے ساتھ۔ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ یعنی ٹکڑے رات سے۔ مُظْلِمًا حال ہونے ٹکڑے کے کہ اندھیرا کرنے والا ہو۔ يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ تخویف ہے مکانکم اے الزموا مکانکم فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ یعنی جدائی کرینگے درمیان ان کے هُنَالِكَ تَبْلُوْا تخویف ہے یعنی دیکھے گا ہر نفس اس کام جو کہ پہلے کیا تھا۔ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ یعنی بھول جائیں گے ان سے اپنے معبود قولہ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ معنی یہ ہے کہ بھلا بتلاؤ تو سہی کہ آیا وہ جو کہ مالک سمع اور بصر وغیرہ کا ہے وہ کون ہے کہیں گے کہ اللہ ہے تو پھر اسی کو پکارو اور غیر کو کیوں پکارتے ہو۔ قولہ اَمَّنْ اصل میں ام من تھا اور ام منقطعہ ہے۔ لا ارضی) اور منقطعہ کا یہ معنے نہیں کہ پہلا غلط ہے لہذا اس سے اعراض کیا گیا ہے بلکہ یہ معنی ہے کہ محض انتقال ہے سابق سے یعنی تم کو کون رزق دیتا ہے خیر اب دوسری بات بتلاؤ یعنی مالک سمع و بصر و مخرج الحی من المیت کون ہے۔ لہذا محض انتقال ہے نوٹ اب یہ جاننا چاہئے کہ یہ دلیل رابعہ دلائل سابقہ سے ترقی کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ کیونکہ اس دلیل میں اقرار ثابت کیا گیا ہے۔ مخالفین کی طرف سے یعنی مخالف بھی ان باتوں کا اقرار کرتے ہیں۔ كَمَا قِيْلَ اصح الشہادات ما یشہد بہ الاعداء اور پس ان امور مذکورہ فی الآیت کو کافر بھی مانتے ہیں تو باقیوں کو ماننا ضروری ہوگا۔ پس متصرف اور مالک ہونا ثابت ہوگیا علی وجہ الترقی قولہ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ اے من این تصرفون کس وجہ سے پھرے جاتے ہو۔ ع

ایں نہ چیر و معنی چیا ریست الخ

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ الخ یعنی ثابت ہوگیا کلمہ رب تیرے کا اوپر فاسقوں کے انہم لَا يُؤْمِنُوْنَ تفسیر او بیان ہے کلمۃ ربک کا۔ قولہ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ یعنی جو شخص راہ نہ پاسکے اور معلوم نہ کرسکے مَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا یعنی نہیں تابع ہوتے اکثر انکے مگر بطور رسم کے اور دیکھا دیکھی کے۔ قولہ اِنْ يَّفْتَرِيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ من دون اللہ بیان ہے ان یفتری کا۔ یعنی نہیں ہے یہ قرآن افترا کیا ہوا یعنی بغیر اللہ کے کسی کی کلام نہیں۔ پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ افترا کا معنی من غیر اللہ ہے۔ قولہ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ معنی یہ کہ کیا وہ کہتے ہیں کہ تم نے افترا کیا ہوا ہے تو تم ان کو یہ جواب دو فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ اور سورۃ مثلہ کا بسلطان ہے بقرینہ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ بِهٰذَا حاصل اس مقام کا یہ ہے کہ اکثر تفسیروں اور تقریر

علماء سے یہ معنی معلوم ہوتا ہے کہ تم ایسی فصاحت و بلاغت پر مشتمل کلام لے آؤ۔ تم کبھی نہ لاسکو گے جیسا کہ سورۃ بقرہ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے۔ پس ایسے مقام سے ان کی تعجیز اسے طریقے یعنی کلام بلیغ نہ لانے سے کی گئی ہے لیکن وہم پڑتا ہے کہ ہمیشہ مقابلہ فصحاء بلغاء کے ساتھ نہیں ہوتا تھا یعنی یہ ہوگا کہ آپ ایسی کلام لاؤ کہ جس میں دلیل عقلی و نقلی من الانبیاء السابقہ اور وحی سے ہو لاؤ اور فصیح بلیغ ہونا کوئی شرط نہیں قولہ بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ یعنی احاطہ اس کے ساتھ نہیں کیا از جہت علم کے اور نہ اس میں کوئی شبہ دیکھا بلکہ محض عناداً تکذیب کرتے ہیں ولما یاتہم تاویلہ جملہ حالیہ ہے یعنی ابھی تک انکو مصداق وعید کا نہیں آیا ہے یعنی عذاب۔ حاصل یہ ہوا کہ سورۃ مقابلے میں لانی تو بجائے خود بلکہ اسبات کی تکذیب کر رہے ہیں جس کے بطلان کا انکو علم نہیں۔ اور ابھی تک ان کو عذاب بھی نہیں آیا۔ ذرہ پہلے لوگوں کا حال تو دیکھیں کہ کس طرح تھا قولہ کذلک کذب الذین من قبلہم مرتبط ہو جائے گا اس کے ساتھ قولہ یستمعون الیک سنتے ہیں لیکن انابت نہیں کرتے۔ اب سننے کا کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ پس معلوم ہوا کہ توبہ کرنے کا مرتبہ ختم سے آگے ہے۔ اور ختم کے بعد کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ قولہ ولو کانوا لا یعقلون ولو کانوا لا یبصرون دونوں کی علت ختم ہے۔ قولہ ان اللہ لا یظلم الناس شیئا ولکن الناس انفسہم یظلمون دلیل ہے لا یعقلون اور لا یبصرون کی۔ شعر

ایں نہ جبر و معنی جباریست معنی جباریت را زاریست

یوم یحشرہم کان لم یلبثوا اے یوم یحشرہم یقولون کان لم یلبثوا معنی یہ ہوا کہ جس دن اکٹھے کئے جاوینگے تو جانیں گے کہ گویا ہم نہیں ٹھہرے دنیا میں مگر ایک ساعت۔ قولہ فیتعارفون بینہم حاصل معنی یہ ہے کہ آپس میں انکو تعارف ہوگا ثم اللہ شہید علی ما یفعلون۔ ثم واسطے تراخی کے نہیں ہے۔ بلکہ واسطے تعقیب ذکری کے ہے کیونکہ فالینا مرجعہم کے بعد یعنی رجوع کے بعد تو خاص شہید نہیں ہے بلکہ دنیا میں بھی شہید ہے قولہ قل لا املک لنفسی جواب ترقی سے دیا گیا ہے یعنی وہ تو کہتے تھے کہ وعدہ عذاب کب آئے گا لاؤ اس کو۔ جواب ترقی کے ساتھ دیا گیا کہ میں اپنے نفس کا مالک نہیں ہوں۔ میں تمہارے لئے عذاب کس طرح لاؤں بلکہ ہر شئے کا مالک فقط خدا ہی ہے۔ قولہ بیاتا او نہارا بیاتا یا تو حال ہے ضمیر مخاطبین سے۔ یعنی حال ہونے تمہارے کے یا تین ہوا در یا مفعول فیہ۔ اے فی اللیل قولہ ماذا یستعجل منہ المجرمون ماذا بمعنی ای شئے کے ہے۔ اور منہ والے ضمیر کا مرجع عذاب ہے پس اب معنی اسی طرح ہوگا۔ کیا ہے وہ شئے جس سے مجرم جلدی کرینگے یعنی کفار تو مانگتے ہیں عذاب کو جلدی سے لیکن اگر عذاب آئیگا تو کچھ حیلہ نہ کر سکیں گے۔ اثم اذا ما وقع امنتم بہ الآن الاثم واسطے استبعاد کے ہے۔ واسروا الندامۃ یعنی ظاہر کرینگے ندامت کو جس وقت عذاب کو دیکھیں گے۔ اور دوسرا معنی چھپانے کا بھی آتا ہے۔ حاصل یہ کہ اسرار کے دو معنی آتے ہیں ظاہر کرنا اور چھپانا۔ قولہ الا ان اللہ ما فی السموات الخ پانچویں دلیل ہے شرک فی التصرف میں اس میں بالذات نفی شرک علی کی ہے یعنی جب کہ ما فی السموات والارض میرا ہوا تو تمہاری تحریمات دنیا زات غیر بے جا و لغو ہو گئیں۔ پس اب قل ارءیتم ما انزل اللہ لکم من رزق فجعلتم منہ حراما و حلالا جو تھوڑا سا پیچھے ہے الا ان للہ ما فی السموات الا کیساتھ

مرتبط ہوجائے گا پس حاصل یہ ہے کہ اس دلیل سے لیکر دوسری دلیل تک مقصود بالذات نفی شرک عملی کی ہے۔ قولہ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فضل اللہ یہ قرآن اور ہدایت ہے اس کے لینے پر ہمت کرو اور اس نعمت کے ساتھ خوش ہو۔ نہ دنیا کے ساتھ ھو خیر مما یجمعون اور متعلق اس کا فلیفرحوا محذوف ہے یعنی اللہ کے فضل اور رحمت سے خوش ہو۔ فبذلک فلیفرحوا اور ذالک کا مشار الیہ بھی فضل اور رحمت ہے۔ اور تکرار واسطے تاکید کے کیا گیا ہے۔ اور دوسرا فلیفرحوا پہلے کے واسطے قرینہ اور سدسد ہوجائے گا۔ اصل کلام یوں ہی فبذالک فلیفرحوا فبذالک لیفرحوا حذف من الجملۃ الاولی لیفرحوا وحذف من الثانیہ لفظ بذالک قولہ ھو خیر مما یجمعون۔ مراد دنیا ہے یعنی فضل اور رحمت دنیا سے اچھے ہیں قولہ وما ظن الذین یفترون علی اللہ الکذب یوم القیامۃ یوم القیامۃ یا تو مفعول فیہ ہے ظن کا اور منصوب بنزع الخافض ہے یعنی فی حق یوم القیامۃ اور یا مفعول ہے فعل محذوف کا یعنی ماذا یفعل بہم فی یوم القیامۃ۔ قولہ وما تکون فی شان وما تتلو منہ من قران ولا تعملون من عمل الا کنا علیکم شہودا اذ تفیضون فیہ ما تکون والا ما اور ما تتلوا والا دونوں نافیہ ہیں۔ اور ما تتلوا کا عطف ما تکون پر ہے اور ولا تعملون کا ان پر ہے یعنی نہیں تو کوئی کام کرتا۔ اور نہیں پڑھتا تو قرآن اللہ کی طرف سے اور نہیں تم کرتے ہو کوئی عمل مگر اس پر شاہد حاضر ہوتے ہیں پس معنی معلوم ہوگیا کہ ما تتلوا منہ من قرآن میں منہ کا مرجع اللہ ہے۔ اذ تفیضون فیہ معنی داخل ہوتے ہو اور فیہ کا مرجع عمل ہے یعنی ہم حاضر ہوتے جس وقت تم داخل ہوتے ہو اپنے کام میں حاصل یہ کہ ہر شے کو جانتے والا اللہ تعالیٰ ہے لہذا امور ممنوعہ سے باز آجاؤ قولہ وما یعزب معنی یہ کہ نہیں غائب ہوتے اللہ سے یہ تعمیم بعد تخصیص کیونکہ ماتکون فی شان میں تخصیص تھی ولا یحزنک قولہم ان العزۃ للہ جمیعا ھو السمیع العلیم الا ان للہ من فی السموت والارض ان دونوں آیتوں سے غرض شرک فی العلم کی نفی بھی ہے اور شرک فی التصرف کی بھی یعنی من فی السموت والارض کا مالک اللہ ہی ہے پس غیر اللہ کو کیوں پکارتے ہو۔ اور تمہارے پکارنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیدہ تمہارا یہ ہوگا کہ غیر اللہ سب کچھ جانتے اور سننے والے ہیں لہذا نفی شرک فی العلم کی گئی اور یہی علت ہے نفی شرک فی التصرف کیواسطے قالوا اتخذ اللہ ولدا سبحانہ ولد کا معنی حقیقی نہیں لیتے نصاری کہتے ہیں ولد جیسا پیارا ہے۔ یا متصرف ولد جیسا بنا دیا ہے۔ اور متصرف ہے اور سبحانہ میں تمام کی نفی کی گئی ہے واتل علیہم نبا نوح اس سے تخویف شروع ہوئی ہے یعنی دیکھو کہ انہوں نے نوح کے امر کی تعمیل نہ کی تو انکے ساتھ ہم نے کیا کیا تمہارے ساتھ بھی ایسا کیا جائے گا۔ قولہ وشرکاءکم یہ منصوب ہے بوجہ فعل مقدر کے ای واتوا شرکاءکم اور فاجمعوا امرکم سے مراد یہ ہے کہ اپنے کام کو پورا کرو قولہ ثم لا یکن امرکم علیکم غمۃ غم کا معنی پوشیدہ ہے حاصل تمام کا یہ ہے کہ تم اپنے معبود باطلہ کو بلاؤ میں تم کو برملا کہتا ہوں تاکہ تم کو خبر ہوجائے اور جو کچھ تم نے میرے ساتھ کرنا ہے بے شک کرلو اگر کچھ کرسکتے ہو اور تم بھی مجھکو برملا کہہ دو فکذبوہ پس ہمیشہ انہوں نے نوح علیہ السلام کی تکذیب کی ماضی ہمیشگی واسطے استمرار کے آتی ہے۔ یعنی اصرار کرتے رہے قولہ کذالک نطبع علی قلوب المعتدین یہ علت ہے فما کانوا لیؤمنوا بہ یعنی انہوں نے اپنے مکذب بہ کیساتھ ایمان نہ لایا۔ کیونکہ ان کے دلوں پر مہر ماری ہوئی

تھی قولہ وتکون لکم الکبریاء معنی کبریا، بڑائی ہے قولہ الا ذریۃ من قومہ یعنی چند نے آدمی قوم موسیٰ علیہ السلام سے اور من قومہ کا مرجع موسیٰ ہے قولہ فتنۃ للقوم الظالمین معنی فتنہ کا کلد کو ہے ہے قولہ ربنا اطمس علی اموالہم معنی طمس کا مسخ کر دینا یعنی صورت کا بدلا دینا قولہ سبیل الذین لا یعلمون یعنی جو کہ بے عقل اور سمجھ ہیں یعنی بے صبر نہ ہونا قولہ جاوزنا بنی اسرائیل یعنی پار کیا دریا سے فالیوم ننجیک ابدنک یعنی تیری نعش پانی کے اوپر لہروں میں چلائیں گے تاکہ علامت ہو پیچھے آنیوالوں کے لئے۔ اور ننجی ماخوذ نجوی سے بمعنی اونچی جگہ از شاہ ولی اللہ صاحب) قولہ فما اختلفوا لفظ بغیا محذوف ہے بقرینہ آیت سورۃ حم عشق وما تفرقوا الا من بعد ما جاءھم العلم بغیا یعنی انہوں نے اختلاف نہیں کیا مگر بعد علم آنے کے انہوں کو حقیقۃ کا قولہ فان کنت فی شک مما انزلنا الخ یعنی کتاب میں تو کچھ شک نہیں لیکن کفار عناد کی وجہ سے نہیں مانتے۔ قولہ فلولا کانت قریۃ امنت فنفعہا ایمانہا الا قوم یونس معنی یہ ہے کہ کیوں نہ اہل قریہ والے ایمان لائے تاکہ ایمان سے نفع اٹھاتے اور عذاب سے خلاصی پاتے قولہ ویجعل الرجس علی الذین لا یعقلون الرجس یعنی شرک قولہ وما تغنی الآیات معنی یہ ہے نہیں فائدہ دیتی ہیں آیات اور نذر مشرکوں کو۔ قولہ ثم ننجی رسلنا والذین امنوا التعقیب ذکری ہے یعنی پھر یہ بات ہے۔ کیونکہ ماقبل آیت سے تو تراخی فی الزمان نہیں ہے تاکہ معنی موضوع لہ ثم کا صادق آوے قولہ وامرت ان اکون سے وھو الغفور الرحیم تک خلاصہ سورۃ اور ثمرہ ہے یعنی جب سب کچھ کرنے والا بھی وہی ہوا اور سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہو تو اسی ہی کی عبادت کرو اور اسیکو پکارو پس ثمرہ شرک فی العبادہ کی نفی ہے فی حم المومن ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین قال صلعم عن دعائی ۔

سورۃ ہود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الر کتاب احکمت ایاتہ ثم فصلت من لدن حکیم خبیر خلاصہ اس سورت کا یہ ہے کہ اول اس سورۃ میں چار مسئلے ذکر کئے جائیں گے اور پھر چھ قصے بیان ہونگے۔ اگر قصہ ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام دونوں کو ایک قرار نہ دیا جاوے ورنہ پانچ ہونگے جو متعلق ہونگے انہیں مسائل کے ساتھ علی طریق اللف والنشر (بیان مسائل) مسئلہ اول الا تعبدوا الا للہ ثم توبوا الیہ تک اور یہی مدعا اصلی ہے یعنی خاص اس کی عبادت کرو اور اسی سے استغفار طلب کرو اور رجوع بھی اسی کی ذات کی طرف کرو یعنی غیر کی عبادت نہ کرو اور اسی طرح باقی امور بھی غیر کی طرف نسبت نہ کرو۔ اور درمیان اس مسئلہ کے انی لکم منہ نذیر وبشیر جملہ معترضہ لایا گیا واسطے بیان کرنے کے کہ مدعا اصلی تو عبادۃ اللہ کی ہے اور میں محض نذیر بشیر ہوں (مسئلہ ثانی) الا حین یستغشون ثیابہم سے لے کر کل فی کتاب مبین تک اور اس مسئلے میں دو امر ثابت کئے گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہی عالم ہے ہر چیز کا۔ یہ بیان الا حین یستغشون سے لے کر انہ علیم بذات الصدور تک مذکور ہے۔ اور دوسرا یہ کہ ہر شے کا مالک

دستصرف وہی ہے اور یہ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِی الْاَرْضِ سے لے کر کُلٌّ فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ تک بیان کیا گیا ہے۔ تیسرا مسئلہ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ سے لے کر عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ تک ہے اور اس مسئلے میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ تم تبلیغ کئے جاؤ اور مت ڈرو۔ اور مایوحی میں سے کچھ بھی نہ چھوڑو بلکہ ان کو صاف کہدو کہ تم کافر ہو اور اس میں کلمہ لعل کا واسطے اشفاق کے ہے۔ اور اصل لعل کا استعمال ترجی کے ہوتا ہے پس حاصل یہ ہوا کہ مرد ہو اور پورا حکم پہنچاؤ۔ چوتھا مسئلہ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ سے لے کر وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ تک ہے اس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کلام تو کوئی شک والی نہیں ہے بلکہ بالکل ظاہر تھی لیکن کفار جان بوجھ کے نہیں مانتے پس اس مسئلے میں مقصود بالذات ذکر کرنا لکن اکثر الناس لایؤمنون ہے۔ قصہ اول نوح علیہ السلام اور دوم ہود علیہ السلام اور سوم صالح علیہ السلام تینوں مرتبط ہیں بالذات اول مسئلے کیساتھ اگرچہ بالتبع مسئلے ثانی کا بھی ذکر آجائے گا اور پھر قصہ ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام دونوں مرتبط ہیں بالذات دوسری مسئلے کے ساتھ اور پھر اخیر میں قصہ شعیب علیہ السلام میں صرف تصریح مدعا کی گئی ہے اسی واسطے اس کو اخیر میں ذکر کیا گیا ہے اور اس میں مقصود بالذات اعادہ اصلی مدعا کا ہے یعنی اسی کو پکارو اور اس کی عبادت کرو اور اس مدعا کے واسطے مسئلہ ثانی علت ہے کیونکہ جب جاننے والا ہر چیز کا بھی وہی ہوا اور سب کچھ کرنے والا بھی وہی ہے۔ پس اسی کی عبادت کرنے چاہئے۔ اور پھر قصہ موسیٰ علیہ السلام رکوع آٹھویں سے شروع کیا ہے جو کہ مرتبط ہے تیسرے مسئلے کے ساتھ یعنی دیکھو کہ موسیٰ علیہ السلام نے تبلیغ الاحکام میں کتنے مصائب اٹھائے تم بھی تبلیغ میں تکلیف اٹھاؤ اور خوف مت کرو اور اس کے درمیان تبلایا گیا بعد تمام قصص کے کہ دیکھو کہ ہم نے ہلاک کیا تمام کو اور ان کے معبودوں نے ان کو نہ بچایا۔ فَمَا اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِیْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ الخ اس آیت سے بیان کیا گیا ہے اور اسی کی تائید سورۃ احقاف پ۲۶ میں مذکور ہے لَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً اور پھر رکوع نانویں میں بیان کیا گیا ہے کہ کافر عناد اور نبی کی وجہ سے نہیں مانتے بات تو ظاہر ہے لہذا یہ مرتبط ہے چوتھے مسئلے کیساتھ پس معنی فَاخْتُلِفَ فِیْهِ کا فاختلف فیہ بنیا فیہ ہوگا پھر آخر سورۃ میں لِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ سے لے کر وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ تک خلاصہ تمام سورۃ کا بیان کیا گیا ہے لیکن بطریق اللف والنشر الغیر مرتب سے ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ ترتیب تو یہی تھی کہ سب کچھ کرنے والا وہی ہے اور عالم لکل شیٔ بھی وہی ہے۔ پس اسی کی عبادت کرو اور سورۃ کے ابتداء میں پہلے یہ لایا گیا ہے کہ اسی کی عبادت کرو اور پیچھے اس کی علتیں یعنی سب کچھ جاننے والا اور سب کچھ کرنے والا محض وہی ہے دوسرے مسئلے میں لائی گئیں ہیں اور اس جگہ اس کا عکس کیا گیا ہے۔ اور غیر مرتب اس واسطے کہا گیا ہے کہ سورت کے ابتداء سے مخالف ہو ورنہ واقعہ کے مطابق ہے حاصل تمام سورت کا یہ ہے کہ دیکھو تمام انبیاء عاجز کر رہے ہیں۔ پھر یہ کیا معبودیت کے لایق ہیں پس اسکے شریک فی العبادۃ نہ بناؤ۔ قولہ کِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ خَبِیْرٍ الخ معنی حکمت کا دانش کی بھری ہوئی اور ثم حکمت میں تعقیب ذکری ہے کیونکہ حکمت آیاتہ فصلت سے کوئی متراخی نہیں ہے اور من لدن حکیم خبیر صفت ہے کتاب کی یعنی ایسی کتاب جو ثابت ہے حکیم خبیر سے قولہ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ بیان ہے قول کا جو ضمناً مفہوم ہوتا ہے فصلت سے یعنی کس قول کی یہ کتاب تفصیل کرتی ہے وہ یہ دعوی ہے اور دعوے کے درمیان انی

لکم منذیر و بشیر جملہ معترضہ بیان کیا گیا ہے واسطے بیان کرنے حال رسول صلعم کے کہ یہ سب دعوی من جانب اللہ ہے۔ اور میں محض بشیر ہوں مومنوں کے واسطے اور نذیر ہوں قولہ وان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ معنی یہ ہے استغفروا ربکم خاصۃً وتوبوا الی اللہ خاصۃً یعنی طلب مغفرت محض اللہ ہی سے کرو اور رجوع بھی اللہ ہی کی طرف کرو قولہ یمتعکم متاعا حسنا کا معنی بھی یہ ہوگا کہ خاص متاع دہندہ ہے کیونکہ کلام پاک کا قاعدہ ہے کہ پہلے جب کلام میں حصر کیجاتی ہے تو بعد اس کے سب کلام حصر ہوتی ہے پس الا تعبدوا الا اللہ میں حصر ہوا تو بعد اس کے سب میں حصر ہوگا ویؤت کل ذی فضل فضلہ فضلہ کی ضمیر کا مرجع ذی فضل ہے یعنی ہر صاحب فضل کو فضل اس کا۔ قولہ وان تولوا فانی اخاف علیکم عذاب یوم کبیر تولوا کے صیغہ میں اختلاف ہے مدارک والے نے کہا ہے کہ صیغہ مضارع کا ہے اور ایک تا محذوف کی گئی ہے اور خازن والے نے کہا ہے کہ تا حذف کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ صیغہ ماضی معلوم کا ہے لیکن اس وقت جزا شرط پر مرتب نہ ہوگی باعتبار معنی کے فعل محذوف کرنا پڑیگا معنی یہ ہوگا اگر اعراض کیا انہوں نے پس تم کہدو کہ میں خوف کرتا ہوں تم پر عذاب کبیر سے کیونکہ تم کو تمہارے معبود عذاب سے نہ بچا سکیں گے جیسا کہ فما اغنت عنہم الھتہم سے معلوم ہوتا ہے الا انہم یثنون صدورھم یعنی ٹیڑھے کرتے ہیں سینوں کو۔ قولہ لیستخفوا منہ اصل میں الیستخفوا ہے یعنی ہمزہ استفہام کا محذوف ہے اور ماقبل کی عات نہیں ہے کیونکہ ٹیڑھے ہونے سے ان کی غرض پوشیدہ ہوتا نہ تھا بلکہ مقصود ان کا باتیں پوشیدہ کرنی تھیں یہ علیحدہ استفہام ہے معنی ہے کہ آیا پوشیدہ ہوتے ہیں خدا سے استفہام واسطے تعجب کے کیا گیا ہے۔ الا حین یستغشون ثیابہم یعلم ما یسرون یہ کلام متعلق ہے الا تعبدوا الا اللہ کے ساتھ یعنی اس خاص وقت میں تمہاری ظاہرہ اور پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے اور علیم بذات الصدور ہے اسی کی عبادت کرو اور اسی سے طلب مغفرت کرو اور رجوع بھی خاص اسی کی طرف کرو۔ اور معنی الا علی اللہ رزقہا کا یہ کہ تمام کا رازق اللہ ہے اور یہ معنی نہیں کہ اس پر واجب ہی کیونکہ اللہ پر کوئی شئے واجب نہیں ہے تاکہ مذہب حکماء کا ثابت ہو۔ کل فی کتاب مبین یہ علیحدہ جملہ ہے ماقبل کے ساتھ متعلق نہیں تاکہ یہ لازم آئے کہ تمام باتیں اولا کتاب میں لکھی ہوئی ہیں جیسا کہ اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے۔ بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ تمہارے تمام اعمال لکھ رہے ہیں فرشتے۔ حاصل مقام کا یہ ہے کہ اہل سنت وجماعت قائل ہیں کہ سب کچھ پہلے لکھا ہوا ہے اور اسی کے مطابق دنیا میں امور ہو رہے ہیں۔ لہذا اس مذہب پر اعتراضات فریق معتزلہ کے آتے ہیں یعنی پس لازم آگیا کہ بندہ کو عذاب دینے کی وجہ کیا ہوئی گناہوں سے اور خود مختار بھی نہ رہا کیونکہ اوپر اس تقدیر کے خود مختار ہونے کا معنی نہیں معلوم ہوتا کہ کیا ہے اسی واسطے مسامرے والے اس کا جواب نہ دیا اور کہا کہ یہ نہایت سخت اشکال ہے اور تفسیر کبیر والے نے کہا کہ اس کے واسطے بہت حیلے کئے ہیں لیکن کوئی معتد بہ جواب نہ دیا جس سے تسلی اور یقین آجائے دوسرا یہ ہے کہ باری تعالی اس تقدیر پر مختار نہ رہا۔ کیونکہ اس تقدیر پر مرید ہونے کا معنی کیا ہے۔ بلکہ لازم آتا ہے کہ مختار نہ رہے جیسا کہ حکماء کہتے ہیں۔ اور معتزلہ کہتے ہیں کہ پہلے ذرہ ذرہ لکھا ہوا نہیں ہے بلکہ جو چاہا تھا لکھا تھا سب چیز موجود کا عالم ہے اور جس کا چیز کا ارادہ کرتا ہے اس کا بھی عالم ہے۔ اور جس چیز کا ابھی ارادہ بھی نہیں کیا اس کا عالم نہیں ہے کیونکہ اصل میں وہ شئے بھی نہیں ہے۔ اور انسان خود مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں۔ اور اللہ کو

پہلے اس سے کوئی علم بھی نہیں کہ کیا کرینگے بلکہ اسکو انکے کرنے کے بعد معلوم ہوگا۔ اور آیات قرآنیہ جیسا کہ دلیلھا الذین وغیرہ بھی بھی اور احادیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں مگر بعض مقام قرآن جو انکے مطابق نہیں بنتے ان کا معنی صحیح کرتے ہیں اور اہل سنت جماعت والے معنی علم کا ظہور لیتے ہیں بس جگہ مخالف آجائے قولہ وکان عرشہ علی الماء اور معنی کان کا ماضی والا نہیں ہو تاکہ یہ معنی ہو جائے کہ تھا عرش اللہ کا پانی پر تاکہ لازم آئے کہ اب کس پر ہے پہلے تو پانی پر تھا۔ بلکہ معنی یہ ہو کہ عرش اللہ کا فی الحال بھی پانی پر ہے کما یفہم من حدیث البخاری والمسلم فی باب الحث علی النفقۃ فی اثناء باب الزکوۃ اور یہ کنایہ ہے عدم احتیاج اللہ تعالیٰ کا یعنی اللہ تعالیٰ کسی طرف محتاج نہیں ہے کیونکہ عرش یا تو زمرد کا ہوتا ہے یا کسی دیگر اشیاء کا جو کہ صاحب ثقل ہوں۔ ان کا پانی پر ہونا نہیں ہو سکتا پس یہ کنایہ ہے عدم احتیاج سے قولہ ولئن قلت انکم مبعوثون من بعد الموت الخ شکوہ سے کفار کا کہ دیکھو کفار جواب میں کیسی بڑی بات کہتے ہیں الا سحر مبین معنی سحر کے تین ہیں ایک کذب دوسرا جادو۔ تیسرا باطل اور اس جگہ بقرینہ سیاق کے معنی کذب والا مناسب ہوتا ہے۔ یعنی یہ بات رسول اللہ والے کذب سے یہ تمام منقول ہے تفسیر ابن عباس سے۔ قولہ الی امۃ معدودۃ اس جگہ معنی امت معدودہ کا ظاہر موجب نہیں بن سکتا۔ لیکن جاننا چاہئے کہ معنی امت مدت ہے یعنی جماعت من الاوقات پس اب معنی امت کا یہ ہوگا من الاوقات ہوگا۔ مایحبسہ ما استفہامیہ سے یعنی کس چیز عذاب کو بند کیا ہے اس بات کو کفار کہتے ہیں لیؤس کفور معنی لیؤس کا ناامید ہے اور کفور کا معنی نہایت ناامید ہے یعنی کفار اپنی اصنام سے نہایت ناامید ہوتے ہیں جو قت رحمت دور ہو جائے اور ان سے رحمت دور کیجائے سمجھ لیتے ہیں کہ ان سے کچھ نہیں ہو سکتا فلعلک تارک الخ تیسرا مسئلہ ہے۔ یعنی تم اپنی پوری تبلیغ کرتے جاؤ وھم فیھا لا یبخسون معنی لا ینقصون کا لا یمنعون ہے یعنی من الرزاق تائیدہ فی سورۃ بنی اسرائیل پ۱۵ من کان یرید العاجلۃ عجلنا لہ فیھا ما نشاء الخ کر دما کان عطاء ربک محذورا یعنی جو دنیا میں رزق طلب کرے اور حیوۃ دنیا طلب کرے تو اس کو ہم دنیا میں جو کچھ چاہتے ہیں دیدیتے ہیں۔ اور رزق کو بند نہیں کرتے لیکن آخرت میں فی النار کرینگے۔ افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ ومن قبلہ کتاب موسی اماما ورحمۃ یہ چوتھا مسئلہ ہے۔ اور بینۃ سے مراد عقل ہے اور معنی تیلو کا لاحق ہوتا ہے اور شاہد سے مراد قرآن ہے اور منہ کی ضمیر کا مرجع اللہ ہے معنی یہ ہوگا۔ آیا جس شخص کو عقل دیا گیا ہے سمجھنے کے لئے اور لاحق عقل کے بعد قرآن بھی اللہ کی جانب سے اور پہلے اس کے کتاب توراۃ موسیٰ کی بھی اس کی مصدق آگئی ہو جو کہ پیشوا اور رحمت ہے دیکھنے آیا پھر بھی جائے شبہ کی رہتی ہے اس کے واسطے پس اماما ورحمۃ کے بعد لا یبقی لہ موضع شبھۃ محذوف ہوگا اور اس دعوی اور مسئلے میں ولکن اکثر الناس لا یؤمنون یعنی عمداً نہیں مانتے ویلقی یعرضون سے مراد قیامت کا دن ہے ویقول الاشھاد ھؤلاء الذین کذبوا مراد اشہاد سے جو کہ اس جگہ حاضر ہونگے یعنی ملائک یا رسول اور الذین کذبوا سے مراد کفار ہیں معنی یہ ہوگا جس وقت کفار پیش کئے جائیں گے رب کے سامنے اس وقت ملائک یا رسول کہیں گے کہ آیا یہ ہیں جو کہ تکذیب کرتے تھے رب کے اوپر الا لعنۃ اللہ علی الظالمین یہ ادخال آلہی ہے۔ اشہاد کی کلام نہیں ہے یعنی یہ علیحدہ قاعدہ باری تعالیٰ نے فرمایا ہے اخبتوا الی ربھم معنی یہ ہے کہ عاجزی کی ہے انہوں نے طرف رب اپنے کے۔ مثل الفریقین معنی یہ ہے۔ اے صفۃ الفریقین

ہے ھَلْ یَسْتَوِیَانِ مَثَلاً اور معنی مثلا کا صفت ہے یوم الیم اے یوم یولم فیہ بادی الرای متعلق ہے اتبعک اے اتبعک فی بادی الرای اے بلا تفکر یا فی الظاہر لا فی الحقیقۃ علیٰ بَیِّنَۃٍ اے بیان من ربی ما انا بطارد یعنی دور کرنے والا قوم تجھلون یعنی جاہلانہ کام کرتے ہیں ولا اقول لکم عندی خزائن اللہ۔ جواب ہے سوال کا کیونکہ کفار کہتے تھے لولا القی علیہ اسورۃ من ذھب (زخرف) ولا اعلم الغیب یہی جواب ہے سوال کا کہ ہم کو اخبار غیبیہ پر مطلع کرے اس کی تائید لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء اس جگہ معنی بالذات و بالعرض منا طقہ والا بھی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ معنی یہ ہوگا کہ میں عالم الغیب بالذات نہیں بلکہ بالعرض ہوں اچھا اگر بالعرض ہو تو بھی موجب استکثار من الخیر اور عدم مس من السوء ہو جاتا ہے ولا اقول لکم انی ملک یہ بھی جواب ہے سوال کا کہ کفار کہتے تھے یاکل مما تاکلون ویشرب مما تشربون (مومنون) ویمشی فی الاسواق (فرقان) فصبر خیر خواہی۔ ام یقولون افتراہ اے قلنا یا نوح اور یا رسول اللہ صلعم۔ اگر کلام نوح علیہ السلام کیواسطے ہوگی یا نبی علیہ السلام کے واسطے ووحینا یعنی تم پر وحی بھی آئے گا ویصنع الفلک اے کان یصنع۔ شعر

یحذونہا ویبقون الخیر بعد ان ولو کثیرا ذا اشتھر

وفار التنور کیونکہ یہ نشانی تھی کہ روٹی پکانے والے تنور میں سے پانی نکل آئے گا۔ من کل زوجین اثنین یعنی نر و مادہ اس جنس سے جو کہ ضروری ہوں الا من سبق علیہ القول اس جگہ نوح کا ولد صراحۃً ذکر نہ کیا گیا کہ طبیعت ان کی تنگ نہ ہو۔ مجریہا ومرسٰہا یعنی بند ہونا اس کا فی معزل کنارہ پر تھا۔ الا من رحم مستثنیٰ منقطع ہے ابلعی ماءک نگل جا پانی اپنے کو اقلعی بند کرے پانی اپنے کو غیض الماء کم کردہ شد ونادی نوح ربہ یہ کلام یا تو وقت غرق ہونے ولد اپنے کے کہی بقرینہ وحال بینہما الموج فکان من المغرقین یا مرنے کے بعد بطور افسوس کے کہی تھی ونادی یعنی عاجزی کے۔ تلک من انباء الغیب یہ جملہ معترضہ ہے واسطے صداقت رسول کے عن قولک اے بسبب قولک۔ فکیدونی جمیعا اے سب کچھ کرو میرا جو کچھ کر سکتے ہو ان ربی علیٰ صراط مستقیم یعنی ان دین ربی ہو صراط مستقیم اور ان ربی یحکم علیٰ صراط مستقیم الا ھو اخذ بناصیتہا یعنی سب شے اللہ کے قبضے میں ہے یعنی سب کا مالک وہی ہے تلک عاد یعنی یہ مواضع۔ قالوا سلاما اے سلمنا سلاما علیک۔ قال سلام اے علیکم نکرھم اے بیگانہ سمجھا انہوں کو اس نے انہ حمید مجید یعنی صفات جلالیہ والا ہے یعنی عذاب بھی دے سکتا ہے یہ مثل وھو الغفور الودود فعال لما یرید کے ہے لحلیم حوصلے والا اواہ رحم کنندہ منیب انابت کرنے والا یا ابراھیم اعرض اے قلنا سیی بہم غمناک ہوا بسبب ان کے وضاق بہم ذرعا تنگ ہوا از روئے سینہ کے بسبب ان کے اور... ذرع کا موضوع لہ بسط الید کو کہتے ہیں (صراح) لیکن اس جگہ کنایہ ہے سینہ سے ھٰؤلاء بناتی اے نساء قومی جیسا کہ قوم کا بڑا شخص کہتا ہے عرب میں یہ میریاں لڑکیاں ہیں رکن شدید قبیلہ محکم۔ الا امرأتک استثناء ہے فاسر باھلک سے من سجیل پکے ہوئے منضود پے در پے مسومۃ عند ربک نشاندار ہر ایک شخص کیواسطے ہوئے تھے بقیۃ اللہ خیر لکم یعنی سوداگری میں جو نفع کرے اصلوتک تامرک ان نترک ما یعبد

اٰبَاۗؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشَاۗءُ ان نفعل کا یا عطف ہے مَا یُعْبَدُ پر معنی یہ ہوگا آیا چھوڑیں ہم اس کو جو کرتے تھے مال میں زیادتی ونقصان یا عطف ہے ان نترک پر اور لَا محذوف ہے اے اَنْ لَّا نَفْعَلَ فِیْ اَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ رُشْدًا سے مراد نبوت ہے اَنْ اُخَالِفَكُمْ اے ما انہاکم۔ حاصل یہ ہے کہ میری غرض مخالفت تمہاری کی نہیں ہے اور معنی یہ نہیں کہ میں تم کو منع کروں اور میں خود کروں ظِهْرِيًّا پھینکا ہوا بَرْشِيْدٌ اے بعد هابِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ جگہ داخل ہونے کی جس میں دخول کیا جاتا ہے اُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی قیامت میں بھی لعنت ہوگی بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ مدد جس کے پیچھے دوسری مدد آئی ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْقُرٰى جملہ معترضہ صداقت رسول کے واسطے ہے فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الخ یہ کلام تمام قصص مذکورہ کے ساتھ لگتا ہے یعنی ہم نے مخالفین کو ہلاک کیا اور انکے معبودوں نے ان کو خلاصی نہ دی تائید اس کی مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ (یونس) وَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً (احقاف) غَيْرَ تَتْبِيْبٍ یعنی سوا خواری کے زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ یعنی گدھا کا پہلا آواز اور اخیری آواز مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَاۗءَ رَبُّكَ یعنی جو اللہ کی مرضی ہوگی وہ زیادہ بھی ملے گا۔ جیسا کہ لفلان علی الف الا الفین اے سوا الفین کے بعض نے کہا ہے کہ یہ زمین اور آسمان اس وقت نہ ہونگے غَيْرَ مَجْذُوْذٍ اے غیر مقطوع فَاخْتُلِفَ یعنی عناد کی وجہ سے حق کو جان کر مخالف ہوئے ہیں مریب بڑا شک وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ اس کی دو ترکیبیں ہیں ایک تو یہ کہ اسم ان کا کلا ہے اور لمّا کی شرط لَيُبْعَثَنَّ محذوف ہے اور لیوفینہم جزا ہے اور مجموعہ شرط وجزا خبر ہوگی انّ کی معنی یہ ہوگا تحقیق ہر ایک کو اللہ تعالیٰ اٹھائے گا اٹھا کر پوری جزا دے گا اور دوسری ترکیب یہ ہے کہ کلا اسم ہوگا۔ اور لیوفینہم ربک اعمالہم شرط ہوگی اور انہ بما تعملون خبیر جزا ہوگی اور مجموعہ شرط وجزا خبر ہوگی ان کی۔ اگر کہا جاوے کہ شرط پر لام نہیں آتا جواب یہ کہ لام زائدہ ہوگا جیسا کہ یَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ ا معنی یہ ہوگا کہ تحقیق ہر ایک کو کہ جس وقت ان کو جزا دے گا اس وقت خبردار ہوگا ان کے اعمال سے وَمَنْ تَابَ مَعَكَ معطوف ہے فاستقم کی ضمیر پر وَلَا تَرْكَنُوْٓا اے میلان نکرو زُلَفًا اے قطعا من اللیل۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ سیات سے مراد گناہ نہیں ہیں کہ تاویلیں نہ کرنی پڑیں۔ بلکہ مراد سختیاں ہیں۔ اُولُوْا بَقِيَّةٍ صاحب عقل کے فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ متعلق ہے فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمْ کے مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ نعمت دیئے گئے وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ اے لذالک الاختلاف او للابتلاء اور مقصود بالذات ابتلا ہے۔

نوٹ:۔ سورۃ کے ابتدا میں خلاصہ تفصیلا نکالا گیا ہے اور معانی مشکلہ تمام ذکر کئے گئے تاکہ ان سے تمام ربط وحاصل معلوم ہو جائے ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ یوسف مکیہ

اس سورت کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ سورۃ ہود میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ دیکھو سب انبیاء عاجز ہیں اور وہ عالم الغیب نہیں ہیں اس میں ترقی کرکے ایک رسول کامل کا حال بتلایا گیا کہ دیکھو باوجود اولوالعزم ہونے کے بہت مدت تک یعنی ۴۰ چالیس سال یا ۴۰ سال اپنے والد کا حال معلوم نہ کرسکا اور کچھ بھی نہ کرسکا اس واسطے اس کو احسن القصص سے تعبیر کیا گیا یعنی اس میں ایک نبی کا حال بتلایا گیا اگرچہ حال انبیاء کا سورت ہود میں بھی بیان ہوچکا تھا کہ انبیاء عالم الغیب نہیں ہے۔ پس اس تقریر سے معلوم ہوگیا کہ اس جگہ یہ قصہ بیان کرنا محض مقصود قصہ نہیں ہے اسی طرح باقی جگہ جہاں قصہ بیان کیا جاتا ہے تمثیل یا ڈرانا مقصود ہوتا ہے۔ **شعر**

فریاد حافظ ایں ہمہ آخر بہرزہ نیست ہم قصہ غریب و حدیث عجیب ہست

حاصل سورۃ ۔ پہلے یہ جاننا چاہئے کہ اس میں چار دعوے بیان کرنے مقصود ہیں دو عظیم اور دو صغیر۔ دو عظیم دعوی۔ وہ جو سورۃ ہود کے آخر میں لِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَیْہِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ کلہ سے ذکر کئے گئے وہ یہ ہیں سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے ۲ اور اصل میں دعوے ثانی علۃ ہے پہلے کیواسطے کیونکہ جب سب کچھ کرنے والا وہی ہے تو سب کچھ جاننے والا وہی ہوگا اور یہ دونوں دعوے سورۃ ہود میں برعکس ترتیب خود ذکر کئے گئے تھے اور اس میں متمماً ثابت ہونگے اور اس سورت میں ان دونوں دعووں کو ثابت کرنا ہے اور اس سورت میں یہ دونو دعوے ابتدا میں ثابت کئے جائیں گے۔ اور دو صغیرہ اس سورت کے آخر میں ذکر کئے گئے ہیں (۱) اول یعنی تیرا دعوی نبوت من انباء الغیب سے لے کر اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ تک ہے یعنی تو صادق رسول ہے کیونکہ ان اخبار کی تجھکو کیا خبر تھی۔ اور انکو تیرا ہاتھ اور بالکل صادق خبریں ہیں مطابق واقعہ کے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنے آپ سے نہیں کہہ رہا بلکہ وحی من جانب اللہ سے کہہ رہا ہے اور چوتھا دعوی وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِّنْ اَھْلِ الْقُرٰی وحتی اذا استیئس الرسل سے لے کر عن القوم المجرمین تک ہے یعنی مصائب پہنچتے رہتے ہیں صبر کرنا چاہئے اسی طرح انبیاء سابقہ کے ساتھ بھی ہوتا رہا ہے اور وہ صبر کرتے رہے پس ان چار مدعا کی علامتیں اسی طرح پر ہونگی۔

مقصد	عظیم		صغیر	
	بڑی	بڑی	چھوٹی	چھوٹی

پہلے الر تلک اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ سے لے کر وَاِنْ کُنْتَ مِنْ قَبْلِہٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ تک تو تمہید بیان کیا گیا واسطے ذکر کرنے قصہ کے اور اس تمہید میں تلک اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ سے لے کر لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ تک تو ترغیب دلائی گئی کہ جو آگے مضمون آرہا ہے معمولی بات نہیں ہے بلکہ دلیل عقلی ہے۔ مدعا کے ثابت کرنے کے واسطے اور عجب بیان سے پھر نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ سے لے کر وَاِنْ کُنْتَ مِنْ قَبْلِہٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ تک صداقت رسول علیہ السلام کی جو کہ بیان کنندہ ہے بیان کی گئی ہے کہ یہ قصہ تو اپنے نفس سے نہیں کہتا ہے بلکہ بِمَآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ سے ہے اور یہ اس کی دلیل وَاِنْ کُنْتَ مِنْ قَبْلِہٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ سے بیان کی یعنی وجہ یہ ہے کہ تجھ کو ان اخبار کے پہلے خبر نہ تھی معلوم ہوا کہ وحی من جانب

۲ اور تصرف میں سب کچھ کرنے والا بھی وہی ہے

اللہ ہے۔ اور پھر تمام قصہ بیان کیا گیا۔ اور پہلے قصہ بیان کرنے کے لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ جملہ معترضہ سے آگاہی کی کہ اس قصے میں بہت سے آیات ہیں۔ اوّل تو یہ ہے کہ جس طرح یوسف کو بھائیوں نے نکالا چیرہ ان پر غالب ہو گیا اسی طرح تم بھی اے کفار مکہ رسول اللہ صلعم کو نکالو گے لیکن آخر کار وہ تم پر غالب آئے گا۔ یہ معنی شاہ عبدالقادر نے کیا ہے یعنی یوسف کا حال سنکر اپنا حال اسی پر قیاس کریں کہ ہمارے ساتھ بھی ویسا ہوگا۔ علم غیب کا ثبوت اور صداقت رسول کا ثبوت اس قصے سے یہی آیات ہیں لعل الحق لا یتجاوز عنہ۔ اور دوسرا اصلی دونوں مدعا کا ثبوت ہے اگر یعقوب علیہ السلام اتنے ہی کامل اگر عالم الغیب ہوتے تو اپنے ولد کا حال بتدارے جان لیتے۔ اور اولاد ان کے بھائیوں کے حوالے نہ کرتے یا درمیان میں یا آخر میں کچھ جان لیتے اتنی مدت نہ روتے رہتے۔ یا کہ یہ رونا محض دھوکہ تھا نعوذ باللہ۔ آجکل وہابی مشرک افتراء علی اللہ یہ کہتے ہیں کہ انبیاء و صلحاء تمام کچھ جانتے ہیں۔ محض عناداً قرآن شریف کا خلاف کر کے صدوا عن سبیل اللہ کے حکم میں داخل ہوتے ہیں۔ اور اللہ و رسول کے خلاف میں ذرا و شرم بھی نہیں آتی آیا انبیاء علیہم السلام ایسے باتیں کرتے ہیں جو کہ موجب طعن ہوں۔ پس معلوم ہوا کہ عالم الغیب تو نہیں تھے اگر متصرف ہوتے تو اپنے ولد کو کوئیں سے نکال لیتے یا سوداگروں سے واپس لیتے غرض یہ ہے کہ ہر ایک رکوع میں نفی علم الغیب و نفی فی التصرف حضرت یعقوب کے واسطے نکل رہی ہے۔ اور اسی طرح قصے کے اوّل آخر اور درمیان اولاد کے سوال و جواب وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاد کا اعتقاد یہ تھا کہ ہمارا والد عالم الغیب نہیں ہے پس جب دونوں مدعا ثابت ہو گئے تو دونوں کا ثمرہ سورۃ ہود کے آخر میں فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ سے ذکر کیا گیا اور اس میں بھی ضمناً بتلایا گیا کہ دیکھو یوسف علیہ السلام قید خانے میں بھی اس کے ساتھ وعظ کرتا رہا کما حکی۔ إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ سے لے کر وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ تک ذکر کیا گیا جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کرنی چاہئے اور اس کا کوئی شریک نہ بنانا چاہئے۔ اور علتیں اسکی وہ دونوں مدعی تھے یعنی کیونکہ سب کچھ کرنیوالا اور سب کچھ جاننے والا وہی ہے۔ دوسرا کوئی نہیں ہے پس حاصل یہ ہوا قصے کا کہ دونوں مدعا کو تفصیل سے ثابت کیا گیا کہ دیکھو اس مسئلہ پر یوسف علیہ السلام زور دیتے رہے اور وعظ و نصیحت کرتے رہے اور پھر ذٰلِكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ سے تیرا دعویٰ ذکر کیا گیا اور اس دعوی کی تمہید میں بھی نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ سے لے کر وَإِن كُنتَ مِن قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ سے ذکر کیا گیا اور پھر وَكَأَيِّن مِّنْ آيَةٍ سے لے کر أَكْثَرُهُم مُّشْرِكُونَ تک شکوہ کیا گیا کہ بہت سی آیات توحید یہ ہیں زمین اور آسمان میں جو انکو دیکھتے سنتے ہیں لیکن پھر بھی اعراض کرتے ہیں۔ اور أَفَأَمِنُوا أَن تَأْتِيَهُمْ سے لے کر وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ تک تخویف ہے۔ اور پھر هَٰذِهِ سَبِيلِي سے لے کر وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ تک توحید بیان کی گئی اور وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي سے لے کر انکے شبہے کا جواب دیا گیا وہ کہتے تھے کہ رسول آدمی کیوں ہے۔ کہا گیا کہ اگلے جتنے رسول گذرے ہیں سب آدمی تھے اور یہی دعوی رابع ہے اور درمیان میں أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ سے لے کر أَفَلَا تَعْقِلُونَ تک تخویف بیان کر کے حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ متصل وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ کے کلام لائی گئی۔ حاصل یہ ہے کہ سختیاں آئیں گی صبر کرنا۔ اور مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ سے اعادہ تمہید کا کیا گیا اور تیرے دعوی کا

ذکر کہ تو رسول سچا ہے اور باتیں بھی افترا کی ہوئی نہیں۔ سورت کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ پہلے ابتدا میں توطیہ تمہید میں ترغیب ذکر کی گئی ہے اور تیسرے دعوی کے متعلق بیان کیا پھر قصے کے دہ دعوے عظیم کو مکمل طور پر ثابت کر کے ثمرہ اس کا بیان کیا گیا کہ اسی کی عبادت کرو اور شریک نہ بناؤ اور قصے کے آخر میں تیسرا دعوی اور چوتھا دعوی ذکر کیا ہر ایک کے بعد تخویف دی گئی پھر آخر میں اعادہ توطیہ تمہید کر کے تیسرے دعوے کا ذکر کیا گیا۔ حاصل یہ نکلا کہ ابتدا و انتہا سورت ایک ہی مضمون ہے اور درمیان میں تیسرے دعوے کی اور درمیان میں دو دعوے عظیم کا ثبوت قصے میں اور ان کا ثمرہ بیان کیا گیا اور چوتھا دعوی آخر میں ذکر کیا گیا یہ تمام خلاصہ ہے۔ **تحقیق لفظی** تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ کتاب سے مراد یا تو تمام قرآن ہے اور یا سورۃ مراد ہے جیسا کہ صحفا مطہرۃ فیہا کتب قیمۃ (البینہ پ) اور یہ قاعدہ کلیہ ہے قرآن کا اگر کتاب کی صفت مبین لائی جائے تو دلائل نقلیہ بیان کئے ہیں۔ اور اگر حکیم لائی جائے تو دلائل عقلیہ بیان ہوتے ہیں اور اس سورت میں بھی نقل ایک نبی کامل کی لائی گئی ہے لہذا کتاب کی صفت مبین لائی اذ قال یوسف لابیہ (تحقیق اذ) نحو کا قانون ہے کہ اذ کے واسطے ایک جملہ مضاف الیہ ہوتا ہے۔ اب اس جگہ نزاع واقعہ ہو گیا کیونکہ مضاف الیہ اذ متعلق اس کے معلوم نہیں ہوتے بعضوں نے کہا ہے کہ یہ اذ زائدہ ہے اور متعلق کا نہیں ہے جیسا کہ واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا میں اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس جگہ اذ مفعول فیہ قال یوسف کا ہے اور مضاف الیہ کوئی نہیں لیکن یہ قانون نحو کے مخالف ہے کیونکہ اگر مضاف الیہ محذوف ہوتا تو تنوین یا بنا علی الضم یا تکرار مضاف کا ہونا تھا یعنی یہ ہوگا کہ کہا یوسف نے باپ کو ایک وقت اور بعضوں نے کہا ہے کہ اذکر متعلق محذوف ہے۔ لیکن اس پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اذ لازم الظرفیۃ ہے اور بمعنی ظرف والا تنوین نہیں سکتا ہے اور اگر مفعول بہ والا معنی کریں یعنی یاد کرو وقت کہنے یوسف کے باپ کو لیکن پھر بھی اعتراض ہوتا ہے کہ پہلے رسول اللہ صلعم کو اس قصے کی کیا خبر تھی لہذا اذکر کہنا صحیح نہ ہوا۔ اور تفسیر عباسی والے نے کہا ہے کہ اذ بمعنی قد ہے اسے قد قال یوسف لابیہ اس وقت معنی تو بے شک صحیح بنجاتا ہے حضرت صاحب نے یہ فرمایا کہ اذ مضاف قال یوسف لابیہ مضاف الیہ متعلق ہے قال یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ کے یعنی جس وقت کہا یوسف نے باپ کو اس وقت کہا باپ نے بیٹے۔ لہذا اب اذکر محذوف کی ضرورت نہ ہوئی اور معنی بھی صحیح ہو گیا جیسا کہ سورت مائدہ کے آخر میں کہا گیا اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ میں اذ متعلق ہے قال سبحانک مایکون کے ساتھ اور اسی طرح اس سورت میں اس کے بعد اذ قالوا لیوسف واخوہ متعلق ہے قال قائل منہم (شاہ ولی اللہ صاحب) یعنی جس وقت کہا انہوں نے کہ یوسف اور بھائی اس کا بہت پیارے ہیں طرف باپ کے تو کہا ایک کہنے والے نے کہ قتل کرو۔ اور مولوی شمس الدین نے کہا ہے کہ متعلق ہے قال انی لیحزننی ان تذہبوا کے لیکن ظاہر تو متعلق قالوا یا ابانا مالک ہے قال انی لیحزننی ان تذہبوا۔ لہذا شاہ ولی اللہ صاحب کا قول اچھا ہے اور اس جگہ پر مولوی شمس الدین نے کہا لیکن باوجود اس کے پھر بھی لفظ اذکر محذوف کرنا پڑے گا یعنی یہ ہوگا فکر کرو۔ اس بات میں جب یوسف نے اپنے باپ سے یوں کہا تو باپ نے یوں کہا اور محذوف اس لئے کرتے ہیں کہ یہاں مقصود قصہ بیان کرنا نہیں بلکہ تذکیر اور تصیحت ہے لیکن معنی اذکر کا یاد کرو نہ کرینگے تاکہ اعتراض نہ آئے کہ یاد کرو اس جگہ کہتے ہیں کہ مخاطب کو پہلے وہ قصہ معلوم ہو۔ بلکہ یہ معنی

کریں گے کہ ذکر کرو۔ اور نصیحت پکڑو کہ جب یوسف نے اپنے باپ سے یوں کہا تو باپ نے لَا تَقْصُصْ الخ کہا اگر غیب دان ہوتا اور اسے یہ معلوم ہوتا کہ آخر کار یوسف کے بھائیوں نے یہ معاملہ کرنا ہے تو یہ بات کیوں کہتا لَا تَقْصُصْ رُءْیَاکَ عَلٰی اِخْوَتِکَ علی کا معنی بلند کا ہے یعنی بھائیوں کے آگے نہ بیان کرنا۔ کَذٰلِکَ یَجْتَبِیْکَ یعنی جس طرح تم کو خواب دکھایا ہے اللہ تعالیٰ اسی طرح کر دے گا۔ وَیُعَلِّمُکَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ اسے بعض تاویل الاحادیث یا الوحی لَقَدْ کَانَ فِیْ یُوْسُفَ وَاِخْوَتِہٖ اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ جملہ معترضہ ہے اس سے مراد یا تو یہود ہیں یا مکے والے بوجہ تبلانے یہود کے انکو اس وقت اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ کا حاصل یہ ہوگا کہ یوسف والا قصہ تمہارے ساتھ ہوگا یعنی جس طرح یوسف کو بھائیوں نے نکالا تھا اور آخر کار وہ غالب ہوا اسی طرح اے سائلین یعنی کفار مکہ تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالو گے آخر کار وہ تم پر غالب ہوگا۔ نقل ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کچھ بتاؤ کہ محمد صلعم سے پوچھیں بطور آزمائش کے۔ کہا کہ پوچھو کہ ابراہیم کا وطن تو شام ہے۔ اس کی اولاد بنی اسرائیل مصر میں کیونکر آئی کہ موسیٰ کو فرعون سے قضیہ ہوا یہ سورت اتری فرمایا کہ پوچھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں یعنی قریش کو انہوں نے ایک بھائی کا حسد کیا اور اطاعت نہ کی آخر اللہ تعالیٰ نے انکو اس کی طرف محتاج کیا اور یہود بھی حیلہ کرکے خراب ہوئے اور قریش نے بھائی کو وطن سے نکالا وہیں اس کا عروج ہوا۔ یہ شاہ عبدالقادر صاحب کی تقریر ہے۔ لیکن یہ مناسب نہیں ہے کیونکہ سورت پہلے ہو اور اٰیٰت بعد میں ہوں یہ صحیح نہیں۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ صداقت رسول اور ثبوت دعوی عظیم کے واسطے اٰیٰت ہیں کہ اس قصے پر دلائل ہیں اس پر کہ غیب دان اور متصرف سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں ہے اِذْ قَالُوْا لَیُوْسُفُ وَاَخُوْہُ اس میں ادراج ہے کیونکہ ظاہر معنی تو یہ ہے کہ جس وقت کہا انہوں نے کہ یوسف اور بھائی اس کا پیارا ہے طرف باپ کے تو ایک قائل نے کہا کہ قتل نہ کرو تو اس سے معلوم ہو گیا کہ پہلے انہوں نے صلاح کی ہوگی کہ بعض نے کہا ہوگا کہ قتل کرو۔ یہ ادراج قرآن میں کثرت مواضع پر ہوتا رہتا ہے یَخْلُ لَکُمْ وَجْہُ اَبِیْکُمْ یعنی خاص تمہاری طرف توجہ ہو جائے گی۔ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ یعنی کنویں کے عمق میں یَلْتَقِطْہُ بَعْضُ السَّیَّارَۃِ یعنی بعض مسافر لَا تَمَنَّیَا یعنی ابین نہیں جاتا تو ہم کو یہ زعم کہا ہوگا اَجْمَعُوْا یعنی صلاح کی انہوں نے فَلَمَّا ذَہَبُوْا بِہٖ کی جزا بعد الجب کے فعلوا ما فعلوا محذوف ہے اَوْحَیْنَآ اِلَیْہِ اے الی یوسف ذَہَبْنَا نَسْتَبِقُ دوڑتے تھے ایک دوسرے کے آگے وَجَآءُوْ اَبَاہُمْ عِشَآءً یَّبْکُوْنَ بدم مین بار تندیہ کی ہے اور کذب مبنی مکذوب فیہ کے یا ذو کذب کے ہے وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ اے علی احتمال ما تصفون یعنی جو بات تم بیان کرتے ہو اس کا غم اور اندیشہ برداشت کرنے پر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہوں وَارَدُوْا پانی لانے والا اَدْلٰی دَلْوَہٗ یعنی لٹکایا ڈول کو یا بشریٰ اصل میں یا لبشریٰ تھا لیکن لام کبھی گرا دیتے ہیں اور معنی واہ خوشی یا خوشی ہے۔ وَاَسَرُّوْہُ بِضَاعَۃً چھپا رکھا انہوں نے حال ہونے انکے کہ کرنیوالے تھے اَسْبَاطٍ مِنَ الْاَعْرَابِیْنَ اے بے نسبتی کیونکہ ان کو خوف تھا کہ مالک اس کا ہم سے لے نہ جائے وَشَرَوْہُ اے باعوہ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاہِمَ یعنی تھوڑے کَذٰلِکَ مَکَّنَّا یعنی عزت دی لِنُعَلِّمَہٗ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ اصل میں اروٹا لنکرمہ ولنعلمہ من تاویل الاحادیث۔ ای تعبیر الرویا بالوحی وعلما اے نبوت وَرَاوَدَتْہُ الَّتِیْ ہُوَ فِیْ بَیْتِہَا عَنْ نَّفْسِہٖ۔ حاصل معنی یہ ہے کہ مانگا اس نے نفس اس کا در اسحال پھسلانے والے تھے غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ دروازے

بند کئے اس نے یہ ثابت نہیں ہوتا قرآن سے کہ دروازوں کو تالا بھی لگایا گیا۔ قالت ھیت لک میں تجھ کو کہتی ہوں۔ قال معاذ اللہ اے اعوذ باللہ معاذاً ولقد ھمت بہ ھمت بہا لولا ان رأ برھان ربہ پہلی جگہ لقد لایا گیا اور دوسری جگہ نہیں لایا گیا معنی یہ ہوگا کہ وہ تو نیت کر چکی تھی اور [illegible] کی نہ کھتا یعنی اللہ تعالیٰ نے انکو ربما القلب کر لیا جیسا کہ [illegible] طنا علی قدیم سے معلوم ہوتا ہے واستبقا الباب وقدت اے دوڑے دونو اور پہاڑ لیا الا ان یسجن اے سوا ان یسجن شھد شاھد لڑکا نہیں تھا بلکہ عاقل تھا۔ (انا ان) کید یعنی حیلہ قد شغفھا حبا داخل ہو گیا غلاف سبب کے ضلال مبین اے بے عقلی ظاہر واعتدت لھن تیار کیا اس نے انکے واسطے جائے تکیہ واتت کل واحدۃ منھن سکینا واسطے قطع کرنے میوے اکبرنہ عظیم سمجھا انہوں نے الا ملک کریم یعنی عفت میں کہ باوجود جوان ہونے کے نہ خیال کیا طرف عورت کے اصب الیھن جزار ہے واسطے شرط محذوف کے ثم بدا لھم دل میں آیا انکے یہ بیان ہے فصرف عنہ کید ہن کا لیسجننہ حتی حین تاکہ لوگوں میں بدنامی دور ہو جائے ترزقینہ اے فی الوقت تبا تکما بتاویلہ اے بتعبیرہ۔ یہ یوسف کا معجزہ تھا اللہ تعالےٰ اس کو بتلا دیتا تھا۔ جیسا کہ ذلکما مما علمنی ربی سے معلوم ہوتا ہے۔ ذالک من فضل اللہ اے عدم الشرک منا من فضل اللہ علینا اسماء سمیتموھا مگر نام ہیں یا صاحب نام کے ہیں جو کہ تم نے اپنے نفس سے اختراع کئے ہوئے ہیں امر ان لا تعبدوا الا ایاہ یہ علیحدہ فائدہ ہے اور لوگوں کو اسکے ساتھ امر کیا یوسف علیہ السلام نے ما انزل اللہ بھا من سلطان نہیں نازل کی اللہ نے واسطے موجود ہونے انکے کوئی دلیل یعنی ان میں آثار متصرف ہونیکے نہیں ہیں ان الحکم الا للہ۔ یا صاحبی السجن اس جگہ سے جواب خواب کا دیا گیا ہے۔ اور پہلا توحید کا وعظ انکو کیا یوسف نے قضی الامر پکی بات ہے قال الذی ظن اے علم کیونکر وحی تھی نجات دہندہ یا ان وسبع سنبلات خضر واخر یابسات اس میں اشارہ کیا گیا کہ دانوں کو پہلے جمع کرو سنبلات میں سات سال تک پھر وہ کام آئیں گے اس کے بعد سات سالوں میں۔ اضغاث احلام پراگندہ خیال یوسف ایھا الصدیق اس جگہ بھی ادراج ہے یعنی پھر اس کو انہوں نے بھیجا اور وہ گیا۔ اس نے کہا یوسف ایھا الصدیق لیکن تمام کو محذوف کر کے کہا القصہ یوسف ایھا الصدیق سبع سنبل دابا بطریق العادت۔ یغاث الناس وفیہ یعصرون یعنی مطر وستادہ شود۔ ماخطبکن کیا حال ہے ان کا کہ میں حق پر ہوں وہ کیا کہتی ہیں اور انکی سعی کارگر ہوئی یا نہیں۔ اور ھل وجدتن میلا الی نفسکن محذوف ہے حصحص الحق ظاہر ہو گیا حق ذالک لیعلم اے قال یوسف ذالک لیعلم العزیز۔ انی لم اخنہ بالغیب اے انی لم اخن العزیز وان اللہ لا یھدی کید الخائنین یعنی خائنین کو دین میں کامیاب نہیں کرتا۔ وما ابرئ نفسی نہیں اچھا کہتا نفس اپنے کو الا ما رحم ربی ما مصدریہ ہے مگر جس پر رحم کرے میرا رب ائتونی بہ میرے پاس لاؤ اجرالاخرت خیر للذین امنوا وکانوا یتقون جملہ معترضہ ہے جھزھم بجھا زھم تیار بنا دیا ان کو اسباب ان کا۔ ھذہ بضاعتنا ردت الینا ونمیر اھلنا اور سنی نمیر کا طعام لے آئیں گے۔ کیل یسیر آسان لا تدخلوا من باب واحد تاکہ تم کو نظر بد لگ جاوے۔ یہ ایک فقط ایک حیلہ تھا اس سے معلوم ہوا کہ حیلہ واسطے دفع ضرر کے موافق شرع جائز ہے ما اغنی عنکم من اللہ من شئی یعنی میں کوئی دور نہیں کر سکتا کسی چیز کو

محض حیلہ کرتا ہوں مِنْ حَیْثُ اَمْرِھِمْ ابوھم یعنی اس طریقے کے ساتھ داخل ہوئے جس طرح باپ نے کہا تھا۔ اور لمّا دخلوا کی جزا وقع علیہم ما تقضی اسہ محذوف ہے اور اس کا بیان ہے مَا کَانَ یُغْنِیْ عَنْھُمْ مِنَ اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ - اِلَّا حَاجَۃً فِیْ نَفْسِ یَعْقُوْبَ قَضٰھَا مستثنیٰ منقطع ہے الا بمعنی لاکن ہے۔ اور فعل اظہر محذوف ہے اور قضٰھا اس کی تفسیر ہے فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ یہ وجہ ہے یوسف علیہ السلام کے چاہ کرنے کی۔ حاصل یہ کہ مَا کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ مراد ظلم بھائیوں کا ہے جیسا یوسف علیہ السلام کے ساتھ انہوں نے کیا تھا لہٰذا اس واسطے یوسف علیہ السلام نے اکبی اپنے بھائی کے واسطے ان سے حیلہ کیا جَعَلَ السِّقَایَۃَ السقایۃ ایک پانے کا برتن تھا اور اس کے ساتھ کیل بھی کرتے تھے اَیَّتُھَا الْعِیْرُ اے قافلے والے لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ تم کو معلوم ہے کہ ہم مفسد نہیں ہیں۔ کَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ یعنی ہماری بادشاہی میں قانون اسی طرح ہے کِدْنَا لِیُوْسُفَ اَکْمَلْ سکھائی یوسف کو اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ مستثنیٰ منقطع ہے اِلَّا مَنْ وَجَدْنَا اسے سوی من وجدنا۔ خَلَصُوْا نَجِیًّا علیحدہ بیٹھے درآنحال صلاح کرنے والے تھے حَتّٰی یَاْذَنَ لِیْ اَبِیْ یعنی باپ کہ بھیجے۔ مَا شَھِدْنَا اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا کُنَّا لِلْغَیْبِ حٰفِظِیْنَ یعنی جو کچھ کہ ہم نے دیکھا ہے واقع کی خبر ہم کو نہیں خدا جانتا ہے یٰاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ ہائے افسوس۔ تَفْتَؤُا تذکر اے تفتؤ تذکر یوسف یعنی ہمیشہ یاد کرتا رہا یوسف کو۔ حَتّٰی تَکُوْنَ حَرَضًا اسے بیکار۔ قَالَ اِنَّمَا اَشْکُوْا بَثِّیْ ظاہر کرتا ہوں غم اپنا طرف اللہ کے فَتَحَسَّسُوْا تفتیش کرو مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ مہربانی الہٰی سے بیضاۃ مزجاۃ دفع کی ہوئی مشتق ہے ازجی یزجی ازباب افعال یا تزجیہ ازباب تفعیل وتصدق علینا یعنی اللہ واسطے دے دے قَالُوْٓا ءَاِنَّکَ لَاَنْتَ یُوْسُفُ یعنی کیا تو یوسف ہے اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ اے الہام یا وحی (اخبار) لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ اگر بے عقل نہ کہو اور لولا کی جزا تلمون محذوف ہے لَفِیْ ضَلٰلِکَ الْقَدِیْمِ یعنی پہلی غلطی قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ اِنِّیْ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اس زمانے والے مشرکوں نے کہا ہے عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ میں کہ فاعل فیض لفیض عام ہو۔ اور مفعول ذوی استعداد کامل ہو۔ اور ما بھی خود عام ہے لہٰذا کل غیب مراد ہونگے اور باقی جگہ نہ لیں گے کیونکہ باقی جگہ یہ شروط نہیں۔ اب اس جملہ فاعل بھی اللہ ہے اور مفعول بھی یعقوب ذی استعداد ہے اور ما بھی عام ہے کیا عام مراد لیں گے حالانکہ پہلے اس کو اپنے بیٹے کی خبر بھی نہ تھی لیکن یہ مہر جبریت جس پر لگ جائے وہ کہہ سکتا ہے کہ یعقوب علیہ السلام والی استعداد رسول صلعم کی طرح نہیں ہے وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ پہلے یوسف استقبال کیواسطے شہر سے باہر گیا تھا اور یہ جملہ کہا تھا۔ وَخَرُّوْا لَہٗ سُجَّدًا سجدہ تعظیم پہلے جائز تھا اور سجدہ عبادت تو کسی دین میں جائز نہ تھا۔ فارق درمیان دونوں کے نیت انسان ہے کذا فی الفتاوی العزیزیہ اس کی تفصیل سورۃ فاتحہ میں کی گئی ہے بَعْدَ اَنْ نَّزَغَ الشَّیْطٰنُ فساد ڈالا شیطان نے اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ لطیف کے بعد فعال محذوف ہے یعنی مہربان بھی ہے لیکن ساتھ ہی فعال بھی ہے۔ عَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ اے بالوحی۔ اَجْمَعُوْٓا جس وقت مشورہ کیا تھا انہوں نے اَدْعُوْٓا ھُمْ مشرکوں کو مرخواہ مخواہ شریک کرتے ہیں غلشیۃ سختی ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اے حال کونی علی بصیرۃ اور ادعوا الی اللہ بیان ہے ھٰذہ سبیلی کا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ اے اقول حَتّٰٓی اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ قَدْ کُذِبُوْا جا، نَھُمْ نَصْرُنَا فنجی مَنْ نَّشَآءُ یتعلق ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ

الا رجالا نوحی الیہم کے ساتھ اور اس آیت کے معنی جاننے کے واسطے حدیث ذیل بخاری نقل کیجاتی ہے عن عروۃ بن الزبیر انہ سأل عائشہ عن قول اللہ تعالی حتی اذا استیأس الرسل وظنوا انہم قد کذبوا او کذبوا قالت بل کذبوہم قومہم فقلت واللہ لقد استیقنوا ان قومہم قد کذبہم وما ہو بالظن فقالت یا عروہ اجل لقد استیقنوا بذالک فقلت لعلہا قد کذبوا فقالت معاذ اللہ لم تکن الرسل تظن ذالک بربہا قلت فما ہذہ الایۃ قالت ہم اتباع الرسل الذین آمنوا بربہم وصدقوہم فطال علیہم البلاء واستأخر عنہم النصر حتی اذا استأس الرسل ممن کذبہم من قومہم وظنوا ان اتباعہم کذبوہم جاءہم نصر اللہ عند ذالک حدیث شریف کا یہ ہے کہ عروہ ابن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ سے پوچھا کہ لفظ کذبوا مشدد سے جس کا معنی یہ ہے کہ امم نے رسول علیہ السلام کی تکذیب کی اور ان کو جھوٹا سمجھا یا کہ کذبوا مخففہ ہے جس کا معنی یہ ہے کہ رسل نے یہ ظن کیا کہ ہمارے آگے معاذ اللہ جھوٹ بولا گیا اور وحی نے ہمارے ساتھ جھوٹ کیا ہے تو حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ لفظ کذبوا مشدد ہے تو عروہ ابن زبیر نے سوال کیا کہ پھر وظنوا کہنے کا کیا معنی رسل کو تو یقین تھا کہ ہمارے اقوام نے ہماری تکذیب کی ہے تو حضرت عائشہ نے ابھی جواب ختم نہ کر چکی تھیں کہ عروہ نے درمیان میں کہدیا کہ پھر کذبوا مخففہ ہوگا تو عائشہ نے فرمایا معاذ اللہ رسل یہ ظن کہاں کرتے تھے کہ ہمارے ساتھ اللہ تعالی نے جھوٹ کیا ہے تو پھر عروہ ابن زبیر نے کہا پھر اس آیت کا کیا معنی تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ مکذبین سے مراد اتباع الرسل ہیں جو کہ پہلے ایمان لا چکے تھے اور تصدیق کر چکے تھے پھر ان پر مصائب کی لیف بہت مدت تک رہیں اور نصرت الہی نے تاخیر کی یہاں تک کہ رسل کفار مکذبین کے ایمان لانے سے ناامید ہوئے اور ان کو یہ ظن ہوا کہ مومن بھی ہمارے تکذیب کرینگے تب نصرت الہی آگئی یہاں سے معلوم ہوا کہ ظنوا ان اتباعہم کذبوہم یعنی سیکذبونہم کے ہے کما ہو مصرح فی روایۃ اخری ۔ ہذا ہو الاشکال فی ہذا الحدیث تنبیہ لیکن ہمارے قراۃ میں تو کذبوا مخففہ ہے وجہ یہ ہے جو کہ صاحب مدارک نے بیان فرمائی ہے وظنوا انہم قد کذبوا میں نائب فاعل رسل علیہم السلام نہیں ہیں بلکہ امم ہیں یعنی یہ ہے کہ رسل مکذبین کے ایمان لانے سے ناامید ہوئے اور امم نے یہ ظن کیا کہ ہم کو رسل علیہم السلام نے جھوٹ بتایا لقد کان فی قصصہم کان میں معنی ماضی والا نہیں ہے یعنی فی الحال ہے عبرۃ ما کان حدیثا یفتری اسم کان کا قرآن ہے تفصیل کل شئ اے ضروری فی الدین (ابن مسعود) ان میں سے کوئی امر صراحۃ مذکور ہونگے اور کوئی بحوالہ لسان الرسول علیہ السلام کے کما قال تعالی ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا خلاصہ یہ ہے کہ یا کذبوا ہوگا یا کذبوا اگر کذبوا ہو تو وظنوا انہم قد کذبوا میں مراد رسول ہونگے اور مکذب اتباع رسل ہونگے ۔ اور کذبوا بمعنی سیکذبون کے ہوگا اور اگر کذبوا ہو تو ظنوا سے مراد اتباع رسل ہونگے ۔ اور انہم قد کذبوا سے رسول ہونگے اور معنی کذبوا کا اپنا ہوگا ۔ یعنی اتباع رسل نے رسولوں کے حق میں گمان کیا کہ رسولوں نے ہمارے ساتھ وعدہ نصرت کا جھوٹا کیا تھا ۔

پہلی جگہ سورت کا مختصر خلاصہ اچھی طرح نہ لکھا گیا تھا ۔ اس جگہ ثانیا خلاصہ وتتمہ لکھتے ہیں ۔

ابتدا سورت میں تو طیہ تمہید ذکر کیا گیا ہے اور تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ سے لے کر تَعْقِلُوْنَ تک تو محض ترغیب دلائی گئی ہے۔ پھر نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ سے لے کر مِنَ الْغٰفِلِيْنَ تک تمہید میں داخل ہے۔ اور یہ سورت کا ابتدا تھا اور آخر میں بھی مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى سے لیکر لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ تک اس کے متعلق ہے اور اسی کا اعادہ ہے پس ابتدا اور انتہا سورت کا ایک ہوا اور دونوں تیسرے دعوے کے بیان میں ہیں۔ یعنی تو صادق رسول ہے۔ پس تیسرے دعوے کا بیان اور ثمرہ تین دفعہ کیا گیا پھر اس کے بعد قصے کے ابتدا میں جملہ معترضہ لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ لایا گیا۔ اور اس کے دو معنی ہیں ایک شاہ عبدالقادر والا لیکن وہ اس جگہ مناسب نہیں ہے بلکہ مراد ثبوت دونوں مدعا عظیم اور صداقت رسول کا ہے۔ اور انتہا سورت میں بھی اس کا اعادہ کیا گیا لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ہے۔ اور اصل یہ ہے کہ اس میں بہت عبرتیں اور آیات ہیں جو کہ پہلے بیان کی گئی ہیں لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ سے۔ اس میں شاہ عبدالقادر نے یہ لکھا ہے کہ آیات سے مراد یہ ہے کہ جس طرح یوسف کو بھائیوں نے نکالا ہے اور آخر اس کے محتاج ہوئے اسی طرح قریش بھی نکالیں گے اور آخر حضور کے محتاج ہونگے۔ لیکن اس پر یہ لازم آتا ہے کہ اب آیات نہ ہوں بلکہ سورت کے نازل ہونے کے بعد ہوں۔ لہذا حق بات یہ ہے کہ آیات سے مراد دو نو عظیم مدعا کا ثبوت ہے اور صداقت رسول اللہ صلعم کی بھی ہے۔ اور یہ دونو امر اس قصے میں واقعی ثابت ہوتے ہیں جیسا کہ تقریر پہلے بھی ذکر کی گئی۔ اور پھر قصے میں دو امر ذکر کئے گئے ایک تو دو نو مدعی عظیم کا ثبوت مکمل۔ اور پھر دونوں کا ثمرہ ذکر کیا گیا کہ دیکھو یوسف علیہ السلام نے بھی اس ثمرہ کے ساتھ وعظ اور نصیحت کی یعنی شرک نہ کرو۔ اور ایک اللہ کی عبادت کرو۔ اور پھر آخر قصے میں تیسرا اور چوتھا دعوی بیان کیا گیا اور ہر ایک کے ساتھ تخویف بیان کی گئی اور تیسرے کے ساتھ شکوہ بھی بیان کیا گیا اور توحید بھی بیان کی گئی۔ تمام سورت کا حاصل یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible]

اس سورت کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ سورت یوسف میں تو دلیل نقلی بیان کی گئی [illegible] نے والا وہی ہے اور سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے۔ اس سورت میں کہا گیا کہ جب دلیل سے مدعا ثابت ہو گیا تو معلوم ہوا کہ بات تو ظاہر ہے لیکن مانتے نہیں یہ حاصل ترقی سے ہے اس سورت کا۔ اور ابتدا میں وَالَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ سے ذکر کیا گیا ہے اور اس سورت کے بعد سورۃ ابراہیم میں ترقی کر کے یہ بیان ہو گا کہ ان کو وقائع دنیوی اور انذاری تبلا اور ظلمت سے نور کی طرف نکال۔ اور سورت حجر میں ترقی کرے گا کہ آؤ پھر پچتاؤ گے اور افسوس کرو گے پھر سورت نحل میں ترقی کر کے کہا کہ اب آگیا ہے عذاب یعنی قحط اللہ کی طرف سے حاصل سورت کا یہ ہے پہلے ابتدا تلک آیات الکتاب سے تمہید ہے۔ یعنی فکر کر کے سننا یہ آیات کتاب عظیم کی ہیں۔ اور پھر وَالَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ سے ذکر کیا گیا

ہے اور اس سورت کے بعد سورت ابراہیم میں ترقی کرکے یہ بیان ہوگا کہ ان کو وقائع دنیوی اور اخروی تبلا اور ظلمت سے نور کی طرف نکال۔ اور سورت حجر میں ترقی کرکے کہ آؤ پھر پچتاؤ گے اور افسوس کروگے پھر سورت نحل میں ترقی کرکے کہا کہ اب آگیا ہے عذاب یعنی قحط اللہ کی طرف سے (حاصل سورت کا یہ ہے) پہلے ابتدا تلک آیات الکتاب سے تمہید ہے یعنی فکر کرکے سنو یہ آیات کتاب عظیم کی ہیں۔ اور پھر وَالَّذِیْ اَنْزَلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ سے اصلی حاصل تبلایا گیا یعنی جبکہ سورۃ یوسف میں دلیل نقلی بھی بیان ہوگئی دونوں اصلی دعووں پر تو معلوم ہوا کہ بات تو ظاہر ہے لیکن یہ مانتے نہیں پس جب مسئلہ بدیہی ہو گیا۔ تو تنبیہات اس سورت میں بیان کی گئی۔ واسطے دعوی اصلی کے اور کوئی تنبیہات واسطے اس کے ہونگی کہ سب کچھ کرنیوالا وہی ہے۔ اور کوئی تنبیہات اسواسطے کہ سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے اور یہی دو دعوے ہیں پہلا دعوی علت ہے دوسری کیواسطے کیونکہ جب سب کچھ کرنے والا وہی ہو تو سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہوگا۔ جب پہلا دعوی علت تھا اور دوسرا معلول تھا تنبیہات بھی پہلے پہلے علت کی بیان ہونگی اور پھر معلول کی۔ سات آیات توحید عقلیہ اس سورت میں بیان کی جاتی ہیں (۱) تنبیہ اول کہ سب کچھ کرنے والا وہی ہے اَللّٰہُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا سے لے کر اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ تک ہے کل دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ آسمان و مافیہا اور زمین و مافیہا کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ پہلے اعلیٰ طرف کا حال تبلایا گیا پھر نیچے کا حال تبلایا اور سب میں حصر ہے۔ اور بعد تنبیہ بیان کرنے کے پہلے جزو مدعا پر وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ سے لے کر اِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ تک شکوہ کیا گیا یعنی تعجب ہے ان پر کہ بات بھی بدیہی ہو اور پھر اس پر تنبیہات بھی بیان ہوں پھر بعد اس کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ ءَاِذَا کُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ پھر شکوہ کرکے اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے لے کر هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ تک تخویف بیان کی گئی ہے اور بعد اس کے دوسرا شکوہ کیا وَیَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالسَّیِّئَةِ سے لیکر مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ تک کہ تعجب ہے ان پر کہ اتنے بیانات سن کر حسنہ کی بجائے سیئہ مانگتے ہیں۔ پھر شکوہ کرکے وَاِنَّ رَبَّکَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ سے لے کر شَدِیْدُ الْعِقَابِ تک تخویف ہے یعنی صاحب مغفرۃ کا بھی ہے لیکن عذاب دینے کا طریقہ بھی جانتا ہے۔ پھر تیسرا شکوہ وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ سے بیان کیا گیا کہ باوجود ظاہر ہونے کے معجزہ طلب کرتے ہیں جواب اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ سے دیا گیا کہ میں بشیر اور نذیر ہوں۔ یہ بھی ایک تخویف ہے۔ اس جگہ تک تو پہلے جزء دعوے کے واسطے تنبیہ اور شکوے اور تخویفات بیان کی گئیں اب اس کے بعد دوسری جزء دعوی کیواسطے (یعنی سب کچھ جاننے والا وہی ہے) اس کے واسطے تنبیہ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی سے لے کر وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّیْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ تک ہے۔ اور تنبیہ میں حصر ہے۔ حاصل یہ ہے کہ عالم لکل شئی وہی ہے۔ اور پھر تنبیہ بیان کرنے کے بعد لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ سے لے کر وَهُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ تک تخویف ہے۔ اور سب تخویفات کا خلاصہ شَدِیْدُ الْمِحَالِ سے کیا گیا ہے۔ اور پھر جب دونوں دعووں کیواسطے تنبیہات بیان ہوگئیں تو ثمرہ بیان کیا گیا لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ سے لے کر وَمَا دُعَآءُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ تک یعنی جب سب کچھ کرنے والا اور جاننے والا وہی ہوا تو پکارنے کے لایق بھی وہی ہوگا۔ دوسرے کا پکارنا بلا فائدہ اس طرح ہے جس طرح ایک احمق کہے یا پہاڑ یا دریا مدد کر۔ اس جگہ تک دونوں دعووں کیواسطے تنبیہات اور بعد انکے ثمرہ دونوں کا

بیان کیا گیا۔ پھر اس کے بعد تنبیہات بھی دونوں مدعاؤں کیواسطے آئیں گی۔ لیکن پہلے دعوی اول کیواسطے بیان ہونگی (۳) وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ سے لے کر وَالْاٰصَالِ تک پہلے دعوے کیواسطے تنبیہہ بیان کی کہ سب من فی السموٰت والارض اللہ کے حکم کے تابع ہیں۔ تو سب کچھ کرنے والا وہی ہوا۔ (۴) قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے بھی تنبیہہ بیان کی لیکن اقوی ہے پہلے سے کیونکہ یہ سب علی سبیل الاعتراف من الخصم کے ہیں۔ کما قیل اصح الشہادات ما یشہد بہ الاعداء۔ کیونکہ اللہ کو مانتے تھے کہ پیدا کرنے والا تو وہی ہے۔ جیساکہ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ سے معلوم ہوتا ہے (انعام) اور قل اللہ سے جواب دیا گیا قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اس جگہ ہمزہ استفہام تقریری محذوف ہوتا ہے۔ اے قل اللہ یعنی اللہ ہے نہ دوسرا پھر قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ سے لے کر وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ تک ثمرہ ہے بطور الزام کے بعد تنبیہات کے بیان کیا گیا یعنی متصرف اللہ ہوا تو تم پر افسوس ہے کہ تم نے غیر کو اولیا یعنی متصرف بنالیا ہے حالانکہ وہ کسی چیز کے مالک نہیں وہ متصرف کس طرح بن سکتے ہیں تم کو کس چیز سے اشتباہ پڑگیا ہے پھر اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ سے لے کر كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ تک تنبیہہ بیان کی گئی ہے۔ اور درمیان میں مثال واسطے معبود حق کے اور باطل کے بیان کی کہ معبود باطل مثل زبد کے فنا ہو جائیں گے۔ اور معبود حق باقی رہے گا۔ اور لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى سے بشارت بیان ہوئی اور وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ سے لے کر وَبِئْسَ الْمِهَادُ تک تخویف واسطے کفار کے اور جب دونوں کے واسطے بشارت اور تخویف بیان ہوگئی تو پھر اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ۔ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ سے مقابلہ کیا گیا کہ آیا ایسے دو شخص برابر بھی ہو سکتے ہیں عاقل تو جان سکتا ہے کہ ہر دو یکسان نہیں ہیں اور اَلَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ سے لے کر فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ تک ماننے والوں کے واسطے بشارت بیان کی گئی۔ اور نہ ماننے والوں کے واسطے وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ سے لَهُمُ سُوْٓءُ الدَّارِ تک تخویف بیان کی گئی۔ (۶) پھر اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ سے تنبیہہ پہلے مدعا کیواسطے لائی گئی۔ جاننا چاہئے کہ قرآن کا یہ طریقہ ہے کہ دعوی کو بیان کرکے اس کے واسطے دلائل اور تخویفات اور بشارتیں ذکر کیجاتی ہیں۔ اور پھر اعادہ اسی دعوی کا مع الدلائل و تخویفات کے کیا جاتا ہے۔ اور لوگ معلوم کرتے ہیں کہ یہ بے ربطی کلام سے۔ حاصل یہ ہے کہ رزق کی فراخی اور تنگی کرنے والا وہی ہے۔ تو سب کچھ کرنے والا وہی ہوگا تنبیہہ بیان کرکے اس کے متعلق وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا سے لے کر اِلَّا مَتَاعٌ تک زجر کی گئی ہے یعنی باوجود اسباب کے کہ فراخی اور تنگی رزق اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے تو پھر رزق اور حیات دنیا پر غرہ ہوگئے ہیں حالانکہ وہ چیز کیا ہے محض نفع کم فنا ہے جیساکہ کہا گیا يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ (مومن) یہ تین امور بیان کی گئی ہیں واسطے رد کرنے شبہ رزق کے۔ ایک تو یہ کہ قلیل ہے اور دوسرا دنیا میں بھی عذاب دیتا ہے اور تیسرا آخرۃ میں بھی عذاب دیگا۔ اس جگہ پہلے علت بیان کی گئی وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ تک شکوہ کیا گیا کہ باوجود ظاہر ہونے کے اور اتنے بیانات کے پھر بھی معجزہ طلب کرتے ہیں۔ پھر جواب انکے قول کا قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ سے لے کر وَحُسْنُ مَاٰبٍ تک دیا گیا حاصل یہ ہے کہ تم ضدی ہو اور اللہ تعالیٰ ضدی کو ہدایت نہیں کرتا۔ کما قال تعالیٰ وما

یُضِلُّ بِهٖ اِلَّا الْفَاسِقِیْنَ بلکہ اثابت کرنے والوں کو ہدایت کرتا ہے اور ان کی بشارت بیان کی گئی۔ کَذٰلِکَ اَرْسَلْنٰکَ فِیْ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ سے لے کر بَلِ اللّٰهِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا تک متعلق ہے یَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ اذ کیسا تھ یعنی کافر تو معجزہ طلب کرتے ہیں واسطے ایمان لانے کے۔ اور تیرے واسطے یہ ہے کہ تو اپنے کام تبلیغ والے کو نہ چھوڑ اور یہ لوگ ہمیشہ کفر کرکر گے معجزہ دکھانے پر دار و مدار نہیں۔ کیونکہ اگرچہ ان کو یہ معجزہ دکھایا جاوے کہ قرآن کی تاثیر کے ساتھ پہاڑوں کو چلایا جاوے پھر بھی ایمان نہ لاوینگے۔ کیونکہ ایمان لانا اور نہ لانا اللہ کے قبضے میں ہے معجزات سے کچھ نہیں بنتا۔ اور کذالک واسطے تشبیہ کے نہیں ہے۔ بلکہ مثل کَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا کی ہے یعنی اشارہ الی الواقع ہے نہ طرف کلام سابق کے افلم یایئس الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَی النَّاسَ جَمِیْعًا متعلق بل اللہ الامر جمیعا کے ہے۔ یعنی ایمان دینا نہ دینا اللہ کے قبضے میں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت کرے کرسکتا ہے۔ لیکن مل دیکھتا ہے ورنہ مہر لگا دیتا ہے۔ وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ تک تخویف ہے کہ یہ تو اب نہیں مانتے۔ اچھا اب بھی کچھ نہ کچھ مصائب تو آئیں گے ان کے اعمال کی وجہ سے لیکن آخر وعدہ اللہ کا موت یا عذاب آئیگا اور پھر وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ سے لے کر فَکَیْفَ کَانَ عِقَابِ تک تسلی ہے نبی علیہ السلام کو مع التخویف للکفار بیان کی گئی یعنی اسی طرح پہلے رسولوں کے ساتھ بھی کرتے تھے ہم نے ان کو عذاب دیا تھا لِلّٰهِ یَنْبَغِیْ سے لے کر اس جگہ تک تو تنبیہات اور تخویفات اور بشارات وغیرہ پہلے دعوے کیواسطے تھیں۔ اب اس جگہ سے دوسرے دعوے کے واسطے تنبیہات آئینگے (۷) پہلے اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ سے تنبیہ دوسرے دعوے کے واسطے لائی گئی یعنی حق تعالیٰ ہر ایک شخص کو سمیت اس کے اعمال کے دیکھ رہا ہے اور جان رہا ہے اور سوا حق تعالیٰ کے اور ایسا کوئی نہیں یہی مطلب ہے اَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ اَنَّهٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ کا (حم فصلت) پھر اس کے متعلق جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَکَآءَ سے لے کر بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ تک بیان کیا کہ ہر ایک کو دیکھ رہا ہے۔ اور انہوں نے انکے شریک بنا رکھے ہیں۔ حالانکہ ان میں یہ صفت عالم الکل شیٔ والی موجود نہیں ہے اور بھی ان میں کوئی کمال نہیں ہے بَلْ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے لے کر وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ تک متعلق جعلوا للہ شرکاء کے ساتھ ترقی کی گئی ہے کہ انہوں نے شریک بنالئے ہیں۔ یہ نہیں بلکہ مہر جباریت کی انکو مار دی گئی ہے شعر

ایں نہ جبر و معنی جباریست ۔۔۔ معنی جباریت را زاریست

مَثَلُ الْجَنَّةِ سے لے کر تِلْکَ عُقْبَی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا تک بشارت اور عُقْبَی الْکٰفِرِیْنَ النَّارُ سے تخویف ہے۔ پس اس جگہ تک تنبیہات دونوں مدعی کے واسطے پوری ہوگئیں لیکن یہ قاعدہ ہے قرآن شریف کا کہ ادلہ ثلثہ یعنی عقل اور نقل اور وحی لائی جاتی ہے۔ اس جگہ تک تو تنبیہات عقلی آگئی ہیں۔ اب وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ سے مَنْ یُّنْکِرُ بَعْضَهٗ تک دلیل نقلی لائی گئی دونوں مدعی اور ثمرہ یعنی امم سابقہ اور انبیاء سابقہ کی طرف بھی دونوں مدعا مع ثمرہ نازل کئے گئے تھے۔ اور وہ ان کے ساتھ راضی تھے اگرچہ بعض عناداً منکر بھی تھے۔ اور قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ سے لیکر مَاٰبِ تک دلیل وحی بیان کی گئی ہے وَکَذٰلِکَ اَنْزَلْنٰهُ حُکْمًا عَرَبِیًّا سے لیکر وَلَا وَاقٍ تک متعلق ہے ماقبل کے ساتھ یعنی ادلہ ثلثہ کے ساتھ حاصل یہ ہے کہ ادلہ ثلثہ بیان ہوگئیں اور حکم بھی واضح البیان نازل کر

دیا ہے پس اسے نبی علیہ السلام اگر نہ معجزات نہ کرجس طرح یہ کرتے ہیں۔ کیونکہ آیات تو اللہ کے نزدیک ہیں کما قال قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ اور کذالک بھی واسطے تشبیہ کے نہیں ہے بلکہ مثل کذالک جعلنٰکم اُمَّۃً وَسَطًا الخ کے ہے معنی یہ ہوگا کہ کلام بھی ایسے چاہئے جیسی کہ نازل کی ہے۔ اس جگہ تک ادلہ ثلثہ کا بیان پورا ہوگیا اور بحث ختم ہوگئی۔ اب کفار کے شبہات جو ہر ایک دوسرے پر مرتب ہیں مثلاً دوسرا پہلے پر اور تیسرا دوسرے پر اور چوتھا تیسرے پر دور کئے جاتے ہیں (۱) یہ کہ اس نبی اہل واولاد ہے وَیَاْکُلُوْنَ کہتے تھے۔ لہذا یہ نبی نہیں ہے اس کا جواب دیا گیا وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا سے لے کر اَزْوَاجًا وَّذُرِّیَّۃً تک (۲) یہ کہ ہمارے ایمان کے واسطے کوئی معجزہ لے آ۔ تو وَمَا کَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ سے جواب دیا گیا (۳) شبہ یہ کہ جب ہم نہیں مانتے تو عذاب کیوں نہیں آتا تو لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ سے جواب دیا گیا (۴) شبہ یہ اگر عذاب نے آنا ہے تو ضرور آئے گا ہم مان لیں یا نہ۔ پھر ماننے کا کیا فائدہ تو جواب دیا گیا یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ سے لے کر وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ تک اگر مذہب معتزلہ کا اختیار کریں تو یہ مطلب ہوگا کہ پہلے عذاب لکھا ہوا تھا لیکن انہوں نے جب ایمان لایا تو اس عذاب کو محو کردے گا۔ اور اگر اب مذہب اہل سنت کا اختیار کریں تو مراد محو واثبات سے دفتر ملائکہ کا ہوگا کیونکہ اصل کتاب میں تو بطور شرط لکھا ہوا ہوگا کہ اگر انہوں نے ایمان نہ لایا تو عذاب آئے گا۔ ہاں اگر ایمان لائے تو عذاب نہ آئے گا جیسا کہ وَیُؤَخِّرْکُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی اسے ان لم تومنوا (جلالین) شبہات کو دور کرکے انکے متعلق اِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ سے لے کر فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلَاغُ وَعَلَیْنَا الْحِسَابُ نبی علیہ السلام کو کہا گیا کہ اگر ان کا عذاب تجھکو دکھایا جاوے یا نہ تو اپنا کام تبلیغ والا کرتا جا۔ اگرچہ وہ شبہات بھی کرتے رہیں۔ عذاب دے لیں گے۔ اور پھر اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ سے لیکر لِمَنْ عُقْبَی الدَّارِ تک متعلق اِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ کے لایا گیا بطور تخویف کے یعنی یہ کفار نہیں دیکھتے کہ ہم کفر کو اطراف مکہ سے ناقص کرتے ہیں اور اسلام پایہ ترقی پر گامزن ہے۔ اسی طرح عذاب بھی لے آئیں گے معنی اس کا یہ نہیں کہ فتح کرتے چلے آتے ہیں۔ کیونکہ سورت مکی ہے اور مکے میں کوئی جنگ نہیں ہوئی وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا سے ان کا شکوہ کرکے قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وَمَنْ عِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ سے جواب دیا گیا کہ خود اللہ وقرآن شاہد ہے اس بات پر کہ تو رسول صادق ہے اور یہ کلام من جانب اللہ ہے۔ جیسا کہ کہا گیا لٰکِنِ اللّٰہُ یَشْھَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَیْکَ اَنْزَلَہٗ بِعِلْمِہٖ (خلاصہ اور حاصل یہ ہے) کہ جب سورت ہود میں دلائل عقلیہ اور سورت یوسف میں دلیل نقلی بیان کی گئی ہر دو مدعا پر باب اس سورت میں کہا گیا وَالَّذِیْٓ اَنْزَلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ اتنی بات تو ظاہر ہے ولکن مانتے نہیں۔ پھر دو دفعہ دونوں مدعا کے واسطے تنبیہات لائی گئیں (۱) پہلی دفعہ اَللّٰہُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ سے لے کر وَمَا دُعَاءُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ تک دونو مدعا کیواسطے تنبیہات لائی گئیں اور دونوں کا ثمرہ ذکر کیا گیا۔ پہلے مدعا یعنی سب کچھ کرنے والا وہی ہے اسکے واسطے تنبیہ لاکر تین شکوے اور تخویفات ذکر کی گئیں اور پھر یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی سے دوسرے مدعا کیواسطے تنبیہ ذکر کرکے پھر تخویف لَہٗ دَعْوَۃُ الْحَقِّ سے دونوں کا ثمرہ ذکر کیا گیا پھر دوسری دفعہ پہلے دعوے کیواسطے اَفَمَنْ ھُوَ قَآئِمٌ تک لایا گیا اور درمیان میں تنبیہات اور تخویفات اور بشارتین وغیرہ ذکر

کی گئیں اور اَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ سے دوسرے مدعا کیواسطے تنبیہ لائے گئے یہ سب تنبیہات عقلیہ کا بیان تھا۔ اور وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ وَقُلْ اِنَّمَا اُمِرْتُ سے دلیل نقلی و وحی ذکر کی گئی پھر یہ بحث اول سے تمام ہوگئی پھر آخر میں کفار کے شبہات دور کئے گئے التحقیق لفظی) دو اسی پہاڑ ثابت، زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ۔ اثنین بدل ہے زوجین سے یہ ادنی درجہ ہے کیونکہ دو قسم ہونا ادنی مرتبہ ہے جیسا کہ کھٹا میٹھا اور بعض اکثر دو قسم سے ہوتے ہیں قِطَعٌ مُتَجٰوِرٰتٌ اے متصلہ صِنْوَانٌ ایک اصل سے بہت شاخیں ہوں اس کو صنو کہتے ہیں اور بہت صنو کو صنوان کہتے ہیں اور اگر بہت شاخیں نہ ہوں تو اس کو غیر صنو کہتے ہیں وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ اے تلک المذکورات نفضل بعضها علی بعض فعجب اے ذوعجب یَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالسَّیِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ اے حال کونہم جا علیہا قبل الحسنة یعنی سیئہ ہی کو مانگتے ہیں۔ اور حسنہ کو تو مانگتے بھی نہیں۔ یہ معنی نہیں کہ دونوں کو مانگتے ہیں لیکن سیئہ کو پہلے مانگتے ہیں جیسا کہ پہلے ظاہر معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ حسنہ کو مانگتے ہی نہ تھے جیسا کہ باقی آیات سے معلوم ہوتا ہے المثلث کئی عذاب۔ وَاِنَّ رَبَّکَ لَشَدِیْدُ الْعِقَابِ یعنی عذاب دینے کا طریقہ بھی آتا ہے وَتَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ تنیض وتزداد لازمی اور متعدی دونو آتے ہیں اگر لازمی بنائیں تو ما مصدریہ ہوگا اگر متعدی بنائیں تو ما موصولہ ہوگا بر تقدیر اول معنی یہ ہوگا کم ہونا اور زیادہ ہونا ارحام کا۔ اور بر تقدیر ثانی کم کرنا اور زیادہ کرنا ارحام کا کُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ یعنی ساتھ مقدار کے ہے سَوَاءٌ مِّنْکُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ اَوْ جَهَرَ بِهٖ یکسان ہیں تم میں سے یہ دونوں شخص۔ مَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّیْلِ تاکید ہے یعنی ایک رات ہو اور دوسرا پوشیدہ ہوکر چلے سَارِبٌ بِالنَّهَارِ چلنے والا دن میں لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ یعنی واسطے اسکے یا واسطے انسان کے لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ ما سے مراد حالت ہے اور بقوم صفت ہے مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَالٍ جو کہ منع کرے عذاب سے یُنْشِئُ السَّحَابَ اے پیدا کرتا ہے بادلوں کو الرَّعْدُ آواز ہ الصَّوَاعِقَ آوازہ سخت وَهُمْ یُجَادِلُوْنَ فِی اللّٰهِ یہ احمق جھگڑا کرتے ہیں اسکی بات میں لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ بلانا ایسا جو کہ حق ہو اِلَّا کَبَاسِطِ کَفَّیْهِ الخ یعنی مثل قول ایسے شخص کے جو کہ پانی کو کہے آ پانی آ پانی یہ معنی بخاری نے کہا ہے اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ بے فائدگی یا گمراہی یَسْجُدُ یعنی منقاد ہیں مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی مارنا اور زندہ کرنا اسکے قبضے میں ہے اور ظلال بھی منقاد ہیں یعنی تابع حکم الٰہی کے ہیں اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَکَآءَ اچھا شرکا بنالئے ہیں انہوں نے فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ پس سبب اشتباہ کا ہوا خلق کی الہ پر۔ مَا یُوْقِدُوْنَ خبر مقدم اور زَبَدٌ مثله مبتدا موخر ہے اور مراد مَا یُوْقِدُوْنَ عَلَیْهِ میں ضمیر علیہ کا راجع ہے ما کی طرف اور معنی تلقون الوقود کا علیہ ہے۔ اور مراد زیورات ہیں فَیَذْهَبُ جُفَآءً جفاء حال سے معنی بیکار اور ضعف ہے یَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ للحق المعبود والباطل اُولٰٓئِکَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ مراد عذاب جو کہ غم میں ڈالنے والا ہو الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ صفت ہے اولوالالباب کی اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اے بوصلہ اَنْ یُّوْصَلَ بدل اشتمال ہے سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ اے یقولون سلام علیکم مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اے بالنسبۃ الی الاخرۃ اِلَّا مَتَاعٌ مصدر ہے بمعنی نفع گرتن یعنی قلیل۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ بیان ہے مَنْ اَنَابَ کا وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ لو یا تو وصلیہ ہے اور متعلق ہے هُمْ یَکْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ کے ساتھ اور درمیان میں قُلْ هُوَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ جملہ معترضہ ہوگا۔ لیکن یہ اچھا نہیں بلکہ لو شرطیہ ہے اور جزا اس کی لا یومنون بہ محذوف ہے اور

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ میں تشبیہ کی غرض نہیں ہے مذکور فی الکلام کے ساتھ۔ بلکہ یہ مثل كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا کے ہے معنی یہ ہوگا ہم نے ایسا ہی ارسال کیا ہے اور ایسا ہی ارسال کرنا چاہیے تھا تاکہ تو تبلیغ کرے اور معجزات وغیرہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اور اسی طرح وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا میں بھی تشبیہ کیواسطے نہیں ہے۔ اشارہ الی الواقع ہے۔ معنی یہ ہوگا کہ ایسی ہی کتاب نازل کرنی تھی اَفَلَمْ يَايْئَسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے افلم یعلم الذین آمنوا یہ معنی اقوی ہے (خازن) قَارِعَةٌ سختی تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ آہستہ آہستہ قریب انکے ہوجائے گا قل سَمُّوْهُمْ کمال بیان کرو انکے اَتُنَبِّـُٔوْنَ یہ علیحدہ کلام ہے یعنی اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے لہذا اس کو شریک کا علم بھی نہیں ہے اور تم خبردار کرتے ہو اللہ کو اس کے ساتھ جس کا علم اللہ کو نہیں اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ آیا کلم کرتے ہو منہ سے اور بکواس کرتے ہو۔ بَلْ زُيِّنَ بلکہ بات یہ ہے مَثَلُ الْجَنَّةِ اسے صفت الجنۃ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ یعنی خوش ہوتے ہیں ما انزل اللہ ایک کے ساتھ اور وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ سے مراد تیلونہ حق تلاوتہ ہے بقرینہ آیات دیگر وکاذاق بچانے والا فللہ المکر۔ جزاء المکر۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ ابراہیم۔ مکیۃ

سورۃ سابقہ میں توحید کیواسطے دلائل عقلیہ ونقلیہ بیان کی گئیں پھر سورۃ رعد میں کہا گیا کہ مدعا تو واضح اور بدیہی ہے محض عناد کیوجہ سے نہیں مانتے پھر چند شبہات بیان کی گئیں۔ پس جب دلائل وتنبیہات سب مدعا کے واسطے بیان ہوگئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ انکو وقائع تبلاؤ اور ظلمت وغفلت اور شرک سے طرف نور ہدایان کے لاؤ۔ اور دلائل بھی بیان کئے گئے۔

فائدہ۔ وقائع کا معنی تخویفات دنیوی واخروی اور انعام بھی مراد ہوتے ہیں۔ اس سورت میں کل چار آیات توحید کی آئی ہیں اور ایک خلاصہ توحید کا آیا ہے۔ نشان کئے گئے ہیں۔ اس سورت کا خلاصہ یہ ہے کہ وقائع تبلاؤ اور ظلمت سے نور کی طرف نکالو۔ یہ اول میں كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ میں ذکر کیا گیا ہے اور وقائع کا بتلانا بقرینہ مابعد کے نکالیں گے ان اخرج قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ کیونکہ دونوں جگہ اخراج من الظلمۃ الی النور کا حکم تو ہے اور صرف ذکر ہم بایام اللہ مابعد کے قرینے سے نکالیں گے۔ پس اس سورت کا خلاصہ الاخراج من الظلمۃ الی النور وذکرہم الخ ہوگیا (۱) اور ساتھ ہی بیان دعوی سورۃ کے دو ذکر کئے گئے ایک توحید دوسرا تخویف اخروی یہ تمام گویا کہ ذکر مدعی سورۃ کا ہوا (۱) اَللّٰهُ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ دلیل عقلی توحید کا بیان ہے اور پھر وَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ سے لے کر اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ تک تخویف اخروی بیان کی گئی گویا یہ تمام مدعا سورت کا ہوا۔ اس کے بعد وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ سے لے کر وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ تک متعلق اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ کے لایا گیا یعنی جس طرح تیری طرف کتاب نازل کی تاکہ اسکو بیان کرکے طرف نور کے نکال اسی طرح پہلے ہی رسل سابقہ کو بھیجتے رہے انکی زبان میں تاکہ لوگوں کو بیان کریں۔ اور ہدایت کرنی اللہ کے ہاتھ ہے جو انابت کرے گا وہ ہدایت کا مستحق

ہوگا اور ضدی فی ضلال مبین رہیگا۔ اور پھر وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ سے لے کر اِلَی النُّوْرِ۔ وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَیّٰمِ اللّٰهِ تک اس کا تعلق وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِیُبَیِّنَ کے ساتھ ہے۔ کیونکہ اس سے مَآ اَرْسَلْنٰكَ کی ایک مثال تبلائی گئی یعنی دیکھو کہ موسیٰ کو بھیجنا تھا تاکہ اپنی قوم کو بیان کرے اور اس کا تعلق اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ اس کے ساتھ بھی ہے یعنی تیری طرف کتاب نازل کی تاکہ وقائع تبلا کر ظلمات سے نور کی طرف لوگوں کو نکال لو موسیٰ کو اسی طرح یہی کام دے کر بھیجا گیا تھا۔ پس معلوم ہوگیا کہ اس کا تعلق دونوں کے ساتھ ہے لیکن اس میں اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ سے بیان کیا گیا کہ آیات تو ہیں لیکن تم حکم الٰہی پر صبار و شکور بنو اور ضدی نہ بنو تاکہ اس سے ثمرہ بد نہ نکلے اور پھر اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ سے لے کر فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ حَمِیْدٌ تک ذکر کیا گیا کہ دیکھو موسیٰ نے بھی اپنی قوم کو عذاب دنیوی ماضیہ سے ڈرایا تھا۔ اگر تم نے کفر کیا تو اللہ تعالیٰ زیادہ ہی دے گا۔ اگر نہ کیا تو عذاب دے گا اسی طرح یا رسول اللہ تم بھی اپنی قوم کو کہدو جس طرح موسیٰ نے کہا تھا بس شمس الدین نے ربط یہ بیان کیا ہے مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِیُبَیِّنَ کا۔ کہ ایسا تو یہ سوال کرتے ہونگے کہ رسول اگر خدا کی کلام لایا ہے تو کسی اور زبان میں کیوں نہیں لایا تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ کلام الٰہی ہے لیکن اگر ہم کسی اور زبان میں کتاب بھیجتے تو سوال کرتے کہ محمد عربی ہے اور زبان بھی کیوں لایا ہے۔ یہ ربط اس جگہ نہیں لگتا۔ اب اس جگہ تک صرف متعلق دعوی سورۃ کے کلام ہوئی کہ تم وقائع تبلاؤ جیسا کہ رسل سابقہ بھی کرتے رہے اور خصوصاً موسیٰ نے بھی یہی کیا اب اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَبَاُ الَّذِیْنَ سے وقائع شروع ہوتے ہیں لیکن یہ جاننا چاہیئے کہ اس سے آگے چار اَلَمْ آئیں گے پہلے اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ میں بھی اور اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ میں بھی۔ اور چوتھی جگہ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا میں بھی وقائع تبلائے گئے ہیں پہلے اور دوسری دفعہ وقائع دنیوی اور اخروی دونو تبلائے گئے۔ اور چوتھی دفعہ صرف اخروی تبلائے گئے۔ اور درمیان میں تیسری دفعہ دلیل نقلی بیان کی گئی یہ حاصل اجمالی تھا۔ تفصیل یہ ہے پہلی دفعہ اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَبَؤُا سے لے کر وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ تک وقائع دنیوی تبلائے گئے اور اس کے درمیان میں توحید کا خلاصہ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ مَا لَنَآ اَنْ لَّا نَتَوَكَّلَ عَلَی اللّٰهِ اے تدعو غیر اللہ تک یہی بیان ہے کہ قوم نوح اور قوم ثمود کی خبر تمہارے پاس نہیں آئی کہ انکے ساتھ کیا کیا گیا دنیا میں۔ اور انکے بعد جو تو میں تھیں ان کی خبر نہیں آئی کہ ان کے پاس رسل آئے تو پہلے تو دعوی بھی نہ سنا اور نہ مانا۔ پھر معجزات طلب کئے تو پہلے کا جواب انہوں نے فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَدْعُوْكُمْ لِیَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَیُؤَخِّرَكُمْ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی سے دیا یعنی پہلے تو توحید بیان کی اور پھر وقائع اخروی بیان کئے اور دوسری بات کا جواب اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا سے دیا یعنی ہم محض رسول ہیں ہمارے اختیار میں معجزات لانے نہیں ہیں پھر انہوں نے دوسری بات کا اعادہ کیا تو رسل نے وہی جواب سابق دیا۔ آخر رسل نے کہا کہ ہم ایک ہی کی عبادت کرینگے تو انہوں نے کہا کہ اگر ہماری طرح غیر اللہ کی عبادت نہ کرو گے تو تم کو اس جگہ سے نکال دینگے اور مار دینگے پس ان کو اللہ نے عذاب دیا اور خوار کیا کیونکہ یہ قاعدہ الٰہی ہے کہ باقی گناہوں سے عذاب نہیں دیتا جب کوئی حق کو گرانے لگے اور رسولوں کو مارنے لگے تو پھر عذاب دیتا ہے جیسا کہ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْیَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِیْهَا فَفَسَقُوْا فِیْهَا فَحَقَّ عَلَیْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِیْرًا۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا

سے معلوم ہوتا ہے۔ اور قول ولی سے معلوم ہوتا ہے۔ ع

چیست خداوندا ہر کرا بیندازی بہ اندازی

اسی طرح ایک بادشاہ جب مومنوں کو آگ میں ڈالنے لگا بوجہ نہ عبادت کرنے انکے اصنام کی تو آواز خداوندی آئی۔ شعر

بانگ آمد چونکہ کار اینجا رسید　　پائے داری سگ کہ قہر ما رسید

اور اسی واسطے کہا گیا۔

تو مشو مغرور بر حلم خدا　　دیر گیر و سخت گیرد مر ترا

زود شو در یاب استغفار کن　　گریہ ہائے ہمچو ابر زار کن

اور من ورائہم جہنم سے لے کر ھو الضلال البعید تک وقائع اخروی بتلائے گئے۔ اور بیان کیا کہ اعمال انکے مثل اس ریگ کے ہیں جس کو ہوا اڑا لیجاتی ہے۔ یہ تقریر تب ہوگی اگر موسی کی کلام کا خاتمہ یعنی حمید بنائیں۔ اور اگر خاتمہ ذالک ھو الضلال البعید تک بنائیں تو بیان ہوگا کہ دیکھو موسی وقائع دنیوی اور اخروی بتلاتا رہا تم بھی بتلاتے رہو۔ یہ دوسرا ربط ہے۔ پھر (۲) دفعہ الم ترا ان اللہ خلق السموت والارض بالحق سے دلیل توحید کی بیان کی گئی ہے یعنی آسمان اور زمین کو اسی نے پیدا کیا ہے جیسا کہ تم بھی مانتے ہو۔ ولئن سالتہم من خلق السموت الخ اور پیدا بھی واسطے انہا رحق کے کئے ہیں پھر بھی نہیں مانتے۔ اور دلیل توحید کی بیان کرکے وما ذالک علی اللہ بعزیز تک وقائع دنیوی بیان کئے گئے اور بروز اللہ سے لے کر ان الظالمین لہم عذاب الیم تک وقائع اخروی بیان کئے گئے۔ حاصل یہ ہے کہ یہی تمہارے معبود جنکے تم دنیا میں تابع ہو آخرت میں تمہارے سے عذاب الٰہی دور نہ کرسکیں گے۔ اور یہی شیطان جو کہ دنیا میں وعدہ دے رہا ہے اس جگہ کہے گا کہ میں نے وعدہ کیا تھا اور تمہارے ساتھ جھوٹ بولا تھا۔ پھر تخویف بیان کرکے وادخل الذین سے لیکر فیہا سلام تک بشارت ذکر کی گئی واسطے مومنوں کے۔ اور تیسری دفعہ الم ترکیف ضرب اللہ مثلا سے لے کر مالہا من قرار تک دلیل نقلی بیان کی گئی بعد بیان کرنے وقائع دنیویہ واخرویہ کے حاصل یہ کہ جس طرح ایک کھجور ہوتی ہے اصل بھی اس کا محکم ہوتا ہے اور فرع بھی۔ اور جانوروں سے محفوظ رہتی ہے اور موسم میں لوگ اس کے میوہ سے نفع اٹھاتے ہیں۔ اسی طرح توحید بھی محکم ہے اور ادیان سابقہ بھی محکم رہے ہیں اور انبیاء سابقہ بھی اسی توحید کے ساتھ تبلیغ کرتے رہے پس معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ سے مراد توحید ہے اور خبیثہ سے مراد شرک ہے اس کی مثال ایک درخت کی ہے کہ اصل سے اکھڑا ہوا ہو۔ پس اس کا فرع بھی ضرور ناپائدار ہوگا شرک ایسا ہی ہے۔ اور یثبت اللہ الذین امنوا سے لے کر ویفعل اللہ ما یشاء تک دلیل نقلی کے متعلق بیان کیا گیا۔ حاصل یہ ہے کہ توحید کے ماننے والے قوم کو دنیا میں مومن رکھ کر آخرت میں ثواب دے گا۔ اور شرک کرنے والوں کو دنیا میں مشرک بناکر گمراہ کرکے آخرت میں عذاب دیگا۔ اور پھر چوتھی دفعہ الم ترا الی الذین سے لیکر فان مصیرکم الی النار تک وقائع اخروی بتلائے گئے کہ اللہ کے شریک بناتے ہو۔ اس بات میں لوگوں کی اور اپنے لئے جہنم تیار کر رہے ہیں۔ پس یہ وقائع دنیویہ واخرویہ والی بحث ختم ہوگئی اور پوری بیان ہوچکی ہے

تو اللہ تعالیٰ نے قُلْ لِعِبَادِیَ الَّذِیْنَ سے لے کر لَا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خِلٰلٌ تک فرمایا کہ اب وقت ہے کہ احسان کرو اور صبر کرو اور دعا من اللہ مانگو تاکہ ان وقائع سے محفوظ رہو یا وہ۔ کیونکہ یہی طریقہ ہے قرآن کا کہ جب تخویفات اور مصائب ذکر کئے جاتے ہیں تو اس احسان کا بیان اور ظلم نہ کرنے کا حکم کیا جاتا ہے تاکہ عذاب کا دفعیہ ہو جائے اور صبر کرنا اور دعا من اللہ کا بیان کیا جاتا ہے۔ پس فَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ سے بیان کیا گیا کہ مصائب پر صبر کرنا چاہئے اور دعا من اللہ کرنی چاہئے اور نماز پڑھنی چاہئے۔ کیونکہ نماز بھی سبب خلاصی من المصائب ہے۔ پس جب بحث وقائع کی بمع تبلانے حیلہ دفعیہ عذاب کے ختم ہوگئی تو اس کے بعد دلیل عقلی اور نقلی مدعا کیواسطے پھر بیان کی گئی۔ (۲) دلیل عقلی اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ سے لے کر اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ تک بیان کی کہ سب دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر ایک کو پیدا بھی اس نے کیا اور رزق بھی وہی دیتا ہے اور نعام اس کے بیشمار ہیں پھر بھی انسان حد سے بڑھنے والا ہے یعنی اللہ کا شریک بناتا ہے۔ اور پھر وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ سے لے کر یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ تک دلیل نقلی بیان کی گئی۔ اور اس میں لَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ تک دخال الٰہی ہے۔ اور دلیل توحید کا بیان ہے۔ سب کا خلاصہ یہ ہے کہ دیکھو ابراہیم نے بھی یہ دعا مانگی تھی اللہ تعالیٰ سے کہ مجھ کو اور میری اولاد کو شرک سے محفوظ رکھ۔ اور اسکی دعا میں دو اسم اعظم تبلائے گئے۔ ایک تو رَبَّنَا اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ وَمَا نُعْلِنُ یعنی اے رب تو ہے سب کچھ جاننے والا اور دوسرا اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ جیسا کہ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ بھی اسم اعظم ہے ابراہیم نے کہا تھا جیسا سورۃ بقرہ میں ذکر کیا گیا ہے یعنی رب ہے سمیع کل الدعا۔ کیونکہ ہر ایک رسول کی کلام میں اسم اعظم ہوتا ہے یعنی وہ کلام ہوتی ہے جو کہ دال ہو توحید پر اور ان کلاموں سے غرض اظہار اسلام اپنا ہوتا ہے۔ جیسا کہ علم معانی میں آیا ہے کہ کبھی غرض افادہ مخاطب کا ہوتا ہے اور کبھی بتانا اسبات کا ہوتا ہے کہ میں اس امر کا عالم ہوں۔ اور جب اختتام سورۃ کا تھا لہذا پھر آخر میں بھی وقائع اخروی تبلائے گئے۔ جو کہ اصلی غرض اس سورۃ کی تھی۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا سے لیکر ضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ تک وقائع اخروی بیان کئے گئے۔ حاصل یہ ہے کہ پہلے تو یہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے اعمال کا واقف ہے آخرۃ میں پوری جزا دے گا۔ اور پھر اَنْذِرِ النَّاسَ یَوْمَ یَاْتِیْهِمُ الْعَذَابُ سے اصلی مدعا سورت کا بیان کیا گیا۔ اور پھر کہا گیا کہ ان ظالموں کو آخرت میں انکے اعمال سے آگاہ کیا جائے گا اور قَدْ مَكَرُوْا سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ تک بھی مقصود وقائع اخروی تبلائے ہیں۔ لیکن پہلے زجر کی گئی ان پر کہ یہ مکر کرتے ہیں حالانکہ انکے مکر کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو پوری جزا دیگا قیامت میں۔ اور پھر آخر میں تمام سورت کا خلاصہ هٰذَا بَلٰغٌ سے لے کر وَلِیَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ تک کہا گیا ہے یعنی دو امر ہیں ایک تو وقائع تبلانے تاکہ لوگ نصیحت پکڑیں یہ تو وَلِیُنْذَرُوْا سے بیان کیا گیا اور دوسرا امر توحید جو کہ اصلی دعوی ہے۔ یہ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سے بیان کیا گیا (خلاصہ تقریر کا یہ ہے) کہ جب بیان دلائل اور تنبیہات بیان ہوگئیں تو اس سورت میں یہ بیان کیا گیا کہ ان کو وقائع دنیاوی اور اخروی تبلا اور ظلمت سے نور کی طرف نکالو۔ اور یہی کام رسل سابقہ بھی کرتے رہے۔ اور یہ بیان فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ حَمِیْدٌ تک بیان کیا اس جگہ تک موسیٰ کی کلام تھی اور ابتدا میں مدعی بیان کرنے میں تبعاً توحید و تخویف اخروی بھی بیان کی گئی۔ اور پھر چار دفعہ الم کا کلمہ لایا گیا ہر ایک کے فوائد اولاً ذکر کر دئے گئے ہیں۔ اور پہلی دفعہ میں توحید کا ثبوت علی اللہ فلیتوکل

المؤمنون وما لنا الا نتوکل علی اللہ سے بیان کیا گیا۔ اور یہ بیان فَانْ مَصِیْرَکُمْ اِلَی النَّارِ تک ہوا پس وقائع بیان کرنیکے بعد حیلہ دفع عذاب کا احسان کرنا بتلایا گیا۔ جیسا کہ قانون بھی یہی قرآن کا تھا۔ اور صلوٰۃ کا بھی ذکر کیا گیا کیونکہ یہ بھی موجب خلاصی عذاب سے ہے اور بحث کے ختم ہونے کی بعد دلیل عقلی اور نقلی بیان کی گئی اور پھر اختتام کیوقت وقائع بتلائے گئے جو کہ مقصود اصلی سورت کا تھا اور پھر آخر میں سورۃ کا خلاصہ توحید اور بتلانا وقائع کا بیان کیا گیا۔ مختصر خلاصہ یہ ہے۔ کہ پہلے تو حکم کیا گیا انکو وقائع بتلانے کا تاکہ شر سے نکلیں تمام رسل سابقہ یہی کام کرتے رہے دیکھو موسیٰ علیہ السلام بھی یہی کرتا رہا پھر اس کے بعد وقائع دنیوی اور اخروی اور دلائل عقلیہ اور دو دلیلیں نقلی مدعا کیواسطے بیان ہوئیں اور آخر میں سب سورۃ کا خلاصہ نکالا گیا وَاٰتَاکُمْ مِّنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ۔ ہذا من قبیل قولہ تعالیٰ ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا یعنی خاص اسی نے دیا جو کچھ مانگنے سے دیا ہے تحقیق لفظی۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللہِ اے اذکروا بیان موسیٰ بقرینہ اذکروا نعمۃ اللہ اور بیان موسیٰ مفعول بہ ہوگا۔ وَاِذْ تَاَذَّنَ اذکروا اِذْ تَاَذَّنَ اے حکم۔ فَرَدُّوْا اَیْدِیَھُمْ فِیْ اَفْوَاھِھِمْ یعنی انہوں نے انگلیاں کاٹتے تھے سُلْطَانٌ مُّبِیْنٌ اے معجزہ اِلَّا نَتَوَکَّلَ عَلَی اللہِ اے ندعوا غیر اللہ حَاتَ مقامی یعنی قیام کرنے سے آگے میری وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ یعنی طلب فیصلہ کی یا تو رسولوں نے یا کفار نے اور خوار ہوا ہر جبار اور عنید مِنْ وَّرَآئِہٖ جَھَنَّمُ ای من قدام الجبار جہنم صدید پیپ وَلَا یَکَادُ یُسِیْغُہٗ نگل سکے یَاْتِیْہِ الْمَوْتُ ای اسباب الموت یوم عاصف اندھیرے والے اَخْلَفْتُکُمْ اے کذبتکم یعنی میں نے تمہارے آگے جھوٹ بولا تھا وَاَنَا بِمُصْرِخِکُمْ میں نہیں مدد دے سکتا۔ کَلِمَۃً طَیِّبَۃً اے جعل کلمۃ طیبۃ کَشَجَرَۃٍ یعنی تمثیل فَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ آسمان کی طرف باندھے کہ کوئی حیوان اس سے میوہ کھا نہیں سکتا آسانی سے کُلَّ حِیْنٍ یعنی اپنی موسم میں اجْتُثَّتْ اکھاڑا ہوا فِی الْاٰخِرَۃِ ثبت فی الاخرۃ کیونکہ متعلق ثبت کے نہیں ہوسکتا من قبیل علفتھا تبنا وماء باردا یفعل اللہ ما یشاء یعنی عذاب دے گا اَحَلُّوْا قَوْمَھُمْ دَارَ الْبَوَارِ پہونچا دیا ہے قوم کو دار ہلاکت کی طرف اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ اس میں صیغہ امر کا ہے اے لیقیموا لام محذوف کیا گیا ہے واسطے دلالت کرنے قل کے کیونکہ دوسرا امر کے صیغے میں پہلے امر کے قرینہ کے بعد لام حذف کرنا جائز ہے اور ابتدا میں جائز نہیں وَلَا خِلَالٌ دوستی اللہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ خلق پر اترل دو ستر تین جگہ عطف ہیں اور تمام جگہ حصر ہی ہے دَآئِبَیْنِ ہمیشہ چلتے ہیں وَاٰتَاکُمْ مِّنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ یہ معنی نہیں کہ ہر چیز دیتا ہے بلکہ یہ معنی مراد ہے کہ وہی دیتا ہے دوسرا کوئی دینے والا نہیں ہے انہوں نے اے الاصنام مَا یَخْفٰی عَلَی اللہِ مِنْ شَیْءٍ یہ یا تو اوقال الٰہی ہے یا تتمہ کلام ابراہیم علیہ السلام کا ہے وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ اے دعائی تَشْخَصُ فِیْہِ الْاَبْصَارُ کھلی رہجائیں گی آنکھیں مُھْطِعِیْنَ شتابی کرنیوالے اِلَی الدَّاعِ وَمُقْنِعِیْ اے مرتفعی رُءُوْسِھِمْ اِلَی الدَّاعِ ھَوَآءٌ اے خالی ہونگے عقل سے یَوْمَ یَاْتِیْھِمُ الْعَذَابُ عذاب سے مراد دنیوی بقرینہ اَخِّرْنَا اِلٰی اَجَلٍ قَرِیْبٍ کے مَا لَکُمْ مِّنْ زَوَالٍ اس کے دو معنی ہیں ایک تو یہ ہے کہ عذاب دنیوی کوئی نہیں ہے یا یہ معنی کہ تمام نہ مرینگے بلکہ عادۃ کے بموجب باری باری سے مرینگے اور یہ معنی نہیں کہ بالکل نہ مرینگے کیونکہ مرتے تو تھے اور مرنے کا اقرار بھی کرتے تھے وَسَکَنْتُمْ فِیْ مَسٰکِنِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اے بنا کرو حیلے اپنے وَاِنْ کَانَ مَکْرُھُمْ لِتَزُوْلَ مِنْہُ الْجِبَالُ ان یا تو نافیہ ہوگا یا مخففہ من المثقلہ اگر نافیہ ہو تو مراد مکر سے ضعیف ہوگا

یعنی نہیں بنا مکران کا کہ اس سے پہاڑ زائل ہو جائے یعنی ضعیف تھا اور اگر مخففہ من المثقلہ ہو تو مراد مکر سے قول ہوگا یعنی تحقیق مکران کا اگرچہ ایسا تھا کہ اس سے پہاڑ ٹلنا ئل ہو جاتے تھے غیر اکاوض یا تو زمین دیگر ہو گی یا اسی میں تغیر ہوگا فی الاوصاف زنجیر قطران گندرت ولینذروا اے لینصحوا و ینذروا۔ اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الحجر

اس سورت کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ سورۃ ابراہیم میں تو یہ بیان کیا کہ ان کو وقائع بتلاؤ تاکہ شرک سے نکلیں اور اب اس میں ترقی کر کے فرماتے ہیں کہ اچھا اب ان کو وقائع تو بتلائے گئے اب ان کو کہو کہ اب مان لو ورنہ جس وقت عذاب آئے گا اس وقت پچھتاؤ گے جیسا کہ اقوام سابقہ نے بھی نہ مانا تھا ان کو عذاب دیا گیا۔ شعر

فردا بشنوی ایں بانگ نوید نعرہ یا حسرتی وا ویلتا

دعوی اور مقصود سورت کا اول میں رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ سے بیان کیا گیا جیسا کہ سورۃ ابراہیم کا دعوی ہی اول میں ذکر کیا گیا تھا اب یہی طریقہ ہوگا کہ ہر ایک سورت کا مقصود ابتدا میں ذکر کیا جاوے گا (حاصل سورت) پہلے تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ وَ قُرْاٰنٍ مُّبِیْنٍ سے توطیہ تمہید سے اور ترغیب دلائی گئی ہے کہ ذرا خیال کر کے سنو جو آگے باتیں آ رہی ہیں معمولی باتیں نہیں ہیں بلکہ آیات ہیں جس میں سے بعض اسی کتاب میں آئی ہیں اور کتب سابقہ میں یہ بیان نہیں آیا تو ان کو سمجھ لو ایک یہ کہ جس سورت میں کتاب محض ذکر کیجائے اس جگہ کوئی سماوی کتاب ہوتی ہے خواہ تورات ہو یا انجیل ہو یا قرآن شریف لہذا ابتدا سورت میں لفظ محض کتاب کا بیان کیا جائے تو مراد یہ ہوتی ہے کہ اس میں وہ بیان ہوگا جو کہ کتب سابقہ میں بھی کیا گیا ہو (۲) اور اگر قرآن کا لفظ کہا جائے تو یہ مراد ہوتی ہے کہ اس میں بیان ایسا ہوگا جو کہ کتب سابقہ میں نہیں کیا گیا (۳) قاعدہ ثانیہ یہ ہے کہ اگر صفت کتاب کے مبین لائی جائے جیسا کہ اس جگہ لائی گئی ہے تو اس میں دلائل نقلیہ بیان کئے جاتے ہیں مراد دلائل نقلیہ سے یہ ہیں کہ احوال سابقہ کا بیان بتلایا ہوگا۔ اور اگر حکیم صفت لائی جائے تو اس سورت میں دلائل عقلیہ بیان کیجاتی ہیں اور اگر کوئی صفت نہ ذکر کیجائے تو دلائل نقلیہ اور عقلیہ ذکر کیجاتی ہیں۔ اب یہ جاننا چاہئے کہ اس سورت میں پہلے قانون بموجب لفظ کتاب اور قرآن دونوں ذکر کئے گئے ہیں لہذا بعض اس سورت میں ایسے بیان ہونگے جو کہ کتب سابقہ میں آئے ہیں چنانچہ سورت میں پہلے تین نمونہ پانچ نمونوں سے کتب سابقہ میں بھی آئے ہیں اور بعض ایسے ہونگے جو کتب سابقہ میں نہیں آئے جیسا کہ پچھلے دو نمونے کتب سابقہ میں نہیں آئے اور دوسرے قانون کے موجب صفت مبین کی ذکر کی گئی ہے لہذا اس میں دلائل نقلیہ بیان ہونگے جیسا کہ اس سورت میں پانچ نمونے بیان کئے گئے تھے۔ رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ جب توطیہ تمہید سے ترغیب دلائی گئی تو بعد اس کے سورت کا اصلی مقصود ذکر کیا گیا۔ اور پھر ذَرْهُمْ یَاْکُلُوْا وَ یَتَمَتَّعُوْا سے

سے کر وَمَا یَسْتَاْخِرُوْنَ تک مقصود اصلی ذکر کرکے تخویف دنیوی بیان کی گئی ہے اور اس تخویف کا ربط سورۃ ابراہیم کے دعوے کیساتھ ہے کیونکہ سورت ابراہیم کا دعوی تو یہ تھا کہ انکو وقائع تبلا دتا کہ شرک سے بچیں۔ اور اب اس تخویف سے یہ بیان کیا گیا۔ وقائع تبلانے کے بعد بھی جب نہیں مانتے تو ان کو فرمادو کہ اب تم پر آفات آئیں گی تم پچھتاؤ گے۔ اور پھر وَقَالُوْا یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ سے لے کر وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِیْنَ تک شکوہ کیا گیا بعد تخویف کے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر ملائکہ بلند آواز سے کہیں کہ یہ واقعی نبی برحق ہے۔ اور ان کو یہ معلوم نہیں کہ ملائکہ کا آنا اخیری درجہ ہوتا ہے اس کے بعد جو نہ مانیں وہ ہلاک کئے جاتے ہیں۔ پھر اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ سے لے کر قَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ تک تخویف بیان کی گئی کہ اس قرآن کو ہم نے نازل کیا ہے تو اپنے نفس سے نہیں کہہ رہا۔ یہ نہیں مانتے الٹا مجنون کہتے ہیں۔ اور استہزار کرتے ہیں اور اللہ تعالی بھی استہزار کو انکے دلوں میں محکم کرتا ہے یعنی جس طرح امم سابقہ کرتے تھے انکی طرف بھی ذکر یعنی کتابیں بھیجی گئیں۔ اور ایمان نہ لائے تھے تو انہوں کو اللہ تعالی نے ہلاک کر دیا اسی طرح انکو بھی ہلاک کردے گا اور اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ جملہ معترضہ بیان کیا گیا۔ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ سے لے کر بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ تک اس کے دو ربط ہیں۔ جواب سے سوال کا کیونکہ کفار معجزہ طلب کرتے انکو کہا گیا کہ دنیا میں معجزے دکھانے تو بجائے خود اگر تم کو آسمان پر چڑھا لیں اور تم کو معجزات بھی دکھائیں جائیں تو پھر بھی تسلیم نہ کروگے بلکہ کہوگے کہ ہم پر جادو ہو گیا ہے۔ زیرا کہ ہم بسبب عناد کے انکے دلوں میں کفر اور شرک کو جاری کر رہے ہیں۔ مہر جباریت کی ان پر ماری گئی ہے تائید اس کی یہ ہے وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اور قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰی الخ اے لایومنون۔ اب یہ جاننا چاہئے کہ لِقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ کا معنی یہ ہے ایک نظر بند کرنا ہوتا ہے۔ اور ایک سحر ہوتا ہے فرق یہ ہے کہ اگر کسی چیز پر پڑھا جائے اور تمام لوگوں کو مثل سانپ وغیرہ کے نظر آئے اس کو نظر بند کہتے ہیں اور اگر ایک شخص پر پڑھا جائے اور وہ چیز خاص اس شخص کو مثل سانپ وغیرہ کے نظر آئے اور باقی لوگوں کو اصلی صورت میں نظر آئی۔ اس کو سحر کہتے ہیں۔ لہذا اس آیت کا یہ معنی ہوگا کہ ہمارے آنکھوں پر پردہ آگیا ہے اور بند ہوگئی ہیں دیکھنے سے آنکھیں ہماری۔ پھر ترقی کرکے کہا کہ نظر بند نہیں بلکہ خاص ہم پر سحر کیا گیا ہے۔ پھر وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا سے لے کر عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِیْنَ تک دلیل عقلی توحید کی بیان کی گئی اور اس میں دو دعوے ثابت کئے گئے (۱) ایک تو سب کچھ کرنے والا وہی ہے یہ دعوی نَحْنُ الْوَارِثُوْنَ تک ثابت کیا گیا۔ کیونکہ اوپر سے آسمان کو پیدا کرکے ہر شیطان سے محفوظ رکھا اور نیچے سے زمین کو پیدا کرکے اسباب گزران کے ہر ایک کیواسطے پیدا کرنا اسی کا کام ہے پس ان امور سے معلوم ہوا کہ سب کچھ کرنے والا وہی ہے (۲) اور دوسرا یہ ہے کہ سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے۔ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِیْنَ سے ثابت کیا گیا کیونکہ یہ کنایہ ہے اس سے کہ سب کچھ جاننے والا وہی ہے۔ اور سب دلائل میں حصر ہے اور پھر وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ یَحْشُرُهُمْ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ سے تخویف اخروی بیان کی گئی اور پھر وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ سے لے کر مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ تک دلیل بیان فرمائی حاصل یہ ہے کہ اے انسان تو اپنے پیدائش کو ذرا دیکھ تو سہی کہ کس چیز سے پیدا ہوا ہے پھر بھی مشرک کرتا ہے اور سرکشی کرتا ہے اور رسولوں کو نہیں مانتا اور اسی طرح جنون کی پیدائش بھی

ذرا دیکھو کہ کس سے پیدا ہوئے ہیں اور شیطان بھی جن ہے جو کہ تمہارا دشمن ہے (وَكَانَ مِنَ الْجِنِّ) اور پھر وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ سے لے کر اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِيْنَ تک بعد بیان کرنے دلائل توحید کے فرمایا کہ آؤ دعوٰی کو مان لو اب وقت ہے اور شیطان کے تابع نہ ہو وہ اصل میں تمہارا دشمن ہے تم کو گمراہ کر رہا ہے ان دلائل کو دیکھ کر دعوی مان لو کیونکہ سیدھا راستہ صرف توحید والا ہے۔ اور بار بار اس واسطے دلائل بیان کئے جاتے ہیں کہ ان میں سے کسی ایک کو غور کر کے دیکھو تو سہی آیا واقعی دعوٰی صحیح ہے یا نہیں افسوس ہے تم پر کہ باوجود اتنے بیانات کے پھر بھی نہیں مانتے۔ یہ بھی جاننا چاہئے کہ اِلَّآ اِبْلِيْسَ کا معنی یہ ہو گیا کہ شیطان کو امر سجدہ کا کیا گیا۔ لیکن اس نے امر الٰہی نہ مانا۔ اب یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ظاہر تو ملائکہ کو امر سجدہ کا ہوا تھا جیسا کہ فَقَعُوْا لَهٗ سَاجِدِيْنَ سے معلوم ہوتا ہے ابلیس کا کوئی ذکر سجدہ کا نہیں آیا۔ جواب یہ کہ امر ہوا تھا اس کو بھی تبعیر کرتے وقت اس کو ترک کیا گیا۔ جیسا کہ واعظین کہتے ہیں میں نے فلانے شہر والوں کو وعظ کیا انہوں نے مان لیا اور دوسرے شہر والوں نے نہ مانا یعنی ان کو بھی وعظ کیا تھا لیکن انہوں نے نہ مانا۔ سورۃ اعراف میں ہے مَا مَنَعَكَ اَنْ لَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ۔ پھر بعد اس کے اَنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ سے لے کر لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ تک تخویف ہے اور اِذْ قَالَ رَبُّكَ الخ سے فرمایا کہ آؤ شیطان کے تابع نہ ہو ورنہ تمہاری جگہ جہنم ہوگی تمہارے واسطے یہ تخویف ہے اور ساتھ ہی اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ سے لے کر وَمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ تک بشارت بیان کی گئی واسطے دعوی ماننے والوں کے اور ضد اور عناد نہ کرنے والوں کے۔ یا معنی ولقد علمنا المتقدمین کا یہ ہے کہ متقدمین سے مراد وہ کہ ہمارے احکام اور توحید کے ماننے والے ہوں اور متاخرین وہ ہیں جو کہ نہ ماننے والے ہوں یہ تخویف ہوگی۔ اور پھر نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ سے تخویف بیان کر کے وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ سے فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ تک پانچ نمونے تخویف دنیوی کے بیان کئے گئے اور یہ تمام بیان اور تفصیل ہوگی نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ کی ابتدا سورت میں کہا گیا ہے کہ مان لو ورنہ عذاب آئے گا تو پچھتاؤ گے اور اب پانچ نمونے تبلائے گئے کہ انہوں نے بھی نہ مانا تھا پھر ہلاک کئے گئے۔ اسی طرح اگر تم نے نہ مانا تو عذاب دئے جاؤ گے جس طرح ان کو عذاب دیا گیا ہے۔ یہ تو اس کا ماقبل کے ساتھ ربط تھا تفصیل یہ ہے نَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ سے لیکر لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ تک ایک نمونہ تبلایا گیا کہ دیکھو لوط علیہ السلام کی قوم نے ہماری دعوی کو نہ مانا تھا آخر ان کو دنیا میں کیسے عذاب سے ہلاک کیا۔ اور انکے شہر تمہارے راستے میں ہیں تم دیکھتے بھی ہو پھر نہیں مانتے ہو۔ دوسرا قصہ اصحاب الایکہ کا۔ پھر تیسرا نمونہ وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ سے لے کر فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ تک بیان کیا گیا کہ دیکھو انہوں نے بھی رسولوں کی تکذیب کی تھی آخر اللہ تعالیٰ نے انکو ہلاک کر دیا تم بھی تکذیب کرتے ہو آخر تمہارے ساتھ بھی یہی کام کیا جاوے گا اس وقت افسوس کرو گے پھر جب تین نمونے بیان ہو گئے تو اس کے بعد سب کے فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ فرمایا کہ دیکھو کہ ہم نے سب کو ہلاک کیا اور انہوں کو انکے معبودوں نے نہ بچایا تمہارے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا جاوے گا تمہارے معبود تم کو نہ بچائیں گے تائید اس کی فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (ہود) وقولہ تعالیٰ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا

الحق (الحقاف) پھر بعد اس کے وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ سے دلیل عقلی توحید کی بیان کی گئی کہ آسمان اور زمین واسطے اظہار حق کے پیدا کیے گئے ہیں۔ اور اس کے متعلق وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيْمُ سے اس کے واسطے ثبوت کیا گیا یعنی اللہ تعالیٰ خالق ہے پھر بھی تم کو پیدا کرے گا اور حساب لے گا۔ اور صیغہ خلاق مبالغہ کا ہے اور تائید اس کی مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ (لقمان) اور بعد اس کے وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ سے کر قُلْ اِنِّيْ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ تک تسلی نبی علیہ السلام کو دی گئی کہ آپ پر اتنا انعام عظیم الشان ہوا وہ یہ کہ سورۃ فاتحہ اور قرآن عظیم جو اس سے مراد بھی سورۃ فاتحہ ہے۔ جب ایسا بڑا انعام تم پر کیا گیا تو ان کے عیش عشرت دنیا وی کی طرف نہ دیکھ۔ اور ان کے ایمان نہ لانے سے غم نہ کر تائید اس کی لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ بلکہ مومنوں کی طرف توجہ کر۔ اور اس کے ساتھ نرمی کر اور صاف کہدے کہ میں تو محض نذیر ہوں اور معجزات میرے ہاتھ میں نہیں ہیں۔ پھر درمیان میں تسلی دے کر پھر كَمَا اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ سے کر اعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ سے چوتھا نمونہ بتلایا گیا کہ جس طرح ان باران آدمیوں پر عذاب ڈالا تھا اسی طرح تم پر بھی ڈالیں گے۔ اور یہ وہ آدمی تھے جو لوگوں کو مکے کی گلیوں میں بیٹھ کر گمراہ کرتے تھے اور پھر اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ سے لیکر فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ تک پانچواں نمونہ بتلایا گیا یہ علیحدہ پانچ آدمی تھے ولید بھی ان میں سے تھا رسول صلعم کو بہت ضرر دیتے تھے اور ان کو عذاب اس آیت کے نازل ہونے کے بعد دیا گیا تھا۔ اور اس آیت سے وعدہ عذاب کا دیا گیا تھا۔ اور پہلے بارہ کو پہلے نازل ہونے آیت سے عذاب دیا گیا تھا۔ اور اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ سے تسلی بھی غرض ہے۔ پھر جب ترتیب ختم ہو چکی جو کہ اصلی مقصود تھا اس کے بعد وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ سے لے کر حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ تک نبی علیہ السلام کو تسلی دی گئی۔ اور متعلق ہے اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ کے یعنی یہ پانچ تم کو ضرر دیتے ہیں۔ اور کلمات سخت کہتے ہیں تنگی نہ کر ہم انکے واسطے کافی ہیں اور تورات دن اللہ کی بڑائی بیان کر شرک سے ان سے نہ ڈر اور ایک اللہ کی عبادت کر اس حد تک کہ ان پر عذاب دیکھ لے گا۔ یا موت اپنی تک عبادت کرتا رہ اخلاصہ حاصل یہ ہے جب وقائع بتلائے گئے سورت ابراہیم میں اب بیان کیا آؤ مان لو عذاب اپنے وقت پر آئے گا اس وقت افسوس کروگے ان کا شکوہ کیا گیا کہ معجزات مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فرشتہ آکر بلند آواز سے صداقت رسول بیان کرے ان پر ہر جا ریت کی ہے۔ پھر آخر تک پانچ نمونے پیش کیے گئے کہ دیکھو ان تمام نے اپنے رسولوں کی تکذیب کی جس طرح تم کرتے ہو وہ ہلاک کیے گئے ان کو انکے معبودوں نے نہ چھڑایا۔ تمہارا بھی یہی حال ہوگا۔ درمیان میں دلیل توحید کی بیان کی گئی اور ساتھ ہی تخویف افروی بیان کی گئی۔ پھر نبی علیہ السلام کو تسلی دیگئی کہ انکے عیش عشرت کی طرف نہ دیکھ تم پر اللہ کا بڑا انعام ہوا ہے۔ کیونکہ نزول قرآن کا تیرے پر ہوا ہے بلکہ مومنوں کا خیال رکھ آخر میں دوسری بار تسلی دی گئی کہ تیرے مخالفوں کے واسطے ہم کافی ہیں۔ (اخلاصہ مختصر) آؤ مان لو افسوس کروگے وقت عذاب آنے کے۔ اول میں یہ بیان ہوا اور پھر دلائل توحید یہ بیان کرکے دوبارہ کہا گیا آؤ مان لو شیطان کے تابع نہ ہو جاؤ ورنہ جہنم میں داخل ہوگے اور پانچ نمونے بتلائے گئے نہ ماننے والوں کو اسی طرح عذاب دیتے ہیں آخر میں دوبار تسلی دی گئی نبی علیہ السلام کو سورت میں کل چار امور ذکر ہوئے ہیں (۱) ذکر مدعا

۲ بھی ہے۔ اور درمیان میں الساعۃ الذکیہ سے تخویف اخروی بیان کی گئی بعد بیان اول کے اور دوسرا ربط یہ ہے کہ جب دلیل توحید کے بیان کر کے ان الساعۃ الذکیہ سے تخویف اخروی بیان کی تو ان ربک ھو الخلاق العلیم

سورت کا ہوا اور اس کے متعلق شکوہ بیان ہوا (۲) دلائل توحید یہ (۳) نمونے کا بیان (۴) نبی علیہ السلام کو تسلی سب کا حاصل یہ ہے آہ ماں بوا افسوس کروگے (تحقیق لفظی) وَیلہم الامل غافل کیا انہوں کو خواہشوں نے۔ انا لہ لحٰفظون جلد معترضہ ہے وَلقد ارسلنا الذکر۔ وانزلنا الذکر اس جگہ مراد ذکر سے قرآن شریف ہے کذٰلک نسلکہ اے الاستہزار سنۃ الاولین یعنی تعذیب انما سکرت ابصارنا اے اغشیت ابصارنا۔ اس جگہ معنی انما کا پختگی ہے اور ما الا والا نہیں ہے کیونکہ اگر معنی ما الا والا کریں تو یہ معنی ہوگا ما سکرت الا ابصارنا فظلوا فیہ یعرجون ہوں اس میں چڑھنے والے الا من استرق السمع اے لکن من استرق السمع مستثنیٰ منقطع ہے۔ موزون اے باحکمۃ وتقدیر بمقتضیۃ الحکمۃ کنایہ ہے حکمت کی بھری ہوئی سے۔ من لستم لہ برزقین بعض نے مراد ملائکہ لئے ہیں اور بعض نے غلام ان من شئ الا عندنا خزائنہ اے فی حکمنا وقضہ قضا تمام دلیل میں حصر ہے اور یہ آیت قرآنیہ سے حصر کا تمام دلیلیں کیواسطے کیونکہ معنی اس کا یہ ہے۔ ہر شے کا خزانہ اللہ کے نزدیک ہے لواقح حمل دار کرنے والیاں۔ وما انتم لہ بخازنین یہ دوسرا قرینہ ہے کہ سب دلیل میں حصر ہے اور انتم سے مراد مخلوق ہے خواہ ملائک ہوں یا انسان یا جن یعنی مخلوق میں سے کوئی خزانچی نہیں اور خازنین کا معنی جمع کرنے والا وانا لنحن نحی اے لاغیرنی المخلوق ولقد علمنا المستقدمین الخ یہ کنایہ ہے اس سے کہ علم ہر شیار کا اللہ ہی کو ہے نہ غیر کو من صلصال آواز کرنے والی زمین حما کیچڑ مسنون گندہ یعنی بدبودار۔ نار السموم اس کے دو معنی ہیں ایک آتش سوزان اس وقت اضافت موصوف کی طرف صفت کے ہوگی۔ اور یا آگ جو کہ دھوئیں سے خالی ہو۔ اس وقت اضافت بیانیہ ہوگی جیسا کہ شجرۃ الزاکم میں ہے من روحی اضافتہ واسطے شرافت کے ہے اور یا ملک کیوجہ سے اضافت کی گئی ہے۔ قال ھذا صراط علی مستقیم اس کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ یہ رستہ میرے اوپر سیدھا آرہا ہے جو فکر کرے سوا خدا کے کوئی معلوم نہیں ہوتا کرنے والا دوسرا یہ کہ وعدہ میرا محکم ہے یعنی عباد مخلصین کو اغوا نہ کرنے دونگا اس معنی بموجب ان عبادی لیس لک علیھم بیان ہوگا واسطے صراط علی مستقیم کے جز مقسوم یعنی حصہ۔ خطبکم ایھا المرسلون یعنی کام بڑا۔ الا ال لوط اے لکن مستثنیٰ منقطع ہے انکم قوم منکرون یعنی بیگانے ہو اخافت ان یھجم علیکم قوم قالوا بل جئناک بما کانوا یعنی قالوا اما جئنا لضررک یہ کلام محذوف ہوگی کیونکہ قالوا بل جئناک کا تعلق قال انکم قوم منکرون کے ساتھ نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کی کلام کا یہ جواب نہیں بن سکتا جب تک یہ دوسری کلام محذوف نہ کی جائے فاسر باھلک بقطع من اللیل میں تعقیب ذکری ہے یعنی یہ ہوگا پس یہ بات بھی ہوئی ہے کیونکہ وجاء اھل المدینۃ یستبشرون کے بعد یہ حکم فاسر باھلک والا ہوا ہے فلا تفضحون میری رسوائی نہ کرو عن العالمین یعنی لوگوں سے لعمرک انھم لفی سکرتھم الخ معنی یہ ہے کہ قسم حیاتی اور محبوبی تیری کی کہ تحقیق وہ گمراہی اپنی میں مست ہیں اور لعب کررہے ہیں یہ جاننا چاہئے کہ قسم چار قسم کی ہوتی ہے ایک تو یہ کہ مقسم بہ کو قادر اور عالم سمجھے اور کہے کہ میں جو کچھ قسم اٹھاتا ہوں مقسم بہ میرے حال پر واقف ہے۔ اگر میں نے مقسم علیہ میں مخالفت کی تو مقسم مجھکو ضرر دینے پر قادر ہے یہ قسم بغیر اللہ شرک ہے۔ دوسری قسم وہ ہوتی ہے جو کہ شاہد لایا جاوے واسطے مدعا کے جیسا

قسم ہے تیرے گون تو وزلف شبگون تو کہ تو محبوب لربانی

شعر

۴ ومن الخلق الذین یاتی بعدنے والا ے من الخلق

قسم بغیر اللہ جائز ہے۔ جیسا کہ قال تعالیٰ ن والقلم وما یسطرون اور باقی سورتوں میں جو اسی طرح لفظ آئے ہیں وہ سب اسی طرح ہیں تیسرا قسم جیسا کہ کہا گیا۔ شعر

شکلت بنیتی ان لم تروھا تثیر النقع من طرفی کدار

تروھا ضمیر مونث غائب راجع ہے طرف اذا سن کے چونکہ حسان شاعر رسول اللہ صلعم نے یہ کلمہ کہا تھا کہ کدار پہاڑی کے اطراف سے آکر اے مکے والو تم پر چڑھائی کرینگے۔ اور گھوڑے اسی راستہ سے لاکر تم کو فتح کرینگے۔ اسی واسطے رسول صلعم فتح مکہ کے دن فرمایا کہ حسان کی قسم پوری کرنیکے لئے لشکر کدار میں سے لانا اور مکے میں داخل ہونا .....

..... یعنی اگر میں جھوٹ کہوں مجھ سے نعمت اللہ لے لے۔ اور چوتھی قسم یہ ہے کہ کبھی دعا کے ساتھ قسم اٹھائی جاتی ہے یعنی مطلب دعا دینے کا ہوتا ہے۔ وہ ایسا موقع ہوتا ہے جو بد دعا کرنی مناسب نہیں ہوتی جیسا کوئی اپنے محبوب کو کہے خدا کرے توں زندہ رہیں۔ یہ نامناسب ہو کہ کہے اگر ناحق کہوں تو تم کو جو تو میرا محبوب ہے حق تعالیٰ مارے اور میرے سے چھین لے لعمرک انہم لفی سکرتہم الخ میں بھی اسی قبیلہ سے ہے یعمھون اے یلعبون مشرفین روشنی پکڑنے والے للمتوسمین اے المتفکرین اے الناظرین الی سمۃ الشئ اس جگہ کنایہ ہے فکر کرنے والوں سے اصحاب الایکہ قوم شعیب علیہ السلام کی ہے لبامام مبین ای الصراط المبین یعنی سڑک بادشاہی اور ظاہر اور مشہور اصحاب الحجر حجر اسم وادٍ تسکن فیہا قوم ثمود۔ ما کانوا یکسبون سے مراد سبود ان کے ہیں۔ فاصفح الصفح الجمیل پس منہ پھیر تو ان سے منہ پھیرنا اچھا وما بینہما بالحق اے لاظہار الحق سبعا من المثانی اے الآیات والقرآن العظیم مقرر عظیم اے سورہ فاتحہ۔ یہی قول رسول صلعم کا ہے لا تمدن نہ خیال کر۔ ازواجا طائفے ولا تحزن علیہم یعنی انکے نہ ایمان لانے پر کما انزلنا الخ اے ننزل علیہم کما انزلنا علی المقتسمین الخ الذین جعلوا القرآن عضین یعنی ٹکڑے ٹکڑے اور مراد ان سے وہ ہیں جنہوں نے صلاح کی تھی کہ مکے کی گلیوں میں بیٹھ کر لوگوں کو رسول صلعم کی طرف نہ جانے دیں اور گمراہ کریں الذین یجعلون مع اللہ الخ پانچ آدمی علیحدہ تھے جو کہ رسول اللہ صلعم کو ضرر دیتے تھے ان میں ولید بھی تھا فسوف یعلمون یہ وعدہ ہے عذاب کا اس آیت کے بعد یہ بھی ہلاک کئے گئے تھے۔ اور انا کفیناک سے وعدہ شروع ہوا ہے حتی یاتیک الیقین منی یہ کہ عبادت کرتا اس حد تک کہ انکو عذاب مل جاوے اور تو دیکھے یا خود تو فوت ہو جائے اس حد تک عبادت اللہ تعالیٰ کی کر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ نحل۔ مکیہ

اس سورت کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ سورۃ حجر میں فرمایا کہ مان لو پھر افسوس کروگے عذاب کے وقت کہ ہم نے ایمان کیوں نہ لایا تھا اس سورت میں بیان کیا جاتا ہے کہ عذاب الٰہی آیا سمجھو جلدی نہ کرو۔ پھر دعوی اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ

سے ذکر کیا گیا ہے (حاصل سورۃ) پہلے تو دعوٰی سورت کا ذکر کیا گیا۔ پھر اسی دعوے کے متعلق سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ سے لیکر لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ تک بیان کیا کہ شرک نہ کرو اچھا ہوگا یہی سبب ہے تم پر عذاب آنے کا تم کہتی ہو اس پر نبوت کیوں آئی۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے جن پر دعوٰی اصلی توحید نازل کرے اپنے بندوں میں سے۔ اس جگہ تک تمام ذکر مدعی سورت اور اس کے متعلق کلام تھی حاصل یہ ہے کہ تم شرک کرتے ہو اور رسول کی تکذیب کرتے ہو دونوں باتیں بیجا کرتے ہو۔ اور عذاب کو مانگتے ہو ان دو علتوں کی وجہ سے عذاب آیا سمجھو۔ (نوٹ) جب عذاب الٰہی آنے کا وقت تھا لہٰذا اس سورت میں دلائل توحید کے عقلیہ اور نقلیہ اور وحی بھی یہ تمام بیان کی گئیں۔ اور دلائل عقلیہ زیادہ لائی گئی ہیں۔ (نوٹ دیگر) دلائل عقلیہ میں ثبوت دو بدعا کا ہوگا ایک سب کچھ کرنے والا وہی ہے اور جاننے والا وہی ہے۔ اور ان میں پہلا دعوی علتہ سے واسطے دوسرے دعوے کے۔ لہٰذا دلائل بیان کرنے میں بھی پہلے دلائل پہلے دعوے کے متعلق ہونگے پھر دوسرے دعوی کے متعلق پھر ثمرہ بیان کیا جاوے گا دونو مدعا کا (۱) پہلے دعوے کے متعلق بیان کیا خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ سے لے کر وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ تک حاصل یہ ہے آسمان زمین بھی اس نے پیدا کیے واسطے اظہار حق کے اور اسی طرح انسان کو پیدا کیا۔ اور چار پاؤں کو پیدا کیا جو ان سے تم نفع اٹھاتے ہو۔ ان دلائل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ہے اسی واسطے اس کو درمیان میں ذکر کیا گیا۔ پھر دلائل کے بعد فرمایا وَعَلَی اللّٰہِ قَصْدُ السَّبِیْلِ وَمِنْھَا جَآئِرٌ وَلَوْ شَآءَ لَھَدٰکُمْ اَجْمَعِیْنَ یعنی دلائل بیان ہو چکے توحید کے اور یہی توحید کا راستہ سیدھا ہے۔ اور ان دلائل کو دیکھ کر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ خالق ہر ایک کا اللہ تعالیٰ ہے اس راستہ کے سوا باقی راستے ٹیڑھے ہیں یعنی شرک اور کفر ہیں۔ اور وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوتی تو تمام کو ہدایت کر دیتا اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰیَۃً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُھُمْ لَھَا خٰضِعِیْنَ لیکن دلائل بیان کیے واسطے آزمائش کیواسطے ایمان دلائل کو دیکھ کر کون ایمان لاتا ہے۔ اور کون نہیں لاتا (۲) پھر دوسری دلیل عقلی ھُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّکُمْ مِّنْہُ شَرَابٌ سے لے کر وَعَلٰمٰتٍ وَبِالنَّجْمِ ھُمْ یَھْتَدُوْنَ تک پہلے مدعا کیواسطے بیان کی پہلے تو یہ فرمایا تھا کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ اب یہ بیان فرمایا کہ تم کو پیدا کر کے تمہارے نفع کیواسطے یہ اشیاء مذکورہ پیدا کیے گئے ہیں اور ہر ایک کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ ذرہ خیال کرو ہر ایک میں آیات دالہ علی التوحید ہیں پہلے دلیل کے ساتھ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ بیان کیا۔ دوسری دلیل کے ساتھ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّذَّکَّرُوْنَ سے بیان کیا اور تیسری دلیل کے ساتھ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ بیان فرمایا اور چوتھے کیساتھ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ بیان کیا۔ پس جب دلائل پہلے مدعا کے بیان کیے گئے تو اس کے بعد اَفَمَنْ یَّخْلُقُ کَمَنْ لَّا یَخْلُقُ اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ سے بیان کیا گیا کہ تم کو معلوم ہو گیا ہوگا ان دلائل سے کہ سب کچھ پیدا کرنے والا وہی ہے۔ جب اللہ وہی ہوا تو اس کا شریک کون بن سکتا ہے۔ پھر آخر میں اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ فرمایا کہ تم کو کس طرح بیان کیا جاتا ہے پھر بھی تم نصیحت قبول نہیں کرتے ہو پھر ساتھ ہی اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا فرمایا کہ یہ انعام مذکور بطور تمثیل بیان کیے گئے ہیں اگر تم خود انعام الٰہیہ کا شمار کرو تو نہ کر سکو گے پھر بھی تم اللہ کے ساتھ شریک بناتے ہو۔ اسجگہ تک تو پہلے دعوے کے متعلق دلائل اور کلام لائے گئے ہے۔ آگے دوسرے دعوے کے متعلق (۳) وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ دلیل بیان کی

کہ پوشیدہ اور ظاہر سب کو وہی جاننے والا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ غیر کو عالم الکل شی جاننا شرک فی الصفات ہوگا۔ جب دونو مدعا کیواسطے دلائل عقلیہ بیان ہوچکے تو ثمرہ والذین یدعون من دون اللہ سے ایان یبعثون تک بیان کیا گیا یعنی جب عالم الکل شی و فاعل الکل شی وہی ہوا ہو تو غیر کو پکارنا قضاء حاجات میں ایا ہے بعید ہے۔ اس سے بچو اور صرف اس کو پکارو۔ پس جب دلائل مدعا کیواسطے اور سر بھی بیان ہوچکا تو اصلی مدعا کو ذکر کیا گیا الھکم الہ واحد یعنی وہی ہے پکارنے کے لایق غیر کو مت پکارو۔ پھر عاکو ذکر کرکے فالذین لا یومنون بالاخرۃ سے لے کر انہ لا یحب المستکبرین تک تخویف بیان کی گئی لیکن اس عنوان سے کہ دلیل توحید ہی بیان ہوجاے۔ (نوٹ) والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وھم یخلقون امواتٌ غیر احیاء یہ آیت ان کے حق میں آئی ہے جو کہ مرے ہوئے بزرگوں کو پکارتے ہیں (شاہ عبدالقادر از موضح القرآن) حاصل یہ ہے کہ جو لوگ اس دعوی کو نہیں مانتے بلکہ سرکشی کرتے ہیں اللہ انکو خوب جان رہا ہے پس جب دلائل اور مدعا کے متعلق کلام پوری بیان ہوچکی اور یہ بحث ختم ہوگئی اب شکوے ذکر کیے گئے۔ پہلے واذا قیل لھم سے لے کر قالوا اساطیر الاولین تک شکوہ کیا گیا اور لیحملوا اوزارھم سے لے کر الا ساء ما یزرون تک تخویف اخروی بیان کی حاصل یہ ہے کہ اگر ان کو کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالی نے کیا نازل کیا ہے تو کہتے ہیں کہ وہ کہانیاں ہیں۔ ایسا عاقبت اس کہنے کی یہ ہوگی کہ آخرت میں گناہوں کا بوجھ سر پر اٹھائیں گے اور قد مکر الذین من قبلھم سے لے کر حیث لا یشعرون تک تخویف دنیوی بیان کی گئی اور ثم یوم القیامۃ سے لے کر والذین کفروا الکافرین تک تخویف اخروی بیان کی گئی۔ اور اس کے بعد الذین تتوفٰھم الملائکۃ سے لیکر فبئس مثوی المتکبرین تک ادخال الٰہی ہے اور ما قبل کے ساتھ متعلق نہیں ہے کیونکہ پہلے تو ثم یوم القیامۃ سے لے کر علی الکافرین تک اللہ تعالی نے بیان کیا کہ قیامت میں ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح کلام کرینگے۔ اور الذین تتوفٰھم الملائکۃ سے اللہ تعالی نے علیحدہ بیان فرمایا کہ ظالموں یعنی مشرکوں کا ایسا حال ہوگا اور یہ الذین تتوفٰھم الملائکۃ ایک دوسرے کو نہ کہیں گے یہ علیحدہ کلام ہے۔ حاصل یہ ہے کہ پہلے ادخال الٰہی بتلایا گیا کہ آپس میں ایسی کلام کرینگے اور الذین تتوفٰھم سے بیان نہیں کیا گیا بلکہ علیحدہ سے۔ پس فبئس مثوی المتکبرین تک تو کفار کے متعلق کلام تھی۔ اب اس کے مقابلے وقیل الذین اتقوا سے لے کر بما کنتم تعملون تک مومنوں کے واسطے کلام لائی گئی وقیل الذین اتقوا سے لیکر کذلک یجزی اللہ المتقین تک مقابل ما ذا انزل ربکم کے لائی گئی ہے۔ اور والذین تتوفٰھم الملائکۃ سے لیکر بما کنتم تعملون تک ادخال بیان ہے متقین کا۔ حاصل یہ ہے کہ کلام کفار والی کفار کیواسطے شکوہ اور تخویف دنیوی اور اخروی ہے اور کلام مومنون والی ان کے واسطے بشارت ہے۔ اور ھل ینظرون الا ان تاتیھم الملائکۃ سے لے کر وحاق بھم ما کانوا بہ یستھزءون تک تخویف دنیوی بیان کی گئی یعنی باوجود اتنے دلائل کے یہ بھی مثل پہلوں کے عذاب مانگتے ہیں۔ ان پر بھی ڈالا جاے گا۔ جیسا کہ ان پر ڈالا گیا تھا۔ پھر قال الذین اشرکوا سے لے کر الا البلاغ المبین تک شکوہ کیا گیا کہ ہم نے تو اتنے دلائل دیکر ثابت کر دیا کہ غیر کی عبادت نہ کرو یعنی غیر کو نہ پکارو۔ اور یہ حق ان دلائل کے مقابلہ میں یہ کہتے ہیں کہ اگر اللہ کی مرضی ہوتی تو ہم کو غیر کی عبادت اور تحریم لغیر اللہ نہ کرنے دیتا (نوٹ) اس شکوے

سے پہلے شرک فی العبادۃ و دعا لغیر اللہ کی نفی کیواسطے دلائل بیان ہوتے آئے اب اس جگہ سے شرک فی العبادۃ اور شرک فعلی کی نفی دونوں کی کلام شروع کی گئی ہے۔ اب اس کے بعد آخر سورت تک شرک فعلی کے متعلق بھی کلام لائی گئی اور اس کے سوا، دو دفعہ شرک فعلی کے متعلق کلام آئے گی اور۔ پھر وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ سے لے کر كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ تک کا حاصل یہ ہے کہ اللہ نے مرامت میں رسول ارسال کئے ہیں اور یہی حکم دیا ہے کہ ان کو بتلاؤ کہ عبادۃ غیر اللہ کی مت کرو تمہارا کہنا لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ غلط ہے تم اپنے سابقوں کی عاقبت دیکھو ان کے ساتھ کیا حال ہوا۔ اور پھر اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ سے لے کر مَا لَهُمْ مِنْ نَّاصِرِينَ تک نبی علیہ السلام کو کہا گیا کہ ان پر ہر جا ریت کی لگ گئی ہے۔ انکے ایمان لانے میں طمع نہ کرو۔ ع

ایں نہ جبر بمعنی جبایریت

اور پھر وَاَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ سے لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوتُ تک شکوہ کیا گیا کہ عبادت بھی غیر اللہ کی کرتے ہیں۔ اور غیر اللہ کو متصرف مانتے ہیں علاوہ اس کے کہتے ہیں کہ حشر نشر بھی کوئی نہیں ہے پھر ان کی کلام لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ کو بلیٰ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ سے روکرنے لِيُبَيِّنَ لَهُمُ سے لے کر اِنَّمَا كَانُوا كَاذِبِينَ تک علت بعثت بتلائی گئی بطور تخویف۔ پھر اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَا اَرَدْنَاهُ اَنْ نَّقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ان کی کلام کو رد کیا گیا یعنی قول ان کا کہ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوتُ کو یعنی بعثت کوئی مشکل نہیں۔ صرف کلمے کُنْ سے پیدا کرتا ہے کنایہ ہے جلدی پیدا کرنے سے اور لِيُبَيِّنَ سے علت بعثت کی بتلائی گئی وَالَّذِينَ هَاجَرُوا سے لے کر وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ تک مقابلے لفار کے مومنوں کو بشارت دیگئی وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا سے لے کر وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ تک شبہ کا جواب دیا گیا کہ یہ کہتے ہیں کہ ہم اس واسطے دعوی توحید کو نہیں مانتے کہ یہ تو انسان ہے اگر ملائکہ بتلانے سے آتے تو ہم مان لیتے اس کا جواب دیا گیا کہ ہم پہلے بھی انسان کو رسول بھیجتے رہے اہل الذکر سے پوچھ تو سہی۔ پھر شبہ دور کرنے اَفَاَمِنَ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ علی خَوْفٍ تک تخویف دنیوی بیان کی گئی۔ پھر متصل اس کے اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ سے تخویف بیان کرنے کی علت بیان کی گئی کہ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رؤف اور رحیم یعنی مہربان ہے شاید کہ کوئی مان لے اور عذاب آخرت سے بچے اب اس جگہ تک پہلے دلائل توحید مع ثمرہ کے بیان کرکے پھر اس کے متعلق شکوہ وغیرہ بیان کئے گئے۔ پھر اس بحث کا اعادہ یعنی دلائل توحید مع ثمرہ کے بیان کئے جاتے ہیں (۴) پہلے اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ سے لیکر وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ تک دلائل عقلیہ توحید پہلے دعوی کے متعلق بیان کئے گئے حاصل یہ ہے کہ سب کچھ اللہ کے حکم کے تابع ہیں کوئی معبود بننے کے لائق نہیں ہے اس دلیل میں مِنْ شَيْءٍ واسطے استغراق کے ہے پھر قَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوا اِلٰهَيْنِ سے لے کر اِيَّايَ فَارْهَبُونِ تک ثمرہ بیان کیا گیا دلائل کے بعد حاصل یہ ہے کہ دو خدا نہ بناؤ یعنی غیر اللہ کو معبود نہ بناؤ۔ (۵) اور پھر وَلَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّينُ وَاصِبًا سے دلیل توحید پہلے دعوی کیواسطے بیان کی گئی۔ اور ساتھ ہی دلیل کے بعد اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُونَ سے زجر کی گئی۔ اور پہلی دلیل کے بعد ثمرہ بیان کیا گیا تھا۔ اب زجر کی گئی۔ حاصل یہ ہے کہ ضروری تو یہ تھا کہ تم اللہ سے ڈرتے اور غیر اللہ کو معبود نہ بناتے اور ان سے نہ ڈرتے۔ اور پھر وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ سے لیکر بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ تک متعلق اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُونَ کے بطور زجر بیان

کیا گیا کہ دلائل بھی بیان ہو چکے پھر بھی غیر اللہ سے ڈرتے ہو حالانکہ منعم ہر ایک کا اللہ ہے اور تم بھی وقت سختی کے اس کو بلاتے ہو اور وقت زوال سختی کے اسی کے شریک بنانے لگ جاتے ہو۔ یوں تو نہ چاہئے تھا۔ اور پھر لیکفروا بما اتیناھم سے لے کر فسوف یعلمون تک تخویف بیان کی گئی ہے یعنی شرک کرنے کی عاقبت تو کفر ہی ہے جزاء اس کی قریب دیجائے گی۔ اور پھر یجعلون بما لا یعلمون نصیبا سے شکوہ کیا گیا یعنی غیر کو متصرف و فاعل بناتے ہو اور ان کے واسطے تحریمات اور نیازات کرتے ہو (نوٹ) یہ دوسری بار شرک فعلی کا ذکر آیا ہے اور ساتھ اسکے تا اللہ لتسئلن عما کنتم تفترون سے زجر کی گئی کہ ضرور اللہ تعالیٰ تم کو اس شرک فعلی کے متعلق پوری جزا دیگا۔ اور پھر یجعلون للہ البنات متعلق یجعلون لما لا یعلمون سے لے کر ما یشتھون تک دوسرا شکوہ کیا گیا ہے پھر واذا بشر احدھم بالانثی سے لے کر الا ساء ما یحکمون تک متعلق یجعلون للہ البنات کے بطور الزامی جواب کے بیان کیا کہ ارے احمقو اللہ کے واسطے تم نے بنات بنائے ہیں۔ حالانکہ اگر اسبات کی خبر تم کو دیجائے تو تم نہایت جبا کرتے ہو۔ اور للذین لا یؤمنون بالاخرۃ سے لے کر وھو العزیز الحکیم تک متعلق ماقبل کے لایا اور حاصل نکالا گیا کہ اللہ کیواسطے صفتیں اعلیٰ ہیں اور تمہارے واسطے مذمتیں ہیں اور پھر ولو یواخذ اللہ الناس سے لیکر لا یستقدمون تک تخویف بیان کی گئی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ایسی باتیں کرتے ہیں کہ حد سے بڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی بھاگ نہیں سکتا سب اس کے قبضے میں ہیں اجل معین تک ہر ایک کو مہلت دیجارہی ہے۔ اور بعد اس کے یجعلون للہ ما یکرھون سے لے کر ان لھم الحسنیٰ تک اعادہ یجعلون للہ البنات الخ کا کیا گیا اور اس میں کذب کا بیان کیا گیا۔ ان لھم الحسنیٰ سے یعنی کذب یہ ہے کہ وہ اپنے واسطے حسنیٰ نسبت کرتے ہیں۔ پھر شکوہ کو اعادہ کرکے لاجرم ان لھم النار سے لے کر مفرطون تک تخویف اخروی بیان کی گئی۔ اور پھر تا اللہ لقد ارسلنا سے لے کر ھدیً و رحمۃ لقوم یؤمنون تک تسلی نبی علیہ السلام کو دی گئی۔ اور درمیان میں زین لھم الشیطان اعمالھم فھو ولیھم ولھم عذاب الیم سے تخویف بیان کی گئی حاصل تسلی کا یہ ہے کہ نبی علیہ السلام تجھ سے پہلے بھی نبی بھیجے گئے ہیں لوگوں نے ان کی تکذیب بھی کی تھی اور تجھکو بھی بھیجا گیا ہے کہ لوگوں کو توحید کی تبلیغ کردے خواہ تسلیم کریں خواہ نہ کریں۔ ع

ہیچ مارا باقبولی کار نیست

پھر واللہ انزل من السماء ماء سے لے کر ورزقکم من الطیبات تک دلیل توحید کی پہلے دعوی کے واسطے بیان کی گئی۔ اس دلیل میں رزق کی تفصیل کی گئی ہے کہ ہر قسم کا رزق اور انعام اللہ دیتا ہے اور دو دفع زجر کی گئی ہے ایک دفعہ درمیان میں افبنعمۃ اللہ یجحدون سے اور اس دلیل میں واللہ فضل بعضکم سے لے کر فھم فیہ سواء تک ایک تمثیل بیان کی گئی ہے واسطے توحید اور ابطال معبود باطل کے اور اس میں فما الذین۔ ما نافیہ سے فھم فیہ سواء مرتب ہے برادی زجرتھم پر حاصل یہ ہوگا کہ جس طرح خداوند نے غلام کو مالک سے قلت مال میں متفاوت کر دیا ہے تاکہ برابر نہ ہو جائے اسی طرح علم کل شئی نہ دینے سے تفاوت بین المالک الحق والباطل کر دیا ہے تاکہ معبود باطل شریک نہ بنجائیں۔ اور دوسری دفعہ دلیل کے بعد افبالباطل سے لے کر ولا یستطیعون تک حاصل یہ ہے کہ انعام سب اللہ تعالیٰ نے کئے ہیں ان انعامات کو دیکھ کر پھر بھی شرک کرتے ہو۔ کہ دوسروں کو رازق جانتے ہو۔ فلا تضربوا للہ الامثال ان اللہ

یعلم وانتم لا تعلمون سے زجر کرنے کے بعد متعلق یجعلون للہ البنات سبحنہ ولہم ما یشتہون لایا گیا بعد دلائل توحید کے اور زجر کے پھر اعادہ یجعلون للہ البنات والے شکوہ کا دوبارہ اعادہ کیا گیا ہے یعنی تم یہ مثالیں اللہ کے حق میں بیان کرتے ہو یہ نہ کرو تم کو ان امور کا کچھ علم نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کو سب کا علم ہے اور یا یہ علیحدہ جواب ہے سوال کا۔ اور ضرب اللہ مثلاً سے لے کر وھو علی صراط مستقیم تک متعلق فلا تضربوا للہ الامثال کے لایا گیا یعنی اپنے واسطے اور اللہ کے واسطے مثالیں بیان کرتے ہیں تم یہ مثالیں بیان نہ کرو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے واسطے اور تمہارے معبودوں کے واسطے دو مثالیں بیان کرتا ہے (پہلی مثال) ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکاً سے یکون عبء مولاہ کے لا یعلمون تک بیان کی گئی۔ یعنی ایک شخص مملوک کسی چیز پر قادر نہیں اور دوسرا ہے جو کہ خود مالک ہے اور خرچ کرتا ہے آیا دونوں مساوی ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ مالک ہے اور معبود باطل مملوک ہیں دونوں طرح مساوی بن سکتے ہیں (دوسری مثال) ضرب اللہ مثلاً رجلین سے لے کر وھو علی صراط مستقیم تک بیان کی گئی ہے یعنی ایک شخص مملوک ہے اور بہرا بھی ہے لا یقدر علی شیء وھو کل علی مولہ اس کی صفتیں ہیں یعنی کسی چیز پر قادر نہیں ہے اور بہرا ہے مولیٰ پر اور دوسرا شخص اس کے مقابلے میں بہرا نہیں بلکہ آمر بالعدل ہے۔ اور لا یقدر علی شیء وھو کل علی مولہ کے مقابل وھو علی صراط مستقیم ہے آیا یہ دو برابر ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح ہیں معبود باطل مقابلے اللہ تعالیٰ کے یعنی لا یقدر سے وہی مراد ہیں۔ اور رستہ سیدھا بھی انکی طرف نہیں جاتا۔ کیا اب یہ دو برابر ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ جب دلائل کی تفصیل کی گئی اور مثالیں بھی بیان ہو گئیں تو پھر دوسری جز دلیل کی بیان کی یعنی کرنے والا بھی وہی ہے اور علم غیب خاص اسی کو ہے یعنی کنجی غیب کی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ ثمرہ ان کا یہ ہے کہ غیر کو مت پکارو۔ وہ دوسری جز یہ ہے للہ غیب السموت والارض اور دوسرے دعوی کے متعلق بیان کیا گیا یعنی اسی کو غیب کا علم ہے اور پھر وما امر الساعۃ سے لے کر ان اللہ علی کل شیء قدیر تک تخویف اخروی بیان کی گئی یعنی اللہ تعالیٰ حشر پر قادر ہے کیونکہ وہ ہر شیٔ کے پیدا کرنے پر قادر ہے (۷) پھر اللہ اخرجکم من بطون امہتکم سے لے کر لعلکم تشکرون تک دلیل توحید واسطے دعوی اول کے لائی گئی۔ پہلی دلیل میں رزق کا بیان تفصیل وار کیا گیا تھا اور اس میں باقی انعام بتلائے ہیں۔ (نوٹ) دلائل عقلیہ توحید کے اس جگہ ختم ہو گئی ہیں فائدہ کیا وجہ ہے کہ دلائل عقلیہ کشف دعوی کے واسطے لائی جاتی ہیں۔ اور دوسرے دعوی کے واسطے اکثر نہیں لائی جاتیں۔ وجہ یہ ہے کہ جب پہلا دعوی ثابت ہو جائے تو دوسرا خود بخود ہو جاتا ہے پس جب دلائل توحید کے عقلیہ ختم ہو گئیں تو بعد میں فان تولوا فانما علیک البلاغ سے فرمایا کہ اتنے بیانات کے بعد بھی اگر نہیں مانتے تو تف ہے ان پر۔ کیونکہ تیرے پر محض تبلیغ تھی وہ تو نے کر دی ہے۔ پھر اس کے متعلق یعرفون نعمۃ اللہ ثم ینکرونہا واکثرھم الکافرون سے فرمایا کہ جو انعام دلائل توحید یہ میں ذکر کئے گئے ہیں ان کو جانتے ہیں لیکن پھر بھی انکار کرتے ہیں یعنی ایسے اعمال کر رہیں جو دال بر انکار ہوتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ مہر جباریت ان پر ماری گئی ہے ان کی حرکتوں کے سبب سے۔ پھر ویوم نبعث من کل امۃ شہیداً سے لے کر وجئنا بک علی ھؤلاء شہیداً تک متعلق ثم ینکرونہا واکثرھم الکافرون کے ہے اس میں تین امور بیان کئے گئے اور تمام تخویف اخروی ہے (۱) ویوم نبعث من کل امۃ شہیداً سے لے کر ولا ھم ینظرون تک متعلق

ہے بینکر و نہا و اکثرھم الکافرون کے۔ بیان کیا گیا اب دنیا میں تو انکار کرتے ہیں اور کفر کرتے ہیں قیامت میں ان پر گواہ لائیں گے اور عذاب توبہ سے نہ دفع ہوگا۔ (۲) دوسرا امر وَاِذَا رَاَی الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا سے لے کر مَا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ تک ثمرہ بیان کیا گیا۔ یَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ شَہِیْدًا کا یعنی جب قیامت میں ہر ایک امت سے شہید لائیں گے اس وقت شرک کرنے والے اپنے معبودوں کو دیکھ کر کہیں گے کہ ان کی عبادت ہم کرتے تھے اور وہ جواب میں کہیں گے مَا دَعَوْنَا کُمْ اِلٰی عِبَادَتِنَا اور یہی جواب میں کہیں گے فَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ اِنْ کُنَّا عَنْ عِبَادَتِکُمْ لَغٰفِلِیْنَ (یونس) اور یہ کاذب تھے اور طرف رب کے عاجزی کرینگے (۳) اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا سے لے کر مَا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ تک تخویف بیان کی گئی اور پھر یَوْمَ نَبْعَثُ فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ سے لے کر شَہِیْدًا عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ تک اعادہ کیا گیا یَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ شَہِیْدًا کا اور اعادہ میں یہ زیادتی کی گئی مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَہِیْدًا یعنی خود ان کے نفسوں سے شاہد لائیں گے یعنی انکے ہاتھ اور پاؤں کو اور تجھ کو اے رسول اللہ ان کفار مکہ پر شاہد لائیں گے جتنی مدت ان میں رہے ہیں بقرینۃ الحدیث من المسلم فی باب فضیلۃ القرآن عن ابن مسعودؓ عن رسول اللہ صلعم جِئْنَا بِکَ شَہِیْدًا عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ مادمت فیہم (مسلم ص ۲۷۱ مصری) جب دلائل عقلیہ توحید اور تخویفات بھی بیان ہوگئے۔ اب اصلی مدعا توحید کے واسطے دلیل دی لائی گئی۔ وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّھُدًی وَّرَحْمَۃً وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ یعنی ہم نے تیرے اوپر یہ قرآن نازل کیا ہے تو اپنے نفس سے نہیں کہتا۔ اور یہ بیان ہے ہر شے ضروری کے واسطے (از تفسیر ابو السعود) کیونکہ بعض اشیاء قرآن میں صراحۃً بیان کی گئیں ہیں اور بعض بالحوالہ الی لسان الرسول صلعم کی گئیں ہیں پس سب دلائل عقلیہ اور دلیل وحی بھی بیان ہو گئی تو اس کے بعد اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ سے لے کر وَلَنَجْزِیَنَّہُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ تک ایک مضمون لایا گیا یعنی یہ قاعدہ ہے قرآن شریف کا کہ جس وقت تخویف دنیوی و اخروی دے تو اس کے دفعیہ کا علاج یہ بتلایا جاتا ہے کہ احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ لہذا اس قانون موجب پہلے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ تو احسان کرنیکا حکم فرمایا اور فوا بعہد اللہ سے لے کر وَلَتُسْئَلُنَّ عَمَّا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ تک یہ بیان کیا کہ اپنے عہدوں کو پختہ کر کے پھر توڑا نہ کرو۔ جو عہد رسول کے ساتھ کئے تھے کہ ہم ایمان پر پختہ رہیں گے۔ پھر ایک تمثیل ایسی عورت کی بیان کی گئی کہ صبح سے شام تک وہ سوت کاتتی جاتی تھی پر سب کاتے ہوئے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی تھی تم اسی طرح اپنے عہدوں کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کرو۔ پھر بیان کیا گیا کہ وجہ نقض عہد کثرت مال کفار ہے۔ پھر اس کے بعد علت بیان کی گئی کثرت مال کفار کی اِنَّمَا یَبْلُوْکُمُ اللّٰہُ سے یعنی کفار کا مالدار ہونا محض آزمائش ہے ان کو دیکھ کر اپنے عہدوں کو نہ توڑو۔ عہدوں سے مراد وہ ہیں جو کہ رسول صلعم کے ساتھ وقت ایمان لانے کے کرتے تھے کہ ہم ایمان پر پکے رہیں گے اور انفاق فی القتال اور قتال کرینگے اور تمام عہد مراد نہیں ہیں کیونکہ اگر تمام مراد لئے جائیں تو اس کے بعد من کفر باللہ بعد ایمانہ سے تخویف اس کے مناسب نہیں ہوتی اور پھر وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَیْمَانَکُمْ دَخَلًۢا بَیْنَکُمْ سے پھر اعادہ مسئلہ سابق کا کیا گیا۔ اور پھر آخر میں مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ بَاقٍ سے دوسرے علت بیان کی گئی کہ دنیا کی طرف خیال نہ کرو یعنی دنیا فانی ہے بلکہ اعمال حسنہ کرو وہ کام آئیں گے۔ حاصل تمام کا یہ ہے

نوٹ۔ جس جگہ بیان آتا ہے کہ دنیا سے دو مکانہ لھاؤ وہاں تین امور بیان ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ دنیا قلیل ہے دوسرا دنیا میں عذاب ملتا ہے اور تیسرا آخرت میں بھی عذاب ملے گا۔ اس جگہ پہلا امر مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ سے بیان کیا گیا۔ دوسرا امر ضمناً وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا سے بیان کیا گیا۔ اور صراحۃً نہیں ہے۔ اور تمام امروں کا ذکر کرنا ضروری نہیں ہے۔ جب قاعدہ سے متعلق بحث ختم ہوگئی پھر وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ سے لے کر وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ تک متعلق وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ کے لایا گیا یعنی قرآن تیرے پر نازل کیا لیکن پڑھنے کے ابتدا میں تعوذ من الشیطان ضرور کیا کر کیونکہ یہ وسوسے ڈالتا ہے اگرچہ تیرے پر اس کا غلبہ تو نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ وعدہ الٰہی ہے۔ کہ غلبہ شیطان کا اپنے بندوں پر نہیں ہونے دیتا۔ اور مشرکوں پر کرنے دیتا ہے۔ پھر اس دلیل وحی کے متعلق وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مکان آیۃ سے لے کر وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ تک وفیہ شبہات کیا گیا۔ یعنی تیرے پر قرآن نازل کیا ہے اور کفار یہ شبہے کرینگے۔ شبہ اول کے متعلق وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً سے لے کر وَبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ تک بیان ہے۔ جواب قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ سے لیکر وَبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ تک ہے یعنی یہ کلام تو میں نے اپنے نفس سے نہیں کہی کیونکہ یہ انسان کی طاقت سے باہر ہے بلکہ یہ تو بواسطہ جبرائیل علیہ السلام کے اسکی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ حق کے ساتھ اور دوسرے شبہ کا بیان وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ سے لے کر وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ تک ہے۔ شبہ یہ ہے کہ کفار کہتے تھے کہ ایک لوہار جس کا نام بلعام تھا وہ اس کو یہ کلام بتلا جاتا ہے اس کا جواب لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ سے دیا گیا یعنی وہ لوہار جس کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں وہ تو عجمی ہے اور یہ کلام عربی ہے یہ اس کی کلام کس طرح ہو سکتی ہے۔ پھر اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ سے لے کر اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ تک تخویف بیان کی گئی واسطے کفار کے کہ یہ شبہے کرتے ہیں اور نہیں مانتے یہ محض کاذب ہیں۔ اب اسجگہ دلیل وحی کے متعلق بیان ختم ہو گیا۔ پھر مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ بَعْدَ اِيْمَانِهٖ سے لے کر اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ تک متعلق تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ کے لایا گیا۔ اور تخویف بیان کی گئی ہے۔ یعنی جو وعدے پھر توڑتے ہیں ان پر غضب اللہ کا ہے کیونکہ دنیا کو آخرت کے مقابلے میں پسند کر لیا ہے اور آخرت میں بھی نقصان والے ہونگے پھر ساتھ ہی ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ سے لے کر هُمُ الْغٰفِلُوْنَ تک مومنوں کے واسطے بشارت ذکر کی گئی اور اس جگہ ثم واسطے تعقیب ذکری کے ہے۔ کیونکہ تراخی کے واسطے نہیں بن سکتا۔ اب اس جگہ دلیل نقلی اور اس کے متعلق قاعدے کا بیان اس جگہ تک مکمل بیان ہو چکا۔ لہذا ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا سے لے کر هُمُ الظّٰلِمُوْنَ تک متعلق ابتدا سورۃ کے یعنی اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ کے لایا گیا یعنی ابتدا میں تو یہ کہا گیا عذاب اب ڈالتا ہوں۔ اور اس جگہ یہ بیان کیا گیا ترقی کر کے۔ میں نے ان مکے والوں پر عذاب ڈال دیا ہے۔ اور پہلے یہ مکے والے فراخی رزق میں تھے اور رزق کشادہ تھا اور اب ان پر قحط ڈالا گیا۔ اور رزق کی تنگی کیگئی بوجہ نہ ماننے رسول کے اور نہ ماننے دعوی توحید کے۔ اور پھر فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ سے لے کر لِتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ تک متعلق ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا کے لایا گیا۔ یعنی ان پر عذاب تو اس وجہ سے ٹالا گیا کہ یہ فیکر پکارتے تھے اور تحریمات اور نیازات غیر اللہ دیتے تھے حالانکہ ان کے واسطے تو یہ ضروری تھا کہ ایک اللہ کو پکارتے اور حلال کھاتے اور حرام سے بچتے۔ اس میں فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ سے لیکر

م اور تیسرا امر لیبلوکم اللہ بشیء من الصید تنالہ ایدیکم ورماحکم الخ میں بیان کیا گیا۔ اور

اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ تک تحریمات لغیر اللہ کا بیان ہے اور اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ سے نیازات لغیر اللہ کا بیان کیا گیا اور پھر ھٰذَا حَلٰلٌ وَھٰذَا حَرَامٌ دونوں پر مرتب کیا گیا علی سبیل اللف والنشر المغیر المرتب کیونکہ تحریمات لغیر اللہ حلال ہیں اور نیازات غیر اللہ حرام ہیں جب دونوں مسئلے مقصودی ٹھہرے تو انما، کا معنی پختگی والا ہوگا اور ماوالا نہ ہوگا۔ نوٹ یہ میری بار ہے نفی شرک فعلی کی۔ اور پھر اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ سے لے کر وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ تک تخویف بیان کی گئی کہ جو افتراء علی اللہ کرے یعنی اپنے نفس سے تحریمات وغیرہ کرے اس کے واسطے عذاب ہی پھر وَعَلَی الَّذِیْنَ ھَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَیْکَ سے لے کر وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ تک بیان ہے کہ یہ تحریم ان انعام کی غلط ہے بیشک واسطے سزا دینے یہودیوں کے کچھ حرام کر دئے تھے۔ اور پھر اس کے بعد ثم ان ربک سے لے کر غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک بشارت ذکر کی گئی اور یہ بھی متعلق ہے ضرب اللہ مثلاً کے ساتھ یعنی اب بھی بعد عذاب دینے کے جو توبہ کرے اور شرک وغیرہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے گا۔ یعنی عذاب تو اللہ تعالیٰ نے ڈال دیا ہے اگر اب کوئی تائب ہو جائے تو بھی منظور ہے جب اس جگہ تک دلائل عقلیہ اور دلیل وحی تمام ہو گئیں تو اب اِنَّ اِبْرٰھِیْمَ کَانَ اُمَّۃً قَانِتًا سے لے کر وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ تک دلیل نقلی بیان کی گئی جب کہ ابتداء سورت سے اسیکہ تک شرک اعتقادی اور شرک علی کی نفی آئی لہٰذا دلیل نقلی بھی دونوں کے نفی کے واسطے لائے گئے۔ حاصل یہ ہے کہ دیکھو ابراہیم علیہ السلام میں نہ شرک اعتقادی تھا اور نہ شرک فعلی تھا۔ اور ہم نے تیری طرف بھی وحی کی ہے کہ شرک کسی قسم کا نہ کرنا بلکہ طرف اللہ کے متوجہ رہنا ابراہیم کی طرح۔ اور ثم اوحینا الیک سے دلیل دوسری بیان کی گئی ہے۔ پھر انما جعل السبت علی الذین سے لے کر فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ تک متعلق ثم اوحینا الیک ان اتبع کے لایا گیا اور کفار کا شبہ دور کیا گیا کہ اگر یہ رسول ابراہیم کے دین پر ہوتا تو جمعہ کے دن عید خوشی نہ کرتے حالانکہ ابراہیم سبت کے دن تعظیم کرتے تھے تو جواب دیا گیا کہ ابراہیم سبت کے دن تعظیم نہیں کرتے تھے۔ بلکہ موسیٰ کی قوم اس دن کی تعظیم کرتی تھی۔ اور تعظیم سبت کی وجہ سے مختلف ہو گئی تھی اور معنی فَاخْتَلَفُوْا فِیْہِ کا اختلفوا موسیٰ لاجل تعظیم السبت ہے جب تمام بیان پورے ہو گئے تو بعد میں اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ سے لے کر آخر تک طریقہ تبلیغ بتلایا گیا یعنی تبلیغ حکمت کے ساتھ اور موعظت حسنہ کے ساتھ لوگوں کو کیا کرو یعنی اچھے دلائل بتلا کر وعظ کیا کرو۔ اور صبر کرو اور انکے ایمان نہ لانے پر غم نہ کرو اور تنگ مت ہو اللہ تعالیٰ مومنوں کے ساتھ ہے (خلاصہ تقریر) پہلے یہ فرمایا کہ یہ عذاب مانگتے ہیں اب عذاب ڈالتا ہوں، یہ تو ابتداء سورت میں کہا گیا۔ اور اس کے متعلق ضرب اللہ مثلاً سے لے کر اِنَّ رَبَّکَ مِنْ بَعْدِھَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک لایا گیا حاصل یہ ہے کہ اب میں نے ان پر عذاب ڈالدیا بوجہ شرک کرنے کے جس طرح کہ یہود بھی شرک کرتے تھے۔ لیکن اب بھی جو توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے غفور رحیم ہے۔ یہ ایک علیحدہ بحث تھی۔ ابتداء سورت سے لے کر لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ تک اَتٰٓی اَمْرُ اللّٰہِ کے متعلق فرمایا یعنی شرک نہ کرو یہی حکم نفی شرک والا تمام انبیاء کی طرف نازل کیا گیا یہ موجب خلاصی کا ہے۔ پس جب آخری وقت عذاب ڈالنے کا تھا لہٰذا اس سورت میں دلائل عقلیہ زور شور سے بیان کی گئیں اور دلائل عقلیہ اور وحی اور نقلی تمام بیان کی گئیں۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ سے لے کر فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ دلائل

عقلیہ بیان کیں کل سات دلائل لائیں گئیں بس میں تیسری دلیل دوسرے دعوی کے متعلق لائی گئی۔ کیونکہ دوسرے دعوی کے ثبوت کے لئے پہلا دعوی علت تھا۔ اور باقی اول سنتہ عقلیہ سے پانچ دلائل عظیمہ لائی گئیں ان میں سے ہر ایک میں دلیلیں توحید کی ہیں۔ اور ہر ایک دلیل کے ساتھ کہا گیا کہ یہ آیات واسطے خیال کرنے کے ہیں یعنی کسی کے ساتھ کہا گیا۔ اور اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ اور کسی کے ساتھ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّذَّکَّرُوْنَ کہا گیا اسی طرح بواقی کے ساتھ بھی اور اول خمسہ عظیمہ کا خلاصہ یہ ہے۔ پہلی میں حشر پیدائش اشیا کا حال بیان کیا۔ اور دوسری کا خلاصہ جو ھُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ سے شروع کی گئی ہے حشرہ اشیا بتلائی گئیں جن کو تم کھاتے ہو اور تمہارے نفع کیواسطے ہیں۔ اور تیسری اَلَمْ یَرَوْا سے شروع کی گئی اور اس میں صرف یہ بیان کیا کہ سب اشیاء اللہ کے تابع ہیں۔ اور چوتھی وَاللّٰہُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ سے شروع کی گئی اور اس میں کھانے کی چیزیں بیان کی گئیں اور پانچویں وَاللّٰہُ اَخْرَجَکُمْ سے شروع کی گئی اس میں مختلف انعام بتلائے گئے یہ خلاصہ بحث تھی دوادلہ عظیمہ سابقہ کے بعد تیسری دلیل وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ سے بیان کرکے وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ سے خلاصہ بیان کیا گیا کہ غیر کو نہ پکارو۔ پھر دعوی اعادہ کرکے شکوہ اور تخویف بیان کی۔ اور اس کے مقابلے میں مومنوں کیواسطے بشارت ذکر کی گئی یہ اولم یروا الی مالک تک بیان ہوا۔ اور اس کے بعد شرک عملی کا بیان بھی شروع کر دیا گیا اور کل اس کے ذکر تین دفعہ کیا گیا اور شرک کے متعلق فرمایا کہ تم مثالیں مارتے ہو واسطے اللہ کے اور اپنے کے بلکہ اللہ تعالی دو مثالیں فرماتا ہے واسطے اپنے اور واسطے معبودوں باطلہ کے اور آخر دلائل عقلیہ کے بعد فرمایا کہ اب اگر نہیں مانتے تو ان پر تف ہے تیرے پر محض تبلیغ فرض تھی سو تو نے کر دی ہے۔ اس کے بعد تخویف اخروی دیکر نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ سے دلیل وحی ذکر کرکے فرمایا کہ یہ کتاب نازل فرمائی تاکہ لوگوں کو وعظ احسان کرنے کا اور ظلم نہ کرنے کا کیا تاکہ عذاب الٰہی سے بچ جائیں پھر حکم کیا کہ قرآن* پر جو دو شبہے کرتے ہیں ان کو دور کیا گیا۔ پھر کہا گیا وعدہ پر پکا رہنا اس کو نہ توڑنا ورنہ توڑنے والے کو عذاب ملیگا اس جگہ تک دلیل وحی کا مضمون ختم کیا گیا یعنی نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ سے لے کر وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ تک اور آخر میں دلیل نقلی اور دلیل وحی اور اس پر ایک شبہ کا جواب اور طریقہ تبلیغ بیان کیا گیا (مختصر خلاصہ) ابتداء سورت میں کہا گیا کہ عذاب ڈالتا ہوں اور آخر میں اس کے متعلق فرمایا کہ اب عذاب ڈال دیا شرک کی وجہ سے پھر دلائل سبعہ عقلیہ توحید کے بیان کرکے فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ سے فرمایا کہ اگر اب بھی نہیں مانتے تو ان پر تف ہے اور بعد اس کے دلیل وحی کا بیان کیا گیا اور کہا کہ لوگوں کو ان امور سے وعظ کرو تاکہ عذاب سے بچ جائیں۔ اور جو وعدے سے برخلاف ہوگا اس کو عذاب ملے گا اور بعد میں دلیل نقلی اور دلیل وحی اور اس پر ایک شبہ کا جواب اور طریقہ تبلیغ بیان کیا گیا۔ تحقیق لفظی سبحانہ وتعالی عما یشرکون اسجگہ ادماج ہے معنی یہ ہے کہ پاک ہے اللہ تعالی شریکوں سے اور اسجگہ یہ محذوف ہے کہ (پس پاک سمجھو) وَالْاَرْضَ بَالْحَقِّ وہ معنی ہیں تدبیر درست یا اظہار حق فِیْھَا دِفْءٌ یعنی گرمی حِیْنَ تُرِیْحُوْنَ وَحِیْنَ تَسْرَحُوْنَ یعنی جس وقت واپس لاتے ہو شام کے وقت اور جس وقت لیجاتے ہو شام کے وقت اور حین تریحون کو مقدم کیا گیا کیونکہ زینت واپس ہونے کے وقت زیادہ ہوتی ہے تَرْکَبُوْھَا وَزِیْنَۃً زینۃ کی دو ترکیبیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ تحصلوا زینۃ ہوگا یعنی فعل محذوف سے منصوب ہے۔ اور مدارک

* کہ کرنے وقت تعوذ من الشیطان مردود کیا گیا ہے اور مجیدہ علیہ نہیں کہ سکتا بھر قرآن

نے کہا ہے کہ زینت کا وقت ہے اور کبوھا پر اور محلا منصوب ہے علی اللہ قصد السبیل دو معنی ہیں ایک تو یہ ہے کہ اللہ کی طرف جانا سیدھا رستہ اور دوسرا یہ ہے کہ اللہ کی قدرتوں کو دیکھ کر اللہ کی ذات کو واحد لاشریک ماننا پڑتا ہے۔ جائز ٹیڑھے رستے تسیمون چراتے ہو ان فی ذالک لاٰیۃ لقوم یعقلون جملہ معترضہ ہے واسطے آگاہی دینے کے لقوم یذکرون اے بنیبون لتاکلوا منہ اس پر وتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون معطوف ہیں۔ طریا تازہ ان تمید بکم اے لان لاتمید بکم اس کے دو معنی ہیں یعنی پیدا کر دے ہیں تاکہ تم پر ملکوں کا تغیر نہ پڑ جائے اس معنی بموجب لعلکم تہتدون اس کے ساتھ متعلق ہوگا یعنی پہاڑوں سے ایک دوسرے ملک کا امتیاز ہے اور یا یہ معنی کہ زمین حرکت نہ کرے اس معنی بموجب لعلکم تہتدون متعلق تمام مذکور سے ہوگا اور معنی اس کا لعلکم تذکرون ہوگا۔ قلوبہم منکرۃ یعنی قدرناشناسی اساطیر الاولین یعنی اگلیاں کہانیاں فی اللہ بغیا بینہم یہ ایک تمثیل ہے غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو ہلاک کیا۔ تشاقون فیہم فی سبیلہ ہے یعنی مخالفت کرتے ہیں انکے سبب سے۔ طیبین مقابل ہے ظالمین کے بمعنی حق کہنے والے ھل ینظرون الا ان تاتیہم نہیں انتظار کرتے مگر اس حال کا ملئی وعدا علیہ ای وعدا وعدا وحقا ای حق حقا او یاخذھم فی تقلبھم فما ھم بمعجزین یعنی چلنے پھرنے میں پکڑے اور یاخذھم علی تخوف یعنی پکڑے پہلے تخویف دے کر فان اللہ لرءوف رحیم علت ہے کہ اتنا بیان اللہ تعالیٰ کیوں کرتا ہے اسواسطے کہ وہ مہربان ہے شاید کہ ان تخویفات سے کوئی باز آجائے اولم یروا الی ما خلق اللہ من شئ یعنی ایک شے کو دیکھو یتفیوا ظلالہ اے یمیل و الشمائل جمع اس واسطے لائی گئی کہ مراد اس سے ہر ایک کا شمال ہے وھم داخرون یعنی تمام خواہ ذوی العقول یا غیر ذوی العقول تابع ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے لا تتخذوا الھین اثنین انما ھو اللہ واحد وجہ زیادہ کرنے لفظ اثنین اور واحد کی یہ ہے کہ مقصود نفی تعدد کی کرنی تھی اور نفی الوہیت کی غرض نہ تھی۔ یخافون ربہم من فوقہم اوپر اپنے سے یعنی اللہ غالب ہے۔ لیکفروا بما اتیناہم امر عاقبت کا ہے اور کفر کا معنی ناشکری ہے وھو کظیم یعنی غمناک یمسکہ علی ھون ام یدسہ فی التراب یعنی آیا بند کرے حال ہوتے اس کے کہ ان پر ذلت ہے یا کہ دفن کرے اس کو مٹی میں وھو العزیز الحکیم ای العزیز فی الانتقام الحکیم فی الارسال لو یواخذ اللہ الناس بظلمہم ما ترک علیہا من دابۃ یعنی اگر لوگوں کو انکے ظلم کے سبب سے پکڑے تو اس کے قبضے سے کوئی نکل اور بھاگ نہ سکے گا یہ معنی نہیں کہ کسی کو نہ چھوڑے گا۔ اور موذیوں کو بھی مار ڈالے گا وتصف السنتہم الکذب ان لہم الحسنی ان لھم الحسنی بیان ہے الکذب کا مفرطون آگے دھکے جائیں گے فھو ولیہم یعنی شیطان بھی ان کا رفیق ہوگا اور یہ معنی نہیں کہ مالک ہوگا کیونکہ آگ کے مالک و خزانچی ملائک ہونگے سائغا للشاربین یعنی اچھا جانے والا نہ پیں سکرا یعنی مست کنندہ اوحی ربک الی النحل ان اتخذی یعنی نحل کے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈال دی ہے ومما یعرشون سے مراد انگور ہیں فاسلکی سبل ربک ذللا یعنی چل تو راستے میں حال ہونے رستے کے کہ تابع ہوگا تیرے لئے یہ قاعدہ ہے شہد کی مکھی کا کہ اگر دور سے آتی ہو تو پانی پی کر اونچی ہوتی ہے پھر اونچی ہو کر اپنی جگہ کی طرف سخت سیدھی ہو جاتی ہے ارذل العمر یعنی آخر عمر فما الذین فضلوا برادی رزقہم علی ما ملکت ایمانہم

فہم فیہ سواء مانافیہ ہے اور الذین الخ سے مراد مالک ہیں اور رادی کا معنی دینے والے ہیں اور فہم فیہ سواء مرتب ہے رادی پر یعنی اگر دیتے تو غلام انکے برابر ہوتے جعل لکم من انفسکم الخ من جنسکم حقہ یعنی ہوتی۔ وھو کل علی مولاہ یعنی سختی ہے اور مولا کے ما امر الساعۃ الا کلمح البصر یعنی میں قادر ہوں اسی طرح کرنے پر جعل لکم من بیوتکم سکنا یعنی آرام من جلود الانعام بیوتا یعنی خیمے تستخفونہا یعنی سبک دیکھتے ہو تم ان کو۔ یوم ظعنکم اے سفرکم ثم ینکرونہا اے بانفالکم (مدارک) کیونکہ زبان سے تو وہ انکار نہیں کرتے تھے وکاھم یستعتبون یعنی توبہ نہ قبول کیجاوے گی والقوا الی اللہ یومئذ السلم یعنی پیغام تسلیم و انقیاد وجئنا بک علی ھؤلاء شہیدا اس آیت سے اس زمانے کے شرک ثابت کرتے ہیں کہ رسول صلعم کو علم کلی ہے۔ کیونکہ تمام لوگوں پر قیامت میں شاہد ہونگے۔ اور شاہد وہ ہوتا ہے جس کو شہادت کی خبر ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے رسول اللہ صلعم کو تمام کی خبر اور علم ہے لیکن یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ ھؤلاء سے مشار الیہ تمام امت نہیں بلکہ وہ ہیں جن میں رسول اللہ صلعم رہے ہیں جیسا کہ خود رسول اللہ صلعم نے کہا ہے کہ میں ان پر گواہ ہونگا جن میں رہا ہوں (مسلم مصری ص ۲۹۰ من ابن مسعودؓ عن رسول اللہ ما دمت فیہم۔ ان اللہ یامر بالعدل اے بکلمۃ التوحید (ابن عباسؓ) کالتی نقضت غزلہا من بعد قوۃ انکاثا۔ انکاثا حال ہے یعنی مثل اس عورت کے جو کہ توڑتے تھی سوت کو پکانے کے بعد حال ہونے اس سوت کے ٹکڑے ٹکڑے کیا ہوا۔ تتخذون ایمانکم دخلا بینکم الخ ایمان وہ مراد ہیں جو کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ وقت ایمان لانے کے کرتے تھے تمام وعدے مراد نہیں ہیں کیونکہ اگر عام مراد ہوتے تو بعد میں من کفر باللہ من بعد ایمانہ نہ کہا جاتا اور دخلا کا معنی بیکار ہے ان تکون سبب ہو بیکار کرنا وعدوں کا اور پہلی امت سے مراد کافر ہیں اور اربی کا معنی زیادہ ہے معنی یہ ہوگا پکڑتے ہو تم اپنے وعدوں کو بیکار اس سبب سے کہ کافروں کے پاس مال زیادہ ہے مومنوں سے اور انما یبلوکم اللہ علت ہے اربی کی یعنی کثرت مال کفار آزمایش ہے مومنوں کیواسطے۔ لکن یضل من یشاء یعنی جو مستحق ہے کما قال تعالی وما یضل بہ الا الفاسقین الخ و یہدی بہ من یشاء اے من یصیب کما قال تعالی وما یتذکر الا من ینیب وما یتذکر الا اولوا الالباب فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ حیوۃ طیبۃ مراد دین ہے یلحدون الیہ اے ینسبون الیہ ثم ان ربک من بعدھا ثم واسطے تعقیب ذکری کے ہے لغفور رحیم یوم یاتی کل نفس یوم متعلق ہے لفظ رحیم کے ساتھ ضرب اللہ مثلا قریۃ کانت امنۃ قرآن میں مثل کے چار معنی آتے ہیں۔ کہانی۔ صفت۔ شی عجیب۔ عبرت اس جگہ مراد اخیر ہے اور لغت میں پہلے دو معنی آتے ہیں۔ اور ضرب کا معنی جعل کا ہے قریۃ کا فعل جعل محذوف ہے اور یہ بیان ہے مثلا کا معنی یہ ہوگا کہ کر دیا اللہ نے مکے کو جائے عبرت جس کے اہل بڑے مالدار تھے پھر قحط سے ان پر رزق کی تنگی کی گئی فاذاقہا اللہ لباس الجوع دو استعارے ہیں ایک لباس الجوع میں جس طرح لباس انسان کو محیط ہوتا ہے اسی طرح سختی جوع بھی ان کو محیط ہوگئی۔ اور دوسرا اذاقہا میں ہے یعنی یہ سختی ان پر ڈال دی تصف السنتہم یعنی بیان کرتی ہیں زبانیں تمہاری ثم ان ربک للذین ثم واسطے تعقیب ذکری کے ہے کان امۃ اے ماموم بمعنی قصد کیا ہوا یعنی پیشوا اور تا مبالغہ کی ہے ثم اوحینا تعقیب ذکری ہے حنیفا یعنی یکسو۔ اختلفوا فیہ فی بمعنی لام اجلیہ کے ہے

امی فاختلفوا الاجل فنظیر السبت یا لحکمت یعنی دلائل اچھے کے ساتھ وان عاقبتم اگر درپے ہوتم یعنی بدلہ لو تم بمثل ما عوقبتم مثل اسکے کہ عذاب دیے گئے ہو تم۔ فقط آخر۔ عوان ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ بنی اسرائیل مکیۃ

اس سورۃ میں معراج بیت والے کا ذکر کیا ہے۔ اور اسراء کا۔ سورۃ والنجم میں آئے گا۔ باقی سورۃ ایک ہی دفعہ ہوئے ہیں یا علیحدہ علیحدہ۔ یہ علیحدہ علیحدہ اترا ہے۔ سو کہتے ہیں کہ ایک ہی دفعہ ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک ہو کر پھر اسی جگہ سے آسمان کی طرف گئے۔ اور جو علیحدہ علیحدہ کہتے ہیں اس صورت کہ پہلے مکے سے بیت المقدس تک ہوا پھر دوسرے بار مکے سے آسمان کی طرف ہوا ہے۔ یہ جاننا چاہیے کہ کفار سے معراج کیوں کیا گیا ہے اسواسطے کہ کفار رسول اللہ صلعم سے معجزے مانگتے تھے ان کو معجزہ دکھلایا گیا کہ اگر ہمارے ان فرمائشوں کے جاوے جیسا کہ موسیٰ کی مخالفت سے فرعون وغیرہ کو ہلاک کیا گیا ہے۔ اور اس کا ربط اس سے ہے کہ اس میں کہا گیا کہ عذاب میں ڈالیا۔ لیکن وہ عذاب قوی نہ تھا یعنی قحط اس میں بیان کیا کہ اگر یہ معجزہ دیکھ کر ایمان نہ لاوے تو عذاب قوی یعنی قتل بدر کیا جاوے گا۔ ہذا ہو الحق۔ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا سبحان الذی اسری۔ معنی ہے کہ پاک سمجھو پاک سمجھنا اس کو جس نے سیر کرایا ہے بندے اپنے کو جو دوسرا بیان کرے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ معنی تسبیح کا۔ ابعد عن کل ما لایلیق بہ کہتے ہیں۔ قال تعالیٰ سبحان اللہ عما یصفون وجا عما یشرکون۔ پس یہ جاننا چاہیے کہ سبحان الذی میں ایک تو یہ دعویٰ ہے کہ اللہ کا شریک کوئی نہ بناؤ یہ دعویٰ خود سبحان کے معنی سے اور معنی ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ اس دعویٰ کے واسطے تین دلائل لائے گئے ہیں۔ اس سورت میں اور ایک (۲) عقل اور (۳) نقل پہلی دلیل یہ ہے۔ سبحان الذی سے کیونکہ اس جگہ امر ہوا ہے تسبیح کے ساتھ کہ اللہ کو پاک سمجھو اور اس کا شریک نہ بناؤ (۲) دلیل عقلی یعنی انہ ہو السمیع البصیر یعنی ہر ایک کے حال کا سننے و دیکھنے والا ہر وقت اور ہر جگہ وہی ہے نہ غیر۔ یعنی جب کامل سمیع اور بصیر وہی ہوا تو اس کا شریک بھی کوئی نہیں ہو سکتا اور (۳) دلیل و اٰتینا موسی الکتاب سے لے کر من دونی وکیلا تک ہے یعنی موسیٰ بھی اپنی قوم کو کہتا رہا ہے کہ ان لا تتخذوا من دونی وکیلا اے لا تعبدوا الا اللہ ولا تدعوا غیرہ تعالیٰ فی الحوائج غائبا۔ یہی خلاصہ ہے تمام تورات کا پس معلوم ہو گیا کہ تمام انبیاء سابقہ و کتب سابقہ کا یہی دعویٰ تھا۔ (تقریب الدلائل) جب سب دلائل بیان ہو چکے تو دعویٰ ثابت ہو گیا تو درمیان میں ذریۃ من اٰبائنا سے غائب تبلائے گئے معجزے کے دکھلانے کے لئے کہ اگر انہوں نے اس کے بعد نہ مانا تو ہلاک کئے جائیں گے جیسا کہ فرعون کو معجزہ دکھایا اور اس نے ایمان نہ لایا تو ہلاک کیا گیا تھا جیسا کہ سورت طٰہٰ میں بیان ہے۔ کہ قال تعالیٰ فذانک من اٰیاتنا الکبریٰ اور آیات کبریٰ سے مراد اس جگہ ہلاکت فرعون کی ہے اور اس جگہ ہلاکت مشرکین کی ہے۔ اور قصہ اجمالی یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم جب اپنے

ہو کر آئے تو حضور نے ابوجہل کو کہا کہ میں نے ایک عجیب بات دیکھی ہے کہ آج رات کو بیت المقدس تک سیر کر آیا ہوں اُس نے فوراً لوگوں کو بلایا اور کہا کہ دیکھو یہ کیسی باتیں کرتا ہے۔ پھر ایک شخص حضرت ابوبکر کے پاس دوڑتا گیا کہ رسول کہتا ہے کہ میں نے آج رات تمام بیت المقدس کا سیر کیا ہے۔ اور صبح کو اس جگہ واپس آگیا ہوں۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اگر انہوں نے فرمایا ہے تو بالکل حق فرمایا ہے کیونکہ آسمانی باتیں انکی ہم مان لیتے ہیں تو زمین والی کیوں نہ مانیں۔ لہذا کفار نے ان سے علامتیں پوچھیں تو رسول اللہ صلعم نے تمام باتیں بتلائی لیکن بعض امور فراموش ہوگئے تھے تو ان کی طبیعت مبارک میں غم پیدا ہوا جیسا کہ فرمایا کہ ایسا غم کبھی نہیں پیدا ہوا۔ اسی وجہ سے کہ بیت المقدس کا نقشہ حضرت سلیمان کے سامنے دار عقیل کے نزدیک دکھلایا گیا جو علامت کفار نے پوچھی دیکھ کر ان کو سب بتلا دیں۔ پھر انکے پوچھنے سے قافلوں کا حال بتلایا کہ فلاں قافلے نے فلانی جگہ پانی رکھا تھا میں نے پیا اور باقی رکھدیا بیشک پوچھ لینا اور فلانے قافلے سے جب میں گذرا تو ایک شخص اپنے اونٹ سے گرا اور اس کی فلانی جگہ ٹوٹ گئی۔ انہوں نے کہا کہ علامتیں بے شک صحیح صحیح بتلائی ہیں۔ غرض سے بہت علامتیں بتلائیں یہ اجمالی ذکر ہے۔ باقی اس سورۃ میں کوئی آیات تخویفات ہیں بعد معجزے کے بعد ایمان لاؤ ورنہ عذاب دیے جاؤ گے اس کے شواہد لائے گئے ہیں۔ اور آیات توحید کے چھ بیان کئے ہیں (۱) سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی سے کر مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا تک (۲) اور ثانی جَعَلْنَا الَّیْلَ وَالنَّهَارَ اٰیَتَیْنِ سے کر وَکُلَّ شَیْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِیْلًا تک (۳) لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ سے کر اَلَّا اِیَّاهُ تک (۴) وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰی فِیْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا (۵) رَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لیکر کَانَ مَحْذُوْرًا تک (۶) قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّیْ سے کر وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا تک یہ تمام آیات توحید کی ہیں اور آیات تخویف کی چار ہیں (۱) اول سُبْحَانَ الَّذِیْ سے کر اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ تک (۲) دوسری آیت وَمَا مَنَعَنَاۤ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ سے لیکر اِلَّا طُغْیَانًا كَبِیْرًا تک پہلی آیات والے تخویف سے آئی ہیں۔ (۳) وَاِنْ كَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَكَ سے کر وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِیْلًا تک (۴) وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیَاتٍ سے کر وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا تک تو دعوی اور ادلہ ثلثہ بیان کی گئیں ہیں اسکی تفصیل تو پہلے ہو چکی ہے پھر اس کے بعد ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا سے لے کر وَجَعَلْنَاهُمْ لِلْكٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا تک پہلے تخویف ہے اور اس میں ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا سے کر كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا تک یہ بیان کیا گیا کہ اے اولاد نوحؑ شکور بنو مثل نوح کے کہ شکور بننے سے عذاب الٰہی سے نجات گیا تھا۔ اور اس کی قوم ناشکری کی وجہ سے ہلاک ہوگئی۔ تم بھی ناشکری سے ہلاک ہو جاؤ گے اور وَقَضَیْنَاۤ اِلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ سے لے کر لِلْكٰفِرِیْنَ تک نمونہ تخویف دنیوی کا تبلایا گیا۔ یعنی دیکھو ہم نے بنی اسرائیل کی طرف تورات میں بھی وحی کیا تھا کہ تم دو بار فساد کروگے پہلی بار تم پر دوسری قوم سخت

بھیجکر تم کو ذلیل کرائیں گے پھر تم پر انعام کرینگے۔ اگر پھر تم نے فساد کیا تو تم کو دنیا اور آخرت دونو میں عذاب دینگے اسی طرح تم پر اے مشرکین محط نازل کیا گیا ہے اور معجزہ بھی دکھایا گیا ہے اگر اب بھی تم باز نہ آئے تو تم کو جنگ بدر کبریٰ میں ہلاک کرینگے اور آخرت میں بھی عذاب دئے جاؤ گے۔ باز آؤ اعراض کرنے سے۔ جب تخویف ختم ہو گئی تو اس کے بعد اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ سے لے کر اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا تک متعلق سُبْحَانَ الَّذِيْ کے لاکر بشارت واسطے مومنوں کے اور تخویف واسطے کفار کے بیان کی گئی ہے یعنی یہی دعوٰی ہے کہ اسد کو شریکوں سے پاک سمجھو اور جس نے یہ دعوٰی مان لیا اس کے واسطے اجر عظیم ہوگا۔ اور جس نے نہ مانا اس کے واسطے عذاب الیم ہوگا۔ اور پھر وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ سے لے کر وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا تک شکوہ کیا گیا یعنی یہ احمق مثل خیر شر مانگتے ہیں اور کہتے ہیں اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ (انفال) اور شتابی کرتے ہیں مانگنے عذاب میں اور استہزا میں حالانکہ اپنے وقت پر عذاب ضرور آجائے گا۔ یہ بیان تو سُبْحَانَ الَّذِيْ کے متعلق تھا اب اس کو ختم کرکے دوسری دلیل توحید وَجَعَلْنَا الَّيْلَ سے لے کر وَفَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا تک لائی گئی ایسے امور پیدا کئے ہیں تمہارے نفع کیلئے آیا پھر بھی اس کے ساتھ شرک کرتے ہو۔ کما قال تعالٰی هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ پھر توحید کے بعد وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ سے لیکر خَبِيْرًا بَصِيْرًا تک تخویف دنیوی اور اخروی کی گئی ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى تک تخویف اخروی بیان کی یعنی قیامت میں ایک شخص دوسرے کے گناہوں کو نہ اٹھائے گا۔ بلکہ ہر ایک کا اعمال نامہ اس کے گلے میں لٹکایا جاویگا اور وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا تک تخویف دنیوی بیان کی کہ اسی طرح سنت اللہ جاری ہے کہ کسی کو دنیا میں عذاب نہیں دیا جاتا مگر جب رسول کی تکذیب کرکے حق کو گرانے لگتے ہیں تو اللہ تعالٰی ان کو بے فرمانی کے سبب سے عذاب دیتا ہے۔ کما قال تعالٰی۔ وَلَا يَسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ پھر مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ سے لے کر مَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا تک جواب ہے کفار کے شبہے کا کہ اگر وہ حق ہوتا تو ہم کو مخالفت سے رزق نہ ملتا تو کہا گیا کہ کلیہ طور پر رزق اللہ تعالٰی بند نہیں کرتا۔ بلکہ جو شخص دنیا کو پسند کرے وہ آخرت میں عذاب دیا جاوے گا۔ اور جو آخرت کیواسطے سعی کرے تو اس کو آخرت میں انعام دیا جاوے گا اور دنیا میں ہر دو کو رزق مقدر عطا کرتا رہتا ہے۔ پھر جواب دے کر اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا سے لے کر وَاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا تک ترغیب الی الآخرۃ دلائے گی یعنی شبہے کا جواب تو یہ ہے لیکن آخرت میں بڑے بڑے درجات ہونگے ان کیواسطے کوشش کرو۔ پھر جواب اور ترغیب کے بعد لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ سے لے کر وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ تک پھر دعوٰی توحید کا اعادہ کیا۔ اور ساتھ ہی فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا سے تخویف بھی دیگئی دعوٰی کے نہ ماننے سے اور وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ سے ثمرہ بیان کیا گیا یعنی ایک اللہ کی عبادت کرو اور اُسے ایک کو پکارو۔ اور پھر وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ سے لے کر ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ تک حیلہ بتلایا گیا واسطے دفعیہ عذاب کے ایک تو احسان کرنا اور دوسرا ظلم نہ کرنا۔ امر اول کا ذکر اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا تک ہے اور اس کے بعد آخر تک امر ثانی کا ذکر ہے یہ اجمالی تقریر تھی۔ تفصیل یہ ہے) کہ پہلے وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا سے لے کر فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا تک مصارف خرچ کے بتلائے گئے کہ والدین اور ذوی القربیٰ اور یتامیٰ اور مساکین

پرخرچ کرو۔ اور مبذر نہ بنو اپنے مصارف پر خرچ کرنے سے اجر ملے گا۔ اور بے محل خرچ کرنے سے عذاب ملے گا۔ اس کے بعد وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ سے لے کر اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا تک طریقہ خرچ کرنے کو بتلایا گیا کہ بخیل بھی نہ بن کہ کسی کو کچھ بھی نہ دے اور اتنا سخی بھی نہ ہو کہ کل مال خرچ کر دے کما قیل خیر الامور اوسطہا کے مطابق یہ دو امور خرچ کرنے کے متعلق بیان کئے گئے ہیں۔ پھر دوسرا امر یعنی ظلم نہ کرنا چھ قسم کا ظلم نہ کرنا فرمایا گیا (۱) وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ (۲) وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى یہ بھی ظلم ہے کیونکہ ولد الزنا کو یا تو مار ڈالیں گے یا پرورش اس کی کوئی بھی نہ کرے گا (۳) لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الخ یعنی ناحق کسی کو قتل نہ کرو۔ (۴) وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ یعنی یتیم پر بھی کسی قسم کا ظلم نہ کرو (۵) وَاَوْفُوا الْكَيْلَ یعنی لوگوں کے ساتھ کیل و وزن میں ظلم نہ کرو (۶) وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ یعنی لوگوں پر ظلم و تکلیف بلا سے نہ دیا کرو۔ کما قال تعالیٰ اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (حجرات) اور کہا کہ آخر تو بھی انسان ہے کوئی زمین کو تو نہیں چیر تا لوگوں پر فخر نہ کر۔ پھر آخر كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ كہا گیا تمام گناہ ہیں ان سے بچنا چاہئے۔ پھر حیلہ دنیہ عذاب کا بتلا کر اصلی دعوی توحید کا اعادہ کیا گیا وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ سے۔ اور بار بار بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تمام امور احسان و غیرہ اچھے ہیں ضرور کرنے چاہئیں۔ لیکن شرک نہایت ہی بری بلا ہے اس سے بچنا چاہئے۔ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ سے لے کر فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا تک زجریں کی گئیں واسطے کفار کے کہ اول تو انہوں نے اپنے لئے نذر اور خدا کیواسطے مؤنثین بنا دی ہیں۔ اور دوسرا غیر اللہ کو اپنا معبود بنا لیا ہے اور شفیع جانتے ہیں۔ اگر یہ امر حق ہے تو حاجت کے وقت ان کی شفاعت کے ساتھ اپنا کام کر دالیا کرو۔ یہ بات سخت بری ہے کیونکہ سب اشیاء اللہ کی پاکی پر دال ہیں کہ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور دوسرا جس وقت ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو یہ نہایت تنگ ہوتے ہیں کہ ہمارے معبودوں کا نام کیوں نہیں لیا گیا۔ اور منہ پھیر کر نفرت کرتے ہیں یہ تمام کفار کو زجریں ہیں۔ اور در پیش ہیں وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ سے لیکر علت بیان کی گئی کہ یہ حق کیوں نہیں سمجھتے۔ حاصل یہ ہے کہ ان پر مہر جباریت کی ماری گئی ہے انکی پلیدیاں کی وجہ سے اور درمیان سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ سے نفی شرک کی گئی ہے۔ جب زجریں ختم ہوگئیں تو پھر وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا سے لیکر وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ تک شکوہ کیا گیا یعنی یہ تو حشر اور نشر کو نہیں مانتے اور تعجب کرتے ہیں ان کو کہو کہ تم پتھر یا لوہا یا کوئی دوسری خلق جو اس کا پیدا کرنا تم کو مشکل نظر آوے ہو جاؤ تو تب بھی اٹھائے جاؤ گے۔ کیونکہ جس ذات نے پہلے پیدا کیا ہے اسی کو پھر اٹھانا کوئی مشکل نہیں ہے۔ اور کہتے ہیں کہ ارے بھائی کب ہو گی۔ پھر يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ سے لیکر اِلَّا قَلِيْلًا تک تخویف اُخروی ہے۔ جب کفار کے شکوے بیان کئے گئے تو اس کے بعد قُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ سے لے کر اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا تک رسول کو کہا گیا کہ مومنوں کو کہدے کہ کفار اگرچہ بری باتیں کرتے ہیں لیکن تم نرمی سے ان کو کہو اور گالیاں وغیرہ نہ دو۔ کیونکہ شیطان فساد پیدا کرتا ہے شر اور فساد میں تبلیغ رہجاوے گی۔ (فائدہ) رَبُّكُمْ اَعْلَمُ اس جگہ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ کہنا چاہئے تھا کیونکہ مراد مکے والے کافر ہیں لیکن عام کرکے کہا گیا۔ کہ تم سب کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ پھر رَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا تک توحید بیان کی گئی ہے اور بعد اس کے قُلِ ادْعُوا

الذین سے لے کر کان محذورا تک شمری کے متعلق کلام بیان کی گئی ہے یعنی جب سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہے تو پکارنا بھی اس کو چاہیے اور تم جنکو پکارتے ہو وہ تمہاری ضرر کو دور نہیں کر سکتے ضرر کا دور کرنا بجائے خود تم جن کو پکارتے ہو۔ ان میں سے جو بڑے ہیں وہ خود خدا سے طلب رحمۃ کر رہے ہیں اور ڈر رہے ہیں پھر اس کے بعد وان من قریۃ سے لے کر فی الکتاب مسطورا تک تخویف دنیوی دی گئی۔ وما منعنا ان نرسل سے لے کر الا طغیانا کبیرا تک بھی تخویف ہے۔ اور متعلق سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الخ کے ساتھ یعنی بار بار معجزہ مانگتے ہیں۔ ہم نے ابھی تک نہیں دکھایا تھا وجہ یہ تھی کہ معجزات تخویف کے واسطے ہوتے ہیں اگر معجزات نہ مانیں تو ہلاک کئے جاتے ہیں پس اب انکو معجزہ دکھایا گیا اگر انہوں نے تسلیم حکم نہ کی تو جنگ بدر میں ہلاک کئے جائیں گے یہ معجزہ معراج بیت المقدس والا ایک آزمائش ہے کہ کون تسلیم کرتا ہے اور کفر کون کرتا ہے اسی طرح زقوم یعنی تھوہر کا درخت جو قرآن میں مذکور ہے واسطے آزمائش کے ہے کہ بعضے تو اس کے ساتھ یعنی شجرۃ الزقوم طعام الاثیم کالمہل یغلی فی البطون سے ایمان لاتے ہیں۔ اور بعضے کافر ہو کر ایمان نہیں لاتے اور کہتے ہیں کہ دوزخ میں درخت زقوم کس طرح ہو سکتا ہے پھر تخویف دے کر واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا سے وکفی بربک وکیلا تک یہ بیان کیا گیا کہ دیکھو یہ شیطان تمہارا دشمن ہے اس کے تابع نہ ہو یہ تم کو گمراہ کر رہا ہے شرک کی طرف بلا رہا ہے پھر ان ربکم الذی یزجی لکم الفلک سے لیکر انہ کان بکم رحیما تک توحید کا ثبوت ہے۔ اور واذا مسکم الضر فی البحر سے لے کر وکان الانسان کفورا تک شکوہ ہے یعنی اے مشرکو ذرہ خیال کرو کہ وقت مصیبت اللہ کو پکارتے ہو معبود باطلہ تم کو بھول جاتے ہیں۔ بدل جانے مصیبت کے پھر ان باطل بے فائدہ معبودوں کی پرستش کرتے ہو۔ افامنتم ان یخسف بکم جانب البر سے لے کر لا تجدوا لکم علینا بہ تبیعا تک تخویف دنیوی ہے یعنی ڈرو اور شرک نہ کرو۔ ورنہ دنیا میں بھی ہر قسم کا عذاب دے سکتا ہے اور اس سے بچانے والا بھی کوئی نہیں ہے ولقد کرمنا بنی آدم سے لے کر ممن خلقنا تفضیلا تک شکوہ ہے کہ اے مشرکو ذرہ میرے انعامات کو نظر کرو اور سوچو بھی سہی۔ یوم ندعوا کل اناس بامامہم سے لے کر واضل سبیلا تک تخویف اخروی ہے۔ اور وان کادوا لیفتنونک عن الذی اوحینا الیک سے ولا تجد لسنتنا تحویلا تک متعلق ہے سبحان الذی اسری الخ کے ساتھ اور اس میں تین امور بیان کئے ہیں (۱) اذا لا تخذوک خلیلا تک شکوہ ہے یعنی ان کفار کی خواہش ہے کہ یہ ہمارے معبود باطلوں کی مذمت بیان نہ کرے اور کہے کہ ہر ایک دین اچھا ہے۔ اس کی تائید ودوا لو تدہن فیدہنون (القلم) (۲) ثم لا تجد لک علینا نصیرا تک زجر ہے واسطے رسول اللہ صلعم کے تقریر ظاہر ہے (۳) وان کادوا لیستفزونک سے لے کر ولا تجد لسنتنا تحویلا تک متعلق سبحان الذی کے کہا گیا۔ بعد شکوے اور زجر کے حاصل یہ ہے کہ اب ان کو یہ معجزہ معراج بھی دکھایا گیا ہے اور یہ کفار بجائے ایمان لانے کے تم کو مکے سے نکالنے پر تیار ہیں۔ لہٰذا ان کے ساتھ امت رسل سابقہ والا طریقہ کیا جائے اور اس کا بیان ولقد اتینا موسی تسع ایات الخ سے کیا گیا ہے یعنی جس طرح موسیٰ کے نکالنے کی وجہ سے فرعون کو دریا میں غرق کیا گیا ہے اسی طرح کفار مکہ کو بھی جنگ بدر میں ہلاک کیا جائے گا۔

اور اقِمِ الصَّلٰوۃ سے لے کر مَقَامًا مَّحْمُوْدًا تک جملہ معترضہ درمیان میں بیان کیا گیا۔ حاصل یہ ہے کہ مصائب پر صبر کرنا چاہئے اور نماز پڑھنی چاہئے کیونکہ یہ دافع مصائب ہے اور رات کے وقت قرآن بھی پڑھنا چاہئے۔ اس کی تائید وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ (بقرہ) اور قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ سے لے کر سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا تک متعلق امر ثالث کے ہے یعنی وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ کے لایا گیا یعنی یہ کفار تو تجھ کو نکالتے ہیں۔ اب تو غم نہ کر اور نکلتے وقت یہ دُعا پڑھتے رہنا۔ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ الخ شعر

یوسف گم گشتہ باز آید بکنعاں غم مخور ۔۔۔ کلبۂ احزاں شود روزے گلستاں غم مخور

اور قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ سے بشارت بیان کی گئی۔ اور نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ سے لے کر بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا تک شکوہ کیا گیا واسطے کفار کے یعنی قرآن تو فی الواقع ایک رحمت تھی لیکن واسطے کنار کے بوجہ انکار کے زحمت ہوگئی۔ اور یہ کفار وقت انعام کے اعراض کرتے ہیں اور وقت مصیبت کے عاجزی کرتے ہیں اچھا اب ان کو کہدے کہ اللہ تعالیٰ گمراہ وغیرہ کو جانتا ہے اور يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ سے لے کر وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا تک جواب سوال کا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ کفار حضور سے صداقت لے لئے روح کی ماہیت پوچھتے تھے اور حضور کا بھی ارادہ ہوگیا تھا کہ یہ کفار ایمان لے آئیں لہذا رسول اللہ صلعم منع کئے گئے کہ صداقت کیواسطے معراج والا معجزہ کافی ہے اور دوسرا یہ قرآن معجزہ ہے کہ اس کی مثل فی الاخبار عن المغیبات وغیرہ کوئی اگر نہیں مانتے تو اس جیسی کوئی کلام لے آویں۔ اور وَلَقَدْ صَرَّفْنَا سے لے کر اِلَّا كُفُوْرًا تک شکوہ ہے اور وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ سے لے کر اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا تک شکوہ ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ہم نے قرآن میں کوئی عقدہ نہیں چھوڑا بجائے ایمان لانے کے حیلے کرتے ہیں۔ اور اس کے امور طلبیہ کا جواب هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا سے دیا گیا یعنی میرے ہاتھ میں کچھ نہیں ہیں تو محض رسول ہوں اور اس جواب پر کفار اعتراض کرتے ہیں کہ ہم رسالت بشر کی نہیں مانتے۔ تائیدہ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا۔ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ (سبا) اور قُلْ لَّوْ كَانَ فِی الْاَرْضِ سے لے کر مَلَكًا رَّسُوْلًا تک جواب مَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ کا دیا گیا۔ اور قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِیْ وَبَيْنَكُمْ سے لے کر اِلَّا كُفُوْرًا تک یہ مطلب ہے کہ اے کفار تم نہیں مانتے اچھا میرے درمیان اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ گواہ ہے ہر ایک کو دیکھ رہا ہے پھر تخویف بیان کی گئی کہ ان کو عذاب جہنم حشر میں نہ ماننے کی وجہ سے ہوگا حالانکہ اس کے ثبوت کی دلیل ظاہر ہے کہ جس ذات پاک نے ابتداءً پیدا کیا ہے آیا وہ ثانیاً پیدا نہ کر سکے گا۔ اور قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ سے لیکر كَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا تک دلیل توحید بیان کی گئی۔ حاصل یہ ہے کہ متصرف اور تنہا بادشاہی پر ایک اللہ تعالیٰ ہے اگر تم کو خزانے رزق کے دئے جاتے تو بخل کی وجہ سے کسی کو بھی کچھ نہ دیتے پس اس تقریر سے معلوم ہوگیا کہ مراد لَوْ اَنْتُمْ سے عام ہیں خواہ ملائک یا جن یا انس ہوں۔ اور وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ سے لے کر لَفِيْفًا تک اس کے دو ربط ہیں۔ ایک تو پہلے بیان ہو چکا ہے یعنی بیان ہے سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا کا اور دوسرا یہ ہے کہ سابق سے ابتدا کے ساتھ یعنی بڑے تو تم کو تبلایا گیا ہے اگر اب بھی نہ مانا تو تم کو دنیا میں عذاب دیا جائے گا جیسا کہ فرعون کو دیا گیا۔ اور بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ سے لے کر وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا تک جواب والی بحث ختم ہوگئی ہے پھر کہا گیا کہ قرآن کے نازل کرنے کا طریقہ بھی یہی تھا کہ ایک رسول جو

لم کرون ہے

کر عبد ہو اس پر نازل کیا جائے۔ اور مضمون اور مسائل بھی اس کے حق ہیں یہ بھی معنی ہیں بالحق انزلناہ وبالحق نزل کا۔ پس یہ کفار مانیں یا نہ مانیں ہوسن تو مان رہے ہیں اور عاجزی کر رہے ہیں۔ اور قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن سے تمام سورت کا خلاصہ بیان کیا گیا یعنی جس نام کے ساتھ بلاؤ اللہ کو بلاؤ۔ اور حاجات مانگو تو اس سے مانگو۔ اور اس کی وجہ فللہ الاسماء الحسنیٰ یعنی ہر نام حسنیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے مخصوص ہیں ان کے ساتھ ایک اسی کو پکارو۔ نہ غیر کو کیونکہ کسی اسماء حسنیٰ مثل خالق رازق وغیرہ اسی کے ہیں۔ اور ولا تجھر بصلاتک سے لے کر بین ذالک سبیلا تک متعلق ہے قل ادعو اللہ کے اور طریقہ پکارنے کا بتلایا گیا یعنی اے رسول نہ اونچا بلایا کر تاکہ کفار استہزاء نہ کریں۔ اور نہ آہستہ بالکل تاکہ صحابہ کو تعلیم بھی ہو جائے۔ اور آج کل تو آہستہ دعا مانگنی چاہیے اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ صلوٰۃ سے مراد دعا ہے بقرینہ سابق کے اور قل الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا و لم یکن لہ شریک فی الملک سے لے کر تکبیرا تک بیان ہے قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن کا علی سبیل اللف والنشر الغیر المرتب کیونکہ قل ادعوا اللہ کا بیان لم یکن لہ شریک فی الملک ہے اور قل ادعو الرحمٰن کا بیان قل الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا سے کیا گیا ہے حاصل یہ ہے کہ لائق پکارنے کے بھی وہی ہے اس کا شریک کوئی نہیں ہے اور سب کچھ کرنے والا بھی وہی ہے اس کا نائب کوئی نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ کہف مکیہ

جاننا چاہیے کہ تفسیر کبیر والے نے قرآن شریف کے چار حصے کئے ہیں باعتبار اس امر کے کہ فلاں حصے میں اکثر بالذات مقصود فلاں امر کا ذکر ہوگا اگرچہ اور بیانات بھی ہونگے۔ لیکن آیات کے ربط سے وہی معلوم ہوگا (۱) اول حصہ الحمد سے لے کر انعام تک اصول ادیان کی یعنی پیدائش کے احوال اکثر ہونگے اور اس کے متعلقات کا ذکر ہوگا اور دیگر بیانات بھی ہونگے لیکن بالتبع ہونگے (۲) حصہ دوم انعام سے لے کر کہف تک ذکر تربیت کا ہوگا یعنی پہلے پیدائش میں نے کی ہے اور مربی اور ترتیب کنندہ بھی میں ہوں اسی واسطے اکثر سورت کے ابتدا میں اسی بات کا ذکر آتا ہے اگرچہ دیگر مسائل بھی بیان کئے جاتے ہیں وہ بمنزلہ شواہد کے لائے جاتے ہیں۔ (۳) حصہ کہف سے لے کر سبا تک ذکر ہوگا کہ متصرف میں ہوں اور مالک بھی میں ہوں ان امور میں میرا کوئی شریک نہیں ہے (۴) سبا سے لے کر والناس تک ذکر نفی تشفع کا ہوگا یعنی شفاعت قہری یعنی کوئی مخلوقات سے اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے خلاف کام کرا سکے ایسا کوئی نہیں یعنی خالق اور تربیت کنندہ اور رازق میں ہوں اور میری نزدیکی والے بندے شفیع قہری نہیں ہیں۔ اور یہی چار امور سورۃ فاتحہ کے ابتدا میں ذکر کئے گئے ہیں۔ الحمد للہ میں پیدائش کا ذکر ہے یعنی لفظ اللہ سے ناشی ہے اور دوسرا رب العلمین سے یعنی تربیت کنندہ اور تیسرا الرحمٰن الرحیم سے یعنی مالک و رازق میں ہوں اور مالک یوم الدین سے نفی شفاعت کی ہے یعنی مالک میں ہوں دیگر کسی کے اختیار نہیں ہے اس لئے حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ سورۃ فاتحہ میں تمام قرآن ہے

ذکرہ امام الربانی فی المکتوبات اور سورۃ حشر کی آخری آیتوں میں ہے ذکر تمام قرآن کا علی طریق اللف والنشر الغیر المرتب کیونکہ مرتبہ اول اخیر میں ذکر کیا گیا ہے۔ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ کے ساتھ اور باقی مراتب اول میں کہے گئے ہیں۔ لہذا یہ تمام قرآن کا ثمرہ ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْکِتَابَ الحمد سے حمد واسطے اللہ کے کیونکہ سب کچھ کرنے والا وہی پس سنی یہ ہوا کہ سب کچھ دینے والا اللہ ہے جس نے کتاب نازل کی ہے واسطے تبشیر او۔ انذار کے یعنی حساب حق تعالیٰ لے گا اور دینے والا اور ہو یہ نہیں ہو سکتا حاصل یہ ہوا کہ دینے والا وہی خدا ہے جو حساب لے گا۔ ہاں بستہ غیر اللہ نزول کتاب کی صلاحیت رکھتے تو حمد کی نسبت ان کی طرف کی جاتی۔ یا اس کتاب میں کچھ کجی ہوتی اور غیر اللہ اس کی اصلاح کرتے تو تب نسبتہ حمد کے لائق ہوتے اور اس میں کجی نہیں چھوڑی یعنی رفع شبہات ہر قسم کا کیا گیا ہے۔ (جلالین) اس سورت میں ذکر کیا جائے گا کہ جاننے والا بھی میں ہوں۔ اور مالک متصرف بھی ہر شی کا میں ہوں یعنی کوئی میرا شریک فی العلم والتصرف نہیں۔ اور ان دو دعووں پر جو شبہات وارد ہوتے تھے ان کا رفع کیا گیا (شبہات چار ہیں) (۱۱) اصحاب کہف کا ان کا مجمل قصہ یہ ہے کہ اصحاب کہف کے زمانے میں ایک بادشاہ مشرک تھا جو عبادت غیر اللہ کی کرتا تھا۔ اور لوگوں کو بھی اسی بات کا امر کیا کرتا تھا اور یہ اصحاب کہف جو کہ اس کے امراؤں کے لڑکے تھے عبادت غیر اللہ سے انکار کرتے تھے۔ بادشاہ نے ان کے قتل کرنے کا حکم دیا اگر باز نہ آویں۔ انہوں نے مشورہ کیا کہ کسی طرف بھاگ[1] چلے جائیں گے اللہ تعالیٰ نے ان کو ۳۰۹ سال تک اس غار میں نیند میں رکھا اور اس بادشاہ نے ان کو ڈھونڈنا کر خیال کیا کہ یہ بیدار ہیں اس غار کا رستہ بند کر دیا۔ اس غرض سے کہ بوجہ بھوک و پیاس کے اندر اندر مر جائیں گے۔ بعضے کہتے ہیں کہ اس مدت میں بعض لوگوں نے ان کو نہ بہتر سمجھا۔ اور ان کی عبادت کرنے لگے اور دور سے پکارنے لگے اور ان کی نیازات دینے لگے اس مدت میں وہ بادشاہی بھی مر گیا۔ اور ۳۰۹ سال کے بعد ان کو اللہ تعالیٰ نے بیدار کیا اور بعد بیدار ہونے کے آپس میں اختلاف کیا بعض نے کہا کہ ایک دن سوئے ہیں اور بعض نے کہا کچھ دن۔ پھر انہوں نے ایک کو رقم دے کر شہر کی طرف بھیجا کہ کوئی کھانے کی چیز لائے وہ جس وقت گیا اور دوکاندار کو رقم دی تو دوکاندار نے کہا کہ یہ ضرب اگلے بادشاہ کی ہے اب رائج نہیں۔ تو رفتہ رفتہ بادشاہ تک خبر پہنچی تو اس کو بلا کر دریافت کیا تو اس نے اپنا اور بھائیوں کا حال سنایا پھر وہاں جا کے حال دیکھا انہوں نے حال بیان کیا پھر بعد بیان احوال کے وہ مر گئے تو لوگوں میں نزاع پڑ گیا کسی نے کہا کہ ان پر مسجد بنانی چاہئے اور کسی نے اظہار خیال یوں کیا کہ قبر بنانی چاہئیں۔ آخر اس غار کے نزدیک ایک مسجد بنائی گئی۔ اور لوگوں نے عالم الغیب اور متصرف جان کر حاجات طلبی کرنی شروع کر دی چنانچہ آج کل فاہم (یہ قصہ اجمالی ہے) اس قصہ سے غرض دفعہ شبہ سے کہ ان کو عالم الغیب اور متصرف نہ سمجھیں کیونکہ ان کو اپنی نیند کرنے کی مدت بھی معلوم نہ تھی تو باقی امور کیا جان سکتے ہیں اور کس طرح متصرف ہونگے اور متصرف ہونے کی وجہ سے سونا نہیں ہو سکتا۔ اور یہ تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ یہ خدا کے آگے کوئی مشکل نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو اتنی مدت نیند میں رکھا اور پھر بیدار کیا کہ کس طرح تصرف میں وہ اللہ تعالیٰ کے شریک ہو سکتے ہیں۔ لیکن ہم نے بے عقلی کی مار سے ان کو فاعل و متصرف بنا دیا ہے۔ جیسا کہ آج کل لوگ ان کے نام پر روٹی پکاتے ہیں تعداد اصحاب کہف فقرار کو کہلاتے ہیں اور ان سے

[1] بھاگنا جائز ہے جبکہ طریق اللہ تعالیٰ کا ہو گا اور ہمیشہ غار میں جا کر سونے کے طریق اللہ نہیں ہے جانے۔

جو بیچ جائے تو کتوں کو کھلاتے ہیں کیونکہ انکے ساتھ ایک کتا بھی تھا۔ افسوس صد افسوس لوگوں کے عقل وفہم پر کہ ان کو متصرف بنا لیا ہے اور اس قصے کے اختتام میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا سے لیکر مِنْ هَٰذَا رَشَدًا تک یعنی اے رسول اللہ صلعم اگر کہو کہ میں اس طرح کروں گا تو انشاء اللہ تعالیٰ کہا کرو۔ کیونکہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ کے ارادے سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ اصحاب کہف کا حال کہ انکے خیال میں کیا بات تھی اور اللہ تعالیٰ نے کیا کر دیا۔ ان کے خیال میں تھا کہ تھوڑی نیند کر لیں بعد ازاں نکل جائیں گے اللہ تعالیٰ نے ان کو ۳۰۹ سال تک نیند میں رکھا اور دوسرا کسی غرض کے واسطے ایک کو شہر میں روانہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا کروا دیا۔ بعد میں بصورت تفریع کے اصل دعوی کو ذکر کیا۔ لَهُ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ سے لے کر وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا یعنی لہ علم غیب السموٰت والارض۔ اور اس کے بعد اُتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ غیب السموت والارض تمام اللہ کو ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور تم اپنے دعوی پر قائم رہو۔ اور ان کے بعد وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم الخ یہ بیان کیا گیا ہے کہ تم اپنے دعوی پر قائم رہو اور انکے ساتھ بیٹھو جو محض اللہ کی بندگی کرتے ہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں بناتے پس حاصل یہ ہوا کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کو ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور تم اپنے دعوی پر قائم رہو۔ اور موحدوں کی مجلس کرو۔ یہ تین چار باتیں ہیں۔ جاننا چاہئے کہ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ سے لے کر وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا تک یعنی دو رکوع اور نصف رکوع اور ثلث رکوع میں چار باتوں کا ذکر کیا گیا ہے (۱) تم اپنا تعلق انکے ساتھ رکھو جو محض اللہ کی بندگی کرتے ہیں اور شرک و بدعت نہیں کرتے اور دنیا و دنیا داروں کے ساتھ تعلق مت رکھو یہ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ سے لے کر وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا تک ذکر کیا گیا ہے (۲) مشرکوں کیواسطے ہم نے عذاب اخروی تیار کر رکھا ہے۔ یہ قُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ سے لے کر مُرْتَفَقًا تک ذکر کیا گیا ہے۔ (۳) کہ منکرین کو دنیا میں بھی عذاب مل جاتا ہے یہ وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا سے لے کر وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ تک ذکر کیا گیا ہے۔ اور چوتھی کے درمیان تخویفات بھی ذکر کی گئی ہیں۔ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا سے کہ بڑی تعجب کی بات ہے کہ شیطان جو تمہارا قدیمی دشمن ہے اس کو تم نے میرا شریک بنا دیا ہے۔ حاصل تمام کا یہ ہے کہ غیب جاننے والا کوئی نہیں اللہ تعالیٰ کے سوا اور اس کا شریک بھی کوئی نہیں۔ اور دنیا کوئی اچھی نہیں اس کے سبب سے آخرت اور دنیا میں عذاب ملتا ہے۔ جب یہ بات ہوئی تو شیطان جو کہ تمہارا قدیمی دشمن ہے اس کو میرا شریک کیوں بنا لیا ہے نہایت تعجب ہے۔ اور قصہ وَلَا يُشْرِكُ الخ کے متعلق ہوگا اور وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ سے بیان ہوا اور یہ دفعیہ شبہ تیسرے کا ہے کہ تم کو یہ شبہ پڑے گا کہ رسول متصرف ہونگے یہ خیال بھی باطل ہے کیونکہ موسیٰ کتنا اولوالعزم پیغمبر تھا۔ اس کو حکم ہوا کہ جاؤ فلانی جگہ میرا بندہ جو کہ علم میں تجھ سے بڑا ہے اس کو دیکھو۔ جب اس کے پاس گئے تو اس نے کہا کہ بعضے امور تجھکو معلوم ہیں مجھے معلوم نہیں۔ اور بعضے مجھکو معلوم ہیں تجھکو نہیں۔ پہلے ہر دونوں نے اقرار کیا کہ علم غیب کا جاننا خاصہ خدا کا ہے۔ پھر خضر علیہ السلام نے کئی کام خوارق عادت بحسب الظاہر کئے موسیٰ کو خبر نہ تھی کہ اس نے کیوں کئے ہیں اور خضر علیہ السلام نے بھی اقرار کیا کہ مَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي بل فعلتہ من امور بی تو پھر کیسے متصرف بنانے اور عالم غیب بنانے کے لائق ہو سکتے ہیں۔ تمہارے عقل پر تعجب ہے۔ اور وَيَسْأَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ دفعیہ شبہ چوتھا ہے یہ بیان

کیا گیا ہے کہ تم کو شبہ پڑے گا کہ سکندر بڑا بادشاہ تھا اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی آتی تھی۔ یہ بھی عالم بالغیب اور متصرف ہونگے لیکن یہ خیال بھی عجیب ہے کیونکہ وہ مغرب کی طرف گیا تو ادھر دلدل آگیا جس میں نہ جہاز چلتا تھا۔ اور نہ گھوڑا اور نہ کوئی ایسا سامان تھا۔ جس کے ساتھ دلدل سے پار اتر جائے ادھر سے بھی عاجز ہوگیا پھر مشرق کی طرف گیا تو ادھر بھی سخت گرمی جس میں انسان کا گذارہ مشکل تھا اور لوگوں کے مکان وغیرہ کوئی نہ تھے اور لوگ غاروں میں گذارہ کرتے تھے۔ ادھر سے بھی عاجز ہوکر واپس آیا اور شمال کی طرف گیا تو ادھر سے ایسے قوم تھی کہ ایک دوسرے کی زبان نہ سمجھتے تھے۔ اور بادشاہ کے ترجمانوں کے سبب سے اس کو خبر دی گئی کہ ادھر سے یاجوج ماجوج ہیں جو ہماری طرف آکر غارت کرتے ہیں اور فسادات کرتے ہیں۔ اگر ان کے بندش کے لئے دیوار بنا دی جائے تو ہم انکے شر سے بچ جائیں گے۔ تو اس نے ایک دیوار لوہے اور تانبے وغیرہ سے بناکر آگ جلائی کہ ہر شے پگھل کر ایک دھات ہوگئی۔ غرض کہ ایک محکم دیوار بنا دی گئی بعض کہتے ہیں کہ چین والی دیوار ہے جو کہ بارہ سو کوس لمبی ہے مگر حق یہ ہے کہ یہ نہیں۔ حاصل یہ کہ وہ ہر طرف سے عاجز ہوگیا۔ کچھ بھی نہایت تک نہ پہنچ سکا۔ وہ کس طرح مالک و متصرف ہوسکتا ہے ہاں ظاہری سامان دنیا دی اس کے پاس کچھ تھے۔ فاصلہ سورت کا یہ ہوا لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور ثمرہ سورۃ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ سے تا آخر سورۃ بیان کیا گیا ہے کہ تم شریک بناتے ہو ان کو جو محض عاجز ہیں جن کا حال ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اگر جمیع آدمی بیٹھ کر تمام درختوں کی قلمیں بنالیں اور سب دریا منہ لیاہی کئے جائیں اور نہ فلک دہفت زمین کا غذ بنجائیں تو خدا کے علم کی نہر بقطرہ از دریا نہ کرسکیں گے۔ حاصل یہ کہ اس کے علم میں شریک اور متصرف ہونا بالکل محال ہے (نوٹ) باقی امور یاجوج کی پوری تفصیل آگے ذکر کیجاوے گی۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ کافر اور انگریز مراد ہیں یا کوئی اور۔ کیونکہ ان کو عذاب تو ضرور ملے گا۔ جیسا کہ بخاری شریف سے معلوم ہوتا ہے پس اگر وہ قوم مراد لیویں جنکو تبلیغ نہیں ہوئی وہ کس طرح دوزخی ہوسکتے ہیں۔ لہٰذا اسباب میں لوگوں نے بہت توجیہات بیان کئے ہیں لیکن حق وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے۔ قانون یہ ہے کہ جب ایک موصوف پر کوئی حکم کیا جائے تو اس کی صفت کا مبدء حکم کی علت بنتی ہے یعنی سب کچھ کرنے والا وہی ہے جس نے انذار کیلئے کتاب بھیجی ہے کیونکہ اگر دینے والا کوئی اور ہو تو انذار اور حساب کتاب بھی وہی لیتا يُّنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا اے نائباً کما فی البخاری۔ یعنی کچھ تو کوئی نہیں چھوڑی اور نازل اس واسطے کی ہے کہ ان لوگوں کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا نائب بنایا ہے اور ان پر عمل کرتے ہیں۔ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ سے وجہ کیا گیا ہے۔ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ سے یہ بیان کیا کہ اگر وہ ایمان نہ لائیں تو تم غم مت کرو اس لئے کہ ہم نے ما علی الارض کو چند روزہ کی زینت بناکر ان کو مبتلا کر رکھا ہے۔ اور فی الواقع جس چیز میں وہ مبتلا ہیں وہ بالکل ناپائدار ہے چند روز کے بعد ہم اس کو مٹی اور ریزہ ریزہ کر دینگے۔ اَمْ حَسِبْتَ سے شبہات اور ان کا دفع کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور قصہ اصحاب کہف نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ سے اہتمام کرکے فرما دیا اور اثنار قصہ میں ایک تو یہ فرمایا ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا اور ربط ظاہر ہے یعنی پہلے ایک عجیب معاملہ بیان فرماکر فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں جسکو اللہ تعالیٰ ہدایت

دینی چاہیے تو وہ کہے گا کہ جب وہ خدا کے واسطے دوڑ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کیا اور جس کو گمراہ کرنا چاہتا ہے تو وہ کہے گا کہ اصحاب کہف نے اپنے سامنے سورج کو نہ آنے دیا اور دھوپ سے بچ رہے تو معلوم ہوا کہ من وجہ متصرف ہیں اور دوسرا قصہ کے اثنا میں وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا الا واذکر ربک اذا نسیت یعنی پہلے بھی قصہ اصحاب کہف کا تھا۔ اور پھر لَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ الخ سے وہی قصہ ہے تو اس کے مابین میں ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ طریقہ وعظین کا ہوتا ہے کہ جب وہ سامعین کے سامنے ایک طویل قصہ بیان کرتے ہیں اثنار قصہ میں ایک ایسی جگہ آجاتی ہے کہ اس سے ایک اور متفرع ہوتا ہے تو قصہ بند کر کے سامعین کو خطاب کرتے ہیں کہ یہاں سے ایک بات متفرع ہوتی ہے اس کو یاد رکھنا پھر بات ذکر کر کے اگلے قصے کو شروع کر دیتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ جب قصہ اصحاب کہف کا کرتے کرتے یہاں تک پہنچ گیا کہ اصحاب کہف ایک دن کا یا کچھ کے گئے کہ کل چلے جائیں گے تاکہ ۳۰۹ برس گذر گئے۔ سامعین کو خطاب ہوا کہ دیکھو کہ اصحاب کہف کا یہ ارادہ تھا اور کیا ہوا تو اس کو یاد رکھنا کہ جب کسی کام کا ارادہ کرو تو انشاء اللہ ساتھ کہا کرو۔ کہ اگر اللہ نے چاہا تو کل فلاں کام کروں گا اور نیز جب قصہ میں یہ بیان فرمایا کہ جب ایک آدمی پابندی مفروض دے گیا اس ارادے پر کہ میں لوگوں کے سامنے ظاہر نہ ہوں لیکن اس کے ظاہر ہونے میں حکمت تھی اللہ تعالیٰ نے اسکی مرضی کے خلاف اس کو ظاہر کر دیا۔ تو تم بھی اذکر ربک اذا نسیت الخ جب کوئی کام خلاف مرضی اپنی کے دیکھو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کو بھول دو۔ اور کہا کرو عسیٰ ان یھدین ربی اور قصہ ختم کرنے کے بعد واتل ما اوحی الیک الخ تم یہ وحی کیا ہوا پڑھ سنا کہ اللہ تعالیٰ کے کلمات والا علی التوحید کو بدلنے والا کوئی تب ہوتا کہ اگر کوئی اور ملتحد ہوتا تاکہ کہا جاوے کہ یہ بھی اللہ ہے۔ اور ملتحد تو کوئی نہیں تو کوئی دوسرا خدا بھی نہیں۔ اور واصبر نفسک مع الذین سے یہ فرمایا کہ اسی توحید پر پختہ رہنا اور موحدوں کے ساتھ رہنے پر صبر کرو اور کفار کی طرف مال کی وجہ سے التفات نہ کرنا۔ اور بعد اس کے قل الحق من ربکم فرمایا یعنی لوگوں کو بھی یہی کہا کرو کہ حق وہی ہے جو تمہارے رب سے آیا ہے اور فمن شاء فلیؤمن سے تخویف اور ان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات الخ سے مومنوں کے لئے بشارت ہے طریقہ قرآن شریف کا یہ ہے کہ دنیا کو اختیار کر کے آخرت کو خیال نہ کرنے کی مذمت تین طریقے سے کرتا ہے ایک یہ کہ دنیا ان سے چھینی جاوے گی۔ اور دوسرا یہ کہ دنیا بجائے خود دنیا فی نفسہ قلیل ہے تیسرا یہ کہ آخرت میں اس کی سزا آگ ہے تو واضرب لھم مثلا رجلین سے لیکن ھنالک الولایۃ للہ الحق تک اول قسم بیان فرمایا اور واضرب لھم مثل الحیوۃ الدنیا سے وکان اللہ علی کل شیء مقتدرا تک دوسرا قسم اور تیسرا قسم یوم نسیر الجبال سے ولا یظلم ربک احدا تک۔ اور کبھی اور شبہ یہ تھا کہ بعض لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا سے فرمایا کہ جن تمہارے قدیمی دشمن ہیں ان کی عبادت کیوں کرتے ہو۔ پھر کچھ ترسیبات وغیرہ فرما کر اذ قال موسیٰ لفتٰہ سے ایک دوسرا شبہ دور کیا گیا وترکنا بعضھم یومئذ یموج فی بعض قال صاحب المدارک مراد اس سے آدمی ہیں یعنی ایک دفعہ ان کو قبور سے اٹھائیں گے تاکہ وہ ایک دوسرے سے متحیر ہو کر موج مارینگے اور پھر نفخ سے جمع کرینگے شبہات دفع کرنیکے بعد بطور تفریع فرمایا افحسب الذین کفروا ان یتخذوا ایسے حالات ہونے کے بعد

باوجود پھر بھی کفار میرے ساتھ اوروں کو شریک کرتے ہیں۔ اچھا ان کو جہنم میں داخل کرونگا۔ پھر مومنوں کو بشارت بطریق المقابلہ دے کر فرمائی اور پھر فرمایا قل لو کان البحر اللہ تعالیٰ تو اتنا بڑا عالم ہے بھلا اس کا کوئی شریک ہو سکتا ہے۔ اور پھر فرمایا قل انما انا بشر مثلکم یعنی اے محمد تم بھی لوگوں کو کہدو کہ انا بشر مثلکم اور غیب ان نہیں ہوں میری طرف وحی آتی ہے ایسا نہ کہ تمہیں غیب دان اور شریک باللہ قرار دینے لگیں۔ فقط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ مریم۔ مکیہ

دعوی اور غرض اس سورۃ میں یہ ہے کہ متصرف ہونا وحی ہے اور جنکے متصرف ہونے کا شبہ پڑتا ہے خواہ ملایک یا جن ہو یا انسان ہوں۔ ان شبہات کو رفع کیا گیا۔ لہذا اس سورہ کا ربط ماقبل کے ساتھ ظاہر ہو گیا۔ اور اصلی دعوی اور ثمرہ سورت کا دو دفعہ سورت میں ذکر کیا گیا ہے (۱) تو رکوع رابع میں رب السموت والارض وما بینھما فاعبدہ واصطبر لعبادتہ ھل تعلم لہ سمیا (۲) دوسرا ذکر آخر سورت میں ان کل من فی السموت والارض الا اتی الرحمٰن عبدا سے ذکر کیا گیا ہے اور باقی سے دفع شبہات کیا گیا اول ذکر رحمت ربک عبدہ ذکریا سے ہے۔ اذکر فی الکتاب مریم تک یعنی شاید کہ یہ شبہ پڑے کہ زکریا علیہ السلام کو آخر عمر میں فرزند پیدا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خوارق عادت کر لیتے ہیں اور جس سرح چاہیں کر سکتے ہیں اس کا دفع کیا گیا کہ وہ تو خود عاجزی کرتا رہا فھب لی من لدنک ولیا سے ظاہر معلوم ہوتا ہے۔ جو کوئی دوسری کی طرف عاجز ہو وہ کس طرح متصرف بن سکتا ہے (۲) واذکر فی الکتاب مریم اذا نتبذت من اھلھا مکانا شرقیا سے کر لکن الظلمون الیوم فی ضلال مبین تک ہے یعنی تم کو یہ شبہ پڑے گا کہ عیسیٰ بلا والد ہو گئے ہیں اور یہ خوارق عادت ہے اس سبب سے تم نے ان کو متصرف بنا دیا ہے۔ اور نسبۃ ولد کی کرکے کہنے گے کہ اللہ کی ذات نے سب تصرف ان کے قبضے میں کر دیے ہیں اور وہ متصرف کس طرح بن سکتا ہے کہ خود بخود اقرار کر رہا ہے۔ ان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ اور اتی عبد اللہ اتینی الکتاب یعنی کہا کہ میں بندہ ہوں متصرف بننے کے لائق نہیں ہوں۔ ہاں رسول ضرور ہوں یعنی اس کا حال بھی کس طرح متصرف بننے کے لائق ہو سکتا ہے۔ پھر اسی دعوی کی تائید لائے گی۔ واذکر فی الکتاب ابراھیم سے کر لسان صدق علیا تک یعنی ابراہیم جو کہ بڑے اولوالعزم انبیاء میں سے تھا اور اصل انبیاء کا تھا وہ خود بخود اپنے باپ کو کہہ رہا ہے کہ غیر اللہ کی عبادت کو چھوڑ دو اور اسی ایک کی عبادت کرو یہ تمہارے نفع نقصان دینے کے لائق نہیں ہیں واذکر فی الکتاب موسیٰ سے لیکر خروا سجدا وبکیا تک یعنی یاد تو کرو۔ ان انبیاء صالحین کو کیسے انبیاء عظیم الشان ہیں اور ان کا حال کیا ہے کہ وہ تمام عاجزی کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے آگے اور جو عاجز اور فقیر ہو آیا وہ بھی متصرف بن سکتا ہے۔ ہاں اتنی بات ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے مکرم بندے ہیں جیسا کہ کہا ممن ھدینا واجتبینا اس سے خود ظاہر ہے کہ نکرمین متصرف نہیں ہیں وما نتنزل الا بامر ربک سے کر

وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا یعنی تم نے ملائک کو متصرف بنا دیا ہے اور تم نے رسولوں کا حال تو سن لیا ہے کہ وہ تمام عاجز ہیں اور مقر بالعجز ہیں ملائک کا حال دیکھو کہ وہ تو بغیر امر ربی نازل بھی نہیں ہوتے۔ سوا امر رب کے کچھ بھی نہیں کر سکتے بلکہ متصرف وہی اللہ تعالیٰ ہے۔ جیسا کہ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا سے معلوم ہوتا ہے اور درمیان میں کوئی تخویفات اور کوئی شکوہ بیان کیا گیا ہے اور آخر سورت میں اعادہ اصلی مدعا کا اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ سے کر کے بشارت مومنوں کیواسطے اور تخویفات کفار کے واسطے بیان کی گئی ہے (حاصل خلاص سورۃ) کہ تمام انبیا، صالحین اللہ کی طرف عاجزی کر رہے ہیں اور مقر بالعبودیتہ ہیں معلوم ہوا کہ کوئی متصرف نہیں ہے سوا اللہ تعالیٰ کے اور اس امر کیواسطے کئے شواہد بیان کئے گئے ہیں۔ اور جن جن باتوں سے شبہ پڑتا تھا اس کو رفع کیا گیا ہے۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ سورت کہف سے دفعیہ شبہات شروع ہوئی ہیں اور کہا کہ دیکھو کہ فلاں پیغمبر ایسا عاجز تھا۔ اور فلاں فلاں بادشاہ بھی اپنے مطلوب سے کامیاب نہ ہوئے اور اس میں بطور ترقی دفع شبہات ہوگا یعنی وہ کر تو کچھ بھی نہیں سکتے بلکہ رو رو کر ہم سے مانگتے ہیں اور ہمارے آگے سر جھکاتے ہیں۔ دیکھو زکریا علیہ السلام کو کہ اس نے کہا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا اے بیشک ایسے بڑھاپے میں فرزند ملنا خوارق عادت تو ہے لیکن یہ زکریا علیہ السلام نے اپنی اختیار سے نہیں کیا تاکہ اسے متصرف فی الامور قرار دیا جائے وَلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا یعنی بعض نے کہا ہے اور نہیں تھا میں اے رب العلمین بدبخت بسبب بلانے کے تجھ کو یعنی اگر تیری سوا کسی اور کو بلاتا تو بدبخت اور مشرک ہوتا لیکن میں نے تو تجھ کو ہی پکارا ہے اور متصرف فی الامور قرار دیا ہے اس لئے بدبخت نہیں ہوں۔ دیکھو مریم نے کیا کہا تھا۔ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا۔ اور مطلب آیتہ کا یہ ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے والے ہو۔ تو میں اللہ کے ساتھ تجھ سے پناہ مانگتے ہوں دیکھو وہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ رہے تھے اور دیکھو فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ یعنی وہ تو ایسے قسم کے درد میں مبتلا رہتے وہ خدا بننے کے قابل کہاں ہیں۔ آگے چلو عیسیٰ کو دیکھو جس کو تم نے ابن اللہ قرار دیا ہے وہ کہہ رہا ہے اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ اور پھر ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ سے كُنْ فَيَكُوْنُ تک جملہ معترضہ ہے۔ اور ربط ظاہر ہے کہ عیسیٰ کا یہ حال ہے کہ جو سن لیا ہے پھر کیسے معبود بن سکتا ہے اور پھر اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ سے خود عیسیٰ کی کلام نقل کی گئی ہے لیکن فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ یعنی پیچھے لوگ بنیا مختلف ہو گئے ابن اللہ کہنے لگے۔ اچھا ہلاکت ہے کافروں کے لئے دیکھو ابراہیم نے کیا کہا يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ دیکھو موسیٰ اسمٰعیل اور ادریس اور دیگر انبیا، علیہم السلام اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا وہ تو سب اللہ تعالیٰ کے آگے سجدہ کرتے تھے اور فقط اللہ کی عبادت کرتے تھے اور اسی کو پکارتے تھے اور دعائیں مانگتے تھے فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ یعنی انکے پیچھے بُرے لوگوں نے دعا، کو ضائع کر دیا۔ یعنی اللہ کے سوا اوروں سے مانگتے ہیں اور پکارتے ہیں۔ اور مومنوں کو بشارت دے کر ارشاد فرمایا کہ انبیا، علیہم السلام کا حال تو سن لیا۔ اب ملائک جنکو بنات اللہ قرار دیتے ہو ان کا حال تو یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ اور يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ سے شکوہ اور وَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ سے اِلَى وَنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا سے ترہیب عذاب اخروی بیان کی اور پھر اِذَا

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیَاتُنَا سے شکوہ اور کم اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ سے ترہیب عذاب دنیوی بیان فرمائی علی ہذا القیاس اختتام سورت تک ترہیب اور شکوے اور بشارات وغیرہ بیان فرمائیں گے۔ فقط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۂ طٰہٰ مکیہ

اس سورۃ سے غرض تشجیع دینی ہے نبی کریم صلعم کو کہ تم اپنے دعوی پہنچاتے جاؤ اور دل تنگ مت ہو اور مصائب پر صبر کرو۔ اور دعوی یہ ہے کہ متصرف ایک ہے اور اسی کو پکارو۔ اور وہی سب کچھ جاننے والا ہے۔ اور بعض آیات تشجیع اور بعض اصلی دعوی کیواسطے بیان کی گئی ہیں۔ (بیان آیات تشجیع) (۱) مَا اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ سے لے کر خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰی۔ یعنی قرآن تم پر نازل اسی واسطے کیا گیا ہے تاکہ تذکرہ و نصیحت ہو جائے واسطے اس شخص کے جو خوف من اللہ رکھتا ہو۔ اور اسی واسطے نازل نہیں کیا گیا کہ تم مصائب میں واقع ہو جاؤ۔ اگر کچھ مصائب آبھی جائیں تو کیا ہوا اللہ کے کام میں کلفت آگئی تو صبر کر لو۔ اور تَنْزِیْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ سے یہ بیان ہوا ہے کہ اگر کوئی مصیبت آبھی جاوے تو کیا ہوا۔ کیونکہ اس بادشاہ خالق الکل و عالم الکل سے آئی ہے جیسا کہ شاعر کہتا ہے شعر۔

ہر کہ عاشق شد اگرچہ نازنین عالم است ناز کی کے راست آید بار می باید کشید

(۲) آیت۔ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ مُوْسٰی اس آیت کا تعلق ماقبل کے ساتھ دو طریقے سے ہے۔ یعنی تشجیع کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے کہ دیکھو موسیٰ نے تبلیغ احکام کیلئے کتنے مصائب برداشت کئے تھے۔ تم بھی اعلاء کلمۃ اللہ میں ہر مصائب پر صبر کرو۔ اور دعوی کے ساتھ بھی تعلق ہو سکتا ہے یعنی جو دعوی تم بیان کر رہے ہو موسیٰ کا بھی یہی دعوی تھا۔ اور آیات توحید کا بیان بھی کیا جاتا ہے (۳) آیت كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَیْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ یعنی ہم نے پہلے انبیاؤں کے قصے بیان کئے ہیں کہ دیکھو ان کو کتنے مصائب تبلیغ احکام الٰہی میں برداشت کرنے پڑے ہیں (۴) آیت۔ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ سے لے کر وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا تک یہ بیان کیا کہ جلدی نہ کرو کیونکہ وحی آتے وقت نبی علیہ السلام پڑھنے میں جلدی کرتے تھے کہ یاد ہو جائے لہذا حکم ہوا کہ جلدی نہ کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو یاد کرا دے گا۔ اور دوسرا یہ کہ دیکھو ہم نے آدم علیہ السلام کو بھی کہا تھا کہ ہمارے حکم پر قائم اور مستحکم رہنا۔ لیکن وہ مستحکم نہ رہا آہ ان کے ساتھ کیا ہوا۔ (۵) آیت فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ لَعَلَّكَ تَرْضٰی تک یعنی کوئی مصیبت بھی آجائے تو صبر کرو اور مصائب میں تسبیح تحمید بہت کیا کرو۔ پس حاصل یہ ہے کہ تمام آیات تشجیع حضور کیواسطے لائی گئی ہیں۔ کہ اصلی دعوی پر محکم اور قائم رہو۔ اور چھ آیات اصلی دعوی بیان کرنے کیواسطے لائی گئی ہیں۔ (۱) اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی سے لے کر الاسماء الحسنیٰ تک اور دو دعوے ذکر کئے گئے ہیں ایک تو یہ کہ سب کچھ کا متصرف وہی ہے اور دوسرا یہ کہ عالم الکل شئ وہی ہے اس کا کوئی شریک نہ بناؤ۔ پس اسی کو پکارو کیونکہ اسماء حسنیٰ اسی کے واسطے ہیں۔ اور دوسری آیت اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ یعنی شریک فی العبادۃ نہ

۴ الرحمن علی العرش استوی له ما فی السموات وما فی الارض وما بینهما وان تجهر بالقول فانهٗ یعلم سرا واخفی الله لا اله الا هو له الاسماء الحسنیٰ یعنے

نہ بناؤ۔ کیونکہ متصرف اور عالم کل شئی کا میں ہوں۔ (۳) آیت قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی خلقہ بمعنی صورت یعنی اسی کی قبضے میں ہے۔ (۴) آیت فَقَالُوْا ھٰذَا اِلٰھُکُمْ وَاِلٰہُ مُوْسٰی سے لے کر وَلَا یَمْلِکُ لَھُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا تک یعنی اسے وہ ہونا چاہیے جو کہ متصرف ہو۔ (۵) اِنَّمَا اِلٰھُکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَسِعَ کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا وسع کا مبتدا محذوف ہے یعنی ہو وسع۔ اور دو دعوی اس میں مذکور ہیں۔ ایک یہ کہ متصرف وہی ہے دوسرا یہ کہ عالم ہر شی کا وہی ہے (۶) آیت فَتَعٰلَی اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ یعنی مالک وہی ہے اور بلند اور عالیشان بھی ہے اس کے شان کے برابر کوئی نہیں ہے (حاصل سورت کا یہ ہے) کہ تم تبلیغ اصلی دعوے کے لئے مصائب درشت کو برداشت کرتے رہو۔ اور تمام انبیاء سابقہ نے تبلیغ کرنے میں مصائب پر صبر کیا ہے۔ باقی تقریر یہ ہے مَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی اے محمد صلعم ہم نے اس لئے تم پر قرآن شریف نازل نہیں کیا کہ تم اپنے جان مشقت میں ڈالو۔ لوگوں کے نہ ماننے سے غم نہ کرو یہ تو تذکیر اور نصیحت ہی بس یہی کرتے رہو۔ اور اگر قدرے تنگی اور تکلیف آ بھی جائے تو ضرور برداشت کرنی پڑے گی خیال کرو کہ یہ قرآن شریف تَنْزِیْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ سے یعنی ایسے بڑے بادشاہ سے جس نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا ہے۔ نازل کیا ہوا ہے۔ اگر ایسے بادشاہ کے پیغام پہنچانے میں کچھ تکلیف آ گئی تو کیا ہوا۔ اور دعوی ہے کہ لوگوں کو کہو۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی۔ وَاِنْ تَجْھَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّہٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفَی اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یعنی تخت بادشاہی پر اسی آپ ہے کسی کو نائب بنا کر بادشاہی اس کے حوالے نہیں کی ہوئی زمین آسمان اور سب چیزیں اس کی ہیں اور دعائیں بھی وہی سنتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر ایسے بادشاہ کے حکم پہنچانے میں کوئی تکلیف آ گئی تو کیا ہوا اس کے بعد قصہ موسیٰ کا بیان فرمایا کہ دیکھو موسیٰ نے تبلیغ احکام الٰہی میں کتنی تکالیف برداشت کی ہیں اور تکالیف کے ہوتے ہی فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَسِعَ کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا۔ پھر فرمایا کَذٰلِکَ نَقُصُّ عَلَیْکَ مِنْ اَنْبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ یعنی تم سے پہلے نبی ہو۔ اس طرح سے ہمارے بیان کرنے سے تم وہ اخبار بیان کر رہے ہو جو آگے تم کو معلوم نہ تھیں۔ اور پھر وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْہُ فَاِنَّہٗ یَحْمِلُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وِزْرًا سے ترہیب اخروی فرمائی۔ جب ذکر قیامت کا آ گیا تو مشرکین کا موقع تھا کہ کہیں اس وقت اتنے اتنے بڑے پہاڑ کہاں جائیں گے تو فرمایا وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ اِلخ اور پھر یَوْمَئِذٍ یَّتَّبِعُوْنَ الخ سے ترہیب فرمائی اور فَتَعٰلَی اللّٰہُ الْمَلِکُ سے خلاصہ بیان کیا گیا فَتَعٰلَی اللّٰہُ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ اور پھر فرمایا وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ کا تعلق ابتدا سورت سے جا ملا یعنی جلدی سے پڑھنا یاد کرنے کے ڈر سے یہ بھی ایک مشقت ہے لہذا فرمایا لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ وَلَقَدْ عَھِدْنَآ اِلٰٓی اٰدَمَ الخ سے کہا کہ تکالیف آئیں گی مضبوط رہنا ایسا نہ ہونا جیسا کہ آدم علیہ السلام ہوا تھا۔ بلکہ تو مثل موسیٰ کے پختہ رہنا جب کہ ابتدا سورت میں دو باتیں جمع کی گئیں ہیں ایک تو یہ کہ تجھکو مشقت دینی غرض نہیں اگر کچھ آ بھی جائے تو غم مت کرنا۔ لہذا اس جگہ دونوں کو جمع کیا گیا۔ اور پھر مَنْ اَعْرَضَ سے استیناف فرمایا ترہیب کے لئے اور یہ جملہ آدم کے متعلق نہیں ہے فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا کے دو معنی بیان کئے ہیں ایک تو یہ کہ دنیا میں اس کا گذارہ تنگ ہوگا۔ اگرچہ مالدار بھی ہو لیکن اس سے قناعت چھین لیجائے گی اور بے قناعتی کے سبب سے تنگ رہے گا۔ اور دوسرا معنی یہ ہے کہ دنیا اگرچہ اس کو پوری طرح دیجائے گی۔ لیکن آخرت

لہ قال صاحب المدارک ان الیہود کان یسئلون عن الجبال فنزلت الآیۃ

میں اس کا حال تنگ ہوگا بلکہ تمام دنیا ضیق ہے۔ کُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا۔ اور پھر اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا سے ترہیب بیان فرمائی اور پھر فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ سے خلاصہ بیان فرمایا اور اعادہ اول بات کا کیا کہ تبلیغ میں جو ان کی طرف سے مصائب پہنچے تو صبر کرنا۔ اور علاج ان کا تسبیح اور تحمید ہے۔ بلکہ یہی دعوی تبلیغ والا ہے۔ اور پھر اس کے متعلق وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ لایا گیا۔ اس دعوی کو خوب طرح پہنچانا اور ان کی دولت وغیرہ کی طرف مائل نہ ہونا۔ اور اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى یعنی آپ نے وہ باتیں کیں کہ آپ کو خبر بھی معلوم ہوا کہ آپ سچے نبی ہیں۔ اور ان پر بھی آپ کی صداقت اسی سے ظاہر ہو گئی ہے۔ فقط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ انبیا۔ مکیہ

اس سورت کے چھ حصے ہیں

(۱) اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ اس جگہ سے لیکر وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ تک تخویف ہے کہ ان کے حساب کا وقت نزدیک آگیا ہے اور شکوہ ہے اور یہ بیان کیا گیا کہ کیا بات تھی جس وجہ سے کہتے ہیں اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ وہ یہ بیان کی گئی ہے۔ قَالَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ الخ عالم اور متصرف ایک ہی ہے اور تمہاری سمجھ کچھ نہیں کر سکے اسی وجہ سے انہوں نے کہا کہ یہ جادوگر ہے۔ بلکہ جادوگر بھی نہیں بلکہ پراگندہ خواب ہیں اور پھر کہا ہے کہ پراگندہ خواب بھی نہیں ہیں بلکہ افترا کیا ہے اس نے اپنے نفس سے۔ اور پھر کہا کہ افترا بھی نہیں کیا اس کی ناسمجھی کی تقصیر ہے اور ایک جواب ہے سوال سابق کا یعنی ہل ہذا الا بشر مثلکم کا۔ پس چار باتیں ہوئیں (۱) تخویف (۲) شکوی (۳) بیان دعوی ضمناً جو نہیں مانتے تھے اور چہارم جواب سوال اور درمیان میں وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ترغیب دی گئی طرف کتاب کے پہلا حصہ تخویف وشکوہ وذکر مدعی ضمناً جواب سوال (دوسرا حصہ دلیل عقلی) وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ سے لے کر كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ تک دلیل عقلی مدعا کیواسطے ہے اور ابطال ہے درمیان میں زعم مشرکین پر اور کفار سے طلب دلیل ہے واسطے ان کے دعوی کے یہ بھی ایک قسم کا ابطال ہے کیونکہ طریقہ قرآن شریف کا ہے کہ تین دلائل لائے جاتے ہیں اپنی مدعا کیواسطے (۱) ایک عقل (۲) نقل من الانبیاء والکتب السابقہ (۳) اور تیسرا وحی من اللہ۔ اول دلیل عقلی لائی گئی ہے کہ عقل بھی دال ہے کہ متصرف ایک اللہ تعالی ہے اور وہی عالم ہے اسی سے حاجات مانگو کیونکہ آسمان اور زمین اور مابین ان دونوں کے کوئی کھیل کی چیزیں نہیں بنائی گئیں۔ اگر یہ سب کھیل کی چیزیں ہوتی تو ہم اپنے پاس ہی رکھتے یعنی ہم تم کو نہ دکھلاتے بلکہ تمام عبرتیں ہیں تمہارے واسطے کہ جان لو کہ معبود برحق ایک اللہ ہی ہے تم نے دوسرے خدا کی عبادت کہاں سے نکال لی ہے۔ جو کہ اپنے لئے شفعاء بنالئے ہیں۔ دلیل عقلی سے رد کیا گیا۔ کما قال لو کان فیہما الھۃ الا اللہ لفسدتا اس کی تقریر مفصل آئے گی

انما اللہ تعالیٰ۔ اور مابین میں دلیل عقلی قل ھاتوا برھانکم سے بطور معارضہ کہا گیا کہ دلیل عقلی تو کوئی نہیں بلکہ عقل تو ہمارے دعوے کا مؤید ہے۔ اور اگر کوئی دلیل نقلی ہو تو لاؤ اور اس سے ان کی تعمیز کی گئی ہے لہذا ما ارسلنا من قبلک سے خود اپنی طرف دلیل نقلی پیش کی کیونکہ عقلی تو ہو چکی تھی یعنی تمام انبیاء سابقہ بھی ہماری بات کے کہنے والے تھے لیکن یہ دلیل مستقل نہیں ہے بنا جواب میں لائی گئی ہے۔ اس سے پہلے ھذا ذکر من معی وذکر من قبلی سے کہا گیا کہ اسے دعوی توحید پر تمام انبیاء سابقہ تھے پچھلے لوگ مختلف ہو گئے وقالوا اتخذ الرحمن سے ان کا شکوہ کیا گیا اور تردید اس کی تین طریقے سے کی گئی ہے اور آخر میں کہا گیا کہ انبیاء علیہم السلام کہاں یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہیں حالانکہ ومن یقل منھم انی الٰہ من دونہ فذلک نجزیہ جھنم ہے پھر اس کے بعد الم یر الذین سے دلیل عقلی ہے کل فی فلک یسبحون تک (۳) حصہ سوم ذکر جواب و سوال و زجر و تخویف) وما جعلنا من قبلک الخلد افائن مت فھم الخالدون سے لے کر ولقد اتینا موسی وھارون تک تین امور ذکر کئے گئے ہیں اول جواب سوال کا ہے وہ کہتے ہیں کہ محمد چند روز میں مر جائے گا یہ کس طرح رسول ہے اور شکوہ بھی ہے۔ پھر تخویفات اور تسلی پھر اس کے بعد زجر ہے (۴) حصہ چہارم دلیل نقلی ولقد اتینا موسی وھارون الفرقان وضیاء وذکری للمتقین سے لے کر وجعلنھا وابنھا ایۃ للعلمین تک یعنی نقل من الانبیاء السابقہ دیکھو کہ تمام انبیاء سابقہ ایک یہی مدعا رکھتے گئے اور ابراہیم جو کہ اصول الانبیاء ہیں اپنے والد کو شرک سے منع کرتے گئے کہ ایک اللہ تعالیٰ سے اپنے حاجات طلب کیا کرو دوسرا یہ ربط ہے کہ جن انبیاء علیہم السلام سے خوارق عادت صادر ہوئے تھے کیا وہ متصرف فی الامور تو نہیں ہو گئے تھے۔ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے قبضے اور تصرف میں ہے دیکھو نوح علیہ السلام نے بھی مجھ کو پکارا اور حاجات طلب کیں کما قال اذ نادی الخ اور داود اور سلیمان علیہما السلام کو ہم نے بڑے کمال دیئے تھے اور فاعل ہم میں کما قال کنا فاعلین اور ایوب تو کہہ رہا ہے انی مسنی الضر اسی طرح آمین اور اوریس اور ذوالکفل ہماری رحمت میں داخل ہیں۔ اور ذوالنون نے کہا ہے لا الٰہ الا انت الخ اور زکریا بھی ہم سے دعا مانگ رہا ہے اور کما رب لا تذرنی فردا خلاصہ یہ ہے انھم کانوا یسارعون فی الخیرات ۔ ویدعوننا رغبا ورھبا وکانوا لنا عابدین سے تخصیص عبادت کی ہے اللہ تعالیٰ کے لئے بیان کی گئی کیونکہ مقدم کیا گیا اور تقدیم ماحقہ التاخیر فائدہ حصر کا دیتی ہے۔ تمام انبیاء سابقہ نے تو شرک نہیں کیا تم نے کہاں سے نکال لیا ہے اور دوسرا یہ اس جگہ ادماج ہے۔ کیونکہ دلیل عقلی کے بعد یہ بیان نہیں کہا گیا کہ اسی ایک کو پکارو اور دوسرے کو شریک نہ بناؤ اور دلیل نقلی کے بعد ذکر کیا گیا ہے۔ لہذا اسی قرینے سے اس جگہ بھی کہیں گے۔ اور ان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ سے لیتقطعوا امرھم بینھم الی تک تخویفات اور علامات قیامت جو تخویفات سے پہلے ہیں ذکر کی گئیں ہیں تاکہ سورۃ الحج کے ساتھ مرتبط ہو جائے۔ کیونکہ اس میں بھی اول ذکر احوال قیامت کے ہونگے اور ان ھذہ امتکم سے خلاصہ بعد ذکر انبیاء کے نکالا گیا کہ دین یہ ہے کہ ایک اللہ تعالیٰ کو پکارو ہاں بستہ پچھلے لوگوں نے اختلاف بنا دت کیوجہ سے کر لیا ہے اچھا کل الینا راجعون

ہونگے اور قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ سے تیسری دلیل وحی کی بیان کی گئی ہے اور جب دلائل ختم ہو گئے اور مدعا ثابت ہو گیا تو ان سے ایمان طلب کیا گیا وقال ھَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ سے اگر وہ اعراض کریں تو کہو کہ مجھ کو اور تم کو معلوم ہے کہ عذاب آنے والا ہے اور سب سے پیچھے اصلی مدعا ذکر کیا گیا۔ اِنَّہٗ یَعْلَمُ الْجَھْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَیَعْلَمُ مَا تَکْتُمُوْنَ یعنی عالم وہی ہے اسی کو پکارو اور اس کا شریک نہ بناؤ (حاصل سورۃ) مدعا یہ ہے کہ متصرف اور عالم خاص وہی ہے۔ اور دلائل ثلاثہ بیان کئے گئے اور تخویفات بھی بیان کی گئیں اور کفار سے دلائل طلب کئے گئے۔ اس سورت کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ سورۃ مریم میں کہا گیا کہ سب سے آگے عاجزی کر رہے ہیں وہ معبود کس طرح بن سکتے ہیں۔ اور طٰہٰ میں کہا گیا کہ اس دعوی کو اچھی طرح پہنچاؤ۔ اور مصائب میں غمناک نہ ہونا۔ اور اس سورت میں یہ کہا کہ دیکھو سب بندگی بھی میری کر رہے ہیں۔ کما قال تعالی۔ کَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ (نوٹ) یہ مضمون اچھی طرح نہیں لکھے گئے امادہ کرتا ہوں۔ پہلے رکوع میں وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالًا جواب ہے ان کے قول سابق کا یعنی قَالُوْا ھَلْ ھٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اور پھر وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ کِتٰبًا سے ترغیب دی گئی ہے۔ اور دوسرے رکوع سے پہلے وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سے ان کا شکوہ کیا گیا ہے۔ اور سُبْحٰنَہٗ بَلْ عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ سے تردید ان کی فرمائی ویسا ہی لَا یَسْبِقُوْنَہٗ بِالْقَوْلِ اور ویسا ہی یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ سے یعنی ای کفار انبیاء علیہم السلام مثل عیسی نے کہاں کہا ہے کہ ہم خدا ہیں حالانکہ وَمَنْ یَّقُلْ مِنْھُمْ اِنِّیْٓ اِلٰہٌ مِّنْ دُوْنِہٖ سے آپ کو خدا کہنے والے کو عذاب کا وعدہ کیا گیا۔ اور اس شکوے سے پہلے کہا ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ بدیں خیال زعم مشرکین۔ کیونکہ یہ بھی ایک طریقہ کا ابطال ہے کہ تم اپنے مدعا کیواسطے کوئی دلیل عقلی یا نقلی لاؤ۔ ہمنے تو اپنے مدعا کے واسطے ہر قسم کی دلائل بیان کئے ہیں۔ اور بعد میں بھی ذکر کرینگے۔ اور نقلی دلیل یہ ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ الخ اور درمیان میں ھٰذَا ذِکْرُ مَنْ مَّعِیَ وَذِکْرُ مَنْ قَبْلِیْ سے یہ بیان کیا کہ یہی دعوی توحید کا تمام سابقہ کتب میں تھا۔ بعد میں بغاوت کی وجہ سے اختلاف کر لیا۔ اور دوسرے رکوع میں وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِکَ الْخُلْدَ سے کفار کے سوال کا جواب دیا گیا۔ کہ یہ محمد مر جائے گا۔ نبی کس طرح بن سکتا ہے اور پھر وَاِذَا رَاٰکَ الَّذِیْنَ الخ سے شکوہ کیا گیا وَھُمْ بِذِکْرِ الرَّحْمٰنِ ھُمْ کٰفِرُوْنَ ان کی مذمت کی گئی اور ترہیب دی گئی۔ اور تیسرے رکوع میں وَلَقَدِ اسْتُھْزِئَ سے تسلی اور ترہیب دی گئی اور آخر میں تخویف دے کر دلائل نقلیہ کو شروع کیا گیا۔ اور نوح سے اور اس کے بعد سے قصص کا ربط دوسرا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے خوارق عادت صادر ہوتے ہیں کیا یہ بھی متصرف ہو سکتے ہیں۔ دیکھو نوح کے قصہ کو اِذْ نَادٰی مِنْ قَبْلُ الخ وہ ہم کو پکار کر حاجات پورے کراتا تھا۔ اور داؤد و سلیمان کو ہم نے کمالات دئے تھے۔ کُنَّا فٰعِلِیْنَ اور ایوب کی حالت دیکھو اِذْ نَادٰی رَبَّہٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اپنے آپ سے بیماری کو دفع نہ کر سکا اور ہم سے دعائیں مانگی اور ایسا ہی ذوالکفل و اسمٰعیل اور ادریس سب کو ہم نے رحمت اپنی میں داخل کیا تھا اور ایسا ہی ذوالنون کہتا تھا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اور ایسا ہی زکریا نے عاجزی کر کے کہا رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ سب کا خلاصہ یہ ہے کہ اِنَّھُمْ کَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَھَبًا وَکَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ اور رکوع چھٹے سے مَنْ یَّعْمَلْ الخ سے بشارت

دی گئی اور مقابلے میں کفار کو تخویف دی گئی۔ اور حَرَامٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ ای الایمان حرام علی قریۃ سے اشارہ کیا گیا کہ ان پر مہر جہالت ماری گئی ہے بوجہ طغیان ان کے ورنہ تخویف کے واسطے باقی عبارت کافی تھی اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِنَّا الْحُسْنٰی جب کہ پہلے سے انکم وما تعبدون سے ترہیب بیان فرمائی کہ تم اور تمہارے معبودوں کو دوزخ میں داخل کیا جاوے گا تو شبہ ہوا کہ نصاریٰ کا معبود عیسیٰ ہے یہود کا عزیر ہے تو جواب فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِنَّا الْحُسْنٰی وَلَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّکْرِ۔ مراد ذکر سے صحف ابراہیم ہیں اور یہ بشارت ہے امت محمدیہ کو۔ اِنَّ فِیْ ھٰذَا الخ وکذا قولہ تعالیٰ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ترغیب ہی ایک قسم کی قَالَ رَبِّ احْکُمْ بِالْحَقِّ سے ترہیب ہے ایک قسم کی فقط۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَۃُ الْحَجِّ - مَدَنِیَّۃٌ

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ سے لے کر وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰہَ عَلٰی حَرْفٍ تک ڈرا دیا گیا ہے عذاب قیامت سے کہ ایسا سخت ہوگا کہ بفرض محال اگر کوئی مرضعہ ہو تو اپنے ولد سے غافل ہو جائے گی اسی طرح حاملہ اپنے حمل کو ساقط کر دے گی اور لوگ بیہوش ہونگے۔ اور تخویف کے بعد بیان کیا گیا کہ لوگ بے وقوف توحید میں نزاع کر رہے ہیں اور عذاب قیامت کا خیال نہیں کرتے۔ اس حصے اول میں تین امور ذکر کئے گئے ہیں پھر یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ سے دلیل عقلی توحید اور بہشت پر لائے گی۔ کہ بات تو ظاہر تھی اس میں کوئی شک نہ تھا لیکن نادان لوگ اس میں شک کر رہے ہیں۔ باوجود انسبات کے کہ ان کے پاس نہ تو کوئی علم ہے نہ عقل یعنی دلیل عقلی اور نہ ہدیٰ یعنی وحی اور نہ کتاب منیر یعنی دلیل نقلی۔ حصہ دوم وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰہَ عَلٰی حَرْفٍ میں علاج اور حال مشرکین و بشارت مومنین آخرت میں مذکور ہے۔ اور اس کا ربط ماقبل سے یہ ہے کہ دیکھو دلیل عقلی تو مثبت مدعا ظاہر ہے لیکن پھر بھی بعضے خاص عبادۃ اللہ میں شک کرتے ہیں۔ اور ان کی عبادت کرتے ہیں جنکے پکارنے کا ضرر اقرب الی الفہم ہے یعنی خیال میں آتا ہے کہ ان کے پکارنے میں نفع تو بجائے خود بلکہ ضرر ضرور آئے گا۔ پس علاج بتلایا گیا اس مرض کے دور کرنے کے واسطے مَنْ کَانَ یَظُنُّ اَنْ لَّنْ یَّنْصُرَہُ اللّٰہُ کے ساتھ یعنی جس کا یہ گمان ہو کہ ہمارے شفعاء خواہ بت ہوں یا اولیاء۔ جیسا کہ آج کل لوگوں کا خیال ہو گیا ہے تو وہ دل کے آرام دلانے کیواسطے خیال کرے پہلے ان لوگوں کا جو کہ غیر اللہ کو پکارتے ہیں پھر ان کا خیال کرے جو حاجت کیواسطے خاص اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں اور یہ معنی نہیں جو ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود غیر اللہ کو قضاء حاجات کیواسطے پکارے اور پھر کوئی مدت نہ پکارے پھر دیکھے کہ کوئی نقصان پڑتا ہے یا نہیں یعنی ہمیشہ جیسا حال ہے کہ کبھی مصائب آتے ہیں اور کبھی نہیں آتے اسی طرح فی الحال بھی وہی حال ہے یا نہیں تو خود معلوم کرے گا کہ وہی حال ہے تو معلوم ہوا کہ غیر اللہ سے تو کچھ بھی نہ ہوا۔ اور اس معنی کے چھوڑنے کی وجہ یہ ہے کہ وہم پڑتا ہے کہ وہ غیر اللہ کو کوئی مدت پکارے یقین اپنے کے لئے۔ شرک کی نفی کر کے مشرکوں کو شرک سے ہٹنے کا علاج بتلا کر اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ مَنْ الخ توحید

بیان کی گئی اور یہ خلاصہ ہے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ جو کہ سورت نور میں سے اور پھر بیان کیا گیا ہے ھٰذٰنِ خَصْمٰنِ کے ساتھ یعنی جب تم کو دلیل بھی بیان کی گئی اور معلوم بھی کر چکے۔ اور علاج دفع شرک کا بتلایا گیا۔ تو اب یہ حال بتلایا گیا کہ مشرکوں کا حال قیامت میں یہ ہوگا اور رکوع ثالث تک مومنوں کو بشارت دلائی گئی۔ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اس سے شرک فعلی کی نفی کی گئی ہے اس سے پہلے شرک عقادی کی نفی تھی۔ یہاں سے لے کر رکوع خامس تک چار مسئلے بیان کئے گئے ہیں (۱) یہ کہ نیازات الٰہی درست ہیں جیسا کہ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ سے لے کر وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ تک یہی بیان ہے اور پھر (۲) ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ سے تحریم الٰہی بیان کی گئی ہے یعنی تحریمات الٰہی برحق ہیں۔ اور حرمات کا معنی ما یحترم عند اللہ ہے یہ مسئلہ دوسرا ہے اور تیسرا مسئلہ واحلت لکم الانعام سے تحریم عباد کا بیان ہے یعنی تحریم عباد بیجا ہیں اور اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ بالتبع لایا گیا ہے اور چوتھا مسئلہ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ سے نیازات عباد کا بیان ہے یعنی نیازات عباد بیجا ہیں اور پھر وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ الخ تحریم الٰہی بطور تاکید بیان کی گئی ہے اور نیازات الٰہی کا ذکر بھی بطور تاکید کیا گیا ہے اذن لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا الخ پہلے اس آیت کا معنی معلوم کرنا چاہیے یعنی اذن دیا گیا ہے ان کو جو قتال کئے جاتے ہیں قتال کرنے کا بوجہ مظلوم ہونے کے ان کے پس معلوم ہو گیا کہ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا متعلق ہے اذن کے ساتھ اور ان یقاتلوا محذوف ہے اس جگہ سے یہ مسئلہ شروع ہوا ہے کہ آگے تو جنگ کی اجازت نہ تھی اب اجازت دیگئی ہے اور کہا گیا ہے کہ تم کو اللہ تعالیٰ مدد دے گا اور کوئی تمثیلات بیان کی گئیں ہیں کہ دیکھو فلاں فلاں قوم کو ہم نے ہلاک کیا۔ یہ بطور تخویف ہے اور مسلمانوں کو دلیری دی گئی ہے اور کوئی بشارت اور ترغیب دی گئی ہے۔ اور جواب سوال کا بتلایا گیا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰى الخ یعنی ہمیشہ یہ طریقہ ہے کہ جس وقت کوئی رسول کلام الٰہی پڑھے تو شیطان اس کے پڑھنے میں لوگوں کے دلوں میں شبہ ڈالتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو محو کرتا ہے اور انہیں آیات کو محکم کرتا ہے اور شیطان کے وسوسے ڈالنے کی علت لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً بیان کی گئی ہے یعنی جنکے دلوں میں مرض ہے شرک والی ان کے واسطے القاء شیطان سبب فتنہ کا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے محو کرنے کی علت وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الخ سے بتلائی گئی ہے یعنی مومنوں کا دل ماقال الرسول پر پختہ رہیں اور معلوم کریں کہ یہ حق ہے اور مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ کے معنی کی تائید ہے سورۃ انعام میں۔ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ سے لیکر مَا هُمْ مُّفْتَرُوْنَ تک مذکور ہے اور یہی معنی حق ہے دلیل اس کی خود عبارت ہے۔ ع

آفتاب آمد دلیل آفتاب

اور اس مسئلہ جنگ والے کو ختم کرنے کے بعد دو دلیلیں لائی گئی ہیں اسبات پر کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کو طاقت دیتا ہے اور یہی بات پہلے بھی کی گئی تھی۔ (۱) دلیل انی۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ الخ لنصرۃ اللہ بیان کی گئی ہے یعنی بتلایا کہ خداوندا دخال اللیل فی النہار اور عکس کر لیتا ہے۔ لہذا فتح بھی دے گا۔ اور دوسری دلیل انی بیان کی گئی۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الخ یعنی علتہ یہ ہے

کہ قاعدہ ہے ذات باری تعالیٰ کا کہ حق کو غلبہ دیتا ہے باطل پر۔ حاصل اس حصے کا یہ ہوا کہ کفار کے ساتھ جنگ کرو تم کو نصرت دیگا اور وجہ یہ ہے کہ مظلوم مسلمان تھے اور کفار ان کو شرک کی طرف بلاتے تھے۔ لہذا ان کے جنگ سے نفی شرک ہوا۔ (حصہ چہارم) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الخ کر یَآاَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ تک دو مسئلے کے متعلق کلام لائی گئی یعنی سب کچھ کرنے والا وہی ہے۔ اور اسی کو بلاؤ اور پکارو اور دلیل عقلی بھی بیان کی گئی ہے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَکَفُوْرٌ تک پہلا مسئلہ بمع دلیل۔ اور پھر لِکُلِّ اُمَّۃٍ جَعَلْنَا سے دوسرے مسئلے کا بیان یعنی نیازات اور تحریمات عباد بیجا ہیں اور اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّ ذٰلِکَ فِیْ کِتٰبٍ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ میں دو مسئلے کا اجمال ذکر کیا کہ شرک فی الاعتقاد اور فی العمل کی مدار علم الغیب پر تھی۔ یَآاَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ الخ یہ بیان کیا گیا ہے کہ پہلے ایک مثال تبلائی مشرکوں کے معبودوں کے واسطے اور کہا کہ سب کچھ وہی جانتے والا ہے۔ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ الخ کے ساتھ علم کا بیان کیا گیا ہے اور اِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ کے ساتھ متصرف ہونا تبلایا گیا ہے اور یہ بھی تبلایا گیا کہ اے مومنوں ملت ابراہیم پر قائم رہو جو کہ شرک سے یکسو تھا۔ اور تم کو اللہ تعالیٰ نے اس واسطے چنا ہے کہ رسول تم کو تبلائے اور تم لوگوں کو تبلاؤ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ یہ خطاب مومنوں کو ہو رہے ہیں اور معنی شہید کا بتلانا ہے اور اسجگہ علم غیب کا ثبوت مخالفین کیواسطے نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر شہید سے رسول اللہ صلعم کو عالم الغیب ثابت کریں تو لازم آتا ہے تَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ سے تمام مومن عالم الغیب ہو جائیں (حاصل و خلاصہ سورت) نفی شرک اعتقادی اور نفی شرک عملی اور فعلی یعنی نیازات غیر اللہ و تحریم العباد بیجا ہیں۔ اور باقی تخویفات اور بشارتیں ہیں (تقریر ثانی) اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُھُمْ سے ترہیب بیان فرمائی۔ اور اس سورت میں بھی ایک قسم کی ترقی فرمائی وہ یہ کہ اب ساعت جو کہ قریب آنے والی ہے اس کی عظمت بیان فرمائی اور دعوی اس سورت میں یہ ہے کہ خاص اللہ تعالیٰ کو حاجات میں پکارو اور اس کی توحید میں جدال نہ کرو اور ان کی تحریم پر محکم رہو اور نذر وغیرہ بھی اس کی دو۔ اور غیر کی تحریمات نہ کرو اور نذر نہ دو تو پہلے پہلے نہ ماننے والوں کو ترہیب عذاب ساعت سے اور پھر جو شخص توحید اللہ میں جدال کرتا ہے مومنین موحدین سے اس پر شکوہ فرمایا۔ اور پھر مذاب ساعت جس سے ترہیب دی تھی اس کا اثبات اور اس کے منکرین کے رد یَآاَیُّھَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ اِلٰی قولہ وَاَنَّ السَّاعَۃَ لَا رَیْبَ فِیْھَا وَاَنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ بیان فرمایا اور پھر وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ سے ایک قسم کی ترقی سے معاند کی دعوی پر نکیر اور اس کے دعوی کے تردید فرمائی کہ دیکھو نہ تو اس کے پاس علم ہے یعنی دلیل عقلی اور نہ ھدی یعنی وحی اور نہ کتاب منیر یعنی دلیل نقلی پھر بھی یہ احمق توحید الٰہیہ میں جدال کرتے ہیں اور لَہٗ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ سے ترہیب عذاب دنیوی ہے اور نُذِیْقُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَذَابَ الْحَرِیْقِ عذاب اخروی بیان فرمایا ذٰلِکَ بِمَا قَدَّمَتْ یَدَاکَ اے یقال ذٰلِکَ بِمَا قَدَّمَتْ یَدَاکَ وَاَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ صاحب جامع البیان نے تو اس کا عطف لفظ ما مدخول با پر کیا ہے اور ماقبل کی علت بنائی۔ ایک قسم کا تکلف کیا۔ کہ اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے بلکہ واعلموا اس سے پہلے محذوف ہے اور پھر وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰہَ عَلٰی حَرْفٍ سے عابدین غیر اللہ کا شکوہ ہے اِنْقَلَبَ عَلٰی وَجْھِہٖ انقلاب کا معنی منہ پھیرنا ہے تو پھر لفظ وجہ کا معنی منہ نہ

ہوگا۔ بلکہ اس کا معنی جہتہ ہے تو معنی یوں ہوگا کہ پھرتا ہے اوپر منہ اپنے کے حالانکہ وہ جانے والا ہے اوپر جہتہ اپنی کے مطلب یہ ہوگا کہ جب کوئی فتنہ دیکھتا ہے تو عبادت اللہ کی چھوڑ کر جس طرف منہ ہوتا ہے اسی طرف چلا جاتا ہے اور جو من دون اللہ اس کے سامنے آتا ہے اس کو پکارنے لگ جاتا ہے۔ خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ قال بعض المفسرین التقدیر خسر فی الدنیا والآخرۃ اور استاذ مدظلہ نے کہا کہ کلمہ فی کی ضرورت نہیں بلکہ معنی یہ ہے زیان کیا اس نے دنیا اور آخرت کا۔ یَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّہٗ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِہٖ ظاہر یہ شبہ پڑتا ہے کہ پہلے فرمایا یَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّہٗ وَمَا لَا یَنْفَعُہٗ اور پھر یہ فرمایا تو جواب یہ ہے کہ پہلی آیت کا معنی یہ ہے کہ وہ شخص اس کو پکارتا ہے کہ وہ نہ اس کو نفع اور ضرر دے سکتا ہے اور دوسری آیت کا معنی یہ ہے کہ وہ اس کو پکارتا ہے جس کے پکارنے کا ضرر اقرب الی الفہم ہے نفع سے یعنی وہ تو خود نفع نقصان کچھ بھی نہیں دے سکتے۔ اور عند اللہ ان کے پکارنے سے ضرر دنیوی اخروی ہے اور نفع کچھ بھی نہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ سے بشارت فرمائی مَنْ کَانَ یَظُنُّ اَنْ لَّنْ یَّنْصُرَہُ اللّٰہُ معنی یہ ہے کہ بعض شخص کو ہم کہتے ہیں کہ تم اپنی حاجات روائی کے لئے فقط اللہ تعالیٰ کو پکارو اور اس کو اس کہنے سے غصہ چڑھتا ہے اور وہ گمان کرتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ مدد نہ دے گا دنیا اور آخرت میں تو پھر اسے چاہئے کہ وہ رسی آسمان کی طرف لمبی کرے یعنی من دون اللہ کے پکارنے والا کا حال دیکھئے اور پھر قطع کرے یعنی نہ پکارنے والے کا حال بھی دیکھے اور پھر خیال کرے کہ من دون اللہ کے پکارنے والے کی تو سب حاجات روا نہیں ہوتے تو معلوم کرکے کہ غیر اللہ کے ہاتھ میں حاجت روائی نہیں ہے تو جس کو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ پکارو اور اس کو اس کہنے سے غصہ چڑھے تو اس کے غصہ کو یہ حیلہ دفع کرتا ہے یا نہ۔ خلاصہ یہ ہوا کہ رسی لمبی کرنی تو کنایہ ہوا غیر اللہ کے پکارنے سے اور قطع کرنا کنایہ ہوا نہ پکارنے سے۔ لیکن یوں کہنا کہ اللہ تعالیٰ غیر اللہ کے پکارنے کی اجازت دے رہا ہے مشکل ہے لہٰذا معنی یہ کرینگے کہ پکارنے والے اور نہ پکارنے والے دونوں کے احوال کو دیکھے کیا پھر اس کو اس سے یقین آتا ہے یا نہ کہ من دون اللہ کے پکارنے میں فائدہ تو نہیں اور اس کو غصہ تو اس بات سے چڑھتا تھا اس کو کہا جاتا تھا کہ من دون اللہ کو مت پکارو اور پھر فرمایا کَذٰلِکَ اَنْزَلْنٰہُ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ ہم تو ایسے واضح آیات نازل کرتے ہیں۔ لیکن ہدایت اپنی مرضی سے دیتے ہیں جو انابت کرے اس کو ہدایت دیتے ہیں اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے ترہیب ہے اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ الخ من سے مراد ملائکہ ہیں اس لئے کہ انسان تو آگے کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ سے مذکور ہیں اور یہ دلیل توحید کی بطریق الترقی ہے یعنی جن کی یہ مشرکین عبادت کرتے ہیں۔ وہ تو سب کے سب اللہ تعالیٰ کے منقاد ہیں پھر تعجب کے طور فرمایا ھٰذٰنِ خَصْمٰنِ دیکھو یہ کفر مومنین سے اپنے رب کے حق میں خصام کرتے ہیں اور پھر فَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا قُطِّعَتْ سے مشرکین کو ترہیب ہے اور اِنَّ اللّٰہَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے بشارت مومنوں کو فرمائی۔ اور اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ انہی سے شکوہ کیا گیا واؤ زائدہ ہے یَصُدُّوْنَ خبر ہے ان کی اور آخر میں تخویف دی گئی ہے اور شکوہ میں اشارہ کیا گیا طرف شرک قولی اور عملی کی طرف اسی واسطے اس کے بعد وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰھِیْمَ الخ سے یہ فرمایا کہ ہم نے پہلے ہی یہ حکم کر دیا تھا کہ افعال اور اعمال میں اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بنانا اور خدا کے گھر میں آکر یَشْھَدُوْا مَنَافِعَ لَھُمْ اپنے منافع کو حاضر ہوں اور یہاں سے ان کو نفع ملے گا اور یہاں سے طلب کریں

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اور فقط اللہ تعالیٰ کا نام ہی عند الذبح ذکر کریں من دون اللہ کا ثم لیقضوا یعنی یہاں سے اپنی حاجات پوری
کرو۔ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ اور یہاں سے آکر نذور پوری کریں وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ اور بحیرہ اور سائبہ وغیرہ سب حلال
ہیں تم اپنے طواغیت کے نام حرام مت کرو مگر وہ جو آگے تم پر پڑھے گئے ہیں یا یہ معنی کہ جو آگے پڑھے جائیں گے اور وہ یہ ہے فَاجْتَنِبُوا
الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ جس سے بچو یعنی بتوں کے نام پر ذبح کرنے سے بچو وَاجْتَنِبُوا الزُّوْرَ مفسروں نے زور سے مراد شہادت کا فریبی
ہے لیکن استاذ مدظلہ نے فرمایا کہ یہ معنی سیاق سباق کے مخالف ہے بلکہ قول زور سے مراد یہ کہدینا ہے کہ فلاں جانور فلاں طاغوت کے
نام پر قربان ہو۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ استاذ مدظلہ کی رائے یہ ہے کہ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں لفظ ما سے مراد وہ کلمہ ہے جس سے
غیر اللہ کے نام کا اعلان کیا جائے آواز کیا جائے تو پھر قول زور اور مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ دونوں کا مورد اور مطلب ایک ہوا۔ پہلے بارہا بیان ہو
چکا ہے کہ ورثہ میں ایک غیر اللہ کے نام پر حرام کرنا مثل بحیرہ اور سائبہ وغیرہ کے اور دوسرا بوجہ غیر اللہ کے نام پر اور دیگر نذور جو
غیر اللہ کیلئے کئے گئے اور دونوں مسائل کے متعلق جو آیات قرآن شریف میں وارد ہوئی ہیں اگرچہ سورت مائدہ کی تفسیر میں سب کے سب جمع
کرنے کا ارادہ تھا لیکن پورا نہیں ہوا لہذا اس جگہ ذکر کرتا ہوں لفظان حضرت مناسب (سورہ بقرہ) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ
طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ اور اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ
لِغَيْرِ اللّٰهِ (مائدہ) اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ اور حُرِّمَتْ
عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَا اَكَلَ السَّبُعُ
اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ اور يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ
مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ
مُؤْمِنُوْنَ اور مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ (انعام)
فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ
عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ اور وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ
اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ قال الاستاذ مدظلہ كُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ کا معنی یہ ہے کہ تم یہ نہ کرو کہ جس کو بحیرہ اور سائبہ
بنا چکے ہو اگر اسم اللہ کا ذکر کرو۔ اور ذبح کرو تو پھر بھی نہ کھاؤ یہ نہیں بلکہ بحیرہ اور سائبہ حلال ہیں جب اسم اللہ سے ذبح کیجائیں تو بنا
علی ہذا معنی اور سورہ میں ہر دو مسائل مذکور ہیں۔ ایسا ہی اس آیت میں دونوں مسائل مذکور ہیں اگر معنی وہی قرار دیا جائے
جو پہلے گذر چکا ہے۔ تب بھی مسئلہ بحیرہ اور سائبہ وغیرہ والا سورت انعام کی آیت مندرجہ ذیل میں مذکور ہے یعنی مندرجہ ذیل بعض میں
وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا لِذٰلِكَ زُيِّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ
شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ
لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً

خسروا الذین قتلوا اولادھم او کلوا من ثمرکم اذا اثمرالا زین الانعام حمولۃ وفرشا کلوا مما رزقکم اللہ الا قل لا اجد فیما اوحی الی محرما الا (اعراف) من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ الا انما حرم ربی الفواحش الا (نحل) فکلوا مما رزقکم اللہ حلالا طیبا الا ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال الا وعلی الذین ھادوا حرمنا ما قصصنا علیک الا (انعام) واذ بوانا لابراھیم مکان البیت قلنا ان لا تشرکوا بی شیئا واذن فی الناس الا ولیقضوا تفثھم یعنی گزارید حاجات خود را ولیوفوا نذورھم قال الاستاذ قال اللہ تعالی ھھنا لفظ الزور وفی سورۃ الانعام وفسقا اھل لغیر اللہ وفی النحل ما اھل لغیر اللہ المراد الجعل لغیر اللہ سوا کانت انثانا او غیرہ ولیوفوا نذورھم ای الی بیت اللہ واجتنبوا الرجس من الاوثان ای من ان یجعل النذور لھا وفی سورۃ الانعام جعلوا للہ مما ذرء من الحرث والانعام نصیبا فقالوا ھذا للہ وھذا لشرکائنا فی الصراح اھل المعتمر اذا رفع صوتہ فی التلبیۃ واھل بالتسمیۃ علی الذبیحۃ فمجرور الباء ھو لفظ یرفع بہ الصوت فمعنی ما اھل ای لفظ رفع بہ الصوت لتعظیم غیر اللہ والتقرب الیہ والعبادۃ فالمعنی حرم علیکم قول التقرب لغیر اللہ وبسببہ حرم المال الذی تقرب بہ لغیر اللہ تعالی وکذا معنی فسقا اھل لغیر اللہ بہ ای حرم علیکم القول الذی رفع بہ الصوت لعبادۃ غیر اللہ وبسببہ حرم المال الذی تقرب بہ الی غیر اللہ بذکر ھذا القول وکذا معنی فاجتنبوا قول الزور ای اجتنبوا من ھذا القول الذی بسببہ حرم النذور لغیر اللہ تعالی فقال تعالی ولیوفوا نذورھم للہ خالصۃ واجتنبوا قول الزور ای النذور لغیر اللہ والذبح علی غیر اسمہ وکذا معنی ان تستقسموا بالازلام ای تحصیل القسمۃ عند الاصنام مثلا بمائۃ درھم اتقرب للصنم ویلقون فی الانار حطبا ثلثۃ مکتوب علی احدھم افعل وعلی الثانی لا تفعل والثالث خال لم یکتب علیہ شی فیاخذون واحدا من الانار فان زعم انہ ھذا الصنم جعل فی الدنیا ھذا وھوای الصنم یعلم ان لہ فی الاخرۃ الفلانی خیرا وھذا کان شرکا فحرم ھذا الاستقسام وبسببہ حرم المال الذی تقرب بہ الی غیرہ تعالی ھذہ مسئلہ اجماعیۃ یعنی ما تقرب بہ مثلا للصنم فاخذ ذالک المال بحیث اخذ من المعطی بھذہ النسبۃ وصار متملکا لہا فھو حرام بل سحت فکذلک ما یوخذ الی ضرائح الانبیاء تقربا الیھم فھو بالاجماع حرام وباطل منصوص علیہ فمن قال انہ حرام لکونہ اسرافا فقد خبط خبطا بینا۔ اما تنازع اھل الاسلام فلیس مرادھم ان ما تقرب بہ الی الاولیاء حلال بل مرادھم ان المسلمین لا یعتقدون ان الاولیاء یعلمون الغیب ولا ینادونھم ولا یتقربون الیھم بل العبادۃ للہ تعالی وایصال الثواب کارواحھم فلیس التنازع فی المسئلۃ بل المسئلۃ اتفاقیۃ اجماعیۃ۔ والتنازع ما یفعل بفعل العوام بل ھو داخل فی ھذا ام لا۔ ان اللہ یدافع عن الذین اٰمنوا ان اللہ عاقبۃ الامور اس کا ربط ماقبل سے یوں بھی ہوسکتا ہے کہ پہلی آیت میں فرمایا ولبشر المحسنین تو یہ بھی ایک قسم کی بشارت ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پہلے بہت سے احکام بیان فرمائے جس میں کفار کو گوناگوں کی مخالفت تھی۔ اور بندہ تھا اس امر کا کہ آپس میں لڑیں تو فرمایا کہ اگر کفار رئیس تو اللہ

اللہ تعالیٰ ان کو مومنین سے مقلوب کرے گا تفصیل یہ ہے کہ رکوع تیسرے کے اول میں شکوہ کیا گیا اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الایہ یعنی یہ کفار مسجد حرام سے روکتے ہیں حج نہیں کرتے دیتے اور بجائے فعال حج کے افعال شرکیہ کرتے ہیں۔ لہٰذا فرمایا کہ میں دفع کر دوں گا اور مسلمانوں کی امداد کرونگا۔ اور وَاِنْ یَّکُنْ بُّوْکَ سے ثُمَّ اَخَذْتُہَا وَاِلَی الْمَصِیْرِ تک نبی کو تسلی ہے اور کفار کو ترہیب اور زجر ہے اور قُلْ یٰٓاَیُّہَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَکُمْ سے ترغیب دلائی گئی اور پہلے فرمایا کہ وہ عذاب مانگتے ہیں اچھا ہم دینگے پھر حضور صلعم کو خطاب کرکے فرمایا کہ اگر تم سے عذاب مانگے یا پوچھیں کہ کب آئے گا تو کہو کہ میں تو نذیر ہوں عذاب میرے ہاتھ میں نہیں وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ منی یہ کہ جو رسول ہم نے بھیجے ہیں تو وہ بھی جب قراۃ پڑھتے تھے تو شیطان وسوسے ڈالتا تھا لوگوں کے دلوں میں۔ پھر اللہ تعالیٰ دفع کرتا تھا۔ دو باتیں متفرع ہوتی تھیں ایک لِیَجْعَلَ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ فِتْنَۃً یعنی وسوسے پڑنے سے یہ بات ہوتی تھی۔ اور دوسری وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ یعنی ان شبہات کے دفع کرنے سے اہل علم جانتے تھے کہ یہ برحق ہے۔ خلاصہ یہ کہ مَّنْ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِیَۃِ قُلُوْبُہُمْ وسواس کے تابع ہوئے اور مومنون نے ان کے دفع کی طرف نظر ڈالی اور فتنہ سے نجات پائی یہ اللہ کی آزمائش ہے۔ اور پھر وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ مِرْیَۃٍ یعنی وہ اس کے تابع ہوتے ہیں اور اس پر مصر ہوتے ہیں قیامت یا عذاب دنیوی تک اس شک میں رہیں گے اور بعد میں بشارت وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے دی گئی ہے لیکن اس تقریر سے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ کا ربط ماقبل کے ساتھ معلوم نہیں ہوا لہٰذا ربط یہ ہے کہ اول میں کہا گیا قُلْ یٰٓاَیُّہَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ یعنی میں تو اللہ کی طرف سے نذیر مبین ہوں تو معلوم ہوا کہ اللہ کی طرف سے رسول ہوں تو وہ شبہ کہ رسالت پر وارد ہوتا تھا کہ یہ رسول نہیں کیونکہ اس کی کلام میں وسوسے پڑتے ہیں تو اس کا جواب دیا گیا اور علت شبہات کے زائل ہونے کی بتلائی گئی وَالَّذِیْنَ ہَاجَرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سے لے کر وَاَنَّ اللّٰہَ ہُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ تک متعلق اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے ساتھ لایا گیا۔ تمام حاصل یہ ہے کہ یہ کفار تم کو مسجد حرام سے منع کرتے ہیں اور آپ اس جگہ افعال شرکیہ کرتے ہیں۔ اچھا اللہ تعالیٰ ان پر تم کو فتح دے گا اور بشارت دی گئی ہے مقتول مہاجرین کو اور ایک دلیل انی اور ایک لمی بیان کی گئی اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ سے دلیل توحید لہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ دلیل توحید فَلَا یُنَازِعُنَّکَ فِی الْاَمْرِ پھر حضور کو فرمایا کہ کفار تمہارے ساتھ منازعت نہ کریں یعنی تم ان کو ایسی بات نہ کرو جو مبدء اور منشاء نزاع ہو۔ کما قال تعالیٰ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ ہاں اگر وہ خود بخود نزاع کریں کما قال تعالیٰ وَاِنْ جٰدَلُوْکَ تو جواب میں کہدو وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ یعنی پہنچا دینا تمہارا کام ہے اگر وہ جدال کریں تو تم یا رسول اللہ جواب میں اللہ اعلم کہو اور یہ بھی کہدو وَاللّٰہُ یَحْکُمُ بَیْنَہُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اور یوں بھی ہو سکتا ہے کہ یہ استیناف ہو کہ جب پہلے نبی کو اعراض کا حکم فرمایا۔ پھر امتہ کو خطاب کرکے فرمایا اَللّٰہُ یَحْکُمُ بَیْنَکُمْ یا ربط اس طرح ہو کہ لِکُلِّ اُمَّۃٍ جَعَلْنَا مَنْسَکًا سے دوسرا دعوی یعنی شرک علمی اور فعلی سے متعلق کلام لائی گئی بطور نقل کے کہا گیا کہ اے رسول کفار کے آگے یہ پیش کرو کہ ہم نے تو منسک ہر شریعت میں رکھا ہے اور شرک فعلی جو تم کرتے ہو ہم نے تو کسی دین میں جائز نہیں رکھا لہٰذا اب تیرے ساتھ نزاع نہ کرینگے اور تیرا راستہ بالکل حق ہے اگر کفار مجادلہ کریں تو جواب کہدے وَاللّٰہُ یَحْکُمُ بَیْنَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ

یعلم سے لے کر وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ تک دلیل توحید متعلق اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ کے یعنی بمنزلہ اس کی دلیل کے اور دھمکی کے گئی اور تخویف اخروی بھی ہے اور جب اختتام کا وقت آیا تو یَاَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ تک ایک مثال واسطے معبود باطل کے بیان کی یعنی اول سورت میں تو دلائل توحید کے اور شرک فعلی اور عملی کی نہی کی گئی، اور اب معبود مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کی ایک مثال بیان کی گئی واسطے وضاحت کے اور اللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ سے لیکر اِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ تک دفع شبہات کے متعلق ہے یعنی مشرکین تو ملائک اور رسل کو اللہ تعالیٰ کے نائب قرار دیتے ہیں۔ وہ دراصل نائب نہیں بلکہ اس کے مصطفی بندے ہیں کیونکہ نائب کا خاصہ سمیع علیم لکل شئی ہے۔ دوسری تقریر یہ ہے کہ جب اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے معبود من دون اللہ کی مثال بیان فرمائی تو ساتھ بھی یہ کہدیا کہ ملائک اور انبیا معبود بننے کے لائق نہیں ہیں کیونکہ ان میں معبودیت کے خواص نہیں پائے جاتے ہاں البتہ اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں۔ اور یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا سے لے کر وَنِعْمَ النَّصِیْرُ تک ترغیب فی الاسلام والعبادۃ ہے۔ یا یہ کہ اول سورت میں جتنا مقصود بیان ہوا ہے اس کا اعادہ کیا گیا ہے یعنی اول میں یہ بیان ہوا کہ کفار نے تم کو مسجد حرام سے روکا ہے اور اس جگہ شرک وغیرہ کرتے ہیں۔ تم ان کے ساتھ جہاد کرو کہ تم کو اللہ تعالیٰ فتح دے گا اور دلائل توحید بیان کرکے معبود باطلہ کی نفی فرمائی اور امر فرمایا کہ تم ایک معبود برحق کی عبادت کرو۔ اور اس کے احکام کی تعمیل کرو اور کفار سے جہاد کرو کیونکہ تمہارا مولی اور نصیر اللہ تعالیٰ ہے۔ فقط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۃ مومنون مکیہ

اس سورت کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ سورۃ الحج میں وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰھِیْمَ مَکَانَ الْبَیْتِ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ تک تحریمات لغیر اللہ کا توڑنا بیان ہوا و نیازات من دون اللہ سے منع کیا گیا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خَاشِعُوْنَ یعنی خدا کو مانتی ہیں دہریہ نہیں۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ شرک اعتقادی نہیں کرتی۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوْنَ مال نیاز غیر اللہ نہیں کرتے وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ خون نہیں کرتے زنا بھی ایک قسم کا خون ہے وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ مال حق نہیں کھاتے۔ لیکن اس میں یَاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ سے لے کر وَلَھُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِکَ ھُمْ لَھَا عٰمِلُوْنَ تک تحریمات لغیر اللہ و نیازات من دون اللہ سے بھی منع کیا گیا۔ لیکن اس میں ترقی کرکے وَلَھُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِکَ کہا گیا یعنی جو نئی نئی رسمیں ہوں وہ یہ کفار کرتے ہیں۔ لہذا اس سورت میں تمام نئی رسموں سے منع کیا گیا۔ اور تفصیل آگے کی جاوے گی۔ (حاصل سورت) ابتدا میں قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ سے لیکر ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ تک یہ بیان کیا گیا کہ جو رسمیں سورت حج میں بیان کی گئی ہیں ان سے باز آؤ۔ کیونکہ تحریم اور تحلیل تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ بلکہ یہ رسمیں جو ہم بتاتے ہیں ان کو اختیار کرو۔ وہ تین ہیں (۱) اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خَاشِعُوْنَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ

یُحَافِظُوْنَ تک یعنی نماز میں ڈرنا اور اس پر مداومت کرنی۔ کیونکہ اس میں ربط والفت پیدا ہوتی ہے فی الحدیث سووا صفوفکم ولیخالف الله (۲) وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ یعنی ہر قسم کے شرک سے بچیں۔ خواہ فی الاعتقاد ہو یا فی التصرف ہو اس کی تائید میں ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ۔ الزکوٰۃ کا معنی ابن عباس نے کلمہ کیا ہے کیونکہ مکے میں تو زکوٰۃ فرض نہ تھی یا یہ کہیں گے کہ نفس زکوٰۃ مکے شریف میں بتلائی گئی۔ اور اداے زکوٰۃ کی فرضیت مدینے شریف میں ہوئی (جامع البیان) حاصل یہ ہوا کہ ہر قسم کے شرک سے پاک ہونا (۳) ظلم نہ کرنا وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ سے لے کر وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ تک ذکر کیا گیا ہے اور ظلم چھ قسم کا تھا جس کی تفصیل سورت بنی اسرائیل میں گذر چکی ہے اور اس جگہ دو اقل مرتبے ذکر کئے گئے ہیں (۱) زنا سے بچنا کیوں کہ اس میں بولد پیدا ہوگا یا تہمت کے خوف سے قتل کیا جائے گا یا زوجین میں سے بوجہ عدم استحقاق پر ورش کے کوئی پرورش نہ کرے گا در بدر خراب و خوار ہوگا۔ یہ ہر دو ظلم ہیں (۲) امانتیں اور وعدوں پر پکا رہنا۔ کیونکہ ان پر پکے نہ رہنے پر امانت رکھنے والے اور وعدہ کرنے والے کا ظلم ہے اور ابتداء سورت میں یعنی قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ سے ان تین رسموں سے بچنے والوں کو بشارت دی گئی ہے اور آخر میں ان لوگوں کو اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ سے بشارت دی گئی جیسا کہ ابتداء میں دی گئی ہے پس حاصل یہ ہوا کہ یہ رسمیں اختیار کرو اور شرکیہ رسومات کو چھوڑو۔ یہ ایک ربط ہے اس سورت کا ماقبل سے۔ (اور دوسرا ربط یہ ہے) کہ سورۃ حج کے ابتداء میں اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ سے تخویف بیان کی گئی۔ اور اس میں کہا گیا کہ اس عذاب سے ان اوصاف والے تلاصی پائیں گے لہذا یہ اوصاف پیدا کرو۔ جب پہلے بیان کیا کہ شرکیہ رسموں سے بچو اس واسطے شرک کی نفی کے لئے دلائل بیان کئے گئے (۱) دلیل عقلی واسطے ثبوت دعوی اول کے یعنی سب کچھ کرنے والا وہی ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ سے لے کر ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ تک خلص یہ ہے کہ اے انسان ذرا اپنی پیدائش کو دیکھ کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو کس طرح سے پیدا کیا ہے اسی طرح کوئی کر سکتا ہے۔ پھر بھی کافر شریک بناتے ہیں حالانکہ یہ بھی مانتے ہیں کہ خالق اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (زم) اس سے معلوم ہوا کہ حصر ہے دلیل میں (نوٹ) اس دلیل میں انسان کی پیدائش بالتفصیل بیان کی گئی ہے۔ اور اس جگہ کے ماسوا کسی جگہ ایسی تفصیل نہیں ہوئی۔ دلیل کے بعد تَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ دلیل پر مرتب کیا گیا۔ یعنی خالق جب اللہ ہوا تو برکات دہندہ بھی وہی ہوگا۔ اے کفار تم نے کہاں سے اور برکات دہندہ نکال لیا۔ اور دلیل میں تو انسان کا ابتدائی حال بتلایا گیا۔ اس کے بعد ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَیِّتُوْنَ۔ ثُمَّ اِنَّكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ تخویف دے کر اخیری حال بتلایا گیا یعنی آخر موت سے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھائے جاؤ گے پھر شریک بنانے سے حیا نہیں آتا کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ پہلے دلیل میں تو صرف انسان کی پیدائش کا حال اور دعوی اول بتلایا گیا۔ اب دوسری دلیل میں اتمام بتلائے گئے اور دعوی ثانی ذکر کیا گیا۔ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِیْنَ سے بیان کیا گیا۔ دلیل دوسری وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سے لے کر وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ تک ہے جب دو دلائل عقلیہ بیان ہو گئے تو دلائل نقلیہ لائی گئیں۔ اور اول دو دلیلوں میں دونو دعووں کیواسطے ثمرہ بھی بیان کیا گیا۔ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ وَاَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ سے یعنی

جب سب کچھ کرنے والا اور جاننے والا بھی وہی ہوا تو اس کی عبادت کرو یعنی قضائے حاجات میں اسی کو پکارو۔ کما قیل الدعا مخ العبادۃ
دلیل پہلے دلائل نقلیہ سے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ سے کر فَکَانُوْا مِنَ الْمُھْلَکِیْنَ تک ہے اور کل چار دلائل نقلیہ ہیں (۱)
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحٍ سے شروع کی گئی۔ اور دوسری فَاَرْسَلْنَا فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ ان دونوں میں ثمرہ بھی وہ نومدعا
کے واسطے ذکر کیا گیا۔ تیسری دلیل ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا۔ اور چوتھی ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی وَاَخَاہُ ھٰرُوْنَ سے شروع ہوئی ہے۔ حاصل
تمام کا یہ ہے کہ دیکھو اے کفار مکہ پہلے کفاروں کی طرف بھی ہم نے رسول بھیجے اور انہوں نے تبلیغ دعوی کی اور کافروں نے بھی جواب
دے جو تم دے رہے ہو۔ پھر آخر وہ ہلاک کئے گئے لہذا تم کو چاہئے کہ باز آجاؤ۔ ورنہ ان جیسا حال کیا جائے گا۔ اس جگہ تک دلائل
عقلیہ اور نقلیہ واسطے نفی شرک اعتقادی کے لائی گئیں۔ اس کے بعد وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتَابَ لَعَلَّھُمْ سے لے کر بِمَا لَدَیْھِمْ
فَرِحُوْنَ تک دلیل نقلی لائی گئی واسطے نفی شرک فعلی کے۔ حاصل یہ ہے کہ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کو بھی کتاب دی گئی تھی اور عیسیٰ
اور مریم علیہما السلام کو اچھی جگہ دی گئی تھی جس جگہ پانی میٹھا تھا۔ اور زمین اونچی تھی اور اسی طرح باقی انبیاء کو بھی بھیجا۔ تمام رسل کو
یہی کہا گیا کہ طیبات کو کھاؤ یعنی جس کی تحریم اللہ تعالیٰ نے نہیں کی اس کو کھاؤ اور تحریمات لغیر اللہ اور نیازات لغیر اللہ سے بچو میں
تمہارا رب ہوں میری تحریم کو بجا رکھو اور نیازات بھی میرے واسطے دو۔ اور میری عبادت کرو۔ اور کہا گیا کہ یہی دین ہے اس پر قائم
رہنا۔ رسل کو یہ امر ہوا لیکن باغیوں نے دین کو علیحدہ علیحدہ کر لیا اور اختلاف کر دیا اپنے درمیان میں جب دلائل عقلیہ و نقلیہ نفی شرک
اعتقادی و عملی کے واسطے بیان ہو گئیں تو اس کے بعد فَذَرْھُمْ فِیْ غَمْرَتِھِمْ سے لے کر بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ تک شکوہ ہے۔ یعنی جب اتنی
دلائل کے بعد بھی نہیں مانتے تو انکو غفلت میں چھوڑ دو۔ آیا انہوں نے یہ گمان کیا ہوا ہے کہ ہم ان کو ہمیشہ مال اولاد دینگے اور خوشی دیتے رہینگے
بِہٖ اَیُحْسَبُوْنَ سے ترقی کر کے بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ کہا گیا یعنی نہیں گمان نہیں بلکہ سمجھتے نہیں جن کو۔ بوجہ مہر جاریت کے جب آپکا
تک پورا بیان ہو چکا تو اِنَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مِّنْ خَشْیَۃِ رَبِّھِمْ سے لے کر اِلٰی رَبِّھِمْ رَاجِعُوْنَ اعادہ کیا گیا ابتدا سورت کا۔ پہلے
اِنَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مِّنْ خَشْیَۃِ رَبِّھِمْ مُّشْفِقُوْنَ سے اعادہ کیا بِالَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خَاشِعُوْنَ کا۔ اور وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِاٰیَاتِ رَبِّھِمْ
یُؤْمِنُوْنَ سے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ کا اعادہ کیا گیا۔ اور وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِرَبِّھِمْ لَا یُشْرِکُوْنَ سے اعادہ کیا گیا ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ کا*
اس جگہ بھی بشارت بیان کی گئی تھی اس جگہ بھی اُولٰٓئِکَ ھُمْ لَھَا سٰبِقُوْنَ تک بشارت بیان کی گئی ہے۔ یعنی موصوف بایں
اوصاف سابق فی الخیرات ہیں۔ اور اعادہ کر کے وَلَا نُکَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا جملہ معترضہ لایا گیا اس کا ربط ماقبل سے یہ ہے کہ سبقت
فی الخیرات کیلئے ہم یہ نہیں کہتے کہ پہاڑ کو اٹھائیں۔ بلکہ وہ اعمال کریں جو کر سکتے ہیں۔ اور بعد اس کے لَدَیْنَا کِتَابٌ یَّنْطِقُ
بِالْحَقِّ وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ سے تخویف بیان کی گئی ہے۔ یعنی ہمارے نزدیک ان کے اعمال لکھے ہوئے ہیں پوری جزا دینگے
اور بعد اس کے بَلْ قُلُوْبُھُمْ فِیْ غَمْرَۃٍ سے لے کر لَھَا عَامِلُوْنَ تک متعلق اِنَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مِّنْ خَشْیَۃِ رَبِّھِمْ مُّشْفِقُوْنَ کے ہی
شکوہ کیا گیا یعنی یہ کفار ان اوصاف مذکور کی طرف نہیں آتے بلکہ غافل ہو کر نئی نئی مخالف رسمیں نکالتے ہیں۔ یہی خلاصہ
سورت کا اِنَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مِّنْ خَشْیَۃِ رَبِّھِمْ سے لے کر وَھُمْ لَھَا عَامِلُوْنَ تک ہے باقی درمیان میں جملہ معترضہ ہے۔ (نوٹ)

* اور والذین ہم لفروجھم حافظون صافات وقلوبہم وجلۃ سے اعادہ کیا گیا والذین ہم لامانٰتہم وعہدہم راعون کا

یہی وجہ تھی اعادہ کرنے کی قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْن کو یعنی تاکہ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِیْ غَمْرَةٍ کا تعلق اس کے ساتھ بیان کرنا تھا جب یہ معلوم ہوگیا تو اسی واسطے اس سورۃ کی ربط کی دار و مدار سورت الحج کے ساتھ بَلْ قُلُوْبُهُمْ پر رکھی گئی ہے۔ پس معلوم ہوگیا کہ جو دو ربط بیان کئے ہیں ان میں سے پہلا ربط اچھا ہے۔ تقریر ماقبل سے بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِیْ غَمْرَةٍ کا ربط معلوم ہوگیا کہ اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ خَشْیَةِ کے ساتھ ہے۔ اور بل کے پہلے یہ عبارت محذوف ہے کہ ان اوصاف کی طرف نہیں آتے یہ تقریر تمام ماقبل میں مذکور ہے اور دوسرا ربط بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِیْ غَمْرَةٍ کا بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ کے ساتھ بھی ہوسکتا ہے اور یہ ترقی ہے بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ سے معنی یہ ہوگا کہ سمجھتے نہیں۔ نہ بلکہ غفلت میں نئی نئی شاخیں نکالتے ہیں اس ربط بموجب فَذَرْهُمْ سے لے کر هُمْ لَهَا عَامِلُوْنَ تک ایک ہوگا حاصل یہ کہ آیا ان کا گمان ہے کہ ان کو ہمیشہ خوشی میں رکھیں گے۔ یہ محض خیالی پلاؤ ہے جزا دنیوی پر بھی میں قادر ہوں۔ انہوں کو لائق تھا کہ صفات مذکورہ پر عمل کرتے اور وہ نئی نئی شاخیں نکالتے ہیں۔ پھر حَتّٰۤی اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِیْهِمْ سے لے کر فِیْهِ مُبْلِسُوْنَ تک تخویف اور شکوہ بھی اور زجر ہیں ہیں۔ ابتدا میں تھوڑی سی تخویف ہی اور درمیان میں کل شکوے اور زجریں ہیں اور پھر آخر میں وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ سے تخویف شروع کی گئی ہے۔ حاصل پہلے تخویف کا یہ ہے کہ اب تو نہیں مانتے لیکن جسوقت ان کو عذاب دینگے اس وقت چیخیں ماریں گے اور درمیان میں شکوہ کیا گیا کہ جسوقت ان پر قرآن پڑھا جاتا ہے تو اعتراض کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس کو جنوں ہے۔ اور سیدھے راستے سے رجوع کرتے ہیں۔ اگر ان پر رحمت کریں پھر ان سے دور کیجائے تو زور سے طغیان میں داخل ہوتے ہیں اور باقی زجریں ہیں۔ اور اَفَلَمْ یَدَّبَّرُوا سے لے کر فَهُمْ مُّنْكِرُوْنَ اور بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ سے زجر ہے اور وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ بھی زجر ہے۔ یعنی اگر حق ایسا ہوتا جیسا کہ یہ کہتے ہیں یعنی اگر منصرف لات و عزی ہوتے تو سب آسمان اور زمین فاسد ہوجاتے۔ قولہ بَلْ اَتَیْنٰهُمْ بِذِكْرِهُمْ۔ بلکہ بات یہ ہے کہ ہم نے ان کو مذکور کی جو کہتے تھے لاشریک لک کی تشریح اور تنویر کی انہوں نے اعراض کیا۔ حالانکہ تو ان سے کوئی محصول بھی نہیں لیتا۔ پھر بھی نہیں مانتے۔ اور حاصل تخویف اخیر کا یہ ہے کہ ان کو پہلے بھی ایک دفعہ عذاب یعنی قحط دیا۔ پھر بھی انہوں نے عاجزی نہ کی اچھا اب ان کو بدر کبری میں عذاب دینگے پھر هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَ لَكُمُ سے لے کر اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ تک دلیل توحید کی پھر بیان کی گئی بعد زجرات و شکوے اور تخویفات کے پھر دلیل توحید کی بعد بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ سے لے کر تُسْحَرُوْنَ تک شکوے اور اس کے جوابات دیے گئے۔ اس جگہ یہ اعتراض پڑتا ہے کہ کفار تو یہ سوال کرتے تھے کہ ہم مٹی ہوجائیں گے پھر کس طرح اٹھائے جائیں گے تو ایسا جواب دینا تھا جو ان کے سوال کے مطابق ہوتا۔ حالانکہ اس جگہ جواب قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهَاۤ سے دیا گیا یہ قانون مناظرہ کے مخالف ہے۔ الجواب لات عزی منات سے کفار کی یہ مراد نہ ہوتی تھی کہ ان پتھروں کی ہم عبادت کرتے ہیں کیونکہ وہ خود اقرار کرتے تھے کہ یہ ہمارے ہاتھوں کے بنے ہوئے ہیں بلکہ مراد ان کی یہ ہوتی تھی کہ یہ بت جن کی شکلیں ہوتے تھے اس کی عبادت کرتے ہیں جیسا کہ ابراہیم کی صورت بنائی ہوئی تھی۔ جس طرح آج کل مشرک اپنے پیروں کے فوٹو بنا کر ان کے آگے سجدہ کرتے ہیں ان کفار میں بھی یہی طریقہ تھا۔ اپنے معبودوں کو شفیع بناتے تھے۔ جیسا کہ لَوْ كَانَ فِیْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ كَمَا یَقُوْلُوْنَ

إِذًا لَّابْتَغَوْا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا اس آیت سے بھی مراد یہ ہے کہ جن کی صورتوں کو پوجتے ہو۔ اگر وہ شفیع ہوتے اور کام کرا دیتے تو تمہارے واسطے کام آسان ہو گیا جس وقت ضرورت پڑی ان کی شفاعت سے کام کرا لیا۔ اور پھر قُلْ رَبِّ إِمَّا تُرِيَنِّي مَا يُوعَدُونَ سے لے کر وَإِنَّا إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ تک تخویف ہے اول مَا نُعَذِّبُهُمْ لِقَادِرُونَ تک تخویف دنیوی ہے اور باقی سب دنیوی اخروی ہیں۔ اور درمیان میں ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ سے لے کر أَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونِ تک درمیان میں طریقہ تبلیغ کا بتلایا گیا یعنی یہ کفار اگرچہ نہیں مانتے اور وَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ازکتے ہیں لیکن تم جواب نرمی سے دیا کرو۔ اگر جہاں مخالفت کریں تو صبر کریں۔ باقی سب تخویف اخروی ہے بیان اس کا ظاہر ہے تقریر کی ضرورت نہیں فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ سے لے کر وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ تک تمام سورت کا خلاصہ نکالا گیا۔ یعنی معبود ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اسی کو تمہارے حاجات میں پکارو اور طلب مغفرت اسی سے کرو (خلاصہ حاصل کلام یہ ہے) کہ پہلے سورت حج کے ساتھ تعلق کیوجہ سے یہ بیان کیا گیا کہ سورت حج میں جو شرکیہ رسمیں بیان ہوئیں یعنی تحریمات و نیازات لغیر اللہ ان کو ترک کرو۔ بلکہ ان اوصاف کو اختیار کرو جو ہم نے بیان کی ہیں وہ تین ہیں نماز پر مداومت کرنی۔ شرک نہ کرنا ظلم نہ کرنا۔ اور شرک کی نفی کے واسطے دلیل توحید عقلی بیان کی گئی اور دعوی اول کو ثابت کیا گیا اور پیدائش کا حال بتلایا گیا اور پھر دوسری دلیل میں انعام ثابت کئے اور دوسرے دعوی کو ثابت کیا اور بعد اس کے دلائل نقلیہ لائے گئے واسطے نفی شرک کے اور دونوں مدعا کا ثمرہ بیان کیا اول دو دلیلیں نقلیہ کے۔ اور پھر اس جگہ تک نفی شرک اعتقادی کی گئی۔ اور بعد اس کے وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ سے شرک عملی کی نفی بھی کی گئی پھر ابتدا سورت سے جو اوصاف تھے ان کا اعادہ کیا گیا کہ یہ کفار ان اوصاف کو اختیار کرتے تو لائق تھا۔ بلکہ بجائے تسلیم کے نئی رسمیں نکال لیتے ہیں اور پھر اس کے بعد إِذَا هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ تک شکوہ اور زجریں اور تخویف بیان کی گئی اور پھر دلیل توحید عقلی بیان کر کے آخر تک شکوت اور تخویف دنیوی اور اخروی بیان کی گئی۔ اور پھر آخر میں خلاصہ بیان کیا گیا فَتَعَالَى اللَّهُ سے۔ (تحقیق لفظی) اَلَّا فلاح رستگاری اور فیروزی (صراح) وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مراد زکوٰۃ سے تزکیہ من الشرک ہے قرینہ یہ ہے کہ اگر زکوٰۃ کا معنی شرعی ہوتا تو فاعلون نہ کہا جاتا بلکہ یؤتون فرمایا جاتا وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ اے آدم علیہ السلام من سُلَالَةٍ یعنی چنی ہوئی مٹی۔ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ اس جگہ مضاف ضمیر غائب کے پہلے محذوف ہے اے جعلنا نسلہ۔ کیونکہ بعض آیات میں صاف جعلنا نسلہ آیا ہے۔ اور نطفہ سے پہلے من جارہ محذوف ہے فی قرار مکین مراد رحم ہے۔ اور معنی جائے قرار محکم ہے علقہ خون جما ہوا مضغہ گوشت عظاما اے ذوعظام فتبارک اللہ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ معنی تبارک برکت از اوست۔ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ دو معنی ہیں ایک بمعنی موجدین اور دوسرا مقدرین بمعنی اندازہ کرنے والا ميسم طرائق اے للملائکۃ فی الصعود والہبوط والطریق کل شئ فوق مثلہ (صراح) و (جامع البیان) وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِينَ اے تعلم۔ وَإِنَّا عَلَىٰ ذَهَابٍ بِهِ اے من وجہ من وجوہ الذہاب۔ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ اے بعضہا تاکلون۔ وشجرۃ تخرج اے انبتنا شجرۃ۔ مِن طُورِ سَيْنَاءَ اے من اسناء اے الارتفاع۔ یا معنی خوبصورت ہے۔ تنبت فعل لازمی ہے بالدہن اے مع الدہن اور فیہ الدہن اور بالدہن حال ہے

نُسْقِيكُمْ مِّمَّا فِي بُطُونِهَا مراد لبن ہے۔ اَنْ يَّتَفَضَّلَ یعنی رئیسی کرے۔ مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ یعنی نر و مادہ جو کہ ضروری ہو لیکن دو سے زیادہ نہ ہو اسْتَوَيْتَ یعنی سوار ہو جائیں تو۔ وَاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ابتلا کے تین معنی آتے ہیں ایک امتحان و نعمت و عذاب اس جگہ مراد عذاب ہے۔ اَيَعِدُكُمْ اے یقول لکم ھیھات ھیھات لِمَا تُوْعَدُوْنَ یا مصدر ہوگا یا اسم فعل اگر مصدر ہو تو اے فعل محذوف کے تو لام زائدہ نہ ہوگا۔ اور معنی اس وجہ سے ہوگا کہ مشابہ ہے واسطے اس بیہات کے جو اسم فعل ہے پس یہ مشابہ کا مشابہ ہوگا۔ اگر اسم فعل ہو تو لام زائدہ ہوگا۔ حَيَاتُنَا الدُّنْيَا یعنی یات بعلی ما قیل لیصبحن عن یعنی بعد کے ہے اور ما زائدہ ہے یعنی تھوڑے وقت کے بعد نادم ہو جائیں گے فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ اے العذاب تترا اصل میں وتری تھا اور ترکیب میں حال ہے اور معنی ایک ایک کا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا اے بالتوحید وَاٰوَيْنٰهُمَا یعنی وقت پیدائش عیسیٰ علیہ السلام کے بوجہ خوف بادشاہ کے جو قتل کرتا تھا عیسیٰ کو مریم علیہا السلام ایک زمیندار کے پاس جا رہیں اور اس نے اپنی لڑکی بنا کر رکھی اور اس جگہ مراد وہ جگہ ہے رَبْوَةٍ زمین مرتفع مَّعِيْنٍ پانی میٹھا مِنَ الطَّيِّبٰتِ یعنی غیر الرجس من الاوثان۔ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً معنی یہ ہے کہ دین تمہارا حال ہونے اس کے ایک دین ہے۔ اور یا جملہ معترضہ ہے۔ اس معنی سے امت کو خطاب ہوگا اور جملہ معترضہ نہیں ہے بلکہ یہ مطلب ہوگا کہ ان رسل کو بھی یہی کہا تھا۔ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا پس علیحدہ علیحدہ کر لیا انہوں نے دین اپنے کو حال ہونے اس کے ٹکڑے ٹکڑے وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ یؤتون بمعنی یفعلون کے ہے اور اتوا بمعنی ماضی کے ہے یا بمعنی مضارع کے ہے یعنی کرتے ہیں وہ کام جو کہ کرنے تھے۔ اور قلوب ان کے ڈرنے والے ہوتے ہیں بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا اے (اَنْ تکی ہندی) اور مشار الیہ ہذا کا مذکور ما قبل ہے۔ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا یعنی اب تو نہیں سمجھتے تا جس وقت ہم پکڑیں گے وَقَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ مراد آیتی سے قرآن شریف ہی کیونکہ مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ میں بہ کا مرجع قرآن شریف ہے تَنْكِصُوْنَ ترجعون مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سَامِرًا تھجرون متکبرین حال ہے اور سامرا مفعول مقدم ہے تہجرون کا۔ یعنی حال ہونے ان کے کہ سرکشی کرتے تھے قرآن کے ساتھ اور واعظ قاری کو چھوڑتے تھے۔ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ اے بالوحی لَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ کا ظاہر معنی تو یہ ہے کہ اگر حق تابع ہوتا خواہش ان کے لیکن مطلب یہ ہے کہ اگر حق ایسا ہوتا جیسا یہ کہتے ہیں یعنی لات اور عزیٰ شعراء ہوتے ہیں چنانچہ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ سے ظاہر معنی یہ بنتا ہے کہ شعراء تابع غاوین کے ہوتے ہیں لیکن مقصود یہ ہے کہ شعراء خود غاوی ہوتے ہیں۔ بقرینہ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ۔ اَمْ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ ذکر سے مراد قرآن ہے اَمْ تَسْئَلُهُمْ خَرْجًا معنی حرجا کا محصول ہے فَهُمْ اے لدخلوا بالقوۃ لناکبون یعنی منہ پھیرنے والے فَمَا اسْتَكَانُوْا پس عاجز نہ ہوئے دل سے لَدَيْهِمْ يَاْسُوْنَ یعنی دروازہ جنگ بدر فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ یعنی ناامید ذرا کھڑا اے نشر کم هُوَ يُجِيْرُ یعنی پناہ دیتا ہے قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ یعنی عذاب کے وقت مجھ کو نکال لیویں ہمزات وسوے رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ الشَّيْطٰنُ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ اس جگہ یہ عبارت محذوف ہے کہ اب تو غفلت میں ہیں رَبِّ ارْجِعُوْنِ الجمع للتکرار کما فی الشعر اقفا نبک من ذکری حبیب منزل) وکما فی الایۃ فارجع البصر کرتین وکما فی

الفيافي جهنم فيما تركت اے بدل ماترکت کلا روع ہے واسطے ارجعون کے فلا انساب بينهم یعنی پس فائدہ دینگے نسبیں ولا يتساءلون چنانچہ مثل مشہور ہے کہ اپنی جانہیں اور تمکو کہاں کروں۔ ہر ایک اپنی اپنے حال میں پریشان ہوگا تلفح جلائے گی۔ کالحون یعنی بدشکل قال اخسؤا فيها یہاں رہو تم اس میں کم لبثتم یعنی مدت رہنے کی بتلاؤ فسئل العادين یعنی ملائکہ سے الا قليلا اے بالنسبة الی الاخرة فتعلی الله الملك الحق اسے متعالی عما یشرکون۔ فقط

بسم الله الرحمن الرحيم

سورة النور۔ مدنیہ

اس سورت کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ سورت مومنون کا خلاصہ تو فتعلی الله الملك سے لے کر انه لا يفلح الكافرون تک ہے۔ اور درمیان میں سورت الحج کے ربط میں ولهما اعمال من دون ذالك کی زیادتی کی گئی ہے۔ حاصل یہ تھا کہ نئی نئی شاخیں نہ نکالو۔ اور تحریمات غیر اللہ و نیازات من دون اللہ نہ کرو۔ بلکہ ایک اللہ کو پکارو اور سب کچھ اس کے واسطے کرو۔ یہ دعوی اصلی تھا۔ اس سورت میں یہ بیان ہوگا کہ کافر اور منافق بدنامیاں لگا رہے ہیں تاکہ لوگ اپنے مقتدار کے مخالف ہو جائیں اور اس کا کہنا نہ مانیں اس میں کہا گیا کہ اپنے مقتدار کا کہنا مانو اور بدنامیاں ان کے ذمے لگانے والیوں کو عذاب ہوگا سورة انزلناها و فرضناها سے لے کر والخامسة ان غضب الله عليها ان كان من الصادقين تک تمہید ہے اور الله نور السموت و الارض تک ایک بحث یعنی حضرت صدیقہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا پر جو تہمت کافروں اور منافقوں نے لگائی تھی ان کے متعلق کلام لائی گئی ہے اور الله نور السموت والارض سے اصلی مدعا ذکر کیا گیا۔ حاصل یہ ہے کہ پہلے کافروں کا منشا بتلایا گیا بعد میں امر کیا کہ مومنوں پر بدنامیاں مت لگاؤ۔ اور کہا کہ جس دعوی کے ثابت کرنے کیلئے تہمتیں لگاتے ہو وہ اظہر من الشمس ہے۔ سورة انزلناها و فرضناها اے فرضنا احكامها و فيها ايات بينات مراد آیات بینات سے الله نور السموت والارض بطور تمہید احکام اربعہ ذکر کئے گئے جکم۔ اول الزانية والزاني سے لے کر طائفة من المومنين تک حاصل یہ ہے کہ اے مومنو زانی مرد اور زانیہ عورت کے سزا دینے میں ترس نہ کرو اور سزا دینے کے وقت کچھ مومن حاضر ہو یا کریں۔ دوسرا حکم الزاني لا ينكح سے لے کر وحرم ذالك على المومنين تک ہے حاصل یہ کہ اے مومنو زانی اور زانیہ کو سزا دو اور یہ بھی جان لو کہ زانی مرد زنا نہیں کرتا مگر زانیہ اور مشرکہ عورت کے ساتھ۔ اسی طرح زانیہ عورت بھی زنا نہیں کراتی مگر زانی مشرک مرد سے۔ اور اس کی علت حرم ذالك على المومنين سے بیان کی گئی ہے یعنی وجہ یہ ہے کہ مومنوں پر تو زنا حرام ہے۔ نکاح سے مراد یہاں وطی بالزنا ہے اور زانیہ اور زانی سے مراد وہ جو زنا کو حلال سمجھتے ہیں جیسا کہ کنجر وغیرہ ہیں اور زانی اور مشرک سے مراد کافر ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ کبھی لفظ مشرک بت پرست پر مقابل یہود اور نصاری کے بولا جاتا ہے۔ اور کبھی عام طور پر بولا جاتا ہے۔ اس جگہ بھی عام مراد ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ اے مومنو زنا تو کافر کرتے ہیں مسلمان کے شان سے یہ بعید ہے ضرور اس سے بچو۔ اور ضمنا یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اگر کفار

وغیرہ کے دین میں بھی زنا حرام ہو تو گواہ طلب کیا کرو۔ جیسا کہ مومنوں کے واسطے طلب کیا کرتے ہیں۔ الحکم الثالث وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ سے لے کر فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک سے حاصل یہ کہ جب معلوم ہو گیا کہ زنا مومنوں کے شان سے بعید ہے تو اگر کوئی زنا کی تہمت مومنوں پر لگائے تو اس سے چار گواہ طلب کیا کرو اگر نہ لائے تو اس کو مذکور سزا دیا کرو پھر ان کی شہادت کبھی نہ منظور کرو اور یہ لوگ فاسق ہونگے۔ پھر اگر توبہ کریں تو فسق سے بری ہو جائیں گے۔ الحکم الرابع وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ سے لے کر اِنْ کَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ تک ہے۔ حاصل یہ ہے کہ جب زنا کی تہمت مومنوں کو لگائی جائے تو اس کا حکم ذکر کیا گیا اور تبعاً یہ بھی ذکر کیا گیا کہ اگر شوہر اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگائے۔ اور گواہ بھی نہ ہوں تو سزا سابق نہ دیجائے۔ جب تمہید ختم ہو گئی تو بعد اس کے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ وَاَنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ حَکِیْمٌ متعلق وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ کے بیان کیا گیا کہ جب مومنوں کے شان سے زنا بعید ہے تو تم نے جو تہمت حضرت صدیقہ پر لگائی ہے اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو تم کو خبر پڑ جاتی یعنی تم کو فی الفور سزا دے دیتا۔ پھر اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْکِ سے لے کر وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ تک متعلق وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ وَرَحْمَتُہٗ کی کلام لائی گئی ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْکِ سے لے کر عَذَابٌ عَظِیْمٌ تک یہ ذکر کیا گیا کہ تہمت دینے والے بھی تم میں سے ہیں۔ اور یہ تہمت اس موقع تمہارے واسطے اچھی ہے کیونکہ اگر تم سے پاک دامنوں کو تہمت نہ لگتی تو ایسے احکام اربعہ نہ نازل ہوتے۔ اور تہمت دینے والوں کے لئے عذاب عظیم ہے یہ معنی ہے وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ مِنْھُمْ لَہٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ کا پھر لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْہُ سے لیکر ھٰذَآ اِفْکٌ مُّبِیْنٌ تک زجر کی گئی ہے اور قَالُوْا ھٰذَآ اِفْکٌ کا عطف ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ پر ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اے مومنو جب تم نے یہ تہمت سنی تو سنتے ہی تم نے کیوں خیر کا ظن نہیں کیا۔ اور کیوں نہ کہا کہ یہ تہمت محض کذب ہے۔ اور لَوْلَا جَآءُوْا عَلَیْہِ سے لے کر عِنْدَ اللّٰہِ الْکٰذِبُوْنَ تک تہمت لگانے والوں کو کہا ہے۔ تقریر ظاہر ہے۔ اور لَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ سے لے کر وَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ عَظِیْمٌ تک مومنوں کو کہا گیا کہ تم نے تو اس تہمت کو امر عظیم نہیں سمجھا تھا اور حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ ایک بڑا امر تھا۔ اگر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو تم کو عذاب دیا جاتا اور پھر لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْہُ سے لے کر ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ تک زجر کی گئی کہ تم نے کیوں نہیں کہا کہ یہ محض بہتان ہے اور اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ یہ علت بیان کی گئی ہے تہمت دینی کی یعنی غرض تہمت دینی یہ ہے تاکہ فحش پھیل جائے اور لوگ بدعقاد ہو کر توحید کو نہ مانیں۔ اور یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ سے لے کر وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ تک مومنوں کو کہا گیا کہ تم بدنامی نہ کرو۔ کیونکہ یہ شیطان کا امر ہے وہی ایسے امور کا امر کرتا ہے اور وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ سے زجر کی گئی ہے اور وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ سے لے کر وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں ہے کیونکہ بعض تہمت دینے والے کے حق انہوں نے حلف اٹھائی تھی کہ انکو میں کچھ نہ دونگا تو حکم ہوا کہ بخشش کرنا یہ مغفرت کا ہے۔ کیا حلف سے سبب مغفرت کا اٹھاتے ہو۔ اور اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ تک تخویف ہے منافقین کے لئے اور تقریر ظاہر ہے۔ اور یَوْمَ تَشْھَدُ متعلق ہے ساتھ لعنوا اور لَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ہر دو کے اور الْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ سے لے کر وَرِزْقٌ کَرِیْمٌ تک بشارت ہے اور مراد خبیث اور طیبات سے افعال ہیں

اور عورتیں نہیں ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ حضرت صدیقہ جیسے طیبہ کے افعال طیب ہوتے ہیں بُرے افعال نہیں کرتے۔ اور یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا سے لے کر مِنْ بَعْدِ اِکْرَاھِھِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک چند امور ذکر کئے گئے جو کہ مبادی زنا کے تھے حاصل یہ ہے کہ کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل نہ ہوا کرو۔ کیونکہ شاید کوئی عورت ننگی بیٹھی ہو۔ اور یہ مودی زنا کا ہوگا مگر جس گھر میں تمہارا سامان ہو اور عورت وغیرہ بھی نہ ہو تو بیشک بلا اجازت جایا کرو۔ دوسرا یہ کہ عورتیں اور مرد بیگانے ایک دوسرے کے دیکھنے سے آنکھیں بند کریں اور فروج وغیرہ کی طرف نہ دیکھا کریں کیونکہ یہ بھی مؤدی الی الزنا ہے۔ اور تیسرا یہ کہ عورتیں اپنے مواضع زینت کو ظاہر نہ کیا کریں مگر وہ اعضاء جن کے ظاہر کرنے میں لاچاری ہو۔ اور چوتھا یہ کہ عورتیں پاؤں کو زور سے نہ مارا کریں اظہار زینت کے لئے۔ کیونکہ لوگ جانیں گے کہ یہ زانیہ ہے۔ یا خود ان کے دل اس کی طرف مائل ہونگے پانچواں یہ کہ غلام اور لونڈی کا نکاح کرایا کرو۔ کیونکہ نکاح نہ کرنا مودی الی الزنا ہوتا ہے اگر وہ فقیر ہوں اللہ تعالیٰ ان کو غنی کرے گا۔ ہاں جو اتنے مفلس ہوں کہ خرچ نکاح پر بھی قادر نہیں تو وہ صبر کریں تاکہ غنی ہو جائیں۔ اور چھٹا یہ کہ اگر تمہارا غلام مکاتب ہونا چاہے تو کر دیا کرو۔ اور ساتواں یہ کہ لونڈیوں کو جبر علی الزنا نہ کیا کرو مطلب یہ کہ اگر ان کی مرضی نکاح کرنے کی ہو تو کر دیا کرو۔ کیونکہ نکاح سے منع کرنا اپنے معاملات کے لئے مؤدی الی الزنا ہے اور نکاح نہ کر دینے کی صورت میں اگر لونڈیوں نے زنا نہ کیا تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ان کو اجر عظیم دیگا یہ معنی ہے لَا تُکْرِھُوْا فَتَیَاتِکُمْ اِنْ کا۔ اور جو معنی مطول و غیرہ میں مذکور ہے درست نہیں ہے۔ اور وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ سے لے کر وَمَوْعِظَۃً لِّلْمُتَّقِیْنَ تک تخویف ہے۔ اور دوسری تقریر یہ ہے کہ چند احکام بیان فرما کر پھر اصلی مدعا کی طرف رجوع فرمایا اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اس سے محض ثبوت اللہ تعالیٰ کا کیا گیا۔ اس جگہ تک تمہید تھی۔ کیونکہ منافقوں کی غرض تہمت دینے سے یہ تھی کہ لوگ ان کے مخالف ہو جائیں اور ان کا دعویٰ تسلیم نہ کریں پس جب بحث تہمت کی ختم ہو گئی تو اب اصلی مدعا کی طرف رجوع کیا۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر اَللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ تک نفس ثبوت اللہ تعالیٰ کا کیا گیا۔ پہلے فرمایا گیا کہ اللہ نور ہے اور واضح ہے آسمان اور زمین میں۔ اور پھر مثل نُوْرِہٖ اس سے واضح ہونے کی مثال بیان فرمائی۔ تقریر ظاہر ہے (اور ترکیب اور معانی ذیل میں مذکور ہے۔ مشکوٰۃ بمعنی طاق۔ مِصْبَاح چراغ کو کہتے ہیں۔ اور زجاجہ شیشے کو کہتے ہیں اور دری کا معنی چمکنے والا ہے اور یُوْقَدُ جلایا جاوے۔ لَا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ یعنی یہ دونوں سبب فساد کے ہیں وہ نواس شجرہ میں نہ پائے جائیں۔ (۱) ایک تو یہ ہے کہ ہمیشہ گرمی اور دھوپ میں ہو (۲) دوسرا یہ کہ ہمیشہ سردی میں ہو۔ یہ دونوں اس شجرہ میں موجود نہ ہوں اور مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ سے مراد من زیت ہے۔ اور یُوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ حال ہے المصباح سے یَھْدِی اللّٰہُ اس سے بیان کیا کہ ثبوت اللہ تعالیٰ کا تو ظاہر ہے۔ لیکن ہدایت کرنی اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے جس کو چاہے ہدایت کرے اور فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ سے لے کر مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ تک دلیا نقلی بیان کی واسطے ثبوت اللہ تعالیٰ کے۔ اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ متصرف وہی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی ذات نہ ہوتی تو اتنی مخلوقات صبح شام اس کا ذکر کیوں کرتی۔ اور کیوں خوف کرتے یوم الجزا سے پس معلوم ہوا کہ معبود برحق ہے جو مالک یوم الجزا کا ہے اور رازق بھی ہے۔ (نوٹ) دلیل نقلی سے مراد یہ نہیں کہ کسی رسول

سابق کی کلام نقل کیجائے۔ بلکہ عام مراد ہے کہ مدعا کو امور سابقہ سے ثابت کیا جائے۔ فی بیوت خبر مقدم ہے اذن اللہ صفتہ بیوت۔ رجال مبتدا، موخر یا فاعل یسبح لہ کا ہے علی سبیل التنازع کا یلہیہم تجارۃ نہیں غافل کرتی ان کو تجارت اور والذین کفروا اعمالھم سے لے کر فما لہم من نور تک ایک شبہ کا دفع ہے۔ جو دلیل نقلی پر وارد ہوتا تھا حاصل یہ کہ جس طرح مسلمان اللہ کی عبادت کر رہے ہیں اسی طرح باقی مذاہب والے بھی اپنے اللہ کو پکار رہے ہیں۔ حاصل جواب کا یہ ہے کہ کفار اور بہت قومیں بیشک خاص خدا کو نہیں پکارتے۔ بلکہ معبود باطلہ کو بھی پکارتے ہیں۔ ان کے اعمال دو قسم ہیں۔ (۱) کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمآن مآء سے بیان کی گئی یعنی ظاہر میں اچھے معلوم ہوتے ہیں اور واقعہ میں ان سے نفع کی بجائے ضرر ہوتا ہے جیسا کہ صدقات اور مسافر خانے اور سرائیں جہاں کے لئے (۲) دوسرا قسم او کظلمٰت فی بحر سے بیان کیا گیا یعنی اعمال کفار یا تو ایسے ہیں جو کہ ظاہر میں بھی بری ہیں مثل ظلمات کے جیسا کہ ہندوؤں نے آج کل کیو کرشن کی تصویر بنا کر ذکر کی تصویر بھی اس کی بنائی ہوئی ہے اور ہندوؤں کی عورتیں اس کے ذکر کو اپنی فرجیوں میں داخل کرتی ہیں طلب اولاد کے لئے ترکیب اور معانی بقیعۃ صاف میدان۔ حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئا ووجد اللہ عندہ فوفہ حسابہ واللہ سریع الحساب حتی کا ربط ماقبل کے ساتھ نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ حتی واسطے غایت کے ہوتا ہے۔ اور اس جگہ غایت والا معنی نہیں بن سکتا اس واسطے حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ کلام ماقبل کے ساتھ مرتبط نہیں بلکہ معنی یہ ہوگا کہ یہ کفار اب تو نہیں مانتے جب اللہ تعالیٰ کے پاس آئیں گے اللہ کے سوا معبود بالکل نہ پائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو سزا دے گا تو اس کو مان لیں گے مثال ہے جو دوپہر میں دور سے سراب کو پانی خیال کرے اور اس کی طرف آئے تو بجائے پانی کے وہاں ایک شخص ہو جو اسے مارنے لگ جائے ایسا ہی یہ کفار اپنے اعمال کو سراب کی طرح پائیں گے بجائے ثواب کے عذاب دے جائیں گے۔ الم تر ان اللہ یسبح لہ من فی السمٰوٰت سے لے کر ان اللہ علی کل شئ قدیر تک دلائل عقلیہ بیان کی گئیں واسطے ثابت کرنے اسبات کے اللہ ہی متصرف ہے تقریر ظاہر ہے۔ پس دو امور ثابت ہو گئے ایک تو یہ کہ معبود برحق اللہ ہے۔ اور دوسرا یہ کہ متصرف بھی وہی ہے (ترکیب و معانی) والطیر صفت کھولنے اور پھیلانے والے پروں اپنے کو کل میں تنوین عوض مضاف الیہ کے ہے اسے کل شخص او کل شئ یزجی سحابا چلاتا ہے سحابوں کو یعنی بادلوں کو رکاما گاڑھا الودق بارش من خلالہ ضمیر کا مرجع سحاب ہے اور ینزل من السمآء من جبال فیھا من برد میں السماء سے مراد اونچی جگہ ہے۔ اور من جبال بدل ہے من السماء سے فیھا اور من برد ہر دو صفتیں ہیں جبال کی مبتدا برقہ یذھب بالابصار یعنی چمک بجلی کا حیران کر دے آنکھوں کو۔ پس وہ شی جس کے واسطے کفار اور منافق بدمامیاں لگاتے تھے وہ ثابت ہو گیا۔ اب لقد انزلنا ایت بینات سے لے کر الی صراط مستقیم تک تخویف بیان کی گئی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نور السمٰوٰت والارض ہے اور الم تر ان اللہ یزجی الخ آیات واسطے ثبوت مدعا کے بیان تو کر دی ہیں۔ لیکن ہدایت کرنی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ پس حاصل یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا شریک فی التصرف نہ بنا۔ اور یقولون امنا باللہ وبالرسول متعلق کلام اول کے ہے یعنی پہلے تو تہمت لگنے کی علت بیان کی اور مومنوں کو منع

کیا گیا تہمت لگانے سے اور اب تہمت لگانے والوں کا شکوہ کیا کہ سامنے تو یہ منافق اٰمَنَّا وَاَطَعْنَا کہتے ہیں اور جس وقت اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں تو اعراض کرتے ہیں اور فی قلوبہم سے کہا کہ معلوم نہیں کہ ان کے دلوں میں مرض ہے یعنی عقل نہیں یا خوف کرتے ہیں بسبب اس کے کہ اللہ اور رسول اس کا ہم پر ظلم کرے گا نہیں نہیں بلکہ یہ خود ظالم ہیں حد سے بڑھے ہیں اور شرک کرتے ہیں انکے حال کے مطابق اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ سے لے کر فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفَآئِزُوْنَ تک مومنوں کا حال بیان کیا اور ترغیب دی گئی۔ تقریر ظاہر ہے۔ اور پھر اَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَہْدَ اَیْمَانِہِمْ سے لے کر اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ تک شکوہ مع التخویف بیان ہے اور طَاعَۃٌ مَّعْرُوْفَۃٌ کی خبر مطلوب محذوف ہے۔ اور وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ سے لے کر لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ تک بشارت واسطے مومنوں کے ذکر کی گئی اور درمیان میں جملہ معترضہ واسطے تخویف کے مَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفَاسِقُوْنَ بیان کیا گیا اور اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کا تعلق یَعْبُدُوْنَنِیْ کے ساتھ ہے اے اقول لہم اقیموا الصلوٰۃ۔ اور پھر لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے لیکر وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ تک تخویف بیان کی گئی۔ اور پھر یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْکُمُ الَّذِیْنَ سے لے کر لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ تک چند آداب بتلائے گئے جو زنا سے روکنے والے ہیں یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا سے چار آداب بیان کئے گئے ہیں۔ (۱) یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ سے لے کر اللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ تک یعنی اجازت لینے کی شرط بلوغ ہے (۲) وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ سے نسا کا حال بیان کیا (۳) لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی سے اور وجہ اعمیٰ وغیرہ کی یہ ہے کہ ان کو حاجت پڑتی ہے۔ اور وَلَا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَنْ تَاْکُلُوْا سے* اب یہ بتانا چاہتے کہ اللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر وَاللّٰہُ یَہْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ تک تو وہ دعوے بیان کئے گئے جنکی نفی کے واسطے منافق تہمت لگاتے تھے اور اس کے ابتدا میں اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْکِ سے لے کر لَہُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ تک تہمت لگانے کے متعلق کلام اور شکوہ اور تخویف اور بشارت وغیرہ بیان کی گئی اور یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا سے آداب بتلائیں گے واسطے رفع کرنے بدنامی کے اسی طرح آخر اس دعوے کے یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ سے لے کر لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ تک تہمت لگانے کے متعلق کلام وغیرہ کی گئی۔ لہذا یہ ٹکڑہ اس ٹکڑہ کے ساتھ ہوگا اور پھر یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْکُمُ سے آداب بتلائے گئے۔ لہذا یہ حصہ آداب والے حصے سے متعلق ہوگا۔ اور اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک اس کا ربط یہ ہے کہ متعلق ہے اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَہُمْ کے ساتھ حاصل تمام کا یہ ہے کہ مومن وہ ہوتے ہیں جو کہ تابعداری کریں رسول کی اور بعض شانہم سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی اپنے کام کے واسطے اجازت طلب کریں تو دے دیا کریں۔ اور لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ سے لے کر اَوْ یُصِیْبَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ تک تخویف بیان کی گئی کہ جس وقت رسول صلعم تم کو بلائے تو ضرور حاضر ہو جایا کرو جیسی کہ آپس میں سستی کر جاتے ہو اسی طرح نہ کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے ان کو جو آڑ دے کر نکل جاتے ہیں۔ اور مخالفت کرتے ہیں ان کو پورا پورا عذاب دے گا۔ اب آخر میں اَلَآ اِنَّ لِلّٰہِ سے لے کر اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ تک خلاصہ سورت کا بیان کیا گیا اور دو دعوے ذکر کئے گئے جن کی نفی کیواسطے منافق تہمت لگاتے تھے ایک دعوی اَلَآ اِنَّ

* اور وجہ اعمیٰ وغیرہ کی یہ ہے کہ ان کو حاجت پڑتی ہے اور ولا علی انفسکم ان تاکلوا بیان کرنے کی وجہ دفعیہ شبہ ہے۔ کہ جب دوسرے گھر سے منع کیا گیا تو معلوم ہوا کہ بالکل جانا منع ہوگا۔ لہذا کہا گیا کہ دعوۃ کیواسطے جانا منع نہیں ہے اور ما ملکتم خالاتکم کا عطف بیوت خالاتکم پر ہے اور یا بیوت غلام مراد ہیں اور صدیقکم سے پہلے بیوت محذوف ہے (۴) لیس علیکم جناح (۱۰) تاکلوا سے

لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے ذکر کیا گیا اور دوسرا قد یعلم ما انتم علیہ سے ذکر کیا گیا (حاصل سورۃ وخلاصہ) پہلے سورۃ انزلنٰھا سے تمہید بیان کی گئی۔ اور احکام اربعہ ذکر کئے گئے بطور تمہید مسئلہ آئندہ کے اور پھر اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْکِ سے لے کر لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ کَرِیْمٌ تک تہمت کے متعلق زجریں مومنوں کو اور علت تہمت لگانے کی اور تخویف وغیرہ بیان کی گئی۔ اور یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا سے لے کر مَوْعِظَۃً لِّلْمُتَّقِیْنَ تک آداب بتلائے گئے جن کی تعمیل کرنے سے تہمت سے بچ جائیں۔ اور بعد میں تخویف بیان کی گئی۔ اور اللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ تک وہ دو دعوے ذکر کئے گئے جن کی نفی کیواسطے منافق تہمت لگاتے تھے۔ اور اللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ تک نفس ثبوت مبدء برحق کا کیا گیا۔ اور پھر اسی کے واسطے فی بُیُوْتٍ اَذِنَ سے دلیل نقلی لائی گئی اور اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُسَبِّحُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ سے دلیل عقلی بیان کی گئی۔ اور درمیان میں وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَعْمَالُھُمْ سے وقیعہ ایک شبہ کا کیا گیا جو کہ دلیل نقلی پر وارد ہوتا تھا۔ اور وَیَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ سے لیکر بِئْسَ الْمَصِیْرُ تک اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْکِ والے حصے کے متعلق بیان لایا گیا۔ اور یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْکُمُ الَّذِیْنَ کو یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا کے متعلق لایا گیا۔ اور پھر اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ کو یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْکُمُ الَّذِیْنَ کے متعلق لایا گیا۔ اور پھر لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ سے تخویف دے کر اَلَآ اِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے وہ دو دعوے ذکر کئے گئے۔ جن کی نفی کیواسطے منافق تہمت لگا رہے تھے اور خلاصہ سورت کا بیان کیا گیا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۃ فرقان مکیہ

اس سے پہلے سورۃ کہف سے لے کر اس جگہ تک یہ مضمون تھا کہ خلق اور تدبیر امور میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے اور وہی برکت ڈالتا ہے اور اس سے سورۃ سبا تک یہ بیان ہوگا کہ ہر شئے میں برکت ڈالنے والا فقط وہی ہے۔ لہذا سب دلائل اسی مضمون کے بیان ہونگے۔ اور خلق کے متعلق کم ہونگے۔ لہذا تبٰرک سے دعوی ذکر کیا گیا۔ (معنی تبارک از خازن) جا بجا برکۃ وخیر (از تفسیر حسینی) برکت از اوست۔ اور باقی اس دعوی کے لئے دلائل ہیں۔ (۱) اَلَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا جس جگہ موصول مع الصلہ لایا جاتا ہے وہ علت ہوتی ہے۔ اس علت کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کیا ہے اپنے بندے پر تاکہ لوگوں کو ڈرائے کہ اللہ تعالیٰ تم سے حساب لے گا۔ اور سزا دے گا۔ پس جب حساب لینے والا اور سزا دینے والا وہی ہوا تو برکات دہندہ کوئی دوسرا نہ ہوگا۔ اور ثانی دلیل اَلَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ الخ سے ہے یعنی ملک آسمان وزمین کا اس کے قبضے میں ہے اور تخت بادشاہی پر بھی وہی ہے۔ آیا بتاؤ برکت ڈالنے والا کوئی اور ہوگا اسی طرح باقی ادلہ کی تقریر ہوگی خود خیال کر لینا۔ دلیل ثالث خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقْدِیْرًا یعنی ہر ایک شے کو اپنے

اندازے کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کرتا ہے آیا برکت ڈالنے والا کوئی اور ہوگا۔ اور وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے لے کر فَيَكُوْنَ وَكِيْلًا تک تین شبہوں سے بیان کئے گئے اول کا حاصل یہ ہے کہ باوجود ان اولہ کے یہ گفتار رکھتے ہیں کہ برکت ڈالنے والے ماسوی اللہ اور بھی ہیں جو کسی چیز کے مالک نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سب محمد صاحم کا کہنا جھوٹ ہے اور کہانیاں ہیں فلاں لوہار سے یا دکی ہوئی ہیں یہی معنی ہے اکْتَتَبَهَا کا اور فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ کا معنی یہ پڑھی جاتی ہیں اس پر۔ اور قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا سے جواب شبہ مذکور کا دیا گیا اور دو علتیں بھی تبارک کی بیان کی گئیں۔ (۱) ایک الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ سے اور دوسری اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور قَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ سے لے کر اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا تک تین شبہے کفار کے جن کی وجہ سے رسالت اور توحید نہیں مانتے تھے بطور شبہ مذکور کئے گئے۔ (۱) وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ تک (۲) مَعَهٗ نَذِيْرًا تک اور باقی تیسرا ہے۔ اور انظر كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ سے زجر متعلق سوالات کے ذکر کی گئی ہے۔ اور پھر تبارک سے ان کے جوابات علی طریق اللف النشر الغیر المرتب دئے گئے۔ یعنی پہلے تیسرے شبہے کا جواب مع اعادہ الدعوی الاصلیہ یَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا تک ذکر کیا گیا۔ جواب تو اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے بدلے آخرۃ میں دنیا سے اچھے باغ وغیرہ دیگا جو کہ تمہارے پاس نہیں ہیں۔ اور دعوی مع الدلیل اس طرح ہوگا کہ جو ذات دنیا کے بدلے آخرۃ میں اچھے باغ وغیرہ دیگا۔ وہی برکات دہندہ بھی ہے ان شاء جَعَلَ لَكَ میں اِنْ شک کیواسطے نہیں ہے حاصل معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے دنیا کے بدلے آخرۃ میں ایسا کرے گا۔ اور ماضی بمعنی مضارع کے ہے اور بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ سے سابق سے ترقی کرکے وجہ سوال کی بتلائی گئی یعنی سوال کی وجہ یہ ہے کہ قیامت کے منکر ہیں اور تکذیب کرتے ہیں اور اَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا سے لے کر فَقَالَ عَذَابٌ كَبِيْرًا تک تخویف مع بشارت متعلق بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ کے بیان کیا۔ اور حال کفار قیامت والے کو بیان فرمایا یعنی ان کے واسطے بوجہ تکذیب ساعۃ کے عذاب تیار ہے اِذَا رَاَتْهُمْ میں ضمیر مونث مستتر کا مرجع نار ہے جو کہ مفہوم سابق سے ہوتی ہے تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا غصہ اور آواز سخت۔ اور وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا میں منہا حال مقدم ہے دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا وہاں روئے گا۔ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا اسے پکا۔ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ اسے یقال فقد کذبوکم فیما تقولون۔ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا یعنی پس اس وقت ان کے الہ عذاب کے ہٹانے اور ان کی مدد دینے کی طاقت نہ رکھیں گے۔ اور مَا اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ سے لیکر وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ تک پہلے شبہے کا جواب دیا گیا علی طریق النقض کے یعنی رسل سابقہ بھی طعام کھاتے اور بازاروں میں چلتے تھے پس بموجب تمہارے کے ان کا رسول ہونا ثابت نہیں ہوتا وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً سے لے کر بَصِيْرًا تک تخویف ہے اور وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا سے لیکر حِجْرًا مَّحْجُوْرًا تک دوسرے شبہے کا جواب دیا گیا۔ لیکن شبہے کو اعادہ کیا گیا کیونکہ شبہے میں ایک شق اور نومی رَبَّنَا زیادہ کی گئی ہے جواب یہ ہے کہ یہ محض سرکشی کر رہے ہیں ورنہ جس دن ملائک کو دیکھیں گے تو اس وقت حِجْرًا مَّحْجُوْرًا کہیں گے۔ حِجْرًا مجورا کا معنی دور کیا جاوے گا دور کیا جانا۔ حِجْرًا مفعول مطلق ہے واسطے فعل محذوف کے اور مَّحْجُوْرًا تاکید اور مصدر ہے۔ اور قَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ سے لے کر هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا تک تخویف

اور بشارت دونوں ذکر کئے گئے۔ تقریر ظاہر ہے وَقَدِمْنَا اِلٰی مَا عَمِلُوْا یعنی متوجہ ہونگے ہم طرف اعمال کفار کے ھباءً منثورا خیر مستقرا یھنا مقیلا سونے کی جگہ بالغمام یعنی بالملائک اور نزل الملائکۃ تنزیلا بیان ہے تشقق السماء بالغمام کا الملک یومئذ الحق للرحمٰن یعنی ظاہر ہوگا واسطے اللہ تعالیٰ کے اور کان یوما علی الکافرین عسیرا میں کان کا اسم ضمیر ہے جس کا مرجع یومئذ ہے۔ اور علی الکافرین متعلق ہے عسیرا سے حذو کا خوار کرنے والا۔ اور کذٰلک جعلنا لکل متعلق ہے قالوا ما لھذا الرسول یعنی اس جگہ تک شبہات کے جوابات اور درمیان میں تخویفات اور بشارتیں ذکر کی گئیں۔ پھر شبہات کے متعلق کہا گیا کہ اے نبی تجھ کو بوجہ دشمنی کے ایسی باتیں کرتے ہیں اسی طرح ہر ایک نبی کے واسطے دشمن ہوتے ہیں۔ اور تمہارے واسطے ایک اللہ ہی مددگار کافی ہے جب اس جگہ تک بحث شبہات ختم ہوگئی تو پھر قال الذین کفروا لولا انزل علیہ القرآن جملۃ واحدۃ سے شبہ رابع کا ذکر کیا گیا واسطے نہ ماننے رسالت کے۔ حاصل یہ ہے کہ قرآن آہستہ آہستہ نازل ہونے سے معلوم ہوتا کہ اپنے نفس سے بناتا ہے پھر اس شبہے کا جواب کذٰلک لنثبت بہ فؤادک ورتلنا ترتیلا سے دیا گیا یعنی آہستہ آہستہ نازل کرنے سے غرض تثبیت دل کی ہے۔ جب شبہات اربعہ پورے ہوگئے تو تمام کے متعلق ولا یاتونک بمثل الا جئنٰک بالحق واحسن تفسیرا کہا گیا بمثل اور بالحق میں بار تعدیہ کی ہے۔ اور مثل سے مراد سوال اور شبہ ہے اور حق سے مراد جواب حق یعنی کفار جو شبہ کریں تو اس کا جواب ہم بتلا دیتے ہیں اور الذین یحشرون علی وجوھھم سے تخویف بیان کی گئی۔ اور ولقد اٰتینا موسی الکتاب وجعلنا معہ سے لے کر کلا تبرنا تتبیرا تک دلیل نقلی بیان کی گئی اور چار انبیاء کے قوموں کا ہلاک ہونا ذکر کیا گیا۔ اور غرض تخویف ہے اور دلیل نقلی واسطے مدعا کے ہے اگرچہ اس دلیل میں مدعا کا ذکر تو نہیں آیا لیکن جب کے ابتدا میں تبارک سے دعوی ذکر کیا گیا۔ لہٰذا اب دلائل خواہ عقلیہ ہوں خواہ نقلیہ اس دعوی کے منطبق ہونگے درمیان میں دلیل نقلی ذکر کرکے پھر اس کے بعد ولقد اتوا علی القریۃ سے کفار مکہ کے متعلق کلام لائی گئی جیسا کہ دلیل نقلی سے پہلے بھی انکے متعلق کلام تھی حاصل یہ ہے کہ یہ کفار مکہ باوجود اسبات کے کہ ہلاک شدہ اقوام کے شہر بھی دیکھتے ہیں پھر بھی عبرت نہیں پکڑتے پھر بل کانوا لا یرجون نشورا سے کہا گیا کہ نہ خیال کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کو اعتقاد نشور نہیں۔ لا یرجون اسے لا یعتقدون اور اذا رأوک ان یتخذونک الا ھزوا سے لے کر ان صبرنا علیھا تک شکوہ بیان کیا گیا یعنی آپ کے ساتھ استہزا کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اھذا الذی بعث اللہ رسولا اور سوف یعلمون حین یرون سے تخویف دی گئی اور ارءیت من اتخذ الٰھہ ھواہ سے لیکر بل ھم اضل سبیلا تک یہ بیان کیا گیا کہ یہ کفار اپنی خواہش کے مطابق چلتے ہیں کہ اصنام کو اپنے خواہش سے الٰھہ بناتے ہیں۔ اور اب الم ترا الی ربک کیف مد الظل سے لے کر وکان ربک قدیرا تک دلائل عقلی خمسہ واسطے مدعا سابق کے بیان کی گئیں۔ (۱) دلیل اول الم تر الی ربک سے لے کر الینا قبضا یسیرا تک ہے یعنی سایہ شمس کے چڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ اور سورج کے اوپر آنے سے کم ہوا جاتا ہے۔ یہی قبضا یسیرا سے مراد ہے اور دلیل دوسری وھو الذی جعل لکم اللیل (۳) وھو الذی ارسل الریاح سے (۴) وھو الذی مرج البحرین سے اور (۵) وھو الذی

خلق من الماء سے اور ہر ایک کا آپس میں ربط ظاہر ہے۔ اور درمیان میں وَلَقَدْ صَرَّفْنَا بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا سے شکوہ کفار کا بیان کیا گیا ہے یعنی ان کو بیان گوناگوں کیا گیا۔ اور بالتفصیل دلائل و شکوے بتلائے گئے باوجود سباق کے پھر بھی انکار کرتے ہیں۔ اناسی جمع انسی جیسے کراسی جمع کرسی اور اناسی جمع انسان کی نہیں ہے۔ ورنہ اناس آتا۔ وجاهدهم به اے بالقرآن هذا عذب فرات یعنی میٹھا جلدی جانے والا وهذا ملح اجاج یعنی کڑوا گلا بند کرنے والا۔ حجرا محجورا حاجر مضبوط۔ اور مجور تاکید ہے دلائل بیان کرنے کی بعد لیعبدون من دون الله ما لا ینفعهم ولا یضرهم سے شکوہ کیا گیا کہ یہ کفار اتنے دلائل کے بعد بھی بت پرستی کرتے ہیں۔ وكان الكافر على ربه ظهيرا علی ربہ میں تضمین ہوگی یا تو علی بمعنی الی ہوگا یہ بھی ایک طریقہ تضمین کا ہے یا بمعنی حال کو نہ عالیا علی المخالفة اور ظہیر کا معنی پیٹھ پھیرنے والا۔ اور وما ارسلناك الا بشيرا ونذيرا سے جواب سوال مقدر کا دیا گیا کہ کفار کہتے تھے اگر ہم کو کوئی معجزہ دکھلاؤ تو ہم مان لیں گے تو جواب دیا گیا کہ رسول تو محض بشیر اور نذیر ہے معجزات اللہ کے قبضے میں ہیں۔ وتوكل على الحي الذي لا يموت سے کہا گیا کہ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہے کفار سے تکلیف دینے پر صبر کرو توکل کرو اور كفى بذنوب عباده خبيرا سے کر فسئل به خبيرا تک تخویف مع الدلیل للدعوی السابق کے یعنی یہ تو تکلیف وغیرہ دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں سے خبردار کافی ہے اور الرحمن اے ہو الرحمن۔ فسئل به خبيرا بار زائدہ ہے۔ واذا قيل لهم اسجدوا سے شکوہ کیا گیا پھر تبارک الذی سے کر اوارادشکورا تک اعادہ دعوی سابق کا مع الدلیلین کیا گیا جعل الليل والنهار خلفة اے خلیفہ لمن اراد ان يذكر اے یتدبر فی تغیرہما واختلافہما اس جگہ تک تو بحث تھی کہ دنیا میں برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہے اب عباد الرحمن الذين يمشون سے لیکر مستقرا ومقاما تک یہ بحث ہے کہ آخرت میں بھی برکات دہندہ وہی ہے اور وہی رحمت کنندہ ہے۔ تمام کا حاصل یہ ہے کہ یہ آٹھ قسم والے اللہ کے مقبول بندے ہیں اپنے اپنے درجے مطابق تمام کو درجات اور برکات دے گا اور ہر قسم الذین سے شروع کیا گیا ہے۔ اور تمام اقسام علی سبیل التنزل مذکور ہیں (۱) قسم اول الذين يمشون على الارض هونا یعنی نرمی کے ساتھ واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما یعنی کہتے ہیں کہ ہم دوسرے خیال میں ہیں ان باتوں سے ہم کو سلامت رہنے دو ہم تجھ کو کچھ نہیں کہتے یعنی ہر وقت اللہ سے دل کا تعلق رکھتے ہیں۔ قسم ثانی (۲) والذين يبيتون لربهم اور ثالث (۳) والذين يقولون ربنا اصرف عنا اور كان غراما سخت تھے (رابع) والذين اذا انفقوا لم يسرفوا ولم يقتروا یعنی خرچ کرنے میں توسط نگاہ رکھتے ہیں۔ وكان ذلك قواما یعنی حال ہونے اس کے کہ درمیان درمیان ہے (۵) والذين لا يدعون مع الله الها اخر سے اور يلق اثاما یعنی عذاب اور يضاعف له العذاب صفت ہے اثاما کی بمعنا ذلیل کیا ہوا۔ يبدل الله سيئاتهم یعنی انکے برے حسنات دیکر سیئات کو معاف کر دے گا فانه يتوب الى الله متابا مراد دنیا میں ہے یا آخرت میں بر تقدیر ثانی یہ بشارت ہوگی اور متابا سے مراد حسنات ہونگے (۶) الذين لا يشهدون الزور اے الشرك واذا مروا باللغو مروا كراما یعنی اہل شرک کے ساتھ گذرتے ہیں تو طبیعت کو متلوث بالشرک نہیں کرتے (۷) والذين اذا ذكروا بايات ربهم لم

یخروا علیہا صما وعمیانا یعنی سمجھنے کا خیال کرتے ہیں مراد ان سے کافر نہیں ہیں۔ کیونکہ کفر مراد لینا اولئک یجزون الغرفۃ بما صبروا سے منافی ہے والذین یقولون ربنا ہب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما سے دعائیں مانگ رہے ہیں واجعلنا للمتقین اماما اے واجعلنا تابعین للمتقین۔ حال کو نہم اماما یعنی پیشوا اولئک سب ترقے الغرفۃ بالاخانہ ویلقون فیہا تحیۃ وسلاما یعنی ڈالیں گے فرشتے تحیۃ اور سلام کو ان پر قل ما یعبؤ بکم ربی لولا دعاؤکم فقد کذبتم فسوف یکون لزاما سے تخویف دیگئی ہے کم بار تعدیتہ کی ہے ربی فاعل سے یعبؤ کا لولا دعاؤکم کی جزا لقد کم اللہ محذوف ہے۔ اور دعاؤکم میں مصدر مضاف طرف مفعول کے ہے اور فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور فسوف یکون میں یکون کا اسم جزاء التکذیب ہے یعنی آیت کا یہ ہے کہ کہدے یا محمد کہ نہیں پرواہ تمہاری میرے رب کو اگر بلا نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کا تم کو تو شتابی سے عذاب دیدیتا۔ جیسا کہ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا سے معلوم ہوتا ہے پس اب بلا بھی ہو چکا اور تم نے تکذیب بھی کر دی پس قریب ہے کہ جزاء تکذیب کی تم کو لازم ہو گی جنگ بدر میں (حاصل تقریر اور سورت کا یہ ہے) اول ربط ماقبل سے یہ ہے کہ اول یہ بحث تھی کہ وہی ہے پیدا کرنے والا اور تدبیر کرنے والا اور تخت بادشاہی پر بھی وہی ہے۔ ابتدا سے لے کر اس جگہ تک یہی مضمون تھا اس جگہ سے یہ بحث ہے کہ سب کچھ اس کا پیدا شدہ ہے۔ اور برکت دینے والا بھی وہی ہے یہ دعوی ابتداء تبارک سے ذکر کیا گیا اور اس کے پندرہ دلائل ذکر کئے جن میں سے ساتویں دلیل نقلی لائی گئی۔ اور اس کے بعد عباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ہونا سے یہ ثابت کیا گیا کہ آخرت میں بھی برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہے اور دعوی کا اعادہ مع دلیل جدید کے کیا گیا یہ تو خلاصہ اجمالی ہے تفصیل یہ ہے کہ پہلے اول ثلاثہ بیان کر کے واتخذوا من دون اللہ الخ سے شکوے کئے گئے اور ان کا جواب مع الدلیلین دیا گیا۔ قل انزلہ الذی سے۔ اس جگہ تک تو دعوی کے متعلق کلام لائی گئی بعد اس کے شبہات اربعہ بیان کئے جن کی وجہ سے رسالت اور دعوی کو نہ مانتے تھے اور ہر ایک شبے کے جواب کے بعد تخویف وغیرہ ذکر کی گئی۔ تین شبے تو قالوا مال ہذا الرسول سے ذکر کر کے فانظر کیف ضربوا لک الامثال سے زجر کی گئی۔ اور بعد تبارک الذی سے جوابات علی سبیل اللف والنشر الغیر المرتب ذکر کئے گئے اور شبہ ثالث کا جواب مع اعادہ الدعوی مع الدلیل الجدید تبارک الذی ان شاء سے کیا گیا اور بل کذبوا بالساعۃ سے تخویف کی گئی مع بشارت کے اور پھر وما ارسلنا قبلک سے شبہ اول کا جواب دیا گیا اور ساتھ ہی تخویف دی گئی۔ اور وقال الذین لا یرجون لقاءنا سے اعادہ شبہ ثانی کا واسطے بیان کرنے ایک شق علیحدہ کی سمیت جواب اور تخویف اور بشارت کے کیا گیا۔ پھر کذلک جعلنا لکل نبی عدوا کو شبہات ثلاثہ کے متعلق کہا گیا کہ ماننے کی بجائے سوال کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مجرم ہمیشہ رسولوں کی دشمن ہوتے ہیں پھر بعد اس کے قال الذین کفروا لولا نزل علیہ سے شبہ رابع مع جواب و تخویف ذکر کیا گیا۔ اور اس کے بعد ولقد اتینا موسی الکتاب دلیل نقلی ہے دعوی سابق کے لئے پھر بعد اس کے واذا رأوک ان یتخذونک سے شکوہ کر کے الم تر الی ربک کیف مد الظل سے دلائل عقلیہ دعوی سابق

کے واسطے ذکر کئے گئے۔ اور بعد اس کے یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سے شکوہ کیا گیا اور بعد میں تخویف اور اعادہ دعوی کا مع دلیل جدید کے ذکر کیا گیا۔ اور عِبَادُ الرَّحْمٰنِ یَمْشُوْنَ سے قسم ثامن ذکر کیا گیا کہ ان پر آخرت میں اللہ تعالیٰ رحمت کرے گا۔ اور آخر میں قُلْ مَا یَعْبَؤُا سے تخویف دیگیٔ (خلاصہ اجمالی سب کا) دعوی اول کے متعلق دلائل پندرہ ذکر کئے گئے اور اعادہ دعوی دو دفعہ کیا گیا۔ اور چار شبہات ذکر کئے جن کی وجہ سے دعوی اور رسالت کو نہ مانتے تھے پہلے شبہات ثلاثہ کے جوابات مع التخویف علی سبیل اللف والنشر الغیر المرتب ذکر کئے گئے اور ان کے بعد شبہ رابع کا ذکر مع جواب اور تخویف کے ذکر کیا گیا۔ یہ تو تمام بحث واسطے ثبوت برکات دینے اللہ تعالیٰ کے دنیا میں تھی۔ اور اس کے بعد عِبَادُ الرَّحْمٰنِ یَمْشُوْنَ سے ذکر کیا گیا کہ آخرت میں بھی برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہوگا۔ فقط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَۃُ الشُّعَرَاءِ مکیۃ

اس سورت کا ربط ماقبل سے ایک وجہ سے یہ ہے کہ سورت فرقان میں دعوی نفی برکت والا ثابت کیا گیا۔ آخر میں قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لوگوں سے کہا گیا کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے بلا لیا ہے طرف اس مدعا کے لیکن تم نے نہیں مانا۔ پس تم کو عذاب جنگ بدر میں لازم ہوگا۔ اب یہی تخویف سورت شعرا کے ابتدا میں وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِکْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا کَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِیْنَ فَقَدْ کَذَّبُوْا فَسَیَاْتِیْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا کَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ سے ذکر کی گئی کیونکہ اس میں مراد ذکر اور بہ یَسْتَهْزِءُوْنَ سے دعوی تبارک والا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جب سورت فرقان سے یہ ثابت ہوگیا کہ اب تم پر یہ دعوی نہ ماننے سے عذاب آئے گا تو ایک دلیل عقلی اور باقی دلائل نقلیہ بیان کی جائیں گے اور ہر ایک کے بعد اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً وَمَا کَانَ اَکْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّ رَبَّکَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ کہا جائے گا۔ یعنی ہر ایک علیحدہ علیحدہ دلیل واسطے دعوی تبارک کافی ہے اور یہ کفار ایمان نہیں لاتے اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دے سکتا ہے جیسا کہ ان اقوام مذکورہ کو دیا تھا اسی دعوی کے نہ ماننے سے لیکن رحیم ہے کہ اب تک تم کو اس نے عذاب نہیں دیا۔ پس شعرا کا خلاصہ یہ ہوا کہ انکو وقائع بتلاؤ۔ تاکہ ظلمات سے نور کی طرف نکلیں۔ اور یہ بھی ان کو کہدے کہ اللہ تعالیٰ عذاب بھی دے سکتا ہے (حاصل یہ ہے) تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ تو طیہ تمہید ہے۔ اور الکتاب المبین سے بتلایا گیا کہ اس سورت میں اکثر دلائل نقلیہ بیان ہونگے لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ سے لے کر فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِیْنَ تک یہ کہا گیا کہ کچھ دلائل سورت فرقان میں بیان ہو چکے ہیں یہ تو آیات ہیں کتاب مبین کی پس اگر یہ کفار اتنے دلائل کے بعد تیری بات نہ مانیں تو آپ اپنے نفس مبارک کو غم میں نہ ڈال۔ غرض تبلیغ تھی وہ تو ہوگئی ہے اور جبر سے تسلیم کرانا مطلوب نہیں۔ اگر جبری ایمان مطلوب ہوتا تو ہم ایک نشانی آسمان سے نازل کرتے تو جلدی سے عاجز ہو کر مان لیتے۔ پھر مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِکْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا کَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِیْنَ سے شکوہ کر کے فَقَدْ کَذَّبُوْا فَسَیَاْتِیْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا کَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ

سے تخویف دی گئی اور الم یروا الی الارض کم انبتنا فیہا من کل زوج کریم سے دلیل عقلی لائے گی کہ جو تبارک والے دعوی کے ساتھ متعلق ہے یعنی یہ دعوی تو ظاہر ہے آیا نہیں دیکھتے کہ ہم نے ہر ایک جنس سے کیسے اچھے قسم پیدا کئے ہیں۔ پھر ساتھ ہے ان فی ذالک لآیۃ وما کان اکثرھم مؤمنین ۔ وان ربک لھو العزیز الرحیم سے کہا کہ دلائل تو بہت ظاہر ہیں۔ لاکن یہی ایک دلیل کافی ہے واسطے ثبوت مدعا کے اور یہ کفار نہیں مانتے۔ اللہ تعالی غالب ہو عذاب دے سکتا ہے۔ لیکن رحیم ہونے کی وجہ سے ابھی تک نہیں دیتا۔ پس معلوم ہو گیا کہ ان ربک لھو العزیز الرحیم کا ربط وما کان اکثرھم مؤمنین کے ساتھ ظاہر ہو سکتا ہے۔ دلیل عقلی کے بعد سات دلائل نقلیہ بیان ہونگے۔ اور جس طرح دلیل عقلی کے بعد ان فی ذالک لآیۃ کہا گیا۔ اس طرح پر ایک دلیل نقلی ہے بعد پھر کہا جائے گا۔ اور غرض صرف یہ ہے کہ کفار تو نہیں مانتے اللہ تعالی عذاب دے سکتا ہے کیونکہ عزیز ہے۔ لیکن رحیم ہونے کی وجہ سے ابھی تک نہیں دیا پس اس ربط بموجب ہر ایک دلیل نقلی مستقل ہو گی جیسا کہ دلیل عقلی مستقل تھی۔ اذ نادی ربک موسی ان ائت القوم الظالمین قوم فرعون الا یتقون سے لے کر ان فی ذالک لآیۃ تک دلیل نقلی اول ذکر کی گئی۔ غرض ان دو امور ثابت کرنے کی ہے۔ ایک تو یہ کہ دیکھو موسی نے بھی وما رب العلمین کے جواب میں رب السموت والارض وما بینھما ورب المشرق والمغرب ہی کہا اور دوسرا امر یہ ہے کہ دیکھو اس دعوی کو فرعون اور اس کی قوم نے نہ تسلیم کیا۔ تو اللہ تعالی نے ماننے والوں کو نجات دی اور نہ ماننے والوں کو ہلاک کیا۔ وانجینا موسی ومن معہ اجمعین ثم اغرقنا الآخرین (معانی الفاظ) ولھم علی ذنب اے حق ولیدا اسے چھوٹا سا۔ وانا من الضالین نہ سمجھنے والا فوھب لی ربی حکما اے الدلیل النقلی ان عبدت بنی اسرائیل ان عبدت کا سبب ہے ماقبل کے واسطے یعنی واسطے غلام بنانے کے تو نے ہماری پرورش کی ہے اور تیرا کوئی احسان نہیں ہے مفسرین نے ایک یہ معنی بھی کیا ہے۔ رب السموت والارض یعنی خاص کر پیدائش اور بقاء میں محتاج ہیں طرف اللہ تعالی کے اور شل دیگر مصنوعات کے نہیں ہیں۔ کیونکہ ان میں تمار نہیں ہوتی اور تائید اس کی دمن آیتہ ان تقوم السماء والارض بامرہ (زم) الھاغیری یعنی حاکم نہ حقیقی خدا مراد ہے کیونکہ فرعون دہری تھا لاضیر نہیں پرواہ وانھم لنا لغائظون یعنی غصہ میں لانے والے فاوحینا الی موسی ان اضرب اس سے معلوم ہوا کہ موسی کے قبضے میں کچھ نہ تھا۔ بلکہ یہ معجزہ بتلانے کے واسطے اللہ تعالی نے وحی کی فانفلق پس پھٹ گیا دریا ہو گیا مثل پہاڑ عظیم کے واز لفنا ثم الآخرین یعنی نزدیک لے آئے اسجگہ پچھلے لوگوں کو اور واتل علیھم نبا ابراھیم سے لے کر ان فی ذالک لآیۃ تک دوسری دلیل نقلی لائے گی ہے اسمیں تخویف مطلوب نہیں ہے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کی قوم پر عذاب نہ ماننے دعوی کے سبب سے نہ آیا تھا۔ اگرچہ یوم لا ینفع مال ولا بنون سے تخویف معلوم ہوتی ہے لیکن یہ کلام ابراہیم علیہ السلام کی نہیں ہے بلکہ ادخال الٰہی ہے بلکہ غرض یہ ہے کہ دیکھو یہی مدعا ابراہیم نے بھی اپنی قوم کو کہا تھا فانھم عدو لی الا رب العلمین الذی خلقنی فھو یھدین والذی اگر یہ تخویف نہ تھی تو ان ربک لھو العزیز الرحیم کو اس دلیل میں ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان فی ذالک لآیۃ وما کان اکثرھم مؤمنین یعنی یہ دلیل نقلی ہے صداقت کے واجعل لی لسان صدق فی الآخرین مراد

لسان صدق ہی کلمہ صادق یعنی دعوی توحید اور مراد نبوت ہی یعنی میری اولاد میں نبوت چلی آوے تائید اس کی وجعلها کلمة باقية في عقبه لعلهم يرجعون (زخرف) اس کے بعد دلیل ثالث ورابع۔ وخامس وسادس وسابع میں ایک تو یہ بتانے کی غرض ہے کہ دیکھو سب انبیاء اپنی قوم کو اس دعوی کے ساتھ تبلیغ کرتے رہے ربط ان ربک لهو العزيز الرحيم کا ظاہر ہے۔ (معانی) وما كانوا يعلمون یعنی باطن کا حال معلوم نہیں ہے مثل ربیع ایہ یعنی ساتھ ہر جگہ اونچی کے منارة تتخذون مصانع یعنی عالی شان مکانات بطشتم یعنی پکڑتے موجبارین حال ہے الا خلق الاولین یعنی عادۃ اولیں کی اتترکون فيما ههنا امنين ما موصولہ ہے اور یہنا صلہ ہے اور فی جنات وعیون بیان فیما ہہنا کا طلعها هضيم شے ان کے نرم فارهين استادگی ان انتم قوم عادون ای تعادون في نادیکم والمنكر۔ من القالين اے برا سمجھنے والے اوفوا الكيل یعنی ضرر نہ کرو۔ وزنوا بالقسطاس المستقيم معلوم ہوا کہ انکے میزان میں بھی کچھ نقصان تھا والجبلة الاولين اے مخلوقات۔ پھر دلائل نقلیہ بیان کرنے کے بعد وانه لتنزيل رب العلمين نزل به الروح الامين کو متعلق ما ياتيهم من ذكر من الرحمن کے لایا گیا۔ حاصل یہ ہے کہ یہ تو تکذیب اور استہزار کرتے ہیں حالانکہ یہ دعوی کتب سابقہ میں ہے کذلك سلكنه سے تخویف کرکے افبعذابنا يستعجلون سے زجر کی گئی ہے۔ بعد میں فلا تدع مع الله الها اخر فتكون من المعذبين سے ثمرہ نکالا گیا یعنی جب برکات دہندہ ایک ہے تو اسی کو پکارنا چاہئے پھر اسی طرح تعلیم دی گئی نبی علیہ السلام کو وتقلبك في الساجدين تک اور پھر هل انبئكم على من تنزل الشيطان سے کر متعلق وانه لتنزيل رب العلمين کے لایا گیا یعنی کفار کو وانه تنزيل رب العلمين پر دوشبے تھے یا انکے یہ دو خیال تھے خلاف اس کے ان کو رد کیا گیا۔ اول تو یہ ہے کہ جن خبریں بتلاتے ہیں تو اس کا جواب دیا گیا هل انبئكم سے حاصل یہ ہے کہ جن تو کاذب اور گنہگار شخص پر نازل ہوتے ہیں اور اکثر انکے مضمون کاذب ہوتے ہیں بخلاف حضور صلعم۔ اور دوسرا شبہ یہ ہے کہ یہ شاعر ہی اور کلام اسکی شعر کی کلام کے مانند ہے تو اس کا جواب والشعراء يتبعهم الغاوون سے دیا گیا یعنی اس آیت کا یہ ہے کہ شعراء کے تابع غاوون لوگ ہوتے ہیں یعنی جس طرح شعراء شعر بناتے ہیں اسی طرح وہ بھی بناتے ہیں پس حاصل یہ ہوا کہ شعراء لوگ غاوی ہوتے ہیں۔ تو الا الذين امنوا سے استثناء کرکے کہا گیا کہ یہ لوگ غاوی نہیں ہوتے اور اس حاصل کی تائید الم تر انهم في كل واد يهيمون سے ہے یعنی شعراء لوگ غاوی ہونے کی وجہ سے ہر وادی میں ہائم ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مولینا جامی نظامی کی کلام سے ثابت ہوتا ہے ؎ زسم ستوراں دراں پہن دشت زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت (سکندر)

؎ زلیخا ع سرنیش کوہ اما سیم سادہ ؎

وانهم يقولون ما لا يفعلون۔ جیسا میری جان لیا رہتے آئی۔ (معانی وغیرہ) فيقولوا هل نحن منظرون افبعذابنا يستعجلون فيقولوا کا مقولہ قول محض هل نحن منظرون ہے۔ اور افبعذابنا علیحدہ ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے عطف وتقلبك في الساجدين کا تقوم پر ہے۔ اور مراد ساجدین سے مومنین ہیں۔ يلقون السمع یعنی سنے آتے ہیں سنی باتوں کو منقلب اے حال (حاصل سورت کا یہ ہے) اول ہیں تلك ايات الكتاب المبين لعلك باخع نفسك سے سورت فرقان کے متعلق فرمایا گیا کہ تو آیات بین

اور نہیں مانتے۔ تم کو تبلیغ کرنی ضروری تھی سو تو نے کر دی ہے اب تم نہ کرو اور مَا يَأْتِيهِمْ (۱) شکوہ اور تخویف جو کہ متعلق سورۃ فرقان کے تھا بیان کیے۔ پھر اس کے بعد اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ سے ایک دلیل عقلی اور سات دلائل نقلیہ بیان ہوئیں اور یہ بھی ثابت کیا گیا کہ برکات دہندہ وہی ہے اور نہ ماننے والوں کو عذاب بھی دیتا ہے۔ اور پھر وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نزل بہ کو مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ کے متعلق لایا گیا کہ یہ تو استہزا کرتے ہیں حالانکہ یہ تو برکات دہندہ کی طرف سے جبرائیل نے لائی ہے اور پھر تخویف اور زجر و غیرہ کر کے فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ سے ثمرہ بیان کیا گیا بعد ثبوت مدعا تبارک کے۔ اور آخر میں هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ دو شبہے جن کی وجہ سے اِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کو کفار نہ مانتے تھے زائل کیے گئے۔ پس معلوم ہوا کہ اس درت اور سورت فرقان دعوٰی تَبَارَكَ والے کو نہایت تفصیل سے ثابت کیا گیا۔ فقط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ النمل مکیۃ

اس سورت کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ سورۃ فرقان اور شعراء میں یہ ثابت کیا گیا کہ برکات دہندہ ایک اللہ ہے۔ اور ہر شے میں برکت وہ ڈال سکتا ہے جس کو ہر شے کا علم ہو۔ لہذا اس سورت میں یہ ثابت کیا گیا کہ عالم الغیب و عالم الکل فقط وہی ہے۔ پس جب دونوں دعوے ثابت ہو گئے تو اس کے بعد یہ ثابت کیا جائے گا کہ جس وقت برکات دہندہ اور عالم ہر شی کا وہی ہوا تو اسی کی عبادت کرنی چاہیے اور قضائے حاجات میں اسی کو پکارنا چاہیے جیسا کہ لوط اور صالح علیہما السلام اپنی قوم کو اسی امر کی طرف تبلیغ کرتے تھے (اور اجمالی خلاصہ سورت کا یہ ہے) کہ عالم الغیب فقط اللہ تعالیٰ ہے لہذا اسی کی عبادت کرنی چاہیے اور رسولوں کا کمال یہ ہے کہ عذاب سے سلامت رہیں طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ سے توطیہ تمہید ہے۔ اور اولا جو امور اس درت سورت میں ہونگے وہ اجمالا بتلائے گئے ہیں (۱) اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ سے اشارہ کیا گیا ہے کہ اس درت میں بعض مضامین ایسے ہونگے جو کہ کتب سابقہ میں نہیں ہیں۔ جیسا کہ قاعدہ اکثریہ ہے۔ اور یہ مبنی اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ سے معلوم ہوتا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ سے یہ اشارہ کیا گیا کہ اس میں ہدایت یعنی توحید اور بشارت واسطے مومنین کے جو کہ موصوف بالذین الخ اوصاف کے ہوگا دیا جائے گی۔ یہی خلاصہ اور غرض ہوگی ان چار قصوں سے۔ اور اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ سے لے کر هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ تک تخویف واسطے کفار کے بیان کی گئی اور اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ سے ترغیب طرف تسلیم کرنے کی یعنی قول تو منزل مِنَ الْحَكِيْمِ الْعَلِيْمِ سے ہے اور یہ قرآن رسول اللہ صلعم کو اسی نے سکھایا ہے لہذا اس کو ضرور تسلیم کرنا چاہیے۔ اس کے بعد چار قصے بیان کیے گئے ہیں۔ اول دونوں میں دعوٰی عالم الغیب ہونے کا ثابت کیا گیا ہے اور اخیروں میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ رسولوں کا کمال ہلاک کر دینا نہیں بلکہ حق تعالیٰ کفار کو ہلاک کرتا ہے اور رسولوں کو سلامت رکھتا ہے

پہلا قصہ موسیٰ علیہ السلام اذ قال موسیٰ لاھلہ سے لے کر فانظر کیف کان عاقبۃ المفسدین تک ذکر کیا گیا اور مردود امر ثابت کئے گئے اولاً تو مومنین کو ہدایت کی گئی فلما رآھا تھتز کانھا جان ولی مدبرا ولم یعقب یموسیٰ لا تخف سے کہ باوجود اتنا بڑا اولوالعزم رسولوں میں سے موسیٰ رسول تھا اس کو اتنا نامعلوم ہوا کہ یہ سانپ مجھے ضرر نہ دے گا تو خوف کی وجہ سے بھاگنے لگا۔ اور پیچھے نہ دیکھا۔ پس معلوم ہوا کہ ہر شئے اور ہر امر کو جاننا خاصہ اللہ کا ہے۔ اور یہ تو ہدایت کی گئی مومنوں کو۔ اور مومنوں کو بشارت بھی دی گئی۔ فی تسع آیات الی فرعون سے لے کر فانظر کیف کان عاقبۃ المفسدین تک اے ارسلناھا فی تسع آیات یعنی موسیٰ کو فرعون کی طرف بھیجا گیا۔ اور اس نے اس کے ساتھ ظلم کیا تو اس کو ہلاک کیا گیا۔ معلوم ہوا کہ مومنوں کے دشمنوں کو ہلاک کیا جاتا ہے یہ بشارت ہوئی (معانی) انی انست نارا یعنی میں نے دیکھی ہے آگ بشہاب قبس اے ذی شہاب یعنی شہاب درخش آتش یعنی انگارہ جلایا ہوا۔ سبحان اللہ رب العلمین اے اقول سبحان اللہ رب العلمین۔ الا من ظلم ثم بدل حسنا بعد سوء فانی غفور رحیم۔ لا یخاف کا معنی لا یتفرر ہوگا بقرینہ ماقبل کے اور الا من ظلم میں الا یا تو بمعنی لاکن کے ہوگا اور یا بمعنی بل کے ہوگا اور بر تقدیر ثانی واسطے ترقی کے ہوگا۔ اور بدل کا معنی تاب ہے۔ اور حاصل معنی کا یہ ہوگا کہ اے موسیٰ میں کسی پر ظلم نہیں کرتا جو کہ سبب خوف کا ہے تاکہ مجھ سے کوئی بھاگے بلکہ اگر کوئی خود ظلم کرکے پھر بھی توبہ کرے تو بوجہ غفور رحیم ہونے کے میں بخش دیتا ہوں۔ اور رحم کرتا ہوں۔ فی تسع آیات ان نو میں سے دو ماقبل واد خل یدک فی جیبک سے مذکور ہیں من غیر سوء اے من غیر علۃ وجحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم ظلما متعلق جحدوا بھا کے ساتھ اور واستیقنتھا جملہ حالیہ ہے۔ اور دوسرا قصہ ولقد اتینا داود وسلیمان علما سے لے کر واسلمت مع سلیمان للہ رب العلمین تک ذکر کیا گیا کہ دیکھو سلیمان علیہ السلام بھی اولوالعزم رسولوں میں سے تھا اور اس پر اتنا فضل الٰہی تھا بعت بار عالم ہونے کے اور بادشاہی کے جیسا کہ یا ایھا الناس علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شئ اے شئے ضروری اور وحشر لسلیمان جنودہ من الجن والانس والطیر فھم یوزعون اور یا ایھا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ وھم لا یشعرون۔ فتبسم ضاحکا من قولھا از باوجود اتنے عالم ہونے کے اس کو ہدہد کے غائب ہونے کا علم نہ ہوا جیسا کہ کہا گیا فقال مالی لا اری الھدھد ام کان من الغائبین سے اور بعد زائل ہونے شک کے کہنے لگا۔ لاعذبنہ عذابا شدیدا اور لاذبحنہ او لیاتینی بسلطان مبین اور یہ دوسری آیت قال سننظر اصدقت ام کنت من الکاذبین دال ہے تمام علم کے نہ ہونے پر پس معلوم ہوا کہ عالم الغیب فقط اللہ تعالیٰ ہے۔ لہذا مومنین کو عقیدہ رکھنا چاہیے۔ یہ تو ہدایت ہوئی اور باوجود اتنے بڑے بادشاہ ہونے کے قال یا ایھا الملؤا ایکم یاتینی بعرشھا اور خود بخود لانے پر قادر نہ تھا یہ بھی ہدایت ہے (معانی) منطق الطیر بولی پرندوں کی الفضل المبین المبین بمعنی لازمی ومتعدی دونوں کے آتا ہے فھم یوزعون تقسیم کئے جاتے تھے نمبردار (از شاہ عبدالقادر) یعنی ہر لشکر کے واسطے ایک سردار مقرر کیا جاتا تھا لا یحطمنکم سلیمان نہ مارڈالے تم کو لشکر سلیمان کا اور خاص لفظ سلیمان کا مراد نہیں ہے

کیونکہ نمل کو خاص علم سلیمان کا نہ تھا بلکہ* لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ - حَتّٰی اِذَا اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ یعنی القصہ پہنچ گئی نوبت علم اس کی اس جگہ تک کہ حقتعالیٰ نے اس کو آواز نمل کی سنا دی اور سمجھا دی پس کہا سلیمان نے اور زِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ عطا کر تو مجھ کو اور اِنِ اشکرُ بیان ہے وَتَفَقَّدَ الطَّیْرَ یعنی جستجو کی طیر کی مَکُثَ غَیْرَ بَعِیْدٍ یعنی تھوڑے دن وَاُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اے من کل شی ضروری یخرج الخبأ اے پوشیدہ شے اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ یہی صرف خط تھا معنی یہ ہے کہ خط سلیمان کی طرف سے ہے اور مضمون اس کا یہ ہے۔ اِسْتَعِیْنُوْا بِسْمِ اللّٰهِ خَاصَّةً وَلَا تُشْرِکُوْا یعنی جنات کی عبادت کو چھوڑو۔ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ میں ضمیر شان کی ہے مَا کُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا انہیں ہوں میں پکانے والی کسے امر کی تاکہ صلاح کرو تم کَذٰلِکَ یَفْعَلُوْنَ یعنی یہی ہے عادت ان کی۔ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِیَّتِکُمْ تَفْرَحُوْنَ یعنی میں ان ہدیوں کے ساتھ خوش نہیں ہوتا۔ ایمان لاؤ لَا قِبَلَ لَهُمْ اے لا طاقة قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ یعنی ہمت والا عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ مراد جبریل ہے یا کوئی اور مراد ہے نَکِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا یعنی اس کو نہ بتاؤ کہ تیرا عرش ہے۔ قَالَتْ کَاَنَّهٗ هُوَ اے انہ ہو۔ اُوْتِیْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا اے اوتینا العلم من قبل ہذہ المعجزة وَصَدَّهَا اور منع کیا سلیمان علیہ السلام نے اس کو قیل لها ادخلی الصرح یعنی نازی کو اور وجہ دکھانے کی یہ تھی کہ اس کو معلوم ہو جائے کہ اس کی بادشاہی مجھ سے زیادہ ہے: اور باقی کلام والا قصہ غلط ہے مُمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِیْرَ یعنی ملمع کی ہوئی شیشے سے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ سے لیکر وَکَانُوْا یَعْقِلُوْنَ تک تیسرا قصہ ذکر کیا گیا ہے کہ دیکھو صالح علیہ السلام بھی اپنی قوم کو اعبدوا اللہ کے ساتھ تبلیغ کرتا انہوں نے: مانا ان کو ہلاک کیا گیا۔ اور صالح علیہ السلام اور اس کے فرمانبرداروں کو نجات دی گئی۔ جیسا کہ کہا اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِیْنَ وَاَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ۔ اور اسی طرح قصہ چوتھا وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ سے لے کر فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ تک بتلایا گیا کہ لوط علیہ السلام اپنی قوم کو نہی افعال قبیحہ و امر عبادت اللہ کا کرتا رہا۔ نہ ماننے والوں کو ہلاک کیا گیا۔ اور لوط علیہ السلام اور اس کے فرماں برداروں کو نجات دی گئی کما قال۔ فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ اِلَّا امْرَاَتَهٗ وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ۔ اور غرض دونوں سے یہ ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کرنی چاہیے یعنی اپنی حاجتوں کے پورا کرنے کے لئے اسی کو پکارنا چاہیے نہ غیر کو کیونکہ غیر قضاء حاجات پر قادر نہیں۔ ہاں البتہ اپنے نیک بندوں اور رسولوں کو عذاب سے بچا لیتا ہے پیغمبروں کو قتل کرتے تھے حق تعالیٰ نے سلامت رکھا تو فاعل حق تعالیٰ ہوا۔ اَللّٰهُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِکُوْنَ بھی مرتب ہو جائے گا۔ اور قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ سے ثمرہ چار قصوں کا علی سبیل اللف والنشر الغیر المرتب نکالا گیا۔ پہلے قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَللّٰهُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِکُوْنَ سے اخیر دو قصوں کا ثمرہ نکالا گیا۔ یعنی کہدے اے محمد کہ ان خیر دو قصوں سے معلوم ہو گیا کہ سب کچھ کرنے والا اللہ ہی ہے تو سب محامد اسی کے واسطے ہوں گے۔ اور اسی کو پکارنا چاہیے۔ اور باقی یہ ہے اللہ کے مقبول آدمی عذاب سے سلامت ہوتے ہیں اور کوئی رسول اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں یہ خطاب کفار کو ہے کیونکہ وہ ان کی صورتیں بنا کر طلب دعا کرتے تھے۔ اس کے بعد قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَکُمْ

* لا یحطمنکم ہذا آتی وہ نبی اواخ سلیمان تھا۔ لہذا کہا گیا

اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ تک تنویر اور وضاحت کی گئی۔ دلائل خمسہ کے ساتھ اَللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ کی اور ہر ایک دلیل کے ساتھ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ کہا گیا جس طرح واعظین کا طریقہ ہوتا ہے کہ ایک مسئلہ بیان کرکے اس کا ثبوت مسئلہ اور ادلہ سے کرکے ہر ایک مثال کے بعد کہتے ہیں کہ اے لوگو ابھی تم کو کوئی شک ہے اسی طرح باری تعالیٰ نے ہر ایک کے ساتھ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ کہا یعنی یہ امور مذکورہ فی القرآن دوسرا کوئی نہیں کرسکتا جب کوئی نہیں کرسکتا تو شریک بھی کوئی نہیں۔ اور ادلہ ثلثہ میں بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُوْنَ وَبَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ وَقَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ سے نفی الٰہ مع اللہ کی گئی۔ اور دلیل رابع میں صرف تَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ کہا گیا اور دلیل خامس جو کہ سب سے اخیر تھی اس میں قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ کہا گیا یعنی ہم تو اپنے مدعا کے واسطے دلائل واضحہ بیان کرچکے ہیں اگر اب بھی نہیں مانتے ہو تو کوئی دلیل لاؤ۔ اور قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ سے خلاصہ دو اول قصوں کا نکالا گیا۔ یعنی قصہ موسیٰؑ اور سلیمانؑ سے صاف معلوم ہوگیا کہ عالم الغیب فقط اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے متعلق وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ فرمایا ادارک کا معنی حسن بصریؒ نے اضمحل کیا ہے اور مدارک نے نفی کیا ہے۔ اور اگر معنی اثبات الا کریں تو تہکم اور استہزا ہوگا۔ پس معنی بنا بر نفی کے یہ ہوگا کہ جائے شبہ تو نہیں ہے بلکہ نہیں پہنچا علم ان کا درمیان باب درحال آخرت کے۔ اور اثبات بموجب یہ ہوگا بھا آیا پہنچ گیا ہے علم ان کا درمیان حال آخرت کے۔ پھر بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا سے ترقی کرکے کہا گیا نہیں بلکہ ان کو تو قیامت ہونے میں بھی شک ہے۔ اور بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ سے ترقی کرکے کہا کہ کوئی شک نہیں ہے بلکہ بوجہ مہر جباریت کے یہ اندھے ہیں (نکتہ عقلی) قصص کا بیان تو ترتیب سے ہوا اور علی سبیل الترقی ہوا ہے۔ کیونکہ پہلے دو قصوں سے علت ثابت کی گئی اور دو آخروں سے معلول ثابت کیا ہے۔ اور نتیجہ میں ترتیب برعکس کی گئی ہے (معانی وغیرہ) لَمْ يَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ یعنی سیئہ کو مانگتے ہیں اور حسنہ کو نہیں مانگتے اس معنی کی تحقیق سورۃ رعد میں ہوگئی ہیں۔ تِسْعَةُ رَهْطٍ اے تسعۃ اشخاص قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ حال ہے ضمیر متکلم لَنُبَيِّتَنَّهٗ سے بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ یعنی جاہلانہ کام کرتے ہو۔ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ام بمعنی بل ہے۔ یعنی میں پہلی بات کو چھوڑتا ہوں اور یہ بات پوچھتا ہوں۔ حَدَآئِقَ باغ بہجۃ تازگی۔ مَا كَانَ لَكُمْ اے من جنسکم الذی ہو المخلوقیۃ سوا کان ملکا او انسانا او جنا۔ جیسا کہ سورت یٰسٓ اور بنی اسرائیل اور حجر میں بھی مراد من جنسکم ہے اور وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اظہر شکوہ ہے اور قل سیروا فی الارض سے تخویف ہے وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ سے شکوہ ہے وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَقْضِيْ

مَاتَكُنَّ سے تخویف یعنی سب کو جانتا ہے اور بموجب علم کے عذاب دے گا۔ پھر اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ سے لے کر اِنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ تک یہ کلام صداقت رسول کے واسطے لائی گئی کہ اخبار غیبی بیان کرنا صداقت پر دال ہے اور اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا سے دلیل عقلی کہ سب کچھ کرنے والا وہی ہے اور کرسکتا ہے وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ تخویف سے آخر میں اِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ سے وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ تک خلاصہ اور ثمرہ تمام کا نکالا گیا۔ (معانی وغیرہ) اَلَا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ یعنی یا تو کتاب میں لکھے جاتے ہیں اور یا لکھی ہوئی ہیں۔ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ یعنی عذاب کا وعدہ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً آگے بھی ایسے واقعہ بہت گذر چکے ہیں تُكَلِّمُهُمْ یبطلان الادیان سوی دین الاسلام۔ اور مراد دابہ سے کوئی خاص دابہ نہیں ہے اِنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ یہ تکلم دابہ کا سبب ہے عذاب کے آنے کا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ حَتّٰى اِذَا جَآءُوْهَا یعنی جو آگے پہنچ جائیں گے وہ بند کئے جائیں گے تاکہ پچھلے بھی پہنچ آئیں۔ اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ آیا بتلاؤ کیا کرتے تھے تم۔ فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ یعنی کوئی جواب نہ دے سکیں گے دَاخِرِيْنَ عاجز جامدۃ جمی ہوئی زمین میں صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ یعنی ریزہ ریزہ کرنا بھی اسی ذات کا کام ہے جس نے ہر شئے کو محکم کیا ہے۔ (حاصل تقریر و سورت کا) تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ سے توطیہ تمہید بتلا کر کہا کہ آگے جو بحث ہوگی وہ مومنین کے واسطے ہدایت اور بشارت بتلائی گئی۔ اول دو قصوں سے ثابت کیا کہ عالم الغیب فقط اللہ تعالیٰ ہے۔ اور سب کچھ کرنے والا بھی وہی ہے۔ اور یہ دعوی علت ہے واسطے دو قصوں اخیر کے کیونکہ ان سے یہ ثابت کیا گیا کہ لائق عبادت ایک اللہ تعالیٰ ہے اور رسولوں کا کمال عذاب الٰہی سے نجات پالینی ہے اس کے بعد ثمرہ قصائص اربعہ کا علی سبیل اللف والنشر الغیر المرتب نکالا گیا۔ کما قال قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ سے نکالا گیا ہے یعنی سب مجامد واسطے اللہ تعالیٰ کے ہیں اور مقبول بندوں کا کمال یہ ہے کہ عذاب امد سے بچ جاتے ہیں۔ کوئی شریک فی التصرف نہیں ہے۔ پھر اس امر کی تنویر اولہ خمسہ سے کی گئی۔ اور قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ سے اول دو قصوں کا ثمرہ نکالا گیا۔ اور اس کے بعد شکوہ اور تخویفات اور دلیل عقلی اور ثمرہ اور خلاصہ سورت کا بیان کیا گیا۔ خلاصہ جمیع ربط یہ ہوا کہ برکاست دہندہ ایک اللہ تعالیٰ ہے کیونکہ عالم الغیب وہی ہے۔ پس لائق عبادت بھی وہی ہے اور رسولوں کا کمال سلامت رہنا عذاب الٰہی سے ۱۱ فقط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ القصص مکیہ

اس سورۃ کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ اول میں یہ ثابت کیا گیا کہ برکات دہندہ اور عالم الغیب اور لائق عبادت کے سوائے خدائے تعالےٰ کے کوئی نہیں ہے اور یہ دعاوی کفار نہ مانتے تھے اور رسول صلعم کو ایذا دیتے تھے۔ اب اس سورۃ میں کہا گیا کہ اے رسول صلعم مت ڈرو حق کی تبلیغ میں مصائب آتے رہتے ہیں اور آخر الامر رسولوں کو نصرت ہوتی ہے دیکھو موسےٰ علیہ السلام نے ابتداء سے لے کر آخر تک کتنے مصائب اٹھائے اور تبلیغ کرتے رہے آخر الامر نصرت پائی اور باقی یہ ہے کہ تو رسول صادق ہے جیسا کہ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ سے ثابت کیا گیا۔ اور جو تیرا مدعی ہے وہ بھی ثابت ہو جائے گا جیسا کہ اِنَّ رَبَّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ سے ثابت کیا گیا ہے اور اس سورۃ کا ربط مابعد کے ساتھ یہ ہے کہ اس سورۃ میں تو رسول اللہ صلعم کو کہا گیا کہ مصائب پر تنگ نہ ہونا۔ تبلیغ میں مصائب آتی رہتی ہیں اور سورۃ العنکبوت میں مومنوں کو کہا گیا کہ تم بھی یہ خیال نہ کرو کہ تم پر مصائب نہ آئیں گے بلکہ ضرور آئیں گے (حاصل سورۃ) اول میں تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ سے توطیہ تمہید بیان کی کہ جو آگے آ رہی ہیں یہ آیات ہیں کتاب مبین کی ذرا خیال کر کے سننا اور پھر نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ سے لے کر وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ تک قصہ موسےٰ علیہ السلام کا بالتفصیل ذکر کیا گیا اور غرض یہ ہے کہ اے رسول صلعم دیکھو کہ موسےٰ علیہ السلام نے ابتدا سے انتہا تک کس قدر مصائب اٹھائیں۔ ابتدا میں دیکھو کہ اس کی والدہ کو کتنی تکلیف اٹھانی پڑی کہ اس کو وحی کی گئی کہ موسےٰ علیہ السلام کو دریا میں پھینک دو وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ الخ موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں ڈال دیا گیا یہ تو ابتدائی حالت ہوئی اور بالغ ہونے کے بعد ایک شخص کو گھونسے سے مار ڈالا تو اس کی وجہ سے ڈرنے لگا کہ بادشاہ کو خبر نہ ہو جائے ورنہ مجھ کو قتل کر دے گا اور اللہ تعالےٰ کی ذات پاک سے معافی مانگنے لگا قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ اور فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ آخر الامر جب خبر مل گئی کہ لوگوں کو خبر ہو گئی اور میرے قتل کرنے پر تیار ہیں تو اس جگہ سے بھاگ نکلا كَمَا قَالَ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ جب اس جگہ سے بھاگا تو مدین کی طرف چلا تو راستہ معلوم نہ تھا اور راستے میں جنگل تھا اور طعام کھانے کو بھی نہ تھا۔ پھر وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ الخ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ سے بیان کیا گیا اور مدین میں رہنا پڑا عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ سے بیان کیا گیا پھر آخر الامر طرف قوم فرعون اور فرعون کے بھیجا گیا۔ پھر انہوں نے کہا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى اور فرعون نے کہا۔ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ الغرض بیان کیا گیا کہ دیکھو کہ موسیٰ علیہ السلام نے کتنے مصائب اٹھائے **شعر**

آن بلاہا کہ شدہ با انبیاء ✦ ہیچکس ندہد نشاں در کربلا

اور اتنے مصائب کے بعد اللہ تعالےٰ نے نصرت دی اور فرعون اور اس کے تابعداروں کو غرق کیا گیا۔ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ

فِی الْاَمْرِ وَاتَّبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ سے معلوم ہوتا ہے حاصل یہ ہے کہ اے رسول صلعم جس طرح اول میں موسیٰ علیہ السلام کو تکالیف آئیں اور اپنی جگہ سے اُس کو نکلنا پڑا اور آخر الامر اس کو فتحیابی ہوئی اسی طرح آپ کو اگر ان کفار سے تکالیف اُٹھانی پڑیں اور اپنی جگہ سے نکلنا پڑا تم غم مت کرو آخر الامر فتحیابی ہوگی۔ اور اپنی جگہ لائے گا جیسا کہ آخر میں بشارت دی گئی ہے۔ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ کے ساتھ اور اس کے بعد وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰی بَصَآىِٕرَ لِلنَّاسِ وَهُدًی وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ کو تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ کے ساتھ متعلق کرکے لایا گیا۔ حاصل یہ ہے کہ یہ آیات کتاب مبین کی تجھ پر نازل کی گئی ہیں اسی طرح موسےٰ علیہ السلام پر بھی آیات نازل کی گئی ہیں اور اس کے بعد وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِیِّ سے لے کر لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ تک جملہ معترضہ لایا گیا اور غرض صداقت رسول صلعم کی بیان کرنی تھی۔ حاصل یہ ہے کہ تمام اُمور جو کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوئے ہیں وہ تمام رسول ءبیان کر رہے ہیں بسبب وحی نازل ہونے کے بتلا رہے ہیں اور باوجود اس [illegible] گزر گئی ہے ان اُمور سے اور ایک امر بھی ان سے خلاف واقعہ کے نہیں بتاتے پس معلوم ہوا کہ رسول صلعم صادق رسول ہیں۔ حاصل یہ ہوا کہ اس جگہ تک دو امر ثابت ہوئے اور ہر دو امر قصہ موسےٰ علیہ السلام سے ثابت ہوتے ہیں ایک تو مصائب بھی تبلیغ میں اُٹھانے پڑتے ہیں اور دوسرا تو رسول صادق ہے (معانی وغیرہ) یَسْتَضْعِفُ طَآىِٕفَةً مِّنْهُمْ ای یقھر یعنی ضعیف کر رکھا تھا یا سمجھتا تھا۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ ای طغیٰ فِی الْاَرْضِ مَا كَانُوْا یَحْذَرُوْنَ یعنی تاکہ غالب نہ ہو جائیں بنی اسرائیل کیونکہ نجومیوں نے فرعون کو خبر دی تھی۔ فَالْتَقَطَهٗ پس لے لیا۔ لِیَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا لام عاقبت کا ہے یعنی اُن کی غرض نہ تھی بلکہ آخر عدو انکلا بلا غرض ہو گیا۔ كَانُوْا خَاطِـِٕیْنَ ای لم یشعروا انہ الذی یذھب بہ ملکھم فرعالے صبر لَتُبْدِیْ بِهٖ یعنی ظاہر کر دیتی اور پھٹنے لگتی لِیَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ تاکہ ایمان پر پکی رہے کیونکہ پہلے بھی تو مومن تھے۔ قُصِّیْهِ یعنی پیچھے پیچھے چلی جا۔ فَاَبَوْنَ خیر خواہ اٰتَیْنَاهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ای عقلا وفھما یا علم سے مراد نبوت ہے تو اس وقت یہ آیت آخر ہوگی فَوَكَزَهٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْهِ پس گھونسا مارا اس کو موسےٰ علیہ السلام نے اور مار ڈالا فَغَفَرَ لَهٗ پس غفران کی موسےٰ علیہ السلام کو خبر ہو گئی بوجہ ولی ہونے کے پہلے نبوت سے بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ اس کے بعد لَاَظٰهِیْرًا ای نہ ذلیل کر مجھ کو محذوف ہے اور انعام سے یا تو مراد قتل کا غفران ہے یا یہ کہ مارنے کی خبر لوگوں میں مشہور نہ کی یَاْتَمِرُوْنَ صلاح کرتے ہیں تَذُوْدَانِ منع کرتی تھیں حَتّٰی یُصْدِرَ الرِّعَآءُ ای یرجع الرعاء فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ مراد اس سے روٹی ہے یعنی اے اللہ میں بوجہ بھوک کے طرف روٹی کے محتاج ہوں جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ چنگاری آگ کی مِنْ شَاطِیِٔ الْوَادِ ای من جانب الوادی اِنِّیْ اٰنَسْتُ نَارًا ای انا اقول انی اٰنست اللہ اضمم اِلَیْكَ جَنَاحَكَ یا تو یہ کنایہ ہے عدم خوف سے جیسا کہ پرندے وقت خوف کے پروں کو ضم نہیں کرتے اور وقت عدم خوف کے ضم کرتے ہیں۔ یا معنی حقیقی مراد ہے یعنی جس وقت خوف آئے تو ہاتھ کو پسلی کے ساتھ لگاؤ۔ تو خوف چلا جائے گا یہ قاعدہ ہے یا یہ مراد ہے کہ اگر اپنے ہاتھ کو وقت دکھانے معجزہ کے تم کو اگر خوف آئے تو ہاتھوں کو پسلی سے لگاؤ مِنَ الرَّهْبِ یعنی بوجہ خوف فرعون کے ردءً ای مدد گار سُلْطٰنًا ای ہیبت فَلَا یَصِلُوْنَ اِلَیْكُمَا یعنی خوف کے سبب سے مِنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ اِلٰہ سے مراد بادشاہ ہے یعنی حقیقی مراد نہیں ہے کیونکہ یہ دہری

تھا فَاَوْقِدْ لِیْ یَا هَامٰنُ عَلَی الطِّیْنِ اور واقعہ میں ماڑی وغیرہ کوئی نہیں بنائی تھی جیسا کہ سورہ حٰم مومن سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ فرعون اسی اثنا میں غرق کیا گیا تھا اور قصے جو مشہور ہیں غلط ہیں۔ بِجَانِبِ الْغَرْبِیِّ کیونکہ جگہ پوشیدہ ہونے کی جانب غربی تھی فَتَطَاوَلَ عَلَیْهِمُ الْعُمُرُ اس کے بعد فَاَرْسَلْنَاكَ محذوف ہے بقرینہ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِیْنَ کے۔ وَمَا كُنْتَ ثَاوِیًا ای مقیما پھر وَلَوْلَا اَنْ تُصِیْبَهُمْ مُّصِیْبَةٌ سے لے کر وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ تک تخویف اور شکوا کیا گیا۔ تخویف تو وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ تک ہے یعنی یہ تو کفر کرتے ہیں اور لائق عذاب کے ہیں بوجہ شرک اور کفر کے اگر ہم تجھ کو نہ بھیجتے تو یہ کہتے کہ اے اللہ تو نے رسول کیوں نہ بھیجا تاکہ ہم بھی اس کے کہنے کو کرتے اس عذر کی وجہ سے ہم نے ابھی تک عذاب نہیں دیا اور فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا سے شکوا کیا گیا کہ اب تو ان کے پاس قرآن شریف منزل من اللہ اور رسول صادق بھی آ گیا تو بجائے ایمان لانے کے لَوْلَآ اُوْتِیَ مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی کہتے ہیں۔ پھر اس قول پر اَوَلَمْ یَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی مِنْ قَبْلُ قَالُوْا سِحْرَانِ تَظَاهَرَا وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ سے رد کیا گیا (ترکیب) لَوْلَآ اَنْ تُصِیْبَهُمْ مُّصِیْبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ فَیَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور پہلے لولا کا جواب آخر میں لَعَذَّبْنٰهُمْ محذوف ہے۔ پہلے لَوْلَا کے بعد اَنْ تُصِیْبَهُمْ مُّصِیْبَةٌ مبتدا ہے بتاویل مصدر کے اسے لَوْلَا اَصَابَتْهُمُ الْمُصِیْبَةُ لَهُمْ اور فَیَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا متفرع ہے مبتدا پر یعنی اصابتہ مصیبتہ کی ہوتی تو پس کہتے کہ اے اللہ کیوں نہیں بھیجا تو نے کوئی رسول ہمارے پاس سِحْرَانِ ای هٰذَانِ سِحْرَانِ یعنی قرآن اور تورات اور اگر صیغہ اسم فاعل کا ہو تو مراد موسےٰ اور ہارون علیہما السلام ہوں گے۔ پھر قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰی مِنْهُمَآ الخ دو جگہ کے ساتھ مرتبط ہو سکتا ہے اوّل تو قَالُوْا سِحْرَانِ تَظَاهَرَا کے ساتھ یعنی تم قرآن اور تورات کو سحر کہتے ہو اچھا اگر تم صادق ہو تو کوئی کتاب من اللہ ماسوائے ان دونوں کے لے آؤ اگر کوئی نہ لاؤ گے اور ان دونوں کی تابعداری تم نے نہ کی تو معلوم ہوا کہ تم اپنی خواہش کے تابع ہو لہٰذا تم سخت بڑھنے والے ہو اور دوسرا متعلق ہے اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ مِنْ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰی۔ بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًی وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ کے ساتھ یعنی یہ قرآن بھی کتاب مبین ہے اور یہ اس کی آیات ہیں اور تورات بھی بصائر للناس اور ہدیٰ اور رحمت تھی اور اگر تم اُن کی تابعداری نہیں کرتے تو ماسوا ان دونوں کے کوئی کتاب منزل من اللہ لے آؤ اور اسکے بعد وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ سے لے کر وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ تک یہ دو آیتیں آپس میں مرتبط ہیں حاصل یہ ہے کہ ان کفار مکہ کو پے در پے ہم نے نصائح بھیجی ہیں لیکن ہدایت کرنی اللہ تعالےٰ کے قبضے میں ہے اور ان دو آیتوں کے درمیان میں مومنوں کے حالات بیان کیے گئے ہیں حاصل یہ ہے کہ یہ کفار مانیں یا نہ مانیں مومن تو مانتے ہیں اور اُمّت کے نعرے بلند کرتے ہیں اور ساتھ ہی نہ ماننے والوں پر وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰی مَعَكَ الخ شکوہ کیا گیا کہ یہ باوجود حقیقت معلوم کرنے کے جواب میں نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا کہتے ہیں یعنی ہم مارے جائیں گے تو ان کے قول کا رد بعد میں اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا یُّجْبٰٓی اِلَیْهِ كُلُّ شَیْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ سے کیا گیا تقریر ظاہر ہے اور كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍ سے لے کر اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ تک تخویف دنیوی دی گئی حاصل یہ ہے کہ مان لو ورنہ اب تمہارے لئے عذاب کا وقت آ گیا ہے کیونکہ رسول کے آنیکے بعد عذاب بیا جاتا

ہے اگر قوم اُس کی تابعداری نہ کرے اور اُس کے بعد وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ سے لے کر ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ تک یہ کہا گیا کہ آؤ مان لو دُنیا پر مغرور نہ ہو دنیا محض زینت ہے اور ماننے کا اجر اللہ تعالےٰ قیامت میں دے گا وہ دُنیا سے کتنے حصے زیادہ ہے اور اچھا بھی ہے اور پھر يَوْمَ يُنَادِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ سے لے کر فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ تک تخویف اُخروی بیان کی گئی (معانی) اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ اس کے ساتھ وبیلونہ حق تلاوتہ متصل ہوگا سورۃ بقرہ پارہ اوّل کے پیچھے بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ای اهلها یعنی اکڑ گئے اہل اس کے اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ الخ کما بمعنی لما ہے اور علّت ہے اغوینٰہم کی یعنی ہم نے اُن کو گمراہ کیا ہے کیونکہ ہم خود گمراہ تھے اور تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ہم نے بے تعلقی ظاہر کی ہے طرف تیری وَرَاَوُا الْعَذَابَ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ وَرَاَوُا الْعَذَابَ کے بعد بلحاظ معنی کے (یہ خواہش کریں گے) لَوْ اَنَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ محذوف ہوگا فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ یعنی ایک دوسرے سے نہ پوچھ سکینگے اور نہ جواب دے سکیں گے۔ اب وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ سے لے کر وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تک وہ مدعا ثابت کیا گیا جس کی وجہ سے موسےٰ علیہ السلام کو تبلیغ کرنے میں مصائب اُٹھانی پڑیں اور بجائے ماننے کے فرعون نے مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ کہا اور جس دعوے کے ساتھ رسول صلعم تبلیغ کرتے ہیں اور کفار نہیں مانتے وہ دعوے موسیٰ علیہ السلام کا اور رسول صلعم کا یہ ہے وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ لیکن یہ معلول تھا اور اس کے واسطے دو علّت تھے اولاً انکو ثابت کیا گیا۔ ایک تو سب کچھ کرنے والا ایک اللہ تعالیٰ ہے اس کو وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سے ثابت کیا گیا ہے اور دُوسرا یہ ہے کہ سب کچھ جاننے والا بھی ایک اللہ تعالیٰ ہے اور یہ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ سے ثابت کیا گیا اور ان دو امروں سے پہلا امر دوسرے کے واسطے علّت ہے کیونکہ جب سب کچھ کرنے والا وہی ہوا۔ تو سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہوگا۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ امر اوّل پر دار و مدار ہے اسی واسطے قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ سے لے کر لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تک دلائل واسطے ثبوت مُدّعا اوّل علی سبیل الاعتراف من الخصم کے واضح طور سے لائی گئی اور بعد میں بھی۔ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ سے لے کر وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ تک تخویف اُخروی جو کہ متعلق دعوے اصل کے ہے بیان کی گئی جس طرح اصلی مدعا کے ذکر کرنے کے اوّل میں بھی تخویف اُخروی جو کہ متعلق دعوے اصلی کے ساتھ تھی بیان کی گئی اور پھر اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى سے لے کر وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ تک اس کے دو ربط ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اس کے پہلے تخویف اُخروی بیان کی گئی ہے۔ اور اس سے تخویف دُنیوی بتلائی گئی یعنی دیکھو کہ قارون مالدار تھا اور مشرک تھا بقرینہ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ کے لہذا اس کو ہلاک کیا گیا اور دوسرا ربط یہ ہے کہ یہ قصّہ قارون کا وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کے ساتھ متعلق ہے یعنی دُنیا پر مغرور نہ ہو دُنیا تو محض زینت حیاتِ دُنیا کی ہے جیسا کہ قارون نے بھی محض دُنیا کی زینت بنائی ہوئی تھی فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ج اور آخر الامر اللہ تعالےٰ نے اس کو ہلاک کر دیا۔ دُنیا پر مغرور نہ ہونا چاہیئے اور ساتھ تخویف کے تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ سے لے کر اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ تک بشارت اور کچھ تخویف بھی ذکر کی گئی اور پھر اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ سے بشارت رسول اللہ صلعم کو دی گئی کہ تم کو مکّے سے گفار نکالیں گے اور میں آخر الامر تم کو داخل کروں گا اور یہ متعلق ہے ابتدا یعنی قصّہ موسےٰ علیہ السلام کے ساتھ یہ آخر

سورۃ کو اوّل کے ساتھ مرتبط کیا گیا ہے حاصل یہ ہوگا کہ جس طرح مُوسےٰ علیہ السّلام نکالا گیا تھا اور پھر اللہ تعالےٰ نے اِس کو داخل کیا اور مخالفین کو ہلاک کیا گیا اسی طرح تمہارے ساتھ بھی یہ ہوگا۔ ڈرو مت تکالیف آتی رہتی ہیں اور ساتھ تسلی کے واسطے وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً الخ سے بطور دلیل ماقبل کے لائی گئی یعنی جیسا کہ تجھ کو یہ اُمید نہ تھی کہ آیا کوئی کتاب اللہ کی طرف سے مجھ پر نازل ہوگی اور اللہ کا فضل تم پر ہُوا اور کتاب منزل من اللہ تجھ پر آئی اسی طرح اللہ کے فضل سے تُو پھر اس مکّے میں داخل ہوگا اور آخر میں اُدْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ سے لے کر وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ تک خلاصہ سُورۃ کا نکالا گیا۔ وہ دعویٰ تبلایا گیا کہ جس کے بیان کرنے سے موسیٰ علیہ السّلام نے فرعون سے اور رسول صلعم نے کفارِ مکہ سے تکالیف اُٹھائیں (معانی وغیرہ) سَنَمُدُّ اہمیشہ باقی رہنے والی اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ای افلا تصدقون (عباسی) یا عقل اور بصیرت کیوں نہیں حاصل کرتے۔ قَارُوْنَ مُوسیٰ بن عمران ابن قاہش ابن لاوی ابن یعقوب اور مُوسےٰ علیہ السّلام کے چچے کا بیٹا تھا۔ اور یہ دریا سے بچ آیا تھا باقی تفسیر والوں کے مبالغے ہیں۔ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِى الْقُوَّةِ مفاتح سے مراد خزانے ہیں اور کُنجیاں نہیں ہیں اور عصبہ تین سے دس تک کو کہتے ہیں۔ یعنی خزانے اس کے ان سے بھارے تھے اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ یعنی میں منشی تھا اور مزدوری کر کے حاصل کیا وَلَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ یعنی وقت عذاب دینے کے دُنیا میں وَلَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ نہیں سکھایا جاتا ہے یہ کلمہ مگر صابر لوگ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ آرزو رکھی وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ تحقیق یہ بات ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ (حاصلِ سُورۃ اور تقریر پہلی کا) تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ سے تولیہ تمہید بیان کر کے بعد میں مُوسےٰ علیہ السّلام کا قصہ بالتفصیل ذکر کیا گیا۔ غرض یہ تھی کہ دیکھو مُوسےٰ علیہ السلام نے کتنے مصائب اُٹھائے ہیں تم بھی اے رسول صلعم تنگ نہ ہو تبلیغ میں مصائب آتی رہتی ہیں۔ پھر وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ کو تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ کے متعلق لا کر بعد میں تخویف اور شکوی کر کے قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ الخ کو سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا کے متعلق لایا گیا اور بعد اس کے مومنوں کے حالات بیان کر کے کفار کا شکوی اور تخویف دُنیوی اور اُخروی بیان کی گئی اور درمیان میں کہا گیا کہ دُنیا پر مغرور نہ ہونا یہ محض زینت ہے اور بعد ان اُمور کے وَرَبُّكَ يَخْلُقُ وَيَخْتَارُ سے وہ دعوےٰ ذکر کیا گیا جس کی وجہ سے موسےٰ علیہ السلام اور رسول علیہ السّلام نے مصائب اُٹھائے اور اِس دعویٰ کو ادلہ سے ثابت کیا گیا بعد میں بھی تخویف اُخروی اور دُنیوی قصہ قارون سے بیان کی گئی اور بعد میں مومنوں کے واسطے بشارت اور رسول صلعم کے واسطے بشارت جس کا ثبوت قصہ مُوسےٰ علیہ السّلام سے ہوتا ہے ذکر کی گئی پس آخر سُورۃ کا اوّل کے ساتھ مرتبط ہو گیا وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ الخ سے خلاصہ سُورۃ کا بیان کیا گیا اور دعوےٰ اصلی کا ذکر کیا گیا۔ خلاصہ یہ ہُوا کہ درمیان میں دعوےٰ اصلی کو ذکر کیا گیا اور اس کے اوّل میں قصہ مُوسیٰ علیہ السّلام کا ذکر کیا گیا۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دعوےٰ ہے جس کی وجہ سے مُوسےٰ علیہ السّلام نے مصائب اُٹھائے اور رسول صلعم کو بھی تبلایا گیا کہ اس دعوےٰ کے بیان کرنے سے مصائب آتے رہتے ہیں مت ڈرو اور اس دعوےٰ کے بعد تخویفات وغیرہ ذکر کر کے آخر کو اوّل کے ساتھ ربط لا کر کہا گیا کہ رسول صلعم! جیسا کہ مُوسےٰ علیہ السّلام کو نکالا گیا تھا اور پھر اللہ تعالےٰ اُن کو اپنی جگہ لے آیا اسی طرح تمہارے ساتھ بھی ہوگا۔ اور آخر میں خلاصہ سُورۃ اور اصلی مدعا ذکر کیا گیا۔

(اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ)

میں وکالت بجانب الغوی الی صداقت رسول صلعم بیان کی گئی اور بعد میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ عنکبوت مکیہ

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا۔ مدعی اصلی توحید کا ذکر ہے یعنی سب کچھ کرنے والا وہی ہے اور سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے پس اسی کو پکارو اور غیر کو جو مثل بیت عنکبوت کے ہیں ان کو اولیاء اور معبود نہ بناؤ۔ یہ مدعی رکوع ثالث میں مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے لے کر اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ تک مذکور ہے۔ یعنی اولیاء بنانے والے مثل عنکبوت ہیں اور اولیاء ان کی مثل بیت عنکبوت کے ہیں یعنی جیسا کہ گھر ان کا ضعیف ہے اسی طرح معبودان کے بھی ضعیف ہیں (اوّل) دو چیزیں بیان کی گئیں ایک یہ کہ مصائب آئیں گے اور بلا آزمائش ہم نہ چھوڑیں گے۔ دوسرا یہ کہ کفار کو ہلاک کروں گا یعنی مومن یہ خیال نہ کریں کہ ہم محض آمنا کہنے سے چھوڑے جاویں گے بلکہ آزمایش آوے گی اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں گی جیسا کہ جو تم سے سابق گزر گئے ہیں ان سے بھی آزمائش کی گئی تھی جیسا کہ پیچھے قصص نوحؑ اور ابراہیمؑ اور لوط علیہم الصلوٰۃ سے معلوم ہوتا ہے اور وجہ اور علت آزمائش کی بھی ذکر کی گئی ہے۔ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ سے یعنی تاکہ اللہ تعالےٰ امتیاز کرے بین الصادقین اور کاذبین کے یہ شق اَحَسِبَ النَّاسُ سے لے کر وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ تک مذکور ہے۔ پھر اسی شق کے ساتھ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا سے لے کر وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ تک متعلق ہے یعنی اس شق کا ذکر ہے چیز ثانی اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ سے لے کر سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ تک مذکور ہے اس شق میں کافروں کا بیان ہے یعنی کفار یہ خیال نہ کریں کہ ہم عذاب سے بھاگ جائیں گے یہ ہرگز نہ ہوگا ہم ہلاک کر سکتے ہیں۔ رکوع اول تک اسی کا ذکر یعنی کافروں کیواسطے شکوی اور تخویف اور بشارت مومنوں کے واسطے ذکر کیے گئے ہیں اور تبلایا گیا کہ شرک ایسی بُری بلا ہے کہ ہم نے انسان کو وصیت کی ہے کہ اپنے والدین کی اطاعت کرو لیکن اگر شرک کے کام میں امر کریں تو بالکل تسلیم نہ کریں۔ پھر رکوع اول میں اور دوسرے میں اور ثالث کے درمیان تک بیچ میں قصص پہلے شق کی تائید کیواسطے لائیں گے کہ دیکھو نوح علیہ السلام نے ۹۵۰ سال تک تکلیفیں برداشت کیں اسی طرح ابراہیم علیہ السلام نے بھی بہت مصائب اُٹھائے اور اس قصے کے درمیان میں جملہ معترضہ یعنی ادخال الٰہی دیگر مومنوں کے واسطے ذکر کیا گیا ہے۔ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ تک جملہ معترضہ اور ادخال الٰہی ہے اور پھر فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ کے ساتھ متعلق ہے پس یہ تین قصص پہلی شق کے ساتھ متعلق ہیں اور پھر رکوع ثالث میں ہے شعیب علیہ السلام اور عاد اور ثمود اور قارون اور فرعون اور ہامان کے قصص شق ثانی دعوے کے واسطے شاہد لائے گئے ہیں یعنی اُنہوں نے ہمارے احکام نہ مانے تو ہم نے ان کو ہلاک کیا ہم سے وہ نہ بھاگ سکے اگرچہ فی الواقع شعیبؑ اور موسےٰؑ اور ہودؑ اور صالحؑ نے بھی بہت بہت مصائب اُٹھائے ہیں لیکن مقصود بالذات ذکر کرنا ان قصص سے مصائب کا نہیں ہے حاصل یہ ہے کہ پہلے دو شقین ذکر ہیں اور پھر قصص علی سبیل اللف والنشر مرتب کے ذکر کیے گئے ہیں۔ فانظر فی السورۃ حتیٰ یظہر لک الحق والبیان ۱۲ پھر اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ تم اپنے مدعا اصلی یعنی توحید جو کہ متصل اس کے مذکور ہے اس کی تبلیغ کرتے رہو۔ اور کفار کے ایذا کو رفع کرنے کے لئے علاج

ہے کیونکہ صلوٰۃ کفار کے ایذا سے بچاتی ہے پھر یہ بیان کیا گیا ہے کہ کفار سے مجادلہ حسنہ طریقے کے ساتھ کیا کرو۔ اور اپنے دعوے کو ہر چھوڑو اگرچہ کفار نہ مانیں کیونکہ یہ کفار محض عنادی ہیں کیونکہ شبہ تو تب پڑتا کہ رسول لکھنا پڑھنا جانتا پس معلوم ہوا کہ عناد کی وجہ سے نہیں مانتے اور آیات بینات ہیں یعنی شبہ سے پاک ہیں اور اگر کفار معجزے طلب کریں تو کہو کہ تمہارے واسطے ایک قرآن جو کہ ہدایت اور ذکر ہے یہی کافی ہے معجزات کی کیا ضرورت ہے۔ پھر تخویفات کی گئی ہیں اور درمیان میں کَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ سے جواب دیا گیا ہے مومنوں کے سوال کا کہ اگر ہم ہجرت کریں تو کہاں سے کھائیں گے تو جواب ملا کہ میں رازق ہوں جو کہ تمام دواب کو رزق دیتا ہوں وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ سے لے کر وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ تک دلائل توحید ذکر کیے گئے کوئی علی سبیل الاعتراف من الخصم اور کوئی سوا اس کے اور پھر دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ الخ سے کفار کا شکوی کیا گیا ہے (حاصل سورۃ) مسلمانوں کو تکلیفیں آئیں گی محض آمنا کہنے سے کفایت نہیں ہوتی جیسا کہ قصص مذکورہ سے ظاہر ہے۔ کہ مسلمانوں کو احکام کے ساتھ آزمایا گیا اور کافروں کو ہم ہلاک بھی کر سکتے ہیں جیسے قصص سے ہلاک کرنا کافروں کا معلوم ہوتا ہے۔ (نوٹ) اس سورۃ کا ربط بیان کیا گیا ہے لیکن ہر مقام کا نہیں کیا گیا لہٰذا جو مقام باقی ہیں ان کو وضاحت سے اور بیان شدہ مقاموں کو بطور اجمال اب ذکر کیا جائے گا۔ اس سورۃ میں دو دعووں کا بیان ہے ایک تو یہ کہ مومن یہ خیال نہ کریں کہ ہم محض آمنا کہنے سے چھوڑ دیں گے۔ آزمائش نہ آئے گی اور تکلیفیں نہ اٹھانی پڑیں گی بلکہ ایمان کی وجہ سے بہت تکالیف و اسطے آزمائش آئیں گے اس دعوی کا ذکر بہت ہوگا۔ اوّل اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اٰمَنَّا سے لے کر وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ تک اور پھر مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ سے خاتمہ تک اور پھر يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ سے لے کر یہ تمام اس سورۃ کا دعوے ذکر ہے اور دوسرا دعوی یہ ہے کہ کفار بھی یہ خیال نہ کریں کہ ہمارے سے کدھر بھاگ جائیں گے ان کو ہلاک نہ کریں گے اس دعوے کا ذکر بہ نسبت اوّل کے کم ہوگا اوّل میں اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ سے شروع کیا گیا ہے پھر اس کے بعد متعلق وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا سے لے کر وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ چند قصے بیان کیے گئے ہیں۔ اگرچہ ان قصوں سے ثبوت دعوے اول کا بھی ہو سکتا ہے لیکن مقصود بالذات ثبوت دعوی ثانی ہے اور اسی طرح جو قصے متعلق دعوی اوّل کے ہیں بعض ان میں سے ثبوت دعوی ثانی کا اگرچہ ہو سکتا ہے لیکن مقصود بالذات ثبوت دعوی اوّل کا ہے (ذکر ربط بقیہ) مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ سے لے کر وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ تک متعلق دعوے اوّل کے فرمایا کہ اے مومنو کفار کے ایذا سے تم کو اپنے گھر اور وطن سے نکلنا پڑے گا اگر تم یہ خیال کرو گھر سے نکلنے سے بھوک وغیرہ سے مر جائینگے تو موت تو ایک اجل مقرر ہے اس نے اپنے وقت پر آنا ہے اگرچہ گھر میں بھی ہو۔ ہاں جو تخفیف تکلیف کا ہے اس کا نفع ہے نکلنے کی وجہ سے تم کو اللہ تعالےٰ گناہ معاف کر کے اجر دے گا۔ (نوٹ) جہاد سے مراد ان آیات میں حقیقی جہاد نہیں ہے کیونکہ سورۃ مکیہ ہے اور مکے میں جہاد کرنا کوئی نہ تھا بلکہ کفار کی ایذا سے روکنا مراد ہے اور پھر اس کے متعلق ہی وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ سے یہ بیان کیا گیا کہ اے مومنو جس بات سے تم کو تکالیف آئیں گی وہ ایسی عظیم بات ہے کہ ہم نے انسان کو وصیت کی کہ اپنے ماں باپ کی فرماں برداری میں رہنا لیکن شرک کی بات میں ان کی اطاعت نہ کریں پھر وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے بشارت دے کر وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ سے یہ بیان کیا گیا کہ بعض مومن ایسے ہیں کہ تھوڑی سی تکلیف کی وجہ سے ایمان اور توحید کو ترک کر دیتے ہیں وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا الخ سے شکوی اور تخویف بیان کی اسکے بعد تین قصے ذکر کئے جن میں مقصود بالذات یہ ہے کہ دیکھو
ان انبیاء نے کتنے مصائب اٹھائے پس معلوم ہوا کہ مصائب آتے رہتے ہیں واسطے آزمائش سے اور باقی وَاِنْ تُکَذِّبُوْا فَقَدْ کُذِّبَ
سے لے کر وَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ تک یا تو کلام ابراہیم علیہ السلام کی ہوگی یا جملہ معترضہ درمیان قصہ ابراہیم علیہ السلام کے امت
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا ہے اور باقی اس کے بعد جو قصے ذکر کئے گئے ہیں ان میں مقصود بالذات دعوے ثانی ہے اور دونوں دعووں کا
بیان ختم ہونے کے بعد مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سے لے کر وَیَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ تک اور پھر بعد میں بیان کرنے
یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ سے لے کر آخر تک توحید کے متعلق بیان ہے یعنی دلائل اور تخویفات
اور شکوے ذکر کئے گئے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ آزمائش وغیرہ مقصود نہیں ہیں بلکہ اصلی مقصود توحید ہے اور اس مقصود کی وجہ سے آزمائشیں
بھی آتی ہیں اس واسطے اس کو درمیان میں اور آخر میں ذکر کیا گیا اور اسی واسطے ہر سورۃ میں اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا
مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْلِیَآءَ سے لے کر اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ تک تمام سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سب کچھ جاننے والا اور کرنے والا
وہی ہے اور اُسی کو ولی اور معبود بنانا چاہئے اور ماسوا اس کے جو تمہارے معبود ہیں مثل بیت عنکبوت کے ہیں اور پھر اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ سے
لے کر وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ تک یہ بیان کیا کہ کفار تم کو ایذا دیں گے تم اس دعوے توحید کو بیان کرتے رہو اور باقی ان کے ایذا کی دفع کیلئے
علاج صلوٰۃ کا پڑھنا ہے اور یہی پلیدیاں اور ایذا مراد ہیں فحشاء سے بقرینہ مقام کے اور وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَھْلَ الْکِتٰبِ سے لیکر وَنَحْنُ لَہٗ
مُسْلِمُوْنَ تک متعلق اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ کے بیان ہے کہ اگرچہ کفار تم کو ایذا پہنچاتے رہیں لیکن تم تبلیغ نرمی سے ان کو کرتے رہنا اور پھر کَذٰلِکَ اَنْزَلْنَآ
اِلَیْکَ الْکِتٰبَ سے لے کر وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ تک صداقت رسول صلعم اور صفت مومنین اور مذمت کفار کی بیان کی تقریر
ظاہر ہے پھر قَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیٰتٌ الخ سے کفار کا شبہ بطور شکوی کے اور اس کا جواب قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ سے دیا گیا اور
پھر قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ شَھِیْدًا سے لے کر اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ تک بددعا اور تخویف واسطے کفار کے بیان کی گئی یعنی اتنے
بیانات کے بعد بھی اگر نہ مانیں تو اب انکو چھوڑ دو اور پھر وَیَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالْعَذَابِ سے لے کر وَیَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ تک انکار
شکوی اور تخویف بیان کی گئی پھر یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے لیکر وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ تک پہلے دعوے کے متعلق بیان لایا گیا پہلے
تو بیان کیا گیا کہ تکالیف ضرور اٹھانی پڑیں گی اور بعض ایسے بھی ہیں جو تھوڑی ایذا سے ایمان اور توحید کو چھوڑ دیتے ہیں ان کی طرح نہ ہونا اب اس
جگہ کہا گیا کہ اگر کفار تم کو ایذا اور تکالیف دیں تو زمین اللہ کی واسع ہے کسی دوسری جگہ جا کر اللہ کی عبادت کرو کیونکہ آخر الامر میری طرف آنا ہے اور
دنیا میں تو چند روز ٹھیرنا ہے دنیا کے بدلے آخرت میں جنت میں بالاخانے دوں گا پھر اس شبہ کا جواب کہ ہجرت کریں تو رزق کہاں سے ملے گا۔
وَکَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّۃٍ سے دیا گیا پھر اس کے بعد بحث توحید کے متعلق وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ سے لے کر بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ
تک دلائل توحید علی سبیل الاعتراف من الخصم لائے گئے کما قیل فی الشھادات ما شھدت بہ الاعداء اور پھر اسکے متعلق یہ کہا گیا کہ اے
کفار اگر تم کو دنیا پر غرور ہو تو اس کا جواب مَا ھٰذِہِ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَھْوٌ وَّلَعِبٌ سے لے کر لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ تک دیا گیا اور اسکے
بعد فَاِذَا رَکِبُوْا فِی الْفُلْکِ سے شکوی کیا گیا یعنی وقت مصیبت کے خاص اللہ کو پکارتے ہیں نازل ہونے کے بعد پھر اپنے معبودوں کو پکارتے ہیں

لِيَكْفُرُوا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ وَلِيَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ یعنی چند روز کفر کرو اور نفع اٹھاؤ قریب ہے تم اپنا حال جان لوگے پھر اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا سے یہ بیان کیا گیا کہ ان دلائل اور احسانات کو دیکھ کر پھر بھی نہیں مانتے اور شریک بناتے ہیں اور حد سے تجاوز کرتے ہیں جب سورۃ کے ابتدا سے یہی بحث شروع ہوئی تھی کہ تکالیف ضرور آئیں گی یعنی کفار کی طرف سے ایذا پہنچیگی۔ اور اپنے وطن سے نکلنا پڑے گا آخر سورت میں بھی وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ سے اسی بحث کے متعلق بیان لایا گیا (خلاصہ تقریر سورۃ) دو دعوے ہیں ایک تو رسولوں کو کہا گیا کہ محض آمنا سے کام نہیں چلتا بلکہ مصائب اٹھانی پڑیں گی اس دعویٰ کا ذکر شعیب علیہ السلام کے قصہ تک ہوا اور اول نہیں دوسرا دعوے بھی ذکر کیا گیا کہ کفار بھی یہ خیال نہ کریں کہ ہم اسے بھاگ جائیں گے اور اس کے متعلق قصہ شعیب علیہ السلام شروع کیا گیا اور تمام قصے ان دو دعووں کے متعلق علیٰ طریق اللف والنشر المرتب ذکر کئے گئے۔ ذکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان قصص سے مقصود بالذات وہی دعویٰ ہوتا ہے جن کے واسطے وہ قصے مؤید ہونگے اگرچہ ثبوت دوسرے دعویٰ کا بھی ہوسکے پھر ان کے اختتام کے بعد مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا سے اصلی مدعا ظاہر کیا گیا جس کی وجہ سے ایذا اور تکالیف اٹھانی پڑتی ہیں اس کے بعد علاج ایذا سے بچنے کا اور طریقہ تبلیغ اور صداقت رسول اور بشارت مومنین اور مذمت کفار بیان کی گئی ان بیانات کے بعد قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ سے کہا گیا کہ جب بیانات کے بعد بھی نہیں مانتے تو ان کو چھوڑ دو اللہ تعالےٰ ہر ایک کو خوب جان رہا ہے پھر تخویف بیان کر کے يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ سے پہلے دعوے کے متعلق بیان کر کے پھر توحید کے متعلق دلائل بیان کئے گئے پھر کہا گیا کہ دنیا پر مغرور نہ ہو۔ پھر شکوی کر کے احسان تبلا کر خاتمہ کر دیا گیا۔ (ترکیب ومعانی) وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ لفظ احسن سے لازم آتا ہے کہ عمل حسن کی جزا نہ ملے گی لہٰذا اگر معنی اَحْسَنَ مِنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ہو تو معنی یہ ہوگا کہ جزاء احسن دینگے جیسا کہ حدیث میں فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا آیا ہے لیکن یہ معنی اضافت والے استعمال اَحْ تفضیل سے نہیں لیتے لہٰذا معنی حق یہ ہے کہ ہم احسن اعمال کی جزا دیں گے وہ بحث ہے بقرینہ سابق کے اور مفہوم مخالف نہ نکالیں گے تاکہ اعتراض لازم نہ آئے اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ وَلْنَحْمِلْ کا عطف اتَّبِعُوْا پر ہے اور امر بمعنے خبر کے ہے فَاَنْجَيْنٰهُ نجات تو دی لیکن ۹۵۰ سال تکلیف بھی اٹھاتے رہے۔ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حال مقدم ہے اَوْثَانًا سے اور اِفْكًا کا معنی کذب ہے وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مودۃ مفعول لہ ہے اور بین ظرف نہیں ہے بلکہ مصدر بمعنی پیوستگی ہے اور مودۃ مضاف ہے طرف بین کے حاصل یہ ہوا کہ تم نے مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کو معبود بنا رکھا ہے تاکہ آپس میں پیوستگی خراب نہ ہو یعنی مخالفت پیدا نہ ہو۔ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا عطف تفسیری ہے فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ کا مرجع ابراہیم ہے اور لوط علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کا بھتیجا تھا اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ای اِلٰى حُكْمِ رَبِّيْ بالبشریٰ مراد یا تو لوط کا ہے یا ہلاکت قوم کی ہے اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ای الباقین كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ادخال الٰہی ہے اور وجہ ہے استثناء کی وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا ای قلبا اور طاقت یعنی مجازی بھی اور معنی حقیقی بازو ہے وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةً بَيِّنَةً اس جگہ پانی سیاہ اب بھی قائم ہے خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ای لاظهار الحق تتلی عَنِ الْفَحْشَآءِ سے مراد فحشا سے پلیدیاں اور سختیاں کفار کی ہیں اور وَلَذِكْرُ اللّٰهِ سے مراد یا تو خاص صلوٰۃ ہے یا عام ذکر مراد ہے جس طرح ہو۔ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ان سے مراد یا تو وہ ہیں

جو کہ رسول صلعم کے ساتھ رہنے والے تھے اور یا عام مکے والے مراد ہیں یعنی بالکتاب والے جو فی الحال ہیں اِنَّا الْکٰفِرُوْنَ ای ستروا الحق عنادا مَا کُنْتَ تَتْلُوْ مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ کِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ - وَلَا تَخُطُّهٗ کا عطف مَا کُنْتَ تَتْلُوْ پر ہے اور اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ سے مراد منفی ہر دو کی ہے یعنی اگر پہلے تو لکھا پڑھا ہوتا تو یہ شک کرتے دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ کیونکہ رسول علیہ السلام سے سنا تھا کہ مخالفت سے عذاب آتا ہے لِیَکْفُرُوْا بِمَآ اٰتَیْنٰهُمْ وَلِیَتَمَتَّعُوْا یا تو لام بمعنی کے متعلق اِذَا هُمْ یُشْرِکُوْنَ ہوگا اور یا لام امر کا ہے کیونکہ ایک قرأت میں وَلْیَتَمَتَّعُوْا بسکون اللام بھی آیا ہے اور جزم لام امر پر آتی ہے لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنی شامت کریں گے اپنے راستے پر اور ماقبل سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ مراد وہ راستہ ہے جو کہ مودی الی الجنۃ ہو اٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَتُ الرُّوْم مکیۃ

اس سورت کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ سورۃ عنکبوت میں یہ بیان تھا کہ ایک دفعہ ضرور تکالیف واسطے آزمائش کے آئیں گی محض آمَنَّا سے کام نہیں چلتا جیسا کہ اَمْ حَسِبَ النَّاسُ کہا - اس سورت میں کہا کہ آزمائش کرنے کے بعد یَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ہوں گے جب آزمائش ہو چکی تو جس دن اہل کتاب مشرکین پر غالب ہونگے اسیدن مومن بھی غالب ہونگے - وَلَهُ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ یعنی پہلے بھی اللہ کے قبضے میں ہے کہ مومنوں کو واسطے آزمائش کے تکالیف دے سکتا ہے وَمِنْۢ بَعْدُ اور بعد میں امر اللہ کے قبضے میں ہے کہ بعد تکالیف کے غلبہ مومنوں کو دے کر خوش کرے گا پھر ایسا ہی ہوا کہ یوم بدر میں اس طرف اہل کتاب مشرکین پر غالب ہوئے اور اس طرف مومنوں نے بھی فتح پائی اور وجہ اس کی وَعْدَ اللّٰهِ لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ سے بیان ہے یعنی یہ تو اللہ تعالےٰ کا وعدہ تھا اللہ تعالےٰ اپنے وعدہ کا خلاف ہرگز نہیں کرتا۔

(نوٹ) اس سورت میں تو دلائل تَبٰرَكَ اللّٰهُ کے اور کچھ تخویفات وغیرہ ہوں گی۔

(حاصل سورۃ کا) یہ ہے اس سورۃ کا خلاصہ بشارت واسطے مومنوں کے ہے یعنی وعدہ دیا گیا ہے کہ جس دن روم فارسیوں پر غلبہ کریں گے اسی دن مومن بھی کفار پر غالب آئینگے غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْۤ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ غلبت میں دو قرأتیں ہیں ایک تو یہ کہ صیغہ مجہول کا ہو جیسا کہ لکھا ہوا ہوتا ہے تو اس وقت غَلَبِهِمْ میں مصدر مبنی مفعول ہوگا ای وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَغْلُوْبِیَّتِهِمْ اور غَلَبَتْ اگر صیغہ معلوم کا ہو تو یہ معنی ہوگا کہ روم جو کہ اہل کتاب ہیں غالب ہوں گے - فارسیوں پر جو کہ مشرکین ہیں اس وقت غَلَبِهِمْ میں مصدر مبنی للفاعل ہوگی فِیْۤ اَدْنَی الْاَرْضِ یعنی عرب کے قریب روم تھا - پھر اس کے متعلق وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ غٰفِلُوْنَ تک بشارت مومنوں کو اور زجر کفار کو کی گئی اور پھر اس کے بعد اَوَلَمْ یَتَفَكَّرُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ سے لے کر بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ تک زجر کی گئی اور اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ سے لے کر وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ تک تخویف دنیوی کی گئی - حاصل زجر اور تخویف کا یہ ہے کہ آیا یہ کفار نہیں دیکھتے کہ آسمان اور مافیہا کو اللہ تعالےٰ نے بالحق ای کاظہار الحق پیدا کئے ہیں اور کئی قوموں جو کہ کَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّ اَثَارُوا الْاَرْضَ تثیر آثار سے قلعے مراد ہیں نہ ماننے کی وجہ سے ہلاک کیا اور ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰۤی

اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيَاتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ تک تخویف اُخروی دی گئی عاقبت خبر مقدم ہے کَانَ کی اور سُوْءٰی اسم مؤخر ہے یعنی حالت بُری ہوگئی اُن لوگوں کی جنہوں نے آیات اللہ کی تکذیب کی ہے پس جب تخویف اُخروی دی گئی اور تخویف اُخروی کا ہونا قیامت کے ثبوت پر تھا اور کفار حشر اور نشر کو نہیں مانتے تھے لہٰذا اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ سے قیامت کا ثبوت کیا گیا یعنی جو ذات ابتداءً پیدا کر لینے پر قادر ہے وہ ذات پاک پھر دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے جب ثبوت قیامت کا ہو گیا تو يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ سے لیکر فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ تک کفار کے حالات ہیں اور تخویف اُخروی اور بشارت واسطے مومنوں کے بیان کی گئی ہے فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ متعلق ہے ابتداءً یعنی يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ کے ساتھ یعنی ختم کو اللہ تعالےٰ کفار پر غلبہ تو ضرور دے گا لہٰذا تم اللہ تعالیٰ کو شریکوں سے پاک رکھو اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسکے واسطے دلائل عقلیہ پے در پے اول میں كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيَاتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ تک بیان کئے گئے اسی واسطے فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ الخ فا کے ساتھ لایا گیا اور فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ جملہ خبریہ ہوگا بقرینہ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے کیونکہ یہ بھی جملہ خبریہ ہے معنی یہ ہوگا کہ تسبیح اللہ کی یعنی شریک سے نفی ظاہر ہو رہی ہے بسبب ان دلائل مذکورہ کے ان اوقات مذکورہ میں یعنی حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ میں لَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ دونو جملے معترضے ہیں پھر اُس کے بعد وَمِنْ اٰيٰتِهٖ سے دلائل ستہ علی سبیل الترقی بیان فرمائیں یعنی ہر ایک دلیل ادق ہے ثانی سے پہلی تو ادق ہے اور بعد میں ایک دوسرے سے ادق ہے اسی واسطے ان کے ساتھ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ وَاِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ وغیرہما کہا گیا ہے باعتبار مراتب کے الفکر اعلی والمتفکرون قلیلون وادنی منه العالمون وادنی منه الفهم بمحض السماع وادنی منه العقل وعدم الجنون ؎

فکر آں باشد کہ بکشاید رہے ✦ راہ آں باشد کہ پیش آید شہے

پس اعلےٰ اور ادنیٰ ظاہر ہو گیا۔ تو اب مراتب دلائل کے بھی واضح ہو گئے تصریح کی حاجت نہیں۔ اور دلیل سادس وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ بِاَمْرِهٖ الخ ایسی بیان کی جو کہ عاقل اور غیر عاقل ہر ایک کے واسطے ظاہر ہے پھر باقی دلائل بیان کر کے ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا سے دلیل توحید کی بطرز مثال کے بیان کی گئی یعنی جیسا کہ تم مالک ہو اور تمہارے غلام، تمہاری برابری اور شرک نہیں کر سکتے اسی طرح اللہ تعالےٰ مالک ہے اور باقی سب مملوک ہیں اور مملوک کس طرح برابر اور شریک اللہ تعالےٰ کے بن سکتے ہیں سب دلائل کو ختم کر کے کہا گیا كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيَاتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (ترکیب اور معانی) خَوْفًا وَّطَمَعًا مفعول لہٗ ہیں ای لانقاء الخوف وحصول المطمع ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ میں ثُمَّ واسطے تعقیب ذکری کے ہے۔ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی واسطے توحید اللہ تعالےٰ کے اللہ تعالےٰ کی صفات ظاہر ہیں آسمان اور زمین میں ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا ای للمعبود الحق والباطل۔ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مملوککم مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْمَا رَزَقْنٰكُمْ یعنی آیا یہ تمہارے غلام تمہارے شریک ہو سکتے ہیں فَاَنْتُمْ فِيْهِ سواء متفرع ہے منفی پر یعنی شریک ہوں تو تمہارے ساتھ برابر ہوں تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ جب وہ تمہارے ساتھ برابر ہوں اور تم ان کا خوف کرو جیسا کہ اپنے بھائیوں کا خوف کرتے ہو دلائل کے بعد بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا سے لیکر مِنْ نّٰصِرِيْنَ تک بیان کیا گیا کہ جائے شبہ تو نہیں ہے بلکہ یہ کفار اپنی خواہش

کے تابع ہو کر اللہ تعالےٰ کے شریک بناتے ہیں اور حد سے بڑھتے ہیں اور فَاقِمْ وَجْهَكَ سے مومنوں کو کہا گیا کہ یہ کفار توحید سے بڑھ رہے ہیں تم ایک توحید کو لازم پکڑو فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ای الزموا فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ الخ ای التوحید کَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ای کا تبدلوا یعنی خلق اللہ قال ابن عباس دین اللہ خلق اللہ توحید پر ہے تم اس کو نہ بدلو جب اللہ ایک ہی ہوا اور اس کا شریک کوئی نہ ہوا تو مومنوں کو امر کیا گیا کُوْنُوْا مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ یعنی ایک اللہ کو حاجات میں پکار کر اس کا شریک کوئی نہ بناؤ اسی ایک اللہ تعالےٰ کی عبادت کرو وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ بیان ہے مُنِيْبِيْنَ کا مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ اے صاروا فرقا فی دینھم یعنی تم ایک توحید کو لازم پکڑو اور لوگوں میں سے تو کئی فرقے بن گئے ہیں اور ہر ایک اپنے دین کے ساتھ خوش ہے جب مومنوں کو خوب وعظ ہو گیا تو پھر کفار کے متعلق وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ سے لے کر اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ تک دو شکوے کئے گئے اور درمیان میں شکوی کے متعلق اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سے بیان کیا گیا کہ آیا کفار پر کوئی حجت نازل ہوئی ہے جس سے مشرک کا ثبوت ہوتا ہے۔ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ای من الاصنام یعنی اگر انکو مصیبت آجائے تو اصنام سے ناامید ہوتے ہیں کیونکہ مصیبت ان سے ہٹا نہیں سکتے اور فَتَمَتَّعُوْا متفرع ہے لِيَكْفُرُوْا پر التفات ہے۔ پھر اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ سے دلیل عقلی بیان کی گئی اور پھر فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى سے لے کر فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ تک جیسا کہ قاعدہ قرآن شریف کا ہے کہ جس وقت عذاب سے تخویف دی جائے تو اس کے دفعیہ کے واسطے اللہ تعالےٰ دو امور بتلاتا ہے ایک احسان کرنا، دوسرا ظلم نہ کرنا۔ اس جگہ بھی دو امور بتلائے گئے اور احسان کرنا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک ہے اور عدم ظلم اس کے بعد فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ تک اور بعد اس کے دلیل توحید اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ سے لے کر وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ تک بیان کی گئی اور پھر وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ اور دلائل توحید کے متعلق ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ الخ کو لایا گیا کہ شرک کی وجہ سے اور اس پر مصر رہنے کی وجہ سے فساد ظاہر ہوتا ہے اور قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ سے لے کر وَكَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ تخویف دنیوی بیان کی گئی یعنی شرک کی وجہ تم سے پہلے بھی بہت لوگ ہلاک کئے گئے ہیں اور بعد اس کے فَاَقِمْ وَجْهَكَ سے لیکر اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ تک تخویف اخروی اور بشارت واسطے مومنوں کے ذکر کی گئی ہے اور پھر وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ سے لے کر وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تک دلیل توحید کی بیان کی گئی اور لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ سے لے کر وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ تک تخویف دنیوی واسطے کفار کے اور بشارت واسطے مومنین کے بیان کی گئی اور پھر اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيَاحَ سے دلیل توحید بیان کی۔ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ان مخففہ من المثقلہ ہے اور اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سے مراد بارش ہے اور مِنْ قَبْلِهٖ میں ضمیر کا مرجع ہذا الوقت ہے معنی یہ ہوگا کہ تحقیق تھے پہلے برسنے بارش کے پہلے ان دنوں میں سے ناامید پس کوئی تکرار نہ آیا اور اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى جملہ معترضہ لایا گیا ہے بعد کَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وجہ یہ ہے کہ یہ ایک دلیل بتلا دی گئی ہے واسطے جملہ معترضہ کے یعنی جس طرح اللہ تعالےٰ زمین مردہ سے فصل پیدا کرتا ہے اسی طرح تم کو بھی پیدا کرلے گا کیونکہ وہی عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہے اور پھر وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا الخ سے شکوی کیا گیا کہ اگر ایسی آفت نظر کرلیں تو پھر بھی کفر اور شرک کرنے پر محکم ہونگے اور فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى رسول اللہ صلعم کو فرمایا کہ اگر یہ کفار اتنے بیانات سے باز نہیں آتے تو ان کو چھوڑ دو کیونکہ ان پر مہر جباریت کی ماری گئی ہے اور مثل مردوں کے کچھ نہیں سنتے

اور تحقیق سماع موتے کے متعلق یہ ہے کہ بدن نہیں سنتے جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے اور باقی آیات بھی دال عدم سماع موتیٰ پر ہیں اور روح زندہ ہے وہ سنتا ہے جب قریب ہو۔ ہاں نزاع امام صاحب اور امام شافعی کا اس بات میں ہے آیا روح قبور کے نزدیک ہیں یا علیین میں۔ باقی پوری تحقیق کا یہ مقام نہیں ہے اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ سے لے کر وَھُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ تک دلائل عقلی توحید کی بیان کی گئیں اور پھر وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ سے لے کر وَکَاھُمْ یُسْتَغْنَبُوْنَ تک تخویف اُخروی بیان کی گئی ہے صرف یہ جاننا چاہئے کہ کَذٰلِکَ کَانُوْا یُؤْفَکُوْنَ کا تعلق مَالَبِثُوْا اِلَّا سَاعَۃً کے ساتھ نہیں ہے اس قول کی وجہ سے اُن کو کَذٰلِکَ کَانُوْا یُؤْفَکُوْنَ نہیں کہا گیا ہے بلکہ یہ علیحدہ جملہ ہے معنی یہ ہے کَذٰلِکَ کَانُوْا ای المتقدمون یُؤْفَکُوْنَ ای عن الحق یعنی متقدمین بھی ان کی طرح حق سے پھرے جاتے تھے اور پھر وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ سے لے کر لَا یَعْلَمُوْنَ تک شکوی کیا گیا کہ اگر ان کو کوئی معجزہ بھی بتلایا جاوے تو پھر بھی یہ کہینگے کہ یہ مبطل ہیں پھر کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ سے وجہ بتلائی گئی ای کذالک التکذیب یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِ الْمُعْتَدِیْنَ اور پھر فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ سے نبی علیہ السلام کو کہا گیا کہ جب اتنے بیانات سے باز نہیں آتے تو ان کو چھوڑ دو اللہ تعالےٰ تجھکو ان پر فتح دے گا کیونکہ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ ہے۔ صاف اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ کا ابتدا اور انتہا دونو متحد ہیں اور دونو میں غرض اعلان فتح کا ہے (حاصل سورۃ اور تقریر کا یہ ہے) پہلے مومنوں کو بشارت دے کر کفار پر زجر اور شکوی اور تخویف اُخروی دی گئی اور تخویف اُخروی کا موقوف الیہ ثبوت آخرت کا تھا اس کا ثبوت پہلے بھی کیا گیا پھر تخویف اُخروی دے کر مومنوں کو کہا گیا کہ اللہ تعالےٰ تم کو فتح دے گا تم اللہ تعالیٰ کی تسبیح کہو اور اسی کو پکارو پھر دلائل عقلیہ توحید کے علی سبیل الترقی بیان کئے گئے۔ پھر باقی دلائل ذکر کر کے کہا گیا کہ جائے شبہ تو نہیں ہیں لیکن یہ کفار خواہشات نفسانی کے تابع ہو گئے ہیں اور مومنوں کو کہا گیا کہ اگر یہ نہیں مانتے تو تم خود توحید کو لازم پکڑو اسکو تبدیل نہ کرو۔ پھر شکوی کے بعد دلیل عقلی توحید ذکر کر کے یہ بیان کیا کہ احسان کرو ظلم نہ کرو تاکہ عذاب الٰہی سے بچو دنیا اور آخرت میں پھر دلیل عقلی توحید کی بیان کر کے کہا گیا کہ تمام فسادے کفار تمہارے شرک کی وجہ سے ہے پھر تخویف اُخروی بتلائی گئی پھر دلیل ذکر کر کے تخویف دنیوی اور بشارت دے کر پھر دلیل عقلی توحید کی بیان کی پھر شکوی کر کے دلیل عقلی توحید بیان کی پھر تخویف اُخروی دے کر خاتمہ کو ابتدا کے ساتھ متعلق کر دیا اور بشارت دے دی پس حاصل یہ ہوا کہ پہلے بشارت دے کر بعد اس کے شکوی اور تخویف بیان کر کے دلائل عقلیہ توحید کو جمع کر کے لایا گیا بعد اس کے متفرق دلائل توحید کے ذکر کئے گئے۔ غرض یہ ہے کہ اگر توحید کو تم نے مضبوط رکھا تو اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے تم کو فتح ضرور دے گا اور آخر میں بشارت بھی دے دی (خلاصہ یہ ہوا) فتح کی بشارت مومنوں کو دی گئی۔ ابتدا، اور آخر میں اور درمیان میں تخویفات اور شکوے وغیرہ ہیں اور توحید کے واسطے دلائل علے سبیل الترقی والتفصیل لائے گئے۔ غرض یہ ہے کہ توحید کو مضبوط رکھو۔ تو اللہ تعالےٰ ضرور فتح دے گا۔

آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَۃُ لُقْمَانَ (مکیہ)

اس سورۃ کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ سورۂ روم میں تو یہ بیان تھا کہ اللہ تعالےٰ تم کو فتح دیگا لیکن شرک نہ کرنا اور توحید پر مضبوط رہنا اس سورۂ میں توحید اور نفی شرک کو بطریق الکمال بیان کیا گیا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ سورۃ تتمہ ہے سورۃ روم کا اور سورۃ روم میں یَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ کہا گیا تھا اس سورۃ کے تو طیہ تمہید میں بیان کیا گیا ہے کہ مومن کون ہیں اوّل میں تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ سے تو طیہ تمہید ذکر کیا گیا اس میں یہ بتلایا گیا کہ آگے جو بیان آرہا ہے وہ تو آیات کتاب مبین کی ہیں اور رحمت اور ہدیٰ ہیں نیک روی کرنے والے کے واسطے اور اس سورۃ کو لقب رحمت اور ہدیٰ کا دیا گیا ہے کیونکہ اس میں توحید علےٰ طریق الکمال اور نفی علم الغیب غیر اللہ تعالےٰ بطریق التفصیل ذکر کی گئی ہے پھر اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ سے نیک روی کرنے والے کا بیان ہے کہ وہ ہیں جو اقامت صلوٰۃ اور پاکی عن الشرک اور انابت کو قبول کرتے ہیں جب اوّل میں بیان کیا کہ یہ رحمت اور ہدیٰ ہے تو آخر میں بھی اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ سے کیا کہ ان اوصاف والے جو نیک روی کرنے والے ہیں یہی لوگ مفلح ہونگے حاصل سے معلوم ہو گیا کہ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ میں زکوٰۃ سے مراد معنی اصطلاحی نہیں ہے کیونکہ سورۃ مکیہ ہے اور مکہ میں تو زکوٰۃ فرض نہ تھی بلکہ مراد پاکی من الشرک ہے (قال ابن عباسؓ) اور وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ سے لے کر لِهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ تک شکوی مع التخویف کیا گیا اور مراد لَهْوَ الْحَدِيْثِ سے شبہات شرکیہ ہیں (خازن) حاصل یہ ہے کہ بعض تو محسنین کے مخالف وہ ہیں جو کہ شبہات شرک کے ڈالتے ہیں تاکہ لوگوں کو گمراہ کریں اور آیات توحید کی سنتے نہیں ہیں گویا ان کے کانوں میں وقر ہے اور یہ سورۃ محسنین کیواسطے ہدایت ہے دوسرے فریق کے واسطے نہیں بلکہ ان کے واسطے تو عمی ہے پھر اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے بشارت للمومنین ذکر کی گئی یہ تو تو طیہ تمہید ہے بعد اس کے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ سے لے کر بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ تک دلیل عقلی توحید کی بیان کی اور دلیل میں ذکر پیدائش کا تفصیل سے بیان کیا گیا۔ اور بعد میں هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ سے کہا گیا کہ یہ تو اللہ تعالےٰ کی پیدائش ہے بتلاؤ تمہارے معبودوں کی پیدائش کیا ہے اور لَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ سے لیکر اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ تک دلیل نقلی بیان کی اور کہا گیا کہ دیکھو لقمان کو ہم نے حکمت دے دی تھی کیونکہ وہ محسنین میں سے تھا اور اپنے لڑکے کو بھی شرک سے بچنے کی وصیت کی تھی اور باقی امور مذکور کے ساتھ بھی وصیت کی اور درمیان میں وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ سے لیکر بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ تک لقمان کے قصے کے درمیان اوخال الٰہی لایا گیا کہ اگر والدین بھی شرک پر مجبور کریں تو باوجود اس بات کے کہ طاعت ان کی ضروری ہے بسبب پرورش کرنے کے ان کے ولد کو لیکن شرک میں سرگزان کی اطاعت نہ کرنا اس جگہ تک تو تمہید اور دلیل عقلی اور نقلی ختم ہو گئی (معانی وغیرہ) فَيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ای بالقاء شبہات الشرک اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ ای لئلا تمید بکم اَنِ اشْكُرْ لِيْ ای قلنا ان اشکر لی۔ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ یعنی سختی اور تنگی کے ساتھ صَخْرَةٍ پتھر وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ نہ پھوک گلہاں اپنیاں آگون لوکاں دے فخر کے سبب سے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ٹھڈ ٹھلکنے والے فخریلے کو وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ اور درمیانہ روی کر تو چلنے میں وَاغْضُضْ نیچا کر تو

آواز کو کہونکہ اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ یعنی اگر بڑا اور اونچا آواز کیا تو اکثر آواز بلند برا معلوم ہوتا ہے مثل حمار کے آواز کے ہوگا پھر اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمْ سے لیکر ظَاھِرَۃً وَّبَاطِنَۃً تک دلیل عقلی توحید کی بیان کی گئی ہے اور مِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سے لے کر اِلٰی عَذَابِ السَّعِیْرِ تک دو شکوے بیان کیے گئے متعلق دلیل توحید کے یعنی ہم تو توحید کے واسطے دلائل واضحہ عقلیہ اور نقلیہ بیان کرتے ہیں اور بعض تسلیم کے بجائے توحید میں مجادلہ کرتے ہیں اگر ان کو کہا جاوے کہ ما انزل کے تابع ہو تو جواب میں بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا کہتے ہیں اگرچہ یَدْعُوْھُمْ اِلٰی عَذَابِ السَّعِیْرِ ہی کیوں نہ ہو اور مَنْ یُّسْلِمْ وَجْھَہٗ سے لے کر اِلٰی عَذَابٍ غَلِیْظٍ تک بشارت اور تخویف بیان کی گئی اس کے بعد وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ سے لے کر بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ تک دلیل عقلی علی سبیل الاعتراف من الخصم بیان کی گئی اور پھر لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے دلیل عقلی توحید کی بیان کی اور اس جگہ دلائل توحید سے یہ ثابت کیا گیا کہ متصرف ہر ایک امر میں اللہ تعالےٰ ہے اور اب وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ تک دلیل توحید کی لائی گئی اور یہ ثابت کیا گیا کہ سب کچھ جاننے والا وہی خدا ہے اور مَا خَلْقُکُمْ وَلَا بَعْثُکُمْ سے تخویف دے کر اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ سے دلیل عقلی توحید کی بیان کی گئی اور ادلہ اور تخویفات بیان کرنے کے بعد ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہِ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ سے لے کر خلاصہ ادلہ کا بیان کیا گیا کہ ذٰلِکَ ای البیان بالادلۃ۔ تنبیقنوا بِاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ یعنی اتنے ادلہ اس واسطے بیان کیے گئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ حق تو ایک اللہ تعالےٰ ہے اور جن کو تم پکارتے ہو۔ وہ باطل ہیں ان کا پکارنا چھوڑ دو اور ایک اللہ تعالےٰ کو پکارو اور پھر اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْکَ سے دلیل عقلی توحید کی بیان کی گئی اور اِذَا غَشِیَھُمْ مَّوْجٌ کَالظُّلَلِ سے لے کر اِلَّا کُلُّ خَتَّارٍ کَفُوْرٍ تک شکوی کیا گیا حاصل یہ ہے کہ وقت مصیبت کے تو ایک اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہو اور وقت زائل ہونے مصیبت کے پھر معبود باطلہ کو پکارنے لگتے ہو اور پھر یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا سے لے کر بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ تک تخویف اخروی دی گئی جیسا کہ مَا نَفِدَتْ کَلِمَاتُ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ تک دو دعوے ثابت کیے گئے یعنی سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا خاص وہی اللہ تعالےٰ ہے اور اس کے بعد ثمرہ نکالا گیا اور اس کے بعد دلائل عقلیہ سے دعوے اول کو ثابت کیا اور اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ سے دعوے ثانی کو ثابت کیا یعنی ان پانچ امور کا علم سوائے باری تعالےٰ کے کسی کو نہیں ہے کما جاء خمس لا یعلمھن الا اللہ ولا نبی ولا ملائکۃ مقرب (خازن) **باقی معانی وغیرہ** وَاَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَہٗ ظَاھِرَۃً وَّبَاطِنَۃً کیا بغیر علم۔ دلیل عقلی وَلَا ھُدًی دلیل وحی وَلَا کِتٰبٍ مُّنِیْرٍ دلیل نقلی اَوَلَوْ کَانَ الشَّیْطٰنُ یَدْعُوْھُمْ اِلٰی عَذَابِ السَّعِیْرِ اَوَلَوْ سے پہلے معطوف علیہ محذوف ہے معنی یہ ہوگا کہ آیا تابع ہونگے آباء اور اجداد کے اگرچہ شیطان بلائے ان کو طرف عذاب سعیر کے اور اقلام خبر ہے اِنَّ کی اور مَا فِی الْاَرْضِ من شجرۃ اسم ہے اور والبحر مبتدا ہے اور مابعدہٗ جملہ خبر ہے اور مَا نَفِدَتْ کَلِمٰتُ اللّٰہِ خبر ہے لَوْ اَنَّ کی اور اس کے اول فکتب بھا معلومات اللہ محذوف ہے معنی یہ ہوگا کہ اگر ثابت ہو جائے یہ بات کہ تمام درختوں کی قلمیں بناویں اور ایک دریا میں سات دریا اور ملا کر سیاہی بنائیں اور ان سے معلومات اللہ لکھے جائیں تو پھر بھی معلومات اللہ ختم نہ ہونگے۔ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ای العبادۃ والدعاء مُقْتَصِدٌ حق پر چلنے والا اور افراط اور تفریط نہ کرنے والا اختار عدم شکن وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ معتزلہ اس آیت کو اپنے مذہب کی تائید بتاتے ہیں اور کہتے ہیں اللہ تعالےٰ کو سب چیز کا علم ہے جو موجود ہیں یا وہ جو ارادہ کیا ہے اور جس چیز کا ابھی ارادہ نہیں کیا

اس کا علم نہیں اسی واسطے لیعلم وقت کل غیث نہیں فرمایا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کو پہلے جاننا ضروری نہیں ہے اور اہلسنت والجماعۃ قرینہ اول سے یہ کہتے ہیں کہ تنزیل الغیث کا علم بھی اللہ تعالےٰ کے نزدیک ہے (حاصل سورۃ و تقریر) پہلے توطیہ تمہید میں کہا گیا کہ یہ آیات کو کتاب مبین کی ہیں اور رحمت اور ہدایت ان لوگوں کے واسطے ہے جو کہ مامور من اللہ کو ادا کرتے ہیں اور شرک سے ہٹتے ہیں اور جو ایسے نہیں اُن کے لئے عمی ہے قال تعالیٰ وھو علیھم عمی اور پھر دلیل عقلی بیان کر کے دلیل نقلی اور درمیان میں تائید دلیل نقلی کی بیان کی اور پھر دلیل عقلی اور ردوشکوے اور بشارت اور تخویف ذکر کی گئی ہے اور پھر دلیل عقلی بیان کر کے شرہ نکالا گیا اس کے بعد طریقہ سابقہ کو اعادہ کیا گیا یعنی پہلے دعویٰ اول اور پھر دعویٰ ثانی کو ثابت کیا گیا اور درمیان تخویف دی گئی۔ خلاصہ یہ ہوا کہ توحید کو بطریق التفصیل ثابت کیا گیا۔ پہلے دلائل عقلیہ واسطے ثبوت دعویٰ اول کے اور پھر ایک دلیل واسطے ثبوت دعویٰ ثانی کے لا کر ثمرہ نکالا گیا اور پھر بھی اسی طریقے کا اعادہ کیا گیا۔ ۱۲ خِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَۃُ السَّجْدَۃِ (مکیہ)

اس سورۃ کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ سورۃ روم میں وعدہ فتح اور بشارت دی گئی تھی کہ تم اے مومنو توحید پر محکم رہو اللہ تعالیٰ تم کو فتح دے گا پھر سورۃ لقمان میں توحید علی طریق الکمال ثابت کیا جب توحید ثابت ہو گئی تو اس سورۃ میں بطریق ترقی نفی شفیع غالب کی بیان ہو گی۔ جیسا کہا کہ مَا مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ الخ لہٰذا اس سورت میں جو دلائل توحید کے بیان ہوں گے وہ تمام اس دعویٰ کے ساتھ منطبق ہوں گے اگرچہ بظاہر توحید کا ثبوت ہو گا (حاصل سورۃ) تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْہِ سے لیکر لَعَلَّھُمْ یَھْتَدُوْنَ تک بطور تمہید کفار کے واسطے شکوی بیان کیا گیا کہ یہ تو کتاب منزل لاریب فیہ ہے یعنی شک کے لایق نہیں ہے اس معنی بموجب جو تکالیف مطلوبہ وغیرہ میں مذکور ہیں نہ کرنی پڑیں گی۔ آیا یہ کفار کہتے ہیں کہ اُس نے افترا کیا ہے حالانکہ یہ تو حق ہے اور منذر ہے اور پھر اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ سے لیکر قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ تک دلیل توحید کی بیان کی گئی اور غرض ان سے نفی شفیع غالب کی ہے اور اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ سے مِنْ وَّلِیٍّ تَعْدِلُوْنَ تک ثابت کیا گیا کہ متصرف وہی ہے ہر ایک امر میں اور ذالک عالم الغیب سے یہ ثابت کیا گیا کہ ہر ایک کا عالم بھی وہی ہے حاصل یہ ہوا کہ: تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْہِ تو کہا گیا یہ حکمنامہ ہے جو کہ لاریب فیہ کے قبیل سے ہے اور اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ سے لے کر بتلایا گیا کہ حکمنامہ یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے کوئی زور اور قہر سے کام نہیں کرو اسکتا اور پھر وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ سے لے کر ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ تُرْجَعُوْنَ تک شکوی اور ان کے قول کا رد کیا گیا کہ جو کہتے تھے ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ یعنی بعد مر جانے اور گم ہو جانے کے زمین میں پھر پیدا ہو جاویں گے تو جواب دیا گیا کہ ہاں ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ تُرْجَعُوْنَ یعنی جس نے تم کو پہلے پیدا کر لیا ہے اس پہلی پیدائش کو تو تم بھی مانتے ہو کہ بے شک پیدا کرنے والا ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اسی طرح پھر بھی پیدا کرے گا۔ اور اس دلیل یعنی اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ سے بھی ثابت کیا گیا اور بتاؤ تمہارے شفعاء کیا کر سکتے ہیں اور پھر وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ سے لیکر وَذُوْقُوْا عَذَابَ

الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ تک تخویف اُخروی بحالات الکفار کے بتلائے گئے اور بعد اس کے اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ سے لے کر وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ تک مقابلے حال کفار کے مومنوں کا حال بھی بتلایا گیا کہ پکی بات یہ ہے کہ مومن کامل وہ ہیں کہ جو ایمان لائیں آیات کے ساتھ اور عاجزی کریں اور انابت کو قبول کریں اور ضد نہ کریں اور ان کا کام سَبِّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ہو یعنی شریکوں سے اللہ تعالےٰ کی پاکی بیان کریں اور پاکی بھی متلبس ہو حمد اللہ کے ساتھ یعنی یہ کہیں کہ شریکوں سے تُو پاک ہے اور حمد بھی تیری ہے شان ہے یعنی سب کچھ کرنے والا بھی تُو ہے اور جس جگہ اس طرح عبارت آئی ہو اس کا یہ معنی ہوتا ہے کہ سَبِّحُوْا سے مراد نفی عن الشریک بیان کرنا ہوتا ہے اور بِحَمْدِ اللّٰہ میں ادماج ہوتا ہے یعنی متصرف تو ایک ہے پس یہی تیرے واسطے ہونی چاہیئے اور دوسرا کام ان کا يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا یعنی ایک اللہ تعالےٰ کو پکارتے ہیں اور انفاق مال کا بھی کرتے ہیں اور فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ سے بشارت بیان کی گئی یعنی ہر ایک کو اعمال کے مطابق جزا ملے گی اور اس کو علیٰ طریق الکمال کوئی نہیں جانتا۔ علم نفی سے مراد نفی علم کامل کی ہے اور پھر اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے لیکر اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ تک بشارت واسطے مومنوں کے اور تخویف اُخروی واسطے کفار کے بیان کی گئی اور پھر وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ سے لے کر وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ تک دلیل نقلی بیان کی گئی اور اُستاذنا العلام نے یہ بیان کیا کہ غرض دلیل نقلی سے یہ ہے کہ دیکھو موسےٰ علیہ السلام بھی یہی کہتا تھا کہ متصرف اور عالم ہر ایک امر کا ایک خاص اللہ تعالےٰ ہے اسی کو پکارو اور اُس کی تفصیل و تنویر یہ ہے کہ پہلے مفصل ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا کہا گیا اور ابتدا میں اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ کہا گیا۔ حاصل یہ ہے کہ اوّل میں کہا گیا کہ یہ کفار بجائے ایمان لانے کے اعراض کر کے افترا وغیرہ کہتے ہیں اور دعوے کو نہیں مانتے اور ہم نے موسےٰ علیہ السلام کو بھی کتاب دی تھی جیسا کہ تم پر اے رسول اللہ صلعم نازل کی گئی ہے اور اس کو ہم نے ہدایت بنایا تھا واسطے بنی اسرائیل کے جیسا کہ یہ کتاب ہدایت ہے لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ پس معلوم ہوا کہ ہم نے پہلے بھی اسی طرح کیا اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ سے لے کر اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ تک تخویف دی گئی اوّل اُخروی اور بعد میں دنیوی اور اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ سے لے کر يُبْصِرُوْنَ تک بالنظاہر تو دلیل توحید کی معلوم ہوتی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی وہ ذات ہے جو کہ خشک زمین سے زرع کو پیدا کرتا ہے جس کو تم اور تمہارے انعام وغیرہ کھاتے ہیں لیکن اس سے غرض ثبوت قیامت کا ہے کیونکہ اس کے بعد وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ بھی حال قیامت کے متعلق ہے یعنی حاصل یہ ہے کہ یہ تو قیامت کو نہیں مانتے اور بجائے ماننے کے استہزا کرتے ہیں حالانکہ جو ذات پاک خشک زمین سے زرع پیدا کر لیتا ہے اسی طرح تمام مخلوقات کو پیدا کر لیگا اور قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ سے لے کر اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ تک تخویف ہے (حاصل اور خلاصہ) سورت کا یہ ہے کہ اصلی مقصود اس سورت میں نفی تشفیع قہری کی ہے اور اوّل میں کہا گیا کہ یہ حکمنامہ رب العٰلمین کی طرف سے ہے اور یہ کفار ماننا بجائے خود اس کو افترا کہتے ہیں حالانکہ یہ ان کی ہدایت کے واسطے نازل کیا جاتا ہے اور پھر وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ سے لے کر دلیل نقلی اس کے متعلق لائی گئی کہ دیکھو ہم نے موسےٰ پر کتاب نازل کی واسطے ہدایت بنی اسرائیل کے اُنہوں نے یقین کر کے ایمان اس کے ساتھ لایا اور درمیان میں دلائل عقلی واسطے توحید کے یعنی سب کچھ کرنے والا اور جاننے والا وہی ہے اسکے بعد کفار کا شکوی کیا گیا کہ یہ کفار آخرت کو نہیں مانتے اور استہزا کرتے ہیں حالانکہ جس ذات نے ان کو پہلے پیدا کیا ہے پھر بھی انکو پیدا کر سکتا ہے اور باقی سورتوں میں تخویف اُخروی اور بشارت ذکر کی گئی ہے وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ الاحزاب

اس سورۃ کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ سورۂ سجدہ میں نفی تشفیع قہری کی گئی۔ اس سورۃ میں یہ بیان ہے کہ اے رسول صلعم تم کو کفار کہتے ہیں کہ ہماری اتنی بات تسلیم کرلو کہ ہمارے معبود شفیع ہوں گے اور باقی جس طرح تمہاری مرضی چاہے تبلیغ کرو۔ لہٰذا اس سورت میں رسول صلعم کو کہا گیا کہ زمی مت کرنی بلکہ ان کے معبودوں کی مذمت کرتے رہنا کما جاء فی سورۂ نون والقلم وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ الخ اور دوسری جگہ قرآن میں آیا ہے بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ اور سورۃ بنی اسرائیل میں آیا ہے لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا اب ربط ماقبل کے ساتھ تو ظاہر ہو گیا۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ سے لے کر وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا تک اور مفسرین نے اس جگہ یہ شان نزول کہا ہے جیسا خازن میں اس کی تفصیل ہے اور اس کا اجمال یہ ہے کہ بعد جنگ اُحد کے کافر رسول اللہ صلعم کے پاس آئے اور حضرت عمرؓ بھی رسول اللہ صلعم کے پاس کھڑے ہوئے تھے کفار نے کہا کہ محض ہمارے معبودوں کی شفاعت تسلیم کرو باقی تم اپنے تمام احکام کی تبلیغ کرتے رہو تو رسول صلعم کو حکم ہوا يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ ای دم علی التقوٰی وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ یعنی شفاعت قہری کی نفی کرتے رہو اور مَا يُوْحٰٓى کے تابع ہو۔ میں نے اس کی تفصیل ربط میں کر دی ہے اور مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ سے لے کر وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا تک دو نظیریں متعلق ماقبل کے بیان کیں اور اوّل میں مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ علت بیان کی ہے ماقبل کی یعنی وجہ حکم سابق اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الخ کی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ایک شخص میں دو قلب نہیں بنائے جو کہ ایک سے اللہ کا اتقا کرے اور دوسرے سے اتقا غیر کا کرے یعنی غیر اللہ کی تابعداری کرے۔ ع دو دل بودن بجز بے حاصلی نیست۔

شعر

یکے بین و یکے دان و یکے گو ✦ یکے خواہ و یکے خوان و یکے جو

اس آیت کا یہ معنی بعض تفسیر والوں نے کیا ہے اور دوسری نظیریں مَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ سے لے کر وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ تک بیان کی گئیں۔ حاصل یہ ہے کہ اے رسول اللہ صلعم کفار کو کہدے کہ تمہارے کہنے سے کوئی معبود اور شفیع نہیں بن جاتا جیسا کہ والد کہنے سے والدہ اور ولد کہنے سے ولد نہیں بنتا اور ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ سے لے کر وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا تک ماقبل کے متعلق بیان کیا گیا کہ غیر والدہ کو والدہ کہنا اور اپنے ادعیاء کو ابناء کہنا محض قول ہیں کہ مُنہ سے کہے جاتے ہیں اللہ تعالےٰ تم کو ایسے اُمور کی ہدایت نہیں کرتا بلکہ وہ تو یہ بتلاتا ہے کہ ادعیاء کو ان کے والدوں کے نام کے ساتھ بتلایا کرو۔ اگر تم کو ان کے آباء کے نام نہیں آتے تو تمہارے بھائی اور دوست ہیں دین میں ولد تمہارے نہیں بن سکتے ہاں اگر خطا ادعیاء کو ابناء کے ساتھ بلایا تو اللہ تعالےٰ معاف کر دے گا گناہ اور عصیان عمداً میں ہے۔ تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ جاہلیت کے زمانہ میں دو رسمیں عربوں میں تھیں ایک یہ کہ جس نے اپنی زوجہ سے ظہار کیا (یعنی اس کو کہا اَنْتِ عَلَیَّ کَظَهْرِ اُمِّیْ) تو اس کو والدہ خیال کرتے تھے حکماً اور اس کو رجوع نہیں کرتے تھے اور دوسری رسم یہ تھی کہ متبنّٰے کو ولد خیال کرتے تھے لہٰذا اس کی زوجہ کے ساتھ خود متبنّٰی بنانے والا بالکل نکاح نہیں کرتا تھا۔ اصل میں اس سورت میں مقصود بالذات نفی شرک اور ان دو رسموں کا دُور کرنا ہے اور اوّل میں ربط ماقبل کے ساتھ دے کر ان دونوں کو بطور

نظیر کے بیان کیا اور رسم تب دور ہو سکتی ہے کہ رسم زائل کنندہ خود پہلے اس پر عمل درآمد کرے لہٰذا اول میں رسول اللہ صلعم کا متبنّیٰ زیدؓ تھا رسول اللہ صلعم کو حکم ہوا کہ زینبؓ کا نکاح زیدؓ کے ساتھ کرو اور جب زیدؓ نے زینبؓ کو طلاق دے دی تو حکم ہوا کہ تم آپ زینبؓ کے ساتھ نکاح کرو تاکہ متبنّیٰ کی عورت نہ لینے کی رسم دُور ہو جائے اور جو مفسرین نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اپنی میلانِ طبیعت سے جو زینب کی طرف تھی زید سے طلاق دلوائی تھی بالکل غلط ہے ایسے امور سے انبیاءؑ معصوم ہیں بلکہ پہلے نکاح کرنے کے وقت زینب رضؓ زیدؓ کے ساتھ راضی نہیں تھیں مجبوراً نکاح کیا گیا تھا۔ اس کے متعلق مضمون اور بحث اس سُورت میں ہو گی۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ حاصل تمام تقریر کا یہ ہے کہ کفار کو کہا گیا کہ تم میں تین غلطیاں ہیں۔ ایک اصُول میں کہ غیر اللہ معبُود اور شفیع بناتے ہو۔ اور دو فروعات میں ہیں اس کے بعد اب اس مضمون کے متعلق خطابات کوئی نبی علیہ السلام کو اور کوئی لوگوں کو اور ازواج مطہرات کو ہونگے۔ (۱) اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ سے لے کر کَانَ ذٰلِکَ فِی الْکِتٰبِ مَسْطُوْرًا تک خطاب مومنوں کو کیا گیا۔ خاص اور ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ اے مومنو! اب رسول اللہ صلعم نے رسمِ قدیمی کو توڑ ڈالا لہٰذا کفار اور منافق مخالف ہوں گے تم نبی صلعم کے ساتھ اپنی جانوں کو قربان کرنا نبی علیہ السلام پر اور ازواج مطہرات کی بے حُرمتی نہ ہونے دینا۔ ازواج مطہرات کو اُمہات سمجھو لیکن میراث میں نہ (معانی الفاظ) اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآءِهِمْ یعنی پکارو تم دراں حال نسبت کرنے والے ہو تم ان کو طرف آباء اُن کے کے۔ فِیْ کِتٰبِ اللّٰهِ ای فیما فرض اللّٰه اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا مراد اولیاء سے مُہاجرین اور باقی مومنین ہیں اَنْ تَفْعَلُوْا تاویل مصدر مبتدا ہو گا خبر اس کی جائز محذوف ہے ای الا فعلکم معروفا ای احسانا جائز الی المهاجرین والمؤمنین وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ سے لے کر وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا تک خطاب للنبی علیہ السلام کہ اے نبی صلعم مخالفت کفار کی ضرور کرنی اور نرمی نہ کرنی یاد تو کرو کہ اللہ تعالےٰ نے تمام انبیاء اور تجھ سے وعدہ لیا تھا کہ میرے احکام کی پوری طرح تبلیغ کرنا کیونکہ تبلیغ کے بارے میں صادقین سے قیامت میں صدق ان کے سے پوچھا جاوے گا کہ تم نے صدق سے پوری پوری تبلیغ کی ہے یا نہ اور تبلیغ کے نہ ماننے والوں کے واسطے عذاب جہنم تیار کیا ہُوا ہے۔ اور یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا سے لے کر وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا تک خطاب لوگوں کو کیا گیا جس طرح نبی علیہ السلام کو خطاب کر کے کہا گیا کہ اپنے وعدے کو یاد کرو اسی طرح مومنوں کو کہا گیا کہ اے مومنو مت ڈرو رسول اللہ صلعم کے ساتھی بنو اور مخالفت نہ کرو میں تم کو مدد دوں گا جیسا کہ جنگ احزاب میں مدد دی تھی (معانی الفاظ) وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ یعنی مدینے کی مغرب اور جنوب میں وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا یعنی تم کو ظن تھا کہ نصرت نہ ہو گی کیونکہ ظاہر صورت فتح کی کوئی نہ تھی اور باللّٰہ کا معنی فِیْ حَقِّ اللّٰهِ اِلَّا غُرُوْرًا ای الا صاحب غرور کا معنی کذب ہے فَارْجِعُوْا اے من الایمان الی الکفر یعنی کافر ہو جاؤ وَمَا هِیَ بِعَوْرَةٍ کیونکہ بچے اور بعض مرد بوڑھے مکانوں میں تھے وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا معنی یہ کہ اگر یہ کفار طرف مدینے سے ان کے گھروں میں داخل ہوتے اور ان کو شرک کہا جاتا تو اس کے قبُول کرنے میں دیر نہ کرتے قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ اَلْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا اگر بھاگو تم موت یا قتل سے تو نہ فائدہ دے گا تم کو بھاگنا اور اگر بھاگو گے تو نہ فائدہ دیئے جاؤ گے مگر تھوڑا سا عرصہ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ای من ذا الذی یمنع بکم الرحمة المعوقین ای المانعین یہ دو فریق یعنی مانعین اور قائلین لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا یعنی جو پہلے جا کر واپس ہوئی تھی اور مراد مُعَوِّقِیْن سے منافق ہیں اَشِحَّةً یعنی بُخل کرنے والے عَلَيْكُمْ بِالْاَلْسِنَةِ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ یعنی مارتے ہیں تم کو ساتھ زبانیں تیز کے در انحال حرص کرنے والے ہیں اوپر مال کے وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ذٰلِكَ کا شارہ الیہ عذاب ہے

جو کہ مفہوم ہوتا ہے فَاَحْبَطَ اللّٰہُ اَعْمَالَھُمْ سے وَیَحْسَبُوْنَ کی ضمیر مُعَوِّقِیْنَ اور قَائِلِیْنَ دونوں کی طرف راجع ہے وَلَوْ کَانُوْا فِیْکُمْ مَّا قَاتَلُوْا اِلَّا قَلِیْلًا یعنی اگر احزاب آتے اور یہ درمیان میں ہوتے تو کچھ بھی قتال نہ کرتے لِیَجْزِیَ اللّٰہُ میں لام عاقبت کا ہے یعنی عاقبت یہ ہوگی کہ صادقین کو جزا خیر اور منافقین کو عذاب دے گا یا معافی کرے گا وَرَدَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِغَیْظِھِمْ لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا یعنی مع غیظہم کے ہے اور خیر سے مُراد فتح ہے یعنی واپس کیا اللہ تعالےٰ نے کفار کو ساتھ غیظ کے اُنہوں نے فتح کو نہ پایا وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاھَرُوْھُمْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ مِنْ صَیَاصِیْھِمْ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الرُّعْبَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِیْقًا وَّاَوْرَثَکُمْ اَرْضَھُمْ وَدِیَارَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْھَا وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا اس کا عطف وَرَدَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا پر ہے مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ بیان ہے ظَاھَرُوْھُمْ کا اور مِنْ صَیَاصِیْھِمْ متعلق ہے انزل کے ساتھ حاصل یہ ہے کہ کفار کو اللہ تعالےٰ نے بغیر فتح کے واپس کیا اور اہل کتاب جو گرد و نواح مدینہ کے تھے اور کفار کو مدد دی تھی۔ ان پر اللہ تعالےٰ نے تم کو غلبہ دیا۔ تمہاری چڑھائی کے سبب سے وہ اپنے قلعوں سے نیچے اُتر آئے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ان کے دلوں میں رُعب ڈال دیا تھا۔ تم نے مردوں کو قتل کرکے اور عورتوں اور بچوں کو قید کیا اور ان کی زمین وغیرہ کے تم مالک ہوگئے وجہ یہ تھی کہ اُنہوں نے سعد رضؓ کو ثالث منظور کیا اور سعد نے یہی حکم دیا تھا یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ سے لے کر اَجْرًا عَظِیْمًا تک خطاب نبی علیہ السلام کو ازواج مطہرات کے حق میں کیا گیا۔ حاصل یہ کہ اے رسول صلعم کہدے ازواج مطہرات کو کہ اگر تم کو دُنیا کی ضرورت ہے تو آؤ میں تم کو متعہ وغیرہ دے کر تم کو طلاق دے دوں۔ اگر تابعداری اللہ اور رسول صلعم کی کرو تو اللہ تعالےٰ اجر دے گا۔ اس سے غرض یہ ہے کہ جو یہ رسم کہ رسول اللہ صلعم نے توڑی ہے اس میں اوّل تو مومنوں کو کہا گیا کہ رسول اللہ صلعم کی تابعداری کرنی اور مت ڈرنا تم کو میں مدد دوں گا اس رسم کے توڑنے سے کفار و منافق مخالف ہوگئے ہیں اب ازواج مطہرات کو کہا گیا کہ تم بھی رسول اللہ کی تابعداری کرو مخالفت نہ کرنا۔ پھر یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْکُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ سے لے کر اَعْتَدْنَا لَھَا رِزْقًا کَرِیْمًا تک خطاب ازواج مطہرات کو کیا گیا ہے یعنی تم میں سے جو فاحشہ مُبیّنہ ہوگی یعنی نشوز الخلق کرے گی یعنی اگر کوئی عورت تم کو کہے کہ رسول صلعم نے کیا کیا کہ متبنّیٰ کی عورت نکاح کرلی ہے تو تم یہ کہو کہ رسول صلعم نے اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کی ہے اگر تم یہ کہو کہ رسول صلعم زور والا ہے۔ اپنی مرضی سے کام کرتا ہے یہ کہنا تمہارا فاحشہ مبیّنہ ہے اور اس کے بدلے میں تم کو اللہ تعالےٰ دُگنا عذاب دے گا اور جس نے یہ فاحشہ نہ کیا تو اس کو دوگنا اجر ملے گا اور پھر یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ سے لیکر اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا تک خطاب ازواج مطہرات کو کہا گیا کہ اگر اتقار کرو اور فاحشہ سے بچنا چاہو تو اس تعمیل کے بارے میں نرم قول مت کہو یعنی یہ نہ کہو کہ رسول صلعم اپنی مرضی والا ہے کیونکہ منافق سمجھینگے کہ کچھ تو رسول صلعم کے گھر میں مخالفت ہوگئی ہے اور باقی یہ کہ اپنے گھروں میں قرار پکڑو اور زینت جاہلیہ وغیرہ کو ترک کرو کیونکہ ان امور سے کفار طعن اور تہم کریں گے اللہ تعالیٰ کی یہ مرضی ہے کہ اہل بیت سے بدنامی کو دُور کرے۔ جاننا چاہیئے کہ اہل بیت سے مراد عام ہے کوئی خاص پنج تن مُراد نہیں ہیں کیونکہ سیاق قرآن اس کے مخالف ہے ہاں البتہ رسول صلعم نے چار تن کے واسطے دعا کی تھی وہ فاطمہ رضؓ اور حضرت حسینؓ اور حسنؓ اور علیؓ ہیں رضوان علیہم اجمعین لیکن اس آیت میں اہل بیت سے یہ نہج مراد نہیں ہیں پس اعتراض شیعہ کا دفع ہوگیا اور پھر اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ سے لے کر اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا تک خطاب عام مومنوں اور مومنات کو کیا گیا۔ حاصل یہ ہے کہ تابعداری کرنے والوں کیلئے اجر ہے اور مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا

مؤمنات سے لیکر فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا تک متعلق اَعَدَّ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا کے لایا گیا یعنی اللہ تعالےٰ اجر تو دیگا لیکن ان لوگوں کو امر رسول اللہ کی تابعداری کرنی اور مخالفت نہ کرنی ضروری ہے اور جو مخالفت کرے گا۔ اس کے واسطے جہنم تیار ہے اور پھر اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ سے لیکر وَ کَانَ اَمْرُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا تک نبی علیہ السلام کو زجر کی گئی ہے یعنی اے رسول اللہ صلعم تو نے زید کو زجر کی کہ کیوں زینب کو چھوڑتا ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ کی یہ خواہش تھی کہ تو زینبؓ کو نکاح کرے تاکہ ان کی رسم دور ہو جائے اور لوگ خود مخالف ہونگے اور مداخلہ ہونا زینبؓ کا کوئی ثابت نہیں ہے اور جو مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ زینبؓ بہ حسن کی وجہ سے رسول اللہ صلعم کو پسند آگئی تھی لہٰذا زید سے طلاق دلوا کر آپنے نکاح کر لی یہ بالکل غلط ہے کیونکہ اگر یہ بات ہوتی تو پہلے زیدؓ کے ساتھ نکاح نہ کرواتی۔ اور مَا کَانَ عَلَی النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ سے لیکر وَ کَفٰی بِاللّٰہِ حَسِیْبًا تک خطاب نبی علیہ السلام کو کیا گیا کہ اے نبی علیہ السلام مَا فَرَضَ اللّٰہُ میں تجھ کو تنگی نہ ہونی چاہیئے محافظ اللہ تعالےٰ ہے اور مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ سے لے کر اَعَدَّ لَھُمْ اَجْرًا کَرِیْمًا دو خطاب مومنوں کو کیے گئے (۱) اوّل یہ کہ محمدؐ کوئی باپ تو زید کا نہ تھا کہ اس کی زوجہ سے نکاح کرنے میں غصہ آتا ہے (۲) اور دوسرا جو تم سے غلطی اور گناہ ہو گیا ہے کہ تمہارے دل میں خیال بدگمانی رسول صلعم کے حق میں ہو گیا ہے اس کے بدلے میں اللہ تعالےٰ کو یاد کر کے طلب معافی کی کرو اور یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ سے لے کر وَ تَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ ط وَ کَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا تک خطاب نبی علیہ السلام کو کیا گیا یعنے اے رسول اللہ صلعم تم کو ہم نے رسول بنایا ہے تاکہ لوگوں کو مسئلہ حق بتاویں یعنی کہدیں کہ متبنےٰ کی عورت حلال ہے اگرچہ لوگ مخالف ہوں پھر اس جگہ سورت کے ابتدائی حال کا اعادہ کیا گیا وَ لَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ دَعْ اِذٰھُمْ وَ تَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا اور یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا سے لے کر جَمِیْلًا تک خطاب مومنوں کو کیا گیا کہ اگر مومنات کو نکاح کرو خواہ متبنےٰ کی عورت ہو یا سوائے اس کے اور تم طلاق قبل الدخول دے دو تو عدت کوئی لازم نہ ہو گی جیسا کہ زینبؓ کی عدت کوئی نہ تھی اور یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ سے لے کر وَ کَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ رَّقِیْبًا تک خطاب نبی علیہ السلام کو کیا گیا اس میں لِکَیْلَا یَکُوْنَ عَلَیْکَ حَرَجٌ علت ہے لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ یعنے اقسام اربعہ جو کہ مذکور ماقبل ہیں ان کی سوائے تیرے لئے حلال نہیں ہیں اس معنی بموجب نسخ نہ ہو گا۔ حاصل یہ ہے کہ چار قسم کی عورتیں تیرے واسطے یا رسول اللہ جائز ہیں اوّل قسم اٰتَیْتَ اُجُوْرَھُنَّ سے بیان کیا گیا یعنی جو سابقہ مہر والی ہیں (۲) ثانی قسم اَوْ مَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ سے شروع کیا گیا ہے (۳) اور تیسرا قسم وَ بَنٰتِ عَمِّکَ سے شروع کیا گیا ہے (۴) قسم رابع اَوِ امْرَاَۃً مُّؤْمِنَۃً الخ یعنی وہ جو کہ خود نفس کو رسول اللہ صلعم پر ہبہ کر دے تین اخیر قسموں کی جواز کی وجہ یہ ہے کہ یہ تمام حق طلب نہ کریں لی ان چار قسموں کی تقیید تجھ پر اے رسول اللہ صلعم ہے وَ قَدْ علمنا ما فرضنا ای علی المؤمنین لا علی النبی صلعم اور وجہ احلال کثرت نساء کی یہ ہے تاکہ لوگوں کو تبلیغ احکام مشروعہ کی پوری طرح سے ہو جاوے کیونکہ مکہ میں تو احکام مشروعہ جاری نہیں ہوئے اسی واسطے مکہ میں ایک خدیجۃ الکبریٰ کے ساتھ نکاح ہوا اور جب مدینے میں آئے اور احکام مشروعہ نازل ہوئے تو زیادہ نکاح کرنے کی اجازت دی گئی تاکہ اچھی طرح تبلیغ احکام ہو جائے پس اعتراض کوئی نہ رہا (معانی) تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ ای لا تقسم لا یتھن ما شئت یعنی دور کریں جس کو چاہیں وَ تُؤْوِیْٓ اِلَیْکَ اپنے پاس جگہ دیویں جس کو چاہیں وَ لَا اَنْ تَبَدَّلَ بِھِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ یعنی تیرے واسطے حلال نہیں اے نبی علیہ السلام کہ جو اب نکاح میں ہیں ایک کو چھوڑ دیں اور اس کے بدلے میں غیر مہاجرہ کو نکاح کریں کیونکہ مہاجرہ وغیرہ جو ہیں وہ تو حق طلب نہیں کرتیں اور یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا

تک چند قواعد بتلائے گئے تاکہ اتہام منافقوں اور کفار سے محفوظ رہیں اور اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ سے لیکر اِثْمًا مُّبِیْنًا تک اول تو مومنوں کو کہا گیا کہ تم آفرین آفرین کرو جس طرح اللہ تعالےٰ اور ملائکہ آفرین کر رہے ہیں کہ یا رسول واہ واہ تو نے اپنے اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کی ہے یہ معنی مثنوی والا نے کئے ہیں اور بخاری میں ہے صلاۃ اللہ ثناءہٗ اور جو لوگ ایذا یعنی اتہام لگاتے ہیں نبی علیہ السلام اور مومنین اور مومنات پر بغیر حق کے ان کو اثم مبین ہے اور قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ سے وَلَعَنَھُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا تک تین امور تبلائیں گئے اول تو منافقوں کے رفع اتہام کے واسطے حکم کیا گیا نبی علیہ السلام کو کہ رات کے وقت یہ منافق عورتوں کو آواز دیتے ہیں اتہام لگانے کے واسطے پھر اگر ان سے پوچھا جاوے تو کہتے ہیں کہ ہم نے فلانی عورت خیال کی تھی لہٰذا حکم ہوا کہ اے نبی علیہ السلام ازواج مطہرات اور نساء المومنین کو کہدیجادیں اوڑھ کر گھر سے نکلا کریں پھر اگر منافق منع نہ ہوئے تو دنیا میں تم کو اُن پر مسلط کردیں گے یہ دوسرا امر تھا یعنی تخویف دنیوی تھی اور تیسرا تخویف اُخروی ذکر کی گئی یَسْئَلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَۃِ سے آخر تک (معانی الفاظ) وَالْمُرْجِفُوْنَ ای خبر پھیلانے والے اور یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے لیکر فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا تک دو خطاب مومنوں کو کئے گئے کہ رسول اللہ صلعم کو اتہام کے ساتھ ایذا نہ دیا کرو اور قول کذب نہ کہا کرو بلکہ سدید قول اور صادق کہا کرو۔ جیسا کہ موسےٰ علیہ السلام کو اُن کی قوم نے ایذا بوجہ اتہام زنا دیا تھا جب موسیٰ علیہ السلام نے اکوزنا سے منع کیا اور کہا کہ زانی کو قتل کیا جائے گا تو قارون نے کہا کہ اگر تو بھی ہوگا تو موسےٰ علیہ السلام نے کہا، ہر کسی کے واسطے یہی حکم ہے اس مردود نے کہا کہ فلانی عورت کہتی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے میرے ساتھ زنا کیا ہے۔ نعوذ باللہ۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے اس عورت کو بلا کر کہا کہ تجھ کو اس خدا کی قسم ہے کہ جس نے دریا کو کالطود العظیم بنایا تھا۔ سچ کہدے۔ تو اس نے کہا کہ مجھکو قارون نے کہا۔ کہ اگر تو موسےٰ علیہ السلام کو زنا سے متہم کردے میں تم کو سونے کا تھال دُوں گا اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اس تہمت ایذا سے بری کیا اور قارون کو زمین میں غرق کیا اور اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ سے لیکر وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا تک نے جو کی گئی منافقوں اور کافروں کو یعنی ہم نے مناسب احکام کا اُنکو حکم کیا تو بعض ان میں سے یعنی کفار اور منافقوں نے ادا نہ کئے حالانکہ زمین اور آسمان کے جو مناسب حکم تھے ان پر حکم کیا اُنہوں نے ادا کیا جیسا کہ سورۂ حٰمٓ میں آیا ہے فَقَالَ لَھَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ کَرْھًا قَالَتَآ اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ جب انسان نے احکام الٰہی کو اُٹھا لیا اور بجا نہ لایا تو عاقبت اس کی یہ ہوگی کہ اللہ تعالےٰ منافقوں اور کافروں کو عذاب دے گا اور مومنوں کے لئے جنات نصیب ہونگے۔ تقریر سے واضح ہوا کہ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَا کا معنی یہ ہے کہ مان لیا اُنہوں نے احکام کو اور حَمَلَھَا الْاِنْسَانُ کا معنی خانہا الانسان ہے یعنی احکام نہ مانے اور انکار کیا جیسا کہ زجاج نے کہا حمل الامانۃ ای خانہا (مدارک) اور اس جگہ مراد الانسان سے منافق اور کافر ہیں لِیُعَذِّبَ اللّٰہُ میں لام عاقبت کا ہے (حاصل تقریر کا یہ ہے) اول میں تو رسول اللہ صلعم کو کہا گیا کہ کفار کی تابعداری نہ کرنا اور نرمی مت کرنا اس بات میں کہ کہتے ہیں کہ شفیع ہونا ہمارے معبودوں کا تسلیم کرلے بلکہ تابعداری مَا یُوْحٰٓی اِلَیْکَ کرتے رہو۔ یہ تو ان کے عقائد اور اصول کو رد کیا گیا ہے کہ کوئی معبود اور شفیع بنانے سے نہیں بنتا پھر اس کی دو نظیریں بیان کیں جیسا کہ والدہ اور والد بنانے سے والدہ اور والد نہیں بنتے حاصل یہ ہے کہ ایک غلطی ان کے اصول اور دو فروع میں تھیں اللہ تعالےٰ نے اُن کو رد کیا پھر خطاب واسطے نبی علیہ السلام کے اور ازواج مطہرات کو کئے گئے (۱) اول خطاب مومنوں کو ہے بعد خطاب کے جو پہلے رسول اللہ صلعم کو کہا گیا لَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ مومنین کے واسطے ضروری ہے کہ رسول اللہ کو اپنی جانوں سے اقدم سمجھ کر قتال اور جنگ میں اپنی جانوں کو رسول صلعم کے قربان کریں اور ایذا رسول اللہ پر نہ آنے دیں کیونکہ کافر اور منافق خود رسول صلعم کے مخالف ہونگے (۲) دوسرا خطاب یہ

کہ اے نبی علیہ السلام تمہارے واسطے ضروری ہے کہ تبلیغ میں سستی نہ کرو۔ خوب اچھی طرح کرو۔ تمام انبیاء اور مجھ سے وعدہ لیا گیا ہے کہ تم خوب تبلیغ کرو اب وقت ہے۔ (۳) تیسرا خطاب اے مومنو ڈرو نہیں رسول اللہ صلعم کا ساتھی رہنا اللہ تعالےٰ تم کو فتح دے گا جیسا جنگ احزاب میں دی تھی (۴) چوتھا خطاب اے نبی علیہ السلام ازواج مطہرات کو کہدے کہ تمہارے واسطے الطاعت الرسول فرض ہے طعن وغیرہ اس کے فعل پر نہ کرنا (۵) پانچواں خطاب اے ازواج مطہرات جس نے اتنا بھی کہا کہ اپنی مرضی سے کام کرتا ہے ہماری بات نہیں مانتا اس کے واسطے دوگنا گناہ (۶) چھٹا خطاب۔ اے نسا نبی علیہ صلعم قول لزم یعنی اس طرح نہ کہنا کہ اس کی اپنی مرضی ہے بلکہ کہو حکم خدا کے مطابق کر رہا ہے جس نے اس طرح کیا اس کو دوگونہ ثواب ہوگا (۷) ساتواں ہر ایک مومن اور مومنہ کو چاہئے کہ رسول اللہ صلعم کی مخالفت نہ کریں (۸) آٹھواں اے رسول اللہ صلعم کیوں زید کو طلاق دینے پر زجر کرتے ہو۔ (۹) نواں خطاب رسول اللہ صلعم کو چاہئے کہ تبلیغ احکام میں دل تنگ نہ کرے (۱۰) اے مومنو زید کوئی ولد رسول اللہ صلعم کا نہیں تھا تاکہ زینب کے ساتھ نکاح کرنا منع ہو (۱۱) اے مومنو جو کچھ تمہارے دل میں خلاف فعل رسول اللہ صلعم کے خیال آیا ہے اس واسطے طلب معافی کی اللہ تعالےٰ سے کرو (۱۲) اے رسول ہم نے تم کو رسول کر کے بھیجا چاہئے کہ لوگوں کو حکم الٰہی بتا دے لہذا اس حکم کو جاری کرو (۱۳) اے مومنو اگر نکاح کرو مومنات کے ساتھ خواہ نتبثنے کی عورت ہو یا نہ اور قبل الدخول طلاق دو تو اس عورت پر عدت لازم نہ ہوگی جیسا کہ زینب کو طلاق قبل الدخول دی گئی اور رسول اللہ صلعم نے اس کو بلا عدت نکاح کر لیا۔ جو یہ منے کرتے ہیں وہ اس حدیث میں جس میں عدت کا ذکر آیا ہے، کلام کرتے ہیں (۱۴) اے نبی صلعم تیرے واسطے چار قسم کی عورتیں حلال ہیں تاکہ تبلیغ پوری طرح سے ہو جائے (۱۵) اے مومنو! ان قواعد پر تعمیل کرو تاکہ اتہام کسی قوم کا نہ آوے (۱۶) اے مومنو! اللہ تعالےٰ اور ملائکہ رسول صلعم پر آفرین آفرین کر رہے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی تابعداری میں حکم کی اشاعت خوب طرح سے کی تم بھی آفرین کہو تہمت نہ دو (۱۷) اے نبی اس کے بعد ازواج مطہرات اور باقی مومنات کو چادریں اوڑھنے کا حکم کرو تاکہ منافقوں اور کافروں سے ایذا اور تہمت نہ آئے پھر بھی اگر اتہام دینے سے باز نہ آئے تو تمہارے ہاتھ سے انکو قتل کر دیں گے اور آخرت میں بھی اللہ تعالےٰ ان کو عذاب دے گا (۱۸) اے مومنو! رسول اللہ صلعم کو محض جھوٹے اتہام سے ایذا نہ دو جیسا کہ موسےٰ علیہ السلام کو قارون نے محض کذب سے اتہام دیا وہ اس کے سبب سے ہلاک ہو گیا اور آخر میں زجر کی کہ زمین اور آسمان نے تو احکام مان لئے اور بعض انسان یعنے منافق اور کافروں نے نہ مانے ان کو اللہ تعالےٰ عذاب دے گا۔ (خلاصہ) اوّل میں کہا گیا کہ اے کفار اور منافقو تم میں ایک اصول میں غلطی ہے اور دو فروعات میں ہیں اس کے بعد غلطی کے توڑنے کے واسطے اٹھارہ خطابات بیان کئے گئے اور اخیر میں ایک زجر کی گئی ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ السبا (مکیہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ الخ (سنو اور التحقیق مقام) قرآن کے چار حصے ہیں جیسا کہ اپنے مقام پر ذکر کئے گئے ہیں اور ہر ایک حصہ الحمد کے ساتھ شروع کیا گیا ہے اور چوتھا حصہ الحمد کا سورۃ سبا سے شروع ہوا ہے جو دو باتوں کا متضمن ہے ایک تو یہ کہ پیدا کرنے اور بادشاہی پر بیٹھنے کے بعد کوئی ملک مقرب اور نہ نبی مقرب شفاعت قہری کر سکتا ہے یہ مضمون حوامیم تک ہوگا اور دوسرا مضمون لب القرآن ہو کہ سب کچھ

کرنے والا فقط اللہ تعالیٰ ہے تو فقضاء حاجات میں فقط ایک اللہ تعالےٰ کو پکارو یہ حوامیم میں مذکور ہوگا ان دونو مضمونوں کے اختتام کے بعد تباتر یہب من عذاب القیامت بیان ہوگی جو دو مضمون تھے لہٰذا دو دفعہ الحمد للہ کہا گیا۔ ایک دفعہ سورۂ سبا میں اور ایک دفعہ سورۂ فاطر میں لیکن اولیٰ یہ ہے کہ پانچواں حصہ مابعد حوامیم سے تا آخر قرار دیا جائے جس میں احوال قیامت کا ہے باقی یہ ہے کہ اس جگہ ادماج کیا گیا ہے جیسا کہ اکثر مقام قرآن میں کیا جاتا ہے کیونکہ اس جگہ سے حصہ چہارم جس میں ذکر نفی شفاعت کا شروع ہوا ہے اور پھر حوامیم لب لباب اور خلاصہ قرآن ہیں ان میں یہ ذکر ہے کہ غیر اللہ کو نہ پکارو پس جب یہ معلوم ہوگیا تو جاننا چاہیئے کہ یہ سورۃ مبدا ہے نفی شفاعت کے واسطے اور پھر سورۂ یٰسین میں شفاعت کی نفی کی گئی ہے پھر صافات میں یہ ذکر کیا جاوے گا کہ تمام انبیاء صالحین حاجری کر رہے ہیں اور مجھکو پکارتے ہیں شفیع غالب غیر کے واسطے اس طرح بن سکتے ہیں اور پھر سورۃ ص میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حاجری تو بجائے خود بلکہ وہ خود بگڑے ہوئے ہوتے ہیں پھر شفیع کس طرح بن سکتے ہیں پھر سورۃ زمر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی شفیع بن سکا تمہاری مرضی کے موافق کہ اللہ تعالےٰ سے جس وقت تم چاہو تم کو کام کروا دیویں تو اللہ تعالےٰ کی عبادت کرو اور حوامیم میں ہے کہ غیر کو مت پکارو پس معلوم ہوا کہ یہ سورۃ مبدا ہے نفی شفیع قہری کا اور اس کے بعد سورۃ فاطر السموات والارض لائے گی جو کہ مبدا ہے حوامیم کا کیونکہ سورۃ فاطر السموات والارض کا خلاصہ یہ ہے کہ سب کچھ کرنے والا اور جاننے والا وہی ہے لہٰذا اُسی کو پکارو وغیرہ کو نہ پکارو اور اسی امر کا ذکر حوامیم میں آئے گا۔ لہٰذا اس سورت کو ان کے ابتدا میں ذکر کرنا مناسب تھا تاکہ سورۃ سبا مبدا ہو جائے سورۃ یٰسین وغیرہ کے واسطے اور سورۂ فاطر مبدا ہو جائے حوامیم کے واسطے لیکن ادماج کیا گیا ہے کہ دونو مبدا اول کو ایک جگہ ذکر کیا گیا ہے پھر پہلے مبدا کے متعلق جو سورتیں ذکر کی گئی ہیں ان کے ختم کرنے کے بعد پھر جو سورتیں متعلق تھیں دوسرے مبدا کے ساتھ وہ ذکر کی گئیں۔

پس جب یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ یہ سورۃ مبدا ہے واسطے نفی شفیع کے لہٰذا ابتدا میں آیات توحید اور آیات مثبت مدعا بیان کی جاتی ہیں پھر ان تمام کا مطلب جو کہ تمام سورت کا خلاصہ ہوگا ذکر کیا جاوے گا پھر اس کے بعد تحقیق جمل اور مفردات کی جاوے گی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بیان آیات توحید۔ (۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ سے لے کر وَهُوَ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ تک (۲) وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (۳) اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّكُوْرُ (۴) تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَا لَبِثُوْا فِی الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ (۵) قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ سے لے کر وَمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِیْرٍ (۶) قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ وَاِنَّا اَوْ اِیَّاكُمْ لَعَلٰی هُدًی اَوْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (۷) قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (۸) قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ سے لے کر وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ تک (۹) قُلْ اَرُوْنِیَ الَّذِیْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔ حاصل یہ ہے کہ آیت اول میں اصلی مدعا کا ذکر کیا گیا ہے یعنی سب کچھ کرنے والا بھی وہی ہے۔ یَعْلَمُ مَا سے هُوَ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ تک ہر شے جاننے والا بھی وہی ہے۔ پھر دو شکوے اول قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِیْنَا السَّاعَةُ سے اور دوسرا اس سے ترقی کر کے کہا قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ الخ۔ پھر دو تخویفیں ہیں (۱) وَالَّذِیْنَ سَعَوْ فِیْ اٰیَاتِنَا

سے اور دوسرا وَلَهُمْ رِزْقٌ اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ الخ اول اُخروی اور ثانی دنیوی ہے۔ قَوْلُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یعنی سب العلمین سب ذرہ ذرہ اعمال کا اور جو کچھ ہو جان رہا ہے تو اس کے بدلے قیامت برپا کرے گا سو اب لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ الخ کا تعلق ظاہر ہو گیا اور وَلَقَدْ اٰتَيْنَا سے شبہات شفاعت عالیہ کے زائل کئے گئے ہیں اور دلائل توحید کے بھی ہیں۔ یعنی دیکھو داؤد علیہ السلام کو اگرچہ بہت کمال دیئے گئے تھے لیکن وہ اور اس کی قوم ہمارے مامور تھے جیسا کہ آیت دوسری سے معلوم ہوتا ہے اور آلِ داؤد کو حکم ہوا تھا کہ تم شکر کرو ان انعام کا جیسا کہ تیسری آیت سے معلوم ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ وہ خود مامور تھی کس طرح شفیع غالب بن سکتے ہیں اور سلیمان علیہ السلام اگرچہ بڑا بادشاہ تھا کہ جن کے اکثر جنات اور دیگر اشیا تابع تھیں لیکن ہمارے مامور تھے کس طرح وہ شفیع غالب بن سکتا ہے اور باقی جن کہ تم نے غیب دان خیال کر لئے ہیں۔ ان کا حال تو یہ ہے کہ ان کو اتنا بھی معلوم نہیں ہوا کہ آیا سلیمان علیہ السلام فوت ہو گیا ہے یا نہ جب وہ فوت ہوا اگر عالم الغیب ہوتے تو اتنی مدت سلیمان کے تابع ہو کر خوار کیوں ہوتے مگر جس وقت مسجد تیار ہو گئی تو دیمک نے ان کے عصا کو کھا لیا اور سلیمان گر پڑے اور پھر تمام کو معلوم ہوا اور اکثر یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کی آل کو بھی خبر نہ تھی کیونکہ ان کی عادت مبارک تھی کہ تنہائی میں رہتے تھے اور کئی کئی دن روٹی وغیرہ نہیں کھاتے تھے لہٰذا اس وجہ سے ان کے نزدیک کوئی نہیں آتے تھے اور دُور سے شیشوں میں دیکھتے تھے تو کھڑے ہوئے سامنے معلوم ہوتے تھے پس تم پر بڑا افسوس ہے کہ تم نے اُن کو شفیع غالب اور عالم الغیب بنا دیا ہے جن کو اتنی بھی خبر نہ تھی اور نہ ہوئی اور یہ بات چوتھی آیت سے بتلائی گئی پھر ان کا جو کامل شبہ تھا کہ ملائکہ شفیع غالب ہیں اس کو دفع کیا گیا ہے کہ ملائک تو مثقال ذرہ کے بھی مالک نہیں ہیں آسمان اور زمین میں اور نہ ان کی کوئی شرکت ہے اللہ تعالےٰ کے ساتھ پس وہ تمہارے شفیع غالب کس طرح بن سکتے ہیں یہ پانچویں آیت سے بتلایا گیا ہے اور اس آیت سے ملائک مراد لینے کے دو قرینے ہیں ایک آیۃ جو اس کے متصل ہے یعنی قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالَ الْحَقَّ یعنی نیچے والے ملائک اوپر والوں سے سوال کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے کیا کہا تو جواب دیتے ہیں کہ حق کہا ہے اور دوسرا قرینہ قوی رکوع رابع میں ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ قَالُوْا سُبْحَانَكَ الخ اور درمیان قصہ قبیلے سبا کا واسطے تخویف کے لایا گیا اور پھر ان آیات جو کہ دفع شبہات کے واسطے تھیں ان کے بعد شکوے اور تخویف ایک جگہ سے بیان کئے گئے اور پھر بعد ان کے آیا ستِ توحید لائی گئیں۔ پھر تخویفات ذکر کئے گئے آخر سورۃ تک اور شکوے، پس حاصل اس سورت کا نفی تشفیع غالب ہے اور مبدا ہے باقی سورتوں کے واسطے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ کسی کی حمد اسلیے کی جاتی ہے کہ اس میں افعال حسنہ پائے جاتے ہیں تو گویا اس کے کہنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ افعال حسنہ کرنے والا ہے تو یہاں جب کہا کہ دنیا میں اور آخرت میں حمد اللہ تعالےٰ کے لئے ہے تو گویا یہ کہا کہ یہاں بھی اور آخرت میں بھی سب کچھ کرنے والا وہی اللہ تعالےٰ ہوگا اس لئے جملہ بجائے الحمد للہ کے الحمد فی الاولیٰ والاٰخرۃ کہا گیا۔ اسکے بعد هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ علت ہے **فائدہ دیگر** قرآن میں یہ بات بہت آتی ہے کہ ایک طرف ایک بات ذکر کی جاتی ہے اور دوسری طرف دوسری بات کا کچھ حصہ ذکر کیا جاتا ہے تاکہ دونوں کو دیکھ کر ایک پورا مضمون سمجھا جائے یہاں ایک طرف الحمد للہ اور دوسری طرف دوسرے جملہ کی علت هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ذکر کی گئی۔ معنی اس آیت کا یہ ہے کہ سب کچھ کرنے والا وہی ہے پس حمد بھی ثابت ہے اس ذات کے واسطے جو کہ دنیا میں دینے لینے والا وہی ہے اور وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ

سے مراد آخرت میں بھی دینے والا وہی ہے اور لہ مافی السموات ومافی الارض سے مراد یہ ہے کہ اس کے قبضے میں زمین و آسمان ہیں اور دنیا میں بھی دینے والا وہی ہے پس اس میں ہر دو مطابق ہوگئیں باعتبار معنی کے هُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ معنی حکیم کا دانشمند حقیقۃً ہر شے یعنی بھوکے اور پیاسے وغیرہ کو جاننے والا حاصل معنی یہ ہے کہ لوگوں کی حاجات سے واقف وہی ہے اور سب حاجتیں وہی پوری کرتا ہے مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ یعنی زمین کے نیچے لے جاتا ہے واسطے پیدا کرنے زرع کے اور انگوریوں کے وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا سے مراد زرع ہے هُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ کا معنی یہ ہے کہ برکات دہندہ وہی ہے اور رحیم غفور اس کی علتیں ہیں اور برکات دہندہ الحمد للہ سے لے کر اس جگہ تک نکلتا ہے اور معنی رحیم کا مہربان ہے۔ اور غفور کا درگذر کرنے والا ہے۔ هُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ تو علت ہے اس بات کی کہ ایلاج فی الارض اور اخراج کرنے والا وہی اللہ تعالےٰ ہے کیونکہ یہ دو صفتیں غیر اللہ میں نہیں ہیں۔ نہ اس بات کی علت ہے کہ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا کو جاننے والا وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے تو یہاں بھی ایک جملہ ایک طرف ذکر کیا اور دوسری طرف دوسرے جملہ کی علت بیان کی تاکہ سمجھنے والا سمجھ لے کہ ایلاج فی الارض وغیرہ کرنے والا اور اُن کو جاننے والا فقط اللہ تعالےٰ ہی ہے وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ شکوہ ہے اور معنی آیت کا یہ ہے کہ بیوقوف کافر کہتے ہیں کہ قیامت نہ آئے گی تم کہدو کہ آئے گی مجھ کو قسم ہے رب اپنے کی جو کہ تربیت کنندہ تمام کا ہے ضرور آئے گی اس رب کی قسم ہے جو عالم الغیب ہے اور تمام صفات مذکورہ والا ہے قولہ اِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ معنی اس کا یہ ہے کہ تمام اشیاء صغیر اور کبیر ملائک اپنے صحائف میں لکھ رہے ہیں اس سے لوح محفوظ مراد نہیں ہے لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ یا تو متعلق ہے لَتَأْتِيَنَّكُمْ کے ساتھ بمعنی قیامت ضرور آئے گی تاکہ مومنین کو جزائے خیر دے اعمال اُنکے کی وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ کا معنی لیعلم الذین ہے یعنی جانتے ہیں وہ لوگ جو علم دیئے گئے ہیں مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ کو حق اور پہلے کہا گیا ہے کہ دلائل تین ہوتے ہیں قرآن میں۔ ایک تو وحی اور دوسرا نقل اور تیسرا عقل وَيَرَى الَّذِينَ سے لوگوں کی نقل پیش کی گئی ہے کہ پہلے لوگ بھی مانے بیٹھے ہیں اور يَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ سے دلیل عقلی ہے مدعا پر اور هُوَ الْحَقَّ میں ضمیر فصل کی ہے قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا سے کوہ شروع کیا گیا ہے بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ أَوِ فِي الضَّلَالِ الْبَعِيدِ معنی بل کا ترقی والا ہے قولہ أَمْ بِهِ جِنَّةٌ جنون تو نہیں ہے بلکہ کافر امر مودی الی العذاب میں ہیں اور بڑے ضلال میں ہیں اور فی العذاب سے مراد یا فی الاستقبال میں ہونگے اور یا فی الحال جو کہ مودی الی العذاب ہے اس میں ہیں لہٰذا ضلال بعید بیان ہوگا مودی الی العذاب کے واسطے أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ تخویف دنیوی وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ سے حال بہت طاقت والے رسولوں کا بیان کیا گیا اس سے شُبہ شفیع ہونے کا زائل کیا گیا یہ ابتدا ہے اور آیات وغیرہ درمیان میں آئیں گے أَوِّبِي مَعَهُ معنی یہ ہیں کہ تسبیح کہو یا جبال داؤد کے ساتھ۔ وَالطَّيْرَ کا فعل محذوف ہے یعنی سخرنا لہ الطیر۔ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ کا معنی نرم کیا ہم نے اس کے واسطے لوہے کو۔ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ ابتدا میں قلنا محذوف ہے۔ معنی یہ ہے کہ بنا تو زرہ کو اور اندازہ کر تو زنجیروں کے جوڑنے میں وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ میں بھی سخرنا فعل محذوف اور ریاح اس کا مفعول ہے۔ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ کا معنی یہ ہے کہ صبح کے جانے کا راستہ ایک مہینہ تھا اور اسی طرح شام کے جانے کا راستہ مہینہ کا تھا وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ معنی یہ ہے نرم کیا ہے ہم اس کے واسطے چشمہ تانبے کا۔ وَمِنَ الْجِنِّ من یعمل کا متعلق بھی محذوف ہے ای سخرنا

مِنَ الْجِنِّ۔ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ معنی یہ ہے کہ جو کجی کرے گا ہمارے امر سے اس کو ہم عذاب دیں گے آگ کی چابک کے ساتھ جو کہ فرشتے ماریں گے ان کو جنوں نے سرکشی کی تھی (خازن) مِنْ مَّحَارِيْبَ عبادت خوانی۔ وَتَمَاثِيْلَ بمعنی چارپایاں اور چارپائے مثل انسان کے قد کے برابر ہوتی ہے یعنی اس کے اندازے کے مطابق ہوتی ہے۔ اس واسطے اس کو تمثیل اور مثال کہا جاتا ہے جیسا کہ قول حضرت عائشہ صدیقہ رضہ حالت حیض میں نزلت عن المثال یعنی چارپائی میں اُتر آئی۔ مثال کا معنی چارپائی اہل لغت نے لکھا ہے لیکن تمثال کا چارپائی ہم نے نہیں دیکھا۔ جِفَانٍ بمعنی صحنکان۔ كَالْجَوَابِ کا معنی حوض ہے اور اصل میں جوبہ اس کو کہتے ہیں جو کہ دریا نے پاڑ بنا دیا ہو قُدُوْرٍ رَّاسِيٰتٍ یعنی دیگاں جو کہ ایک جگہ قایم رہیں جیسا کہ آج کل اجمیر شریف میں ہیں فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ معنی قضینا کا اوقعنا ہے اور ما دلہم کا مرجع یا تو جن ہیں جیسا اکثر مشہور ہے اور یا تو جن اور باقی لوگ بھی آل سلیمان وغیرہ جیسا کہ مدارک سے معلوم ہوتا ہے اور دابۃ الارض سے مُراد دیمک ہے تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ اور اِنْ لَّوْ كَانُوْا بدل اشتمال سے تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اے ظاہر ہو گئے جن یعنی ان کی حیات ظاہر ہو گئی اگر وہ عالم غیب ہوتے تو اتنی مدت عذاب مہین میں کیوں رہتے لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ الخ تعریف دنیوی ہے اور معنی آیت کا نشانی ہے کہ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ای لھم جنتان یعنی خبر مقدم محذوف ہے اور عن یمین وشمال کا معنی یہ ہے کہ دو باغ ایک شہر کے یمین اور ایک شمال کی طرف ہے كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ یعنی بزبان حال ہم نے کہا کہ کھاؤ رزق اللہ سے بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ ای لکم بلدۃ طیبۃ یعنی خبر مقدم محذوف ہے فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ سیل العرم چہل بن والا اوپر سے جو ایک سال تک بند رکھتے تھے اس کو ان پر جاری کر دیا اُكُلٍ خَمْطٍ خمط کا معنی بمزہ ہے خمط بدل ہے اکل سے اور صفت نہیں کیونکہ معنی خمط میں وصفیت والا نہیں ہے وَاَثْلٍ کا معنی ہندی میں لیان کہی جاتی ہیں جو دریا کے کنارے پر ہوتی ہیں سِدْرٍ کا معنی بیر بن ہے۔ جَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً قریٰ مبارکہ سے مراد قریٰ ملک شام والے ہیں اور قریٰ ظاہرہ سے مراد جو قریٰ سفر کے راستے میں آتے تھے۔ حاصل یہ کہ ہم نے ان پر اتنا انعام کیا کہ ان کو مال بیشمار کثیر دیئے تھے اور راستے میں بقدر آٹھ آٹھ کوس کے شہر بنا دیئے تھے تاکہ سفر میں ان کو آسانی ہو اور ان میں آرام کرتے چلے جائیں وَقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ معنی یہ ہے کہ اندازہ کیا ہم نے سیر کا کہ آسودگی سے ایک سے دوسرے شہر میں پہنچ جائیں اٰمِنِيْنَ بے خوف فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یعنی جب ہم نے ان کو اتنی نعمتیں بخشیں تو ان کے واسطے ان نعمتوں کا شکر لایق تھا مگر انہوں نے بزبان حال کہا کہ ہمارے واسطے راستے کے قریٰ دور دور ہوں اور اپنے نفسوں پر انہوں نے ظلم کیا۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ یعنی اُن لوگوں جیسا نہ ہو وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ معنی یہ ہے کہ راست یافت ظن خود را یعنی آں ہمہ تابع شدند شیطان را وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ اس جگہ غرض یہ ہے کہ ملائکہ کے شفیع ہونے کو رد کیا گیا جیسا کہ ان کا گمان تھا اس کے ساتھ کہ جب کوئی امر آسمان سے اُترتا ہے تو فرشتوں کو گھبراہٹ لاحق ہو جاتی ہے اور جب ان سے گھبراہٹ ہٹتی ہے تو نیچے والے ملائک اوپر والوں سے سوال کرتے ہیں کہ ذات باری تعالےٰ نے کیا فرمایا تو اوپر والے جواب میں کہتے ہیں حق کہا ہے تب اُنکو آرام آتا ہے وہ کیسے معبود اور شفیع بن سکتے ہیں وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ یہ علیحدہ جملہ ہے یعنی اس کے ملک میں کوئی دست اندازی نہیں کر سکتا اور حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ یعنی جس

وقت گھبراہٹ دُور کی جاتی ہے ان کے دلوں سے اور لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ کا معنی یہ ہے کہ نہ نفع کرے گی شفاعت اور نہ کریں گے کسی کے واسطے (شفاعت والے مسئلے کی تحقیق یہ ہے) کہ پہلے آیاتِ شفاعت بیان کی جاویں گی اور جو آیت دُنیا والی شفاعت سے تعلق رکھتی ہے اس کے ساتھ نشان ہی کیا جائے گا پھر حاصل مطلب بیان کیا جائے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (بقرہ) وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (بقرہ) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ (بقرہ) مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ (بقرہ) وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ (انعام) وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ (انعام) وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا (انعام) قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ (اعراف) مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ (یونس) وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (یونس) يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا (مریم) لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا (مریم) يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا (طٰہٰ) يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا (طٰہٰ) وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ (انبیاء) اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ (انبیاء) وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (الشعراء) وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعَآءُ وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ (روم) وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ (قصص) اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ (سجدہ) قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ (سبا) ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ (فاطر) اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (زمر)

مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ (حم المومن) اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (شوریٰ) تَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ (زخرف) وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (زخرف) يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ (الدخان) اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا مِنْ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى (والنجم) يَسْئَلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ (الرحمن) مَنْ ذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ (الملک) فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ (الحاقۃ) يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا (النبا) يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَّالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ط (انفطار)

اِن سب آیات سے یہ ثابت ہے کہ شفاعت قہری نہ ہوگی لیکن یہ بھی جاننا چاہیئے کہ شفاعت دُنیا میں ہوگی یا آخرت میں۔ اگر شفاعت آخرت والی مُراد لیں تو آخرت میں رسول اللہ صلعم واسطے مومنوں اور کافروں کے شفاعت کریں گے کیونکہ پہلے ان کو معلوم نہ ہوگا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول صلعم کہیں گے کہ اصحابی۔ اصحابی تو کہا جاوے گا کہ تم کو معلوم نہیں کہ بعد تیرے اُنہوں نے کیا کچھ کیا تھا۔ لیکن یہ شفاعت پہلے دربارِ الٰہی میں ہوگی اور دربارِ الٰہی میں تکلم سوا اذن کے نہ ہوگا۔ پس معلوم ہوگیا کہ پہلے رسول صلعم کو علم نہ ہوگا۔ لہٰذا ان کے واسطے بھی شفاعت کریں گے اور دُنیا میں شفاعت واسطے کُفار کے جائز ہے باین معنی کہ اللہ تعالےٰ انکو ہدایت کرے لیکن جس وقت معلوم ہو جائے کہ ان پر مُہر حیاریت والی ماری گئی ہے۔ اس وقت دُنیا میں بھی جائز نہیں حاصل یہ ہوا کہ آخرت میں قبل العلم کافروں اور مومنوں دونوں کے واسطے جائز ہے لیکن بعد العلم خاص مومنوں کے واسطے ہوگی اور دُنیا میں واسطے مومنوں اور کافروں دونوں کے لئے جائز ہے قبل العلم اور بعد العلم کافروں کیلئے ناجائز ہے۔ اب قبل العلم کا معنی جاننا چاہیئے۔ قبل العلم قیامت سے مراد ہے۔ کہ علم باین امر کہ یہ کافر ہے یا مومن۔ اور قبل العلم دُنیا سے یہ مُراد ہے کہ آیا اس کافر پر مہر حیاریت والی ماری گئی ہے یا نہیں پس حاصل یہ ہوا۔ کہ مطلق کافر کے واسطے آخرت میں بعد علم کفر ان کے ناجائز ہے اور دُنیا میں بعد العلم بھی شفاعت ہدایت کی جائز ہے باقی الفاظ کی تحقیق یہ ہے کہ کسی سُورۃ میں اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَہٗ آیا ہے۔ اور معنی لِمَنْ اَذِنَ لَہٗ کے تین ہیں ایک تو من سے مُراد شفیع اور لہٗ والی ضمیر سے مُراد شفیع ہو۔ معنی یہ ہوگا کہ نہ نفع دے گی شفاعت کسی کی مگر اس شفیع کی جس کو اللہ تعالےٰ اذن دے گا۔ یا دونوں سے مشفوع لہٗ مُراد ہیں۔ معنی یہ ہوگا کہ نہ نفع دے گی اور نہ کی جاوے گی واسطے کسی مشفوع لہٗ کے مگر جس کے واسطے اذن دے گا اللہ کہ اس کی شفاعت کرو اور وہ پسندیدہ رہے گا ہوگا یا اوّل سے مراد شفیع اور ثانی سے مُراد مشفوع لہٗ ہو۔ معنی یہ ہوگا کہ نہ نفع دے گی شفاعت کسی کی مگر اس کی جس کو اللہ تعالےٰ نے اذن دیا واسطے مشفوع لہٗ کے لیکن ان تمام پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ نہ دُنیا اور آخرت میں ایسا ہوگا کہ پہلے رسول صلعم کو اذن دیا جاوے کہ فلانے کے واسطے تو شفاعت کرے تو قبول کروں گا بلکہ عرف میں کوئی معنی اس کا صحیح نہیں بنتا لہٰذا اس کی تفسیر دوسری آیت میں آئی ہے یعنی اِلَّا لِمَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ یعنی مومن۔ حاصل یہ ہوا کہ شفاعت نہ ہوگی مگر واسطے مومن کے اور اس کی تائید اس دوسری آیت میں بھی آئی ہے اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى یعنی جس کو خدا پسند کرے یعنی مومن۔ یہ نہایت عجیب تحقیق ہے۔ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ الخ دلیل توحید کی ہے اور درمیان میں کچھ دیگر کلام ذکر کی قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ

قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ اس آیت کا معنی آگے گزر چکا ہے كَلَّا بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ كَلَّا یعنی ہرگز کوئی شریک اللہ تعالےٰ کا نہیں ہے بل یعنی کوئی نہیں بلکہ وہی عزیز اور حکیم ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا یہ جواب ہے سوال مقدر کا کہ کافروں نے کہا کہ اگر معجزہ دکھاؤ تو مان لیں گے کہ بیشک تو رسول صادق ہے اور قرینہ اس سوال کا وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ہے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ شکوہ مع التخویف اُخروی ہے یعنی دیکھو ان کفار کو کہ قرآن شریف کے ساتھ ایمان نہیں لاتے جس وقت اپنے مولا کے سامنے کھڑے ہونگے تو ایک دوسرے سے معبود اور عابد سوال وجواب کریں گے وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ اور اسرار کے تین معنی ہیں ایک اظہار دوسرا خفا اور دل میں پشیمان ہونا اس جگہ تمام معنی بن سکتے ہیں۔ لیکن معنی اخیر خوب مرتبط ہوتا ہے یعنی ندامت دل میں کریں گے اور پشیمان ہونگی۔ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰى یہ زجر ہے اور زلفیٰ مفعول مطلق ہے باعتبار معنی کے یعنی مال اور اولاد نہیں ہیں نزدیک کرنے والے نزدیک ہمارے نزدیک کرنا لَكِنْ مَّنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا۔ اِلَّا بمعنی لاکن ہے اور مستثنیٰ منقطع ہے اور مَنْ اٰمَنَ سے بشارت ہے مومنوں کے واسطے وَعَمِلَ صَالِحًا کے بعد فہو مقرب محذوف ہے باعتبار معنی کے اور فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ معلول ہے فہو مقرب کا اور جزاء الضعف میں اضافت بیانی ہے وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ تخویف ہے کافروں کے واسطے اور معاجزین کا معنی مقابلین ہے یعنی جو مقابلہ کرتے ہیں ہماری آیات کے ساتھ ان کے واسطے عذاب مہیا کیا گیا ہے وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا سے تخویف اُخروی مراد ہے مع شکوہ ضمناً الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ تک وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا سے لے کر قَبْلِكَ مِنْ نَّذِيْرٍ تک شکوہ ہے كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوْا الخ تک تخویف ہے اور معنی وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ کا یہ ہے کہ نہیں پہنچے کافر اتنی نعمت کو جو کہ ہم نے اگلی قوموں کو دی تھی وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ سے مراد مِنْ قَبْلِهِمْ والے ہیں قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى الخ معنی اَنْ تَقُوْمُوْا کا یہ ہے۔ کہ تم کھڑے ہو ایک ایک ہو کر اور دو دو ہو کر ذرا فکر کرو کہ تمہارے صاحب کے ساتھ آیا کوئی مجنون ہے یہ بھی ایک طریقہ بلانے کا طرف حق کے ہے (فائدہ جلیلہ) دلائل توحید میں آخر قل کے کلمے سے شروع کی گئی ہیں۔ یہ سب مدعی کی طرف بلانے کے طریقے ہیں اور معنی قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ کا یہ ہے کہ رب میرا بھیجتا ہے حق بات کو اور علام الغیوب ہے۔ مَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ معنی یہ کہ الٰہ باطلہ تو پیدا نہیں کرتے اور نہ اعادہ کر سکتے ہیں یہ بھی معنی بن سکتا ہے کہ دین باطل نہ اب ظاہر رہیگا بطریق غلبہ حجت کے اور نہ اعادہ کرے گا بعد حجت قرآنیہ کے قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ حاصل یہ کہ اگر میں تجھکو جھوٹ کہوں تو یہ جھوٹ کہنا اوپر نفس کے میں نے کہا ہوگا یعنی وبال اس کا میرے اوپر ہوگا اور اگر ہدایت پائی* ہوگی تو وہ یقیناً اللہ کی طرف سے ہوگا تو میں نے صدق کہا ہوگا فبما یوحی الی میں باسببیہ ہے وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ یہ تخویف ہے اور فَلَا فَوْتَ کا معنی یہ ہے کہ نہ بھاگ سکینگے اور اُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ سے بھی کنایہ اسی سے ہے اَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ التناوش کا معنی پکڑنا ہے یعنی پکڑنا ایمان کا اور مکان بعید سے مراد دنیا ہے یعنی ایمان کی جگہ تو دنیا تھی اس جگہ تو ایمان نہ لایا اب کیا نفع دیتا ہے وَقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ابتدا میں یقال محذوف ہے معنی اس آیت کا اور ماقبل کی آیت کا

* تو ما یوحی سے ہدایت پائی

یہ ہے کہ کس طرح ہو سکتا ہے ایمان کا پکڑنا مکان بعید سے اور کہا جائے گا کہ انہوں نے پہلے دُنیا میں کفر کیا تھا اور نہ دیکھی ہوئی چیز کو دور سے مارتے ہیں یعنی ایک تو دیکھی ہوئی بھی نہیں ہے اور دوسرا مارتے بھی دُور سے ہیں اور معنی یقذفون کا اصل میں یہ ہوگا کہ جواب وسوال سے آخرت میں حیلے کریں گے یا یہ کہ دُنیا میں یوں کرتے تھے وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ مِنْ قَبْلُ حیل اور فعل دونو بمعنی مضارع مستقبل کے ہیں یعنی بحال وبفعل۔ معنی یہ ہوگا کہ پردہ کیا جائے گا درمیان اُن کے اور درمیان ایمان کے جیسا کہ کیا گیا امثال انہوں کی ساتھ جو اُن سے پہلے تھے یعنے لَا يَسْتَعْتِبُونَ۔ إِنَّهُمْ فِي شَكٍّ مُرِيبٍ معنی اس کا اخذوا الریب ہے۔ اور مراد شک مریب سے قلق انداز ہے یعنی شک قوی ۱۲ (فائدہ جدید) وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَزِعُوا سے یا تخویف اُخروی تھا جیسا کہ تقریر ہو گئی ہے یا دنیوی ہے یعنی جس وقت ہم نے دنیا میں عذاب دینا چاہا تو آسانی سے پکڑ لینگے۔ اس وقت یہ کہیں گے ہم ایمان لائے ہیں لیکن وہ تو ایمان سے مکان بعید میں ہیں اس لئے ایمان تو عذاب دیکھنے سے پہلے لانا تھا پہلے تو کفر اور قذف بالغیب کرتے تھے اس وقت ان کے درمیان اور ان کے مشتہا یعنی ایمان کے اور درمیان ان کے حائل بنایا جائے گا۔ جب عذاب دیکھنے کے وقت ایمان کا اشتہا کریں گے۔ اجمالی خلاصہ سورت کا یہ ہے الحمد للہ سے لے کر قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ تک ایک حصہ ہے اور اس کے بعد دوسرا حصہ ہے دوسرے حصے میں حال ملائکہ کا شروع کیا گیا ہے اور اس میں تخویف اُخروی ہے صرف كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوا الخ تخویف دنیوی ہے اور دوسرے حصے میں خطاب کئے گئے کلمے قُلْ سے جو حق کی طرف بُلانے کے لئے یہ ایک طریقہ ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ نہایت تفصیل سے اُنکو بلایا گیا ہے حق کی طرف اور اول حصے میں دو دفعہ تخویف دُنیوی ہے اور دونوں کا حاصل بتلایا گیا کہ نہ وہ اور نہ جن معبود اور شفیع بن سکتے ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اول حصے میں حال انبیاء کا بتایا گیا ہے اور دو شکوے کئے گئے ہیں اول حصے میں۔ جاننا چاہیے کہ تمام سورت میں شکوے قیامت کے متعلق لائیں گے کہ قیامت کو نہیں مانتے حالانکہ موضوع سورت کا ہم نے نفی شفیع کا رکھا ہے لہٰذا تقریر اس طرح ہوگی کہ دیکھو یہ کفار قیامت کو نہیں مانتے۔ اور استہزا کرتے ہیں حالانکہ قیامت تو آنے والی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ عالم الغیب ہے لہٰذا ہر ایک کے اعمال وغیرہ دیکھ رہا ہے اللہ تعالےٰ عادل ہے عدل سے کفار کو عذاب اور مومنوں کو جزا خیر دے گا یہ اول شکوہ کے جواب میں کہا ہے پھر دوسری بار نہیں کہا۔ کیونکہ اس کے جواب سے ثبوت قیامت کا تو کر دیا گیا۔ لہٰذا اس کے بعد شکوے کے جواب میں تخویف اُخروی بیان کی گئی معلوم ہوا کہ قیامت تو ضرور ہی ہوگی لہٰذا کہا گیا کہ اس وقت شفیع قہری بھی کوئی نہ ہوگا نہ کوئی نبی مقرب اور نہ کوئی ملائک اب تعلق ظاہر ہو گیا۔ اور شکوی قیامت کا تعلق وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ کے ساتھ کیونکہ جب کہا گیا کہ آخرت میں بھی سب کچھ کرنے والا ایک اللہ ہوگا اس کے بعد انکے شکوے ذکر کئے گئے کہ یہ تو ابتدا ہی سے نہیں مانتے۔ باقی اس سورت کا ربط سورۃ احزاب سے یہ ہے کہ سورۃ احزاب کے اول میں یہ بیان کیا گیا کہ کفار کہتے ہیں صرف اتنی بات ہماری مان لو کہ ہمارے معبود شفیع ہونگے۔ اس کو باطل کر کے اس کے ساتھ تبعاً دو اور نظیریں بیان کیں انکو بھی باطل کیا۔ اور اب اس سورت میں نفی شفیع کی گئی کیونکہ سورۃ احزاب میں نفی تشفیع وغیرہ نہیں کی گئی تھی۔ صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا کہ ان کی بات نہ ماننا اب اس میں اور سورۃ یٰسٓ سے لے کر زمر اور حٰمٓ تک نہایت بسط سے نفی شفاعت قہری کی گئی۔ فقط ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۂ فاطر مکیہ

اس میں پہلے ذکر آیاتِ توحید کا ہوگا۔ پھر مطلب ہو کہ خلاصہ سورت کا ہوگا ذکر کیا جائے گا۔ پھر تحقیق جمل اور مفردات کی ہوگی۔

بیان آیاتِ توحید (۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تک (۲) مَا یَفْتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَۃٍ فَلَا مُمْسِکَ لَھَا۔ مَا یُمْسِکْ فَلَا مُرْسِلَ لَہٗ مِنْ بَعْدِہٖ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (۳) یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اذْکُرُوْا سے لے کر فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ تک۔ (۴) اَللّٰہُ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰہُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحْیَیْنَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا تک اور کَذٰلِکَ النُّشُوْرُ جملہ معترضہ ہے (۵، ۶، ۷) وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ سے لے کر کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی تک اور پھر ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ سے لکر مِثْلُ خَبِیْرٍ تک سترہ آیات توحید کا بیان کیا گیا ہے (۱۰) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ سے لے کر مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُہٗ تک (۱۱) اِنَّ اللّٰہَ عَالِمُ الْغَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (۱۲) قُلْ اَرَءَیْتُمْ سے لے کر اِلَّا غُرُوْرًا تک۔ (۱۳) اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ سے لے کر اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا تک اس سورت میں یہ بیان کیا گیا کہ غیر کو مت پکار کیونکہ سب کچھ کرنے والا اور جاننے والا وہی ہے دوسرا کوئی نہیں ہے اول میں یہ ثابت کیا جاوے گا بعض آیات سے کہ سب کچھ کرنے والا وہی ہے دوسرا کوئی نہیں ہے اول آیت سے یہ بیان کیا گیا ہے اور معنی بھی یہی ہے کہ سب حمد ثابت ہے اس ذات کے واسطے جس نے آسمان اور زمین پیدا کر کے ملائک کو اپنا خدام بنایا ہے پس معلوم ہو گیا کہ ملائک معبود نہیں ہیں کیونکہ وہ خود خادم ہیں اور اللہ تعالےٰ ہر شئے پر قادر ہے نہ ملائک وغیرہ پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ متعلق ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے ساتھ اور یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ کے ساتھ متعلق نہیں ہے کیونکہ یہ معنی نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ جناح زیادہ کرنے پر قادر ہے اور ہمارے تعلق بیان کرنے سے معنی صحیح ہو گیا اور فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ تک آیات توحید کے بیان کئے گئے ہیں یعنی سب کچھ بیان کرنے والا وہی ہے۔ یعنی اے مشرکین تمہارا خیال ہے کہ ملائک بھی کچھ تصرف غیرہ کرتے ہیں یہ غلط ہے اسلئے کہ قبض و بسط سب کچھ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ کوئی قبض کی بجائے بسط نہیں کر سکتا اور نہ خلاف اس کا۔ کیونکہ وہی عالم ہے اور اس طرح اس واسطے کرتا ہے کہ حکیم ہے اور یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ سے ترغیب فی طاعۃ اللہ ہے و توحیدہ ہے اور یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ سے یُؤْمَنُوْنَ تک کو طاعۃ اللہ کی ترغیب اور شیطان کی طرف سے نفرت دلائی گئی کہ ہوش کرنا یہ دشمن ہے۔ اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے اطاعت شیطان کی کرنے والوں کو عذاب شدید اور اطاعت اللہ کرنے والوں کو بشارت اور جنت کا وعدہ دیا گیا۔ کیونکہ دونوں کے اعمال برابر نہیں ہیں پھر اس کی تسلی اور تخویف اور بشارت کا ذکر کیا گیا پھر چوتھی آیت توحید کی بیان کر کے ثمرہ نکالا گیا ہے۔ مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّۃَ سے یعنی جب سب کچھ کرنے والا وہی ہوا پس عزت دوسرے کے واسطے نہیں ہے بلکہ اسی کے واسطے ہے اور یا تقریر یہ ہے کہ تم ملائک کی عبادت اور ندا اسلئے کرتے ہو کہ وہ ہماری عزت دینے والے ہیں اور زیادہ کرنے والے ہیں۔ یہ حال بھی غلط ہے۔ عزت تو اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ تعالےٰ جو کہ عزت دینے والا ہے اس کی طرف

کلمات طیبہ الٰہ علی التوحید جاتے ہیں اور کلمات شرکیہ نہیں جاتے۔ لہٰذا شرک سے باز آجاؤ اور پھر آیت توحید لِاَجَلٍ مُّسَمًّی تک ذکر کرکے تمام کلمات سابقہ کا ثمرہ بیان کیا گیا کہ غیر کو کیوں پکارتے ہو۔ حالانکہ امور سابقہ وہ نہیں کرسکتے اللہ تعالےٰ کے سب امور کرتا ہے جو کہ قطمیر کے مالک بھی نہیں ہیں اور تمہارا بلانا سنتے ہی نہیں۔ اور اگر سنیں تو قبول نہیں کرتے اور آخرت میں انکار کریں گے تمہارے شرک کے ساتھ کہ ہم ان کے معبود نہ تھے اور تم تمام خواہ ملائک ہو یا انسان سب اللہ تعالےٰ کی طرف محتاج ہیں لہٰذا یہ مالائک معبود نہیں بن سکتے ان کو کس طرح پکارتے ہو اور پھر اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ تک احوال آخرت اور تسلی ذکر کی گئی ہے اور یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ سے فرمایا کہ تم سب اللہ کی طرف محتاج ہو پھر اسی کو کیوں نہیں پکارتے وقت احتیاجی کے اور ایک دن تم اللہ کے سامنے پیش ہو گے اور گناہ تمہارے کوئی ملائک وغیرہ نہ اٹھائینگے حتےٰ کہ ذوالقربیٰ بھی امداد نہ دیں گے پھر گوناگون امثال سے سمجھایا کہ اسلام اور کفر اور توحید اور شرک میں تفرقہ ظاہر ہے لیکن باوجود اس قدر ظہور اور فصاحت کے بھی ہدایت اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے تمہارے کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے تم تو فقط بشیر اور نذیر ہو اور امم سابقہ میں بھی نذیر گزر چکے ہیں یعنی ڈرانے والے۔ ان کے ہاتھ میں بھی ہدایت نہ تھی بلکہ اللہ تعالےٰ جس کو چاہتا تھا ہدایت کرتا تھا پھر تسلی دی کہ غمناک نہ ہونا۔ پھر آیت کے بعد تخویفات اور بشارات کے مدعی کی دوسری جزء کو یعنی سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے ذکر کیا گیا۔ اِنَّ اللّٰہَ عَالِمُ الْغَیْبِ کے ساتھ پس جب دعوےٰ کامل ہو چکا تو ایک تخویف بتلا کر کہا گیا کہ غیر کو کیوں پکارتے ہو۔ آیا یہ بات عقل مانتی ہے تو بتلاؤ کہ اللہ کے ساتھ تمہارے شریکوں کا کوئی حصہ ہے زمین یا آسمان میں شرکت کا۔ اگر عقل نہیں مانتی تو نقل پیش کرو۔ کیونکہ دلائل تین ہوتے ہیں۔ ایک عقل، دوسرا نقل تیسرا وحی تیسرا تو تم سے محال ہے یہ مطلب ہے قل ارءیتم کا اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ میں نے تو سب چیزیں پیدا کیں بھلا بتلاؤ کہ الٰھہ باطلہ نے کیا کیا اور زمین آسمان کو بھی اس نے تمام رکھا ہے اور اگر گرانا چاہے تو فی الغور گرا سکتا ہے معبود باطلہ نے کیا کیا۔ پس اصل مدعا اس سورت کا اب ختم ہو گیا لیکن ختم کرکے پھر دلیل توحید اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِكُ سے بیان کی گئی ہے بعد اس کے شکوے اور تخویفات ذکر کیے گئے ہیں پس حاصل یہ ہوا کہ سب کچھ کرنے والا وہی ہے اور سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے پس غیر کو نہ پکارو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِیْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنے یہ کہ سب کچھ کرنے والا وہی ذات ہے جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کرکے ملائک کو خدام بنایا ایسے ملائک کہ کوئی صاحب تین پروں کے ہیں اور بعضے دو کے اور بعضے چار کے ہیں اور زیادہ ہی کرتا ہے جتنا چاہتا ہے جیسا کہ جبرائیل علیہ السلام کے چھ سو پر ہیں اور اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ علیحدہ جملہ ہے اسکا تعلق یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ کے ساتھ نہیں ہے کیونکہ سیاق کلام اس پر دال نہیں۔ کیونکہ مدعیٰ تو یہ بات ثابت کرتا ہے کہ سب کچھ کرنے والا وہی ہے اسی کو پکارو اور اگر اس کے ساتھ تعلق کریں تو یہ معنی ہوگا کہ اللہ تعالےٰ پروں کے زیادہ کرنے پر قادر ہے یہ معنی مدعی کے ساتھ مرتبط نہیں ہو سکتا مَا یَفْتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ۔ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا یُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ حاصل یہ کہ اللہ تعالےٰ جس کے واسطے رحمت کھولے کوئی بند نہیں کرسکتا اور اگر بند کرے تو کوئی کھول نہیں سکتا فَاَنّٰی تُؤْفَكُوْنَ کا معنی فَاَنّٰی تُصْرَفُوْنَ ہے یعنی کہاں سے دھوکا لگ رہا ہے وَاِنْ یُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ۔ تسلی ہے کہ تجھ کو غم نہ آئے کیونکہ اسی طرح پہلے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی ہے۔ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ الخ تخویف ہے

یعنی وعدہ مذاب کا حق ہے ڈرو اور معنی فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا کا یہ ہے کہ نہ دھوکے میں ڈالے حیاتِ دُنیوی اور اصل میں فَلَا تَغُرَّنَّكُمْ فِي حَقِّ اللّٰهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اور اَلْغَرُوْرُ کا معنی دھوکے میں ڈالنے والا ہے یعنی شیطان اور اگر بضم الغین ہو تو معنی دھوکا ہو گا یعنے معنی مصدری ہو گا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بشارت ہے مومنوں کے واسطے۔ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا وہ حسنا کے بعد اس کو کون سمجھائے محذوف ہے معنی یہ ہو گا کہ آیا وہ شخص جس کے واسطے بُرا عمل مزین کیا جائے اللہ کے قہر کے سبب سے پس وہ عمل بُرے کو اچھا دیکھے اس کو کون بتلائے اور سمجھائے فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ مراد یہ ہے کہ جو ضدی ہو اس کو گمراہ کرتا ہے اس معنی کا قرینہ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ الخ ہے اور ہدایت اس کو کرتا ہے جو کہ انابت کرتا ہے۔ شعر

این نہ جبر معنی جبار ریست — معنی جباریت را زار ریست
زود شو در یاب استغفار کن — گریہائے چوں ابر زار کن

لَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ۔ ذھاب کے تین معنی ہیں۔ رفتن، گذشتن، بردن (صراح) جیسا کہ کہا جاتا ہے ذھب فلان مذھبا حسنا یعنی لے گیا فلاں مذہب اچھے کو اور اس آیت کے تین معنی بنتے ہیں۔ ایک معنی متعدی کا یعنی نہ لے جائے تیرا نفس حسرات کو (صراح) دوسرا معنی یہ کہ نہ جائے نفس تیرا بسبب غموں کے، اس وقت حسرات مفعول لہٗ ہو گا (مدارک) تیسرا معنی لَا تَذْهَبْ بمعنی لَا تَغْتَمَّ باعتبار تضمین کے ہو گا یعنی نہ غمناک ہووے نفس تیرا بسبب کفر اُن کے در اثنال افسوس کرنے والا ہووے تو (خازن) تائید اس کی باعتبار معنی فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ ہے۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا یہ ثمرہ توحید کا ہے بمع تخویف ضمنا یعنی جب آیات سے توحید ثابت ہو گئی تو عزت سب اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو گئی اور ان کے معبودوں کے واسطے کچھ نہیں جیسا کہ کفار خیال کرتے ہیں وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا مؤید ہے اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ مراد یہ ہے کہ میں ہی قبول کرتا ہوں اور کلمہ طیب سے مراد صفات اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یرفعہٗ ضمیر مرفوع راجع ہے طرف اللہ تعالےٰ کے اور ضمیر منصوب طرف عمل صالح کے وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ اس کی تائید میں ہے وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ اور معنی بور کا بیکار ہے وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ معنی نہیں عمر دیا جاتا کوئی شخص اور نہیں کم کیا جاتا اسکی عمر سے مگر کتاب مبین میں لکھا ہوا ہے (نوح) يُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى اور اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ یعنی جس وقت عذاب آتا ہے تو پھر زائل نہیں ہوتا اور قبل العذاب توبہ بھی منظور ہو سکتی ہے نہ بعد عذاب اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ یعنی میری قدرت میں ہیں عذب فرات میٹھا آسان ہے پینا اس کا كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى تک دلائل ہیں یعنی کھولنا رحمت کا اور بند کرنا اس کے ہاتھ میں ہے رَازِقٌ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وہی ہے اور سب نعمتیں دینے والا وہی ہے غیر کو کیوں پکارتے ہو اللہ تعالےٰ تو وہ ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے ان کے سبب سے بادلوں کو اُٹھا کر ایک بلدۂ خشک میں برساتا ہے آیا اس طرح کوئی اور بھی کر سکتا ہے پھر غیر کی عبادت کیوں کرتے ہو اور تمکو پیدا کیا ہے منی سے اور تمہارے لئے کئی قسم بنائے ہیں اور حاملہ کے حمل کو جاننے والا وہی ہے اور اس کی وضع کو بھی وہی جانتا ہے اور اس کی زیادتی اور کمی اس کے ہاتھ میں ہے آیا یہ تمام باتیں دیگر کوئی کر سکتا ہے پھر غیر اللہ کو کیوں معبود بناتے ہو اور پکارتے ہو اور ایک دریا کو نہایت میٹھا اور دوسرے کو کڑوا بنانا اسی کا کام ہے اور دریاؤں سے گوشت یعنی مچھلیاں پیدا کرنا

تمہارے واسطے اور سونا چاندی وغیرہ یہ سب اس کے قبضے میں ہے اور رات کو دن میں داخل کرنا اور برعکس کرنا اور شمس اور قمر کو تمہارے کام میں لا رکھنا اور ہر ایک کا جاری رہنا مدت معین تک یہ تمام باتیں اس کے قبضے میں ہیں نہ غیر کے پس غیر کو کیوں معبود بنا کر پکارتے ہو ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ آیات توحید کا شرہ ہے وَلَا یُنَبِّئُکَ مِثْلُ خَبِیْرٍ تک۔ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ضمیر انتم سے مراد مخلوق ہے خواہ ملائک اور رسل یا انسان یا جن ہوں۔ اِنْ یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ اگر تم کو مار ڈالے اور دوسروں کو پیدا کرے تو کر سکتا ہے اور تمہارے معبود کیا یہ کر سکتے ہیں۔ جب ان کے اختیار میں یہ باتیں نہیں ہیں تو ان کو کیوں پکارتے ہو تائید اس آیت کی یہ ہے اِنْ اَرَادَ اَنْ یُّھْلِکَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَاُمَّہٗ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا یعنی ان تمام کو ہلاک کر سکتا ہے۔ پس آیا یہ کس طرح معبود بن سکتے ہیں اور دوسری تائید اِنْ یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ وَیَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِکُمْ مَّا یَشَآءُ کَمَآ اَنْشَاَکُمْ (الانعام) یعنی بجائے تمہارے غیر کو پیدا کر سکتا ہے جیسا کہ تم کو پیدا کیا ہے آیا یہ کام کسی تمہارے معبود سے بھی ہو سکتا ہے مَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ عزیز کا معنی مشکل ہے یعنی یہ کام اللہ تعالیٰ پر کوئی مشکل نہیں ہیں وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَۃٌ لَّا یُحْمَلْ مِنْہُ شَیْءٌ معنے اس کا یہ ہے کہ اگر بلائے کوئی بوجھ اٹھایا ہوا طرف اٹھانے بوجھ اپنے کے تو اس سے کوئی نہ اٹھائے گا وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ۔ حرور اصل میں تو گرمی کو کہتے ہیں لیکن اس جگہ مقابل ہے ظل کے لہٰذا اس جگہ معنی دھوپ کا ہوگا۔ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ یعنی بسبب مہر جبایت کے مُردے ہو گئے ہیں قبول کرنے ایمان کے سے انکو سنانا فائدہ نہیں دیتا ہے وَاِنْ یُّکَذِّبُوْکَ فَقَدْ کَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ تسلی ہے۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً الخ دلیل توحید کی ہے یعنی آسمان سے پہلے پانی نازل کر کے اس سے کوئی میوے نکال لیتا ہے جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں اور پہاڑوں کا رنگ مختلف بنایا ہے کوئی سفید کوئی سرخ کوئی سیاہ یہ تمام کام آیا کوئی دوسرا کر سکتا ہے اور وَغَرَابِیْبُ سُوْدٌ اصل میں تقدیم تاخیر ہے معنی سیاہ سخت سیاہ ہے غرابیب بمنزلہ تاکید کے ہے اسی طرح لوگوں اور چارپایوں کو مختلف رنگ کا پیدا کیا ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ یہ شکوی ہے دلیل توحید میں داخل نہیں ہے یعنی دیکھو ما سوا علماء کہ وہ نہیں ڈرتے حالانکہ ان کے مناسب تھا ڈرنا اور اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ سے مرجی بیان وعدہ غفران کا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ سے لیکر وَکَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرًا بَصِیْرًا تک بشارت ہے اور مراد یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ سے تلاوت حق تلاوت ہے بقرینہ دوسری آیت کے یعنی تلاوت حق تلاوت۔ یَرْجُوْنَ تِجَارَۃً خبر ہے لیکن معنی انشاء والا یعنی امر کا طلب کرو تجارت کو لَنْ تَبُوْرَ لِیُوَفِّیَھُمْ اُجُوْرَھُمْ لِیُوَفِّیَھُمْ علت ہے لَنْ تَبُوْرَ کی اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا حاصل یہ کہ میرے بندے جو مختار ہیں کوئی ان سے ظالم لنفسہ ہونگے اور کوئی درمیان میں یعنی نہ افراط اور تفریط میں ہونگے اور کوئی سابق بالخیرات ہونگے لیکن تمام کو جنت میں لے جاؤں گا اور حدیث شریف میں بھی آیا ہے کُلُّھُمْ فِی الْجَنَّۃِ اور جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَھَا حاصل یہ کہ تمام کو جنت میں لے جاؤں گا یَدْخُلُوْنَ کا فعل محذوف ہے۔ ای یُقَالُ لَھُمْ یَدْخُلُوْنَ لُؤْلُؤًا قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَذْھَبَ عَنَّا الْحَزَنَ الخ اس مقام پر اعتراض پڑتا ہے کہ تمام لوگ تو یہ کہیں گے لہٰذا قالوا کہنا صحیح نہ ہوا۔ تو جواب یہ ہے کہ قضیہ مہملہ ہے اور کلیہ نہیں ہے یعنی لوگ کہیں گے اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَۃِ معنی یہ ہے نازل کیا ہے اس نے ہم کو جنت میں نَصَبٌ بمعنی رنج اور لُغُوْبٌ کا معنی تھکنا ہے وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَھُمْ نَارُ جَھَنَّمَ سے تخویف شروع ہے فَالظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ تک تخویف ہے وَھُمْ یَصْطَرِخُوْنَ کا معنی فریاد کریں گے عَلَیْرَ الَّذِیْ کُنَّا نَعْمَلُ یعنی وہ عمل کریں گے جو کہ مغایر ہونگے اعمال سابقہ کے جو برے تھے اب اچھے کریں گے اَوَلَمْ نُعَمِّرْکُمْ مَّا یَتَذَکَّرُ فِیْہِ مَنْ تَذَکَّرَ سے مراد قدر ہے معنی یہ کہ ما یتذکر سے مراد قدر ہے معنی یہ کہ نہیں عمر دی تھی ہم نے

تم کو وہ قدر جس میں نصیحت پکڑتا وہ شخص جو کہ نصیحت کو قبول کرتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَالِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اس سے دعوی کی دوسری چیز کا ثبوت ہے اور اس جگہ پہلے پہل خبر کا یعنی سب کچھ کرنے والا وہی ہے اور اب یہ شروع ہوا ہے کہ سب کچھ جاننے والا وہی ہے هُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ سے لیکر الْاَخْسَارًا تک تخویف ہے۔ حاصل یہ ہے کہ تم کو اللہ تعالے نے خلائف بنایا ہے اور پھر بھی اگر تم اسکی ناشکری اور نافرمانی کرو اور شرک کرو تو سزا کے لائق ہو جاؤ گے قُلْ اَرَاَیْتُکُمْ شُرَکَآءَکُمُ الَّذِیْنَ الخ یہ شرہ ہے دعوی پر یعنے سب کچھ جاننے والا بھی اور کرنے والا بھی وہی ہوا۔ تو غیر کی عبادت کیوں کرتے ہو۔ اور غیر کو کیوں پکارتے ہو باقی تقریر ہو چکی ہے اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ دلیل توحید کی عقلی ہے بعد بیان کرنے شرہ کے یعنی آسمان اور زمین کو زائل ہونے سے بند کر رکھنا اسی کا کام ہے۔ آیا معبود تمہارے کر سکتے ہیں اَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ الخ شکوی ہے یعنی پہلے رسول تو ان کی یہ حالت تھی اور کہتے کہ اگر ہمارے پاس کوئی نذیر آیا ہر ایک اُمت سے ابدی ہوتے اور جب آیا تو تمام بھاگنے والے ہو گئے اور اَھْدٰی مِنْ اِحْدَی الْاُمَمِ کا معنی ابدی ہوتے ہر ایک اُمت سے اور اضافت احدی الامم میں استغراقی ہے وَلَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَھْلِہٖ معنی یہ ہے کہ نہ نازل ہو گی جزا مکر برائی کی مگر اس کے اہل کے ساتھ اور میرے محبوب کے ساتھ نازل نہ ہو گی اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ الخ تخویف ہے تا آخر تک مَا تَرَکَ عَلٰی ظَھْرِھَا مِنْ دَآبَّۃٍ یعنی مجھ سے کوئی بھاگ نہ سکیگا فَاِذَا جَآءَ اَجَلُھُمْ کی جزا محذوف ہے یعنی جس وقت ان کی اجل آئے گی پس جزا دے گا اللہ تعالے انکو۔ فقط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَۃُ یٰسٓ (مکیہ)

پہلے یہ جاننا چاہیے کہ قلب قرآن سورۃ یٰسین ہے کیونکہ قرآن مقابل شرک کے ہے اور شرک کا قلب شفاعت قہری ہے اور شفاعت قہری کی نفی اس سورت میں ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص سورۃ یٰسین ایک دفعہ پڑھے اسکو ثواب دس بار قرآن شریف پڑھنے کا ملتا ہے۔ یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اس سورت میں نفی تشفیع شفاعت قہری کی جائے گی اور دعوے اصلی ابتدا میں مذکور نہیں ہے بلکہ قضہ مابعد سے مستنبط ہوتا ہے۔ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِہٖٓ اٰلِھَۃً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُھُمْ شَیْئًا وَّلَا یُنْقِذُوْنَ۔ اس آیت میں اصلی دعوے سورت کا مذکور ہے کیونکہ قرآن کا اکثر یہ قاعدہ ہے کہ پہلے توطیہ تمہید کی جاتی ہے اور اس کے بعد مدعا صراحتاً یا ضمناً ذکر کیا جاتا ہے جیسا کہ سورت بقرہ کے ابتدا میں توطیہ تمہید ذکر کی گئی ہے اس کے بعد یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا سے صراحت دعوے ذکر کیا گیا اس میں تخویف پہلے کی گئی ہے واسطے کفار کے کہ قرآن جو صاحب حکمتوں کا پختہ شاہد ہے اس پر کہ تو رسول ہے اور سیدھے راستے پر بھی ہے اور نازل ہوا ہے غالب اور رحیم سے پس جب غالب کی طرف سے آیا ہے تو ضرور اسکو ماننا چاہیے تائید اس کی سورۃ نساء میں ہے لٰکِنِ اللّٰہُ یَشْھَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَیْکَ اَنْزَلَہٗ بِعِلْمِہٖ یعنی اللہ شاہد ہے اس بات پر کہ نازل کیا ہے اللہ تعالے نے اس قرآن کو اپنے علم کے ساتھ اور شہادت ہے بِمَآ اَنْزَلَ اِلَیْکَ کے ساتھ پس مشہود بہ ما انزل الیک ہو گا یعنی قرآن ہے۔ اور مشہود علیہ اَنْزَلَہٗ بِعِلْمِہٖ ہے اور اس جگہ مشہود بہ قرآن ہے اور مشہود علیہ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ہے اول میں بیان کیا گیا ہے کہ توڑ دلانے کے واسطے مرسل کیا گیا ہے اور پھر لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ سے یہ بیان کیا گیا ہے

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ تک کہ تیرا تو خیال ہے کہ تمام مومن ہو جائیں لیکن اکثر ایمان نہ لاوینگے اور فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ بیان ہے قول کا یعنی ثابت ہو چکا ہے ان پر کہ ایمان نہ لائیں گے اور اس کی علت اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ الخ سے بیان کی گئی یعنی ایمان نہ لائیں گے وجہ یہ ہے کہ ہم نے انکے گلے میں اور گائے بیل گٹ اور طوق رکھ دیے ہیں گلے تک جیسا کہ انگریز کرتے ہیں لڑائی میں تاکہ سیدھے دشمن کی طرف دیکھیں اور ہم نے ان کے ہر طرف سے دیوار بنا دی ہے جس وجہ سے ایمان نہ لا سکینگے اور دیکھ نہیں سکتے اور نفع نہ اور عدم انذار تیرا ان کے واسطے برابر ہے کما قال اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ یعنی دو فریق ہیں ایک تو اول بیان کیا گیا ہے کہ جو ہرگز ایمان نہ لاوینگے کیونکہ ان پر مُہر جباریت کی ماری گئی ہے۔ **شعر**

این نہ جبر و معنی جباریست　　معنی جباریت را زاریست

اور دوسرے فریق کا بیان اب کیا گیا ہے کہ انذار تیرا ان کو فائدہ دے گا جو کہ کوشش کرتا ہے اور پھر نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى الخ سے تخویف کی گئی ہے یعنی ہم ان کے اعمال کرنے اور نہ کرنے کو نگاہ رکھتے ہیں اور تمام کو اعمال نامے میں لکھ رہے ہیں اور الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ میں بھی اشارہ طرف تخویف کیا گیا وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ سے بیان کیا گیا ہے بعد تخویف دینے کے کہ دیکھو ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا تھا جبکہ انہوں نے ہمارے رسولوں کو نہ مانا تھا ہم نے اُن کو ہلاک کیا جیسا کہ کما فَاَخَذْنٰهُمْ فَمَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ اور ان کے شفعاء نے ان کو کچھ مدد نہ دی یعنی ہلاک ہونے سے ان کو نہ بچایا تو معلوم ہوا کہ شفیع قہری کوئی نہیں ہے بلکہ جس کو اللہ تعالےٰ ہلاک کرے ہلاک ہو جاتا ہے اور جس کو ہلاک نہیں کرتا وہ ہلاک نہیں ہوتا اور قصے میں دعوی توحید بھی لَا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ کے ساتھ بیان کیا گیا اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا اَهْلَكْنَا تک حاصل یہ ہوا کہ قرآن حکیم شاہد ہے تیری صداقت پر لیکن ایمان نہیں لاتے بوجہ مہر جبار کے پھر تخویف دی گئی کہ ہم ان کے اعمال لکھ رہے ہیں پوری پوری جزا دیں گے جیسا کہ ہم نے اصحاب قریہ کے ساتھ کیا تھا اور ان کو شفعاء نے نہ بچایا اور قصے کے اختتام کے بعد يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ مطابق عادت کے فرمایا اَوَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ سے دلیل اول اَلَمْ يَرَوْا سے لے کر مُحْضَرُوْنَ تک حاصل یہ ہے کہ دیکھو کتنی قومیں نافرمانوں کو ہم نے ہلاک کیا اور ان کو ان کے شفعاء نے واپس نہ کرا دیا (۲) دلیل ثانی اٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ سے لے کر وَّمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ تک یعنی زمین مردہ کو ہم زندہ کرتے ہیں اس سے دانے نکالتے ہیں اور وہ کھاتے ہیں اور زمین میں باغ بنا کر میوہ جات نکالتے ہیں اور چشمے جاری کرتے ہیں اور ان کے ثمرات سے کھاتے ہیں یہ سب ان کے ہاتھوں نے نہیں کیے آیا ان کے شفعاء ذات باری تعالیٰ کے ساتھ شریک ہو سکتے ہیں یہی معنی ہے مَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ کا اس میں جن و ملائک وغیرہ سب داخل ہیں یعنی جن کو تم معبود قرار دیتے ہو۔ ان میں سے کسی نے بھی کام نہیں کیا پھر وہ معبود اور شفیع کیسے ہوئے اور ایسا ہی ہے سورۂ بنی اسرائیل میں قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْ مراد عام ہیں وہ آیت کی دلیل توحید کی ہے اور تیسری دلیل وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ سے لے کر كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ تک ہے یعنی شمس اور قمر اپنی اپنی جگہ چل رہے ہیں شمس قمر کو نہیں مل سکتا اور نہ رات دن سے سبقت کرتی ہے اور حالانکہ یہ تمام کام آسمان میں ہو رہے ہیں پس اگر شفیع قہری کوئی ہیں تو ان امور کو برعکس کرا دکھا دیں (۴) چوتھی دلیل اٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا سے لے کر مَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ تک ہے یعنی ہم تم کو جہاز اور کشتیاں یا ان کی مثل پر سوار کرتے ہیں اور جس وقت چاہتے ہیں تو انکو ہم غرق کر دیتے ہیں اس وقت کوئی ان کے بچانے والا نہیں ہوتا مگر مومنوں کے واسطے رحمت ہوتی ہے اور مثل سے مراد ٹلے وغیرہ جو کہ دریا میں چلتے ہیں اور مفسرین نے اُونٹ مراد لیے

* اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا سے اور اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ تک جو تخویف ہیں جو تخویف کے اور اَلَمْ يَرَوْا سے

ہیں یہ سیاق کے مخالف ہے۔ اور ادلہ اربعہ بیان کرکے شکوی کیا گیا وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّقُوْا سے لے کر وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ تک یعنی جس وقت ان کو کہا جاتا ہے کہ آفت اور عذاب سے خوف کرو تو پرواہ نہیں کرتے اور کوئی آیت ان کے پاس نہیں آتی مگر وہ اعراض کرتے ہیں وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّقُوْا سے شکوی اور الزامی جواب نقل کیا گیا ہے یعنی جس وقت کہا جاتا ہے کہ جو رزق اللہ تعالے نے تمکو دیا ہے اس میں سے کوئی واسطے اللہ تعالی کے دو تو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالے نہیں دیتا اگر ہم اس کو دیں تو امور الٰہیہ میں دست اندازی لازم آتی ہے وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ سے لے کر بِہَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ تک تخویف اُخروی کی گئی ہے اور لَوْ نَشَآءُ سے لے کر اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ تک تخویف دنیوی کی گئی اور بعد میں دونو تخویفوں کی صداقت رسول صلعم کے واسطے کہا گیا۔ وَمَا عَلَّمْنٰہُ الشِّعْرَ سے کہ کفار رسول صلعم کو شاعر اور قرآن کو شعر کہتے تھے جواب ظاہر ہے اور پھر اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا سے وَاتَّخَذُوْا سے تک دلیل توحید بیان کی اور وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سے یہ بیان کیا کہ ہم نے ان پر تو اتنے انعام کئے اور انہوں نے معبود سوائے میرے بنائے ہیں جن کو اپنے شفعا مانتے ہیں وہ اپنی جان کو مدد نہیں دے سکتے اور پھر فَلَا یَحْزُنْکَ قَوْلُھُمْ اِنَّا نَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ سے تخویف کی گئی یعنی پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والے ہیں اور پوری جزا دیں گے۔ اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ سے وَھِیَ رَمِیْمٌ تک شکوی ہے یعنی انسان اتنا نہیں دیکھتا کہ ہم نے انسان کو نطفے سے پیدا کیا پھر وہ ظاہر میرا مخاصم بن گیا اور ہمارے واسطے مثال بیان کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھلا دیتا ہے تعجب کرکے کہتا ہے کہ جس وقت ہڈیاں ہو جائیں گے اور قُلْ یُحْیِیْھَا الَّذِیْ سے قیامت کا ثبوت بیان کیا گیا ہے اور فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ سے دو دعوے ثابت بیان کئے۔ ایک یہ کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور دوسرا اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ سے ثبوت قیامت کا بیان کیا (خلاصہ تقریر کا یہ ہے) کہ قرآن حکیم شاہد ہے میری صداقت پر لیکن اکثروں پر مہر جہالت کی ماری گئی ہے یہ ایمان نہ لائیں گے۔ اور ہم ان کے اعمال لکھ رہے ہیں پوری جزا دیں گے پھر ایک قصہ بیان کیا کہ دیکھو ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا تھا باوجہ مخالفت رسل ہمارے کے اور ان کو ان کے شفعا نے نہ چھڑایا اور اس قصے میں ضمناً دعوی بھی ذکر کیا گیا۔ پھر ادلہ اربعہ بیان کی گئی ہیں کہ یہ تمام مذکورہ اللہ تعالی کرنے والا ہے ان کے شفعا کچھ بھی نہیں کر سکتے پھر دو شکوی بیان کئے اور پھر بعد ادلہ اور شکوی کے تخویف دنیوی اور اُخروی کی گئی اور بعد ان امور کے صداقت رسول صلعم کی بیان کی گئی ہے پھر دلیل توحید کی بیان کرکے کہا گیا کہ دیکھو احمقوں نے غیر اللہ کو شفعا بنا لیا ہے پھر تخویف اور شکوا بیان کرکے ثبوت قیامت کا بیان کیا پھر حشر بیان کیا یہ کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور شفیع غالب بھی نہیں ہے اور قیامت بھی برحق ہے (تحقیق بعض معانی) وَاضْرِبْ لَھُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْیَۃِ سے ترہیب بنقل قصہ بیان فرمائی یعنی ترہیب عذاب دنیوی سے اب قصہ کے بعض مواقع الفاظ اور روایات کے متعلق جو تحقیق ہے بیان کرتا ہوں اِذْ جَآءَھَا الْمُرْسَلُوْنَ یہ مواضع اجابت دعا ہے (حصن حصین) وفی جامع البیان واعلم ان بعض السلف واکثر المتاخرین علی انھم رسل عیسٰی علیہ السلام واسمائہم یحیی ویونس وشمعون والقریۃ انطاکیۃ واذکروا ان ملک القریۃ واکثر اھلھا امنوا لما عزز بالثالث بظھور معجزاتھم ومن بقی علی الکفر اھلکوا۔ وکلام بعض السلف علی انھم رسل واسمائھم صادق وصدوق وشلوم وھو ظاھر القرآن نظراً الی قولہ تعالی مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وایضاً ذکر المؤرخون ان اول مدینۃ امنت برسل عیسی علیہ السلام ھو انطاکیہ وفی القرآن ان اھل ھذہ القریۃ اھلکوا لکفرھم وایضاً صرح کثیر من السلف فی قول اللہ تعالی وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ مِنْ بَعْدِ مَآ اَھْلَکْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰی اِنْ مَّا اھلک من الامم بالعذاب بعد انزال التوراۃ بل امر المؤمنین بقتال المشرکین فکیف یکون ھلاک قریۃ

وسلم عیسیٰ علیہ السلام ۔ انتہی کلامہ ۔ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ یعنی ایک ہی خرابی نہیں کی بلکہ تم حد سے گزرنے والی قوم ہو یعنی اور کتنے بُرے کام تم میں ہیں ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ الخ یعنی میں اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی اللہ بناؤں جو اللہ تعالےٰ اگر ارادہ ضرر کا کرے تو اس کو نہ ہٹا سکیں اور مجھے کچھ فائدہ نہ دے سکے اور نہ چھڑا دیں یعنی جو واقعہ میں شفیع نہیں ہیں ان کو اللہ اور شفیع قرار دینے سے ضلال مبین میں ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ وہ بھی من دون اللہ کو شفیع غالب قرار دینے سے ہلاک ہوئے ہیں اور مشرکین کو بھی شفیع غالب قرار دینے سے ترہیب دی جاتی ہے اور اسی کی نفی ہے ۔ نفظ ۔ قولہ ۔ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ای معبوداتهم لهم ای للكفار جندٌ فی زعمهم حاضرون تشفع لهم ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الصَّافَّاتِ (مکیہ)

اس سُورت میں عاجزی ملائک اور جنات اور رسل کی ثابت کی گئی ہے ۔ آیا یہ شفیع بن سکتے ہیں کیونکہ پہلی سُورت میں تو مطلق نفی شفاعت کی گئی ہے اور اس میں ترقی کی گئی ہے ۔ اور جن پر ان کا اعتقاد تھا کہ یہ ہمارے شفیع ہیں ان کا حال بیان کیا گیا کہ وہ تو خود عاجزی کر رہے ہیں تو شفیع کس طرح ہوں گے ۔ وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ پہلے پہل حال ملائک کا بیان کیا گیا کہ فرشتے تمام صفیں باندھے کھڑے ہیں اور جنات اور شیاطین کو زجر کرتے ہیں اور ذکر الٰہی کرتے ہیں یہ خدمت گار ہیں پس یہ کس طرح شفیع غالب بن سکتے ہیں اور پھر اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا سے لے کر شِهَابٌ ثَاقِبٌ تک حال جنات کا بیان کیا گیا کہ وہ جس وقت سننے جاتے ہیں تو مارے دھوئے جاتے ہیں اور ان کے لئے عذاب لازم ہے اور ہمیشہ بھی ہے پس وہ کس طرح شفیع بن سکتے ہیں ہر دونوں کا حال بیان کر کے فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا سے لیکر وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ تک تخویف اُخروی اور بشارت مؤمنین بالذات ذکر کی گئی اور ضمناً شکوی بھی کیا گیا فَاسْتَفْتِهِمْ سے لیکر اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ تک شکوی ہے تخویف کے ضمن میں اور بعد اس کے نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ تک تخویف محض ہے اور پھر صَدَقَ الْمُرْسَلِيْنَ تک شکوی ہے ضمن تخویف میں اور پھر اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ تک تخویف ہے پھر اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ سے لے کر فِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ تک بشارت ہے مؤمنوں کے واسطے اور پھر اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا سے لے کر اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ تک تخویف محض ہے اور تخویف کے بعد تیسری قسم کا حال یعنی رسُولوں کا حال تہلایا گیا ۔ وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ سے لے کر فَمَتِّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ تک سات رسولوں کا حال بتایا گیا کہ دیکھو ہم نے نوح کو غرق ہونے سے اور ابراہیم کو آگ سے بچایا اور اس کے درمیان میں تابعداری بیان کی کہ اس قسم کا تابعدار تھا کہ اپنے ولد کو ذبح کرنے پر تیار ہو گیا تھا اور موسےٰ علیہ السلام اور ہارون کو فرعون سے خلاصی دی لیکن خوارق عادت کے طریقے سے اور الیاس کو بھی قتل سے خلاصی دی تھی کیونکہ وہ تو منع کرتا تھا اپنی قوم کو بعل کی عبادت سے اور وہ ایک بُت کا نام تھا جو کہ بیس گز لمبا تھا اور چار سو اس کے خادم تھے، اور اس میں کوئی شیطان اندر سے آواز کرتا تھا اور وہ خادم لوگوں کو خبر دیتے تھے اور لوگ خادموں سے پوچھتے تھے اور اس بعل کی عبادت کرتے تھے ۔ لہٰذا الیاس اس کی عبادت سے منع کرتے تھے اور لوگ اس کے مارنیکو تیار ہوئے اللہ تعالےٰ نے اُنکو بچا لیا اور پچھلی قوموں رسولوں کی کے

حق میں یہ کلام چھوڑی سلام علی المرسلین یعنی حق تعالےٰ نے ان کو اپنی رحمت کے سبب سے بچالیا اور سلامت رکھا۔ تَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ معنی آیت کا یہ ہوگا چھوڑا ہم نے اوپر نوح کے پچھلے لوگوں میں یہ کلام یعنی سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ یعنی نوح کو سلامت رکھ لیا یعنی لوگوں میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ اللہ تعالےٰ نے نوح علیہ السلام کو سلامت رکھا اسی معنی پر باقی کو بھی قیاس کرلو فَاسْتَفْتِہِمْ اَلِرَبِّکَ الْبَنَاتُ وَ لَہُمُ الْبَنُوْنَ متعلق ہے پہلے فَاسْتَفْتِہِمْ کے ساتھ اور پھر اس کو اعادہ کیا گیا واسطے تنویر کرنے کے اور وضاحت کرنے کے اور پھر اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِکَۃَ سے لے کر لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِکْرًا مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ تک اعادہ کیا گیا حالات الملائکہ والجن کا لیکن دو طریق کے ساتھ ایک علی سبیل اللف والنشر المرتب اور دوسرا علی سبیل اللف والنشر الغیر المرتب۔ اول طریقہ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِکَۃَ سے لے کر وَجَعَلُوْا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجِنَّۃِ نَسَبًا تک ہے اور وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّۃُ اِنَّہُمْ لَمُحْضَرُوْنَ۔ دوسرے طریقے میں ہے اور اول طریقے میں جنات کا حال محض جَعَلُوْا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجِنَّۃِ نَسَبًا ہے۔ اور دوسرا طریقہ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّۃُ سے لے کر اِنْ کَانُوْا لَیَقُوْلُوْنَ تک ہے لیکن اس میں بھی جنات کا قول محض وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّۃُ کا ہے اور بعد اس کے مَا مِنَّآ اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ تک دخال الٰہی ہے اور اس جگہ سے قول ملائکہ کا شروع ہے اور فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے طریقے میں پہلے حال ملائک کا بیان کیا گیا ہے اور پھر جنات کا جیسا کہ ابتدا سورت میں کیا گیا ہے اور دوسرے طریقے میں برعکس کیا گیا ہے وَاِنْ کَانُوْا لَیَقُوْلُوْنَ سے لے کر فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ تک شکوی ہے یعنی تخویف ضمناً اور اِنَّہُمْ لَہُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ۔ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَہُمُ الْغٰلِبُوْنَ بشارت ہے فَتَوَلَّ عَنْہُمْ حَتّٰی حِیْنٍ وَّاَبْصِرْہُمْ فَسَوْفَ یُبْصِرُوْنَ اَفَبِعَذَابِنَا یَسْتَعْجِلُوْنَ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِہِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ تخویف ہے۔ وَتَوَلَّ عَنْہُمْ حَتّٰی حِیْنٍ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ یُبْصِرُوْنَ بھی تخویف میں داخل ہے اور سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ خلاصہ ہے تمام سورتوں کا یعنی پاکی ہے اللہ تعالےٰ کو شریکوں سے اور اپنے پیارے یعنی رسولوں کو سلامتی سے رکھتا ہے۔ اس کے شریک نہیں ہیں وہ عاجز بندے ہیں سب کچھ کرنے والا ایک اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ اس کے رسولوں کے ہاتھ میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ حاصل تقریر کا یہ ہے کہ سورۃ یٰسین میں نفی تشفیع کی گئی ہے اس میں یہ بیان کیا گیا تین دفعہ کہ ملائک اور جنات تمام عاجز ہیں شفیع نہیں ہیں اور دو دفعہ ایک طریقے سے اور ایک دفعہ برعکس ان دو طریقوں کے اور ایک دفعہ سات رسولوں کا حال بیان کیا کہ تمام عاجزی کر رہے ہیں شفیع غالب نہیں ہیں بلکہ جو میرے پیارے بندے تھے ہم نے ان کو عذاب سے سلامت رکھا اور یہی بات کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو سلامت رکھا تمام جہان میں مشہور کی گئی اور ابتدا میں بعد بیان کرنے حال ملائک اور جنات کے ایک دفعہ تخویفات اخروی اور بشارتیں اور شکوے بیان کئے گئے اور آخر میں کوئی شکوی اور تخویف بیان کرکے سورت کا خلاصہ بیان کیا گیا۔ فقط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَۃُ صٓ مکیۃ

اول اس سورت میں خلاصہ تفصیل وار بیان کیا جائے گا اور بعد اس کے اس کا حاصل اور بعدہٗ مشکل مقاموں کی وضاحت۔

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّۃٍ وَّشِقَاقٍ۔ سورۃ صافات میں تو ان کی عاجزی بیان کی گئی کہ وہ عاجز ہیں شفیع

غالب نہیں اور اس میں یہ بیان ہوگا کہ عاجزی تو بجائے خود خود آپ پکڑے ہوئے ہوتے ہیں شفیع غالب کس طرح بن سکتے ہیں اوّل ص والقرآن ذی الذکر سے اپنے مدعا پر شاہد لایا گیا ہے یعنی قسم ہے اس قرآن کی جو کہ صاحب نصیحت کا ہے قسم یعنی شاہد ہے یعنی یہ شاہد ہے اس بات پر کہ موضع شبہ تو نہیں ہے بلکہ کافر اونچائی میں ہیں اس سبب سے کہ ہم نے ان کو رزق دیا ہے جیسا کہا بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا اور عناد میں ہیں پس معلوم ہوا کہ بَلِ الَّذِيْنَ سے پہلے مابقی موضع شبہ محذوف ہے یعنی پہلی سورت میں تمام انبیاء کی عاجزی بیان کی گئی ہے اور معلوم ہوگیا کہ کرسب کچھ کرنے والا وہی ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے کہ وہ شفیع غالب بنے اور اس بات میں کوئی شبہ نہیں رہا بلکہ کافر عناد میں ہیں اور یہ کَمْ اَهْلَكْنَا سے لے کر قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ تک تخویف دنیوی ہے اور قَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ اضطرار علی اما یکون سے متعلق ہوگا اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ کے ساتھ یعنی کفار اونچائی اور عناد میں ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے عذاب کو جلدی لے آؤ تو صبر کر ان کے کہنے پر اور غم نہ کر اور وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ سے لے کر مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ تک دلیل نقلی مدعا کے واسطے بیان کی گئی ہے کہ دیکھو اتنا بڑا پیغمبر اور بادشاہ جس کے ۳۰۰ محافظ تھے۔ اسکو ہم نے پکڑ لیا تھوڑے قصور سے آیا وہ شفیع غالب بن سکتا ہے اور دلیل نقلی دو قسم کی ہوتی ہے ایک تو پہلے نبی سے نقل ہو کہ اسپر پھر یہی وحی آیا تھا یا اس کا حال بیان کر دینا اور اس جگہ نقلی دلیل ثانی قسم سے ہے اور پھر مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا سے لے کر فَفَهَّمْنٰهَا تک دلیل عقلی لائی گئی یعنی عقل بھی دلالت کرتا ہے کہ ایسے انتظام میں زمین و آسمان کو رکھنا اور ایسے طریقے پر مخلوقات کو رکھنا سوائے معبود برحق کے کسی کا کام نہیں ہے اور کوئی شفاعت تجھ نہیں ہوسکتی بلکہ اپنی مرضی سے سب کام کرتا ہے ہاں کافر کہتے ہیں کہ خدا صاحب کی خدائی میں شفیع غالب ہوسکتے ہیں اور پھر كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ سے لے کر اُولُوا الْاَلْبَابِ تک دلیل وحی بیان کی گئی پس مدعا مع اولہ ثلثہ سے پورا ہوگیا ہے درمیان میں تخویفات بیان کی گئی ہیں اور دلیل نقلی کا بیان کیا گیا ہے کہ دیکھو کہ سلیمان علیہ السلام کے ساتھ ہم نے کیا کیا کہ باوجود اتنے بڑے بادشاہ ہونے کے قصور سے اس کو پکڑ کر بادشاہی سے دور کر دیا اور ایک بیکار شخص کو اس کی جگہ قائم کر دیا۔ اور اس نے قصور کے بدلے کتنا اپنا مال نقصان کیا پھر جب اس نے زاری اور طلب مغفرت کی کی پھر اس کو بادشاہی نے دی اور دعا مانگی کہ یا الٰہی اس کے بعد میری بادشاہی چھین کر کسی کو نہ دینی آیا ایسا شخص شفیع غالب ہوسکتا ہے پھر بوجہ طلب مغفرت اور زاری کے گھوڑوں کے بدلے ہوا کو تابع کر دیا جس طرح چاہتا تھا چلاتا تھا اور جنات کو اس کے تابع کیا اس نے ہر ایک کو اپنے اپنے کاموں میں لگایا ہوا تھا اور قصور کی وجہ سے ان کو قید کرتا تھا پھر قصہ ایوب کا بیان کیا گیا کہ اس کو اتنا لاچار کیا کہ اس کے پاس بھی کوئی نہ رہا تھا اولاد بھی سب ہلاک ہوگئی۔ لاچار ہو کر اللہ تعالیٰ سے اس نے مغفرت مانگی تو معافی ہوئی بھلا دیکھو تو سہی جو خود اپنے واسطے طلب و مغفرت مانگتا ہو وہ دوسرے کو کس طرح شفاعت غالبہ سے چھڑا سکتا ہے۔ تمام رسولوں کا یہ حال ہوا تین رسولوں کے حال ہونے کے واسطے بیان کیا گیا اور پھر هٰذَا ذِكْرٌ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ سے لے کر هٰذَا رِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ تک مقصود بالذات یہ بیان کرنا ہے کہ ہم نے تمام یہ آزمائش دنیا میں رسولوں کے ساتھ کی ہیں شفاعت دینے کے واسطے اور آخرت میں ان کا حال مذکور ہوگا اور بشارت بھی ہو جائے گی واسطے مومنوں کے۔ اور پھر اِنَّ لِلطّٰغِيْنَ سے لے کر اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ تک تخویف ہے واسطے کفار کے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ سے لیکر الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ تک بیان مدعا کا ہے یعنی جب سب رسولوں کا حال بھی مذکور ہوگیا کہ وہ خود اپنی جان کے واسطے بخشش مانگ رہے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ شفیع غالب کوئی نہیں ہے اس کے بعد کہا قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ اَنْتُمْ

مُعْرِضُوْنَ یعنی دعوے ایک عظیم مضمون سے تم اس سے اعراض کرتے ہو اور پھر مَا كَانَ لِيَ سے سوال مقدر کا جواب دیا گیا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم کو خبر نہیں بتلاؤ کیونکر تم کو ملائک کے ذریعے معلوم ہوتا ہے تم کہو کہ تمام باتیں میری طرف وحی نہیں ہوتیں بلکہ انذار کے متعلق جو باتیں ہوتی ہیں وہ میری طرف وحی ہوتی ہیں اور پھر وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ سے یہ بیان کیا کہ اتنے بڑے مرتبے والے کو تھوڑے سے جرم سے اکھاڑ دیا اور بیفرمانی سے لعین بنا دیا گیا ؎

صد ہزاراں سال ابلیس لعیں بود از اہدال امیر المؤمنین

اور آخر میں قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ سے لے کر بَعْدَ حِيْنٍ تک یعنی ان بیانات سے نہ تو تم سے اجر طلب کرتا ہوں اور نہ بناوٹی جواب بتاتا ہوں بلکہ میں تو وحی کے تابع ہوں۔ یہ قرآن عالمین کے واسطے ایک ذکر اور نصیحت ہے تم نہیں مانتے بعد میں خبر پڑ جاوے گی۔ یہ تخویف (تقدیر کا حاصل) متمم ہے قرآن صاحب نصیحت کی یعنی قرآن شاہد ہے اس بات پر کہ جائے شبہ کوئی نہیں ہے لیکن دولتمندی کی وجہ سے اونچائی سے اونچائی اور عناد میں ہیں۔ تم کو کہتے ہیں کہ عذاب لے آؤ تم ان کے کہنے پر صبر کرو پھر تخویف دنیوی دے کر دو بیان میں بیان کیا گیا کہ دیکھو اقوام کے ساتھ کیا حال ہوا تھا تم بھی شفیع غالب بنانے سے باز آجاؤ اور اس مدعی کے واسطے تین دلائل نقلی حال انبیا سابقہ واسطے نمونے کے بیان کیں اور تجھ کو سوا حال بیان کرنے کے ذکر کئے گئے تمام کا یہ حال تھا کہ وہ خود اپنی ذات میں گرفتار تھے دوسرے کی شفاعت کس طرح کرسکینگے پھر بشارت مومنین کے واسطے اور تخویفات کفار کے واسطے بیان کرکے اعادہ مدعا کا بعد دلائل عقل اور نقل اور وحی کے کیا گیا اور دعوے مع الدلایل پورا ہونے کے بعد کہا گیا کہ شیطان کی طرح خلاف حکم مت کرو تم کو گمراہ کر رہا ہے۔ چنانچہ اُس نے کہا لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ یعنی گمراہ حکم الٰہی سے انکاری ہوا تو اللہ تعالےٰ نے اس کو اپنے قہر سے لعنتی بنا دیا تو اُس نے کہا یا الٰہی جب کہ تو نے انسان کے لئے مجھے لعنتی بنایا ہے تو میں اُن سب کو گمراہ کروں گا سوائے تیرے حکم کی اطاعت میں نہ جانے دوں گا مگر بندے اچھے تیرے مجھ سے بچ جائیں گے خیال کر شیطان تم کو جہنمی بنا رہا ہے آگے بعضے مقاموں کی تفصیل یہ ہے کہ قصہ داؤد علیہ السلام کا تو یہ مشہور ہے کہ ان کی ۹۹ عورتیں تھیں اور ایک عورت ان کی غلام تھی اُنہوں نے خواہش نفسانی سے چاہا کہ اس عورت کو میں لے لوں (نعوذ باللہ آیا رسول کی شان یہ ہے کہ کسی پر ظلم کرے) پھر اللہ تعالےٰ نے دو فرشتے بھیجے۔ اُنہوں نے کہا کہ ایک میری بکری ہے اور میرے دوسرے بھائی کی ۹۹ بکریاں ہیں۔ وہ ایک بکری بھی مجھ سے لینا چاہتا ہے ہمارا فیصلہ کرو اس قصہ سے اللہ تعالےٰ نے اشارہ کیا کہ جیسا تم ان دونوں میں طلب زیادتی کرنے والے کو ظالم کہہ رہے ہو اسی طرح تم بھی ظلم کر رہے ہو اپنے غلام پر لیکن یہ قصہ بالکل غلط ہے (خازن) نے تفسیر کبیر سے نقل کیا ہے اور تفسیر کبیر نے حضرت علی رضہ کا قول نقل کیا ہے اور یہ قصہ یہودیوں نے مشہور کیا ہے۔ واقعہ میں اس طرح نہیں ہے جو شخص یہ کہیگا اس کو سزا دی جائے گی بلکہ واقعہ میں اللہ تعالےٰ نے آزمائش سے دو فرشتوں کو ارسال کیا جبکہ داؤد نے ضعیف کی بات سُن کر بلا تفتیش دوسرے فریق پر ظلم کا حکم کر دیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اور اللہ تعالےٰ کی ذات نے اس قصور سے اس کو گرفتار کیا کہ بیشک ضعیف کی امداد تو کرو لیکن تفتیش کرکے اور قواعد الٰہیہ کے مطابق بعد ثبوت مدعی یا قسم مدعا علیہ۔ اس قصہ کی نظیر سورۃ نساء رکوع ۱۵ پارہ ۶ میں اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ سے بیان کی گئی ہے کیونکہ رسول اللہ صلعم کا ارادہ بھی ہو گیا تھا کہ یہودی کے ہاتھ کاٹ ڈالے حکم آگیا کہ گمان سے فیصلہ نہ کرو باقی تمام اسی جگہ مذکور ہے اور سلیمان ع والا قصہ جلالین وغیرہ مدارک نے جو نقل کیا ہے اس کو عقل تسلیم نہیں کرتا کہ واقعہ میں بھی اسی طرح ہو بلکہ خدا کی آزمائش تھی بادشاہی چلی گئی بسبب اسی امر

کے جو مذکور ہے قرآن شریف میں اِنِّیْ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَیْرِ عَنْ ذِکْرِ رَبِّیْ الخ اور ایوبؑ کا قصہ مختصر یہ ایک کتاب میں ہے کہ تمام لوگ مخالف ہو گئے شہر سے باہر نکال دیا کہ ان کے بدن میں کیڑے پڑ گئے تھے۔ اولاد مر گئی ایک عورت باقی رہی جب کہ وہ کسی کھانے کی تیاری کے واسطے گھر سے باہر گئی تو ایک شخص کو دیکھا کہ زخمی وغیرہ بیماروں پر ہاتھ پھیرتا ہے تو ان کو خیر ہو جاتی ہے اس بی بی نے اس سے کہا کہ میرا خاوند بھی بیمار ہے لیکن اس جگہ آ نہیں سکتا ہے تو اس نے کہا کہ جا کر میرے نام پر ایک بکرا ذبح کر تو اچھا ہو جائے گا۔ پھر بی بی نے کہا بکرا تو میرا کوئی نہیں ہے پس اس شخص نے بکرا دیا جس وقت بی بی ایوبؑ کے پاس آئی تو یہ قصہ بیان کیا۔ تو اس وقت کہا ایوبؑ نے اے اللہ یہ شخص مجھ سے ایمان لینا چاہتا ہے تو رحم کر اور عورت کے واسطے حلف اٹھائی کہ میں تجھ کو ایک سو لاٹھی ماروں گا۔ تو اللہ نے ان کو معاف کیا یہ شخص شیطان تھا اور دوسرے شیطان لوگوں کو تکلیف پہنچاتے تھے، اس شیطان کے شرک کرنے سے لوگوں کو وہ چھوڑ دیتے تھے۔ اس طریقے سے لوگوں کو کفر میں ڈالتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے اس کے بعد ایوبؑ سے فرماتے ہیں کہ اُرْکُضْ بِرِجْلِکَ ھٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ یعنی اس پانی سے غسل کر اور پیو شفا ہو جائے گی اور عدم حنث کی تدبیر بتلائی اسی طرح اور شفا بخشی تب اللہ تعالےٰ نے شیطان کو کہا کہ میرے مقرب بندوں کو تو کچھ بھی نہ کر سکے گا تو شیطان نے ایوبؑ سے یہ تمام باتیں شرکیہ طلب کیں، اتنے امور ایوبؑ کے ساتھ آزمائش کے واسطے تھے واللہ اعلم بالصواب۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَۃُ زُمَر (مکیہ)

جب سورۃ سبا و سورۂ یٰسین اور صافات اور صٓ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کا کوئی شریک نہیں ہے کسی کو شفیع غالب نہ بنایا جاوے اس سورت میں یہ بیان کیا جاوے گا کہ اسی ایک کی عبادت کرو۔ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ۔ یہ کتاب منزل بڑے غالب جاننے والے ماہیت ہر شے کی طرف سے آئی ہے یہ تو طیہ تمہید بیان کر کے تمام سورۃ کا خلاصہ جو کہ مُرتب بے سُورِ سابقہ پر بیان کیا گیا یعنی فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ اور ابتدا میں اسی واسطے ذکر کیا گیا ہے یعنی مرتب تھا سُورِ سابقہ پر یعنی قاعدہ تو یہ تھا کہ سُورۃ کے آخر خلاصہ ذکر کیا جاتا تھا اور پھر اس کے بعد تنبیہ کی گئی اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ یعنی خیر و ار عبادت خالص اللہ تعالےٰ کے واسطے ہے دوسرا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اور پھر لِلَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا سے ان کے خیال کو رد کیا گیا ہے سُبْحٰنَہٗ تک اور تخویف کی گئی ہے یعنی تمہارا تو یہ خیال ہے کہ ہم ان کی عبادت اسی واسطے کرتے ہیں کہ یہ نائب ہیں اللہ تعالےٰ کے اور ہم کو نزدیک کریں گے تو اس کی خبر خود اللہ تعالےٰ دے گا آخرت میں۔ اگر بفرض محال کوئی نائب اللہ تعالےٰ نے اپنا بناتا تو جس کو چاہتا اپنا نائب کر لیتا۔ تمہارے معبود کس یہ کس طرح نائب بن گئے ہیں اور پھر سُبْحَانَہٗ سے تفریع بیان کی ماقبل کی پس حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ شریک سے پاک ہے اور اس کی وحدانیت بیان کیں اور دلیل عقلی سات ہیں۔ اوّل مختصر اور باقی مفصل ہیں ہر ایک پچھلی ادق اور ترقی میں ہے اوّل سے اور دلیل وحی درمیان دوسری اور تیسری کے بیان کی گئی ہے۔ ایک مثال بیان کی گئی ہے واحد انیت والے شخص کی اور شرک کرنے والے کی اور تین شرے بیان کیے گئے ہیں آیات توحید کے ایک عشرہ چوتھی کے بعد اور دوسرا پانچویں کے بعد اور تیسرا چھٹی کے بعد اور درمیان میں تنکوے بھی ترقی سے ذکر کیے گئے

ہیں اسی طرح باقی امور بھی ترتی سے ذکر کئے گئے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ اس کا ہر لاحق سابق سے ترقی کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

سُبْحٰنَهٗ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔ سُبْحٰنَهٗ کی دلیل مختصر تو یہ ہے کہ معبود یہی ہے یعنی سب کچھ کرنے والا وہی ہے پھر شریک تو اس کا کوئی تب بنے جو اس میں یہ صفت موجود ہو۔ جب یہ صفات کسی میں نہیں پس شریک بھی کوئی نہ ہوگا۔ پھر ادلہ عقلیہ مفصلہ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ سے لے کر فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ تک دلیل اول ہے اور ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ تک دوسرہ ہے پہلی آیت مفصلہ پر اور پھر اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنْكُمْ سے لے کر اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ تک تخویف ہے پھر وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ سے لے کر لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ تک شکوا ہے اور قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ سے لے کر اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ تک تخویف ہے اور پھر بعد تخویفات اور شکاوی کے ترغیب دی گئی قُلْ یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا سے لے کر بِغَیْرِ حِسَابٍ تک ترغیب دی گئی ہے طرف اسلام کے اور قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ سے لے کر مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ تک دلیل وحی بیان کی گئی ہے اور فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ سے لے کر بِهِمْ وَاَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تک تخویف ہے اور وَالَّذِیْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ سے لے کر لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِیْعَادَ تک بشارت ہے اور پھر اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ سے لے کر لِاُولِی الْاَلْبَابِ تک دلیل ثالث بیان کی گئی ہے لیکن یہ دلیل ثانی دلیل اول سے نہایت ادق اور ترقی سے ہے کیونکہ دوسری دلیل میں محض اتنا بیان کیا گیا کہ تم کو اللہ نے ایک شخص اور اس کی زوجہ سے پیدا کیا ہے یعنی یہ طریقہ ہے پیدا کرنے کا اسی طرح انعام بھی آٹھ قسم کے تمہارے واسطے پیدا کئے ہیں اور ماں کے پیٹ میں خلق بعد خلق کے پیدا کرتا ہے غرض یہ ہے کہ اس دلیل میں پیدائش کی حالت اجمالی بیان کی گئی ہے اور تیسری دلیل میں حالت تفصیلی بیان کی گئی ہے جو کہ پہلی حالت کی کیفیت ہے۔ اور اس کا ایک نمونہ بتایا جیسا کہ باریتعالیٰ آسمان سے نازل کرتا ہے اور اس کو چلاتا ہے چشموں میں اور پھر اس سے زرع نکالتا ہے اور پھر وہ خشک ہو جاتی ہے اور پیلی یعنی زرد نظر آتی ہے بعد اس کو ٹکڑے ٹوٹے کر دیتا ہے یہ ایک نمونہ ہے تمہاری پیدائش کی کیفیت کا کہ رحم عورت میں بھی اسی طرح منی کو رکھتا ہے پھر اس رحم میں تمہاری شکل بناتا ہے پھر تیار ہونے کے بعد تم کو نکالتا ہے عورت کے پیٹ سے اور پھر اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ دلیل بیان کرنے کے بعد شروہ اس کا بیان کیا گیا یعنی جس کا سینہ خدا نے کھول دیا ہے واسطے اسلام کے وہ تو ہوگا روشنی پر اللہ کی جانب سے لیکن ہلاکت تو اس شخص کو ہے جو نصیحت کے بعد بھی خیال نہیں کرتا۔ وہ گمراہی ظاہر میں ہے اور آیت میں مقصود بالذات ثانی جزو ہے یعنی فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَةِ الخ حاصل یہ ہوگا کہ دلیل توحید سے جب ثابت ہو چکا ہے کہ ایسے امور باریک سوا اس کے کوئی نہیں کر سکتا پس اب اس شخص کو ہلاکت آوے تو ان امور کو دیکھ کر بھی نہیں سمجھتا۔ اور اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ تَقْشَعِرُّ سے لے کر لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ تک تخویف بیان کی گئی ہے کوئی علی سبیل المقابلہ اور کوئی نقل زاحوال اقوام سابقہ کے لیکن آیت پہلی یعنی اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ الخ متعلق ہے قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ کے ساتھ معنی یہ ہوگا کہ میں اپنے نفس سے نہیں کہتا بلکہ من جانب اللہ کہتا ہوں اور دیکھو کیسی اچھی بات ہے جو کہ متشابہ البیان ہے اور تکرار سے پڑھی جاتی ہے یعنی اس کا مضمون تکرار سے آیا ہے اور اس مضمون کے بیان سے بال کھڑے ہو جاتے ہیں یعنی کانپ اٹھتے ہیں بدن ان لوگوں کے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ سے لے کر لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ تک شکوی بیان کیا گیا ہے لیکن مثال کے عنوان میں بیان کیا

گیا ہے یعنی ایک شخص کے دو غلام ہیں ایک مستقل اسی کا ہے اور دوسرا غلام جو مشترک ہے اس کا اور دوسرے شخص کا تو وہ شخص اسے غلام کا اچھا چلتا جو علیحدہ اسی کا ہے کرے گا یا مشترک کا اسی طرح ایک شخص محض اللہ کی عبادت کرتا ہے اور دوسرا اللہ تعالیٰ کی بھی کرتا ہے اور دوسرے کی بھی یعنی غیر اللہ کو قضاحاجات میں پکارتا ہے آیا ان دونوں میں سے اللہ تعالےٰ کسی کو اچھا سمجھیگا اسی کو جو علیحدہ اس کا ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے ساتھ شکر بیان کیا گیا ہے پھر کہا کہ جائے شبہ تو نہیں لیکن اکثر ان کے نہیں جانتے پھر ان کے سوال کا جواب ذکر کیا گیا یعنی یہ مرجائے گا تو جان خلاص ہوجائے گی جیسا کہ نَتَرَبَّصُ بِہٖ رَیْبَ الْمَنُوْنِ سے معلوم ہوتا ہے جواب ملا کہ یہ بھی مرجائے گا تم بھی مرجاؤ گے اور پھر قیامت میں تمہارا پورا فیصلہ کیا جائے گا اور پھر فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَذَّبَ سے لے کر بِعَزِیْزٍ ذِی انْتِقَامٍ تک شکوی مع بشارات بیان کیا گیا ہے یعنی آیاتِ توحید اور ثمرات کے ساتھ مدعا کو ثابت کیا گیا تو تم انصاف کرو کہ آیا پھر بھی جو شخص شریک بنائے تو اس کی جگہ جہنم نہ ہوگی اور جس نے اس مدعا کو مان لیا وہ جو کچھ چاہے گا دیا جائے گا اس کی علت لِیُکَفِّرَ اللّٰہُ عَنْھُمْ سے بیان کی گئی ہے اور اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ سے تنبیہ بیان کی گئی ہے اور پھر یُخَوِّفُوْنَکَ سے انکے خیال کا رد کیا گیا ہے کہ یہ کفار جو ان ادلہ اور ثمرات اور مثال اور تنبیہ کے بعد پھر بھی ان کا یہ خیال ہے کہ ہمارے معبود تجھ کو نقصان دیں گے بھلا بتائیں تو سہی کہ آیا ان کے معبودوں کے اختیار میں کیا ہے لیکن ہدایت اور ضلالت اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ پھر چوتھی دلیل توحید وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ بیان کی گئی ہے علی سبیل الاعتراف اور یہ دلیل ادلہ سابقہ ثلاثہ سے ترقی میں ہے کیونکہ اعتراف من الخصم کرایا گیا ہے کما یقال اصح الشھادات ما یشھد بہ الاعداء ہے اور چوتھی کے بعد ثمرہ متصل بیان کیا گیا ہے۔ قُلْ اَرَاَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ سے لے کر عَلَیْہِ یَتَوَکَّلُ الْمُتَوَکِّلُوْنَ تک یعنی جب ادلہ اربعہ بیان کئے گئے ہیں مدعی کے واسطے ہر ایک لاحق سابق سے ترقی کے ساتھ پس تم بتلاؤ کہ تمہارے معبودین کو تم پکارتے ہو کچھ کرسکتے ہیں اور درمیان میں قُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ سے ضمناً جواب کیا گیا کہ ایک اللہ کافی ہے اسوسشکلہ کے واسطے اور قُلْ یٰقَوْمِ اعْمَلُوْا سے لے کر عَذَابٌ مُّقِیْمٌ تک محض تخویف بیان کیگئی ہے یعنی تمہارے ساتھ قیامت میں پورا حساب کیا جائے گا اور جان لوگے۔ اور اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَمَآ اَنْتَ عَلَیْھِمْ بِوَکِیْلٍ بھی تخویف ہے پھر دلیل پانچویں اِلَیْہِ یُتَوَفّٰی سے لے کر لَا یَعْقِلُوْنَ تک بیان کی گئی ہے اور سابق سے ترقی میں بھی ہے کیونکہ پہلے اجمالاً پیدائش کی حالت بتلائی گئی ہے پھر اس کی کیفیت اور پھر علے سبیل اعتراف ایک دلیل لائی گئی اور پہلے حال ابتدائی ذکر تھا اس میں حال بعد کا بتلایا گیا ہے یعنی حال انتہا کا تو یہ ہے کہ اللہ نفسوں کو قبض کرتا ہے دو وقتوں میں ایک تو موت کے وقت میں اور دوسرا نیند میں اور قبض کرکے دو طریقے کرتا ہے بعضوں کو تو اپنے پاس رکھتا ہے یعنی بالکل مار دیتا ہے اور بعضوں کو نیند کے وقت قبض کرکے چھوڑ دیتا ہے پس یہ تمام امور واقع میں موجود ہیں اگر کوئی عنادی نہ ہو تو خود اس کو یقین آجائے گا کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے لیکن پھر بھی ان کفار نے غیر اللہ تعالےٰ کو معبود بنا کر شفیع غالب مانتے ہیں۔ باوجود اس بات کے کہ وہ کسی چیز کے مالک نہیں ہیں یہ کفار کو زجر کی گئی ہے اس کے بعد صاف ان کے خیال کو رد کیا گیا کہ وہ شفیع غالب بتوں کو بناتے ہیں، نہ ان کے قبضے میں کچھ ہے، نہ مالک آسمان اور زمین کے ہیں اور پھر بعد دلیل اور زجر اور رد کرنے خیال کے تخویف دی گئی ہے ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ کے ساتھ وَاِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَحْدَہُ اشْمَاَزَّتْ سے لے کر اِذَا ھُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ تک شکوی ہے یعنی دیکھو کفار کا حال کیا عجیب ہے کہ اگر واقعی امر یعنی ایک کی عبادت کرنی کہا جاوے تو انکے دل متنفر ہوجاتے ہیں اور اگر

شریکوں کو ذکر کیا جاوے یعنی غیر اللہ تعالیٰ کی عبادت نبلائی جاوے۔ تو خوش ہوتے ہیں حاصل یہ کہ ان کے مناسب ایسا نہ تھا۔ پھر اس دلیل اور زجر اور تخویف اور تکوئی کے بعد مژدہ بیان کیا گیا قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ سے لے کر اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ تک یعنی اے فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنے تمام صفات والے و مقصود بالنداء محذوف ہے اور کسی کی تخصیص نہیں ہے مگر جلالین والے اَهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ کو واسطے تبرک کے تخصیص کی ہے کیونکہ رسول معلم کی دعا میں یہ لفظ آیا ہے یہ مراد نہیں کہ خاص یہی لفظ محذوف ہے۔ پھر مژدہ کے بعد وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ سے لے کر يَسْتَهْزِءُوْنَ تک تخویف بیان کی گئی ہے ساتھ ذکر کرنے حال کفار کے آخرت میں یعنی دنیا میں انہوں نے معبود بنا لئے ہیں آخرت میں ان کا یہ حال ہوگا کہ سب دنیا اور مثل اس کی اور بھی اگر اس وقت بفرض محال دیا جائے تو یہ فدیہ دینے کے لئے تیار ہوگا واسطے خلاصی عذاب کے اور اس عذاب کے ساتھ استہزا کرتے تھے وہ بھی نازل ہو جائے گا اور پھر اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ سے لے کر لَا يَعْلَمُوْنَ تک تکوئی بیان کیا گیا ہے لیکن اسی قسم کا تکوئی دوسری دلیل کے بعد ذکر کیا گیا تھا۔ اور یہ اس آیت سے ترقی کے ساتھ ہے۔ کیونکہ دونوں میں یہ بات ذکر کی گئی ہے، کہ جس وقت انسان کو ضرر پہنچتا ہے تو ہم کو بلاتا ہے جیسا کہ اِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ سے معلوم ہوتا ہے اور اس کے بعد جب ہم نعمت دیتے ہیں اور انعام کرتے ہیں تو پہلے تکوئی کہا گیا تھا کہ وہ مصیبت سے ناسی ہو جاتے ہیں گویا اس کو کبھی مصیبت آئی نہ تھی اور اس جگہ کہا، ناسی تو نہیں ہوتا بلکہ کہتا ہے کہ میں نے فلانا حیلہ کیا یعنے فلانے پیر یا فقیر کو پکارا تھا۔ جیسا کہ ہمارے آباؤ اجداد کرتے تھے جیسا کہ کہا فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ یعنی قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا عَلٰى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ سے معلوم ہوتا ہے اور بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ سے ان کا خیال رد کیا گیا کہ تمہارے حیلے نے تم کو خلاصی نہیں دی ہے بلکہ وہ نعمت آزمائش ہوتی ہے اور استدراج من اللہ ہوتا ہے۔ تکوئی بیان کر کے قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ سے تخویف بیان کی گئی ہے وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ تک یعنی پہلے کفار جیسی تمہاری طرح کرتے تھے یعنی غیر کو پکارتے تھے تو ہم نے انکو ہلاک کیا اور ان کے معبودوں نے انکو خلاصی نہ دی۔ اسی طرح تمہارے ساتھ بھی کیا جائے گا اور پھر دلیل چھٹی اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ سے بیان کی گئی ہے اور یہ دلیل بھی ادلہ سابقہ کے قوی ہیں ہے یعنی ان میں احوال مبتدا اور انتہا کے تھے اور اس میں احوال مابین الابتدا والانتہا کے ہیں یعنی رزق کی فراخی اور تنگی اسی کے ہاتھ میں ہے اور پھر قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ سے لے کر وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ تک ترغیب دی گئی ہے یعنی ان میرے بندوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی بوجہ شرک کے کی ہے ان کو فرماؤ میری طرف سے کہ اے میرے بندو نا امید نہ ہو رحمت رب کی سے اللہ پر امید کر کے اللہ کو پکارو دوسرے کو مت پکارو۔ خاص وہی غفور رحیم سے نہ اور کوئی اور وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ الْحَدِيْثِ کے ساتھ متصل ہو کر دلیل وحی قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ کے ساتھ مرتبط ہو جائے گی علی سبیل الترقی من الادنی الی الاعلے یعنی میں اپنے نفس سے نہیں کرتا۔ بلکہ مجھ کو اسی بات کا وحی ہوا ہے۔ اور دیکھو کیسی اچھی بات ہے اور اب کہا گیا کہ جب یہ اچھی بات ہے تو اس کی تابعداری کرو اور پھر اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى سے لے کر وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ تک تخویف بیان کی گئی ہے یعنی قیامت میں نفس کہے گا کہ ہائے افسوس میں نے دنیا میں افراط اور تفریط کیا تھا اب مجھ کو ہدایت ہو جائے اور پھر رجوع الی الدنیا ہو جائے تاکہ اعمال صالح کروں تو جواب ملیگا کہ تمہارے پاس ہماری آیتیں آئی تھیں اور تم کفر یعنی ستر الحق تمنا کرتے تھے اب اس کا مزہ چکھ لو۔ اور آخر میں تھوڑی سی بشارت بھی بتلائی گئی۔ پھر تمام آیات کا مژدہ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ

لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے بیان کیا گیا ہے چار ادلہ سابقہ کا ثمرہ خالق کل شیٔ میں ہے یعنی جب تم کو اتنی کیفیت کے ساتھ پیدا کیا ہے اسی طرح ہر شے کا پیدا کرنے والا بھی وہی ہے اور پانچویں کا خلاصہ اور ثمرہ وہو علی کل شیٔ وکیل یعنی روح کے قبض کرنے پر خود محافظ اور وکیل بھی ہے جس وقت چاہے قبض کرلے اور اسی طرح ہر شے پر وکیل اور محافظ بھی وہی ہے اور چھٹی کا خلاصہ اور ثمرہ لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یعنی رزق کی تنگی اور وسعت اس کے ہاتھ میں ہے پس مقالید اور اشیاء کی بھی اسی کے ہاتھ میں ہیں اور وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ سے تخویف بیان کی گئی ہے اور قُلْ اَفَغَیْرَ اللّٰہِ تَاْمُرُوْٓنِّیْٓ اَعْبُدُ اَیُّھَا الْجٰھِلُوْنَ سے ان کے خیال کا رد کیا گیا یعنی اتنے بیان کے بعد پھر بھی تمہارا میرے ساتھ یہ خیال ہے اور بَلِ اللّٰہَ فَاعْبُدْ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ ان کو جواب دیا گیا ہے یعنی ان کا خیال تو وہ ہے اور اپنا خیال بتلائے کہ میں تو ایک کمبخت کی کروں گا اور درمیان میں نقلی دلیل بیان کی گئی ہے کہ اے مخاطب شرک کرنے سے سارے عمل حبط ہوجاتے ہیں اور وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ متعلق ہے اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ کے ساتھ یعنی اللہ تعالےٰ کی قدر جس طرح پہچاننی تھی یعنی خالق ہر شے کا اور وکیل ہر شے کا اور مالک مقالید ہر شے کا جاننا تھا اسی طرح انہوں نے اللہ کو نہ جانا بلکہ انہوں نے دیگر خالق اور وکیل اور مالک کلید جان کر معبود بنالیا اور سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ادلہ اربع ثمرات کے بیان کرکے اصلی دعویٰ کو اعادہ کیا گیا تاکہ معلوم ہوجائے کہ تقریب تام ہے اور پھر وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ سے لے کر آخر تک دلیل ساتویں اور حال قیامت یعنی حال مومن اور کفار کا بیان کیا گیا ہے اور دلیل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ شاہد ہے وَوُضِعَ الْکِتٰبُ اور وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّھَدَآءِ وَقُضِیَ بَیْنَھُمْ بِالْحَقِّ یہ تمام شواہد میں دلیل ہونے کے یعنی آخر میں سب امور کا متصرف وہی ہوگا اور وہی تخت بادشاہی پر ہوگا اور کفار کے شفعاء اور معبود کوئی شفیع نہ ہونگے اور آخر سورت میں یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ کے ساتھ سورت کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے یعنی نعوذ من الشرک کررہے ہیں حال ہونے ان کے کہ متلبس ہیں ساتھ حمد رب اپنے کے یعنی سب کچھ کرنے والا وہی ہے (تقریر کا حاصل اور سورت کا خلاصہ عجیب ہے) پہلے تو بیان کیا یہ حکمنامہ ہے بڑے بادشاہ کا جو کہ غالب ہے اس میں یہ لکھا ہوا ہے فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ یعنی خاص میری ہی عبادت کرو اور کسی کو شفیع نہ بناؤ اور تمہوں نے میرے سوا دوسرے کو معبود بنا کر شفیع غالب بنالیا ہے ان کو پوری جزا دی جائے گی۔ یہ بیان کرکے سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ سے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ سے آخر سورت تک چھ سلسلے شروع کیے گئے ہیں تین چھوٹے اور تین بڑے۔ پہلا سلسلہ شکوی ایک متمم کا (یعنی اذا مس الانسان) دوبارہ ذکر کیا گیا ہے اور لاحق سابق سے ترقی کے ساتھ ہے اور دوسرا سلسلہ مدعی والا اول سورت میں فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ کے ساتھ اور پھر سُبْحَانَہٗ کے ساتھ یعنی پاکی من الشرک پہلے دعویٰ کا مطلب بیان کیا گیا ہے اور تیسری دفعہ آخر آیات توحید کے ساتویں سے۔ پہلے سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ دوسری کی تفصیل ہے اور تیسرا سلسلہ دلیل وحی والی کے ساتھ یعنی اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰہَ اس کے ساتھ اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ الخ اور اس کے بعد اِتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ متعلق ہوگی ہر ایک لاحق سابق سے ترقی میں ہے اور چوتھا سلسلہ ادلہ والا۔ سات ادلہ میں ہر ایک دلیل لاحق سابق سے ادق اور ترقی سے ہے اور پانچواں سلسلہ ثمرات آیات توحید کے اور ادلہ کے ہر ایک دلیل کے بعد ثمرہ ذکر کیا گیا ہے کوئی متصل اور کوئی غیر متصل لیکن ہر ایک لاحق سابق سے ترقی میں ہے اور چھٹا سلسلہ تخویفات اور زجرات اور شکوی عام جو کہ مابین الادلہ کے ہیں ان کا حال بھی یہی ہے۔ فقط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

سُوْرَۃُ حٰمٓ مُؤْمِن مکیہ

قال ابن عباس لکل شئی لُبابٌ ولبابُ القرآن حوامیم۔ یعنے حوامیم تمام قرآن کا خلاصہ ہیں اور ان میں صرف یہی حکم ہے کہ غیر کو مت پکارو اور اُن کے بعد قیامت کے تخویفات ہیں۔ سورۂ تبارک الذی تک۔

حٰمٓ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ مَا یُجَادِلُ فِیْ اٰیٰتِ اللّٰہِ اِلَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَلَا یَغْرُرْکَ تَقَلُّبُھُمْ فِی الْبِلَادِ۔ کَذَّبَتْ قَبْلَھُمْ الخ اصلی مدعا کا ذکر پیچھے آئے گا یعنی فَادْعُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ اور پہلے توطیہ تمہید ہے بمعنے ترغیب ضمناً۔ یعنی یہ حکم نامہ بڑے بادشاہ کی طرف سے ہے جو کہ غالب ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے اور بخشنے والا گناہ اُس شخص کا ہے جس نے اس حکمنامے کو مان لیا۔ اور قبول کرنے والا ہے مرنے تمہارے کو طرف اُس کے بڑے سخت عذاب والا ہے دسترس والا ہے یعنی پکڑنے نہ پکڑنے کی قوت بھی اُسی کو ہے۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کی طرف رجوع کرنا ہے۔ ایسے بڑے بادشاہ کا حکمنامہ ہے۔ اور لانے والا اس حکمنامے کا وہ ہے جو کہ مالک ہے سات آسمانوں کا جیسا کہ قال اللہ تعالیٰ مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ۔ اور جس پر یہ حکمنامہ لایا گیا ہے وہ سید الاولین والآخرین ہے پس جب حکمنامہ ایسے بادشاہ کا ہوا اور ایسا لانے والا ہوا اور ایسے شخص پر لایا گیا پس خیال کر کے سُنو اور اس حکمنامے کو مان لو اس میں مجادلہ نہیں کریں گے مگر وہ لوگ جو کہ عنادی ہونگے۔ پس جب ان کا مجادلہ محض عناد سے ہوا تو خبردار تجھ کو تقلب ان کا دھوکا میں نہ ڈالے یعنی عیش وعشرت دُنیاوی اُنکے دیکھ کر تمہارا میلان اُس طرف نہ ہو جاوے۔ حاصل معنی یہ ہوا کہ ایسے بڑے بادشاہ کا حکمنامہ ہے خیال کر کے سُنو۔ کیونکہ یہ کوئی بات معمولی نہ ہوگی۔ شعر:۔

فریاد حافظ ایں ہمہ آخر ہرزہ نیست ہم قصۂ غریب حدیث عجیب ہست

ہ ہرزہ کا معنی بیہودہ گوئی ۱۲

قولہ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ۔ یہ صفت ہے واؤ کے ساتھ لائی گئی بخلاف بواقی کے اس واسطے یہ مجموعہ ایک صفت ہے۔ اور دُوسرا لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ دونوں جملہ ہیں اور صفت واسطے لفظ اللہ کے جو مفرد ہے یہ ناجائز ہے **الجواب** کہ اگر جملہ اس معرفہ میں بند ہو تو جملہ صفت آتی ہے مفرد کی۔ **قولہ** فِیْ اٰیٰتِ اللّٰہِ اس میں وضع اظہار موضع مضمر کے ہے کیونکہ اصل میں یہ کہنا تھا واسطے وضاحت کے اور اظہار شرافت کے فِیْ اٰیٰتِ اللّٰہِ کہا گیا۔ **قولہ** وَجَادَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِیُدْحِضُوْا بِہِ الْحَقَّ کا مطلب وھمت کل اُمت پر ہے اور ضمیر کا مرجع جدال ہے جو مفہوم ہے جَادَلُوْا سے **قولہ** فَلَا یَغُرُّکَ تَقَلُّبُھُمْ الخ کیونکہ اوّل تو یہ ہے کہ یہ تو محض قلیل ہے جیسا کہ لفظ تقلب خود دلالت کرتا ہے کیونکہ مصدر واسطے قلت کے ہے جیسا کہ قال اللہ تعالےٰ فی حٰمٓ مؤمن۔ اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا مَتَاعٌ وَاِنَّ الْاٰخِرَۃَ ھِیَ دَارُ الْقَرَارِ متاع کا معنی محض نفع لرفتن ہے وَقَالَ فِی الْحَدِیْدِ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَھْوٌ وَّلَعِبٌ وَّزِیْنَۃٌ وَّتَفَاخُرٌ بَیْنَکُمْ وَتَکَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ پارہ ۲۷ یعنے محض تفاخر اور کثرت فی الاموال ہے یعنے مقابلے آخرت کے بالکل قلیل ہے۔ سورۃ آل عمران اخیری رکوع فَلَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ

كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ مَتَاعٌ قَلِيلٌ میں تصریح کی گئی ہے ماصل اس دلیل کا یہ ہوا کہ قلیل ہے مقابلے آخرت کے، دوسری دلیل فَلَا يَغُرُّكَ تَقَلُّبُهُمْ کی کذٰلِكَ
قَبْلَهُمْ سے لے کر فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ تک ہے یعنی پہلی اقوام نے بھی ان کی طرح تکذیب کی تھی اور تکذیب کے بعد دو امر انہوں نے کئے ایک یہ ہے کہ قصد
کیا کہ رسولوں کو پکڑیں اور دوسرا یہ کہ جدال بالباطل انہوں نے کیا۔ تاکہ حق کو گرادیں یعنی حق مغلوب ہو جاوے۔ پس یہ دو امر موجب غضب باری تعالےٰ کے
ہوتے ہیں کیونکہ محض تکذیب بھی موجب غضب باری تعالیٰ تھی۔ لیکن عذاب دینے کے لائق نہ تھی۔ کیونکہ ذات باری تعالےٰ کا یہ قاعدہ ہے کہ باقی گناہوں سے
عذاب نہیں دیتا اس بالمقابلہ موجب غضب کے ہوتے ہیں اور جس وقت رسولوں کو مارنے لگیں اور حق کو گرانے لگیں تو یہ موجب عذاب کا ہوتا ہے۔ تو پھر
عذاب دیتا ہے۔ اسی واسطے کہا گیا فَأَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ قول ولی چیست خدایا ہر کرا بیندازی بما اندازی یعنی کیا وجہ ہے اے خدا کہ
جس کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہے تو پہلے ہمارے ساتھ اس کا مقابلہ کراتا ہے۔ یعنی وہ ہمارے مارنے کے واسطے تیار ہو جاتا ہے پس تو عذاب دیتا ہے
اس کی تائید میں ہے جَزَاءً لِمَنْ كَانَ كُفِرَ اور زیادہ اَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا۔ وَ
مَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا پھر تیسری دلیل وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ کے ساتھ بیان کی گئی
ہے کیونکہ (كَذٰلِكَ) بمعنے لذالک ہے۔ یعنے بسبب جدال کے کلمہ ربک اُن پر ثابت ہو گیا ہے کہ انہم اصحاب النار میں۔ اور اَلَّذِينَ يَحْمِلُونَ
الْعَرْشَ سے لیکر اِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا تک یہ بیان کیا ہے کہ جس نے اس دھوے کو مان لیا تو اس کے لئے ملائک دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ان کو اور بال
بچے اور ماں باپ ان کے کو بخش دیجو اور ان کو جنات میں داخل فرما پس اس کا تعلق اول کے ساتھ ہوگا۔ باعتبار معنی کے یعنی اس حکمنامے کے ساتھ کوئی
مجادلہ نہ کریگا۔ مگر منادی ہو جس نے مان لیا تو اس کے لئے فرشتے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ان کو اور ان کے ماں باپ اور بال بچے کو جنات عدن میں داخل
کر کیونکہ ماننے والے تو بالذات یہ ہیں اور باقی بالتبع ان کے داخل ہوں اس واسطے کہ انہوں نے ضد نہیں کی پس ان کو بھی جنت میں داخل کر پس یہ
بالتبع داخل ہونگے ماننے والوں کے اور پھر اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ بیان کیا گیا کہ حکمت والا ہے کسی کو تابع کسی کو متبوع بنا دیتا ہے اور پھر اِنَّ الَّذِينَ
يُنَادَوْنَ سے لے کر فَاللّٰهُ الْحُكْمُ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ تک جواب سوال مابین الملائک و کفار کے بیان کئے گئے ہیں اور اس کا تعلق بھی ماقبل کے ساتھ ہے
یعنی جس نے اس حکمنامے کو مان لیا تو ان کے واسطے ملائک دعا کریں گے اور جنہوں نے نہ مانا اور مجادلہ کیا وہ نیچے غضب باری تعالےٰ کے داخل ہونگے
اور کفار کہیں گے۔ اے اللہ صاحب ہم کو تو نے دو دفعہ فوت کیا ہے ایک تو عدم جیسا کہ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ سے معلوم ہوتا ہے اور ایک دفعہ واقعہ
میں فوت ہوئے زندگی کے بعد اور دو دفعہ زندہ ہوئے ہیں اور ہم نے اپنے قصور کے ساتھ اقرار کیا ہے پس اب کوئی حیلہ نکلنے کا ہے تو اس کا جواب
دینا تھا کہ کوئی حیلہ نہیں۔ لیکن تفصیل سے جواب دیا واسطے بیان کرنے علت کے یعنی کس علت سے تم نار میں داخل ہوئے ہو وہ یا تو اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ
سے لے کر تُؤْمِنُوا تک ہے اور دوسرا بیان کیا گیا ہے کہ کسی دوسرے کو طاقت نکالنے کی نہیں ہے اس واسطے فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ یہ اسکی
علت بیان کی گئی ہے یعنی اب حکم اور بادشاہی اللہ ہی کے قبضہ میں ہے دوسرے کو کوئی طاقت نہیں ہے اور وہ اللہ تعالےٰ نکالتا ہی نہیں تمہارا
یہی علاج ہے اور یہ جاننا چاہئے کہ اِذْ تُدْعَوْنَ يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيمَانِ میں متعلق ساتھ مقتکم
انفسکم کے نہیں ہے۔ کیونکہ مقتکم انفسکم سے مراد آخرت میں ہے اور تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيمَانِ دنیا کا حال ہے اور اگر لَمَقْتُ اللّٰهِ کے ساتھ متعلق کریں۔ تو
لازم آتا ہے کہ مصدر موصوف کا معمول خبر کے بعد میں آوے اس واسطے متعلق فعل محذوف کے ہے مدارک والے نے نکالا ہے اذ یمقت اللّٰہ اذ تدعون

الی الایمان۔ اور هُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمْ اٰیٰتِهٖ سے لیکر رِزْقًا تک ترغیب بیان کی گئی ہے اس دھمکی کی جو آگے گذرا ہے کہ اس کو تسلیم کرلو۔ دیکھو اللہ تعالےٰ نے تم پر کتنا انعام کیا ہے۔ پہلے تو طیہ تمہید تھی حکمنامے کے متعلق حال بیان کیا گیا اور بعد اس کے ترغیب دی گئی ہے اور بعد میں مَا یَتَذَکَّرُ اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ جملہ معترضہ بیان کیا گیا ہے کہ جو انابت کرے گا وہ نصیحت پکڑے گا وقال اللہ تعالیٰ۔ اِلَّا مَنْ اَنَابَ ۝ وقال اللہ تعالیٰ وَیَجْتَبِیْٓ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْٓ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ اور فَادْعُوا اللّٰهَ الخ یعنی جب تم تمام ماقبل جان گئے ہو تو سنو اصلی مدعا وہ یہ ہے کہ ایک اللہ کو پکارو اگرچہ کفار برا بھی جانیں اور قتل نہ کہا کیونکہ کلمہ کفر کا بولنا اکراہ کے واسطے جائز ہے لیکن تصدیق قلبی دل میں باقی ہے۔ اور پھر رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ یُلْقِی الرُّوْحَ (رفیع الدرجات کا معنی بلند درجوں والا بادشاہ تھا یہی روح بھیجا ہے انبیاء (سابقہ پر ۱۲) سے بیان کیا گیا ہے کہ یہ امر کوئی معمولی نہیں ہے اور یہ وہم دور کیا گیا ہے کہ اتنا تو طیہ تمہید اور ترغیب وغیرہ، جو بیان کی گئی ہے بہت عظیم ہے اور یہ امر معمولی ہے جیسا کہ ایک مقولہ پنجابی میں مشہور ہے رکھو دا پہاڑ اور نکلا چوہا) جواب ملا کہ نہیں ایسی ویسی بات نہیں۔ کیونکہ یہ روح تو اس کی طرف سے آئی ہے جو کہ بڑے مرتبہ والا ہے جیسا کہ یَوْمٌ کَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ سے معلوم ہوتا ہے اور یہی بات رسل سابقہ پر بھی بھیجی گئی تھی جیسا کہ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ سورت انبیاء پارہ ۱۷ سے معلوم ہوتا ہے اور روح سے مراد حکمنامہ ہے جیسا کہ کَذٰلِكَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا میں مراد روح سے حکمنامہ ہے یعنی قرآن شریف اور پھر اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ تک۔ حکمنامے کے متعلق کلام کی گئی ہے بطور تخویف یعنے یہ حکمنامہ ایسا ہے جو یوم التلاق کے مصائب سے بچاتا ہے وہ ایسا دن ہے جس میں اللہ پر تمہاری کوئی بات پوشیدہ نہ رہے گی اور ہر نفس بسبب کسب اپنے کے پوری پوری جزا دیا جائے گا۔ اور درمیان میں اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ سے دفع اعتراض کا کیا گیا ہے کہ آیا ہر ایک نفس کو جزا دے دیگا۔ جواب ملا کہ وہ سریع الحساب ہے وہ کریگا اسی طرح باقی امور ذکر کئے گئے ہیں واسطے تخویف کے قولہ اَنْذِرْهُمْ یَوْمَ الْاٰزِفَةِ معنی اس کا یہ ہے کہ ڈرا ان کو وقت نزدیک آنے والی آفت سے اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ اور کَاظِمِیْنَ کا معنی پوشیدہ ازغم ہے اور پھر اللّٰهُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَقْضُوْنَ بِشَیْءٍ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ بطور تاکید ماقبل کے ذکر کیا گیا ہے۔ یعنے اللہ کا کرنا تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ کرنے والا ہے تمام امور کا جیسا کہ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ قولہ الحق الخ سورۃ النعام سے معلوم ہوتا ہے کہ کہنا اس کا اور اس کے کہنے کے مطابق ہو جانا اللہ کا کام ہے اور تمہارے معبود کچھ بھی نہیں کر سکتے اور ان دونوں دعووں کی دلیل اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ بیان کی گئی ہے یعنی سمیع بکل شیئ اور بصیر بکل شیئ وہی ہے اور دوسرا کوئی نہیں ہے جیسا کہ ہوالحی سے مراد ہوالحی الذی لایموت ہے۔ کیونکہ یہی دوسری آیت میں آیا ہے۔ والقرآن یفسر بعضہ بعضاً پس جب یہی ہوا تو اس کے کہنے کے مطابق ہو جائے گا برخلاف تمہارے معبودوں کے کیونکہ ان میں یہ علت نہیں پائی جاتی اور یہ سب کلام مذکور ماقبل حکمنامہ کے متعلق ہے یعنی ایسا حکمنامہ ہے جو کہ غالب بادشاہ کا ہے اس حکمنامے کے ساتھ کوئی مجادلہ نہ کرے گا مگر عنادی اور وہ جو پہلے مقت اللہ کے داخل ہوگا اور جنہوں نے تسلیم کر لیا تو ان کے لئے ملائک دعا کرتے ہیں اور ان کی اولاد اور والدین کے واسطے بھی کیونکہ انہوں نے بھی ضد نہیں کی اور مان لیا پھر اصلی دعوے بتایا گیا اور یہ دعوے ایسا ہے کہ جس کے ماننے والے مصائب اخروی سے بچ جائیں گے اور جو کچھ اللہ تعالےٰ کرتا ہے اس کا ہونا تو ظاہر ہے بخلاف تمہارے معبودوں کے کہ یہ کچھ بھی نہیں کر سکتے ہیں اور پھر اس کے بعد اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا سے لے کر اَخَذَهُمُ اللّٰهُ اِنَّهٗ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ تک تخویف ہے کہ تمہارے سے پہلے بڑے قوت والے لوگ تھے اور بڑے قلعے بھی رکھتے تھے الخ کو بھی اللہ تعالےٰ نے بسبب ذنوب کے پکڑ لیا پس تمہارے ساتھ بھی اسی طرح کیا جائیگا اور

پھر اس وقت اُن کو بچانے والا کوئی نہ ہُوا اُن کے معبودوں سے جیسا ان کو معبودوں نے نہ بچایا تم کو بھی نہ بچائیں گے پھر تخویف کے متعلق فرعون کا قصہ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا سے لے کر وَاِذْ یَتَحَآجُّوْنَ تک بیان ہے کہ دیکھو فرعون غرق کیا گیا اس مدعا کے نہ ماننے کے سبب سے اور درمیان میں قصہ اس شخص کا جو فرعون کے چچے کا بیٹا تھا اس کا حال بیان کیا گیا ہے کہ اُس نے ایمان تو موسےٰ علیہ السلام کے ساتھ لایا تھا لیکن پہلے پوشیدہ تھا اور یا قوم اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ اور یا قوم مَالِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ الخ میں ظاہر ہے یہ جو اس کو پنجابی چچے رڑے تے آگیا کہتے ہیں، قولہ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى کا معنی نہ رائے دیتا ہوں مگر وہ رائے کہ جو میں پکا ہوں یعنی قتل وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ کا معنی یہ ہے کہ کافروں کے مکر نے اسلام میں تو کوئی کمی نہیں کی قولہ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ کا معنی یہ ہے کہ میں خوف کرتا ہوں کہ تمہارے دین کو بدلا نہ دے یعنی تم اُس کے دین پر نہ ہو جاؤ اسی بات کا خوف ہے اگر تم اس کے دین پر نہ ہوئے تو فساد تو ضرور واقع ہو جائے گا پس او کا معنی واضح ہو گیا اس تقریر سے اَوْ يُصِيْبَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ اس سے مراد ہے کہ موسےٰ نے کہا تھا اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى اور فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ سے اس کا اخیری وعظ ہے پھر اس کے ماننے کے لئے ایک ہزار آدمی گیا اور وہ بھاگ گیا پانچ سو آدمیوں کو راستہ میں کسی آفتوں نے کھا لیا اور پانچ سو خوف کے مارے واپس آئے انکو فرعون نے قتل کیا کہ تم عمداً چھوڑ کر واپس آئے ہو (کذا فی المدارک) اور فرعون نے کوئی صرح وغیرہ نہیں بنایا تھا۔ موسےٰ علیہ السلام کے پیچھے نکلا اور دریا میں غرق ہو گیا۔ اور درمیان اس شخص کی کلام کے جملے ستر منے جو کہ افعال الٰہی میں ذکر کئے گئے ہیں۔ اوّل وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ نکتہ بیان کیا گیا ہے کہ ہلاکت اُن کی بسبب ذنوب اُن کے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم و زیادتی نہیں کرتا۔ اور فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ جواب دیا گیا ہے سوال کا یعنی اس شخص کی وعظ سے کچھ فائدہ ہوا یا نہ۔ جواب ملا فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ یعنے ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ یعنے فرشتے کہیں گے نار والوں کو اب نہیں کو پکار پھر وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ اُس شخص کی کلام ہے كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ اور قولہ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ یعنی لذالک کذا فی روح المعانی اور كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ سے اللہ تعالےٰ نے دو قاعدہ بیان کئے ہیں یعنی بسبب شک کرنے کے بعد دیکھنے بینات کے اللہ تعالےٰ گمراہ کرتا ہے اور دوسرا بسبب جدال کے آیات میں اللہ تعالیٰ طبع کر دیتا ہے اور پر دل ہر متکبر کے اور اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ الخ بھی جواب سوال کا ہے آیا کچھ فائدہ بھی ہوا یا نہ اُس کے وعظ میں جواب ظاہر ہے اور فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى کا معنی جھانکی پاکے دیکھوں كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سے بیان کیا گیا کہ انہیں باتوں کے کرنے کے سبب سے یعنی ابن لی صرحا وغیرہ مزین کیا گیا فرعون کے واسطے بُرا عمل اُس کا۔ شعر

این نہ جبر و معنی جبار لیست　　معنی جبار لیست مار از لیست

اور مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً سے لے کر يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ تک دخال الٰہی ہے اور اِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ سے لیکر وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ تک حال کفار کا آخرت میں بیان کیا گیا ہے۔ یعنے پہلے اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا کے ساتھ تخویف دنیوی بیان کی گئی تھی اور فرعون کا قصہ بھی تخویف دنیوی ذکر کیا گیا اور اب تخویف اُخروی بیان کی گئی ہے کہ آخرت میں معبود اور عابد دونوں آگ میں ہونگے اور اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ میں مقصود بالذات یَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ اور رحم محذوف ہے ای نرحمہم یوم یقوم الاشہاد پس اب اس

کا تعلق ماقبل کے ساتھ ظاہر ہو گیا۔ کیونکہ حال قیامت کا بیان کیا گیا ہے کفار کے واسطے اور درمیان میں مومنوں کے واسطے بھی آخرت کا حال بیان کیا گیا ہے۔ اور یوم یقوم الاشہاد قبیلے خلفتہا تہنادما ربار دگے ہے کیونکہ پہلا فعل یعنے لننصر کے ساتھ اس کا تعلق نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ حال آخرت کا ہے اور وہ دنیا کا تھا اور پھر وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى سے لے کر لِاُولِي الْاَلْبَابِ تک دلیل نقلی بیان کی گئی ہے یعنی ہم نے موسے علیہ السلام کی طرف بھی یہی حکم بھیجا تھا اُس کا حاصل بھی یہی تھا جیسا کہ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا سے یہی معلوم ہوتا ہے اور تخویف بیان کرنے کے بعد اور دلیل نقلی خاصکر قصہ موسے علیہ السلام کے بعد نبی علیہ السلام کو تسلی دی گئی ہے۔ فَاصْبِرْ سے کر اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ تک یعنی دیکھو کہ ہم نے مخالفین کے ساتھ کیا حال کیا ہے اور موسیٰ علیہ السلام نے اسی مدعا کے پہونچانے میں کتنے مصائب اُٹھائے۔ تم بھی صبر کرو انسان پر مصائب آتے رہتے ہیں اپنے دعوے کو صبح اور شام پڑھتے رہو۔ دعوے سبح بحمد ربک ہے کیونکہ اس کا معنی طہر من الشرک ہے یعنی نفی شرک کی کرتے رہو بمع تلبس حمد کے یعنے سب کچھ کرنے والا وہی ہے پس حاصل یہ ہوا کہ اللہ کی شرک سے پاکی بیان کرو اور کہو سب کچھ کرنے والا وہی ہے۔ تم صبر کرو وعدہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے ضرور آئے گا۔ لیکن اپنے وقت پر آئے گا۔ اُس کے نہ آنے سے تم کو غم نہ ہو اور مجادل کے محض ارادے میں کچھ بھی نہ کر سکے گا۔ پناہ مانگ اللہ سے وہ ان کے شروں کو جان رہا ہے کیونکہ وہی سمیع علیم مافی الصدور ہے پس اس جگہ تک تخویفات دنیاوی اور اخروی بمع دلیل نقلی اور رسول کو تنبیہ اور تسلی بیان کی گئی۔ قولہ لَا جَرَمَ اِنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اے لاشک نے انما تدعونني۔ قولہ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ اے استجابۃ الدعوات فی حاجات الدنیا والآخرۃ (جلالین شریف) فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ الخ استفہام طلبی ہے معنی یہ ہے آیا تم دفع کر سکتے ہو عذاب ہمارے سے یعنی ہمارے عذاب دفع کرو اور فَادْعُوْا وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ کے دو معنی ہیں تم بلاؤ خود اللہ کو پھر پکارنا اُن کا منظور نہ ہوگا یا بلاؤ اپنے باپوں کو یعنی معبودوں کو یہ معنی ظاہر ہے۔ بقرینہ تا سورہ رعد لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ یعنی ان کا پکارنا غیر کو گمراہی ہے اور لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ تک متعلق ہے وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ کے ساتھ یعنے اُن کے معبودوں اور عابدوں اور پیروں اور مریدوں سے جواب سوال ہونگے لیکن اس کے واسطے ثبوت قیامت کا اولاً ضروری تھا یا یہ کہو کہ تخویف اُخروی کے واسطے یہ اثبات قیامت کا کیا گیا لہٰذا دھوے اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ذکر کیا گیا ہے اور اس کے واسطے دلیل انّی اور لمی دونوں بیان کی گئی ہیں۔ اوّل میں لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ تک دلیل انّی ذکر کی گئی ہے یعنے تمہارا پیدا کرنا آسمان اور زمین کے پیدا کرنے سے کوئی بڑا کام نہیں ہے جب ان کو پیدا کر لیا ہے تو تم کو بھی پیدا کر لے گا۔ اور دوسری لمی وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ تک دلیل لمی بیان کی گئی ہے یعنے قیامت ضرور آئے گی کیونکہ اعمی القلوب وبصیر القلوب مساوی نہیں ہیں اور مومن اور کافر برابر نہیں ہیں لہٰذا ان دونوں کو برابر رکھنا اللہ کے معبود برحق ہونے کے خلاف ہے لہٰذا ضرور ان کو اپنے اپنے قدر کے موافق سزا دے گا اور پھر وقال ربکم سے لیکر جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ تک خلاصہ اور نتیجہ بیان کیا گیا ہے۔ یعنے جب تخویف اُخروی دنیوی ہر دو بیان کی گئیں اور قیامت کا ثبوت بھی بیان کیا گیا پس خاص مجھ کو پکارو۔ بلانے کے لائق میں ہی ہوں مجھ کو پکارو گے تو میں نے اگر چاہا تو قبول کر لوں گا۔ پس عبارت اس طرح پر ہو گی اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنْ شِئْتُ لِمَنْ شِئْتُ كَمَا شِئْتُ فِيْمَا شِئْتُ مِتٰى شِئْتُ سورہ بنی اسرائیل یعنی مشیت کا ہونا ضروری ہے میں نبیوں نہیں ہوں اور جو لوگ میرے بلانے سے سرکشی کرتے ہیں اُنکے لئے جہنم تیار ہے (یعنی عبادتی اے عن دعائی رواہ ابن جریر رسول اللہ صلعم مرفوعاً)

پس دلیل نقلی مع تخویف دُنیوی و اُخروی بیان ہوئی اب دلیل عقلی اَللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِتَسْکُنُوْا الخ سے لے کر مِنَ الطَّیِّبَاتِ تک بیان کی گئی ہے ایک حال تو رات اور دن کا بتلایا ہے ان کو اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا ہے تمہارے آرام کے واسطے اور پھر تفریع بیان کی گئی ہے اِس حال پر ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ ع اِن اُمور کے کرنے والا رب ہے تمہارا اور خالق کل شیئ کا بھی یہی ہے۔ اور خالق کل شیئ پر تفریع لائی گئی ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یعنی جب خالق کل شیئ کا وُہی ہوا تو اے احمقو غیر کو معبود کیوں بنا رکھا ہے جو ذرہ سی شے پر قادر نہیں ہے اور فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ زجر بیان کیا گیا ہے یعنی اتنے بیان سے کہ تخویفات و دلیل نقلی اور کوئی حصّہ عقلی بھی نہیں رہا بیان کرنے سے اُس کے بعد کونسی بیہوشی تم پر آگئی ہے اور کس طرف دھکے جاتے ہو جیسا کہ پہلے لوگ دھکے گئے تھے بوجہ اس بات کے کہ آیاتِ الٰہی سے انکار کرتے تھے اور تمہاری ملّت بھی یہی ہے اور پھر دوسرا حال جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ سے لیکر مِنَ الطَّیِّبَاتِ تک ذکر کیا گیا ہے اور پھر تفریع ذکر کی گئی دوسرے حال پر یعنی زمین کو تمہارے واسطے فرش بنانے والا وہی ہوا اور رزق بھی تم کو دیا اور صُورتیں بھی بخشیں آیا برکات دہندہ کوئی اور ہو سکتا ہے۔ یعنی برکات دہندہ وہی ہے۔ اُس کی علّت بھی ساتھ بیان کی گئی رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ اور مُربّی تمام جہان کا بھی وہی ہے۔ اور ھُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ خُلاصہ ذکر کیا گیا ہے بعد دلیل عقلی کے یعنی معبود میں ہُوں اور مجھکو پکارو یہ وجہ ہے کہ سب کچھ کرنے والا میں ہوں اور مُربّی بھی میں ہوں پس اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا سے لے کر اس جگہ تخویف دُنیوی اور نمونہ کے واسطے فرعون کا قصّہ اور پھر تخویف اُخروی بمعنی ثبوت آخرت اور دلیل نقلی اور اُس کا ثمرہ اور دلیل عقلی اور اُس کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے اور دلیل وحی ابتدا میں تَنْزِیْلُ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ سے ذکر کی گئی ہے یعنی وحی ہے ایسے بڑے بادشاہ کی طرف سے خود اپنے نفس سے نہیں کہتا ہوں پس اس جگہ ادلّہ ثلثہ پُورے ہو گئے مع تخویف دنیوی اور اُخروی اور ثمرات دلیل نقلی و عقلی کے اور اُن کے بعد قُلْ اِنِّیْ نُھِیْتُ لیکر خسر ھُنَالِکَ الْمُبْطِلُوْنَ تک اولہ ثلثہ بیان کئے گئے ہیں مع تخویف اُخروی فقط لیکن فرق ہے کیونکہ اِس جگہ بھی بے شک دلیل وحی ابتدا لائی گئی ہے قُلْ اِنِّیْ نُھِیْتُ سے لے کر اُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تک کیونکہ تمام سینے مجہول کے لائے گئے ہیں یعنی میں اپنے نفس سے کچھ بھی نہیں کہہ سکتا ہوں۔ یعنی مجھکو نہی کی گئی ہے اور امر کیا گیا ہے یعنی وحی کی گئی ہے لیکن دلیل عقلی اور نقلی لف نشر غیر مرتب کے ساتھ ذکر کی گئی ہے پہلے دلیل عقلی ہے ھُوَ الَّذِیْ سے لے کر کُنْ فَیَکُوْنُ تک۔ پہلے دلیل عقلی میں بیان کیا گیا تھا کہ تم کو خدا نے صُورت دی ہے اور تفریع میں کہا گیا تھا کہ وہ تمہارا مُربّی بھی ہے اب اس میں بتلایا گیا ہے کہ دیکھو کس طرح تربیت کرتا ہے یعنی پہلے طفولیت کے زمانہ کی تربیت پھر بلوغت کے زمانہ تک پھر بوڑھا ہو جاتا ہے حتّٰے کہ آخر تک وُہی تربیت کرتا ہے ثُمَّ لِتَبْلُغُوْا اور ثُمَّ لِتَکُوْنُوْا میں ثم کے بعد یہ دونوں اور بقیہ معروف ہے اور دلیل نقلی وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا سے لے کر ھُنَالِکَ الْمُبْطِلُوْنَ تک ذکر کی گئی ہے یعنی تمام رسولوں کو اسی طرح کے ساتھ بھیجا گیا تھا بعض کا قصّہ تم پر بیان کیا گیا ہے اور بعضوں کا نہیں بیان کیا گیا۔ اور تخویفات اُس جگہ بہت ذکر کیے گئے تھے۔ دُنیاوی اور اُخروی اور اس جگہ صرف اخروی ذکر کیے گئے ہیں اور تخویف دُنیوی پیچھے آنے والی ہے اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا کے ساتھ لیکن دلیل نقلی اور عقلی سے پہلے اُس جگہ ذکر کیے تھے اور اِس جگہ درمیان ذکر کیے گئے ہیں اور تخویف اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا سے لے کر فَاَنّٰی تُصْرَفُوْنَ تک ہے اور درمیان میں اشارہ دلیل نقلی کا بِمَآ اَرْسَلْنَا بِہٖ رُسُلَنَا سے کیا گیا ہے اور اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِھِمْ وَالسَّلَاسِلُ اے فی الارجل کیونکہ اعناق میں سلاسل نہیں ہوتے یہ قبیلے ملفقتا تبنا وا دابرا کے سے ہے اور اِذ متعلق ہے فسوف یعلمون کے ساتھ اور قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَکُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَیْئًا سے ان کا حال بیان کیا گیا ہے یعنی جواب میں کہیں گے کہ ہم سے غائب ہو گئے ہیں جس وقت کہا جاوے گا بلاؤ اُن کو جن کے ساتھ ہو کر میرے شریک بناتے تھے تم۔ پھر قبل سے کہیں گے

کہ غائب نہیں ہو گئے ہیں بلکہ ہم بھول گئے ہیں اس بات میں بلکہ پہلے ہم دنیا میں کسی کو پکارتے ہی نہ تھے۔ سو اللہ کے اور کذالک یضل اللہ الکفرین کے
حالت استدلال کی بیان کی گئی ہے لذالک الجعل فی الایات اللہ یضل اللہ الکفرین یعنے جاہل کے، جیسے اللہ تعالےٰ گمراہ کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ
لذالک بمعنی لذالک کے ہے اور متعلق ہے الذین یجادلون کے ساتھ اور ذلکم بما کنتم تفرحون فی الارض بغیر الحق سے اشارۃ ایک وعدہ بتلایا گیا
ہے کہ جس جگہ شکایت اور کفار کی تخویف بیان کی جاتی ہے۔ اس جگہ اگر لفظ فرح کا آجائے واسطے کفار کے مراد اس سے فرح بغیر الحق ہوتی ہے۔ بقرینہ اس مقام کے
کیونکہ القرآن یفسر بعضہ بعضاً ہے اور اللہ الذی سے لے کر آیٰتی اٰیٰت اللہ تنکرون تک دلیل عقلی بیان کی گئی ہے لیکن پہلے دلیل عقلی میں یہ بیان ہے
کہ تم کو صورت دی ہے اور دوسری میں ترقی ہوئی کہ صورت دے کر تربیت کرتا ہے اور اس میں یہ بیان کیا کہ تمہاری تربیت کی ہے اور باقی انعام تم پر کئے
ہیں کہ تمہارے واسطے چار پائے بنائے ہیں تاکہ بعض کو ذبح کر کے کھاؤ اور بعض پر سواری کرو قولہ لترکبوا منہا و منہا تاکلون منہا سے مراد بعض ہیں اور
پھر اخیر میں یریکم اٰیٰتہ فای اٰیات اللہ تنکرون کے ساتھ تعجب کیا گیا ہے یعنی اتنی آیات بیان کر کے کہا کہ یہ تو بتلاؤ کہ کس آیت کا انکار کرتے ہو کہ
خدا صاحب نے نہیں کہی اور کسی دوسرے نے کہی ہے ھل من خالق غیر اللہ یعنی کسی چیز کا غیر اللہ کے کوئی خالق ہو کوئی بتلاؤ تو سہی اور پھر او لم
یسیروا سے تخویف دنیوی بیان کی گئی ہے یعنے پہلے لوگ تم سے بڑے قوت والے تھے جس وقت اُن کے پاس ہمارے رسول آئے تھے تو اکڑ گئے زعم جو اکا
معنی ہے الغیر حق کے یعنی کہتے تھے کہ ہمارے اصنام سب کچھ کرنے والے ہیں یہ ہے دین ہمارے آباؤ اجداد کا کما قال اللہ تعالیٰ انا وجدنا اٰبآءنا علیٰ امۃ
وانا علیٰ اٰثارھم مقتدون سورۂ زخرف پارہ ۲۵ اور وعید و عذاب سے استہزا کرتے تھے آخر جس وقت آ گیا تو انکو اُن کے معبودوں نے نہ بچایا
جیسا کہ فلو لا نصرھم الذین اتخذوا من دون اللہ قربانا الھۃ (سورہ تم احقاف میں) اب خیال کریں کہ قل انی نھیت لے کر آخر تک اول کا اعادہ
ہے اور ثلاثہ بھی اعادہ کئے گئے ہیں۔ لیکن دلیل عقلی نقلی علے سبیل اللف والنشر الغیر مرتب اور تخویفات دنیوی اور اُخری بھی علے سبیل اللف والنشر الغیر مرتب
اعادہ کئے گئے۔ کیونکہ اول میں اُس جگہ پہلے افلم یسیروا کے ساتھ تخویفات دنیوی اور اُس کا نمونہ فرعون ذکر کیا گیا اور پھر اذ یتحاجون فی النار سے تخویفات
اُخروی ذکر کئے گئے اور اس جگہ پہلے تخویفات اُخروی الم تر الی الذین یجادلون سے ذکر کئے گئے ہیں اور پھر افلم یسیروا کے ساتھ تخویفات
دنیوی ذکر کئے گئے ہیں جیسا کہ اس جگہ افلم یسیروا کے ساتھ کہا تھا اس جگہ بھی افلم یسیروا کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ یہ میں نے اپنے فکر سے کہا ہے۔
الخلاصہ مجمل سورۃ کا اور تقریر کا (عن عباس رض لکل شیٔ لباب ولباب القرآن الحواتیم وفی المدارک عن ابن عباس حٰمٓ اسم اللہ الاعظم۔ قال اللہ تعالےٰ
تنزیل الکتب الخ وعظ اس طرح پر ہوتا ہے کہ پہلے کہا جاتا ہے کہ میں جو بیان کرتا ہوں فلاں چیز ہے تو گویا اب حق تعالےٰ فرماتا ہے اب جو آگے بیان
آئے گا۔ ایک فرمانہ ہے بڑے غالب کا جو بڑے علم والا ہے۔ لوگوں کی عادت ہے کہتے ہیں کہ یہ بادشاہ کا حکم ہے ضرور ماننا چاہئے اور وہ بادشاہ بے علم
بھی نہیں ہے کہ بے علمی بات کہے اور درگذر کرنے والا گناہوں کا ہے اور قبول فرمانے والا تمہارے رجوع کو اور سخت عذاب والا ہے نہ ماننے والوں کو
ذی الطول لا الٰہ الا ھو الیہ المصیر کلھا یعنے اس کو دسترس ہے بخشنے کی اور پکڑنے کی اور اُس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے جو اس کی طرف پناہ پکڑی
جائے یا جھوڑا دے یا رزق دیوے اور اُس اللہ سے بھاگ بھی کوئی نہیں سکتا یعنی الیہ المصیر خلاصہ یہ ہے کہ ایسے بادشاہ کا حکم ضرور ماننا ہے
برادر یہ خیال نہ کرنا کہ یہ ترجمہ ہے بلکہ یہ حاصل اپنی زبان میں بیان کر رہا ہوں۔ یعنے یہ حکم نامہ بڑے بادشاہ کا ہے ضرور ماننا اور حکم ایسا حق اور ظاہر ہے
کہ اس میں معاند جدال کرے گا بغیر اُس کے سب کوئی مان لے گا جس نے اس حکم کو مان لیا حملۃ العرش وغیرہ اس کے لئے اور اس کے بال بچوں کے

لئے دُعا مانگیں گے۔ سوال فرشتوں کو کس طرح خبر ہوتی ہے کہ فلاں نے ایمان قبول کیا ہے۔ جواب مطلب یہ ہے حملۃ العرش کہتے ہیں فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ پس جانا گیا جو یہ حکم آگے آنے والا مان لے گا ادعیہ حملۃ العرش کے نیچے آجائے گا اور جس نے نہ مانا اس پر اللہ کا غضب ہوگا۔ اور قیامت میں اُس کو اعلام کیا جاوے گا کہ جب تم بُلائے جاتے تھے ایمان کی طرف اور تم ظلم کرتے تھے اپنے نفسوں پر اور سبب مقت کا اپنے نفسوں پر اختیار کرتے تھے کہ ایمان لانے سے انکار کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ کو مقت آتا تھا اور اللہ تعالےٰ کا مقت ایمان کی طرف نہ جانے دیتا تھا تم کو یعنے پہلے تم نے انکار کیا پھر اللہ تعالےٰ کا غصہ تمہارے انکار کے سبب سے تم پر بہت بڑا ہوا کہ تم کو ایمان لانے کی ہمت نہ دی وہ حکمنامہ یہ ہے فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ یہ چیز چھوٹی نہیں ہے بلکہ ذوالعرش تمہاری طرف روح بھیجا ہے کہ آفات یوم التلاقی سے اس کے ساتھ نجات ہے اس تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ مسئلہ بڑے بادشاہ کا منزلہ ہے اور مسئلہ بھی صحیح بین ہے۔ جدال معاند کرے گا ماننے والوں کو حملۃ العرش دُعائیں کرینگے نہ ماننے والے پر رسنہ تعالےٰ کا مقت آتا ہے۔ وُہ یہ ہے کہ فقط اللہ کو بلاؤ اور پکارو فائزانہ حاجات ہیں یہ تمہاری طرف حق تعالےٰ نے رُوح بھیجا ہے۔ بھلا دیکھو اللہ تعالےٰ کا پیدا کرنا تو سچ ہے اور جن کو تم پکارتے ہو وہ کیا کرتے ہیں۔ ہر شئے کو سننے والا جاننے والا دور دل نزدیکوں وُہی ایک ہے حق تعالےٰ ہے۔ فرعون اور اُس کی قوم تو اس مسئلہ کے برخلاف تھی ہلاک کی گئی اور قیامت میں بھی ملائک کہینگے فَادْعُوْا وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ یہ ملائکہ کی کلام نہیں ہے۔ (خلاصہ قلیل سورۃ کا) تنزیل الکتاب سے لے کر الامن نصیب تک دلیل وحی اور توطیہ تمہید واسطے حکمنامے اور ترغیب دلانے ماننے والوں کے واسطے اور نہ ماننے کے واسطے ترہیب ذکر کی گئی ہے اور فَادْعُوا اللّٰهَ سے اصلی حکمنامہ بیان کیا گیا۔ اور پھر اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا تک بتلایا گیا کہ یہ حکمنامہ چھوٹا نہیں ہے۔ بلکہ تمام انبیاء سابقہ پر یہی بھیجا گیا تھا اور اسی کے سبب سے آفات یوم التلاقی سے خلاصی ہوگی اور پھر اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا سے لے کر اِذْ يَتَحَاجُّوْنَ تک تخویف دنیوی اور اُس کا نمونہ قصۂ فرعون کا بتلایا گیا۔ اور پھر وَاِذْ يَتَحَاجُّوْنَ سے لے کر وَلَقَدْ اٰتَيْنَا تک تخویف اُخروی ہے اور پھر وَلَقَدْ اٰتَيْنَا سے فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تک دلیل نقلی اور عقلی اور ثبوت قیامت جو کہ موقوف علیہ ہے واسطے تخویف اُخروی کے اور قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ سے لے کر آخر سورۃ تک اعادہ ہے اَفَلَمْ يَسِيْرُوا سے لے کر قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ تک کا لیکن علیٰ سبیل اللف والنشر الغیر مرتب فی الدلیل العقلی والنقلی وفی التخویف الاخروی والدنیوی۔ خلاصہ دو باتوں کا یہ ہے ایک حکمنامہ ذکر کیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ اول میں اور بعد میں حکمنامے کے واسطے ترغیب اور ترہیب اور توطیہ تمہید اور دلیل وحی ہے اور اسکے بعد تمام سورت میں دو طریقے سے ادلہ اور تخویفات کا بیان ہے۔ پس ہوتے ہوتے اس سورت کا خلاصہ یہ نکلا کہ ایک اللہ کو پکارو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ (مکیہ)

اس سورۃ کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ حٰمٓ مومن میں تو یہ بیان ہوا ہے کہ غیر کو نہ پکارو ایک اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کرو۔ اس میں یہ بیان ہے کہ مصائب بھی تم پر ضرور آئیں گے آزمائش کے واسطے تو مصائب کے وقت کسی غیر سے استغفار اور رجوع غیر کی طرف نہ کرنا اور کئی خواب بھی تم کو آئینگے کہ یہ مصائب اس واسطے آرہے ہیں کہ تم نے فلانے فقیر کی مخالفت کی ہے یا کسی اور غیر اللہ کے خلاف اُس کو تم یہ سمجھو کہ تمام جنات خواب تمہارے گمراہ کرنے کے لئے دکھا رہے ہیں جیسا کہ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ سے معلوم ہوتا ہے۔ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ

آیات قرآنا عربیا لقوم یعلمون بشیرا و نذیرا قرآنا عربیا حال ہیں اور بشیرا و نذیرا بھی حال ہیں کتاب سے۔ یہ ترغیب دی گئی ہے یعنی یہ ایک چیز ہے جو نازل کی گئی ہے اُس بادشاہ کی طرف سے جو بڑا مہربان ہے اور ایسی کتاب کہ جس کے ٹکڑے واضح کئے گئے ہیں بقرآن ہے واضح عربی زبان میں لیکن واضح اس قوم کے واسطے ہے جو کہ اثابت کرے۔ پس خیال کر کے سُنا پس ماقبل کی تقریر سے واضح ہو گیا ہے کہ لقوم یعلمون اسی مبینون کا تعلق فصلت کے ساتھ ہے اور آیۃ کا معنی ٹکڑا ہے کیونکہ قرآن کے ٹکڑے اور فقرے آیات ہیں اور شعروں کے ٹکڑے مصرعے کہلاتے ہیں۔ پھر فاعرض سے لے کر فاعملون تک شکوا ہے پہلے یہ جاننا چاہیئے کہ اس سورت میں چار دفعہ توحید علی السبیل الترقی اور چار شکوے علی السبیل الترقی اور ہر ایک دفعہ کے تخویفات بیان ہونگے۔ اس شکوے کا مطلب یہ ہے کہ ایسے عظیم الشان کتاب تم اُن کو سُناتے ہو اور وہ اعراض کرتے ہیں۔ سُنتے بھی نہیں اور کہتے ہیں کہ تمہاری بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ ہمارے دلوں میں پردے ہیں۔ یعنی توحید سننے سے ہمارے کان دُور ہے ہیں۔ ہم کچھ نہیں سُن سکتے۔ اور کہتے ہیں اے میاں اپنا کام کرو۔ تیری بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی یعنی ہمارے مخالف ہے گو سمجھ تو آتی ہے۔ یہ تمام تمثیلات ہیں۔ پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ فہم لا یعلمون ترقی ہے۔ فاعرض اکثرھم اور ما یتذکر الا من ینیب سے مراد توحید ہے۔ اور پھر قل انما انا بشر مثلکم سے لیکر اجر غیر ممنون تک بیان دعوی صراحتا اور دلیل وحی ضمنا اور تخویف صراحۃ اور بشارت کا بیان ہے یعنی کتاب تو بڑی عظیم الشان ہے کفار اعراض کرتے ہیں۔ اور بے ہودہ باتیں کرتے ہیں۔ بھلا اس کتاب میں اصل دعوے کون ہے بیان کیا کہ دعوے تو الٰھکم الٰہ واحد ہے اور میں اپنے نفس سے نہیں کہتا ہوں بلکہ من جانب اللہ کہتا ہوں پس جب اللہ ایک ہوا تو اُسی کی طرف سیدھے چلو غیر کی طرف نہ چلو اسی ہی سے طلب مغفرت کرو اور دوسرے کسی سے نہ مانگو اور جو اس طرف سیدھا نہ گیا وہ مشرک ہو جاوے گا اور مشرکین کے لئے ویل ہے تخویف بیان کی گئی ہے وویل للمشرکین کے ساتھ اور بیان کیا گیا کہ مشرکین کون ہیں وہ یہ ہیں کہ جو لا الٰہ الا اللہ نہ کہیں (از ابن عباس) اور آخرت کے ساتھ ایمان نہ لاویں۔ پس معلوم ہو گیا اس تقریر سے فاستقیموا الیہ واستغفروہ کا معنی اور ویل للمشرکین سے پہلے یہ محذوف ہو گا کہ جنہوں نے نہ مانا یعنے سیدھے نہ چلے تو مشرکین ہو جائینگے باعتبار معنی کے اور معنی لا یؤتون الزکوۃ لا یقولون لا الٰہ الا اللہ ہے از ابن عباس یہ معنی منقول ہے کیونکہ سورت مکی ہے اور مکے شریف میں حکم ادائے زکوۃ کا کوئی نہ تھا اور پھر قل ائنکم لتکفرون سے لے کر ذلک تقدیر العزیز العلیم تک دلیل عقلی بیان کی گئی ہے اور قل ائنکم کے ساتھ شروع کی گئی ہیں یہ نہایت تعجب ہے یعنی افسوس ہے اے احمقو کفر کرتے ہو ایسی ذات کے ساتھ جس نے یہ اُمور کئے ہیں اور دوسرا یہ اُمور کوئی نہیں کر سکتا اس سے بیان کیا گیا ہے کہ مسئلہ توحید بدیہات سے ہے لیکن بوجہ عناد کے نہیں مانتے اور لتکفرون کی تفسیر وتجعلون لہ اندادا سے کی گئی ہے کیونکہ وہ اللہ کو تو مانتے تھے جیسا کہ لیقولن سے معلوم ہوتا ہے اور بیان کیا گیا کہ زمین کو قدر دو دن کے دیر میں بنایا اور در بیان اشارہ ذلک رب العلمین سے یہ بیان کیا گیا ہے تنبیہ کے واسطے کہ جس طرح ہم سب کام کرنے پر قادر ہیں اسی طرح ہم سب کام کرنے پر قادر بھی رہی ہے۔ گویا کہ دوسری دلیل ہو گئی اور زمین کے اُوپر پہاڑ پیدا کئے اور برکت رکھی ہے زمین میں اور زمین میں مقرر کئے ہیں قوتان واسطے پیدا ہونے دوسری چیزوں کے جیسا کہ کسی ملک میں کئی چیزوں کے پیدا ہونے کی قوت رکھی ہے بخلاف دوسرے ملک کی زمین میں وہ قوت نہیں رکھی بلکہ اور چیز کے پیدا ہونے کی قوت رکھی گئی ہے اور اقوات کی اضافت باعتبار اشتمال کے ہے یعنی زمین ان قوتوں پر مشتمل ہے۔ نہ یہ معنے کہ زمین کے واسطے اقوات ہیں۔ بلکہ وہ قوتان تو اُن چیزوں کے واسطے ہیں جو کہ پیدا ہوئے ہیں زمین سے اور باقی اقوات کو زمین میں رکھنے اور پہاڑ کو پیدا کرنے تین میں اُن کے واسطے بھی قدر دو دن کے خرچ ہوئے ہیں پس مجموعہ چار دن ہو گئے اور فی

اَرْبَعَۃِ اَیَّامٍ سے مُراد مجموعہ قابل دو دنوں کے چار ہیں اور سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ میں سواء پر تین اعراب کی قرأتیں آتی ہیں یا مجرور پڑھیں صفۃ ایام کی یا منصوب بسبب حال کے اربعۃ ایام سے یا مرفوع بسبب خبر ہونے کے مبتدا محذوف کے یعنی ھِیَ سَوَآءً ان تمام حالتوں میں لِّلسَّآئِلِیْنَ متعلق قدر کے ہوگا۔ اس وقت وقف مطلق کی نشانی سواءً کے بعد ہوگی اور معنے للسائلین کا ممتاج ہوگا اور معنے اربعۃ ایام سَوَآءً کا یہ ہوگا کہ ایک منٹ کا فرق بھی نہ تھا اور اگر سواءً منصوب ہو باعتبار اس امر کے کہ مفعول ہو واسطے فعل محذوف سَوّٰی کے تو لِلسَّآئِلِیْنَ متعلق سَوّٰی محذوف کے ہوگا اور معنی یہ ہوگا کہ کفار نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ یہ امور کتنی مدت میں ہوئے ہیں۔ تو نبی علیہ السلام نے جواب دیا کہ چار دنوں کے قدر کے مطابق بنے ہیں کیونکہ اُس وقت کوئی دن غیر تو موجود نہ تھے پس فرمایا باری تعالےٰ نے کہ یہ جواب برابر ہے اور موافق ہے واسطے سائلین کے کہ اُن کو پہلے معلوم تھا کیونکہ کتب الٰہیہ توراۃ و انجیل میں دیکھا ہوا تھا یا سُنا ہوا تھا اور پھر آسمان کی طرف قصد کیا تو مثل دُخان تھا۔ سات آسمان تھے خاص دُخان در تھا۔ کہا اُس کو اور زمین کو آؤ خوشی سے یا جبر سے یعنی خوش ہونے والے ہو یا نہ ہو۔ اُنہوں نے کہا ہو بان حال کہ مطیع ہو کر آئے ہیں یعنی جبابت اُن سے یعنی تھی اور حاصل کرنی تھی اُن سے حاصل ہو گئی لیکن انسان واسطے عبادت کے آیا ہے کہ ایک کو پکارے مگر اس نے شریک بنا دیئے ہیں جیسا کہ کہا گیا اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَا وَاَشْفَقْنَ مِنْھَا وَحَمَلَھَا الْاِنْسَانُ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا سے معلوم ہوتا ہے کہ پھر اس آسمان کو جو مثل دُخان تھا اُن کو سات آسمان بنا دے اور اُس کے اہل کو پیدا کیا اور حکم کیا جو کہ اُن کے مناسب تھا پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ یومین سے مُراد حقیقی یوم نہیں ہیں تاکہ کوئی اعتراض واقع نہ ہو۔ اور دوسرا وَتَجْعَلُوْنَ لَہٗٓ اَنْدَادًا تفسیر ہے تکفرون کی واسطے پس یہ اعتراض بھی دفع ہو گیا کہ اللہ تعالےٰ کو کفار مانتے تھے لَتَکْفُرُوْنَ صحیح نہیں ہوتا۔ تیسرا یہ کہ اربعۃ ایام سے مُراد مجموعہ ہیں۔ یہ چار علیحدہ نہیں تاکہ آٹھ بن جائیں اور قول باری تعالےٰ کے مخالف ہو جائے اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ کے اور چوتھا یہ کہ دُخان سے مُراد حقیقی نہیں ہے اور پانچواں اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ سے مُراد بزبان حال ہے اور چھٹا یہ کہ اَوْحٰی فِیْ کُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَھَا میں داخل ہے کیونکہ اصل میں اس طرح ہے کہ سات آسمان کو پیدا کر کے اُن کے اہل کو پیدا کیا۔ اور ان کے مناسب اُن کو حکم دیا اور یہ مراد نہیں کہ آسمان کو حکم کیا تاکہ کوئی شبہ پڑے اور پھر فَاَعْرَضُوْا سے لے کر وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ تک تخویف دنیوی بیان کی گئی ہے اس دلیل کے متعلق بھی ہے اور پہلے شکوے کے ساتھ یعنی تم تو اعراض کرتے ہو سنو قوم عاد اور ثمود کا حال کہ اُن کے ساتھ کیا ہوا اعراض کرنے کے سبب سے جب اُن کے پاس رسول آئے اور اُن کو کہا اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ عاد و ثمود نے اعراض کیا اور کہا کہ اگر اللہ کی مرضی ہوتی تو ہم پر کوئی فرشتہ بھیجتا ہم تمہاری بات کو نہیں مانتے اور عاد نے تو بہت سرکشی کی اور کہا کہ تجھ کو بولنے کا طریقہ نہیں آتا۔ ہم بہت طاقت والے ہیں ہم نے ایک ضعیف چیز اُن پر بھیجی یعنی ہوا اُن دونوں میں جو اُن کے حق میں بہت بُری تھی باوجود اس بات کے کہ بہت زور آور تھے اور ضعیف چیز سے ہلاک کئے گئے تھے اور اُن کے حال بیان کرنے کے بعد اَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیْ خَلَقَھُمْ ھُوَ اَشَدُّ مِنْھُمْ قُوَّۃً وَکَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ سے شکوہ بیان کیا گیا ہے کہ تم کہتے ہو مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّۃً اور جس نے تم کو پیدا کیا ہے وہ قوت میں تم سے زیادہ نہیں ہے لہٰذا تمہارا دعویٰ باطل ہو گیا اور ثمود کو ہم نے اپنا دعوے بتایا اُنہوں نے سُنا۔ لیکن سُن کر پھر گمراہی کی طرف میلان کیا اور قوم عاد نے تو سُنا ہی نہ تھا نہایت سرکشی کی تھی اور قوم ثمود نے سُنا لیکن سُننے کے بعد گمراہ ہو گئے اِن دونوں میں فرق یہی ہوگا جیسا کہ قول موسیٰ علیہ السلام کا ہے اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَآ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی یعنے ہم خوف کرتے ہیں فرعون سے کہ افراط کرے یعنی ہماری بات ہی نہ سُنے مثل قوم عاد کے اور یا بات تو سُنے لیکن پھر تعدی کرے جیسے کہ قوم ثمود نے کیا تھا لہٰذا ایک

امر اس تقریر سے معلوم ہوگیا کہ مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً کنایہ ہے کہ تم کو بولنے کا طریقہ بھی نہیں آتا اور پھر یَوْمَ یُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰہِ سے لے کر فَمَا لَھُمْ مِّنْ مَّحِیْصٍ تک تخویف اُخروی ہے پہلے ایک شکوا بیان کیا پھر ایک دلیل عقلی بعد اُس کے تخویف دُنیوی اور اُخروی بیان کی گئی ہے مطلب یہ ہے کہ جس وقت دشمن اللہ کے آگ کے کنارے پر آئیں گے تو بند کیے جائیں گے تاکہ سب کفار پہنچ جائیں جس وقت آ جائیں گے تو اُن کو کہا جاوے گا کہ کوئی عذر ہے تو جواب دیں گے کہ ہم نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ لیکن لکھنے والے نے زیادتی کی ہے تو کہا جاوے گا کہ ہم تم پر شاہد تمہاری جان سے لیتے ہیں یعنی سمع اور بصر اور چمڑے سے اور اور تمہاری زبان کو بند کر دیں گے جیسا کہ کہا گیا اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاھِھِمْ الخ سے معلوم ہوتا ہے پھر اُن کو کہیں گے کہ کیوں تم نے ہم پر گواہی دی ہے تو یہ اعضاء کہیں گے کہ ہم کو منطق کل شئے نے بلوایا ہے اور درمیان ھُوَ خَلَقَکُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ جملہ معترضہ بیان کیا گیا ہے اور ادغال الٰہی ہے واسطے دفع وہم کے کہ کوئی وہم کرے کہ تخویف اُخروی تب مانے کہ پہلے قیامت کا ثبوت تو ہو اس دلیل کے ساتھ یہ وہم دفع کیا گیا یعنی جس طرح پہلے تم کو پیدا کیا ہے اسی طرح پھر بھی تم کو پیدا کرے گا۔ اور دُنیا میں کہا جاتا ہے کہ تم نہیں چھپ سکتے اس سے یعنی گواہی دینے اعضاء سے وَلٰکِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰہَ لَا یَعْلَمُ کَثِیْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ وَذٰلِکُمْ ظَنُّکُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّکُمْ اَرْدٰکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ سے استدراک کیا گیا ہے ماقبل سے یعنی پہلی بات ہماری تم کو فائدہ نہیں دیتی۔ کیونکہ پہلے تم نے تو ظن کر لیا ہے۔ یعنے تمہارے عملوں سے معلوم ہوتا ہے اگرچہ صاف ظن نہیں کیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمارے عملوں کو نہیں جانتا پس تم کو مَا کُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَّشْھَدَ عَلَیْکُمْ الخ والی بات نفع نہیں دیتی اور یہ جو تمہارا ظن ہے تم نے رب کے ساتھ ایسا ظن کیا۔ اُس ظن نے تم کو خوار کیا ہے۔ اور نقصان والے ہو گئے ہو پس اگر خاموش رہو اور صبر کرو گے تو یہی نار تمہاری جگہ ہے اور اگر توبہ کرو گے قیامت میں تو غیر منظور ہوگی پس اس تقریر سے معلوم ہوگیا کہ حَتّٰٓی اِذَا مَا جَآءُوْھَا سے مُراد دُوسرے کُفار ہوں گے اور دوسرا یہ اَنْ یَّشْھَدَ عَلَیْکُمْ مفعول ہے اور لٰکن کا استدراک ہے باعتبار اوّل امر کے کہ تم کو فائدہ نہیں ہے۔ ترکیب ذٰلِکُمْ ظَنُّکُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّکُمْ اَرْدٰکُمْ الخ ذٰلِکُمْ موصوف مبتدا اور ظنکم صفت ہے اور اردٰکم خبر ہے مبتدا کی اور پھر فَاِنْ یَّصْبِرُوْا سے لیکر فَمَا ھُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِیْنَ تک مبالغہ شکوا اور علت شکوے کی ہے اور قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے لے کر لَعَلَّکُمْ تَغْلِبُوْنَ تک شکوی ہے۔ وَقَالَ الَّذِیْنَ الخ یعنی موصول صدر کے کیونکر لائے گئے ہیں۔ حالانکہ کہنا تو قَالُوْا تھا۔ اس واسطے کہ پہلے گذر گئے ہیں جواب یہ ہے کہ بتلانا تھا اور اظہار کرنا تھا کہ محض ضدی اور عنادی ہیں۔ تقریر شکوا کی یہ ہے کہ پہلے تو شکوے اور دلیل اور تخویف دنیوی اور اُخروی بیان کی گئی ہے۔ اب شکوا دوسرا شروع ہے پہلا تو تھا کہ تم سُناتے ہو اور وہ اعراض کرتے ہیں آخر کار تمہارے سُنانے میں شور مچاتے ہیں تاکہ تمہاری باتیں نہ سُنیں اب اوّل سے ترقی ہے کیونکہ پہلے تو سنتے ہی نہ تھے۔ اور اب وہ تمہارے سُنانے میں شور مچاتے ہیں اُس کی علت اوّل ہیں۔ وَقَیَّضْنَا لَھُمْ قُرَنَآءَ فَزَیَّنُوْا لَھُمْ مَّا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَحَقَّ عَلَیْھِمُ الْقَوْلُ فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنَّھُمْ کَانُوْا خٰسِرِیْنَ سے بیان کی گئی ہے یعنی ہم نے اُن کے واسطے دوست شیطان مقرر کر دیئے ہیں پس مزین کرتے ہیں اُن کے واسطے مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ یعنی اُن کو ہر شر کے حیلے بتلائے ہیں اور اُن پر ہمارا قول ثابت ہوگیا ہے یعنے فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنَّھُمْ کَانُوْا خٰسِرِیْنَ یعنی تم اُن میں داخل ہو گئے جو پہلے تم سے جن اور انسان گذرے ہیں وہ خاسر تھے تم بھی خاسر ہو۔ یعنی شیطان گمراہ کرتا ہے اور حیلے بناتا ہے ہر شر کے جیسا کہ قول عوارف المعارف یعنی شیخ شہاب الدین سہروردی سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کو شیطان گمراہ کرتا ہے اُلٰہذا اُن کو ذکر شروع کراتا ہے اور ولاتا ہے۔ مثنوی

بر زبان نامِ حق و بر جانِ شان گند و کنز بر شرل بے ایمان شان

اور میسا آیت بھی معلوم ہوتا ہے وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (سورت ثم زخرف) اس تمام تقریر سے معلوم ہوگیا کہ مابین ایدیہم وما خلفہم سے کنایہ ہے مِنْ كُلِّ جَانِبٍ سے یعنی تمام رسم کے حیلے بتلاتے ہیں اور حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ کا بیان فِيْ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ ہے اے يَدْخُلُوْنَ فِيْ اُمَمٍ اور یہ شکوے اول سے ترقی میں ہیں اس واسطے کہ اس کے اول علت بیان کی گئی ہے اور پھر فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ سے لیکر مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ تک تخویف اُخروی ہے بیان ظاہر ہے اور درمیان میں وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ تک سے عَابِدُوْنَ کا حال بیان کیا گیا ہے کہ عابد کہیں گے کہ اے اللہ ہمارے معبودوں کو دکھلاؤ کہ اُن کو اپنے پاؤں کے نیچے کروں تاکہ اسفلین میں سے ہوں اور اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا سے لے کر نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ تک کلام لائی گئی ہے واسطے بشارت مومنین کے بمقابلے قَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ کے یعنی ہم کافروں کے واسطے شیطان کو دوست بنا دیتے ہیں اور مومنوں کے واسطے ملائک نازل کرتے ہیں جو ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اسی بات پر پکے رہتے ہیں یعنے لا یبرد عون (دوغان الثعالب حضرت عمرؓ سے ثُمَّ اسْتَقَامُوْا کا پوچھا گیا تھا تو یہ قول انہوں نے فرمایا (یعنی لومڑی کی طرح لچیاں نہ کھائیں) اور باقی تو ظاہر ہے لہٰذا یہ کلام مرتبط ہوگئی قَيَّضْنَا قُرَنَآءَ کے ساتھ اور معنی ثُمَّ اسْتَقَامُوْا کا ظاہر ہوگیا اور پھر وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ سے لے کر هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ تک بیان کیا گیا ہے کہ جس وقت تو اُن کو کلام الٰہی سُنائے گا وہ شور مچائیں گے تم کو گالیاں اور بُرے الفاظ کہیں گے اس کے واسطے علاج بتلایا گیا۔ اور حیلہ بیان کیا گیا کہ تم اُس وقت صبر کرنا اور خلق حسنہ سے پیش آنا کیونکہ حسنہ اور سیئہ برابر نہیں ہیں۔ پہلے یہ ایک قاعدہ کلیہ بیان کیا گیا پھر حیلہ بتلایا گیا کہ وہ اگرچہ تم کو بُرے الفاظ کہیں گے تم اُنکے ساتھ نرمی کرو اور اس بُرائی کو نرمی کے ساتھ دُور کرنا۔ اور کہو اُن کو بے شک گالیاں اور بُرے الفاظ کہو لیکن تھوڑی سی بات سن لو سننے میں تو کچھ حرج نہیں ہے۔ پس جب تو نے اے رسول اسی طرح کیا تو تمہارے دشمن بھی دوست کی مانند بن جائیں گے گویا دوست ہی نہیں گے۔ جیسا اس زمانہ کا قاعدہ ہے اور پھر کہا گیا کہ یہ عادت صابروں اور بڑے مرتبوں والوں کو دی جاتی ہے۔ ہر ایک کو مناسب ہے کہ صبر کرے لہٰذا یہ مضمون لَا تَسْتَمِعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا کے ساتھ متعلق ہوگا اور وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ کا تعلق دو طرح کا ہے یا تو ماقبل کے مضمون کے ساتھ متعلق ہے (از شاہ ولی اللہ صاحب) یعنے اگر تجھ کو غصہ آجائے کیونکہ انسان کو غصہ آجاتا ہے قبیح الفاظوں سے تو پناہ مانگیں اللہ کیساتھ کیونکہ اللہ تعالےٰ سمیع لکل شئی ہے حتے الامافی الصدور کا علیم بھی ہے اور یا مابعد کے واسطے مبدلہ ہوگا۔ یعنی اے مخاطب خاص نبی علیہ السلام مراد نہ ہونگے کیونکہ اُن کو تو واحدانیت میں شک نہ تھا۔ اگر تجھ کو کوئی شیطان کی طرف سے چوک بھی لگ جائے اور واحدانیت الٰہی میں شک پڑ جائے تو پناہ مانگ اللہ کیساتھ اب اس وقت دلیل توحید کے واسطے مبدا ہوگا اس تقریر سے معنی لَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ کا معلوم ہوگیا ہے۔ اور اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ کا دو طریقے کے ساتھ تعلق معلوم ہوگیا اور مِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ سے لے کر اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تک دوسری دلیل بیان کی گئی ہے۔ تقریر یہ ظاہر ہے یہ جاننا چاہئے کہ پہلی دلیل سے ترقی کس طرح ہے۔ الجواب پہلی دلیل میں تو صرف یہ بیان ہوا کہ آسمان زمین کو پیدا میں نے کیا ہے۔ اب فرماتا ہے کہ آسمان میں نشانی دیکھیں شمس اور قمر کو کہ کس طرح اُنکو متحرک بنایا اپنے اپنے مقام پر یہ خاص حال آسمان اور دوسرا حال خاص زمین کا یہ ہے کہ مِنْ اٰيَاتِهٖ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ سے شروع ہوا یعنے پہلے زمین خشک ہوتی ہے جس وقت بارش ہوجاتی ہے تو انگوری اور زرع اُگنے لگ جاتی ہے اور پرورش پاتی ہے اور ایک حال یہ ہے کہ دونوں میں ہوتا ہے وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ سے یہ تین حال ذکر کئے گئے ہیں اور کہا گیا مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ کہ

شمس وغیرہ کی عبادت نہ کرو اور دو جملے معترضہ اوخال الٰہی بیان کئے گئے۔ ایک تو اول میں فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ بیان کیا گیا ہے۔ فان استکبروا فالذین اصل میں فقل فالذین ہے یعنی قل محذوف ہے۔ اور بعد بیان کرنے اس بات کے کہ عبادت ایک اللہ کی کرو اس میں یہ نکتہ عرض تھا کہ عبادت تم نے اگر نہ کی اور سرکشی کی تو ملائک رات دن اسی کام میں مشغول ہیں اور تھکتے بھی نہیں ہوتے کوئی تمہاری عبادت کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارے عبادت کرنے سے ہمارا نفع نقصان نہیں ہے اگر تم نے عبادت کی تو تمہارا اپنا فائدہ ہے اگر نہ کی تو تمہارا اپنا نقصان ہے اور دوسرا جملہ معترضہ بعد حال ارض کے اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى سے بیان کیا گیا ہے۔ یعنی اسی طرح تم کو ضرور قیامت میں پیدا کرے گا دنیاوی سب امور کا کرنا قیامت کے قائم کرنے پر شاہد ہے اور پھر دلیل کے بعد اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا سے لے کر بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ تک تخویفات بیان کئے گئے ہیں ترتی کے ساتھ کیونکہ پہلی دلیل کے بعد تخویف بیان کی گئی ہے لیکن علی سبیل الاحتراف نہ تھی۔ اب یہ دلیل مختصر ہے لیکن علی سبیل الاستفہام کے ہے یعنی اقرار کرانا مقصود ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ اب اس جگہ دو دلیلیں اور دو شکوے ختم ہوئے ہیں اور ہر ایک شکوے اور دلیل کے ساتھ تخویف بیان کی گئی ہے۔ پہلے شکوے کے بعد صرف وَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ کہا گیا اور بیان کیا گیا کہ مشرکین کون ہیں اور دوسرے شکوے کے بعد ویل کا بیان کیا گیا کہ وہ کونسی ویل ہے وَلَنُذِيْقَنَّ سے لے کر يَجْحَدُوْنَ تک اور پہلی دلیل سے دوسری دلیل میں بھی ترقی کی گئی ہے کیونکہ اول میں صرف پیدا کرنا مذکور ہوا۔ اور دوسری میں حالات ثلاثہ جو کہ بعد الخلق کے ہوتے ہیں بیان کئے گئے اور تخویف پہلی کے بعد دنیوی اور اخروی دونوں بیان کیں اور دوسری کے بعد ایک اخروی بیان کی لیکن ایسے عنوان سے تاکہ وہ اقرار کریں اور پھر اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے لے کر وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ تک شکوہ بیان کیا گیا ہے۔ پہلے اِنَّ الَّذِيْنَ سے لے کر مِنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ تک یہ بیان ہوا کہ محض خلاف کرتے ہیں شک کی جگہ تو نہیں ہے اور مَا يُقَالُ لَكَ سے لے کر مِنْ قَبْلِكَ تک تسلی دی گئی ہے۔ کیونکہ اب وہ کافر شبہ کریں گے تاکہ نبی علیہ السلام کا دل تنگ نہ ہو اور تسلی دی اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ کے ساتھ اور تخویف کی گئی ہے یعنی تو غم نہ کر اور دل تنگ مت کر نا مجھ کو پورا طریقہ آتا ہے عذاب کرنے کا کافروں کو پورا پورا عذاب دوں گا اور لَوْ جَعَلْنٰهُ سے لے کر مِّرِيْبٍ تک شبہات کا جواب ہے۔ حاصل پہلے شبہ میں تو یہ ہوا کہ اعراض کرتے ہیں اور دوسرے میں یہ کہ تو سنائے گا اور ہم شور مچائیں گے اور گالیاں نکالینگے تو نرمی کرے گا اس میں یہ بیان ہوا کہ جب تم نرمی کرو گے تو ضرور بھی طرح سنینگے لہٰذا وہ شبہات کریں گے اب اس شبہ کے ترتی ماقبل سے صاف معلوم ہو گئی۔ اول شبہ یہ ہے کہ یہ کتاب عجمی کیوں نہ آئی۔ جواب اگر عجمی ہوتی تو یہ کہتے کہ آیات اس کتاب کے سمجھ نہیں آتے اور کہتے کہ رسول عربی اور کتاب عجمی کیوں ہے قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ سے یہ کتاب ہدایت والے موسنوں کے جب یہ معلوم تھا کہ کفار ایسے شبہے کریں گے تو اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بعد ہوگا وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا الخ سے اور وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ سے دوسرے شبہ کا جواب ہے یعنی یہ کتاب ایک دفعہ کیوں نہیں آئی شاید کہ تو اپنے آپ سے بنا لیتا ہے جیسا کہ کہا گیا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً (سورۃ فرقان پارہ ۱۹ میں تو جواب ملا کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام پر تو ایک دفعہ بھیجی تھی اس میں بھی اختلاف کیا گیا تھا پس معلوم ہوا کہ محض عناد ہے اور وَلَوْلَا كَلِمَةُ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ سے تیسرے شبہ کا جواب ہے یعنی تو کہتا ہے کہ اگر میری بات کو تم نے نہ مانا تو تم پر عذاب آجائے گا۔ عذاب کیوں نہیں آتا جواب ملا کہ پہلے اگر تعین وقت عذاب کی نہ لکھی جاتی تو عذاب فی الحال ہی آجاتا۔ اب تیسرے شبہے کے بعد تیسری دلیل توحید کی بیان کی گئی اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ سے لے کر اِلَّا بِعِلْمِهٖ تک یعنی اسی ہی کی طرف پھیرا جاتا ہے

علم قیامت کا۔ اس جگہ میں حصر کیا گیا ہے۔ کیونکہ الیہ مقدم کیا گیا ہے یعنے وہی جانتا ہے اور جو میوہ جات اپنے غلافوں سے نکالتے ہیں اُن کو بھی اللہ جانتا ہے یعنی کسی کو اختیار نہیں دیا کہ علم غیب جانے کیونکہ کنہی غیب کی کسی کے ہاتھ میں نہیں دی۔ ہر ایک مؤنث کا حمل اور ولد کا دینا اللہ ہی کو معلوم ہے پس اب یہ جاننا چاہیے کہ اس دلیل میں ماقبل سے ترقی ہوئی ہے کیونکہ پہلے نفس خلق اور دوسرے میں تین حالات بتلائے گئے اس میں ایسے امور بیان کئے گئے ہیں جن کا علم مخلوق میں سے کسی کو نہیں ہے۔ ہر ایک پر یہ بات ظاہر ہے ہر ایک عاجز ہے ان امور کے جاننے سے خواہ ملائکہ ہوں یا کہ رسول ہوں یا ولی یا جن اور اُس کے تخویف اُس کی بیان کی گئی ہے ر قولہ) وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَاءِي قَالُوا آذَنَّاكَ مَا مِنَّا مِن شَهِيدٍ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَدْعُونَ مِن قَبْلُ وَظَنُّوا مَا لَهُم مِّن مَّحِيصٍ سے بھی تخویف اُخروی ہے اور تیسرے شکوے والی تخویف اُس کے درمیان میں اِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ سے بیان کی گئی ہے حاصل اس تخویف کا یہ ہے کہ قیامت میں اللہ تعالےٰ کی ذات فرمائے گی کہ میرے شریک کہاں ہیں تو کہیں گے اے ذاتِ خدا ہم کہتے ہیں کہ ہم نے یہ دعوے اب چھوڑ دیا ہے اور اُس کا کوئی مقر نہیں ہے۔ یہ معنی ہے آذَنَّاكَ مَا مِنَّا مِن شَهِيدٍ کا اے نقول لک) اے ذات پاک کہ ہم نے اُس دعوے کو ترک کر دیا ہے (یہ نوٹ ضروری ہے) اب یہ جاننا چاہئے کہ دوسرے شکوے کی تخویف میں وَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ کا بیان ہوا تھا اور تیسرے شکوے کی تخویف میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ کام الَّذِينَ يُلْحِدُونَ سے يَجْحَدُونَ تک جو بیان کیا گیا ہے) اُنکے لئے کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ ذُو عقاب ہے یعنی مالک ہے اور دوسری آیت والی تخویف میں تو استفہام کیا گیا ہے اور غرض اعتراف تھا اور تیسری شکوے والی آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب اقرار ہوگا کہ مَن يُلْقَىٰ فِي النَّارِ بُرا ہے اپنے مخالف سے یعنی مومن سے تو جو وہ انقاذ فی النار والی بات ہے وہ کونسی ہے ذات پاک کے ساتھ شریک بنانا ہے وہ شریک بھی اُس وقت تم سے غائب ہو جائینگے اور پھر لَا يَسْـَٔمُ الْإِنسَانُ سے لے کر اَنَّهُ الْحَقُّ تک جو کہا ہے اور بیان حال کفار ہے یعنی دیکھو تو سہی ان کفار کو کوئی فائدے نہیں ہوتے بُلانے اصنام سے اور نہ اپنے معبودوں سے جس وقت اُن کو شر پہنچتا ہے تو جان لیتا ہے کہ اصنام کچھ نہیں کر سکتے پس یؤس قنوط ہو جاتا ہے اصنام سے (کذا فی المدارک) اور جس وقت ہم اُس کو رحمت دیتے ہیں بعد ضرر کے تو کہتا ہے ہذا لی یعنی میں نے فلانے معبود کو بلایا ہے اور پکارا ہے اس واسطے یہ رحمت آئی ہے اور قیامت کا ظن نہیں کرتا کہ قایم ہوگی اور کہتا ہے کہ کوئی نہیں قیامت وغیرہ اگر بفرض محال ہو بھی جائے تو۔ مجھے میرے حضرت یعنی معبود مقصود پر پہنچا دیں گے پھر یہ معنی ہے اِنَّ لِي عِندَهُ لَلْحُسْنَىٰ کا اور جس وقت ہم انعام کرتے ہیں تو تکبر کرتا ہے اَعْرَضَ وَنَا بِجَانِبِهِ کنایہ ہے تکبر سے اور جس وقت شر پہنچتی ہے تو بہت بُلاتا ہے اللہ کو۔ جاننا چاہیئے کہ کہ وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنسَانِ أَعْرَضَ وَنَا بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَاءٍ عَرِيضٍ کا معنی یہ ہے کہ پھر تو اللہ کی طرف دعا عریض کرتا ہے اسی اپنے مخبر پر محکم نہیں ہوتا اور قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِن كَانَ مِنْ عِندِ اللَّهِ ثُمَّ كَفَرْتُم بِهِ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ میں بیان کیا گیا ہے بھلا بتاؤ تو سہی کہ اگر یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہو اور تم نے کفر کیا اس کے ساتھ تو تم کو ضرر ہوگا یا نہ پس اعراض بھی نہ کرو اور شور بھی نہ مچاؤ اور شبہات الزامیہ بھی نہ کرو اور دلائل اور علامات جو کہ تم دیکھ رہے ہو ان کے مطابق چلو اور مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ علیحدہ کلام ہے ان کی جزا نہیں ہے شقاق بعید کا معنی عناد عظیم ہے اور سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ سے بیان کیا گیا ہے کہ ہم ان کو نشانیاں اور علامات اپنے متصرف ہونے کی اطراف والے لوگوں میں اور اُن کے نفوس میں دکھائیں گے۔ کما قال اللہ تعالیٰ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ سورت یونس اور لَئِنْ أَنجَانَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ (سورت انعام اور) إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ

فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ بنی اسرائیل اور اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ سے دلیل چوتھی بیان کی گئی ہے مطلب یہ ہے کہ آیا یہ کافی نہیں ہے توحید رب تیرے کے واسطے کہ ہر شے پر قادر و شاہد ہے اور حاضر ناظر بھی ہے دوسرا کوئی نہیں۔ اس دلیل میں سب سے زیادہ ترقی کی گئی ہے کیونکہ نہایت ہی مختصر بات کہی گئی ہے کہ دیگر کسی میں یہ بات موجود نہیں ہے اور ماقبل دلیل ثالث کا خلاصہ ہے کیونکہ جب سب کچھ جانتا ہے تو تمام پر شاہد بھی ہوگا۔ اور اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ الخ تخویف چوتھی دلیل والی بیان کی گئی ہے تنبیہ کے ساتھ یعنے اللہ ہر شے کو احاطہ کرنے والا ہے اور سب کو جانتا ہے لہٰذا عذاب دے گا جیسا کہ کہا گیا ہے اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ اے کمن لیس کذالک اور چوتھے شکوے کی تخویف درمیان میں فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ سے بیان کی گئی ہے حاصل اس تقریر اور سورۃ کا یہ نکلا کہ اس سورت میں تنزیل الکتاب سے لیکر انا علمون تک ترغیب اور شکوا اول بیان کیا گیا ہے اور پھر قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ سے لے کر اجر غیر ممنون تک دعوی اور تخویف اور دلیل وحی اور بشارت بیان کی گئی ہے اور پھر قُلْ ءَاِنَّكُمْ سے ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ تک دلیل اول عقلی بیان کی گئی ہے اور پھر فَاِنْ اَعْرَضُوْا سے لے کر كَانُوْا يَتَّقُوْنَ تک تخویف دنیوی اور يَوْمَ يُحْشَرُ سے لے کر فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ تک تخویف اخروی اور وَقَيَّضْنَا سے لے کر اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ تک مبارشکوی ثانی کا ہے اور قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ تک شکوا ثانی پہلے شکوا سے اقوی بیان کیا گیا ہے اور فَلَنُذِيْقَنَّ سے لے کر لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ تک تخویف اخروی ثانی شکوا والی بیان کی گئی ہے اور اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ سے مِنْ غَوْرٍ رَّحِيْمٍ تک مقابل قَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ کلام لائی گئی ہے اور وَمَنْ اَحْسَنُ سے لے کر اللّٰهُ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ تک حیلہ بتایا گیا ہے اس بات کا کہ اگر کافر شور کریں تو نرمی کرو۔ اگر غصہ آجائے تو اللہ کیساتھ پناہ مانگو یعنی تب ہوگا کہ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ کا تعلق ماقبل کے ساتھ لگائیں۔ اگر یہ تقریر کریں کہ اے مخاطب اگر تجھ کو توحید میں کوئی شبہ پڑ جاوے تو اللہ کیساتھ پناہ مانگ اس کا شریک کوئی نہیں کیونکہ سمیع کل شئی خاص وہی ہے اور پھر مِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ سے لے کر اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ دلیل ثانی علی سبیل الترقی من الاول بیان کی گئی ہے۔ درمیان میں دو جملہ معترضہ بیان کئے گئے ہیں اور پھر اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ سے لیکر بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ تک تخویف اخروی دلیل ثانی کی بیان کی گئی ہے اور اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے لے کر وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ تک شکوی ثالث اور جو شبہات ہیں اور اُن کے جواب اور درمیان میں تخویف بیان کی گئی ہے۔ اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ سے لے کر اِلَّا بِعِلْمِهٖ تک دلیل ثالث علی سبیل الترقی ہے اور يَوْمَ يُنَادِيْهِمْ سے لے کر مِنْ مَّحِيْصٍ تک تخویف اخروی دلیل ثانی کی بیان ہے اور پھر لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ سے لے کر اللّٰهُ الْحَقُّ تک شکوہ رابع علی سبیل الترقی بیان ہے درمیان تخویف بھی بیان کی گئی ہے اور اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ سے لے کر بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ تک دلیل رابع اور تخویف اس کی بیان ہے اور تمام کا حاصل یہ ہے کہ دو امور یہاں ہیں۔ ایک سلسلہ ادلہ اربع مع التخویفات علی السبیل الترقی یعنی اعراض کریں گے لیکن تم ضرور اُن کو سناؤ۔ تمہارے سنانے میں شور مچائیں گے۔ تم نرمی کرو تمہاری نرمی سے سنیں گے اور پھر شبہے کریں گے اور، امات اور دلائل بھی دیکھ لیں گے کہ اُن کے جمود کچھ نہیں کر سکتے۔ اور اصل خلاصہ جو کہ پہلی سورۃ کے ساتھ بھی مرتبط ہے۔ اول سورت میں مذکور ہے۔ فقط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۂ شوریٰ مکی

حٰمٓ عٓسٓقٓ كَذٰلِكَ يُوحِيٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ

یہ جاننا چاہیئے کہ تین طرح کے شبہے وارد ہوتے ہیں (۱) تو یہ ہے کہ ہم کو کتب سابقہ سے مسئلہ تمہارے مخالف ملتا ہے اس شبہ کا جواب اس سورۃ میں دیا گیا ہے کہ مسئلہ کتب سماویہ میں بھی تھا مگر باغیوں نے بغاوت سے کتب سماویہ کی شروح وغیرہ میں دخل غلط کیا۔ تائید وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ الخ (۲) شبہ یہ ہے کہ وہ ایسے آدمی کی طرف منسوب کرتے ہیں جو کہ باغی نہیں مثلاً عیسےٰ اور موسےٰ کی طرف نسبت کرتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے جو سورۃ آل عمران کی آیت مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ میں دیا گیا ہے۔ یعنی ہم نہیں مانتے کہ کسی ایسے شخص نے کہا ہو کہ مجھے پکارو۔ ایسی باتیں نبی کی شان سے بعید ہیں کہ خدا تعالےٰ اسے توحید کے پھیلانے کے لئے بھیجے اور وہ خدا کا شریک بن بیٹھے (۳) طور شبہ کا یہ ہے کہ وہ اگر کسی بزرگ کی کلام یا کتاب اللہ میں وہ بات نکال دیں تو اگر کسی بزرگ کی کلام کتاب اللہ کے مخالف ہو تو اوّلاً ہم کہتے ہیں کہ وہ بزرگ ہی نہیں یا ہم اس کا مطلب نہیں سمجھتے۔ کلام الٰہی کے متعلق بھی یہی جواب ہوگا کہ ہم اس آیت کا مطلب نہیں سمجھ سکتے۔ تائید مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ (آل عمران)

(۴) سورۃ انعام پارہ ۸ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ۔ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ معلوم ہوتا ہے کہ قانون قدرت ہے کہ ہر نبی کے دشمن ہوتے چلے آئے ہیں۔ لہٰذا ہر زمانہ میں باغیوں کی کلام مل سکتی ہے اور سورۂ بقرہ میں آیا ہے وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا یعنی میں نے واسطے آزمائش کے بچھڑے سے آواز نکالا اور ان کی آزمائش کیلئے ایک کرشمہ دکھایا لیکن انہوں نے اتنا بھی تعقل نہ کیا کہ وہ نہ تو بات کرتا ہے اور نہ ہدایت کر سکتا ہے معبود کس طرح بن سکتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بعضے اُمور واسطے آزمائش کے حق تعالےٰ دکھا دیتا ہے كَذٰلِكَ يُوْحِيْ سے لے كر هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ تک پہلے شبہے کے جواب کی وضاحت کی گئی ہے اور اس کے ساتھ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا اے نساء وَمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا یعنے زمادہ یَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ اے بیشر کم فیہ۔ اے فی ذالک الجعل والتدبیر۔ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ اے لکل شیٔ سمیع بصیر۔ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ تفصیل اس مقام کی یہ ہے کہ تم کو یہ شبہ پڑتا ہے کہ ہمیں یہ مسئلہ مخالف جو ملتا ہے اگلے لوگوں کا لکھا ہوا ہے یہ انہوں نے جو لکھا ہے صحیح ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ یہ غلط ہے کیونکہ ہم نے تمام انبیاء سابقہ کی طرف وہی حکمنامہ بھیجا ہے جو کہ تیری طرف وحی کیا گیا ہے اس حکمنامہ کا بیان لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ سے لے كر هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ تک اور پھر فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ سے لے كر وَلَا تَتَفَرَّقُوْا تک ہے پھر ذالک کی جگہ کذالک کہا گیا ہے اس واسطے کہ اگرچہ معنی دونوں کا ایک ہی ہے لیکن الفاظ میں فرق ہے کیونکہ مضمون تو قرآن اور کتب سابقہ دونوں کا توحید یعنے لَا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ ہے لیکن قرآن اور کتب سابقہ کی عبارت ایک نہیں اسی واسطے ذالک کی جگہ کذالک فرمایا باقی سارا ماضی کا

لیکن اوحی کی جگہ یوحی کہا گیا ہے کیونکہ ماضی استمراری کے معنی پر اکثر مضارع استعمال کرتے رہتے ہیں تو تقریر ماسبق سے معلوم ہوگیا کہ مَا فِی السَّمٰوٰتِ بمع اپنے متعلق یعنی فاطر السمٰوٰت الخ سب یوحی کا مفعول ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے ہی وحی کی ہے کہ مالک ہر شے کا فقط وہی ہے اور وہی متصرف ہے کوئی شفیع غالب نہیں کیونکہ وہ بڑا اعالی ہے اور جملہ ملائک بھی اُس کے حکمنامے کو مانتے ہیں اور طلب مغفرت کرتے ہیں۔ اُس شخص کے لئے جس نے اس حکمنامے کو مان لیا ہے۔ اور فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ سے لے کر بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ تک یہ بیان کیا گیا ہے کہ متصرف بھی وہی ہے کیونکہ تمہارے نفس یعنی جنس سے تمہاری عورتیں پیدا کی ہیں اور باقی جانوروں سے بھی زیادہ پیدا کئے ہیں۔ اور اسی تدبیر کے ذریعے نسلاً بعد نسل تم کو جہان میں پھیلایا ہے اور سمیع بصیر بھی واسطے کل شئے کے وہی ہے۔ جیسا کہ خالق تمام کا وہی ہے۔ جس طرح مقالید آسمان و زمین اور رزق کی کشادگی اور تنگی اُسی کے ہاتھ میں ہے اسی طرح ہر چیز کے جاننے والا بھی وہی ہے پس اس تقریر سے معلوم ہوگیا کہ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ کا معنی یہ ہے کہ یہ حکمنامہ (یعنی اللہ پاک ہے شرک سے اور سب کچھ کرنے والا بھی وہی ہے) ملائک بھی مان بیٹھے ہیں اور وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ سے مُراد لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ہے۔ عام لوگ مراد نہیں ہے بقرینہ آیت وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ (مومن) اور جَعَلَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا سے مراد من جنسکم ہے کیونکہ یہ معنی تو نہیں ہو سکتا کہ تمہاری عورتیں تمہارے نفسوں سے پیدا کی گئی ہیں۔ وَمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا سے مُراد زیادہ ہیں اور یذرؤکم فیہ کی ضمیر جَعَلَ کی طرف راجع ہے جو جَعَلَ لَکُمْ سے مفہوم ہے پس یہ مضمون کہ سب کچھ کرنے والا جاننے والا وہی ہے اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ تک ثابت کیا گیا ہے اور یہ دعوے کی ایک خبر ہے اور دوسری خبر دعوی کی شَرَعَ لَکُمْ سے لَا تَتَفَرَّقُوْا تک ہے یعنی مقرر کیا ہے اللہ تعالےٰ نے تمہارے واسطے وہ دین جس کے ساتھ نصیحت اور وصیت کی ہے نوح وغیرہ کو یعنی جس دین کی وحی ہم نے تجھے اور تمام انبیا سابقہ کو کی ہے وہ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا ہے۔ یعنی ایک اللہ کی عبادت کرو اور شرک نہ کرو جیسا کہ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا (روم) اور پھر کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْھِمْ فَرِحُوْنَ (مومنون) سے معلوم ہوتا ہے پس حاصل یہ ہوا کہ ایک کی عبادت کیا کرو جیسا کہ انبیا سابقہ کو یہی کہا گیا تھا شَاھِدًا اس کا وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (انبیاء) سو اس جگہ دو اُمور بیان کئے گئے ہیں ایک تو سب کچھ کرنے والا وہی ہے۔ دُوسرا اسی کی عبادت کرو۔ اور ہر ایک سابق لاحق کے لئے علت ہے کیونکہ سب کچھ کرنے والا علت ہے اس بات کی کہ وہ سب کچھ جاننے والا ہے۔ کیونکہ سب کچھ جانتا ہے تبھی تو سب کچھ کرتا ہے پھر یہ دونو اس بات کی علت ہیں کہ عبادت بھی اُس کی کرو کیونکہ انہیں صفات والا لائق عبادت ہے لیکن ان دونوں کا ثابت کرنا یہاں اصلی غرض اور مقصود نہیں کیونکہ ان دونوں کا ثبوت سورہ سابقہ میں ہو چکا ہے یہاں تو فقط غرض دفعہ شبہ ہے جیسا کہ سورۃ کے عنوان سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ سورۃ کَذٰلِکَ یُوْحِیْ اِلَیْکَ سے شروع کی گئی ہے اور درمیان میں وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا سے لے کر وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ تک تخویف کی گئی ہے اور وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَھُمُ الْعِلْمُ سے لیکر مِنْہُ مُرِیْبٍ تک متعلق ہے وَلَا تَتَفَرَّقُوْا کے ساتھ یعنی بیان ہے کہ تفرق اور اُن کی مخالفت محض عناد ہے کیونکہ حق بات معلوم کرنے کے بعد اُنہوں نے اختلاف کیا ہے اور پچھلوں کو کتب سابقہ میں ان کا لکھا ہوا دیکھنے سے شک پڑ گیا ہے (بعد ۱۲) وَالَّذِیْنَ یُحَآجُّوْنَ فِی اللّٰہِ سے لے کر بِالْحَقِّ وَالْمِیْزَانَ تک دو دلائل اس بات پر لائے گئے ہیں کہ لوگوں کو جو اُن کے لکھے ہوئے دیکھنے سے شبہات پڑتے ہیں وہ معذور نہیں ہیں۔ کیونکہ اللہ کے نزدیک اُن کی حُجّت یعنی مُکابرہ باطل ہے کیونکہ یہ بات اُن کے اجماع کے مخالف ہے جبکہ اُن کے علما راست گو

اس بات کو مان بیٹھے ہیں لہٰذا اُن کا خلاف غلط ہے اور دوسری دلیل اَللّٰہُ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِیْزَانَ ہے یعنی یہ کتاب ایسی ہے اور ترازو شبہات کو دور کرنے والی ہے تو پھر اُن کا اختلاف اور مکابرہ باطل فضول ہے۔ پہلی دلیل کی تائید اَوَلَمْ یَکُنْ لَّھُمْ اٰیَۃً اَنْ یَّعْلَمَہٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اور اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖٓ اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ ہے اور مابین لَعَلَّ السَّاعَۃَ قَرِیْبٌ اور وَالَّذِیْنَ یُحَآجُّوْنَ میں حضور علیہ السلام کو امر کیا گیا برائے ترغیب مومنوں کے کہ جب معلوم ہو گیا کہ اِن کا خلاف بوجہ لغاوت کے ہے تو تم اپنے مدعا پر پکے ہو اور مالوحی کے تابع رہو۔ اُس کی تائید فَلِذٰلِکَ فَادْعُ سے معلوم ہوتی ہے کیونکہ اصل میں فَلِذَا اِلَّا اَدْعُ ہے اور پھر بوجہ قرینہ موجود ہونے کے پہلی جگہ فعل اور دوسری جگہ اسم اشارہ محذوف کیا گیا اور فاء فادع کی پہلے اسم اشارہ پر لائی گئی ہے۔ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا میں بھی تحقیق گذر چکی ہے۔ بعدہٗ لَعَلَّ السَّاعَۃَ سے لے کر فِیْ ضَلٰلٍ بَعِیْدٍ تک تخویف اُخروی ہے کیونکہ پہلے ذکر بھی یہ تھا کہ اُن کی حجت آخرت میں اللہ کے نزدیک منظور نہ ہوگی لہٰذا بعد اُس کے تخویف اُخری بیان کر دی اور پھر اَللّٰہُ لَطِیْفٌۢ بِعِبَادِہٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ سے آخر سورۃ تک دونوں دعووں کی متعلقات بیان ہوں گے یعنی سب کچھ کرنے والا اللہ ہے اور اُس کی عبادت کرو (قوی بمعنی قادر علی کل شی عزیز بمعنی لایغالب ولایدافع) اور یہ پہلی خبر کی تائید ہے اور باقی تمام تائیدیں بھی تنویر یعنی دونوں دعووں کی وضاحت کرتی ہیں۔ جیسے واعظین کا طریقہ ہوتا ہے کہ اپنی بات کو بار بار دُہراتے ہیں اور اُس پر تنویر ڈالتے ہیں۔ حاصل اس تائید کا یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے اور رزق دیتا ہے کسی کو تھوڑا کسی کو زیادہ پس معلوم ہوا کہ سب کچھ کرنے والا بھی وُہی ہے۔ پھر مَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَۃِ سے مِنْ نَّصِیْبٍ تک ترغیب الی الاعمال الصالحہ وترہیب عن الدنیا بیان کی گئی ہے اس کی تائید آیت مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَۃَ عَجَّلْنَا لَہٗ فِیْھَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِیْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَہٗ جَھَنَّمَ یَصْلٰھَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا الخ سے (بنی اسرائیل) اور پہلی آیت کے مضمون کو ذرا بالتفصیل بیان فرمایا گیا ہے۔ پھر لَھُمْ شُرَکٰٓؤُا شَرَعُوْا لَھُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْ بِہِ اللّٰہُ الخ دوسرے دعوے کے ساتھ متعلق ہے یعنی خدا کی شریعت میں تو یہ ہے کہ فقط ایک اللہ کی عبادت کرو۔ تم نے اور تمہارے معبودوں نے یہ اپنی شریعت بنا لی ہے جو کہ اللہ کی مقرر کردہ شریعت نہیں ہے پھر لَوْلَا کَلِمَۃُ الْفَصْلِ سے لے کر وَھُوَ وَاقِعٌۢ بِھِمْ تک تخویف بیان کی گئی ہے جو کہ دوسرے دعوے کے ساتھ مناسب ہے اور پہلی تخویف پہلے دعوے کے ساتھ مناسب ہے یعنی کلمۃ الفصل اگر عذاب کیلئے اجل معین نہ ہوتی تو مدت کا ہلاک کر دیا ہوتا مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الخ مِنْ نَّصِیْبٍ سے پہلے مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ وَلَا یَجِدْ لَہٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَلَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرٰھِیْمَ خَلِیْلًا وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا وَیَسْتَفْتُوْنَکَ فِی النِّسَآءِ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِیْھِنَّ وَمَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ فِی الْکِتٰبِ فِیْ یَتٰمَی النِّسَآءِ الَّتِیْ لَا تُؤْتُوْنَھُنَّ مَا کُتِبَ لَھُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْکِحُوْھُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰی بِالْقِسْطِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِہٖ عَلِیْمًا وَاِنِ امْرَاَۃٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِھَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْھِمَآ اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَھُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَیْرٌ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا وَلَنْ تَسْتَطِیْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَیْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِیْلُوْا کُلَّ الْمَیْلِ فَتَذَرُوْھَا کَالْمُعَلَّقَۃِ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا وَاِنْ یَّتَفَرَّقَا یُغْنِ اللّٰہُ کُلًّا مِّنْ سَعَتِہٖ وَکَانَ اللّٰہُ وَاسِعًا حَکِیْمًا وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَاِیَّاکُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰہَ وَاِنْ تَکْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَکَانَ اللّٰہُ غَنِیًّا حَمِیْدًا وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا اِنْ یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ اَیُّھَا النَّاسُ وَیَاْتِ بِاٰخَرِیْنَ وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی ذٰلِکَ قَدِیْرًا مَنْ کَانَ یُرِیْدُ ثَوَابَ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰہِ ثَوَابُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَکَانَ اللّٰہُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰہُ اَوْلٰی بِھِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْھَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَھُمْ وَلَا لِیَھْدِیَھُمْ سَبِیْلًا بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّۃَ فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْکُمْ فِی الْکِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ یُکْفَرُ بِھَا وَیُسْتَھْزَاُ بِھَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَھُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖٓ اِنَّکُمْ اِذًا مِّثْلُھُمْ اِنَّ اللّٰہَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْکٰفِرِیْنَ فِیْ جَھَنَّمَ جَمِیْعًا الَّذِیْنَ یَتَرَبَّصُوْنَ بِکُمْ فَاِنْ کَانَ لَکُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰہِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَکُنْ مَّعَکُمْ وَاِنْ کَانَ لِلْکٰفِرِیْنَ نَصِیْبٌ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَیْکُمْ وَنَمْنَعْکُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَاللّٰہُ یَحْکُمُ بَیْنَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ لِلْکٰفِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَھُوَ خَادِعُھُمْ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا مُّذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ لَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ سَبِیْلًا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ عَلَیْکُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَھُمْ نَصِیْرًا اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰہِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَھُمْ لِلّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَکَانَ اللّٰہُ شَاکِرًا عَلِیْمًا لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَکَانَ اللّٰہُ سَمِیْعًا عَلِیْمًا اِنْ تُبْدُوْا خَیْرًا اَوْ تُخْفُوْہُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَفُوًّا قَدِیْرًا اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ اُولٰٓئِکَ سَوْفَ یُؤْتِیْھِمْ اُجُوْرَھُمْ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا یَسْئَلُکَ اَھْلُ الْکِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَیْھِمْ کِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓی اَکْبَرَ مِنْ ذٰلِکَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰہَ جَھْرَۃً فَاَخَذَتْھُمُ الصّٰعِقَۃُ بِظُلْمِھِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْھُمُ الْبَیِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِکَ وَاٰتَیْنَا مُوْسٰی سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا وَرَفَعْنَا فَوْقَھُمُ الطُّوْرَ بِمِیْثَاقِھِمْ وَقُلْنَا لَھُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَھُمْ لَا تَعْدُوْا فِی السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْھُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا فَبِمَا نَقْضِھِمْ مِّیْثَاقَھُمْ وَکُفْرِھِمْ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَقَتْلِھِمُ الْاَنْبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِھِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللّٰہُ عَلَیْھَا بِکُفْرِھِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا وَّبِکُفْرِھِمْ وَقَوْلِھِمْ عَلٰی مَرْیَمَ بُھْتَانًا عَظِیْمًا وَّقَوْلِھِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْہِ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْہُ مَا لَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِیْنَ ھَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَیْھِمْ طَیِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَھُمْ وَبِصَدِّھِمْ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَثِیْرًا وَّاَخْذِھِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُھُوْا عَنْہُ وَاَکْلِھِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ مِنْھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا لٰکِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْھُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوۃَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِکَ سَنُؤْتِیْھِمْ اَجْرًا عَظِیْمًا اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ کَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْ بَعْدِہٖ وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِیْسٰی وَاَیُّوْبَ وَیُوْنُسَ وَھٰرُوْنَ وَسُلَیْمٰنَ وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰھُمْ عَلَیْکَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْھُمْ عَلَیْکَ وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا لٰکِنِ اللّٰہُ یَشْھَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَیْکَ اَنْزَلَہٗ بِعِلْمِہٖ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یَشْھَدُوْنَ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِیْدًا اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَھُمْ وَلَا لِیَھْدِیَھُمْ طَرِیْقًا اِلَّا طَرِیْقَ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرًا یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَاٰمِنُوْا خَیْرًا لَّکُمْ وَاِنْ تَکْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَکَلِمَتُہٗ اَلْقٰھَآ اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْہُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَۃٌ اِنْتَھُوْا خَیْرًا لَّکُمْ اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَہٗٓ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ وَلَدٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا لَنْ یَّسْتَنْکِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰہِ وَلَا الْمَلٰٓئِکَۃُ الْمُقَرَّبُوْنَ وَمَنْ یَّسْتَنْکِفْ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَیَسْتَکْبِرْ فَسَیَحْشُرُھُمْ اِلَیْہِ جَمِیْعًا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْھِمْ اُجُوْرَھُمْ وَیَزِیْدُھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ وَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْکَفُوْا وَاسْتَکْبَرُوْا فَیُعَذِّبُھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا وَّلَا یَجِدُوْنَ لَھُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَاعْتَصَمُوْا بِہٖ فَسَیُدْخِلُھُمْ فِیْ رَحْمَۃٍ مِّنْہُ وَفَضْلٍ وَّیَھْدِیْھِمْ اِلَیْہِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا یَسْتَفْتُوْنَکَ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلٰلَۃِ اِنِ امْرُؤٌا ھَلَکَ لَیْسَ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَہٗٓ اُخْتٌ فَلَھَا نِصْفُ مَا تَرَکَ وَھُوَ یَرِثُھَآ اِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّھَا وَلَدٌ فَاِنْ کَانَتَا اثْنَتَیْنِ فَلَھُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَکَ وَاِنْ کَانُوْٓا اِخْوَۃً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ

اور اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖٓ اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ ہے اور مابین لَعَلَّ السَّاعَۃَ قَرِیْبٌ اور وَالَّذِیْنَ یُحَآجُّوْنَ میں حضور علیہ السلام کو امر کیا گیا برائے ترغیب مومنوں کے کہ جب معلوم ہو گیا کہ اِن کا خلاف بوجہ لغاوت کے ہے تو تم اپنے مدعا پر پکے ہو اور مالوحی کے تابع رہو۔ اُس کی تائید فَلِذٰلِکَ فَادْعُ سے معلوم ہوتی ہے کیونکہ اصل میں فَلِذَا اِلَّا اَدْعُ ہے اور پھر بوجہ قرینہ موجود ہونے کے پہلی جگہ فعل اور دوسری جگہ اسم اشارہ محذوف کیا گیا اور فاء فادع کی پہلے اسم اشارہ پر لائی گئی ہے۔ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا میں بھی تحقیق گذر چکی ہے۔ بعدہٗ لَعَلَّ السَّاعَۃَ سے لے کر فِیْ ضَلٰلٍ بَعِیْدٍ تک تخویف اُخروی ہے کیونکہ پہلے ذکر بھی یہ تھا کہ اُن کی حجت آخرت میں اللہ کے نزدیک منظور نہ ہوگی لہٰذا بعد اُس کے تخویف اُخری بیان کر دی اور پھر اَللّٰہُ لَطِیْفٌۢ بِعِبَادِہٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ سے آخر سورۃ تک دونوں دعووں کی متعلقات بیان ہوں گے یعنی سب کچھ کرنے والا اللہ ہے اور اُس کی عبادت کرو (قوی بمعنی قادر علی کل شی عزیز بمعنی لایغالب ولایدافع) اور یہ پہلی خبر کی تائید ہے اور باقی تمام تائیدیں بھی تنویر یعنی دونوں دعووں کی وضاحت کرتی ہیں۔ جیسے واعظین کا طریقہ ہوتا ہے کہ اپنی بات کو بار بار دُہراتے ہیں اور اُس پر تنویر ڈالتے ہیں۔ حاصل اس تائید کا یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے اور رزق دیتا ہے کسی کو تھوڑا کسی کو زیادہ پس معلوم ہوا کہ سب کچھ کرنے والا بھی وُہی ہے۔ پھر مَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَۃِ سے مِنْ نَّصِیْبٍ تک ترغیب الی الاعمال الصالحہ وترہیب عن الدنیا بیان کی گئی ہے اس کی تائید آیت مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَۃَ عَجَّلْنَا لَہٗ فِیْھَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِیْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَہٗ جَھَنَّمَ یَصْلٰھَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا الخ سے (بنی اسرائیل) اور پہلی آیت کے مضمون کو ذرا بالتفصیل بیان فرمایا گیا ہے۔ پھر لَھُمْ شُرَکٰٓؤُا شَرَعُوْا لَھُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْ بِہِ اللّٰہُ الخ دوسرے دعوے کے ساتھ متعلق ہے یعنی خدا کی شریعت میں تو یہ ہے کہ فقط ایک اللہ کی عبادت کرو۔ تم نے اور تمہارے معبودوں نے یہ اپنی شریعت بنا لی ہے جو کہ اللہ کی مقرر کردہ شریعت نہیں ہے پھر لَوْلَا کَلِمَۃُ الْفَصْلِ سے لے کر وَھُوَ وَاقِعٌۢ بِھِمْ تک تخویف بیان کی گئی ہے جو کہ دوسرے دعوے کے ساتھ مناسب ہے اور پہلی تخویف پہلے دعوے کے ساتھ مناسب ہے یعنی کلمۃ الفصل اگر عذاب کیلئے اجل معین نہ ہوتی تو مدت کا ہلاک کر دیا ہوتا مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الخ مِنْ نَّصِیْبٍ سے پہلے مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ وَلَا یَجِدْ لَہٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَلَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرٰھِیْمَ خَلِیْلًا وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا وَیَسْتَفْتُوْنَکَ فِی النِّسَآءِ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِیْھِنَّ وَمَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ فِی الْکِتٰبِ فِیْ یَتٰمَی النِّسَآءِ الَّتِیْ لَا تُؤْتُوْنَھُنَّ مَا کُتِبَ لَھُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْکِحُوْھُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰی بِالْقِسْطِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِہٖ عَلِیْمًا وَاِنِ امْرَاَۃٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِھَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْھِمَآ اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَھُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَیْرٌ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا وَلَنْ تَسْتَطِیْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَیْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِیْلُوْا کُلَّ الْمَیْلِ فَتَذَرُوْھَا کَالْمُعَلَّقَۃِ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا وَاِنْ یَّتَفَرَّقَا یُغْنِ اللّٰہُ کُلًّا مِّنْ سَعَتِہٖ وَکَانَ اللّٰہُ وَاسِعًا حَکِیْمًا وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَاِیَّاکُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰہَ وَاِنْ تَکْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَکَانَ اللّٰہُ غَنِیًّا حَمِیْدًا وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا اِنْ یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ اَیُّھَا النَّاسُ وَیَاْتِ بِاٰخَرِیْنَ وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی ذٰلِکَ قَدِیْرًا مَنْ کَانَ یُرِیْدُ ثَوَابَ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰہِ ثَوَابُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَکَانَ اللّٰہُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰہُ اَوْلٰی بِھِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْھَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خ

حاصل کرو۔ بعدہٗ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی شکوہ کیا کہ رسول اللہ صلعم جب عقل اور نقل یعنے کتب سابقہ کے موافق باتیں کرتا ہے تو پھر تم اس کو مفتری کہتے ہو اگر خدانخواستہ وہ مفتری ہوتا تو اللہ تعالےٰ اُس کے دل پر مُہر کر دیتا پھر وہ ایسی باتیں عقل نقل کے مطابق نہ کہہ سکتا۔ سو یہ صداقت رسول پر بھی دلیل ہے۔ اور کفار کو ڈانٹ بھی ہے اور صداقت رسول اللہ کی تائید لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ابھی ہے وَیَمْحُ اللّٰہُ الْبَاطِلَ متعلق ہے اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی سے یعنے یہ تو کہتے ہیں کہ رسول اللہ افترا باندھتا ہے اللہ پر۔ اسی طرح نہیں بلکہ یہ قرآن تو باطل کو محو کرتا ہے۔ باقی یَمْحُ اللّٰہُ فَاِنْ یَّشَاءِ کی جزا نہیں ہے اور حذف واؤ کا یَمْحُ سے بوجہ التقاء ساکنین کے ہے اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ سورۃ کے موضوع کے ساتھ متعلق ہے یعنی اللہ تعالےٰ دل کے شُبہات کو بھی جانتا ہے اور اُن کو دُور کرتا ہے۔ بعدہٗ وَھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ الخ پہلے دعوے کے متعلق ہے یُجِیْبُ الَّذِیْنَ الخ میں ترغیب اور ترہیب کا بیان ہے۔ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزْقَ الخ جواب سوال کا ہے جو پہلے دو آیتوں (۱) اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ (۲) ھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ پر پڑتا تھا کہ جب اللہ تعالےٰ اتنا مہربان ہے یعنی توبہ قبول کر لیتا ہے اور ہر آدمی کو رزق دیتا ہے۔ تو پھر اپنے بندوں کے لئے رزق وسیع کیوں نہیں کرتا۔ اس کا جواب دیا گیا ہے جو کہ آیت سے ظاہر ہے۔ **بیت**

کجا من شکر این نعمت گذارم ۔۔۔ کہ زور مردم آزاری ندارم

اِلَّا بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ قدر موصوف (ایشاء) صفت سے ما موصولہ اور تمیہ عائد محذوف ہے سابق۔ ھُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ تا اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ متعلق دعوے اول کے مَآ اَصَابَکُمْ سے اَوْ یُوْبِقْھُنَّ تک تخویف سے دنیوی اور یہ قضیہ مُہملہ ہے کُلّیہ نہیں، اس کا بیان آیت ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَھُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا (روم) ہے چھوٹے مصائب یعنی بخار وغیرہ مُراد نہیں اور مِنْ اٰیَاتِہِ الْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ کَالْاَعْلَامِ سے تخویف مقصود ہے اگرچہ مذکورہ آیت میں تو تخویف نہیں معلوم ہوتی۔ لیکن مقصود بالذات اُس کے بعد اِنْ یَّشَاْ یُسْکِنِ الرِّیْحَ سے لیکر مَا لَھُمْ مِّنْ مَّحِیْصٍ تک ہے اور اس میں صاف تخویف ظاہر معلوم ہوتی ہے اور اِنْ یَّشَاْ میں ماضی استمراری کی جگہ مضارع بولا گیا ہے یعنی وہ جب چاہتا ہے ہوا کو ساکن کر دیتا ہے یا متحرک کر دیتا ہے اگر ساکن کرے تو کشتیاں دریا کے اوپر تھم رہ جائیں اور تم ہلاک نہیں ہوتے اور جب چاہتا ہے تو ہوا کو عنیف متحرک کر دیتا ہے اور کشتی کو غرق کر کے بعض کو ہلاک کر دیتا ہے اور بعض کو معاف کر دیتا ہے پس اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ یُوْبِقْھُنَّ کا عطف فَیَظْلَلْنَ پر نہیں ہے کیونکہ ہلاکت کا تعلق سکون سے نہیں ہو سکتا بلکہ یعصفھا (زور سے ہوا کو چلاتا ہے) محذوف سے۔ یُوْبِقْھُنَّ سے پہلے وہی معطوف علیہ ہوگا۔ اس واسطے لیف کی واو سببیہ مجزوم ہونے کے گرائی گئی ہے اور وَیَعْلَمَ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ الخ عطف ہے یُوْبِقْھُنَّ کے واسطے واؤ زائدہ ہے اور معنی لِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ الخ ہوگا اور یا واؤ عاطفہ ہے اور معطوف الیہ یَنْتَقِمُ اللّٰہُ محذوف ہوگا اور بعد مَا اُوْتِیْتُمْ سے لے کر لِمَنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ تک متعلق ہے لَوْ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزْقَ سے اور لَوْ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزْقَ پہلے دعوے سے متعلق ہے یا اس سے بھی متعلق ہوگا اُن کے ساتھ یعنی رزق تو دیتا ہے لیکن بہت نہیں دیتا اُس کی علت بیان کی گئی ہے۔ اب یہ بیان ہے کہ دنیا تو تھوڑی متاع ہے مقابلے آخرت کے اور محض نفع گر فتنہ ہے بلکہ اچھی اور الفی وہ چیز ہے جو آخرت میں ہے پھر بیان کیا گیا ہے کہ وہ اُن کے واسطے ہے جو ایمان لائیں اور فقط اللہ تعالیٰ کی بندگی کریں اور یہی معنے ہے عَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ کا اے عَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ خاصۃً نیز فَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ الخ میں ترغیب ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ عتاب کے بعد احسان کرنے اور ظلم نہ کرنے کا بیان ہوتا ہے

کیونکہ یہ امور عذاب کے دفعیہ کے لئے بتلائے جاتے ہیں۔ نیز ھُمْ یَنْتَصِرُوْنَ کا معنی یہ ہے کہ اگر اُن پر تعدی ہو جائے تو محض بدلہ لیتے ہیں۔ بدلہ لینے سے زیادتی نہیں کرتے اور اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ و اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ سے مُراد وہ ہیں جو کہ اپنے حق سے تعدی کرتے ہیں۔ ھُمْ یَنْتَصِرُوْنَ کا مقابلہ مُراد ہے اور پھر مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ وَّلِیٍّ سے لے کر وَمَنْ یُّضْلِلْ فَمَا لَہٗ مِنْ سَبِیْلٍ تک تخویف اُخروی ہے اور ابتدا اور انتہا اس تخویف کا ایک ہے اور مَا لَہٗ مِنْ سَبِیْلٍ کا معنی گویا مَا لَہٗ مِنْ وَّلِیٍّ ہو گیا۔ پھر اِسْتَجِیْبُوْا لِرَبِّکُمْ متعلق ہے دعوے ثانی کے اور اُس کے بعد مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ تا مَا لَکُمْ مِّنْ نَّکِیْرٍ تخویف اُخروی ہے اور فَاِنْ اَعْرَضُوْا اِلٰی اِنْ عَلَیْکَ اِلَّا الْبَلٰغُ تسلی ہے رسول اللہ صلعم کو یعنے بعد ان آیات کے جو دونوں دعووں سے متعلق ہیں اور تخویفاتِ اُخروی اور دنیوی اور ترغیب کے بھی۔ اگر یہ لوگ اعراض کریں تو تم غمناک نہ ہونا اور پھر اِنَّا اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ تا اِنَّ الْاِنْسَانَ کَفُوْرٌ کفار کا شکوہ ہے اور مراد فَرِحَ بِھَا سے فَرِحَ بِھَا بِغَیْرِ الْحَقِّ ہے۔ یقربنہ ذٰلِکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ (مومن) اور فَاِنَّ الْاِنْسَانَ کَفُوْرٌ سے مراد کفور من الاصناف ہے اور اس آیت کی تائید لَا یَسْئَمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَیْرِ وَاِنْ مَّسَّہُ الشَّرُّ فَیَئُوْسٌ قَنُوْطٌ وَلَئِنْ اَذَقْنٰہُ رَحْمَۃً مِّنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْہُ لَیَقُوْلَنَّ ھٰذَا لِیْ (حٰمٓ السجدۃ) میں ہے اور اس میں پوری تفصیل ہے اور پھر لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ سے لے کر اِنَّہٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ تک متعلق دعوے اول کے ہے اور اس جگہ مُراد یا تو یہ ہے کہ تمام کا متصرف ایک اللہ ہے تمہارے معبود نہیں ہیں کیونکہ کسی کو محض مؤنث دیتا ہے جیسا کہ لوط علیہ السلام کو اور کسی کو محض مذکر جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کو اور کسی کو دونو جیسا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی کو کچھ بھی نہیں دیتا جیسا یحییٰ اور عیسےٰ علیہما السلام یا عام معنے اختیار کریں گے یعنی سب کا متصرف ایک اللہ تعالےٰ ہے دوسرا کوئی نہیں ہے مخلوق سے اگرچہ ملائک اور رسول کیوں نہ ہوں اور پھر وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ سے لے کر اِلَّا اِلَی اللّٰہِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ تک متعلق ہے دعوے ثانی کے ساتھ یعنے شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ کے ساتھ یعنی خدا پاک کی طرف سے دین کا سیکھنا تو اس طرح ہوتا ہے اور بحمداللہ آپ کے ساتھ تو یہ معاملہ ہے ان کے ساتھ کوئی نہیں پھر اُن کا دین غلط ہوا۔ پھر کَذٰلِکَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا سے بیان کیا گیا ہے کہ تجھ پر وحی آتی ہے اور اُن کی دلیل مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ سے بیان کی گئی ہے یعنی تو پہلے عاجز تھا تو نہیں ہے اور صادق باتیں مطابق واقعہ اور کتب سابقہ کے کرتا ہے اور اس جگہ ادلہ ثلاثہ بیان کئے گئے ہیں ایک تو صراحتہً اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ کے ساتھ وحی کا آنا بیان کیا گیا ہے اور اِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دلیل عقلی ہے یعنی تو باتیں ایسی صادق کرتا ہے کہ عقل کے مطابق ہوتی ہیں اور تیسری دلیل نقلی ضمناً صِرَاطِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے نکلتی ہے یعنی تو ہدایت کرتا ہے اللہ تعالےٰ کے راستہ کی طرف اور اللہ تعالیٰ کا راستہ تو وُہی ہے جس پر تمام انبیاء سابقہ تھے۔ باقی تحقیق آیت مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ الخ کی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ سامنے بالمشافہ ہو کر کلام نہیں کرتا۔ اُس کے کلام کرنے کی فقط یہ تین طریقے ہیں (۱) اِلَّا وَحْیًا الخ بطریقہ وحی یعنے سوائے کانوں کے سننے کے اور سوا آنکھوں کے دیکھنے کے دل میں اللہ تعالےٰ القاء کر دیتا ہے بیداری کے وقت جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے اُلْقِیَ فِیْ رُوْعِیْ (نفث) غیر پیغمبر کے دل میں القاء ہوتا ہے اُسے اِلہام کہتے ہیں (۲) اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ جیسے موسےٰ کے ساتھ (۳) اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِہٖ یعنے اللہ تعالےٰ فرشتہ کو آدمی کی صورت میں بھیجتا ہے سو اب اِلَّا وَحْیًا۔ و اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا کے درمیان مقابلہ ظاہر ہے ع

وحی چہ بود گفتن از حسن نہاں

اور بالغ حکیم کا معنی یہ ہے کہ بہت دانا اور عالی قدر ہے۔ سامنے کلام نہیں کرتا۔ **خلاصہ سورت** کا مندرجہ ذیل ہے وَكَذٰلِكَ يُوْحِيْ اِلَيْكَ سے لے کر اَللّٰهُ الَّذِيْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ تک رفع شبہ اول اور ذکر دو دعووں کا ہے۔ اور درمیان میں وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا سے لے کر وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ تک توابع ہے اور باقی سب دفعیہ شبہ کے واسطے ہے اور شبہ یہ ہے کہ ہم کو سابقہ کتابوں میں مخالف مسئلہ پاتا ہے۔ اس کا جواب دیا کہ ہم میری طرف اور جمیع انبیاء سابقہ کی طرف یہی مسئلہ وحی کرتے ہے اور اُس کا مخالف مسئلہ باغیوں نے نکالا ہے، بغاوت کی وجہ سے اور پچھلے لوگوں کی یہ حجت کہ ہم کو کتب سابقہ سے اس کے مخالف مسئلے ملتے ہیں قابل اعتبار نہ ہوگی کیونکہ سب علماء بڑے بڑے مان بیٹھے ہیں۔ اور دوسرا اللہ تعالےٰ نے بھی کتاب حق نازل کر دی ہے جو کہ مدلل ہے شبہات کی۔ پس یہ غرض ہوئی کہ ہم تو یہی وحی کرتے رہے ہیں کہ سب کچھ کرنے والا اور جاننے والا اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ اُسی کی عبادت کرو اُس کے مخالف باغیوں نے نکالے ہیں پچھلے لوگوں کے واسطے یہ عذر منظور نہ ہوگا۔ اور اس کی دو دلیلیں ذکر کیں۔ ایک تو اچھے علماء تسلیم کر چکے ہیں اور دوسری کتاب منزل بالحق آچکی ہے۔ اور اُس کے بعد مَا يُوْدِيْ اِلَيَّ سے لے کر ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ تک توضیح بیان کر کے آخر سورۃ تک پہلے دو دعووں کی تائید کے واسطے آیات ذکر کی گئی ہیں۔ پس خلاصہ یہ ہوا کہ اگر کوئی شبہ کرے کہ ہم کو مخالف مسائل ملتے ہیں تو یہ شبہ اس سورت سے رفع کیا گیا ہے کہ ہم تمام انبیاء کی طرف یہی مسئلہ وحی کرتے رہے کہ سب کچھ کرنے والا اور جاننے والا صرف وہی ہے۔ اُسی ایک کی عبادت کرو پس اگر ان دونوں مسائل کے مخالف جو ملے وہ باغیوں کا نکالا ہوا ہے اور اُن کے پچھلوں کی حجت منظور نہ ہوگی۔ کیونکہ اچھے علماء تسلیم کر چکے ہیں اور کتاب منزل بالحق بھی آگئی ہے۔ پھر اُن دو دعووں کے واسطے تائیدیں ذکر کی گئی ہیں۔ اور کوئی توضیح اور کوئی بشارت کچھ تسلی اور شکوے بیان ہیں ۞

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ زُخْرُف مَكِّيَّة

حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اِنَّا جَعَلْنٰهُ الخ اس سورۂ شریفہ میں یہ شبہ رفع کیا گیا ہے کہ ہم اُنکو نائب خیال کر کے عبادت نہیں کرتے بلکہ شفیع خیال کرتے ہیں اس کی نفی آخر سورت میں کی گئی ہے بقولہ تعالیٰ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اور باقی اس سورت میں یہ بیان ہوگا کہ یہ حوامیم مثل خطبہ حج کے ہیں کیونکہ حج کے تین خطبے ہوتے ہیں۔ اول خطبے میں احکام اُس دن کے اور آئندہ دو دنوں کے بیان کئے جاتے ہیں۔ اور دوسرے خطبے میں تیسرے دن والے احکام بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ اور باقی احکام دو دن آئندہ والے بھی کئے جاتے ہیں اور تیسرے میں خطبہ کے دن والے احکام بھی اور اور احکام بھی بیان کئے جاتے ہیں لیکن اپنے اپنے موقع پر اُس کی زیادہ تفصیل کی جاتی ہے اور دوسرے موقع پر بیان مجمل کیا جاتا ہے اسی طریقہ کے ساتھ بیان اس سورت میں کیا جاوے گا۔ اب سورۃ مقصود بالذات کرامت پیغامبر کا کیا جائے گا اور نائب ہونے کا ذکر بھی تبعاً ہوگا۔

حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ سے لے کر مَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ عظمت کتاب اور توضیح [illegible] ترغیب دلاتا ہے کہ جو مسئلہ آگے آنے والا ہے اس کو خیال کر کے سننا معنے یہ ہے کہ قسم ہے

کلام ظاہر کرنے والے کی کہ تو سچا رسول ہے یا کہ ہم ہی نے بھیجا ہے کتاب کو قرآناً عربیاً دوسرے کسی سے نہیں کہا ہے پس اعراب یا محذوف ہوگا۔ اور یا بمعنی جَعَلْنَاہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ہوگا لیکن اس وقت معنی صحیح ہوگا اور قسم دو قسم کی ہوتی ہے ایک تو یہ ہوتی ہے کہ جس کے ساتھ قسم اٹھائی گئی ہے وہ قادر ہے اس بات پر کہ اگر میں نے فلانے امر کی مخالفت کی تو وہ مجھے ضرر دے گا اور مجھے جان بھی رہا ہے یہ قسم بغیر اللہ جائز نہیں اور دوسری قسم یہ ہے کہ جو شاہد لایا جاتا ہے قسم بہ کو اپنے مدعا پر اس جگہ قسم اسی قبیلے سے ہے یعنی یہ کتاب خود شاہد ہے اس بات پر کہ تو سچا رسول ہے کما قال اللہ تعالیٰ لٰکِنِ اللّٰہُ یَشْہَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَیْکَ اَنْزَلَہٗ بِعِلْمِہٖ خود بخود اس کتاب کو صادق رسول علیہ السلام کے واسطے شاہد بنایا گیا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے یہ قسم دوسرے قبیلے سے کہی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے ؎ قسم بلب نگوں تو زلف شبگوں تو کہ تو محبوب دلربائی دلب و زلف تو شاہد ہیں کہ تو دل ربا ہے) یہ قسم بغیر اللہ کے جائز ہے وَاِنَّہٗ فِیْ اُمِّ الْکِتٰبِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَکِیْمٌ کا معنی یہ ہے کہ جو اُم الکتاب کہ بڑا دفتر ہے ہمارے نزدیک ہی اس میں اس کا نام علی حکیم ہے اَفَنَضْرِبُ عَنْکُمُ الذِّکْرَ صَفْحًا اَنْ کُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِیْنَ سے لے کر وَمَضٰی مَثَلُ الْاَوَّلِیْنَ تک تخویف بے مقصود ترغیب ہے معنی یہ ہے آیا ہم پھیر لیتے تم سے ذکر پھیرنا بوجہ اس بات کے کہ تم قوم مسرف ہو یعنے نہ پھیریں گے پس اس معنی سے معلوم ہوگیا کہ صفحاً مفعول مطلق ہے اور ان کنتم سے مراد الانکتہ مسرفین ہے۔ اور وَلَئِنْ سَاَلْتَہُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ خَلَقَہُنَّ الْعَزِیْزُ الْعَلِیْمُ سے اصل مدعا شروع ہے بعد ترغیب کے علی سبیل الاعتراف جب سورۂ سابقہ میں دفع شبہ ہوا۔ تو اس میں یہ بیان ہے کہ ان سے بھی پوچھا گیا بطور اقرار کرانے کے کیونکہ اصح الشہادات ماشہدت بہ الاعداء مشہور ہے اور عن یزعلیم سے مراد کوئی خاص صفت مراد نہیں ورنہ منافی ہوگا۔ اُن مقام کے بیان میں لفظ اللہ کا آیا ہے لہٰذا اُس سے مراد مصداق عزیز علیم کا ہے خواہ لفظ اللہ سے تعبیر کیا جائے یا عزیز علیم کے ساتھ۔ یہ تو اُنہوں نے پوچھنے سے مان لیا کہ خالق تو اللہ ہے پھر اس دعوے پر تنویر ڈالنے کے واسطے خود زیادتی کی گئی ہے اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مَہْدًا سے لے کر اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ تک یعنے تم نے یہ تو تسلیم کیا کہ خالق تو اللہ ہے۔ ایسا رب جو کہ یہ تمام اشیاء دیگر بھی وہی کرتا ہے دوسرا کوئی ایسا نہیں کر سکتا اور درمیان میں کذالک تخرجون جملۂ معترضہ بیان کیا گیا ہے اور باقی اس میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ اور تعالے نے تمہارے واسطے چارپائے بھی پیدا کئے ہیں تاکہ اُن پر سوار ہو اور یاد کرو نعمتیں رب کی جس وقت ان پر سوار ہو جاؤ اور کہو سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ہٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ یعنے تابع کنندگان وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ یعنی ہم یہ تمام اشیاء تمہارے دکھلانے کے واسطے پیدا کی ہیں تاکہ تم دیکھ کر یہ سب بنانے والے کی یاد کرو پس اس کی طرف رجوع کرو پس ہمارے معنے اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ کا تعلق ماقبل کے ساتھ ظاہر ہوگیا اور پھر جَعَلُوا لَہٗ مِنْ عِبَادِہٖ جزو لے ولداً یعنی نا سے لے کر کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَ تک شکوی بیان کیا گیا ہے کفار مکہ پر لیکن پہلے یہ جاننا چاہئے کہ دو دعوے تھے ایک تو سب کچھ کرنے والا وہی ہے اور دوسرا یہ کہ اُسی کی عبادت کرو اور اُن کے پوچھنے سے ثابت ہوگیا کہ خالق وہی ہے اور پھر ہم نے اس جواب پر تنویر ڈال کر یہ ثابت کیا کہ سب کچھ کرنے والا وہی ہے پس معلوم ہوگیا کہ دعوی مانتے ہیں یہ پوچھنے سے معلوم ہوگیا اور دوسرے دعوے کے واسطے اس سورت میں دلائل نقلیہ بیان کئے جاتے ہیں بقولہ تعالے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰہِیْمُ اور دونوں مدعا سورۂ سابقہ میں بھی بیان ہوگئے ہیں اور مقصود بالذات اس سورۃ کا افتتاح میں بیان کیا گیا ہے اور شکوے میں جو مشکل آیا تھا میں اُنکا

اُن کو کہنے اور مطلب یہ ہے کہ جب بیان کیا جاتا ہے وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ یعنی جب نے اللہ کے واسطے لڑکیاں بنائی ہیں اور اپنے واسطے لڑکے اور حالانکہ اگر تم میں سے کسی ایک کو خوش خبری دی جائے اُس کے ساتھ جس کو اللہ کے واسطے اُس نے حال اور صفت بنایا ہے تو اُس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور غصہ کا بھرا ہوا ہو جاتا ہے پس (۱) تقریر سے معلوم ہو گیا کہ ضَرَبَ کا معنی جَعَلَ ہے۔ اور مَثَلًا کا معنے صفت اور حال ہے اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ معنی یہ ہے کہ آیا وہ جو پیدا کی جاتی ہے زیور اور زینت میں اور جنگ میں ظاہر نہیں ہوتی وہ بنات ہیں اُنہوں نے اللہ کے واسطے مقرر کی ہیں قولہ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ یعنی آیا یہ حاضر تھے وقت پیدائش اُن کے۔ یعنی انہوں نے اُن کے فرزند دیکھے ہیں قولہ قَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ۔ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ۔ وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ۔ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ۔ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ۔ یعنی کفار کے حال کا کہ دیکھو ان کفار کو کہ یہ کہتے ہیں اگر چاہتا تو ہم کو ہمارے معبودوں کی عبادت نہ کرنے دیتا۔ اُن کے پاس کوئی جواب کتاب آسمانی کا تو نہیں ہے مگر یہ اٹکل کرتے ہیں اور حیلے بناتے ہیں۔ اُن کے مدعا پر کوئی کتاب نہیں ہے باقی اُن کے سوال کا جواب تو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ از مائش تو ضرور کرتا ہے اور بَلْ قَالُوْا کا معنی یہ ہے کہ کتاب تو کوئی نہیں ہے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم آباؤ اجداد کو اسی طریقے پر پایا ہے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ سے لے کر وَاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ تک تسکوہ ا۔ دلیل نقلی ہے دوسرے دعوے کے واسطے یعنی اُسی ایک کی عبادت کرو کیونکہ پہلا دعوے یعنی سب کچھ کرنے والا وہی ہے تو پہلے سوال اور تنویر سے ثابت ہو گیا۔ ہے جب کہ غرض دوسرے کا ثابت کرنا تھا۔ لہٰذا اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ کہا گیا اور پہلے دعوے کے ثابت کرنے کے واسطے کوئی دلیل نہیں لائی گئی۔ اور وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۔ بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ کا معنی یہ ہے کہ کیا رب نے اس کلمے یعنی اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ یعنی توحید کو اُس کی اولاد میں باقی اور پھر کہا گیا بَلْ مَتَّعْتُ یعنی جائے شبہ تو نہیں ہے بلکہ نفع دیا ہے میں نے اُن کو اور اُنکے آباء کو حق کے آنے تک اور رسول مبین کے آنے تک جب رسول مبین آیا تو کہا کہ یہ ساحر ہے۔ یہ اُن کے خیال کا شکوہ ہے اور پھر قَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ سے لے کر فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا تک متعلق ہے قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ بھی کہتے ہیں اور سوال کرتے ہیں کہ رسالت کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ آئی تو جواب ملا اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَةَ رَبِّكَ وَنَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کے ساتھ یعنی آیا معیشت اُن کی ہمارے ہاتھ میں ہے اور رحمت میری اُن کے ہاتھ میں ہو یہ خیال باطل ہے۔ ان کا اللہ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (انعام) یہ بھی فی الواقع اُن کا شکوہ ہے اور داخل بھی ماقبل میں ہے یعنی حال اُن کا کہ ایسے باطل سوال کرتے ہیں وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا سے بیان کیا گیا ہے حال اُن کا کہ ہم نے اُن کو بلند کیا ہے بعض کو بعض پر تاکہ دوسرے بعض خادم بنالیں یا جائے سخری اپنی بنالیں یعنی دُنیا تو آزمانے کو دی ہے۔ یہ نہیں کہ جس کو دُنیا بلی وحی کے لائق بھی وہی ہو اور پھر لَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ سے لے کر وَلِلْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ تک متعلق ہے ساتھ قَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ کے یعنی یہ کہ دُنیا پر فخر کر کے یہ سوال کرتے ہیں حالانکہ دُنیا تو کچھ چیز نہیں ہے۔ آخرت کے مقابلہ میں اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ کافروں کو بہت مال دیا جاوے تو تمام لوگ کافر ہو جائیں گے تو کافروں کو نہایت ہی کامل درجہ کا مال دے دیتے جس کا بیان یہ ہے کہ سقف اُن کے چاندی کے کر دیتے اور معارج بھی چاندی کے بنا دیتے جن پر وہ چڑھتے۔ حاصل یہ ہے کہ اس خوف کے سبب سے اتنا نہیں دیا کفار کو۔ پس معلوم ہوا کہ دُنیا تو کچھ چیز نہیں

(۱) کافروں کے ساتھ لفظ بنا کر دینے کا فروں۔

پس اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ اَنْ یَّکُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً میں اُمّتہ واحدۃ سے کفار مراد ہیں پس یہ جاننا چاہیے کہ زخرفاً کا نصب مفعول محذوف سے آئی ہے یعنی نعطیھم زخرفاً یعنی سونا اور پھر وَاِنْ کُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِیْنَ سے تمہیں آگیا ہے کہ تمام دنیا محض نفع گرفتنی ہے یعنی قلیل ہے اور آخرت ان کے واسطے نہیں ہے اور پھر وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ سے لے کر وَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ تک تین اُمور بیان کئے گئے ہیں (۱) اوّل علت بیان کی گئی ہے اُن کے کفر کی اور ایسی باتیں کرنے کی اور وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ سے لے کر فِی الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ تک حاصل یہ ہے کہ جو شخص اعراض کرے ذکر اللہ سے تو ہم اُس کے ساتھی شیطان بنا دیتے ہیں اور وہ شیطان اُن کو راہ حق سے ہٹاتے ہیں اور وہ کافر گمان کرتے ہیں کہ ہم راستہ حق پر ہیں اور اسی میں حَتّٰٓی اِذَا جَآءَنَا سے بیان کیا گیا کہ اب تو نہیں ہاں جس وقت ہمارے پاس آئیں گے تو شیطان کو کہیگا کہ میرے تیرے درمیان دوری مشرقین کی ہوتی اور اُس وقت اُن کفار کو یہ بات نفع نہ دے گی کہ اُن کے معبود بھی عذاب میں شریک ہیں کیونکہ یہ کافر تو ظالم بن گئے تو اُن کو یہ بات کیا نفع دے گی اس تقریر سے معلوم ہوگیا کہ وَلَنْ یَّنْفَعَكُمُ الْیَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِی الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ میں اَنَّكُمْ مُّشْتَرِكُوْنَ فِی الْعَذَابِ فاعل ہے لَنْ یَّنْفَعَكُمْ کا اور اِذْ ظَّلَمْتُمْ علت ہے درمیان میں اور دوسرا امر فَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ سے لے کر فَاِنَّا عَلَیْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ تک ہے اور بیان کیا گیا کہ یہ کافر تم سے مال کرتے ہیں اور حق باتوں کے ساتھ نفرت کرتے ہیں اُن کی علت ابھی بیان کی گئی ہے پس اگر تیری مرضی ہو کہ میں اُنکو ہدایت کروں تو نہیں کر سکتا کیونکہ مُہر جباریت کی اُن پر لگ گئی ہے۔ شعر

این نہ جبر معنی جباریست معنی جباریت ما را ریست

امر تیسرا پھر فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِیْٓ سے لے کر وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ تک یہ بیان کیا گیا ہے کہ اُن کا حال تو آپ نے معلوم کر لیا ہے تم خواہ نخواہ جبکہ نہ پھرے اُنکے ماننے سے تم کو یہ وہم نہ پڑے کہ تو راستہ حق پر نہیں بلکہ تم راستہ حق پر ہو اور اُن پر مُہر جباریت والی ماری گئی ہے اور پھر وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً یُّعْبَدُوْنَ متعلق ہے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّهٗ سَیَهْدِیْنِ کے ساتھ یعنی ابراہیم کا حال تو سن لو کہ تمہارے باپ کا حال تو یہ تھا بھلا یہ بات کہ کبھی رسول کو اہل سابقہ سے ہم نے یہ حکم کیا تھا کہ غیر اللہ کی عبادت کرو۔ تم نے یہ مسئلہ کہاں سے نکال لیا ہے اور درمیان ان دونوں کے شکری بیان کیا گیا اور پھر وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَآ سے لے کر وَمَثَلًا لِّلْاٰخِرِیْنَ تک متعلق ہے وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ کے ساتھ یعنی تیرے پر یہ کفار مکہ اعتراض کرتے ہیں فکر نہ کریں موسےٰ علیہ السلام پر فرعون اعتراض کرتا تھا اور درمیان میں اِذَا هُمْ یَنْكُثُوْنَ کا معنے اِذَا هُمْ یَنْقُضُوْنَ الْعَهْدَ ہے وَلَا یَكَادُ یُبِیْنُ کا معنی صاف بول نہیں سکتا کیوں کہ زبان میں اُن کو کچھ لکنت تھی یعنی موسےٰ علیہ السلام پر فرعون طعن کرتا تھا کہ صاف بول بھی نہیں سکتا اور جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِیْنَ کا معنی یہ ہے کہ ہم اس کو تب مانتے کہ اُس کے ساتھ ملائکہ عین باندھ کر آتے اور فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِیْنَ کا معنی یہ ہے کہ فرعون نے اپنی قوم کو بہلا پھسلا پھوڑا پس قوم نے اُس کی تابعداری کی۔ بس جب کہ اُنہوں نے ہم کو غصہ میں ڈالا تو ہم نے اُن سے بدلا لیا اور اُن کو غرق کیا اور اُن کو گزرا ہوا قصہ اور نمونہ بنا دیا واسطے آخرین کے اس جگہ تک دعوے اوّل کو ثابت کیا گیا سوال سے اور تنویر ڈالنے سے اور دوسرے دعوے کے واسطے پھر شکوی بیان کیا گیا اور اس دعوی پر دلیل نقلی لائی گئی اور شبہ بھی بیان کیا گیا کہ یہ ایسے ایسے سوال کرتے ہیں اور موسےٰ علیہ السلام پر بھی ایسے ایسے سوال کرتے تھے اور

درمیان میں بیان کیا گیا کہ تم اُن سے سوال کرو کہ بابے ابراہیم کا حال تو سُن لیا بتلاؤ کہ آیا ہم نے کسی رسول سابق کو عبادت غیر اللہ کا حکم دیا تھا اور لَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ سے لے کر فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ تک اس کا تعلق ماقبل سے چار طرح پر ہے اور چار تقریریں ہیں۔ ایک تو شاہ ولی اللہ صاحب کی جو کہ سیاق کے ساتھ مناسب ہے اور حق بھی یہی ہے اُن کے نزدیک یہ متعلق ہے وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ کے ساتھ یعنی یہ کفار کہتے ہیں مقابلے اس آیت کے کہ لوگ عیسےٰ کی عبادت کرتے ہیں پس معلوم ہوا کہ غیر اللہ کی عبادت کرنی جائز ہے تو اس کا جواب دیا گیا ہے کہ عیسےٰ خود اپنی عبادت نہیں کرواتے تھے بلکہ لوگوں نے خود بخود اپنا معبود اُن کو بنا لیا تھا اور ہم نے بھی جَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ کہا ہے یعنی آیا ہم نے کسی دین میں غیر اللہ کو معبود بنایا ہے۔ ہم نے تو کوئی نہیں بنایا بلکہ اُنہوں نے اپنے آپ تمہاری طرح معبود بنائے تھے یا یہ معنے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے معبود اور تم بھی نار میں جاؤ گے۔ ان میں سے عبداللہ ابن زبعریٰ نے کہا کہ تمام معبود دوزخ میں جائیں گے تو عیسےٰ علیہ السلام کو معبود بھیڑیا ہوا ہے۔ اگر وہ بھی دوزخ میں جاوے گا تو ہمارے معبود بھی اگر گئے تو ایا بڑی بات ہوگی۔ اس بات کو تمام کافر بلند آواز سے کرتے تھے اور تالیاں بجاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ آیا ہمارے اور ہمارے معبود بھی یا عیسےٰ علیہ السلام اگر وہ جائے نار میں نعوذ باللہ تو ہمارے معبود بھی بے شک چلے جائیں اور درمیان میں آیا گیا کہ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ کے ساتھ یہ مثال واسطے جدال بیان کرتے ہیں بلکہ یہ قوم جھگڑالو ہے۔ یا یہ معنی کہ کفار کہتے تھے کہ ہم عبادت کرتے ہیں ملائک کی اور ملائک تو اپنے ہیں عیسےٰ سے تو اس کا جواب وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً سے دیا گیا ہے کہ ملائک ہونا موجب عبادت نہیں ہے اگر ہم چاہتے تو تم میں سے بھی ملائک پیدا کر لیتے اور ملائک ہونا کوئی موجب عبادت نہیں چوتھا تعلق شاہ عبدالقادر صاحب نے بیان کیا ہے آنحضرت علیہ السلام کو کفار کہتے تھے کہ تم ہمارے معبودوں کو بیان بامذمت کرتے ہو اور عیسےٰ کو نہیں کرتے ہو حالانکہ وہ بھی معبود ہے تو جواب دیا گیا کہ وہ معبود مراد ہیں جو کہ اپنی عبادت خود کرواتے ہیں عیسےٰ علیہ السلام تو اپنی عبادت آپ نہیں کرواتے بلکہ کفار اپنے آپ سے اُن کی عبادت کرتے تھے پس ان چار تعلقوں میں فرق یہ ہے تیسرے تعلق کے ماسوائے لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ تخویف ہوگی یعنی اگر ہم چاہتے تو بدلے تمہارے میں ملائک پیدا کر دیتے یعنی اس بات پر قادر ہیں اور منکم کا معنی بدلکم ہوگا اور جب إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ سے دیا گیا ہے پھر بعد تخویف کے وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ سے جواب دیا گیا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام تو خود کہتے تھے کہ ایک اللہ کی عبادت کرو جو کہ میرا اور تمہارا رب حقیقی ہے۔ انہوں نے تو یہ نہیں کہا تھا کہ میری عبادت کرو اور تیسرے تعلق میں لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً جواب ہوگا اور اُس وقت یہ بھی فکوہ ہوگا (فافہم حتی تجلی لک الحق والتفصیل) اور فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ سے بیان کیا گیا کہ عیسےٰ نے تو اپنی عبادت نہیں کہی تھی۔ بعد اُس کے فرقے مختلف ہو گئے ان میں سے بعض نے اُن کو معبود بنایا اور إِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ کے معنی میں ایک تو یہ کہ عیسےٰ کا پیدا کرنا سوا والد کے نشانی ہے واسطے قیامت کے اور پھر فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ سے لے کر قَالَ إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ تک تھوڑی سی تخویف بیان کر کے بشارت مومنوں کو دی گئی اور بعد اس کے تخویف کفار کے واسطے پوری بیان کی گئی ہے۔ باقی درمیان میں مشکل الفاظ کے معانی اور آیات مشکلہ کے معانی اب بیان ہونگے (اقول قُوا أَنْفُسَكُمْ تُحْبَرُونَ کا

معنی تَنْعُمُوْنَ ہے دوسرا یُطَافُ عَلَیْھِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَھَبٍ کا معنی پھیرے جائیں گے اُن پر پیالے سونے کے۔ اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ عَذَابِ جَھَنَّمَ خَالِدُوْنَ لَا یُفَتَّرُ عَنْھُمْ وَھُمْ فِیْہِ مُبْلِسُوْنَ میں لَا یُفَتَّرُ کی ضمیر طرف عذاب کے راجع ہے اور معنی یہ ہے کہ مجرمین سے عذاب سست نہ کیا جاویگا اور وہ کافر عذاب میں خاموشی کرنے والے ہوں گے یا ناامید ہوں گے اور وَنَادَوْا یَا مَالِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّکَ معنی یہ ہے کہ کفار آواز کریں گے دوزخ میں ایک داروغہ کو کہ چاہیے کہ حکم کرے رب تیرا ہم پر موت کا اور پھر لَقَدْ جِئْنَاکُمْ بِالْحَقِّ سے لے کر لَدَیْھِمْ یَکْتُبُوْنَ تک علیحدہ کلام ہے حال کفار سے یعنی احوال کفار کے بیان کر کے کفار مکہ کو یہ کلام کہی گئی اور اَمْ اَبْرَمُوْا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ کا معنی یہ ہے کہ یہ محکم کر رہے ہیں ایذا دینے رسول اللہ صلعم کے اور ہم بھی صلاح کر رہے ہیں حق تعالےٰ نے رسول اللہ صلعم کو حکم ہجرت فرمایا وہ پوشیدہ ہو کے چلے پھر جنگ بدر میں کفار کو مومنوں اور ملائکہ کے ہاتھوں سے قتل کروایا اور بعض قید ہو گئے بعض بھاگ گئے آخر وہ اکثر مسلمان ہوئے اور پھر اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ سے لیکر اَلَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ تک متعلق ہے جَعَلُوْا لَہٗ مِنْ عِبَادِہٖ جُزْءًا کے ساتھ یعنی شکوہ میں داخل ہے حاصل یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ کا نائب ہے اور تم کہو کہ اگر کوئی اللہ کا نائب ہوتا۔ تو سب سے پہلے میں اُن کی عبادت کرتا۔ اللہ پاک ہے شریکوں اور نائبوں سے اور پھر وَھُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰہٌ کا معنی متعرف ہے اب فِی السَّمٰوٰتِ کا تعلق اللہ کے ساتھ صحیح ہوگا اور وَھُوَ الَّذِیْنَ سے لے کر اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ تک دعوے ابتدا سورۃ والا اعادہ کیا گیا ہے اور اُس کے بعد اصل مقصود بالذات سورت کا بیان کیا گیا یعنی وَلَا یَمْلِکُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہِ الشَّفَاعَۃَ اِلَّا مَنْ شَھِدَ بِالْحَقِّ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ اس سے ان کا خیال رد کیا گیا ہے یعنی کہتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں کہ سب کچھ کرنے والا جاننے والا وہی ہے اور ملک بھی اُس کے ہاتھ میں ہیں لیکن ہم تو اس خیال پر عبادت کرتے ہیں کہ یہ ہمارے شفیع ہیں جیسا کہ ھٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰہِ سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ خیال اُن کا رد کیا گیا کہ وہ شفاعت کے مالک نہیں ہیں جن کو تم بلاتے ہیں یعنی ملائک اور فی الواقع شفاعت کر بھی نہیں سکتے۔ مگر جس کو اللہ تعالےٰ اذن دے یا جس کے واسطے اذن دے یعنی مومن کے واسطے یہ معنی نہیں کہ پہلے اذن دے گا اور بعد اُس کے شفاعت ہوگی بلکہ حاصل یہ ہے کہ اُس کی شفاعت ہوگی جو کہ من شھد بالحق ہو یعنی مومن ہو اور بعض جگہ بِلَا اِذْنٍ آیا ہے۔ اس کا مطلب بھی یہی ہے اور پھر وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَھُمْ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ فَاَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ سے اُن کا حال بیان ہے اور شکوہ بیان کیا گیا ہے۔ یہ تو اپنے شفیع بناتے ہیں حالانکہ اگر اُن سے یہ سوال کرو کہ تمہارے معبودوں کو کس نے پیدا کیا ہے تو نہیں گے اللہ نے پیدا کیا ہے تو دیکھو کہاں سے پھیرے جاتے ہیں اور قِیْلِہٖ یٰرَبِّ اِنَّ ھٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا یُؤْمِنُوْنَ فَاصْفَحْ عَنْھُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ کا معنی یہ ہے بہت ہوا کہنا رسول کا یہ کلمہ اِنَّ ھٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا یُؤْمِنُوْنَ اس کی تائید قَدْ عَارَضَہٗ اِنَّ ھٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ہے پس حکم ہوا کہ اعراض کرو اور سلام متارکت اُن کے ساتھ کہو قریب ہے کہ جان لینگے۔ حاصل تقریر اور سورت کا وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ سے لے کر مَثَلُ الْاَوَّلِیْنَ تک تمہید ہے اور تخویف بتا کر مقصود ترغیب بنائی گئی اور وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ سے لے کر اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ تک سوال پیدائش کا کر کے اُن کے جواب پر تنویر ڈالی گئی اور دعوے اول یعنی سب کچھ کرنے والا وہی سے ثابت کیا گیا اور دوسرا دعوی یعنی اُسی کی عبادت کرو اس دعوے کو وہ نہیں مانتے تھے لہٰذا وَجَعَلُوْا لَہٗ مِنْ عِبَادِہٖ جُزْءًا سے لے کر کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَ تک شکوہ بیان کیا گیا اور پھر اِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ سے لے کر لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ تک دلیل نقلی لائی گئی دوسرے دعوے پر اور بَلْ مَتَّعْتُ ھٰٓؤُلَآءِ سے لے کر سَوْفَ تُسْئَلُوْنَ تک شکوہ کفار بیان کیا گیا کہ ایسے سوال کرتے ہیں اور پھر اس سوال کے ساتھ کلام

لائی گئی۔ اور وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ تک متعلق دلیل نقلی لائی گئی یعنے پوچھو انبیاء سابقہ کے حال سے کہ آیا ہم نے کسی دین میں عبادت غیر اللہ کی جائز رکھی ہے اور پھر وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى سے وَمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ تک متعلق قَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لائی گئی یعنی ان کے سوال کے ساتھ اور بتلایا کہ موسےٰ علیہ السلام کے ساتھ بھی ایسے سوال کرتے ہیں اور پھر وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ سے لے کر فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ تک اُن کا شبہ دُور کیا گیا۔ جو وارد ہوتا تھا۔ وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا پر کیوں کہ وہ کہتے تھے کہ دیکھو کہ عیسےٰ علیہ السلام کی عبادت ہوتی چلی آتی ہے اُن کے سوال کو دفع کیا گیا کہ وہ خود کہتا تھا کہ میں رب نہیں ہوں بلکہ ہم تمام کا رب ایک ہے مابعد اُن لوگوں نے اختلاف کر دیا اور پھر تخویفات و بشارت کے واسطے کلام لائی گئیں اور پھر لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا سے لے کر لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ تک کفار کا شکوہ بیان کیا گیا اور قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ سے اَلَّذِيْنَ يُوْعَدُوْنَ تک متعلق جَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا کے کلام لائی گئی اور بعد وَهُوَ الَّذِيْ سے لے کر آخر تک ذکر دعوےٰ اول اور مقصود اس سورۃ کا ذکر کیا گیا یعنی شفاعت کی نفی کی گئی پس خلاص یہ ہوا کہ ایک دعوےٰ یعنی سب کچھ کرنے والا اور جاننے والا وہی ہے۔ یہ تو مانتے تھے اور اُس کا ثبوت اُن کے قول سے کیا گیا اور دوسرا دعویٰ یعنی اُسی کی عبادت کرو۔ دلیل نقلی قصص ابراہیم سے اور شکوہ میں عیسےٰ علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء کا حال بیان کیا گیا کہ کسی نے یہ نہیں کہا کہ غیر اللہ کی عبادت کرو اور آخر سورت میں اُن کا خیال رد کیا جو اُن کا خیال شفیع بنانے کا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ دخان مکیہ

حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ اس سورت کا ربط ماقبل کے ساتھ اس طریقہ سے ہے کہ حٰمٓ زخرف میں تو اُن کا شفیع غالب ہونے کا رد کیا گیا تھا۔ یہ بھی بیان کیا جائے گا لیکن مقصود بالذات اس سورت میں ان کا دوسرا خیال رد کرنا ہے یعنی ہم نائب بھی نہیں کہتے اور شفیع غالب بھی نہیں کہتے بلکہ ہم اُن کو پکارتے ہیں کہ ہمارے لئے دُعا کریں۔ اُن کی مرضی دُعا کریں خواہ نہ کریں۔ اللہ کی مرضی اُن کی دُعا قبول کرے یا نہ کرے اس کو رد کیا گیا سمیع لکل شیئ علیم بکل شیئ خاص حق تعالےٰ ہے جب تمہارے معبود تمہاری دعا میں سُنتے بھی نہیں تو پھر پکارنے کیوں ہو معلوم ہوا پکارنا غلط ہے حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ اوّل میں تحقیق مفردات کا بیان کرتا ہوں۔ والکتاب المبین سے مُراد یا تو یہ سورت ہے جیسا کہ کہا گیا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ اس جگہ بھی کُتب سے مُراد سُورتیں ہیں اور جواب قسم محذوف ہے قسم ہے کلام ظاہر کرنے والے کی کہ جائے شبہ تو نہیں ہے اور حق تو ظاہر ہے اور اگر مُراد قرآن لیں وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ سے تو انزلناہُ سے مراد شروع نزول لیں گے کَمَا قَالُوْا کیونکہ تمام قرآن کا نزول تو لیلہ مُبارک میں نہیں ہوا۔ اور جو حدیث میں آیا ہے کہ پہلے تمام قرآن شریف فلک سابعہ سے پہلے آسمان پر اُترا ہے اور پھر آہستہ آہستہ نازل ہوتا رہا یہ ضعیف حدیث ہے۔ اور اگر یہی سورت مُراد لیں تو کوئی تاویل کی ضرورت نہیں اور لیلۃ مبارک سے مُراد شب قدر مُراد لینا بالکل خلاف ہے

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ کے خواہ والکتاب المبین سے یہی سورۃ لیں یا تمام قرآن بلکہ رات سے مراد لیلۃ القدر ہے باقی لیلۃ القدر عشرہ اخیر رمضان میں ہے اور تعیین کسی رات پر نہیں ہے۔ یہ اعتراض کہ باوجود اتنی مبارک رات ہونے کے رسول اللہ صلعم کو خبر نہ تھی کہ کونسی ہے۔ جواب یہ ہے کہ فرمایا ہے نبی علیہ السلام نے رفعت عنی اس سے مراد یا بتلانا اس کا مراد ہے یا تعیین اس رات کی مراد ہے۔ اسی طرح کئی واقعہ مشہور ہوتے ہیں بعد ایک دو سال کے اس کے دن کی تعیین معلوم نہیں ہوتی۔ جیسا کہ جلسہ میانوالی میں دربارہ خصوص علم غیب اللہ تعالےٰ بہت بڑا بھاری جلسہ ہوا تھا۔ لیکن اُس کے دن کی تعیین کسی کو معلوم نہ ہوگی اور وہ رات رحمت باری تعالیٰ کا وقت تھا اور قرآن کا نزول بھی ایک رحمت باری تعالیٰ کی تھی پس اسی سبب سے وہ رات جب آتی ہے تو اُس پر آثار رحمت ظاہر ہوتے ہیں اگرچہ نزول قرآن تو پہلے ایک رات میں ہوا تھا لیکن یہ ہوتا رہتا ہے کہ جس جگہ آثارِ رحمت الٰہی ظاہر ہوں تو پھر اُسی جگہ اس وقت معین میں آثار رحمت الٰہی نازل ہوتے ہیں جیسا کہ عرفات میں آثار رحمت تو آدم علیہ السلام کے وقت ظاہر ہوئے اُس وقت آدم علیہ السلام نے دُعا مانگی تو وہ منظور ہوئی۔ اسی طرح یہ بھی اُسی وقت معین پر رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے اور جن مقاموں پر رسول صلعم نے اقامت فرمائی تھی مکہ اور مدینہ کے درمیان میں اب بھی اس جگہ آثار رحمت ظاہر ہوتے ہیں اسی طرح جس جگہ قوم ہود اور عاد ہلاک کی گئی تھی اب بھی اس جگہ آثار لعنت الٰہی باقی ہیں جیسا کہ پانی سیاہ اب بھی اُس بعض جگہ پر قایم ہے اور اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ سے تخویف ہے اور فِیْهَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ بھی تخویف ہے۔ اور یفرق کا معنے یکتب ہے (راز مدارک) کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ بڑے بڑے امُور ہر ایک امر نہیں لکھا جاتا۔ کیونکہ ملائک کو تو تمام امُور کی خبر نہیں ہوتی بلکہ بڑے بڑے امر جو کہ ملائک کے حوالہ کئے جاتے ہیں جیسا قحط مکے والوں پر اور جنگ بدر کا مثلاً اور اِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ کا معنی یا تو یہ ہے کہ ہم مرسل ہیں ملائک کے یعنی ہم ملائک کو اپنے اپنے کاموں میں بھیجتے ہیں اِس وقت اس کا تعلق لیلۃ مبارکۃ کے ساتھ ہو جائے گا باعتبار معنی کے اور یا یہ معنی کہ ہم مُرسل ہیں اس کتاب کو اِس وقت تعلق اس کا اَلْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ کے ساتھ ہو جائے گا اور رحمت پر دو قراتیں آئی ہیں۔ ایک رفع اے ہی رحمۃٌ یا النصب رحم رحمۃً بوجہ مفعول مطلق ہونے کے اس وقت اس کا تعلق کتاب کے ساتھ ہوگا یعنی یہ کتاب رحمت ہے رب کی طرف سے اور یا النصب بوجہ مفعول لہٗ ہونے کے مرسلین کے واسطے اس وقت اس کا تعلق اِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ کے ساتھ ہوگا اور کتاب کے ساتھ نہ ہوگا اور رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ کے بعد اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اصل دعوے اس سورت کا بیان کیا گیا۔ بعد تخویف کے یعنی سمیع لکل شیئ اور علیم لکل شیئ وہی ہے۔ دوسرا کوئی نہیں اور رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بدل ہے ربک سے اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِیْنَ تمام صفات ہیں واسطے رب السمٰوات کے اور رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِیْنَ کو جملہ لایا گیا ہے کیونکہ صفات اگر جملہ لائے جائیں تو قاعدہ ہے کہ بعد اُس کے مفرد نہیں لاتے بلکہ جملہ لاتے ہیں اور بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ یَّلْعَبُوْنَ سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ جائے شبہ تو نہیں ہے بلکہ یہ لعب کرتے ہیں بصورت شک کے یعنی ان کو چاہیے تھا کہ مان لیتے۔ مانتے نہیں بلکہ لعب کرتے ہیں در آنحال کہ داخل ہوتے ہیں صورت شک میں یعنی بکھیڑے کرتے ہیں یا یہ معنی کہ شبہ کرتے ہیں پس اس وقت معنی فِیْ شَكٍّ یَّلْعَبُوْنَ کا ظاہر ہو گیا۔ پس اب تمام اس کلام کا بیان کرتا ہوں۔ فتنبہ اس کلام ظاہر کرنے والے کی یعنی یہ کلام شاہد ہے کہ جائے شبہ نہیں اور بات ظاہر اور حق ہے پھر تخویف دی گئی کہ ہم نے نازل کیا ہے اس کتاب کو ایسی مبارک رات میں پس اب بھی جنہوں نے نہ مانا تو اُن کو عذاب دیں گے جیسا کہ مکے والوں پر قحط اور جنگ بدر کبریٰ آیا تھا اور ایسی رات ہے کہ جس میں بڑے بڑے امر

یعنی قحط وغیرہ دیکھے جاتے ہیں لہٰذا خوف کرو اور برحق مان لو اور ہم اس کتاب کے بھیجنے والے ہیں واسطے رحمت کرنے کے اپنے آپ سے یا بھیجتے ہیں ملائک کو اپنے اپنے کاموں پر اور دعوے کیا ہے وہ یہ ہے کہ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اور پھر رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے بدل بیان کیا گیا ہے اور پھر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے صفات بیان کئے گئے یعنی کونسا رب جو کہ لا الٰہ الا اللہ ہے دوسرا وہ رب جو کہ یحیی ویمیت ہے وہ رب جو رَبُّکُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِکُمُ الْاَوَّلِیْنَ ہے اور پھر کہا گیا کہ جائے شبہ تو نہیں ہے بلکہ لعب کرتے ہیں صورت شک میں اور پھر فَارْتَقِبْ سے لے کر وَلَقَدْ فَتَنَّا تک تخویف بیان کی گئی یعنی اب تو نہیں مانتے۔ اچھا ذرا انتظار کر قحط اُن پر آنے والا ہے اب اعلان کیا گیا کفار کو اور یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ سے مراد بھی قحط ہے اور تمام کا حاصل یہ ہے کہ جس وقت قحط آئے گا۔ تو اس وقت کہیں گے اے رب کھول ہم سے عذاب کو ہم ایمان لانے والے ہیں اور فرمائے گا باری تعالیٰ کہ کہاں سے ہو سکتا ہے قبول کرنا نصیحت کا حالانکہ اُن کے پاس رسول مُبین آیا تھا اُنہوں نے اعتراض کیا تھا اور کہا تھا کہ یہ مجنون ہے۔ اچھا ہم تم سے کچھ تھوڑا سا عذاب کھولتے ہیں لیکن تم پھر بھی عود کرو گے شرک کی طرف پھر ہم پکڑیں گے تم کو سخت پکڑنا۔ مراد جنگ بدر کبریٰ ہے۔ پس اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ رَبَّنَا اکْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ سے پہلے یقولون محذوف ہے پھر وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَھُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ سے مَّا فِیْ بَلَآءٌ مُّبِیْنٌ تک نمونہ عذاب کا بتلایا گیا پس اس کا تعلق فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ کے ساتھ ہو گا یعنی دیکھو کہ فرعون نے حکم نہ مانا موسیٰ علیہ السلام کا تو اس کو ہم نے ہلاک کر دیا۔ اب آیات مشکلہ کا معنی جو کہ یہاں آئے ہیں بیان کیا جاتا ہے (۱) اَدُّوْٓا اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰہِ اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ اس کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ ادا کرو طرف میری مَا اوجب اللہ علیکم اے بندے اللہ کے یعنی میرے کہنے کو مانو اور دوسرا معنی یہ ہے کہ حوالے کرو میرے یعنی چھوڑ دو غلام نہ بناؤ (دوم) اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَی اللّٰہِ اِنِّیْٓ اٰتِیْکُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ یعنی سرکشی نہ کرو اوپر اللہ کے یعنی امر اللہ کو تسلیم کرو اور میں تمہارے پاس حجت بین کو لے آیا ہوں پھر تمام قصے کو چھوڑ کر وَاِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ بیان کیا گیا یعنی القصہ وہ موسیٰ علیہ السلام کو مارنے پر تیار ہو گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے ساتھ پناہ مانگی (۲) فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا اِنَّکُمْ مُّتَّبَعُوْنَ وَاتْرُکِ الْبَحْرَ رَھْوًا اِنَّھُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ اے قَتَلْنَا فَاَسْرِ الخ یعنی ہم نے اُن کو کہا کہ تم میرے بندوں کو آج ہی کی رات میں لے جاؤ اور وہ تمہارے پیچھے آئیں گے باقی قصے کو تمام نہ کیا اور بیان کیا گیا کہ جس وقت موسیٰ علیہ السلام دریا سے نکلے تو اُن کو یہ خواہش ہوئی کہ دریا جو کہ مثل طود عظیم کے ہوا تھا جاری ہو جاوے تو فرمایا کہ دریا کو اسی حالت میں رہنے دو پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ سے پہلے قُلْنَا محذوف ہے اور اُتْرُکِ الْبَحْرَ رَھْوًا کا معنی یہ ہے کہ القصہ جب پہنچ گئے فرعونی تو ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ چھوڑ دو اور رہوا حال ہے یعنی مَاکِثًا ایسی جگہ پر ادماج ہوتا ہے اور اکثر جگہ پر قرآن میں ادماج ہوتا ہے۔ (چہارم) وَمَقَامٍ کَرِیْمٍ سے مراد محل اچھے ہیں (پنجم) کَذٰلِکَ کا معنی یہ ہے کہ بات تو اسی طرح ہے (ششم) فَمَا بَکَتْ عَلَیْھِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا کَانُوْا مُنْظَرِیْنَ کا معنی یہ ہے کہ اُن پر آسمان نہیں رویا اور یہ کنایہ ہوتا ہے کہ کوئی بڑی بات نہ تھی فرعون کا ہلاک کرنا پھر نمونہ تبلا کر اِنْ ھٰٓؤُلَآءِ لَیَقُوْلُوْنَ سے لے کر اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ تک کفار مکہ کا شکوہ بیان کیا گیا اور اس شکوہ میں اِنْ ھِیَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰی کا معنی مشکل ہے اس لئے کہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ موت کو تو کفار بھی تسلیم کرتے تھے اور پھر حیاۃ کو نہیں مانتے تھے لہٰذا مقتضی الحال کے مراعات اِنْ ھِیَ اِلَّا حَیٰتُنَا الْاُوْلٰی کہنا مناسب تھا پس معنی اس آیت کا یہ ہے کہ نہیں ہے یہ حالت آنے والی مگر موت ہے جو کہ پہلے آنے والی ہے۔ ان دو میں سے اس کو ہم مانتے ہیں اور حیاۃ دوسری جو ہے ہم اس کو نہیں مانتے اور پھر اَھُمْ خَیْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ سے لے کر اِنَّھُمْ مُّجْرِمُوْنَ

تک تخویف بیان کی گئی ہے اور آخر تخویف میں بعینہٖ جملہ وہ لایا گیا جس کے ساتھ پہلے تخویف شروع کی گئی تھی پس آخر کو اول کے ساتھ مرتبط کر کے اپنے دعوی کو تبلایا گیا اور اس تخویف میں مشکل معانی یہ ہیں۔ اَھُمْ خَیْرٌ اَمْ الخ یعنی اھم خیر فی القوۃ ام قوم تبع اور تبع میں نزاع ہے بعض نے کہا کہ نبی تھا نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی اچھا اور نیک آدمی گزرا ہے اور رسول ہونے کا یقین نہیں ہے (دوسرا) مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ الخ لاظہار الحق مراد ہے اور (تیسرا) اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ مِیْقَاتُهُمْ اَجْمَعِیْنَ کا معنی یہ ہے کہ تحقیق دن فیصلے والا یعنی قیامت وقت ہے تمام کا (چوتھا) مَوْلًی عَنْ مَّوْلًی کا معنی دوست ہے (پنجم) کَالْمُهْلِ یَغْلِیْ فِی الْبُطُوْنِ کَغَلْیِ الْحَمِیْمِ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰی سَوَآءِ الْجَحِیْمِ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِیْمِ کا معنی یہ ہے کہ طعام دوزخیوں کا مثل تانبا کے ہوگا۔ جوش مارے گا پیٹ اُن کے میں مثل جوش مارنے گرم پانی کے اور کہا جائے گا کہ پکڑو اس کو اور کھینچو اس کو درمیان دوزخ کے اور پھر اُس کا منہ اوپر کہ کے مثل اونٹ کے اس کے منہ میں گرم پانی ڈالو یہ مراد نہیں کہ اُن کے سر پر ڈالو اور کہا جائے گا اُس کو ذُق انک انت العزیز الکریم یعنی چکھ تو بڑا عزیز کریم تھا دُنیا میں (ششم) یَلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ فرق درمیان سندس اور استبرق کے یہ ہے کہ سندس باریک ریشم کو کہتے ہیں اور استبرق موٹے کو۔ حاصل تقریر اور سورۃ کا یہ ہے کہ حٰمٓ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ سے لے کر بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ یَّلْعَبُوْنَ تک ترغیب اور تخویف بیان کی گئی ہے کہ اس دعوے کو مان لو یعنی سمیع لکل شیئی وعلیم لکل شیئی وُہی ہے۔ اور تمہارے معبود وغیرہ سمیع بصیر وغیرہ نہیں ہیں۔ کسی کو غائبانہ حاجات میں مت پکارو ورنہ عذاب آئے گا۔ پھر وارتقب سے لے کر اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ تک تخویف دُنیوی بیان کی گئی ہے اور بعد اُس کے وَلَقَدْ فَتَنَّا سے لے کر مَا فِیْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِیْنٌ تک نمونہ عذاب کا بتلایا ایسا فرعون والا قصہ اور پھر اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ سے لیکر اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ تک شکوہ کفار مکہ کا بیان کیا گیا اور اَھُمْ خَیْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ سے لیکر فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ تک تخویف بیان کی گئی ہے اس طور پر تا کہ آخر اُس کا اول تخویف کے ساتھ منطبق ہو جائے پھر خُلاصہ یہ ہوا اگر تم کہو کہ نائب بھی نہیں مالک شفاعت بھی نہیں بلکہ ہم پکارتے ہیں کہ اگر اُنہوں نے ہمارے لئے دُعا کی اور اللہ نے منظور کر لی تو فبہا ورنہ خیر۔ یہ تمہارا دعوے بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ہے باقی عذاب دُنیوی اور اُس کا نمونہ اور بعد اس کے شکوے بیان کر کے پھر عذاب اُخروی بیان کیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُورۂ حٰمٓ جاثیہ (مکیہ)

حٰمٓ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ اس سورت کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ پہلی سورت میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ تمہارا کہنا کہ ہم اُن کو پکارتے ہیں خواہ وہ دُعا کریں یا نہ کریں حق تعالےٰ قبول کرے یا نہ کرے یہ لغو ہے کیونکہ جب سنتے جانتے نہیں کیوں پکارتے ہو۔ اب اس سورت میں یہ بیان ہے کہ اگر وہ کہیں کہ ہم نہ نائب کہتے ہیں اور نہ شفیع کہتے ہیں اور نہ عالم لکل شیئی کہتے بلکہ ہم اُن کو پکارتے ہیں اگر اللہ نے اُن کو سُنا دیا اور اُنہوں نے ہمارے لئے دُعا کی تو اچھا ورنہ ہمارا پکارنا لغو ہے یہ شبہ اس میں رفع کیا گیا ہے۔ یہ اخیری شبہ ہے اور ..... یہ شبہ رفع کیا گیا ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰی شَرِیْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ کے ساتھ اور تحقیق اس

کی آگے کی جاوے گی انشاء اللہ تعالےٰ جب یہ اخیری شُبہ تھا اس سُورہ میں رفع کیا گیا لہٰذا دلائل عقلیہ توحید کے اس میں بہت بیان کی گئیں اور دلیل نقلی بھی بیان کی گئی ہے اور سُورۃ دُخان میں دلائل بیان نہیں کیے گئے۔ پہلے جواب کی وضاحت سننی چاہیئے کہ غیر اللہ کو پکارنا بالکل حرام اور کفر ہے اگرچہ یہ خیال ہو کہ سُنتے نہیں ہیں اور جواب والی آیت میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ اور قاعدہ عقلیہ بیان کیا گیا بعد دلائل عقلیہ اور دلیل نقلی کے کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا وُہی ہے تو اس کے احکام تسلیم کرو۔ اللہ نے تمہارے واسطے واضح راستہ بنایا ہے اُس کے تابع ہو اور خواہش نفسانی کے تابع نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ نے تو یہ نہیں کہا کہ غیر کو پکار دیں غیر کو پکارنا بھی خواہش نفسانی سے ہُوا یہ بھی قطعاً کفر ہُوا۔ جیسا کہ باقی آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ ہاں اگر کوئی غیر کو ندا کرے اور اس کلام کی معنی بحسب لُغت یہ نہیں ہوتی کہ وُہ سُن رہے ہیں۔ وُہ نہ کفر نہ حرام ہے وہ آیات یہ ہیں (اوّل) بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُوْنَ یعنی جو حکم ہم نے بتائے ہیں اُن سے تو اُن کے دِل غافل ہیں اور انہوں نے اپنی خواہش نفسانی کے مطابق دیگر افعال نکال لئے ہیں پکارنا غیر کا بھی انہیں میں سے ہے (دوسرا) سُورۂ بقرہ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ یعنی اگر کہا جاتا ہے اُن کو کہ اُن کے تابع ہو جو کہ منزل من اللہ ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تابع ہوتے ہیں اس کے کہ پایا ہم نے اوپر اُس کے اپنے آبا اور اجداد کو۔ وہ پکارنا غیر کا تھا (۳) سورۂ مائدہ لَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ اُن سے بھی مُراد پکارنے والے غیر کے ہیں یعنی اُن کے تابع نہ ہو جو کہ عیسےٰ علیہ السلام جو کہ غیر اللہ ہے اُس کو پکارتے ہیں (۴) سورۂ مائدہ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا یعنی یہی کہتے ہیں کہ ہم اپنے آبا و اجداد کے تابع ہونگے وُہ غیر کو پکارتے تھے (۵) سورۂ لقمان وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ اس میں ماقبل سے ترقی ہوئی یعنی اگرچہ شیطان عذاب سعیر کی طرف لے جائے تو پھر بھی اپنی بات سے نہیں ہٹتے (۶) سورت زخرف اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ (۷) سورۂ اعراف اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ امثالکم یعنی وہ بھی ہمارے محکوم ہیں جیسا کہ تم ہو اب وہ آیات شروع ہیں جن میں صاف نفی آئی ہے کہ غیر کو مت پکارو (۸) سُورت فاطر وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ اس آیت میں تو صاف پکارنے غیر اللہ کو شرک کہا گیا ہے وَيَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ (۹) سُورۃ احقاف وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ اس آیت میں صاف صاف غیر کے بُلانے والے کو کافر کہا گیا ہے اور معنی بِعِبَادَتِهِمْ کا بِدُعَآءِهِمْ ہے بقرینہ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ (حٰم مومن) اے دعائے منقول ہے ابن جریر سے حدیث مرفوع کے ساتھ اور اصل میں اس جگہ ماقبل کے قرینے سے معنی دُعا کرنا والا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ کہا گیا ہے (۱۰) سورۃ یُونس فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ اے عن دعائکم لغافلین (۱۱) سُورۂ حج ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ (۱۲) سُورت شعراء قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ۔

یعنی جواب دیتے کہ اگرچہ وہ سُنتے بھی نہیں ہیں اور نفع بھی نہیں دیتے اور ضرر بھی نہیں دیتے لیکن پایا ہم نے اِن پر اپنے آباء و اجداد کو کہ وہ اس طرح پکارتے تھے ہم بھی پکارتے ہیں جیسا کہ آج کل والے لوگ کرتے ہیں یہ آیت نہایت ہی جواب میں اُن کے سوال کے مطابق ہے کیونکہ وہ کہتے تھے کہ ہم پکارتے ہیں اگرچہ نہیں سُنتے جواب ملا کہ یہ صاف کفر ہے جیسا کہ اس آیت میں سے معلوم ہوتا ہے ۔ ع

بس کنم خود زیرکانرا این بس است

جواب کے واسطے تو یہی تحقیق کافی ہے ۔ پھر اوّل سُورۃ کی طرف اعادہ کیا جاتا ہے ۔ اوّل سُورت میں اوّلاً دلیل عقلی بیان کی گئی ہے کہ سب کچھ کرنے والا وہی ہے لیکن پہلے یہ جاننا چاہیئے کہ اس سُورۃ میں بھی بیان سُورت سابقہ کا ہوگا اسی واسطے دلائل عقلیہ اور نقلیہ جو کہ متعلق ہیں سُورۂ سابقہ کے اس میں بیان کئے گئے ہیں اور مقصود بالذات اس سورۃ کا درمیان میں ذکر کیا گیا ہے اُس کی تحقیق ہو چکی ہے دلیل اوّل توحید علی سبیل التدنی اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَفِیْ خَلْقِکُمْ وَمَا یَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ۔ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِیْفِ الرِّیَاحِ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ تِلْکَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَیْکَ بِالْحَقِّ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰیٰتِهٖ یُؤْمِنُوْنَ یعنی دیکھو تو سہی کہ دلیل توحید کے واسطے فقط آسمان اور زمین وغیرہ جو اشیاء ہیں کافی ہیں اور دوسری آیت میں آیا ہے وَمِنْ اٰیٰتِهٖ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ (سورۃ روم) یعنی خود آسمان اور زمین کا قائم ہونا دلیل ہے توحید کی پھر ترقی کی کہ اپنی پیدائش کو دیکھو ۔ پھر ترقی کی کہ تمام دابہ اور چارپاؤں کا پھیلنا دیکھو پھر ترقی کی کہ اختلاف رات اور دن اور تربیت ان کی کے واسطے رزق کا آنا دیکھو پھر کہا یہ آیات ہیں ان کو دیکھکر بھی ایمان نہیں لاتے نہایت احمق ہیں دوسری جگہ کہا گیا هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ یعنی ان میں سے کس کو غیر اللہ نے پیدا کیا ہے وَیْلٌ لِّکُلِّ اَفَّاکٍ سے لے کر مِنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٍ تک تخویف اُخروی بیان کی گئی ہے جو کہ متعلق ہے بالذات مقصود سُورۃ سابقہ کے کیونکہ نفی کی گئی ہے کہ تمہارے معبود تم کو آخرت میں کچھ فائدہ نہ دیں گے پھر اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَکُمُ سے لے کر لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ تک دلیل ثانی عقلی توحید کے واسطے بیان کی گئی ہے اور اس میں ایک دوسرا حال بتلایا گیا جو کہ پہلی آیات والے حال سے ترقی میں ہے اور دو امر بیان کئے جو ایک دوسرے سے ترقی کے ساتھ ہیں (۱) اوّل امر کہ دریا جیسی چیز تمہارے کام میں کر رکھی ہے اور اس میں کشتیاں چلتی ہیں اللہ کے امر کے ساتھ (۲) دوسرا امر یہ کہ کسی ایک کی تخصیص نہیں ہے بلکہ سب کچھ اسی ہی نے کیا ہے پس اب یہ جاننا چاہیئے کہ سَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جمیعاً مما فی السموات والارض پر حکم کرنا سخر لکم والا صحیح نہیں ہے لیکن ہمارے مذہب سے اعتراض رفع ہو جاتا ہے یعنی جمیعاً منہ کا فعل محذوف ہے ای اعتقد ذالک منہ او اعلم ذالک منہ حاصل یہ ہے کہ سب کچھ اُسی نے دیا ہے اور دوسرا کوئی نہیں دینے والا جیسا کہ کہا گیا وَمَا بِکُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ اور پھر قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا وَالَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰهِ لِیَجْزِیَ قَوْمًا بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ سے لے کر ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ تُرْجَعُوْنَ تک تخویف بیان کی گئی ہے اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ فرما دو مومنوں کو درگذر کردو واسطے ان لوگوں کے جو کہ اعتقاد نہیں رکھتے اَیَّامَ اللّٰهِ پر یعنی وہ دن جن میں عذاب دی جائیں گی پس اس سے معلوم ہو گیا کہ ایام اللہ ضرور آئیں گے اُن کی علت لیجزی سے لائی گئی ہے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یغفروا کا معنی درگذر کریں گے ہے اور لا یرجون کا معنی یَعْتَقِدُوْنَ ہے اور لِیَجْزِیَ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ علت محذوف کی ہے یعنی ایام اللہ ضرور آئیں گے تاکہ جزا دے اللہ کفار کو اُن کے اعمالوں کی اور پھر وَلَقَدْ اٰتَیْنَا سے لے کر فِیْمَا

کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ تک دلیل نقلی توحید کے واسطے لائی گئی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ہم نے تو ان کو بھی یہی دعوے کہا تھا لیکن باغیوں نے بغاوت کی وجہ سے اختلاف کر دیا اور ثم جہانماک سے لے کر لِقَوْمِہٖ یُوْقِنُوْنَ تک مقصود اصلی یعنی جواب شبہ کا ذکر کیا گیا اور نتیجہ واسطے تعقیب ذکری کے ہے یعنی جب دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے توحید ثابت ہو گئی تو اُس کے احکام کے تابع ہو اور خواہش نفسانیہ کے تابع نہ ہو یہ ایک قاعدہ کلیہ ذکر کیا گیا اور اُس جواب کی تحقیق ہو چکی ہے اور باقی اِنَّھُمْ لَنْ یُّغْنُوْا عَنْکَ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ کی تائید سورۂ عنکبوت میں ہے۔ قولہ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْثَانًا مَّوَدَّۃَ بَیْنِکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا اور پھر اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ سے لے کر وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ تک شکوہ بیان کیا گیا ہے اور اجترحوا کا معنی حصلوا ہے اور پھر اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ سے لے کر اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ تک متعلق ہے فَاتَّبِعُوْھَا وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَ الَّذِیْنَ کے ساتھ درمیان شکوے کے اور بعد اُس کے وَقَالُوْا مَا ھِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا سے لے کر وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ تک شکوہ بیان کیا گیا اور بعد شکوے کے وَلِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ خلاصہ تمام آیات مذکورہ توحید کا نکالا گیا اور پھر وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ سے وَلَا ھُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ تک تخویف اخروی بیان ہے اور بشارت بھی اور باقی معانی شکلیہ یہ ہیں (۱) کل امۃ جاثیۃ کا گھٹنوں کے بل گرنے والے (۲) اور نَسْتَنْسِخُ کا معنی ہم لکھتے ہیں (۳) اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا کا معنی نہیں ظن کرتے مگر کچھ حقیر ظن کرتے ہیں (۴) وَبَدَا لَھُمْ سَیِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا میں سیات سے مراد عذاب ہے (۵) اور قِیْلَ الْیَوْمَ نَنْسٰکُمْ کَمَا نَسِیْتُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا کا معنی یہ ہے کہ ہم تم کو عذاب میں رکھیں گے کیونکہ تم نے اس دن کو بھلا دیا تھا اور ایمان نہ لایا تھا اس کے ساتھ پس معلوم ہوا کہ نَنْسٰکُمْ کا معنی نسیان والا نہیں ہے کیونکہ اس معنی سے لازم آتا ہے کہ باری تعالیٰ کو تو بعض اُمور معلوم نہ ہوں اور پھر خلاصہ پر تفریع بیان ہے بقولہ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ یعنی جب سب کچھ کرنے والا وہی ہے تو حمد بھی اُسی کے واسطے ہونا چاہیے پس حاصل سورۃ اور تقریر کا یہ ہوا کہ پہلے دلائل عقلیہ اور نقلیہ بیان کر کے اُن کے سوال کا جواب دیا گیا اور درمیان میں تخویف بیان کی گئی اور بعد جواب کے شکوہ بیان کر کے خلاصہ آیات توحید کا لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے بیان کیا گیا اور بعد اُس کے تخویفات بیان کر کے تفریع بیان کی گئی خلاصہ پر فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ سے لے کر آخر تک ۱۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۂ احقاف مکیہ

حٰمٓ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّی وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ اس سورت کا ربط ماقبل سے یہ ہے کہ سورت جاثیہ میں تو ان کا یہ شبہ رد کیا گیا کہ ہم پکارتے ہیں اگر انہوں نے سن لیا اور دعا کی تو فائدہ ہو جائے گا ورنہ ہماری دعا لغو جائے گی اس سورۃ میں یہ شبہ رد کیا گیا کہ ہمارے بلانے میں اُن کی تاثیر اور برکت ہوتی ہے اگرچہ کرنے والا آپ اللہ ہی ہے۔ یہ شبہ پہلے شبہ سے ترقی کے ساتھ ہے اوّل تو بیان سورت سابقہ کا کیا گیا اور اس شبہ کا جواب سورت آخرہ کے ضمن میں بقولہ فَلَوْلَا نَصَرَھُمُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قُرْبَانًا اٰلِھَۃً سے دیا گیا یعنی اگر اُن کے بلانے میں کوئی تاثیر ہوتی تو ہلاک کرنے میں وہ اُن کو خلاصی دے دیتے قولہ مُعْرِضُوْنَ تک تو ترغیب دی گئی اور پھر کفار کا شکوہ بیان کیا گیا یعنی اللہ تعالےٰ کا

تمام اشیاء کو پیدا کرنا واسطے اظہار حق کے اور فنا کے واسطے تھا ہمیشہ رکھنے کے واسطے نہ تھا لیکن سمجھانے کے لئے تھا مگر یہ کفار پھر بھی اعراض کرتے ہیں اور یقین نہیں کرتے اور قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اس جگہ تک کفار سے دو دلیلیں طلب کی گئی ہیں عقلی اور نقلی یعنی یا تو عقلی دلیل لاؤ کہ کونسی چیز انہوں نے پیدا کی ہے یا کوئی نقل کسی کتاب کی یا بقیہ علم انبیاء سابقہ سے لاؤ اور پھر وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا سے لے کر بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ تک دلیل عقلی اپنے مدعا کے واسطے لائی گئی ہے اس کی تائید میں ہے فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ اور وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ سے لے کر هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ تک تکوہ ہے اور چند آیات کے معانی جاننے چاہئیں (۱) قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وحی کا بیان ہے یعنی افترا نہیں ہے بلکہ وحی من اللہ ہے (۲) فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا سے مراد من عذاب اللہ ہے (۳) هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے اس چیز کے ساتھ جس میں داخل ہوتے ہو تم یعنی تکذیب میں (۴) قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ کا معنی یہ ہے کہ میں کوئی نیا رسول نہیں ہوں رسولوں سے بلکہ مجھ سے پہلے بھی رسول آئے ہیں (۵) مَا اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ جواب ہے کفار کے سوال کا کہ وہ کہتے تھے کہ بتلا ہمارے ساتھ کیا ہوگا تو جواب دیا کہ مجھ کو اپنے نفس کی خبر نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا بجز اس چیز کے کہ میرے پر وحی کی گئی ہے مجھ کو تمہاری کیا خبر ہے خدا کو سب کچھ معلوم ہے (۶) قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ اَسْتَكْبَرْتُمْ اَفَاَضَلُّ النَّاسِ محذوف ہے وشاہد سے مراد یا تو سردار حبشی تھا وہ باتیں کر مسلمان ہو گیا تھا یا مراد ایک یہودی ہے کہ مکے شریف میں کسی کام کے واسطے آیا اور اس نے ایمان لایا (از شاہ ولی اللہ صاحب) اور شاہد سے مراد عبداللہ بن سلام نہیں کیونکہ وہ تو مدینہ میں تھا اور سورت مکی ہے ان کی جزا محذوف ہے۔ آیا تمہارے حق میں ضرر ہوگا یا نہ اگر اللہ کی جانب سے ہو اور تم نے کفر کیا اس کے ساتھ اور اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ علیحدہ جملہ ہے بحر نہیں ہے جیسا کہ سورت سجدہ میں قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ میں حسن محوی شقاق بعید علیحدہ جملہ ہے اور ان کی جزا محذوف ہے اور پھر مِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى سے لے کر بَشِيْرًا لِّلْمُحْسِنِيْنَ تک دلیل نقلی لائی گئی ہے۔ توریت میں موجود ہے کہ آسمان اور زمین میں کوئی لولعی عبادت کے نہیں ہے اور کوشش بیکار ہے پس اس جگہ اولہ ثلاثہ پورے ہو گئے اور ان کے بعد اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ سے لے کر هُمْ يَحْزَنُوْنَ تک بشارت بیان کی گئی ہے اور پھر وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ سے لے کر وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ تک مقابلہ بیان کیا گیا ہے ایک فرقہ کے واسطے ترغیب ہوگی دوسرے کے واسطے تخویف حاصل یہ ہے کہ دو شخص ہیں جن کو اپنے والدین بھی ایمان لانا کہتے تھے۔ ان میں سے ایک نے آخر عمر میں ایمان لایا اللہ کی ذات اس کے ایمان کو منظور کر لیتی ہے اس کے واسطے تو بشارت بیان ہوئی۔ دوسرے ایمان نہ لایا والدین کے ساتھ مقابلہ کیا تو خاسرہ ہو اس کے واسطے تخویف بیان ہے۔ اب تحقیق مفردات شروع ہوئی وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا یعنی یہ ہے کہ نصیحت دی ہم نے انسان کو نیکی کرنے کی (۲) حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا یعنی یہ ہے کہ اٹھاتی ہے اس کو اس کی ماں تکلیف کے ساتھ اور وضع حمل کرتی ہے تکلیف کے ساتھ (۳) حمل و فصالہ ثلثون شہرا یعنی یہ ہے کہ اٹھانا اس کا اور جدا کرنا اس کا تیس ماہ ہیں ہوتا ہے اور حمل سے مراد حمل اصطلاحی فقہا مراد نہیں ہے کیونکہ پھر حمل سے مراد ادنیٰ مدت حمل یعنی پیٹ کی اور فصال سے اکثر مدت رضاعت مراد ہوگی خلاف قیاس ہے۔ قال ابو حنیفہؒ اقل مدۃ الحمل

الحمل بالکلف (۴) حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ معنی یہ ہے کہ زندہ رہا یہاں تک پہنچ گیا بلوغ کو اب معنی حتّٰے کا صحیح ہو گیا۔ حتّٰے ابعنی تا اور تا برائے ابتدا زمان و برائے انتہا و برائے ربط قایم مقام کاف ربط و برائے اختصار۔ **شعر**

بفرمود تا کاروانان روم　　سوئے قید رفتند زاں مرز و بوم

و برائے علت و برائے بیان قایم مقام کاف بیانیہ آتی رہتی ہے (۵) وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً سے مراد بعد الاشارہ ہے یعنی بعد جوانی کے چالیس سال کو پہنچ گیا (۶) قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ معنی یہ ہے کہ اے رب ہمت نے تو مجھ کو دے، اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ مراد چالیس سال کے بعد سے انی تبت الیک الان یعنے بعد الاربعین سنۃ (۸) اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْھُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا الخ یعنی یہ لوگ جو کہ بڑھاپے میں ایمان لاتے ہیں اور یہ دعا کرتے ہیں پھر بھی ہم قبول کر لیتے ہیں (۹) وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْہِ اُفٍّ لَّکُمَآ اَتَعِدَانِنِیْٓ کلام مقابل شخص اول کے ہے اس کلام کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے شخص کو بھی اپنے والدین نے ایمان لانے کی نصیحت کی تھی اور سیاق کلام بھی اس پر شاہد ہے لیکن اس نے تو حکم مان لیا اور دوسرے نے نہ مانا۔ باری تعالےٰ فرمائے گا اَوَلَمْ نُعَمِّرْکُمْ مَّا یَتَذَکَّرُ فِیْہِ مَنْ تَذَکَّرَ وَجَآءَکُمُ النَّذِیْرُ (۱۰) وَھُمَا یَسْتَغِیْثَانِ اللّٰہَ معنے فریاد کرتے ہیں حال ہونے اُن کے کہ یاد کرنے والے ہوتے ہیں اللہ کو (۱۱) اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْھِمُ الْقَوْلُ فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ یعنی ایسے لوگ جو اپنے والدین کے کہنے پر ایمان نہیں لائے داخل ہونگے اُن اُمتوں میں اور گروہوں میں جو کہ پہلے گزر گئے ہیں اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ حَقَّ عَلَیْھِمُ الْقَوْلُ کا بیان ہے فی امم اور اس سے پہلے یدخلون محذوف ہے اے یدخلون فی امم (۱۲) وَلِکُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا وَلِیُوَفِّیَھُمْ اَعْمَالَھُمْ یعنے واسطے ہر ایک کے خواہ کافر ہوں یا مومن درجات ہیں اپنے عملوں کے موافق یعنی کافروں میں بھی تفاوت ہوگا اور مومنوں میں بھی تفاوت ہوگا اور لِیُوَفِّیَھُمْ علت ہے لکل درجات مما عملوا کی اور واؤ زاید ہے اور یا معطوف علیہ محذوف ہے۔ ای لیجزیھم ولیوفیھم اعمالھم اور پھر یَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَلَی النَّارِ اَذْھَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ فِیْ حَیَاتِکُمُ الدُّنْیَا سے لے کر ہَا کُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ تک تخویف اُخروی ہے اور اَذْھَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ کا معنی یہ ہے کہ لے گئے تم معنی کما چکے ہو تم لذتیں اپنی دُنیا میں اور پھر وَاذْکُرْ اَخَا عَادٍ سے مَا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ تک تخویف دنیوی کا بیان ہے۔ اس میں معانی مشکلہ یہ ہیں (۱) احقاف ریتلے ٹیلے کو کہتے ہیں (۲) اور قَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ کا معنی یہ ہے کہ اطراف والے بھی یہی کہتے گئے اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ اور من بین یدیہ و من خلفہ سے مراد گرد والے لوگ ہیں (۳) وَلٰکِنِّیْٓ اَرٰکُمْ قَوْمًا تَجْھَلُوْنَ یعنی قوم جاہلانہ کام کرنے والی ہو (۴) فَلَمَّا رَاَوْہُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِیَتِھِمْ قَالُوْا ھٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ ھُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِہٖ الخ یعنی جب دیکھا انہوں نے اس عذاب کو در اشکال کہ شکل بادل کی میں تھا اور اُن کی وادیوں کے سامنے آ رہا تھا تو اُنہوں نے کہا کہ یہ بادل ہے بارش دینے والا اور کہا گیا بزبان حال کہ یہ بادل نہیں ہے بلکہ یہ عذاب معہود ہے اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ بَلْ ھُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ سے پہلے قیل لے بلسان الحال محذوف ہے اور بل کے ساتھ اضراب کیا گیا ہے (۵) فَاَصْبَحُوْا لَا یُرٰٓی اے صار و بحیث لا یری یعنی ہو گئے اس طور کہ نہیں دیکھا جاتا تھا مگر مساکن اُنکے اور اصبحوا کا معنی موضوع لہٗ مراد نہیں ہے کیونکہ آٹھ دن ہوا چلتی رہی تھی جیسا کہ کہا گیا تھا فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُھْلِکُوْا بِالطَّاغِیَۃِ صَرْصَرٍ عَاتِیَۃٍ سَخَّرَھَا عَلَیْھِمْ سَبْعَ لَیَالٍ وَّثَمٰنِیَۃَ اَیَّامٍ (سورۃ الحاقۃ) (۶) وَلَقَدْ مَکَّنّٰھُمْ فِیْمَآ اِنْ مَّکَّنّٰکُمْ میں سے مراد نعمتیں ہیں باقی معنی ظاہر ہے اور پھر وَلَقَدْ اَھْلَکْنَا مَا حَوْلَکُمْ سے لے کر وَمَا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ تک تخویف بیان کی گئی ہے بعد ایک مثال بیان کرنے کے اور ما حولکم سے مراد ثمود و عاد و حجر ہیں اگرچہ دور ہیں لیکن

حول مکّے کے ہیں اور صَرَّفْنَا الْاٰیَاتِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ سے مُراد مکّہ والے ہیں اور صَرَّفْنَا بمعنے گوناگوں بیان کئے ۔ بحر کم کا معنی پناہ دی تم کو۔ اس سورت میں مقصود بالذات فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ہے یہ جواب ہے اُن کے شبہ کا کہ ہم پکارتے ہیں اس پکارنے میں تاثیر ہوتی ہے اور برکت بھی کہ کام ہوجاتا ہے اگرچہ وُہ سُنتے نہیں ہیں جواب بلاکہ معبُود غیر اللہ کچھ بھی نہیں کرسکتے دیکھو ہم نے اُن لوگوں کو ہلاک کیا اُن کے معبودوں نے اُن کو نہ چھڑایا۔ پھر وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ سے لے کر فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ تک یہ بیان ہے کہ ہم نے تیری طرف ایک گروہ جنّوں کا بھیجا ہے جو کہ تیری کلام سُنکر اپنی قوم کو بیان کرنے لگے اور اُنہوں نے بھی دلائل ثلثہ سے بیان کیا ہے اپنی قوم کو اُنہوں نے کہا یٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْٓ اِلَی الْحَقِّ الخ کِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی سے دلیل وحی اور یٰقَوْمَنَآ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ بھی متولہ جنّات کا ہے معلوم ہوا کہ جنّات نے بھی یہ دعوے مان لیا ہے اور تم نہیں مانتے ہو اور پھر اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ سے لے کر فَهَلْ یُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ تک تخویف ہے۔ یعنی آیا وہ ذات پاک جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے ہیں اور تم کو بھی پیدا کرنے میں تھکتا نہیں تو پھر پیدا کرنے پر قادر نہیں اور وَیَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَلَی النَّارِ اَلَیْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ الخ کا معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن کہینگے کہ ہم نہیں بیٹھے دنیا میں مگر ایک ساعت، معلوم ہوگیا کہ لم یلبثوا سے پہلے یقولون محذوف ہے۔ اصل میں ضمیر متکلم لانی تھی لیکن اس تحکم کے وقت وہ غائب ہیں لہٰذا غائب لائی گئی ہے۔ حاصل تقریر اور سورت کا یہ ہوا کہ پہلے ترغیب اور شکوے بیان کرکے غیر اللہ کے پکارنے والوں سے دو دلیلیں ایک عقلی اور ایک نقلی طلب کیں اور اپنی طرف سے ادلّہ ثلثہ بیان کئے۔ پھر ترغیب اور بشارت بیان کی کہ اللہ تعالےٰ آخر عمر میں بھی اگر کوئی ایمان لائے تو قبول فرما لیتا ہے۔ اگر نہ لائے تو اُس کے واسطے عذاب تیار ہے اور اُنہوں تخویف بیان کرکے ایک نمونہ تخویف دُنیوی کا بیان کیا گیا۔ اُس کے بعد مقصود بالذات سُورت کا بیان کیا گیا کہ غیر اللہ کو پکارنا کوئی فائدہ نہیں دیتا اگر کوئی دیتا تو ہماری ہلاکت دینے کے وقت کیوں نہ خلاصی دی اور یہ بھی بیان کیا گیا کہ ہمارے مُدعا کو جنات نے بھی تسلیم کرلیا ہے اور ادلّہ ثلاثہ اُنہوں نے بھی اپنی قوم کو بیان کی ہیں پھر تخویف بیان کی گئی۔ **سب حوامیم کا چھوٹا خلاصہ یہ ہے** پہلی حٰمٓ مومن میں تو یہ ثابت کیا گیا کہ ایک کو پکارو غیر کی عبادت نہ کرو اس کے بعد فرمایا کہ تم پر مصائب بھی آزمائش کے واسطے آئیں گے پھر بھی غیر کو نہ پکارنا اگر خواب میں دیکھو کہ یہ مصائب تیرے پر بسبب نہ پکارنے غیر اللہ کے آئے ہیں اُن کو پکار مصائب ہٹ جائیں گے یہ تمام شیطان کی گمراہی ہے کہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ اُس کے بعد دفعیہ شبہات علےٰ سبیل الترقی ہے حٰمٓ عٓسٓقٓ میں یہ شبہ دفع کیا کہ ہم اکثر سابقہ سے پکارنا غیر اللہ کا ثابت ہوتا ہے کہ یہ تمام باعیوں کا بیان کیا ہوا ہے اُس کے بعد اُن کا یہ شبہ کہ ہم اُن کو نہیں معبود بناتے اور نائب بھی اللہ کے نہیں بناتے بلکہ شفیع بناتے ہیں اس شبہ کا رد سُورۃ کے آخر میں بیان کیا وَلَا یَمْلِكُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ باقی تمام مضمون اول سورتوں والا بیان کیا گیا کیونکہ ہر ایک سُورۃ لاحقہ میں بیان سُورت سابقہ ضرور آتا ہے اور مقصود اس سُورت کا بھی بیان ہوتا ہے بالذات جیسا کہ حج کے تین خطبوں میں بیان ہوتا ہے پھر اُس کے بعد یہ شبہ اُن کا کہ ہم نائب اور شفیع نہیں بناتے بلکہ اُن کو پکارتے ہیں اگر اُنہوں نے ہمارے لئے دُعا کی اور اللہ تعالیٰ نے منظور کی تو فبہا ورنہ کوئی ضروری امر نہیں یہ شبہ اُن کا انہ هو السمیع العلیم سے دفع کیا گیا اُس کے بعد یہ شبہ اُن کا کہ ہم عالم کُل شیٔ نہیں کہتے بلکہ پکارتے ہیں اگر اللہ نے اُن کو سُنوا دیا اور اُنہوں نے ہمارے واسطے دُعا کی تو اچھا ورنہ ہمارا پکارنا لغو ہوگا اس کا رد ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰی شَرِیْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ سے کیا گیا اُس کے بعد یہ شبہ کہ ہمارے کہنے میں کوئی

تاثیر اور برکت ہوتی ہے کہ کام ہو جاتے ہیں اگرچہ کرنے والا اور جاننے والا خاص اللہ ہی ہے تو اس کا رد بقولہ تعالیٰ لَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ کے ساتھ کیا گیا۔ اہل البتہ چھوٹی چھوٹی باتیں واسطے استدراج کے غیر کے پکارنے کے وقت ہو جاتی ہیں قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ وَاُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد فیقول حسین علی بن محمد بن عبد اللہ ھذہ فوائد متعلقۃ بتفسیر القرآن الکریم اردت ان اکتب لنفع الطلاب۔ واللہ تعالیٰ اسئل ان یختم بخیر وان یجعلہ خالصاً لوجھہ الکریم وینفع بہ نفعاً عاماً بیناً آمین یارب العلمین اللھم رب جبرائیل ومیکائیل فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادۃ انت تحکم بین عبادک فیما کانوا فیہ یختلفون۔ اھد فی لما اختلف فیہ من الحق باذنک انک تھدی من تشاء الی صراط مستقیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قال اللہ تعالیٰ حٰمٓ۔ فی الخازن عن ابن عباس رض لکل شیئ لباب ولباب القرآن الحوامیم وفی المدارک عن ابن عباس حٰمٓ اسم اللہ الاعظم قال تعالیٰ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ الخ وعظ اس طرح ہوتا ہے کہ پہلے کہا جاتا ہے کہ میں اب جو بیان کرتا ہوں یہ فلاں چیز ہے تو گویا رب تعالیٰ فرماتا ہے اب جو آگے بیان آئے گا وہ ایک حکمنامہ ہے بڑے عزیز یعنی غالب کا اور ہے بھی بڑے علم والا۔ لوگوں کی عادت ہے کہ کہتے ہیں یہ بادشاہ کا حکم ہے ضرور ماننا اور وہ بادشاہ بے علم بھی نہیں ہے کہ بے علمی بات کہے اور درگذر کرنے والا گناہوں کا ہے اور قبول فرمانے والا توبہ کو اور سخت عقاب والا نہ ماننے والوں کے واسطے۔ ذِي الطَّوْلِ اے ذی الاستغنا فی الامور کلھا یعنی اس کو دسترس ہے بخشنے اور پکڑنے کی اور اس کے سوا اور الٰہ کوئی نہیں جو اس کے سوا اور کی طرف پناہ پکڑی جاوے یا وہ پھر ڈالے یا رزق دیوے اور اس سے بھاگ بھی تو کوئی سکتا نہیں یعنی اَلْمَصِيْرُ خلاصہ یہ کہ ایسے بادشاہ کا حکمنامہ ضرور ماننا اے برادر یہ خیال نہ کرنا کہ یہ ترجمہ ہے بلکہ یہ حاصل اپنی زبان میں بیان کر رہا ہوں قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا يُجَادِلُ فِيْ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اے تواحق عناداً قالہ صاحب المدارک فی موضع اخر یعنی یہ حکمنامہ بڑے بادشاہ کا ہے ضرور ماننا اور حکم ایسا حق ہے اور ظاہر بھی ہے کہ اس میں معاند جدال کرے گا بغیر اس کے سب مان لینگے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَلَا يَغُرُّكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ یعنی مسئلہ آئندہ میں اگر جدال کرے کوئی تو اس کے عیش میں ہونے سے دھوکا نہ کھانا کیونکہ یہ متاع قلیل ہے اور بوقت مشیت اس جہان میں بھی عذاب دے دیگا ؎

تو مشو مغرور از حلم خدا دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

اور آخرت کا عذاب بھی اس کو ہوگا یہاں قلت لفظ تقلب سے سمجھی گئی۔ القرآن یفسر بعضہ بعضا قال تعالیٰ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ الخ۔ وفی سورۃ الکھف وَلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖ اَحَدًا ثم بین بعدہ العقاب الاخروی والثواب ثم قال وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ الخ بین فیہ العذاب الدنیوی۔ ثم قال وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ بین فیہ قلۃ متاع الدنیا۔ قال تعالیٰ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ الخ یعنی اس حکم کو ماننا یہ حکم بڑے بادشاہ کا ہے اور مسئلہ بھی بین ہے غیر معاند جدال نہیں کرے گا اس میں اور جس نے مانا حاملۃ العرش اس کے لئے اور اس کے بال بچوں کیلئے دعائیں مانگیں گے۔ سوال فرشتوں کو کس طرح خبر ہے کہ فلاں نے ایمان قبول کیا۔ جواب مطلب یہ ہے کہ حاملۃ العرش کہتے ہیں فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ پس جان لیا کہ جو یہ حکم آتے مان لیگا ادعیہ حاملۃ العرش کے

نیچے آجائے گا۔ سوال حق تعالےٰ نے یوں کیوں نہ فرمایا مَا یُجَادِلُ فِی هٰذَا الْحُکْمِ الَّا الَّذِیْنَ الخ جواب مطلب یہ ہے کہ کل آیات اللہ تعالیٰ کی اس طرح ہیں کہ معاند جدال کرتا ہے لیکن اس جگہ اس کلیہ بیان کرنے سے علاوہ ہوا کہ اس کو اسی کے ساتھ ..... زیادہ تناسب ہے قال تعالیٰ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَائِهِمْ یعنی اُن کے ایمان تبعی پر بھی یہی رحم فرماؤ اگر فرزند ایمان لایا اُس کے پیچھے ماں باپ مدت مدید تک مسلمان ہوئے اگر وہ مسلمان نہ ہوتا تو یہ سب مسلمان نہ ہوتے۔ اُن کا یہی تبعی ایمان منظور فرمالے اللہ پاک قال تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَکْبَرُ الخ جس نے نہ مانا اُس پر اللہ تعالےٰ کا مقت ہو جائے گا اور قیامت میں اس کو اعلام کیا جائے گا کہ جب تم بلائے جاتے تھے ایمان کی طرف تو تم ظلم کرتے تھے اپنے نفسوں پر اور سب عذاب اپنے نفسوں پر اختیار کرتے تھے اس پر اللہ تعالےٰ کو مقت آیا تھا اور تم کو اللہ تعالےٰ کا مقت ایمان کی طرف نہ آنے دیتا تھا۔ اسی حم مومن میں آگے آئے گا اَلَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْ اٰیٰتِ اللّٰهِ بِغَیْرِ سُلْطَانٍ اَتَاهُمْ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی قَلْبِ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ وکذالک بمعنی لذالک کما فی روح المعانی یعنی بسبب جدال کے طبع فرما دیتا ہے ع

این نہ جبر معنی جبار یست

جبر اس کو کہتے ہیں کہ اصلاً اختیار نہ دیوے اور جباریت کا ثمرہ یہ ہے کہ اختیار دیا اور اُس نے بسبب ظلم کے نہ مانا اور جدال کیا حق تعالےٰ اس وقت ہمت ایمان چھین لیتا ہے (سورت بقرہ) وَمَا یُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ قولہ تعالےٰ فَالْحُکْمُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْکَبِیْرِ یعنی اللہ نہیں نکالتا اور نہ کوئی اور نکال سکتا ہے ففیہ ادماج وقال تعالیٰ هُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمْ اٰیَاتِهٖ یعنی کیسا مہربان ہے آیات بھی دکھلاتا ہے اور رزاق بھی وہی ہے اس کا حکم ضرور ماننا چاہیے۔ تائید قولہ تعالیٰ اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ انابت کرے ضد نہ کرے۔ خلاصہ یہ کہ یہ مسئلہ آیت منزلہ بڑے بادشاہ کا ہے اور بین ہے یعنی ظاہر ہے اس میں خفا وغیرہ نہیں۔ معاند جدال کرے گا اور ماننے والے کو حملۃ العرش دعا کریں گے۔ نہ ماننے والے پر مقت اللہ اور طبع آئے گی اِذَا سَمِعْتُمُوْهُ فَاسْئَلُوْهُ مسئلہ ہے فَادْعُوا اللّٰهَ الخ خاص ایک کو غائبانہ حاجات میں پکارو وَلَوْ کَرِهَ الْکَافِرُوْنَ یہ چیز چھوٹی نہیں۔ ذوالعرش نے تمہاری طرف روح بھیجا ہے کہ آفات یوم التلاقی سے اُس کے ساتھ نجات پاؤ چنانچہ سورۂ تحقیق میں ہے وَکَذٰلِكَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا۔ مَا کُنْتَ تَدْرِیْ الخ قولہ یلقی الروح یعنی یہی روح کل انبیاء پر بھیجا ہے قال تعالےٰ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ یعنی اللہ تعالےٰ سب کچھ آگے مقدر کر کے پیدا کرتا ہے۔ دوسرے کیا کرتے ہیں اِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ قولہ الحق ظاہر لا یخفٰی علی احد۔ وقال اللہ تعالیٰ۔ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ۔ وقال تعالےٰ فی لحم الشجرۃ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وقال تعالےٰ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ خلاصہ یہ کہ جس کو پکارتے ہو وہ کیا چیز پیدا کرتے ہیں اور کیا چیز مقدر کرتے ہیں اور ہر شے سننے والا اور ہر شے جاننے والا فقط وہی ہے قولہ اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا ڈرا دیا ہے عذاب عاجل کا قولہ تعالیٰ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰۤی اِلٰی قَوْمِهٖ لَاجَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَةِ (فی الجلالین) لیس لہ استجابۃ دعوۃ فی الحاجات الدنیا ولا فی الاٰخرۃ قولہ یُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ وقولہ اِنَّا قَدْ اُوْحِیَ اِلَیْنَاۤ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰی مَنْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ بڑے بادشاہ کا منزلہ ہے ضرور ماننا اور مسئلہ صحیح بین ہے۔ معاند جدال کرے گا ماننے والوں کو حملۃ العرش دعائیں کریں گے نہ ماننے پر حق تعالےٰ کا مقت آتا ہے وہ یہ ہے کہ فقط ایک اللہ ہی کو پکارو غائبانہ حاجات میں یہ تمہاری طرف حق تعالےٰ نے روح بھیجا ہے۔ بھلا دیکھو اللہ تعالےٰ کا کرنا تو سچ مچ ہے جن کو تم بلاتے ہو وہ کیا کرتے ہیں ہر شے کا سننے

والا دُور اور نزدیک سے ایک وہی حق تعالےٰ ہے فرعون اور اُس کی قوم بھی تو اس مسئلہ کے برخلاف تھے ہلاک کیے گئے اور قیامت میں بھی ملائک کہینگے فَاذْهَبُوا الخ قولہ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ اِلَّا فِي ضَلَالٍ نے سورۃ رعد لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ اِلَّا فِي ضَلَالٍ قولہ تعالیٰ اِنَّا لَنَنْصُرُ الخ تسلیۃ للرسول اللہ صلعم قولہ تعالےٰ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوسَى الْهُدٰى یعنی موسیٰ علیہ السلام کو بھی یہی مدد دیا گیا ہے۔ قال فی سورۃ بنی اسرائیل سُبْحَانَ الَّذِي اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِي بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ وَاٰتَيْنَا مُوسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِي اِسْرَآءِيلَ اَنْ لَّا تَتَّخِذُوا مِنْ دُونِي وَكِيلًا یعنی جس مولا نے اپنے بندے بیان کنندہ توحید کو واسطے اثبات صداقت اُس کے کے یہ خارق عادت دکھایا یعنے ایک رات میں مسجد اقصےٰ تک سیر کرایا۔ ایک رات میں معاملہ دیکھنا خارق عادت ہے اور خارق عادت بھی اس طرح دیکھا کہ مکان مبارک کی سیر کی نہ بدمکان کی پس اس مولیٰ کو منزہ مجھو شریک کا سے اُس کا شریک کون ہو سکتا ہے سَمِيعٌ لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّبَصِيرٌ لِّكُلِّ شَيْءٍ جو وہی ایک ہے اور موسےٰ علیہ السلام کو کتاب دی جس کا خلاصہ اجمالی یہ تھا اَنْ لَّا تَتَّخِذُوا مِنْ دُونِي وَكِيلًا قولہ تعالیٰ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ الیٰ قولہ تعالیٰ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا ڈراوا ہے کہ قیامت ضرور آجائے گی۔ مان لو ورنہ پچتاؤ گے پس لازم ہے ضرور مان لو جو خدا فرماوے اُدْعُونِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنْ شِئْتُ ای لا۔ استجیب سوائے کما قال اللہ تعالےٰ فی سورت بنی اسرائیل عَجَّلْنَا لَهٗ فِيهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيدُ قولہ تعالےٰ اِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي روی ابن جریر مسنداً انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال عن عبادتی یعنے دعائی یعنی جو استکبار کرتے ہیں اس امر سے کہ خاص بندہوں میرے بُلانے پر سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ قولہ تعالیٰ اللہ الذی دلائل عقلیہ ہیں اس کلام میں حصر خبر ہے مبتدا میں یعنی اللہ ہی نے یہ کام کیے ہیں قولہ تعالیٰ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یعنی ان کاموں والا اللہ تمہارا رب ہے اور وہی خالق ہے کل شئی کا یعنے لیل سکون کے قابل اور نہار مُبصر بنانے والا اور زمین کو لائق قرار اور آسمان اس کا چھت اسی طرح کہ اُن میں علاقہ ہو اور بارش ہو اور نم کو صورت لائق کسب کرنے کے دی اور رزق دیا یہ سب خاص اُسی ہی نے دی ہیں اور کام سب ہی اُسی نے ہی کیے ہیں قولہ هُوَ الْحَيُّ اے الحی الذی لا یموت۔ فی سورۃ الفرقان وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ قولہ تعالےٰ قُلْ اِنِّي نُهِيتُ یعنی میں اپنے آپ سے نہیں کہتا قولہ تعالےٰ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ یعنی پیدا بھی اُس نے کیا اور احیاء اور اماتت بھی اُس کے ہاتھ میں ہے سب کچھ کرنے والا بھی وہی ہے پس اُسی ہی کو بلاؤ اور اس میں جدال نہ کرو اس جدال کے سبب سے خدا تعالےٰ گمراہ کرتا ہے فمعنی كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِينَ یہ ہے اے لذالک الجدال یضل اللہ الکافرین وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا الخ آگے بھی بہت رسول بیان کرتے آئے نہ ماننے والے ہلاک ہوئے اور انعام وغیرہ بھی اُسی نے بنائے ہیں پس کس چیز کے واسطے غیروں کو بُلاتے ہو قولہ فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ سب اپنے دین اور معلومات دینی اور عقاید بد کے یہی خیال کرتے ہیں کہ جن کو ہم بُلاتے ہیں وہ ہمارے مددگار ہونگے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ خلاصہ یہ ہے کہ ابتدا قرآن سے تا سورت زمر تک بیان توحید اور سورۃ زمر میں ہے کہ جب فاعل اور کوئی نہیں تو پس عبادت خاص اُسی کی کرو سورت مومن میں بیان فرمایا کہ خاص اُسی کو بُلایا یہ بُلانا دُورے حاجات میں عبادت ہے اے برادر مبدا شرک یہ ہے کہ خیال کرے کہ میری ندا ہر وقت پیر مرشد سنتے ہیں فی الکافی للکلینی (کلینی گامیر جو کتاب مذہب شیعہ کی بڑی معتبر ہے صـ۸۳ عن ابی عبداللہ وللہ الاسماء الحسنےٰ فادعوہ بھا۔ قال نحن واللہ الاسماء الحسنےٰ لا یقبل اللہ من العباد عملاً الا بمعرفتنا

اشتھی لکذب الشیعۃ علیھم اللعنۃ افتروا علی ابی عبداللہ قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ خاص اللہ تعالے کو پکارو یہ کہتے ہیں اماموں کو پکارو وقت حاجات کے پھر چونکہ یہ شرک پڑتا ہے کہ غائبانہ کس طرح اماموں کو پکاریں کیونکہ وہ سنتے ہی نہیں اس واسطے لکھتے ہیں فی الکافی ص۱۵۸ عن عمار قال سألت اباعبداللہ عن الامام یعلم الغیب فقال لا ولکن اذا اراد ان یعلم الشیئ اعلم اللہ ذالک ھذا مذھب فریق منھم وفی ص۱۵۹ ان الائمۃ علیھم السلام یعلمون علم ما کان وما یکون وانہ لا یخفی علیھم شیئ وفی ص۱۵۰ ان الائمۃ یعلمون متی یموتون وانھم لا یموتون الا باختیار منھم وفی ص۱۶۰ عن ابی عبداللہ قال لو کنت بین موسیٰ والخضر لاخبرتھما انی اعلم منھما سانبئھما بما فی السمٰوات وما فی الارض واعلم ما فی الجنۃ واعلم ما فی النار واعلم ما کان وما یکون فرای ان ذالک کبر علی من سمع فقال علمت من کتاب اللہ فیہ تبیان کل شیئ عن ابی جعفر اترون ان اللہ تعالیٰ ائتمن طائفۃ اولیاءہ علی عبادہ ثم یخفی عنھم اخبار السمٰوات والارض فقال لہ حمران ارأیت ما کان من امر علی ابن ابیطالب والحسن والحسین وخروجھم وقیامھم بدین اللہ وما اصیبوا من قتل الطواغیت ایاھم والظفر بھم حتی قتلوا وشلبوا۔ فقال ابوجعفر یا حمران ان اللہ تبارک وتعالیٰ قد کان قدر ذالک وحتمہ علی سبیل الاختیار فتقدم علم علیھم الیھم باحمران لو انھم سئلوا اللہ عز وجل ان یدفع عنھم لاجابھم ودفع ذالک عنھم ثم کان انقضاء مدت الطواغیت وذھاب ملکھم اسرع من سلک منظوم انقطع وفی ص۱۶۲ قال ابوجعفر لو کان لا لسنتکم اوکیۃ لحدثت کل امرء بما لہ وعلیہ قال ابوبصیر قلت لابی عبداللہ من این اصاب اصحاب علی ما اصابھم مع علمھم بمبنا یاھم و بلایاھم قال اولئک کانت علی افواھھم اوکیۃ وفی ص۱۶۴ عن ابی عبداللہ قال عندنا الجفر وھو وعاء من ادم فیہ علم النبیین والوصیین وعلم العلماء الذین مضوا ثم قال عندنا مصحف فاطمہ علیھا السلام ھو مصحف فیہ مثل قرآنکم ثلث مرات واللہ ما فیہ من قرآنکم حرف واحد ثم قال عندنا علم ما کان وما ھو کائن الی ان تکون الساعۃ وفی ص۱۳۵ عن ابی عبداللہ کل کتاب نزل فعند اھل العلم ونحن ھم عن ابی الحسن الاول ان سلیمان ابن داؤد قال للھدید حین فقدہ وشاک فی امرہ فقال مالی لا اری الھدید حین فقدہ وغضب علیہ وانما غضب علیہ لانہ کان یدلہ علی الماء فھذا ھو طائر قد اعطی ما لم یعط سلیمان۔ وقد کان الریح والنمل والانس والجن والشیاطین المردۃ لہ طائعین ولم یکن یعرف الماء وکان الطیر یعرفہ وان اللہ تعالیٰ یقول ما من غائبۃ فی السماء والارض الا فی کتاب مبین۔ ثم قال اورثنا الکتاب الذین اصطفینا ہ فنحن الذین اصطفانا اللہ واورثنا ھذا الذی فیہ تبیان کل شیئ۔ قولہ کان یدلہ علی الماء ھذا من اکاذیب الشیعۃ وفی ص۱۳۷ عن عبدالاعلی قال سمعت اباعبداللہ یقول واللہ انی لا اعلم ما فی کتاب اللہ من اولہ وآخرہ کانہ فی کفی فیہ خبر السمٰوات والارض وخبر ما کان وما یکون قال اللہ عز وجل فیہ تبیان لکل شیئ وفی ص۱۳۸ ولو ان قرآنا سیرت بہ الجبال او قطعت بہ الارض او کلم بہ الموتی وقد اورثنا نحن ھذا القرآن الذی فیہ ما تسیر بہ الجبال وتقطع بہ البلدان وتحیی بہ الموتی ونحن نعرف الماء تحت الھواء وان فی کتاب اللہ لآیات ما یراد بھا امر الا ان یاذن اللہ بہ مما قد یاذن اللہ مما کتبہ الماضون حبلہ اللہ لنا فی ام الکتاب ان اللہ یقول وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ثم قال ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فنحن الذین اصطفانا اللہ عز وجل واورثنا ھذا الذی فیہ تبیان لکل شیئ وفی ص۱۳۹ عن جابر قال سمعت اباجعفر یقول ما ادعی احد من الناس انہ جمع القرآن کلہ کما انزل الا کذاب وما جمعہ وما حفظ کما انزلہ اللہ الا علی ابن ابیطالب والائمۃ من بعدہ وفی ص۱۴۷ محمد بن یحییٰ عن محمد بن الحسین عن عبدالرحمٰن بن ابی ھاشم عن سالم ابن سلمۃ قال قرء رجل علی ابی عبداللہ علیہ السلام وانا استمع حروفا من القرآن

لیس علی ما یقرء الناس فقال ابو عبد اللہ ما کف عن ھذا القراۃ اقرأ کما یقرء الناس حتی یقوم القائم علیہ السلام فاذا قام القائم علیہ السلام قرء کتاب اللہ عز وجل علی حدہ اخرج المصحف الذی کتبہ علی علیہ السلام وقال اخرجہ علی علیہ السلام الی الناس حین فرغ منہ فکتبہ فقال لھم ھذا کتاب اللہ عز وجل کما انزل اللہ علی محمد صلعم وجمعتہ من اللوحین فقالوا ھو ذا عندنا مصحف جمع فیہ القرآن لا حاجۃ لنا فیہ فقال اما واللہ ما ترون بعد یومکم ھذا ابدا انما کان علی ان اخبرکم حین جمعتہ لتقرءوہ قال ابو عبد اللہ ان کان ابن مسعود لا یقرء علی قرءتنا فھو ضال، عن ابی عبد اللہ قال ان القرآن الذی جاء بہ جبرائیل علیہ السلام الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سبعۃ عشر الف ایۃ و فی صف ۶۷ عن احمد قال دفع الی ابو الحسن علیہ السلام مصحفا وقال لا تنظر فیہ فمتحتہ وقرأت فیہ لم یکن الذین کفروا۔ فوجدت فیہ اسم سبعین رجلا من قریش باسمائھم واسماء آبائھم فنبغت الی بالمصحف ۔ ہر وقت ہر شے کا جاننا شیعہ کے نزدیک خاصہ خدا نہیں بلکہ امام جانتے ہیں ہر شے ہر وقت اور بعض کہتے ہیں ہر وقت نہیں جانتے لیکن ان کو قدرت ہے جس وقت چاہیں جان لیں یہ دونوں عقیدے کفر ہیں۔ اہل اسلام کہتے ہیں اعلم ان الانبیاء والاولیاء لم یعلموا من المغیبات الا ما اعلمھم اللہ تعالی احیانا وقد ذکر الحنفیہ تصریحا بتکفیر من اعتقد ان النبی صلعم یعلم الغیب یعنی انبیاء اور اولیا کو بعض وقتوں پاک کوئی چیز بوحی یا بکشف یا بالہام یا بخواب جتلا دیتا ہے ؎ ایک این در اختیار عبد نیست ۔ بندہ راہد ے بجز درکسب نیست ۔ این نہ زور ما بفرمان خداست ۔ آئمہ کے حق میں تو شیعہ کا یہ عقیدہ ہے اور صف ۶۱ میں ہے۔ قال بعضھم فان اثبتنا العلم للہ فی الزمن الماضی فقد اثبتنا معہ غیرہ۔ فی باب النھی عن الاشراف علی قبر النبی علیہ السلام انہ سئل عن اصعد لنشرف قبر النبی حین سقط سقف المسجد الذی یشرف علی القبر فقال ابو عبد اللہ ما احب لاحد منکم ان یعلو فوقہ ولا آمنہ ان یری شیئا یذھب منہ بصرہ او یراہ قائما یصلی او یراہ مع بعض ازواجہ انتھی نعوذ باللہ من اکاذیبھم۔ باب عرض الاعمال علی النبی والائمۃ علیھم السلام محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن الحسین بن سعید عن القاسم بن محمد عن علی ابن ابی حمزۃ عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ قال تعرض الاعمال علی رسول اللہ صلعم الی اعمال العباد کل صباح ابرارھا وفجارھا فاحذروھا وھو قول اللہ عز وجل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ وسکت قال عبد اللہ بن الزبیر قال الرضا اعمالکم تعرض علی فی کل یوم ولیلۃ فاسہ تعظمت ذلک فقال لی اما تقرء کتاب اللہ عز وجل وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمومنون قال ھو امیر المومنین علی بن ابی طالب عرض اعمال مذہب شیعہ کی کسی حدیث میں نہیں اور جو من ابی داود باب کنس المساجد میں ہے عرضت علی اعمال امتی اس کا معنی یہ ہے کہ احوال عملوں کا دکھلایا گیا نہ یہ کہ فلاں شخص نے یوں کیا تو یوں ہے کہ مطلب راوی اس حدیث کا جو ہے اس سے کوئی چیز نہیں سنی یہ منقطع ہے قابل اعتبار نہیں صفحہ ۳۰۳ فی اصول الکافی عن محمد بن الحسن بن ابی خالد قال قلت لابی جعفر الثانی جعلت فداک ان مشائخنا رووا عن ابی جعفر وابی عبد اللہ وکانت التقیۃ شدیدۃ فکتموا کتبھم فلم نرو عنھم فلما ماتوا صارت الکتب الینا فقال حدثوا بھا فانھا احق ان تتھلی۔ لم اخروا التقیۃ من مذھب الائمۃ مع قولھم ما فی صف ۱۴۰ عن ابی جعفر ان اسم اللہ الاعظم علی ثلثۃ وسبعین حرفا وانما کان عند آصف منھا حرف واحد عندنا من الاسم الاعظم اثنان وسبعون حرفا وحرف عند اللہ تعالی۔ وتعالی اللہ استاثر فی علم الغیب۔ عترۃ والائمۃ اثنا عشر عندھم علی بن ابی طالب امیر المومنین حسن بن علی حسین بن علی علی بن حسین بن علی ھو الملقب بزین العابدین۔ محمد باقر بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب

ہو الملقب بابی جعفر صادق۔ امام جعفر صادق ہو جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب و ہو الملقب بابی عبداللہ موسے کاظم و ہو موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابیطالب۔ علی الرضا، و ہو علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب۔ محمد بن علی بن موسے بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابیطالب۔ علی بن محمد بن علی بن موسے بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب۔ ابو محمد حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب۔ صاحب الزمان ابن الحسن ہذا المہدی الموعود آخر الزمان۔ امام اول علی ابن ابی طالب ولد لعشر سنین بقیت من عام الفیل بثلثین سنۃ و قتل سنۃ اربعین من الہجرۃ۔ حسن بن علی ولد سنۃ اثنین بعد الہجرۃ و مضی سنۃ تسع واربعین۔ حسین بن علی ولد سنۃ ثلث من الہجرۃ کان بین ولادۃ الحسن والحسین ستۃ اشہر۔ علی بن الحسین ولد سنۃ ثمان وثلثین من الہجرۃ و قبض فی خمس وتسعین۔ محمد باقر ابو جعفر ولد سنۃ تسع وخمسین و قبض سنۃ اربع عشرۃ ومائۃ و دفن فی البقیع فی قبر ابیہ علی بن الحسین۔ امام جعفر صادق ولد سنۃ ثلث وثمانین و مضی سنۃ اربعین ومائۃ و دفن فی قبر ابیہ وجدہ۔ موسی کاظم ولد سنۃ ثمان عشرۃ ومائۃ وقبض سنۃ ثلث وثمانین مائۃ و دفن فی بغداد فی مقبرۃ قریش۔ علی بن موسی الرضا ولد سنۃ ثمان واربعین ومائۃ وقبض سنۃ ثلث ومائتین و دفن بطوس۔ محمد بن علی الملقب بابی جعفر ثانی ولد سنۃ خمس وتسعین ومائۃ وقبض سنۃ عشرین ومائتین و دفن فی بغداد عند قبر جدہ موسے۔ ابو الحسن الثانی علی بن محمد بن علی بن موسی ولد سنۃ اثنی عشر ومائتین ومضی سنۃ اربع وخمسین ومائتین و دفن بسری۔ حسن بن علی ابو محمد ولد سنۃ اثنین وثلاثین ومائتین وقبض سنۃ ستین ومائتین وہو ابن ثمان عشرین و دفن بدارہ بسری مولد صاحب الزمان خمس وخمسین ومائتین ہو المہدی الموعود۔ فی الاصول الکافی ص۲۰۷ قال ابو الحسن العسکری الخلف من بعدی ان فکیف لکم بالخلف من بعد الخلف فقلت لم یجلنی اللہ فداک قال انکم لا ترون شخصہ ولا یحل لکم ذکرہ باسمہ فقلت کیف نذکرہ فقال قولوا الحجۃ من آل محمد فقال ابو الحسن الرضا لا یری جسمہ ولا یسمی باسمہ وقال ابو عبداللہ صاحب ہذا الامر لا یسمیہ باسمہ الا کافر۔ اے برادریہ اُن کے اکاذیب کیسے غلط ہیں۔ کہتے ہیں کہ صاحب زمانہ والے امام مہدی کا نام لیتے ہیں کہ اس کا نام محمد ہوگا۔ یہ کافر ہیں۔ اے برادریہ عقیدہ کہ کوئی سب کچھ جانتا ہے اور متبع شام کسی پر اعمال کا پیش ہوتے ہیں یہ عقاید شیعہ کے ہیں۔ اللھم انی اعوذ بک من ھذہ الاعتقاد، وفی اصول الکافی ص۲۱۲ عن موسی ابن جعفر فی قول اللہ جل قال ارءیتم ان اصبح ماءکم غورا فمن یاتیکم بماء معین قال اذا غاب عنکم امامکم فمن یاتیکم بماء جدید وفی ص۲۱۳ عن عبداللہ بن عطا عن ابی جعفر قال قلت لہ ان شیعتک بالعراق کثیر و واللہ ما فی اہل بیتک مثلک نکیف لا تخرج فقال ما انا بصاحبکم قال قلت لم فانت صاحبنا قال وظنہا من علی علم الناس ولا ہتہ وذاک صاحبکم انہ لیس لنا احد یشاء الیہ بالاصابع او یمضغ بالالسن الا مات غیظا او نحو ہذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حٰمٓ

حٰمٓ تنزیل من الرحمن الرحیم یعنے بڑے رحمن رحیم نے یہ سورت نازل کی ہے۔ یہ ایسا مکتوب ہے کہ کل کفرات اس کے ہاتھ میں ہیں اور ان کے ماننے والوں کے واسطے۔ ماننے والے کے لئے بشیر نہ ماننے والے کے لئے نذیر ہے۔ اس سورت میں اول تو کفار کے متعلق شکوا ہے اور اُن کے حال کا بیان ہے پھر قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ سے الی قولہ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى تک توحید کے متعلق پھر ڈراوا اور عذاب دنیوی کا وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ سے ڈراوا عذاب اُخروی کا بیان ہے پھر فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ سے اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ تک کفار کے حال کے متعلق ہے

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْخَيْلُ تا انہ علی کل شئ قدیر توحید کے متعلق پھر اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ سے تا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بصیر ڈراوا ہے پھر کفار کی حکایات و حال کے متعلق بیان ہے اَلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ قولہ اِلَّا بِعِلْمِهٖ متعلق توحید کے ہے قولہ تعالیٰ يَوْمَ يُنَادِيْهِمْ تا قولہ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ڈراوا ہے۔ لَا يَسْئَمُ الْاِنْسَانُ سے حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ متعلق حال کفار کے ہے قولہ تعالیٰ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ بیان توحید اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ ڈراوا ہے یعنی یہ مرتاب ہیں یعنی آخذ الریب ہیں یعنی شک میں پڑے ہوئے سزا اور وبال کرتے ہیں حق تعالےٰ ان کو محیط ہے سزا دے گا اور معنی قولہ تعالےٰ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ۔ بازائدہ ہے۔ آیا نہیں کافی رب تیرا یعنی یہ بات اس کی کہ وہ ہر شئے پر شاہد ہے اس سے کوئی چیز غائب نہیں قولہ تعالیٰ انہ علی کل شئ شہید بدل اشتمال من قولہ بربک یعنی اثبات توحید میں فقط یہ بات کافی ہے اس سے کوئی چیز چھپی نہیں بخلاف غیروں کے۔ کذا فی المدارک او یقال ان المعنی اولم یکف فی توحید ربک انہ علی کل شئ شہید مطلع لا یغیب عنہ شئ فاصل یکفہ ان علی کل شئ شہید تکلوا اور بیان حال کفار کے متعلق چار دفعہ بیان ہوا پہلے یہ کہ اعراض کرتے ہیں سنتے بھی نہیں الخ دوسری دفعہ یہ بیان ہوا کہ اُنکے لئے قرنا مقرر ہیں اور دوسری جگہ میں ہے وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ وَّاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ پس یہ کفار بسبب اضلال وساوس قرناء کے کہتے ہیں اپنے یاروں کو لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ تیسری دفعہ یہ بیان ہوا کہ یا رسول اللہ تم پر عناداً اعتراض کریں گے تنگ نہ ہونا من قولہ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ الخ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ اے شاید اگر یہ سوال کریں اور کہیں لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً فَقُلْ اخْتُلِفَ فِيْ كِتٰبِ مُوْسٰى اور اگر کہیں کہ عذاب کیوں نہ آیا فَقُلْ لَوْلَا كَلِمَةٌ الخ پھر چوتھی دفعہ یہ بیان ہوا لَا يَسْئَمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ یعنی کفار اپنے معبودوں سے مانگتے ہیں جب کچھ حاصل نہیں ہوتا اُن سے بالکل مایوس اور قنوط اجاتے ہیں سمجھ والا معلوم کرلیتا ہے کہ اُنکے ہاتھ میں کچھ نہیں۔ معبود باطل ہیں پھر بھی حق تعالےٰ بسبب رحمت وسیعہ اپنی کے نعمت عطا فرماوے تو کہتے ہیں۔ هٰذَا لِيْ يا كما اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ اور سورت ہو من میں فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اور نعمت حاصل ہونے کے وقت غرہ ہوجاتے ہیں۔ پھر اسی حالت فخر پر محکم تو نہیں ہوتا پھر تنگی کے وقت دعا عریض اللہ تعالیٰ کے آگے ہوتا ہے۔ حق تعالےٰ فرماتا ہے اسی طرح آیات اُن کو آفاق اور اُن کے نفوس میں بہت دکھائیں گے۔ تاکہ حق ظاہر ہوجائے قولہ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَاِذَا مَسَّكُمُ الْغَيْثُ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ۔ وَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ۔ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ قولہ تعالیٰ قُلْ اَرَءَيْتُمْ یعنی اگر یہ حق تعالےٰ کی طرف سے ہوئے اور تم نے نہ مانا تو تمہارے حق میں بہت ضرر ہوا۔ تو مناسب ہے کہ سنو اور تفکر کرو پھر فرمایا کیسے احمق ہیں سنتے بھی نہیں۔ دلائل توحید میں ہیں۔ توحید کے متعلق یہ آیات ہیں يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ اے بالتوحید وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ قال ابن عباس لَا يَقُوْلُوْنَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا وفی المدارک قولہ للمشرکین متعلق ہے بقولہ تعالےٰ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ الی قولہ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ بیان التوحید دوسری دفعہ میں ہے وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ تیسری دفعہ فرمایا اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ چوتھی دفعہ فرمایا اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ وہی ہر چیز پر شاہد ہے غیر نہیں اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ

علیٰ کُلِّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ۔ الرعد۔ خلاصہ ان آیات توحید کا یہ ہوا جس ذات پاک نے زمین پہاڑ پیدا کرے ان میں برکات اقوات رکھی اور آسمانوں میں معاملات جاری کئے اور لیل و نہار شمس و قمر بنائے۔ ان کی تاثیرات زمین پر پڑتی ہیں زمین سے نباتات وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ یہ سب کرنے والا خدا ہے اُس کا کوئی شریک بن سکتا ہے کوئی نہیں۔ اُس جیسا صاحب قدرت اُسی طرح علم بھی کسی کو نہیں۔ ثمرات کا علم حمل کے وضع کا علم وغیرہ سب اُسی کو خاص ہے۔ مجمل بات یہ سوچنا چاہئے کہ فقط وہی ہر چیز پر مطلع ہے اور کوئی نہیں۔ اثبات توحید میں یہ بات کافی ہے کسی کو بلانا نہ چاہیے غائبانہ حاجات میں وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَدْعُونَ مِنْ قَبْلُ دُرا واسے پہلے فرمایا يَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَهُمْ ذَٰلِكَ جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللَّهِ النَّارُ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ دوسری دفعہ فَمَنْ يُلْقَىٰ فِي النَّارِ اللّٰھم انی اعوذ بک من النار ومن غضب الجبار یعنی دوزخ بڑے عمیق میں پھینکا جاوے گا کوئی راستہ ہی نکلنے کا نہیں۔ تیسری دفعہ فرمایا يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِيَ قَالُوا آذَنَّاكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيدٍ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَدْعُونَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوا مَا لَهُمْ مِنْ مَحِيصٍ چوتھی دفعہ اِلَّا اَنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ سورت مومن کا یہ حاصل ہوا کہ کسی کو مستقل اور غائبانہ حاجات میں پس اگر کوئی شبہ کرے کہ ہم نے دیکھا ہے کہ شخص پکڑا جاتا ہے جب غیروں کو بلاتا ہے چھوٹ جاتا ہے یا مثلاً خواب دیکھتے ہیں کہ معبود باطل اس کو کہتا ہے کہ فلاں سختی تم پر ہمارے نہ بلانے سے آئی ہے یا کہ تم نے ہماری نذر نیاز میں قصور کیا تو اس کا جواب یہاں سے سمجھ گیا کہ یہ قرار کی وجہ سے ہے شیاطین پکڑتے ہیں شرک کرنے سے چھوڑ دیتے ہیں۔ شیاطین اضلال کے خواب دکھاتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حٰمٓ عٓسٓقٓ كَذَٰلِكَ يُوحِي إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ یعنی جو آگے مضمون آتا ہے وہی وحی ہوا ہے تمہاری طرف آگے سور سابقہ میں اور وحی ہوا ہے انبیاء سابقہ کو کذا فی المدارک اور ذالک نہ فرمایا اس واسطے کہ ہر آیت وہی نہیں اور یُوحِیْ لفظ مضارع نہ فرمایا اس واسطے بیان استمرار کے کذا فی جامع البیان۔ خلاصہ یہ ہے کہ کل انبیاء کی طرف ہم نے وحی کیا ہے کہ کہو لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ یعنی اللہ کا شریک کوئی نہیں سوہ بڑا عظیم ہے آسمان بھی ہیبت سے قریب ہیں کہ پھٹ جاویں اور فرشتے بھی پاکی بیان کرتے ہیں اللہ کی شرک سے اور کہتے ہیں سب حمد کا والی اللہ تعالےٰ ہے۔ کیونکہ سب نعمت اُس کے ہاتھ میں ہے اور جو شخص اس عقیدے کی طرف پھر آوے اُس کے لئے ملائک استغفار کرتے ہیں فی سورۃ المؤمن فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ قولہ تعالیٰ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ۔ قَالَ الْمُتَنَبِّیْ شعر

بہ تہدید اگر برکشد تیغ حکم ۔۔۔ بمانند کز وبیاں صم و بکم

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ اللَّهُ حَفِيظٌ اَی مطلع علیہم وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ آپ وکیل نہیں آپ کو انذار اور حجت کے لئے بھیجا ہے اگر ہم چاہیں جبری ایمان تو کرا لیتے لیکن لِيَبْلُوَكُمْ قولہ وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا یعنی یہی مضمون عربی بیان میں واضح کر کے بھیجا ہے اور سب وحی اس طرح واضح کر کے ہم نے اُن کی طرف بھیجا پھر نہیں مانتے تو نہ ماننے والے دوزخ میں جاویں گے اور اگر جبراً ایمان میں چاہتا تو میں قادر تھا وَلٰکِنْ لِّیَبْلُوَکُمْ۔ فیدخل المومن الجنۃ ولما کان ایمانھم محتاجا الی مشیئۃ فقال تعالیٰ یُدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ فِیْ رَحْمَتِہٖ قولہ تعالےٰ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ قال تعالےٰ فی موضع آخر فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا یعنی فطرت میں زمین آسمان میں تعلق رکھا گیا جیسے زوجہ میں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جملہ انبیاء کی طرف یہ وحی ہوا کہ اللہ تعالےٰ کا شریک کوئی نہیں اور انبیاء سابقہ کی طرف یہ حکم شروع ہوا اَقِیْمُوا الدِّیْنَ الْاِسْلَامَ

[illegible] بسبب بغاوت کے خلاف اس کا کیا اور لکھا۔ پیچھے جو لوگ آئے اور اُن کا لکھا ہوا دیکھا اُن کے لئے سبب شک ہوا لیکن عیان ثقات اور برات بسند نیک عالم جیب مان گئے کہ یہ امور مختر عہ ہیں اللہ کی کتاب نہیں تو اب پچھلے معاند نہیں کیونکہ ثقات مان گئے کہ کتاب اللہ کی بات ہیں قولہ من بعد ما استجیب لہ قال تعالیٰ اَوَلَمْ یَکُنْ لَّھُمْ اٰیَۃً اَنْ یَّعْلَمَہٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اور قرآن شریف نے نہایت کمال ضرور پر حق کو واضح کر دیا۔ ایسا قرآن کہ میزان ہے بین الحق والباطل قولہ الی اجل مسمّٰی اے المہلۃ الی اجل مسمّٰی۔ ہو قولہ تعالےٰ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فیہ قال تعالیٰ لَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا (روم ع ۴) اس سورت میں دو دعوے ہیں اول یہ کہ سب انبیاء نے کہا کہ سب کچھ اللہ کا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ انبیاء سابقہ کو بھی یہ حکم ہوا تھا کہ اقیموا دین الاسلام ولا تتفرقوا فیہ پھر پہلے کے مطابق فرمایا اللہ یجتبی الخ یعنی خاص اللہ تعالےٰ لطیف رازق ہے۔ دوسرے امر کے مطابق فرمایا اَمْ لَھُمْ شُرَکٰٓؤُا الخ قولہ تعالیٰ فَاِنْ یَّشَاِ اللّٰہُ یَخْتِمْ عَلٰی قَلْبِکَ فی سورۃ الشوریٰ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا یعنی رسول صنعم بوہیان فرماتے ہیں حق ہوتے ہیں مثلاً بَیَّتَ طَّآئِفَۃٌ مِّنْھُمْ غَیْرَ الَّذِیْ تَقُوْلُ وغیرذالک اور کوئی بیان ان کا جھوٹا نہیں نکلتا اگر غیر اللہ سے ہوتا کوئی بات جھوٹی نکلتی۔ پس بیان فرمایا اگر مفتری ہوتا تو حق تعالےٰ اس کی مدد کیوں کرتا پھر پہلے امر کے مطابق فرمایا ھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ وَھُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ قولہ تعالےٰ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ ؎

کجا من شکر این نعمت گذارم ۔۔۔ کہ زور مردم آزاری ندارم

وقولہ تعالیٰ وَمَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ واحل کثیر کما فی قولہ تعالیٰ وَمِنْ اٰیَاتِہِ الْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ کَالْاَعْلَامِ وفی سورۃ التغابن وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ وفی سورۃ الحدید وَمَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ اِلَّا فِی الْکِتٰبِ وفی سورۃ آل عمران اَوَلَمَّآ اَصَابَتْکُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَیْھَا قُلْتُمْ اَنّٰی ھٰذَا قُلْ ھُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِکُمْ۔ قولہ تعالیٰ وَمَآ اَصَابَکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰہِ وَلِیَعْلَمَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ نَافَقُوْا وفی موضع آخر فی الروم ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَھُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ قولہ وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ یعنی جو مصیبت تم کو آتی ہیں وہ اللہ کی طرف سے ؎ اور سب تمہارے گناہوں کے سبب آزمائش کے ہے جیسا آگے آتا ہے۔ وَیَعْلَمَ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْٓ اٰیَاتِنَا مَا لَھُمْ مِّنْ مَّحِیْصٍ پس اس جملہ میں سب کل جو ہیں کل انسان کی مراد نہیں (فافہم) قولہ یَنْتَصِرُوْنَ یعنی انتصار سے زیادتی نہیں کرتے قولہ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ کَفُوْرٌ فی سورت الواقعۃ اَفَاَنْتُمْ لَہٗ مُدْھِنُوْنَ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ یعنی کفور ہو جاتا ہے فقط لایقدر علی الانتقام والانتصار اِسْتَجِیْبُوْا لِرَبِّکُمْ متعلق بالامر الثانی قولہ تعالیٰ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَہٗ الخ لایقدر احد علی دفعہ کذا فی الخازن۔ من اللہ متعلق بیاتی وقیل بغیر ذالک پھر پہلے اور کے متعلق فرمایا وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ یعنی جو غیر شرع ہمارے ہے انبیاء کے ہے اقامت دین الاسلام کے سوا امر مخترع ہے وہ وحی کا نہیں۔ وحی کے تو یہ طریقے ہیں اور بحمد اللہ آپ ان میں سے بین ہیں یہ ہے کہ اگر کوئی کہے کہ تم کہتے ہو لَا تَتَفَرَّقُوْا اَحَدًا پس لکھا ملتا ہے کتب سابقہ میں ندا غیر اللہ کو تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ باجمیل کا لکھا ہوا ہے کچھ دلوں کو وہ سب شبہ ہوتا ہے لیکن وہ معذور نہیں بعد استجابۃ تامہ عیان ثقات کے اور بیان مرتاب اللہ کے باوجود جمل کا خواہ مخواہ جب عذر نہ ہوا۔ قال تعالیٰ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّہٗ لَا یُکَلِّمُھُمْ وَلَا یَھْدِیْھِمْ سَبِیْلًا اِتَّخَذُوْہُ وَکَانُوْا ظٰلِمِیْنَ اب اسانید حدیث ضعیفہ یا موضوعہ پیش کرنا لغو ہے جیسا حدیث یا محمد انی توجهت بک الی ربی پیش کرتے ہیں۔ راوی اس کا ابو جعفر مدائنی جیسا مستدرک

× لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ الخ قولہ یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ پیغمبروں کا حال دیکھو۔ اور دوسرے امر کے متعلق فرمایا۔

کی ایک روایت میں ہے اور ایک روایت میں ابو جعفر مدنی کہا جیسا کہ استاذ اور ابن ماجہ میں ہے اور ایک روایت میں ابو جعفر مدینی لکھا جیسا کہ مسند احمد میں اور صحیح مسلم میں ہے ابو جعفر مدائنی جس کو مدنی کہتے ہیں وہ ثقہ ہے۔ ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث بغیر ابی جعفر کے کسی نے نہیں روایت کی اور یہ ابو جعفر شخص نہیں۔ انتہی بیان الترمذی لغرض شرح حدیث اس کا جواب علماء نے بیان کیا ہے کہ یہ مخالف حدیث سے دعوے کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مصیبت کے وقت مجھے پکارو یہ اس طرح نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ اول تو ثبوت اس امر کا نہیں حجۃ الاسرار والے کے قول میں شاہ ولی اللہ دہلوی نے فرمایا کہ مشائخ حدیث حجۃ الاسرار والے کو معتبر نہیں سمجھتے مع ہذا اس نے جو سند لکھی ہے اس کا پتہ نہیں کہ کیسے ہیں اور اصل عبارت یوں لکھتے ہیں اذکر فی اس کا معنی یہ ہے کہ تو سن میرے دعا مانگو واللہ اعلم بالصواب اور بلاغ المبین میں ہے کہ یہ اندراج بعض مجاوروں فاسدوں کا ہے نہ کہ پیر صاحب کا فرمودہ ہے نہ حجۃ الاسرار والے نے لکھا ہے اعلموان حدیث اللھم انی اسئالک والتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ رواہ الترمذی عن ابی جعفر وقال لیس ھو الخطمی وقال لا نعرفہ من غیر ابی جعفر رواہ بعضھم انہ ھو الخطمی وروی ھذا الحدیث البیھقی والطبرانی وابن ماجہ والترمذی واحمد فی مسندہ وابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ ورواہ ابوبکر بن ابی خیثمہ فی تاریخہ قال ابن تیمیہ فی کتابہ المسمی بالقاعدۃ الجلیلۃ فی التوسل والوسیلۃ فی ص ۱۲۲ رأیت فی فتاوی الفقیہ ابی محمد بن عبدالسلام قال لا یجوز ان یتوسل الی اللہ باحد من خلقہ الا برسول اللہ صلعم ان صح حدیث الاعمی فلم یعرف صحتہ انتھی وفی بعض الروایات ابو جعفر المدائنی وفی بعض ابو جعفر المدینی وفی بعضھا ابو جعفر المدائنی وھذا لیس بخطمی بل ھو ابو جعفر المدائنی الذی قال المسلم فی خطبۃ صحیحہ اللہ وضاع۔ وقال فی التقریب لعلہ ابو جعفر الرازی وسیف السنادی فی صحیحہ فی ص ۲۵۵ بان ابا جعفر الرازی ضعیف وفی غایۃ الامانی فی الجزء الثانی ص ۳۲۳ فی بیان حدیث الاعمی قولہ یا محمد یا نبی اللہ ھذا واستدلال ناء یطلب برا استحضار المنادی فی القلب فیخاطب المشہد بالقلب کما یقول الحی للحی یا اخی ویرحمہ اللہ ویبارک ترا والانسان یخص مثل ھذا الکثیرا یخاطب من یتصورہ فی الخیال وان لم تکن فی الخارج من یسمع الخطاب انتہی۔ یعنے نسب امین کرکے تکلم کرتا ہے چنانچہ بیت ؎

خیال یار پیشِ دیدہ بنشاند ✦ ہمہ از دیدہ ہمہ از لب گہر افشاند

کہ اے پاکیزہ گوہر از چہ کانی ✦ کہ از تو دارم این گوہر خوشابی

اس کا یہ معنی نہیں کہ یہ شخص منادی بالکسر منادی بالفتح کو متمثل بنا لیتا ہے بلکہ اسی منادی کو بالفاظ خطاب ذکر کرتا ہے واگر نہ تو لفظ یا النبی یہ کلمہ میں نداء کا موجائے گی مثل قولہ۔ شعر

باللہ یاظبیات القاع قلن لنا ✦ لیلای منکن ام لیلی من البشر

ومثل قول الشاعر ؎

الا یا منزل سلمی سلام علیکما ✦ ھل الا زمن اللاتی مضین رواجع

بلاغ المبین نے احکام رب العلمین میں ہے، درین حدیث دو طریق صحیح است یکے اسلم از وقوع شراں دوم سالم از [illegible]

تحقیق بدمان سیات آن سرور ہم ممکن است کہ آن ضعیف البصر قریب آن حضرت صلعم در مسجد نبوی دو رکعت نماز گذارد و در دعائی خود بعد از نماز باسم مبارک و بانبی اندنا کرد تا آن حضرت را بر و ترحم آمد و دعا کرد و گفت کہ اے پیغمبر خدا متوجہ میگردانم تو سوئے پروردگار خود در قضائے این حاجت خاص من تا کہ روا کند پس ہر گاہ کہ آنحضرت صلعم متوجہ بشفاعت شدند سائل بجناب الٰہی عرض کرد بار خدایا شفاعت او قبول کن در حق من۔ و طریق سالم از شرک آنست کہ در حالت غیبت آنحضرت صلعم مجاز را است و اطلاق مجاز را علاقہ ضرور باشد و آن علاقہ این است کہ ذات پیغمبر باوصف نبوت کہ داخل وی است در مسمی در ایمان گویا داخل قلب ہر مسلمان است۔ پس سائل بجناب الٰہی بایراد این نداظہر میسازد کہ وسیلہ قویہ در حق من ایمان من است بہ پیغمبر تو از بن جہاد است کہ آن سرور صلعم بعد از لفظ یا محمد کلمہ یا نبی اللہ بہم تعلیم فرمودند لطافت این معنی و حقیقت این مجاز اہل مذاق شعر را خوب می دانند۔ حافظ شمس الدین شیرازی رح میفرماید ؎ اے نسیم سحر آرام گہ یار کجا است۔ حاصل آنکہ بیشتر اوقات آدمی در حضور ارباب حاجات برائے حصول مرادات اضطراب ہائے تخیلی میکند۔ و آن اضطرابی مادام کہ منجر بشرک نیست موجب مزید قبول میگردد و لیکن چون این تخیل عوام را کشاں کشاں در ورطہ شرک می اندازد آنحضرت صلعم علاج آن فرمودند بہم در جائے دیگر و بہم در حدیث اللھم فشفعہ در بن عبارت دلیل واضح است بر انکہ این خطاب خطاب تخیلی است نہ خطاب حقیقی والا احاجت این دعا نہ افتاد کہ بار خدایا پیغمبر را در حق من شفیع گردان بلکہ بپنان می بایست گفت کہ اے پیغمبر در حق من شفاعت کن و روی الطبرانی من حدیث اصبغ بن الفرج قال حدثنا عبداللہ بن وھب عن شبیب بن سعید المکی عن روح ابن القاسم عن ابی جعفر الخطمی المدنی عن ابی امامۃ بن سہل بن حنیف عن عمہ عثمان بن حنیف ان رجلا کان یختلف الی عثمان ابن عفان فی حاجۃ لہ فلقی عثمان بن حنیف فشکا الیہ ذلک فقال لہ عثمان بن حنیف ائت المیضأۃ فتوضأ ثم ائت المسجد فصل فیہ رکعتین ثم قل اللھم انی اسئلک و اتوجہ الیک بنبینا محمد صلعم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربک عز وجل فیقضی لی حاجتی و تذکر حاجتک و رح حتی ارح معک فانطلق الرجل فصنع ما قال لہ ثم اتی باب عثمان بن عفان فجاء البواب حتی جلس معہ علی الطنفسۃ و قال حاجتک فذکر حاجتہ فقضاھا لہ ثم قال لہ ما ذکرت حاجتک حتی کانت ھذہ الساعۃ و قال ما کانت لک من حاجۃ فانتنا ثم ان الرجل خرج من عند عثمان بن حنیف فقال لہ جزاک اللہ خیرا ما کان ینظر فی حاجتی و لا یلتفت الی حتی کلمتہ فی فقال عثمان بن حنیف واللہ ما کلمتہ ولکن شھدت رسول اللہ صلعم واتاہ ضریر فشکا الیہ ذھاب بصرہ فقال لہ النبی صلعم افتصبر فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لیس لی قائد و قد شق علی فقال لہ رسول اللہ صلعم ائت المیضأۃ فتوضأ ثم صل رکعتین ثم ادع بھذہ الدعوات۔ فقال عثمان بن حنیف فواللہ ما تفرقنا و لا طال بنا الحدیث حتی دخل علینا الرجل کان لم یکن بہ ضرقط انتھی و شبیب ھذا روی عن روح ابن الفرج احادیث مناکیر و لفظ البیہقی عن شبیب بن سعید الخطمی عن روح ابن القاسم عن ابی جعفر المدائنی و ھو الخطمی عن ابی امامۃ بن سہل بن حنیف عن عثمان بن حنیف قال رسول اللہ صلعم و فی مستدرک الحاکم فی باب الدعاء عن شبیب بن سعید عن روح ابن القاسم عن ابی جعفر المدائنی کذا فی نسخ قلمیۃ صحیحۃ و ھو الخطمی عن ابی امامۃ بن سہل بن حنیف عن عمہ عثمان بن حنیف قال سمعت رسول اللہ صلعم و جاء رجل ضریر الخ در مکتوبات حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رضی اللہ تعالے عنہ ثم اعلم ان السید المفسر خیر الدین شہیر بابن الالوسی نقل عن البعض ان قصۃ حدیث عثمان بن حنیف بعد وفاتہ صلعم ان امارات الوضع لائحۃ

علیہ انتہی - یا ابوجعفر خطمی ہونا ثابت نہیں - اسی واسطے لکھا ابن تیمیہ من حدیث الاعمش لم یعرف صحتہ - عجب است کہ باوجود معجزہ بینہ او در
از ہیچ یکی از صحابہ سوائے عثمان ابن حنیف روایتہ نیامدہ و از رُواۃ بجز ابوجعفر ہیچ کس روایت نکردہ پس اگر بحمل صحیح کہ موافق قرآن و حدیث و فقہ باشد
حمل نکردہ شود و چگونہ لائق اعتماد گردد و عبداللہ بن سور ابوجعفر المدائنی وقد یقال المدنی فقد یقال المدینی محدث الا علی جاء فی بعض الروایات سندا
احمد ابوجعفر المدینی و فی بعض روایات الحکم المدائنی فاما ابوجعفر الخطمی لا یقال لہ المدائنی ولا المدینی - فبالجملۃ جاء نہی الدعاء عن
الغیر فائتا فی خمسین سورۃ فکیف یقابل بہذا الحدیث الموہوم ثبوتہ الموہوم معناہ الذی یریدون بہ فانفقت جواء فی الحدیث علمت
ما فی السموات والارض اضیف الیہ ام لا وعلی تقدیر صحتہ ما معناہ فاقول حدیث علمت ما فی السموات والارض ضعیف وان صح احمل علیہ
فیخالف النص القرآنی - فی سورت صٓ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ إِنْ يُوحَىٰ إِلَيَّ إِلَّا أَنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُبِينٌ اے اِنَّمَا اَنَا
نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (مدارک) و فی الخازن عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی ربی فی احسن صورۃ قال احسبہ قال فی المنام
فقال یا محمد ہل تدری فیم یختصم الملاء الاعلی قلت لا قال فوضع یدہ بین کتفی حتی وجدت بردہ بین ثدیی فعلمت ما فی السموات
والارض قال یا محمد فیم یختصم الملاء الاعلی قلت نعم فی الکفارات و فی روایۃ فقلت لبیک وسعدیک - وفیہا فعلمت ما بین المشرق
المغرب و فی روایۃ فی المشکوٰۃ فی ص ۶۹ عن عبدالرحمن بن عائش قال قال رسول اللہ صلعم رأیت عزوجل فی احسن صورۃ قال فیم
یختصم الملاء الاعلی قلت انت اعلم قال فوضع کفہ بین کتفی فعلمت ما فی السموات والارض وتلا کَذٰلِكَ نُرِيٓ إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ
وَالْأَرْضِ رواہ النسائی مرسلا والترمذی نحوہ عندہ وعن ابن عباسؓ ومعاذ بن جبل وزاد فیہ قال یا محمد ہل تدری فیم یختصم الملاء
الاعلی قلت نعم فی الکفارات انتہی مختصرا فی المشکوٰۃ فی ص ۷۰ عن معاذ بن جبل قال احتبس عنا رسول اللہ صلعم ذات الغداۃ عن صلوٰۃ الصبح
حتی کدنا نتراءی عین الشمس فخرج سریعا فثوب بالصلوٰۃ فصلی رسول اللہ صلعم وتجوز فی صلوٰتہ فلما سلم دعا بصوتہ فقال لنا علی مصافکم کما انتم
ما حبسنی عنکم الغداۃ انی قمت من اللیل وصلیت ما قدر لی فنعست فی صلوٰتی حتی استثقلت فاذا انا بربی تبارک وتعالی فی احسن صورۃ
فقال یا محمد قلت لبیک یا رب قال فیم یختصم الملاء الاعلی قلت لا ادری قال فرأیتہ وضع کفہ بین کتفی فتجلی لی کل شیئ وعرفت قال فیم
یختصم الملاء الاعلی قلت فی الکفارات قال ثم فیم یختصم قلت فی الدرجات رواہ احمد والترمذی انتہی مختصرا فی الخازن قال البیہقی ہذا
حدیث مختلف فی اسنادہ فرواہ زہیر بن محمد عن یزید بن یزید عن جابر عن خالد بن العلاج عن عبدالرحمن بن عائش عن رجل من اصحاب
رسول اللہ صلعم ورواہ جعفر بن عبداللہ عن یحیی بن ابی کثیر عن زید بن سلام عن عبدالرحمن بن عائش الحضرمی عن مالک بن عامر عن
معاذ بن جبل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورواہ موسی بن خلف العمی عن یحیی عن زید عن جدہ مطر ورواہ ابوسلام عن بن السکسکی وہو
عبدالرحمن بن عائش الحضرمی السکسکی کذا فی التقریب عن مالک بن یخامر عن معاذ بن جبل وقیل فیہ غیر ذالک ورواہ ابوایوب عن ابی
قلابۃ ای عن خالد عن ابن عباسؓ ورواہ قتادہ عن ابی قلابۃ عن خالد بن حلاج عن ابن عباسؓ اقول ہذا منقطع بدلیل الروایۃ الاولی ان
خالد بن الحلاج روی عن عبدالرحمن بن عائش الحضرمی عن رجل من اصحاب النبی صلعم فالروایات کلہا عن عبدالرحمن بن عائش الحضرمی السکسکی
قال البغوی عبدالرحمن بن عائش لہ حدیث واحد الا انہ یضطرب فیہ وہو حدیث الرویۃ قال البیہقی قد روی من طریق کما ما ضعیف وفی

ثبوت پر نظر انتہی عبارتہ الخ۔ وروی ذالک الحدیث جابر ابن سمرۃ ایضاً ولفظہ فوجدت بردھا یبرد ثنایای فما سألنی عن شئی الا علمتہ، وروا ہ ابوھریرۃ ولفظہ فعلمت الذی سألنی عنہ وردہ الی ام امۃ ولفظہ فعلمت فی منامی ذالک ما سألنی عنہ من امر الدنیا والاخرۃ، وروا ہ ثوبان ولفظہ فتجلی لی بین السماء والارض۔ اقول ھذا الامکان فی المنام فلا اشکال فانہ تعالی لیس لہ مثل ولہ مثال لہ یری فی المنام فی عالم المثال وروا ہ عبدی ابن الحاتم ولفظہ لا یسری لی الی السماء السابعۃ وروا ہ ابو نعیمۃ بن الجراح ولفظہ لما کان لیلۃ المسری فنفہ من حدۃ الروایات انہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلم بعض الاشیاء واما لفظ فعلمت علم الاولین والاخرین فی تفسیر روح البیان وضم یدہ بین کتفی فوجدت علم الاولین والاخرین ولیس فی کتب الحدیث فالفاظ المحقق ھو لفظ یردی معنی ففھمت الذی سألنی عنہ والباقی آخر من الروایۃ الضعاف وھذہ الروایات نقلتہ من الدر المنثور۔ واما لفظ علم الاولین والاخرین ان حمل علی العموم کما یدل علیہ بعض الآیات والروایات فلا یثبت خصوصیۃ المعجزات لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فیشترک علیہ علم الشعر قال تعالی وما علمنٰہ الشعر وما ینبغی لہ وان حمل علی الخصوص کما یدل علیہ بعض الآیات والروایات فی

قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ انتہیٰ پس اعتقاد علم غیب بغیر حق تعالیٰ اکاما علیہ اللہ تعالیٰ احیاناً مفضی الی الکفر است ہذا حاصل ما کتبہ المفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی ۲۷ محرم ۱۳۴۴ھ۔ ومثل ما فی المسامرۃ ذکر علی قاری فی شرح الفقہ الاکبر ونحوہ فی البلاغ المبین للشاہ ولی اللہ ونحوہ فی فتح العزیز فی مختار الفتاوی لو تزوج امرۃ بشہادۃ اللہ ورسولہ لا یعتقد النکاح ویکفر لاعتقادہ ان النبی یعلم الغیب وکذا فی التاتارخانیہ البحر الزائق والتبیین لصاحب الہدایۃ وکذا فی الفصول العمادیہ وقاضیخان والبزازیۃ والعالمگیریۃ الشامی وفی الجواہر الاخلاطی من زعم ان النبی علیہ السلام یعلم الغیب یکفر فما ظنک بغیرہ وفی البیری حاشیۃ الاشباہ فی الولوالجیۃ وغیرہا من کتب المذہب رجل تزوج امرۃ ولم یحضر شاہد فقال تزوجتک بشہادۃ اللہ ورسولہ یکفر لانہ یعتقد بان النبی علیہ السلام یعلم الغیب لان الشہادۃ لمن لا علم لہ بہ ومن اعتقد ہذا کفر وبہ قال الشیخ ابو القاسم الصفار انتہیٰ۔ فتاوی رشیدیہ ص ۱۲ میں ہے حضرت صلعم کو غیب نہ تھا نہ کبھی اس کا دعوے کیا۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو سب علم غیب تھا صریح شرک ہے وکذا فی فتاوی مولوی عبد الحی فی موضع متعددۃ فی الجزء الاول ص ۲۵، ۳۸، ۵۵ وفی الجزء الثانی ص ۲۴ وفی الجلد الثالث ص ۵ وفی البزازیۃ ص ۳۳۶ علی ہامش الفتاوی الہندیہ ان امرۃ شداد بعثت الیہ سحورا علی یدا عجاریۃ فابطأت فتخاصمت زوجتہ معہ الی قولہ قال لہا اتعلمین الغیب فقالت نعم فکتب شداد الی محمد بن الحسن فکتب الیہ ان حد النکاح اے بعد استنابتہا فانہ کفرت ع

بس کنم خود زیرکان را این بس ست

واما ما رواہ الطبرانی ان اللہ رفع لی الدنیا فانظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ہذا۔ ورواہ الطبرانی ما حدث ابی ذر وترجمتہ علی ما فی الانوار الساطعہ حضوت صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم سے تشریف فرما ہوئے اور ہم کو بتلائے ہر چیز اگر کوئی جانور ہوئی یا زد آسمان میں ہلاتا ہے وہ بھی ہم سے ذکر کر چکے اور کنز العمال میں بایں لفظ بیان کیا۔ ما الطارطا ثرولا سقط ورق من شجرۃ یا اخی تدبا یکن صحت ہذا القول ان حمل علی ظاہرہ کما عی انہ علیہ السلام اخبرنا عن طیران کل ذباب وسقوط ورق کل شجرۃ انما ہذا مبالغۃ فی بیان علیہ الصلوٰۃ والسلام امورا عظاما وامادفع الدنیا ونظرہ علیہ السلام الیہا فہذا محمول علی انہم سئلوا عن اشیاء تعنتا فتمثلت لہ الاشیاء کل ما سئلوا صور لہ علیہ السلام کما صور بیت المقدس دون دار عقیل کما فی الخازن ص ۱۵۱ حین التبس علیہ السلام لما سألت کفار قریش عن نعت بیت المقدس فی صحیح مسلم سألنی قریش عن اشیاء لم اثبتہا فکربت کربۃ ما کربت مثلہا قط مزفعہ اللہ لی انظر الیہ سے اور سورۃ فاتحہ سے کیکر تا آخر خواہیم تک ہر سورت میں ذکر ہے کہ علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے اور سب ان سور میں ہے کہ اور کو یعنی سوا حق تعالیٰ کے غائبانہ حاجات میں نہ پکارو اور اسی پر محدثین فقہا کا اتفاق ہے اور اس پر اجماع امت ہے پھر اگر کوئی چیز مخالف نظر آئے تو اس کی تاویل کرو یا وہ لائق رد ہوگی فی بہجۃ الاسرار فی ص ۱۰۲ اخبرنا ابو المعالی عبد الرحیم بن مظفر بن محمد بن القرشی قال اخبرنا الحافظ ابو عبد اللہ محمد بن المحمود بن النجار البغدادی قراءۃ علیہ وانا اسمع ببغداد قال کتب لی عبد اللہ البجائی ونقلتہ من خطہ قال لقیت بہمدان رجلا من اہل دمشق یقال لہ ظہیر قال لقیت بشرا القرظی فی طریق نیشا فورا وقال خوارزم ومعہ اربعۃ عشر جملا سکرا فقال لی نزلنا فی بریۃ محوفۃ لا یقف فیہا الا خ من تہیم من الخوف فلما حملنا الاحمال من اوائل اللیل فقدنا اربعۃ جمال محملۃ فطلبتہا فلما اجدہا ورحلت القافلۃ وانقطعت عنہا الطلب

الجمال فتعصب لی الجمال وقفت معی وطلبناها فلم نجدها فلما انشق الفجر ذکرت قول الشیخ یعنی الشیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان وقعت فی شدۃ فنادنی فانہا تنکشف عنک فقلت یا شیخ عبد القادر جمالی مرت یا شیخ عبد القادر جمالی مرت ثم التفت الی مطلع الفجر فرأیت فی ضوء الفجر اول ما انشق رجلا علی رابیۃ علیہ ثیاب شدیدۃ البیاض وھو یشیر الی بکمہ الی تعال قال فلما صعدنا علی الرابیۃ لم نر احدا ثم رأینا الاربعۃ الجمال تحت الرابیۃ بارکۃ فی الوادی فاخذناھا ولحقنا القافلۃ۔ قال ابو المعانی فاتیت الشیخ ابا الحسن علیا الحنبازی رحمۃ اللہ تعالیٰ وحدثتہ بھذہ الحکایۃ فقال سمعت الشیخ ابا القاسم عمر النبراری یقول سمعت سیدی الشیخ محی الدین عبد القادر یقول من اصابتہ نائبۃ فی کربۃ کشفت عنہ ومن نادانی باسمی فی شدۃ فرجت عنہ ومن توسل بی الی اللہ تعالیٰ فی حاجۃ قضیت لہ ومن صلی رکعتین یقرء فی کل رکعۃ بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص احدی عشر مرۃ ثم یصلی علی رسول اللہ صلعم بعد السلام وسلم علیہ ویذکرنی ثم یخطو الی جھۃ العراق احد عشر خطوۃ ویذکر اسمی ویذکر حاجتہ فانہا تقضی باذن اللہ انتہی۔ اقول لا نعلم حال الرواۃ وایضا کثیرا ما یقع الخلط فی الروایۃ بحسب ذکر الرواۃ الفاظا بحسب المعنی ولا یؤدون العبارۃ الاصلیۃ۔ فان کان المراد انی مراد الشیخ اذکرنی اے یقول بحرمۃ الشیخ ویکون مراد الشیخ من قولہ نادنی اے نادنی اللہ تعالیٰ بوسیلۃ ھذا المعنی بحسب نسخۃ نادنی بالیاء الجارۃ واما فی النسخۃ المطبوعۃ من لفظ نادانی فلعلہ من الراوی بحسب الروایۃ بالمعنی او یؤل النداء بمعنی النداء بنصب العین ولا بد من التأویل ای تأویل او یقال بعدم الثبوت لئلا یخالف القطعیات۔ فی بلاغ المبین للشاہ ولی اللہ ان ھذہ وامثالھا ھی من مخترعات المجاورین لیس من الشیخ ولا من صاحب البھجۃ او جبرہ فی الکتاب بعض المجاورین المخترعین واللہ اعلم بالصواب وان نظرت فی بھجۃ الاسرار تجد اشیاء مخالفۃ للمنصوص کذلک قال ابن حجر قال ذالک صاحب کشف الظنون نا قلا عن ابن حجر ویقول حسبی علی رأیت فیھا اشیاء مخالفۃ للمنصوص کما فی ص ۱۵۴ قال الشیخ علی بن الہیتی رض رویت نملۃ وھماء فی لیلۃ ظلماء علی صخرۃ سوداء وراء جبل قاف وھو یعلمنی بھا دبی منذ انی بلا واسطۃ ویطلعنی علیھا اعیانا التفطرت مرارتی۔ مصرعہ

بس کنم خود زیرکاں را این بس ست

فی سورۃ الجن قُلْ إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّي خاصہ قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا اے ان لم تؤمنوا ولا یسی لی رشدکم وھدایتکم جبرا قُلْ إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ ان عصیتہ کقول صالح علیہ السلام فَمَنْ يَنْصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ عَصَيْتُهُ وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ اے من عذاب اللہ ملتحدا۔ فی تبارک الذی لَيَنْصُرُكُمْ مِنْ دُونِ الرَّحْمَٰنِ اے من عذاب الرحمن۔ قُلْ إِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ مَا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي أَمَدًا۔ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا۔ الاستثناء منقطع کما فی الجمل ناقلا عن السمین۔ یعنی دفتر غیبی کی کے حوالہ نہیں فرماتا فی الصواح اظہار پیدا کردن وچیرہ گردانیدن۔ پس بحسب مضامین اظہار اللہ علیہ مذکور فی سورۃ التحریم وبحسب معنی ثانی لیظھرہ علی الدین وردین جامعنی ثانی است۔ والا فکان ینا سب فلا یظہر غیبہ علی احد ھکذا فی تفسیر العزیزی و فی سورۃ آل عمران وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب فی الصراح اطلاع وقوف دادن کسے را بر سر دیگر ہم ہماں مراد است یعنی بر سر غیبے و دفتر غیبے ہیچکس واقف نیست پس استثناء منقطع است کما نقل صاحب الجمل عن السمین فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا فی الصراح اے

علی ہندی پتہ ۱۲

چشم دانشمن الراصد لشیء الراقب له مایلفظ من قول الا لدیه رقیب عتید - وفی سورۃ الانعام قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْ یُّحْشَرُوْۤا اِلٰی رَبِّهِمْ لَیْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِیٌّ وَّلَا شَفِیْعٌ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَیْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَیْهِمْ مِّنْ شَیْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّیَقُوْلُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنْۢ بَیْنِنَا اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِیْنَ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْنَ قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ یَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰۤی اَجَلٌ مُّسَمًّی ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَیُرْسِلُ عَلَیْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا یُفَرِّطُوْنَ ثُمَّ رُدُّوْۤا اِلَی اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِیْنَ قُلْ مَنْ یُّنَجِّیْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ قُلِ اللّٰهُ یُنَجِّیْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰۤی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ یَلْبِسَكُمْ شِیَعًا وَّیُذِیْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ اُنْظُرْ كَیْفَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّهُمْ یَفْقَهُوْنَ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ قُلْ لَّسْتُ عَلَیْكُمْ بِوَكِیْلٍ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَمَا عَلَی الَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰی لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ وَذَرِ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَذَكِّرْ بِهٖۤ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیٌّ وَّلَا شَفِیْعٌ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا یُؤْخَذْ مِنْهَا اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِیْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِیْمٌ بِمَا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُنَا وَلَا یَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰۤی اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِی اسْتَهْوَتْهُ الشَّیٰطِیْنُ فِی الْاَرْضِ حَیْرَانَ لَهٗۤ اَصْحٰبٌ یَّدْعُوْنَهٗۤ اِلَی الْهُدَی ائْتِنَا قُلْ اِنَّ هُدَی اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰی وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَاَنْ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ وَهُوَ الَّذِیْۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَیَوْمَ یَقُوْلُ كُنْ فَیَكُوْنُ قَوْلُهُ الْحَقُّ وَلَهُ الْمُلْكُ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّیْۤ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ وَكَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الَّیْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَاۤ اَكْبَرُ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ وَلَاۤ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْئًا وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ وَكَیْفَ اَخَافُ مَاۤ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ وَتِلْكَ حُجَّتُنَاۤ اٰتَیْنٰهَاۤ اِبْرٰهِیْمَ عَلٰی قَوْمِهٖ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَیْنَا وَنُوْحًا هَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ وَاَیُّوْبَ وَیُوْسُفَ وَمُوْسٰی وَهٰرُوْنَ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ وَزَكَرِیَّا وَیَحْیٰی وَعِیْسٰی وَاِلْیَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَالْیَسَعَ وَیُوْنُسَ وَلُوْطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَی الْعٰلَمِیْنَ وَمِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَیْنٰهُمْ وَهَدَیْنٰهُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ذٰلِكَ هُدَی اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَاِنْ یَّكْفُرْ بِهَا هٰۤؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّیْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِیْنَ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰی لِلْعٰلَمِیْنَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ اِذْ قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰی نُوْرًا وَّهُدًی لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِیْرًا وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنْتُمْ وَلَاۤ اٰبَآؤُكُمْ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَوْ تَرٰۤی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ وَمَا نَرٰی مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِیْكُمْ شُرَكٰٓؤُا لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَیْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَیِّتِ مِنَ الْحَیِّ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰی تُؤْفَكُوْنَ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَجَعَلَ الَّیْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّفْقَهُوْنَ وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِیَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ اُنْظُرُوْۤا اِلٰی ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَیَنْعِهٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِیْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَیْرِ عِلْمٍ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنّٰی یَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ وَّخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا وَمَاۤ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ وَلِیَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَیِّنَهٗ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ اتَّبِعْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَاۤ اَشْرَكُوْا وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا وَمَاۤ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَكِیْلٍ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ كَذٰلِكَ زَیَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ اِلٰی رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰیَةٌ لَّیُؤْمِنُنَّ بِهَا قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا یُشْعِرُكُمْ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ لَا یُؤْمِنُوْنَ - فی سورۃ الاعراف یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰىهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ یَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰیَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَیْتَهَا قُلْ اِنَّمَاۤ اَتَّبِعُ مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ مِنْ رَّبِّیْ - سورۃ انفال وَاِذْ یُرِیْكُمُوْهُمْ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلًا وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِیْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ اِنَّهٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَیْهِمْ عَلٰی سَوَآءٍ - واخرین من دونهم لا تعلمونهم اللہ یعلمهم - سورۃ التوبۃ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِیْنَ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ مَرَدُوْا عَلَی النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ - سورۃ یونس وَیَقُوْلُوْنَ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ - ویقولون متی هذا الوعد ان کنتم صدقین - قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ وَیَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ قُلْ اِیْ وَرَبِّیْۤ اِنَّهٗ لَحَقٌّ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِی الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ وَیَسْتَعْجِلُوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ قُلْ اِیْ وَرَبِّیْۤ اِنَّهٗ لَحَقٌّ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ - سورۃ ہود قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ وَّلَاۤ اَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ تَزْدَرِیْۤ اَعْیُنُكُمْ لَنْ یُّؤْتِیَهُمُ اللّٰهُ خَیْرًا اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ اِنِّیْۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ - سورۃ رعد وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ اَنَابَ - سورۃ نحل وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - سورۃ بنی اسرائیل وَیَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ - سورۃ الکہف قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ - سورۃ مریم اَطَّلَعَ الْغَیْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا - سورۃ طٰہٰ وَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤی اُمِّكَ مَا یُوْحٰۤی - كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَیْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ وَقَدْ اٰتَیْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا - ولا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضی الیک وحیه - وقل رب زدنی علما - سورۃ انبیاء قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاِنْ اَدْرِیْۤ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ - سورۃ مومن قَالَ رَبِّ اِنَّ تُكَذِّبُوْنِ مَا یُوْعَدُوْنَ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ - سورۃ النمل قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ - سورۃ الکہف وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ قُلْ عَسٰۤی اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا - قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا - سورۃ القصص وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِیِّ اِذْ قَضَیْنَاۤ اِلٰی مُوْسَی الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ - وَمَا كُنْتَ ثَاوِیًا فِیْۤ اَهْلِ مَدْیَنَ تَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِیْنَ - وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَیْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ - سورۃ العنکبوت وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ

وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ - قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورۃ لقمٰن) اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا - وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (سورۃ السجدہ) ذٰلِكَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ (سورۃ الاعراب) اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا - يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ (سورۃ سبا) عَالِمُ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ - اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (سورۃ ص) مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ - اِنْ يُّوْحٰى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (حٰمٓ مومن) فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ - مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ (حٰمٓ السجدہ) قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ - اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ (سورۃ الاحقاف) قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ - فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ (سورۃ محمد) وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ (سورۃ طور) اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ - اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ (سورۃ المنافقون) وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ - يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ - سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ - اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (سورۃ التحریم) يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ - وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا - فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَكَ هٰذَا قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ (سورۃ القلم) فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ (سورۃ الحاقۃ) وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ - ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ - (سورۃ الجن) قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ (سورۃ النازعات) يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا - فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا - اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا (سورۃ عبس) عَبَسَ وَتَوَلّٰى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰى الخ (سورۃ التکویر) اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ (سورۃ والضحیٰ) مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى - اعلم یا اخی لم یوجد استثناء من الغیب فی هذه الآیات کلها واما قوله تلک من انباء الغیب نوحیها الیک فلم یسم علم الوحی علم الغیب - نعم فهم ان الله تعالی یوحی من انباء الغیب الی الانبیاء وکذا الی غیرهم قال تعالٰی اَوْحٰى بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا یوحی الی الانبیاء اکما شاء الله تعالی (قال تعالی فی سورۃ البقرۃ) وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ - والوحی الی الانبیاء کذلک قال تعالی فی سورۃ ص اَمر النبی صلعم ان یقول مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ - اِنْ يُّوْحٰى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ - وفی سورۃ القصص - وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ - وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ - وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ - واما آیۃ آل عمران وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ - فاعلم ان معناه مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ

المؤمنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب ۔ اے بالابتلاء والجہاد فان توہم متوہم ان التمیز یحصل بان یطلع النبی بالوحی فقال اللہ تعالیٰ ما کان اللہ لیطلع محمدا صلعم علی الغیب فیخبرکم بالمؤمن والکافر کذا فی الخازن ۔ ولکن اللہ یجتبی من یشاء حال کونہ من رسلہ لتبلیغ احکام الجہاد فیمیز الخبیث من الطیب فلم یحصل الاستثناء من الغیب ومعنی قولہ تعالیٰ وَاِنْ اَدْرِیْ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَہٗ رَبِّیْ اَمَدًا عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا ۔ ای چیرہ نمی گرداند ہیچ کسرا بر دفتر غیبی خویش ہر چیز کہ بخواہد بہ بیند ۔ لکن یرسل الی رسلہ ملائکۃ بالوحی للامور التشریعیۃ ومایتعلق بہا ۔ والاستثناء فی الا من ارتضی منقطع کما فی السمین نقلہ صاحب الجمل ۔ ولا یوحی کل امر فی سورۃ ص ان یوحی الی الا انما انا نذیر مبین ۔ والذین حملوا علی الاستثناء المتصل کما قال بعض المفسرین قالوا ان المعنی لا یظہر غیبہ علی احد الا البعض الغیبات المتعلقۃ بالارسال علی رسلہ وقالوا ان سال سائل بان اللہ یظہر بعض الغیبات علی الاولیاء ۔ فاجابوا بان ہذا ظن الغیب لا علم الغیب ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۂ زخرف مکیہ

حاصل اس سورۃ کا یہ ہے ۔ ان سے پوچھو کس نے پیدا کیا آسمان زمین کو ۔ کہیں گے کہ اللہ نے پیدا کیا ہے ۔ جب یہ مانیں گے تو سب تصرف حق تعالےٰ کا مانیں گے تو ضرور ہی کہینگے کہ ہمارا پکارنا اس سبب سے ہے کہ یہ شفعا ہیں تو اُن کو کہدو کہ یہ مالک شفاعت نہیں ہیں مگر شہادت حق کی دیں گے پھر اگر کہیں کہ گرچہ مالک نہیں ہم اُن کو پکارتے ہیں تاکہ ہمارے لئے دُعا کریں تو اُس کا جواب سورۃ دُخان میں ہے ۔ سورۂ دُخان کا حاصل یہ ہے کہ سمیع کل شئے سوا خدا کے کوئی نہیں حٰمٓ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ یعنی قسم ہے کتاب مبین کی کہ حق ظاہر ہو جائے گا ۔ قال تعالےٰ فی سورۃ الرعد یَشْہَدُ بِمَا اَنْزَلَ اِلَیْکَ اَنْزَلَہٗ بِعِلْمِہٖ یعنی حق تعالےٰ شہادت اسی کلام پاک کے ساتھ دیتا ہے اس معنی کر یہ منزل من عند اللہ ہے یعنی یہی کلام دال ہے اس امر پر کہ یہ حق تعالےٰ کی طرف سے ہے ۔ غیر اللہ کی طاقت سے دُور ہے کہ اسی طرح کلام کہہ سکے ۔ قسم بمعنی ادا شہادت واثبات مدعا کے آتی ہے ۔ جیسا کہ اقسمت بالقمر المنشق ان لہ ۔ من قلبہ نسبۃ مبرورۃ القسم ۔ وما حوی الفاہ من خیر ومن کرم ۔ وکل طرف من الکفار عنی ۔ اور کبھی قسم اس طور پر آتی ہے کہ عظیم کا نام ذکر کیا کہ اس کے خوف سے میں جھوٹ نہیں کہوں گا ۔ یہ قسم بغیر اللہ ناجائز ۔ فی الحدیث من حلف بغیر اللہ فقد کفر وفی روایۃ فقد اشرک ۔ رواہ الحاکم وغیرہ ۔ اور کبھی قسم اس طرح ہوتی ہے جیسا تکلت بنیتی ان لم تروہا ۔ تثیر النقع من کنفی کداء ۔ یہ شعر حسان کا ہے ۔ کما فی مسلم ۔ اور رسول اللہ صلعم نے بوقت جنگ فتح کہ کے فرمایا واسلحے پورے کرنے حلف حسان کر گھوڑوں کو کداء سے لے جانا ۔ جہاں سے حسان نے کہا ہے ۔ پس قسم اثبات مدعی اور ادا شہادت والی شرک نہیں اور نہ یہ قسم منع ہے ۔ پس جو عورتیں کہتی ہیں رُدو دھ پُتر دی قسم اے یعنی اگر جھوٹ کہوں تو حق تعالےٰ مجھ سے یہ نعمت واپس لے لے ۔ یہ قسم منع نہیں ۔ اقسام اربع قسم کتاب اللہ تعالےٰ تمام از قسم اثبات مدعی کے ہیں ۔ قولہ تعالیٰ وَلَئِنْ سَاَلْتَہُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ خَلَقَہُنَّ الْعَزِیْزُ الْعَلِیْمُ ۔ واحسن الشہادات ما شہد بہ الاعداء ۔ اور عقل بھی یہی کہتا ہے کہ اس کا شریک کوئی نہیں اور نقل بھی یہی کہتی

ب۔ یاد کرو ابراہیم نے کیا کہا اور کیا حق تعالےٰ نے اس توحید کو کہ باقی اس کی اولاد میں یعنی نبی از سبع اس توحید کے باقی چھوڑے لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ ۔ وَاسْئَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ رُسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمٰنِ الِهَةً يُعْبَدُونَ یعنی کسی نبی کے دین میں عبادت غیر اللہ کی آئی ہے۔ اور اگر طعن کریں عیسےٰ بن مریم کے معبود ہونے کا تو اس کا جواب یہ ہے کہ جیسے ۲ نے تو یہ نہیں کہا کہ میری عبادت کرو اور اصرار مختلف ہوئے بعض نے بسبب بغاوت کے یہ کہا قولہ تعالیٰ اٰلِهَتُنَا خَيْرٌ یعنی ہمارے معبود ملائکہ ہیں وہ اچھے ہیں۔ قولہ تعالیٰ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً یعنی ہم اگر چاہیں تو تم سے ملک پیدا کریں کما فی ترجمۃ الشاہ عبد القادر۔ ملک ہونا جائز کرنے والا عبادت کا نہیں۔ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ۔ وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ۔ تَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ ۔ یعنی پیدا بھی حق تعالیٰ نے کیا۔ اور کارکن آسمان زمین میں بھی وہی ہے اور برکت دہندہ بھی وہی ہے اور جن کو پکارتے ہیں۔ وہ مالک اور خود مختار شفاعت نہیں۔ پس خلاصہ یہ ہوا اگر پکارتے اس غرض سے ہیں کہ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ پس یہ پکارنا نہ چاہیے۔ اگر ان سے پوچھا جاوے کہ ان معبودوں کو کس نے پیدا کیا ہے لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ تعجب ہے ان کے عناد سے قولہ تعالیٰ وَقِيْلِهٖ قسم ہے اس کے کہنے کی یعنی اس کے اس کہنے اور اس کے اس دعا منگنے کے سبب سے کہ میں ان کو سزا دوں گا۔ فی حٰمٓ الدخان۔ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ۔ پس یہ کہنا بددعا ہے پس دعوی جو حٰمٓ میں ہے یعنی ایک اللہ تعالےٰ کو پکارو حاجات میں۔ اس پر اگر کوئی سوال کرے اور کہے کہ ہم ان کو پکارتے ہیں کہ شفاعت کریں۔ ان کا جواب یہ ہے کہ مالک شفاعت نہیں۔ مگر شفاعت کریں گے باذن اللہ جس کے لئے خدا امر فرمائے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اے نزل من اللہ تعالیٰ سیظہر الحق اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ ۔ اِنَّا اَنْزَلْنَا هذا الحکم الاتی فی لیلۃ مبارکۃ وعلیکم ان تاتمروہ وننذرکم من مخالفتہ وفی ھذا اللیلۃ یفرق کل امر حکیم اعذاب من لم یؤمن بھذا الحکم الاتی عن قریب وانزلنا ھذا الحکم رحمۃ وھو السمیع لکل شئی لاغیرہ۔ حق تعالےٰ نے نہایت اپنے رحم وکرم سے یہ حکم بھیجا۔ اس وقت سے آرام ہمیشہ ابد الآباد تک قائم رکھے چنانچہ لیلۃ القدر جو ہزار ماہ کی عبادت سے اس ایک رات کی عبادت زائد ہوگی۔ تنبیہ۔ لیلۃ القدر اس امت کو ملی کما فی موطا مالک۔ حق تعالےٰ نے نہایت رحم کے وقت یہ کلام بھیجی بڑی رحمت کی اور انذار کیا۔ اور ایسا رحم کا وقت کہ اس میں یفرق کل امر حکیم حق تعالےٰ نے کرم کیا۔ انذار کیا۔ ارسال کیا قولہ تعالیٰ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فی قرأتہ برفع رحمۃ خبر مبتدا محذوف ای انزل رحمۃ وفی قرأتہ بالنصب مفعول مطلق قالہ البیضاوی وقیل غیر ذلک قولہ تعالیٰ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ یعنی المراد لکل شئی ولاعلم لکل شئی اِلَّا هُوَ ۔ یہ بیان کرنا بڑی رحمت ہے رب تعالیٰ کی طرف جو رب السماوات والارض ہے جو ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی اللہ نہیں جو ایسا ہے کہ رب تمہارا اور سبھوں کا۔ قولہ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ان کو ماننا چاہیے تھا مانتے تو نہیں بل ھم یلعبون داخلین فی عبودۃ مذا۔ بات تو ظاہر ہے بلکہ لعب بناتے ہیں شک کی صورت بنا کے وارتقب یوم تاتی السماء قولہ لٰعِبِيْنَ ۔ قولہ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وقولہ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ وقال تعالیٰ لو اردنا ان نتخذ لھوا لاتخذناہ من لدنا ان کنا فاعلین بل نقذف بالحق

عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ دلائل عقلیہ اس میں بیان ہیں اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۔ وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۔ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ اگر کچھ عقل ہو تو یہی بیان کافی ہے اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ۔ ولقد اوتی بنی اسرائیل هذا الحکم فما اختلفوا الا الباغین ۔ الدلیل العقلی ظاهر وقد اوحی فی بنی اسرائیل مثل هذا ۔ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ایضاً هذا الامر الظاهر وبینا فاتبع ما اوحینا الیک ۔ یعنی جو طریقہ ہم نے تیری طرف بھیجا ہے اس کی تابعداری کرنی چاہئے ۔ پس اگر کوئی کہے ہم بلاتے ہیں غیر کو یہ ہمارا خیال ہے کہ وہ سنتے نہیں لیکن رسم ہے ہم بطریق رسم کے کرتے ہیں ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہمارے طریقے بیان کئے ہوئے کی تابعداری کرو ۔ قولہ تعالیٰ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ قولہ تعالیٰ علی علم قید حال من ضمیر المفعول فی اضلہ یعنی حالانکہ جانتا ہے کہ جن کو بلاتا ہوں سنتے نہیں پھر بھی بلاتے ہیں ۔ پس اس کو ایسا سمجھو کہ باوجود علم خدائی قہر اور اضلال کے نیچے آگیا ۔ حاصل سورۃ جاثیہ ۔ کہ جمیع اشیاء اللہ کی طرف سے ہیں ۔ نہ کوئی کرنے والا ہے نہ کوئی کر دینے والا ہے ۔ پس ہماری شریعت بتائی ہوئی کا تابع ہو ۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ خاص ملک اُسی کا ہے ۔ خاص اس کا حمد کرو ۔ شرک نہ کرو ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ حٰمٓ ۔ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ قولہ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۔ یعنی ہر چیز دال ہے اس امر پر کہ کوئی خالق سوائے حق تعالےٰ کے نہیں اور ہر چیز دال ہے فنا پر ۔ کافر معرض ہیں اس چیز سے جو ڈرایا گیا اُن کو اس چیز سے قال تعالیٰ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ جس چیز کو تم بلاتے ہو سوا اللہ کے تو اس کے بلانے کی لیاقت پر کوئی دلیل نہیں یعنی نہ تو وہ خالق ہیں ۔ نہ تمہاری دعا کو سنتے ہیں اور نہ دلیل نقلی اس پر ہے اور نہ بلانے پر دلیل عقلی موجود ہے ۔ اور وحی میرے پر آتا ہے ۔ کہ اُنکے بلانے پکارنے کی کوئی دلیل نہیں اور موسےٰ نے بھی یہی کہا ہے ۔ قولہ تعالیٰ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الخ (فی سورۃ یونس) وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ تا قولہ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ (وفی سورۃ فاطر) اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ (وفی سورۃ سبا) وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الخ خلاصہ یہ کہ جن کو بلاتے ہو نہ وہ قادر ہیں خلق پر نہ اُن کو تمہارے پکارنے کی کوئی خبر ہے ۔ پھر ان بلانے والوں سے بڑھکر زیادہ کافر کون ہے ۔ مجھے اپنے آپ کوئی خبر نہیں وحی سے کہہ رہا ہوں اور آگے کتاب بھی یہی مطلب بیان کر گئی ہے ۔ انسان پر حق ہے والدین اور اساتذہ کا پس اگر ذی حق کے کہنے سے بعد جوانی اور جوانی سے پیچھے چالیس برس پہنچنے کے بعد بھی اگر تائب ہو جاوے تو بھی قبول ہے اگر اتنے امور ہوتے ہی ایمان نہ لاوے تو مہر الٰہی لگ جاتی ہے ۔ عاد وغیرہ کو جب ہلاک کیا اُن کو کیوں نہ مدد دی اُنہوں نے جن کو بلاتے تھے اور کہا تھا جنوں نے بھی جب سنا تھا قرآن کو کہ یہ کتاب مصدق ہے کتب سابقہ کی اور ہادی ہے فی الواقع صراط مستقیم کی طرف ۔ امام رازی نے سورۃ ذاریات کی تفسیر میں فرمایا ہے ان الایمان التی حلف اللّٰہ تعالیٰ بھا کلها دلائل اخرجها فی صورۃ الایمان مثالۃ قول القائل المنعم حق نعمک الکثیرۃ انی لا ازال اشکرک فیذکر النعم وهی سبب مفید لدوام الشکر وفی تفسیر ابن جریر جلد (۳) ص ۱۵۲ اقسم ربنا بالتین

وَالزَّيْتُون والمراد من الكلام المقسم بمنابت التين ومنابت الزيتون - وروى ابن جرير عن كعب الزيتون بيت المقدس وعن ابن عباس الزيتون بيت المقدس - مراد یہ نہیں کہ زیتون بیت المقدس کا نام ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ زیتون سے منابت زیتون جو بیت المقدس ہے، مراد ہے جو مولد عیسےٰ و مہاجر ابراہیم ہے - کما فی الکمالین ۔

لُبابِ قرآن کا یہ ہوا - کہ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اور ہر سورۃ میں فاتحہ سے لیکر تا آخر حوامیم تک یہ مسئلہ مذکور ہے اب انشاء اللہ ہر سورۃ کا خلاصہ لکھکر پیش کرتا ہوں معلوم ہو جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ کہ ہر سورۃ کا اصلی مقصد یہ ہے اور مسائل اور احکام تبعی ہیں - وھانا اشرع بعون اللہ تعالےٰ - بحیث یحل المشکلات ایضاً -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للہ - قال صاحب الخازن فی اول تفسیر سورۃ الشعراء معناہ ان کل نعمۃ من اللہ فھو الحقیق بان یحمد - اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ای استعین بمن فتعلقہ محذوف مؤخر الیفید الحصر ای استعین بذکر اسمہ و بمناداتی ایاہ فی سُوْرَةِ الْفَاتِحَة ایاك نستعین اے قولوا ایاك نستعین اے خاص از حق تعالےٰ مدد طلب میکنم اے غائبانہ اور اور حاجات میخوانم فی سورۃ الاعراف وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وفی تلك السورۃ وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ای ادعوہ خاصۃ وفی تلك السورۃ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وفی سورۃ بنی اسرائیل قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى وَفِي سُوْرَةِ الْبَقَرَة وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ - وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ در تفسیر عزیزی ص ۲۵۴ اگر در سحر قولی یا فعلی کہ موجب کفر باشد مثل ذکر بتان و ارواح خبیثہ بہ تعظیمی کہ شایان حضرت رب العزت است مثل اثبات عرض علم و قدرت و غیب دانی - و مشکل کشائی یا ذبح لغیر اللہ یا سجدہ لغیر اللہ و غیر ذالک واقع شود بلاشبہ آن سحر کفر است و صاحب آن مرتد میشود و ہم چنین کسے کہ این نوع سحر برائے مطلبی از مطالب خود بکناند دیدہ و دانستہ کافر مے گردد - احکام ارتداد بروے جاری اند - اورا باید کشت و در مقابر مسلمین اورا دفن نباید کرد - برائے او فاتحہ و درود و صدقات نباید فرستاد انتہی - در الفاظ دعوت قری نوشتہ اند ایھا الملك الکریم والسید الرحیم مرسل الرحمۃ و منزل النعمۃ و در دعوۃ عطاد و کل ما حصل لی من الخیر فھو حنك و کل ما یندفع من الشر عنی فھو منك و نیز گویند ایھا السید الفاضل الناطق العالم بخفیات الامور المطلع علی السرائر و علی ھذا القیاس در در المعارف ص ۵۴ حضرت ایشان یعنی حضرت شاہ غلام علی صاحب فرمودند کہ دعا کردن و ندا نمودن غیر از حق جل و علا البتہ در شریعت ناروا است - راقم گوید عفی عنہ حضرت فرمودند کہ من روزے بحضرت شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ آواز از غیب بسمع لاریب من رسید کہ بگو یا ارحم الراحمین - انتہی کلامہ در المعارف - میگوید حسین علے در کلمات کفریہ سحر تاثیر حاصل می شود برائے استدراج در سورۃ بقرہ است وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ - پس ندا نمودن غیر حق تعالےٰ را غائبانہ بزعم عموم علم ممنوع است - فی

سورۃ الفاتحہ

فی سورۃ البقرۃ

آیۃ الکرسی مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ - وفی سورۃ
اٰلِ عمران اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ - ھذا رد علی التصادلی فی الخازن قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ھَلْ تَعْلَمُ عِیْسٰی
الا ما علمہ اللہ تعالیٰ احیانًا قالوا لا فنزلت قال تعالے قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ کما قال تعالیٰ ھو الحی القیوم اے خاصۃً وقال ان اللہ لا یخفی
علیہ شیئ ای خاصۃ فقال قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ یعنی علیکم ان تدعوہ خاصۃً فقولوا یا اللہ یا مالک الملک یا ایھا الذی تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ
وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ ..... وَتُوْلِجُ النَّھَارَ
فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ اعطنی مسئولی فعلم اللہ تعالیٰ طریق الدعاء وَقَالَ
اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ - فقولوا لھکذا ای اللّٰھُمَّ مالک الملک الخ وادعوہ خاصۃً وفی سورۃ الزمر قُلِ اللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ
الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ - فی الخازن ناقلا عن صحیح مسلم کان علیہ السلام لیقول اللّٰھُمَّ ربّ جبرائیل
ومیکائیل فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ اھدنی لما اختلف فیہ من الحق باذنک فقولوا اھدنی مقصود بالذات
پس خلاصہ آیات ابتدا آل عمران کہ برائے ردنصاریٰ نجران نازل اند این کہ حی لایموت حق تعالےٰ است خاصۃً قیوم حق تعالےٰ است خاصۃً ذاتی کہ برے ہیچ
مخفی نیست حق تعالےٰ است پس خاص او را مکنید وخاص عبادت او مکنید وہیچ ندا غائبانہ عبادت است وعیسےٰ علیہ السلام را نخوانید وحاجات مشکل
آدم ونوح وآل ابراہیم وآل عمران مستطنے بودند لکن این ہمہ ذریت بودند یعنی مخلوق بودند وبعض از بعض بودند واللہ سمیع علیم خاصۃ پس چرا عبادت دیگراں
میکنید ومیخوانید - وفی سورۃ النسآء یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ وفی الخازن ص ۳۶۸ قِیْلَ الْجِبْتُ وَالطَّاغُوْتُ کل معبود دون اللہ
تعالیٰ وقیل ھما صنمان کانا لقریش الخ پس معلوم شد کہ بردن نزد بتان باین طور کہ مال شخص نزد بت بنہند ومجاور دیگرے را اگرچہ تو ہست بگیر اگر بطریق ناحق گرفتی
این بت ترا ہلاک خواہد کنانید واز بت دعا میخواہند کہ مبطل را ہلاک کند یا کنانند واشال این محاکمات دریں داخل است - قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ
اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖٓ اِلَّآ اِنَاثًا وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا
مَّرِیْدًا - فی الخازن کل من عبد شیئا فقد اتخذہ الٰھا لحاجتہ وفی سورۃ المائدۃ اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَی اللّٰہِ وَیَسْتَغْفِرُوْنَہٗ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ مَا الْمَسِیْحُ
ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ وَاُمُّہٗ صِدِّیْقَۃٌ کَانَا یَاْکُلٰنِ الطَّعَامَ اُنْظُرْ کَیْفَ نُبَیِّنُ لَھُمُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ
قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ مَا لَا یَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَاللّٰہُ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ عیسےٰ ومریم سمیع وعلیم نیستند پس عبادت اینہا وخواندن اینہا
چگونہ صحیح باشد - چنانچہ خواندن غیر ناجائز است ازیں جہت کہ سمیع وبصیر نیستند ہم بغیر اللہ ناجائز است زیرا آنکہ قسم بچیزے ازیں جہت میکنند
کہ اگر در موقع بگویم آن مقسم بہ مرا خواہد گرفت چون غیر نہ سمیع العلیم است ونہ قادر پس چگونہ قسم باو درست شود - فی الترمذی امر رسول اللہ صلعم ان
یتحالفوا بما یعظم علی اھل دینھم ونزل شھادۃ بینکم الی قولہ فیقسمان باللہ الخ یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اُجبتم قالوا لا علم لنا
بعد وفاتنا ولا نعلم ما احدثوا من بعدنا ومنہ ما اخبر اللہ تعالیٰ عن عیسےٰ علیہ السلام کنت علیھم شھید ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت
الرقیب علیھم - ومنہ ما روی عن انس ان رسول اللہ صلعم قال یردون علی الحوض رجال ممن صاحبنی حتی اذا رفعوا الی اختلجوا دونی فلا قولن ای
رب اصحابی فیقال لی انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول سحقا لمن بدل بعدی اخرجاہ فی الصحیحین کذا فی الخازن ص ۵۰۲ وفی

سورۃ الانعام وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو وان یمسسک بخیر فھو علی کل شیء قدیر۔ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اقول لکم انی ملک۔ قل انی نھیت ان اعبد الذین تدعون من دون اللہ قل انما ادعو ربی ولا اشرک بہ احدا۔ قل ان اللہ ما لا ینفعنا ولا یضرنا وفی سورۃ الاعراف قل امر ربی بالقسط واقیموا وجوھکم عند کل مسجد وادعوہ مخلصین لہ الدین قولہ بالقسط قال ابن عباس بلا الہ الا اللہ قولہ واقیموا وجوھکم معناہ اجعلوا سجودکم للہ خالصا کذا فی الخازن وفی سورۃ الاعراف ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ کما تدعون غیرہ فالان لا تدعوا غیرہ انہ لا یحب المعتدین ای الکافرین وفی سورۃ الانعام وان کثیرا لیضلون باھوائھم بغیر علم فادعوھا وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ سیجزون ما کانوا یعملون۔ قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ استثنا منقطع ای لکن ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یؤمنون ان الذین تدعون من دون اللہ عبادا امثالکم فادعوھم فلیستجیبوا لکم ان کنتم صادقین والذین تدعون من دونہ لا یستطیعون نصرکم ولا انفسھم ینصرون سورۃ التوبہ عادت کفار است کہ عبادت غیر میکنند وغیر را در حاجات نائبہ میدانند لازم است بر مسلمین کہ مضاہات ومشابہت ورسم کفار وکفر نکنند۔ قال تعالی فی سورۃ التوبہ وقالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النصاری المسیح ابن اللہ ذالک قولھم بافواھھم یضاھئون قول الذین کفروا من قبل قاتلھم اللہ انی یؤفکون اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ والمسیح ابن مریم وما امروا الا لیعبدوا الھا واحدا لا الہ الا ھو سبحانہ عما یشرکون وفی سورۃ یونس ویوم نحشرھم جمیعا ثم نقول للذین اشرکوا مکانکم انتم وشرکاؤکم فزیلنا بینھم وقال شرکاؤھم ما کنتم ایانا تعبدون۔ فکفی باللہ شھیدا بیننا وبینکم ان کنا عن عبادتکم لغافلین۔ قولہ تعالی وشرکائھم من عبدوہ من دون اللہ من اولی العقل کذا فی المدارک۔ وفی سورۃ النساء ویوم نحشرھم جمیعا ثم نقول للملائکۃ اھؤلاء ایاکم کانوا یعبدون قالوا سبحانک انت ولینا من دونھم بل کانوا یعبدون الجن اکثرھم بھم مؤمنون فالیوم لا یملک بعضکم لبعض نفعا ولا ضرا وفی سورۃ یونس وما یتبع الذین یدعون من دون اللہ شرکاء ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون۔ امرت ان اکون من المؤمنین وان اقم وجھک للدین حنیفا ولا تکونن من المشرکین۔ ولا تدع من دون اللہ ما لا ینفعک ولا یضرک فان فعلت فانک اذا من الظالمین۔ وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو وان یردک بخیر فلا راد لفضلہ وفی سورۃ الھود ذالک من انباء القری نقصہ علیک منھا قائم وحصید وما ظلمناھم ولکن ظلموا انفسھم فما اغنت عنھم الھتھم التی یدعون من دون اللہ من شیء لما جاء امر ربک وما زادوھم غیر تتبیب۔ وللہ غیب السموات والارض والیہ یرجع الامر کلہ فاعبدہ وتوکل علیہ وما ربک بغافل عما تعملون۔ ثبت من سورۃ یوسف من قصۃ یعقوب علیہ السلام ان الانبیاء کانوا یعلمون الغیب الا ما اعلمھم اللہ تعالی احیانا وما کانوا یعلمون الامر فثبت المدعی السابق فی سورۃ ھود اے کافران ما لا ینفعک ولا یضرک وللہ غیب السموات والیہ یرجع الامر کلہ۔ وفی سورۃ الرعد لہ دعوۃ الحق والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لھم بشیء الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ وما دعاء الکافرین الا فی ضلل رما انت تعلم ما تخفی وما تعلن وما یخفی علی اللہ من شیء فی الارض ولا فی السماء وفی سورۃ ابراھیم الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اسمعیل واسحق ان ربی لسمیع الدعاء وفی سورۃ البقرۃ فی دعاء ابراھیم

واسمٰعیل۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ فالاقرار بانہ لا یسمع لکل شیئ ولا یعلم لکل شیئ اِلّا ھو۔ موجب لاستجابۃ الدعاء لانہ مالا الایمان۔ فی سورۃ آل عمران فی دعاء امرأۃ عمران۔ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وفی دعاء ذکریا اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ وفی سورۃ المائدۃ مَا الْمَسِیْحُ بْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّیْقَةٌ كَانَا یَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ۔ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَاللّٰهُ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ قولہ تعالیٰ اَتَعْبُدُوْنَ الاولی ان یقال معناہ اتدعون من دون اللہ عیسیٰ واُمہ والحال انہ لا سمیع ولا علیم الا ھو۔ وبھذا یظھر وجہ ایراد قولہ تعالیٰ وَاللّٰهُ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ بلفظ الحصر۔ وفی سورۃ الحجر فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّا كَفَیْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِیْنَ الَّذِیْنَ یَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ۔ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰی یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ وفی سورۃ النحل وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ شاہ عبدالقادر نے لکھا شیدان کو فرمایا کہ جو مرے ہوئے بزرگوں کو پوجتے ہیں وَاِذَا رَاَی الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَھُمْ قَالُوْا رَبَّنَا ھٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِیْنَ كُنَّا نَدْعُوْ مِنْ دُوْنِكَ فَاَلْقَوْا اِلَیْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ۔ وفی سورۃ بنی اسرائیل وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ وَّاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا یَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِیْلًا اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَیَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ۔ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی وفی سورۃ الکھف فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا۔ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے وَلَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا۔ وَیَوْمَ یَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِیَ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ ای فاستغاثوا بھم فلم یستجیبوا لھم اے لم ینصروھم وَجَعَلْنَا بَیْنَهُمْ مَّوْبِقًا اے بین المعبودین والعابدین ومن المعبود الجن والملائکۃ وغیرذالک۔ وفی سورۃ مریم وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّیْ عَسٰۤی اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا وفی سورۃ طٰهٰ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفَی۔ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا۔ وفی سورۃ الانبیاء قَالَ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ھذا بالحصر۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ۔ وفی سورۃ الحج یَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهٗ وَمَا لَا یَنْفَعُهٗ ذٰلِكَ ھُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِیْدُ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ ھُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ھُوَ الْبَاطِلُ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ۔ وفی سورۃ المؤمنون وَمَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ۔ وفی سورۃ النور اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ومعنی التسبیح المتلبس بہ من لیاقۃ عبادۃ الغیر معہ ولیاقۃ عدم الغیر معہ وما یناسبہ سبحانہ تعالیٰ عما یشرکون سبحان اللہ عما یصفون فی آخر سورۃ الاعراف اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَیُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ یَسْجُدُوْنَ وفی سورۃ الفرقان وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا وفی سورۃ الشعراء فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِیْنَ وَتَوَكَّلْ عَلَی الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ

إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ وفی سورۃ النمل قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ۔ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وفی سورۃ القصص وَادْعُ إِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ۔ وفی سورۃ العنکبوت مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوتِ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ۔ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ وفی سورۃ الروم وَلَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ كُلٌّ لَهُ قَانِتُونَ وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُمْ مِنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ۔ ای یدعون غیرہ۔ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِنْ شَيْءٍ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ۔ وفی سورۃ لقمان ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ وَإِذَا غَشِيَهُمْ مَوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٍ۔ إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ۔ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ۔ فی الخازن عن ابن عباسؓ ھذہ الخمسۃ لا یعلمہا ملک مقرب ولا نبی مصطفٰی فمن ادعی انہ یعلم شیئا من ھذہ فقد کفر بالقرآن لانہ خالف القرآن انتہی۔ فی التفسیر المظہری۔ لیس المراد حصر علم ھذہ الاشیاء بل المراد نفی علم الغیب مطلقا وفی سورۃ السجدۃ إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ۔ تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا ای یدعون الرب لاغیرہ وفی سورۃ الاحزاب اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ۔ وَاتَّبِعْ مَا يُوحٰى إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ۔ قالوا للنبی صلعم اترفض ذکر الہتنا اللات والعزیٰ ومناۃ وقل ان لہا شفاعۃ لمن عبدہا وند عاک وربک فنزلت۔ خدا بانے سے خدا نہیں بنتا۔ راکا تبنے سے ابن نہیں ہوجاتا۔ بیوی سب تمہارے ماں نہیں ہوجاتی۔ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ۔ وَدَعْ أَذَاهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيلًا۔ سورۃ السبا قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ حَتّٰى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا۔ ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهٰؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا۔ وفی سورۃ فاطر ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ اے ما انفعولکم ویوم القیامۃ یتکفرون بشرککم ولا ینبئک مثل خبیر۔ قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِنْهُ بَلْ إِنْ يَعِدُ الظّٰلِمُونَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا إِلَّا غُرُورًا وفی سورۃ یٰس وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ آلِهَةً لَعَلَّهُمْ يُنْصَرُونَ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُحْضَرُونَ۔ ای الالہۃ لکفار جند فی زعم الکفار کذا فی الجلالین وقال تعالٰی فی موضع اخر۔ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ أَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِنَّا يُصْحَبُونَ۔ وفی سورۃ الصافات أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ۔ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ۔ وفی سورۃ ص وَظَنَّ دَاوُدُ أَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهِ

جَبَّارًا شَقِيًّا آبٍ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ وَفِيْ سُوْرَةِ الزُّمَرِ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفٰتُ ضُرِّهٖ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ - قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اسماء الله بن كرهذه الصفات ثم اذكر المقصود بالنداء ومن دعائه عليه السلام اللّٰهم رب جبرائيل وميكائل فاطر السموات والارض عالم الغيب والشهادة انت تحكم بين عبادك فيما كانوا فيه يختلفون - اهدني لما اختلف فيه من الحق باذنك انك تهدي من تشاء الى صراط مستقيم وفي سورة المؤمن ما ملخصه هذا الحكم الاتي منزل من عزيز عليم غافر الذنب وقابل التوب شديد العقاب ذي سعة في الامور كلها - وهذا الحكم بيّن لا يجادل فيه الا كما عاند فمن صدق دخل تحت دعاء حملة العرش ومن حوله - الحكم هذا - فادعوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ - وهذا روح القاه رفيع الدرجات ذو العرش الى من شاء من عباده - والله يقضي بالحق والذين يدعون من دونه لا يقضون لشيء - ان الله هو السميع البصير - وقال رجل مؤمن من ال فرعون لا جرم انما تدعونني اليه ليس له دعوة استجابة دعوة في الدنيا والاخرة وقال رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ اي عن دعائي كذا فسره رسول الله صلعم اورده ابن جرير في تفسيره في حديث مرفوع وفي الحديث الدعاء هي العبادة وقرء وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ الخ هُوَ الْحَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ - قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ - قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ - قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْ مِنْ قَبْلُ شَيْئًا - فلباب السور السابقة هو اُدْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ - وفي سورة السجدة فَاسْتَقِيْمُوْا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ اي لا يقولون لا اله الا الله كذا قال ابن عباس وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ الخ - اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ الخ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ الخ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ والمعنى اولم يكف في توحيد ربك انه على كل شيء شهيد - مطلع لا يخفى عليه شيء لا غيره وفي حم عسق اَوْحٰى اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ الْاَنْبِيَآءَ السابقين - اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَفَرَّقُوْا اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ - وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ - مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ - فالدين هو العبادة وهي العبادة الدعاء واقامته اخلاص الدعاء لله وحده وفي سورة الزخرف سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ وفي سورة حم دخان اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ فهذه رحمة من ربك رب السموات والارض وما بينهما - وفي سورة الجاثية ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ - اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ قوله على علم حال من الضمير المفعول في اضله وختم على سمعه وقلبه وجعل على بصره غشاوة فمن يهديه من بعد الله - وفي سورة الاحقاف قُلْ

اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ اِئْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ - وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ - فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ وما حصل لهم من المنافع فی امور صغیرة استدراج - فی سورة نون سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ وَاُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ وفی سورة الجن فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا و در درر المعارف حضرت ایشان فرمودند که دعا کردن و ندا کردن غیر از جناب الٰہی البتہ در شریعت ناروا ست اما استمداد خواستن از دوستان خدا اگر بسبب تقریب خدا است روا ست - گوید عفی عنہ وعن جمیع سادا تہ واسلافہ کہ کارے از بزرگان خواستن خطاست ونامرضے کبریا است - وحل مشکلے از حق تعالےٰ طلب نمودن بتوسل بزرگان بجاست وعین رضا، است وایضاً حضرت ایشان فرمودند کہ من روزے میگفتم یا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للّٰہ آواز غیب لبیک لا ریب من رسید کہ بگو یا ارحم الراحمین - انتہیٰ - ونیز در درر المعارف ص۱۶۱ حضرت ایشان ارشاد فرمودند کہ از اکثر اولیاء اللہ حل مشکلات مردمان میشود ایشان ازاں واقعہ خبرے ندارند انتہیٰ - بدان اے برادر گفتن یا رسول اللہ بطریق تعشق وتوسل خارج از مبحث است - وحضرت شاہ ولی اللہ بعد بیان مدح وثنا، رسول اللہ صلعم فرمودند فاغثنا یا من ھو الغوث والغیث اذا اجھد الوریٰ اللاواء - ترجمہ چوں تنگ کردیا خلق کو سختی نے، در زلیخا ست ؎

خیالِ یار پیش دیدہ بنشاند ✤ ہمہ از دیدہ ہمہ از لب گوہر افشاند
کہ اے پاکیزہ گوہر از چہ کانی ✤ کہ از تو دارم این گوہر فشانی

حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ سرہٗ در حق المبین نوشتہ کہ وجہ ندا در السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ خطاب کردن بطریق نصب العین است - واز ینجا استخراج کردہ اند - رابطہ مشائخ - انتہیٰ - واین ندا اکثر در کلام شعرا واقع میشود وآنرا حمل کردن کہ حاضر ناظر میدانند بعید است - نواب صدیق حسن خان گفتہ ع

شیخ سنت مدوی قاضی شوکاں مدوی

بمعنے دعا، باشد چنانچہ در ہندی گویند (شالا مدد ہووے پیر جیلانی) بعضے میگویند کہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہ یا شیخ را جائز نوشتہ در مکتوبات معصومیہ وآن غلط است - وعبارت مکتوبات این ست آن سہ دعائے ماثورہ نیست یکی الٰہی بحرمت الحسن الخ - دوم بشیخ عبد القادر الخ سوم نادعلیاً الخ واقول گنجایش دارند کہ بخوانند منع نمیکنم دعا سوم از شعار اہل سنت نیست موقوف باشد انتہی ازجواز بالشیخ جواز یا شیخ فہمیدن بعید است - لازم است کہ از شرک وموہم شرک اجتناب کردہ شود ہم چنیں از امور شرعیہ - در سبع سیارہ ص۷ است - تصویرات اکابر بزیارت آنند توسل جناب کبریا میخواہند از اسلام نیست آنحضرت صلعم تصویر حضرت ابراہیم بدست مبارک خود شکستہ اند باین عمل جاہلانہ این آیت شریفہ صادق آید وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ - سنگ تراشیدہ آنرا قدم شریف پیغمبر صلعم قرار دادن این ہم مانند تصویر پرستی است کیفیت باطن وکشف وخرق عادت کفار راہم می باشد - وریاضت واشغال کہ سبب تسخیر جاہلان میگردد اعتباری ندارد وانتہیٰ کلام سبع سیارہ مع الاختصار ودر ص۱۵ سطر۱۵ وخلاف شرع بمراقبہ ہمہ اوست گمان توحید بستن از کفر است - ودر ص۹۳ سطر۱۵ - کلمات طیبات است اہل استدراج را نیز احوال واذواق ہست

میدہد وکشف توحید ومکاشفہ ومعائنہ کہ درمرایا صور عالم بظہور آید حکماء یونان وبراہمہ ہند درین معنی شریک اند۔ علامت صدق موافقت علوم شرعیہ است باجتناب از امور محرمہ ومشتبہ انتہی۔ ودر کلمات طیبات صـ۱۲۳ سطر ۱۷۔ خرق عادت کہ بریاضت مترتب است از جوگیہ ہم بظہور مے آید ودر کلمات طیبات صـ۱۳۲ رویت عالم مثال کہ آنرا صوفیہ بکشف تعبیر میکنند از قبیل رویا ورنام است اولیاء اللہ گفتہ اند کہ آنچہ بکشف معلوم می شود آنرا بمیعار شرع باید سنجید۔ اگر موافق شرع است آنرا قبول باید کرد وآنچہ مخالف شرع است آنرا رد باید کرد زنہار باید دانست وآنچہ شرع ازان ساکت است آنرا قبول باید کرد باحتمال غلط۔ دعا بمعنی خواندن ومطلق خواندن کسے را منع نیست مراد خواندن کسے را غائبانہ درحاجات است لہٰذا مفسرین تفسیر بعبادت می کنند۔ حضرت شاہ ولی اللہ در فوز کبیر فرمودہ اند۔ مفسرین حاصل بطریق افہام بیان میکنند۔ مردمان ناواقف گمان میکنند لفظے معنی کردہ اند در ملفوظات حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ است۔ اولیاء را علم غیب نباشد مگر آنچہ از مغیبات بطریق خرق عادت یا بالہام آنہا را خدا تعالےٰ علم دہد علم غیب مر اولیاء را گفتن کفر است انتہی کلامہ۔ ودر ارشاد الطالبین مصنفہ قاضی ثناء اللہؒ خواندہ ام نزد پیر خویش خواجہ محمد عثمان قدسنا اللہ بسرہ المقدس اولیاء را علم غیب نباشد مگر از مغیبات بطریق خرق عادت بکشف یا الہام آنہا را علم دہند وعلم غیب مر اولیاء را گفتن کفر است۔ قال اللہ تعالیٰ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وقال اللہ تعالیٰ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ودیگر آیات شاہد این مدعا اند۔ مسئلہ دعاء از اولیاء مردگان یا زندہ گان وازانبیاء جایز نیست۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرمود الدعاء ھو العبادۃ وقرء وقال رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ آنچہ جہال میگویند یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ ویا خواجہ شمس الدین پانی پتی شیئاً للہ جایز نیست شرک است۔ انتہی کلام قاضی ثناء اللہ شیخ عطار فرمودہ ؎

اوست سلطان ہر چہ خواہد آن کند — عالمی را در دمی ویران کند
ہست سلطانی مسلم مرد را — نیست کسرا زہرہ چون وچرا
طرفۃ العینی جہان برہم زند — کس نمی آرد کہ آنجا دم زند
از تن صابر بکرمان قوت داد — ہم زیونس لقمہ باحوت داد
در بلا یاری مخواہ از ہیچکس — زانکہ نبود جز خدا فریادرس
از خدا خواہ ہر چہ خواہی اے پسر — نیست در دست خلائق خیر وشر
غیر حق راہر کہ خواند اے پسر — کیست در عالم از و گمراہ تر
ہر کرا بینی براہِ ناصواب — سر زراہش آر تا یابی ثواب
دشمن حق را نباید داشت دوست — بازگشت جملہ چون آخر باوست
ہر کہ آرد این نصیحت را بجائے — در دو عالم راحتش بخشد خدائے
رحمتِ حق باد بر جان کسے — کین نصیحت را بخواند او بسے

شیخ سعدی فرمودہ

چو بینی پسند آیدت از ہزار — بمردی کہ دست از تعنت بدار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در تفسیر عزیزی صـ۱۲۰ باحادیث متواترہ سجدہ تعظیم منع است در فتاوی عزیزیہ اجماع بر تحریم سجدہ تعظیم نوشتہ وکذا شیخ عبدالحق در زبدہ شرح مشکوۃ شریف در تفسیر خازن نوشتہ ان المساجد للہ لا تسجدوا لغیر اللہ وکذا فی المعالم والکبیر عن سعید بن جبیر احادیث منع سجدہ کہ ابوداؤد از قیس مرفوعاً آوردہ احمد از انس آوردہ مرفوعاً لا یصلح لبشر ان یسجد لبشر از عائشہؓ لعنت اللہ علی الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءھم

مساجد متفق علیہ ومسلم از ابوہریرہؓ آوردہ مرفوعاً ومسلم از ابن عباسؓ مرفوعاً آوردہ۔ ابن ابی شیبہ از عمرؓ وعلیؓ ومسلمان مرفوعاً منع سجدۂ تعظیم آوردہ وابن ابی شیبہ از معاذؓ وعائشہؓ وجابرؓ مرفوعاً آوردہ ودر مسلم انی انهاکم عن ذالك ودر جامع الرموز ص۵۳۵ تقبیل ارض منع نمودہ وکذا جامع الصغیر کذانی عالمگیری وکذانی درالمختار۔ فے فتاوی عالمگیری تقبیل بین یدي العظیم حرام نوشتہ وگفتہ لایکفر وسجدۂ تعظیم را جامع الرموز کفر گفتہ۔ از مبسوط وظہیریہ نقل کردہ۔ ودر احیاء العلوم وفتاوی عبدالحی وانواع محمدی ودر فتاوی ملا علی وخلاصہ کفر گفتہ ودر تفسیر کبیر وفتاوی بزازیہ کفر گفتہ ودر تفسیر صغیری کفر گفتہ۔ در فتاوی عالمگیری جلد خامس من قبل الارض لایکفر ولاکن یاثم وسجدہ را کفر گفتن نقل از جواہر اخلاطی کردہ شامی سجدہ تعظیم را کفر گفتن از شمس الائمہ نقل کردہ۔ در مکتوبات شریف دفتر اول ص۲۷۱ امر بمنع کردن سجدہ فرمودہ وجواز سجدہ تعظیم در ہیچ کتاب فقہ از مذاہب اربعہ ودر ہیچ کتاب حدیث نیامدہ۔ در ملتقط سجدۃ التواضع بغیر اللہ حرام نوشتہ ونسبت جواز بطرف ملتقط وتیسیر غلط است در تفسیر تیسیر مطبوعہ جواز نہ نوشتہ ودر بحر الرائق جلد ۸ ص۴۲۶ ومایفعل من السجود بین یدی السلطان فحرام والفاعل والراضی بہ یاثمان وقال شمس الائمۃ السرخسی السجود بغیر اللہ علی وجہ التعظیم کفرٌ کفرٌ فقط واخر دعوانا عن الحمد للہ والصلوٰۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ واصحابہ اجمعین ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُورۃ محمد مدنیہ

پہلے ابتداء قرآن سے لے کر اس جگہ تک توحید کا بیان علی وجہ الکمال بمع الدلائل والتخویفات الدنیویہ والاخرویہ کے کیا گیا اس سے بعد تا آخر قرآن یہ حصہ علیحدہ اس میں احوال آخرت کے بیان کئے گئے ہیں اور اصل مدعا یعنی توحید کو بھی ہر سورت میں کچھ نہ کچھ بیان کیا گیا ہے پھر اس حصے کے بہت حصے ہیں باعتبار تعلق مضمون کے ایک تو سورۃ محمد سے لے کر سورۃ ق تک ایک مضمون ہے۔ پہلے قتال کا حکم ہے پھر جس وقت آزمائش کی گئی تو سورۃ فتح میں وعدہ فتوحات کا دیا گیا اور بعد اس کے کہ جب توحید علی وجہ الکمال بیان کی گئی اور اطراف میں اسلام پھیل گیا اور آزمائش کے بعد فتوحات بھی مل گئے تو آداب اور قواعد بتلائے گئے علی الطریق الکمال پھر دوسرا حصہ ق سے لے کر سورۃ قمر تک احوال آخرت اور ثبوت الآخرۃ علی سبیل الترقی مع التوحید علی سبیل الترقی کا بیان ہوا اور اصل میں احوال قیامت سورۂ ق سے تا آخر قرآن تک ہیں پھر سورۃ قمر سے لے کر سورۃ حدید تک توحید اور نفی شرک برکتی کا بیان علی وجہ الکمال ہے مع التخویفات الاخرویہ یہ تین حصے بیان کئے گئے ہیں۔ باقی اپنی اپنی جگہ بیان کئے جائیں گے۔ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے لے کر كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ تک تخویف واسطے کفار کے اور بشارت واسطے مومنوں کے ذکر کی گئی ہے (فائدہ) صَدٌّ لازمی اور متعدی دونوں کے معنی میں آتا ہے اور پھر فَاِذَا لَقِيْتُمُ سے لے کر اَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ تک حکم جنگ ہے درمیان میں ترغیب دی گئی جنگ کی دو طریقوں کے ساتھ ایک تو مقتول فی سبیل اللہ کے واسطے جنت مقرر کر رکھی ہے اور دوسرا مومنوں کے واسطے مددگار ہے کیونکہ غرض عوالی کلمات اللہ کی ہے اور پھر وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْ اَخْرَجَتْكَ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ سے نبی علیہ السلام کو تسلی دے کر اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ تک تخویف اخروی اور بشارت

بیان کی گئی اس کے بعد علت قتال بیان کی گئی ہے کہ کیوں فرض ہوئی فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ یعنی غرض قتال سے توحید ہے یعنی معبود ایک ہے غیر کو نہ پکارو پھر يَقُوْلُ الَّذِيْنَ سے لے کر فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ تک شکوی منافقوں کا اور زجرات اور تخویفات واسطے منافقوں کے ذکر کئے گئے اس کے بعد يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ سے لے کر آخر تک تشجیع علی القتال بیان ہے اور ترغیب بیان کی گئی کہ دنیا کچھ چیز نہیں بہ نسبت آخرت کے۔ حاصل یہ ہوا کہ اس سورت میں جنگ کرنے کا حکم کیا گیا اور ترغیب دی گئی پھر جنگ کرنے کی علت فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے بیان کی گئی جو کہ اصلی مقصود تھا اور پھر منافقوں پر شکوی اور زجرات بیان کر کے ترغیب علی القتال بیان کی پس پس حاصل حکم قتال کا ہوا۔ باقی تحقیق جمل و مفردات کی یہ ہے (۱) فَضَرْبَ الرِّقَابِ ای فاضربوا اضرب الرقاب یعنی گردنوں کا مارنا (۲) حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ ای قهرتموهم یعنی اس غایت تک کہ کثرت خونریزی ہو جائے (۳) حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا علت ہے فضرب الرقاب کی یعنی واسطے اس غرض کے کہ تا جو چھوڑ دیں حرب والے یعنی کفار ہتھیار اپنے کو یعنی ضعیف اور مغلوب ہو جائیں (۴) لَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ای لکن یریدان یبلو کم یعنی اگر اللہ چاہتا تو ان کو ہلاک کر دیتا لیکن ارادہ کرتا ہے آزمائش تمہاری کا (۵) وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ۔ سیھدیھم کا تعلق وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا کے ساتھ نہیں ہو سکتا کیونکہ مقتول ہونے کے بعد ہدایت دینے کا کوئی معنی نہیں بن سکتا لہٰذا اس کو علیحدہ جملہ قرار دیں گے اور ہدایت کا حکم باقی مومنوں کے واسطے ہوگا یا اس کے ساتھ متعلق ہوگا لیکن معنی سَيَهْدِيْهِمْ الی الجنۃ ہوگا۔ بقرینہ يُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ معنی عرفہا اے مقرر کر رکھا ہے اس جنت کو (۶) وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ یعنی ہلاکت ڈالی گئی ہے واسطے کفاروں کے (۷) دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ اے ہلاکت ڈالی ہے اللہ تعالیٰ نے ان پر (۸) اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ اے علی بیان واضح من اللہ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ ای زین بھما اللہ تعالیٰ (۹) فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ معنی آسن کا گندہ ہوا (۱۰) وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ معنی امعاء کا روده (۱۱) فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ معنی یہ کہ کہاں سے ہوگا قبول کرنا نصیحت کا جس وقت آجائے گی اس معنی سے ذِکراھم کا تعلق باعتبار معنی مقدم ہے اذا جاءتھم سے (۱۲) مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ جائے تقلب دنیا میں اور مثوا کم فی الآخرۃ مراد ہے (۱۳) يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ یعنی مثل اس شخص کی کہ جس پر غشی موت کی آئی ہو فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ معنی صدق راست گفتن اور راست کردن اندر امر یعنی جس وقت جنگ کا اعلان ہو جائے تو اس وقت یہ منافق کہنے اور کرنے میں صدق کرتے تو ان کے لئے اچھا ہوتا (۱۴) سَوَّلَ لَهُمْ وَاَمْلٰى لَهُمْ معنی املی کا مہلت ہے (۱۵) اَضْغَانَهُمْ کا معنی کینہ اور غصہ (۱۶) فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ اے باتوں میں (۱۷) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ اے لا تبطلوا بمخالفۃ الرسول یعنی اے مومنو اطاعت اللہ اور رسول کی کو قایم کرو اگر نہ قایم رکھا اور شرک کیا تو تمہارے اعمال سابقہ باطل ہو جائینگے یہ معنی سیاق کے موافق ہے باقی فقہ اور اصول والوں کا یہ مسئلہ اس سے نکالنا کہ صلوٰۃ نافلہ کو شروع کرنے کے بعد فاسد کرے تو صلوٰۃ واجب ہو جاتی ہے یہ سیاق کے مخالف ہے۔ (۱۸) لَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ۔ تَدْعُوْ کا عطف تَهِنُوْا پر ہے اور معنی لَنْ يَّتِرَكُمْ یعنی ضائع نہ کرے گا عمل تمہارے کو یعنی تم صلح کا اعلان نہ دو اللہ تمہارے ساتھ ہے اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا۔ فَيُحْفِكُمْ عطف ہے يَسْـَٔلْكُمُوْهَا پر اور تَبْخَلُوْا جزاء ہے معنی یہ ہوگا کہ اگر اللہ تعالیٰ سوال کرے اور مبالغہ کرے سوال میں یعنی سب کے لئے لینے کا تو تم بخل کرو گے۔ فقط ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُورۃ فتح

اس سُورۃ میں دو مدنی سورتوں کا دیا گیا ہے۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا سے لے کر وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا دو خوشخبریاں دی گئی ہیں۔ ایک تو فتح ہو گی اور دوسرا اللہ تعالیٰ سے مومنوں کے دل میں تسلی اور کافروں کے دل میں خوف ڈال دے گا اور اس کی علتیں بیان کی گئی ہیں اور اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا یہ دوسری بیان کیا گیا یعنی جب کہ ہم نے واسطے اللہ تعالیٰ کے یہ دو خوش خبریاں دی ہیں تم اس کی تسبیح کرو یعنی نفی شرک کی کرو۔ یہ ترقی ہے سورۃ محمد سے کیونکہ اس میں تو صرف فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا گیا اور اس میں ترقی کر کے تُسَبِّحُوْهُ کہا گیا یعنی نفی شرک کی کرو۔ پھر اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ سے کچھ غیب سے مَا يَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ سے لے کر لِيَمَسَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ تک مخلف کو بیان اور تخلیف کی لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى سے آخر تک بیان کیا معذورین ہیں پھر مخالفت کا تذکرہ کیا کہ جس وقت جنگ کا شبہ ہو تو مدد کرتے ہیں تا کہ جنگ سے رہ جائیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ مسلمان مارے جائیں گے اور دوسرا علاج ہے کہ جس وقت غنیمت کا موقعہ آ جائے تو اس وقت کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ جاتے ہیں پھر لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ کو اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ کے متعلق خوشخبریاں ابتلائی گئیں غنیمت خیبر والی جو ابھی دی جاوے گی اور باقی ملکوں والی غنیمتوں کی خوشخبریاں بھی دی گئیں اور بیان کیا کہ تمہارے دل کا صدق دیکھا تو تم کو تسکین اور اطمینان عطا کیا اور فائدہ صلح کا بیان فرمایا کہ صلح کا ہونا باوجود اس بات کے کہ شر آدمی صدمہ کو دفع کرنے کے لئے تم پر آئے اور ہم نے اُن کو پکڑا اور پھر چھوڑ دیا اور اس کی علت اس کے بعد رکوع میں فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا کے ساتھ بیان کی گئی ہے یعنی اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ اس صلح میں کئی کافر مسلم ہو جائیں گے بیان اس کا یہ ہے کہ صلح کی حالت میں کئی کافر تمہاری طرف آئینگے۔ اور اہل مکہ کی طرف رغبت دی جاوے گی تو وہ مسلمان ہو جاویں گے اور لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ سے خواب رسول اللہ کے اوپر جو اعتراض کرتے تھے کہ رسول اللہ صلعم نے خواب دیکھا تھا کہ ہم مسجد حرام میں داخل ہونگے اور تقصیر اور تحلیق کریں گے حالانکہ صلح ہو گئی اور مسجد حرام میں داخل نہ ہوئے اور تقصیر اور تحلیق نہ ہوئی۔ اس کے ساتھ اس کو رفع کیا کہ وہ خواب صحیح ہے اور وہ سب افعال ہونگے لیکن تعیین اس سال میں تو رسول اللہ صلعم نے نہ فرمائی تھی اور اصحاب کی صفت بیان کی گئی تا کہ باقی لوگ اپنے نفس میں انہیں جیسے اعمال پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ حاصل یہ ہوا کہ پہلے دو خوشخبریاں بتا کر پھر ان کی تعیین کی گئی بعد ذکر کرنے منصفین اور غیر منصفین کے پھر خواب کی صداقت کے واسطے کلام تبعًا لائی گئی اور صلح بھی اس طرح ہوئی تھی کہ مسلمانوں سے وعدہ لیا گیا کہ اگر ہمارے کافروں میں سے کوئی مسلمان ہو کر تم کو ملے تو اس کو ہمیں واپس دے دو اور ہمارا مسلمان جب مرتد ہو کر ہماری طرف آئے گا تو ہم بالکل نہ چھوڑیں گے لہٰذا ایسی صلح کے سبب سے مومنوں کے دل میں بہت تسلی ہوئی اور کھل گئے۔ اللہ تعالیٰ نے تسلی دی اور اس کی علت بیان کی گئی ہے۔ باقی تحقیق جمل و مفردات کی یہ ہے:۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا

سے حکایۃ بالفتح ہے یا تو اس سے خاص صلح حدیبیہ مراد ہے کہ اس صلح کو فتح کہا گیا ہے یا مراد عام فتح ہے اور لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ کا لام ارادہ والا

سے اسی ارادہ غفران ذنوبکم سواء تقدم او تاخر یعنی بعد ازاں ان مصدریہ مقدرہ ہے اور فعل ارادہ محذوف ہے اور ہدیٰ ربہا صراطاً مستقیماً کا مراد اصل موضوع لہ نہیں ہے بلکہ مراد یثبت ہے معنی مضبوط رکھیگا اللہ تعالےٰ اسکے سینہ پر۔ ھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المؤمنین یعنی دیکھو تمہارے ارادہ کو محکم کیا اسی طرح تم کو محکم کرکے فتح دوں گا۔ اور کفار کے دل میں رعب ڈالوں گا جیسا کہ سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب سے واضح ہے اور پھر انزل السکینۃ کے واسطے علتیں بیان کی گئیں (اول) لیزدادوا ایماناً مع ایمانھم اور دوسری لیدخل المؤمنین بمع معطوف اس کے کہ یعنی یکفر عنھم سیئاتھم اور تیسری ویعذب المنافقین سے بیان کی گئی ہے حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ مومنوں کو تسلی بخشے گا اور کافروں کے دل میں خوف ڈالے گا کہ مومنوں کا دل پکا ہو جائے تاکہ ان کو جنات میں داخل کرے اور ان کے سیئات کو بخشے اور منافقوں کو عذاب دے اور درمیان میں للہ جنود السموات والارض جملہ معترضہ بیان کیا گیا ہے مراد اس سے نفع دینی مقصود ہے۔ قولہ انا ارسلناک شاھداً ومبشراً ونذیراً لتؤمنوا باللہ شاہد کا معنی ہے بتلانے والا حق کا از شاہ ولی اللہ صاحب اور حاضر ناظر مراد نہیں ہے تاکہ علم غیب کے ثبوت کی دلیل نہ بنے اور لتؤمنوا پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ مناسب لیؤمنوا تھا یعنی تجھ کو بشیر اور نذیر کرکے بھیجا ہے تاکہ لوگ ایمان لائیں لیکن جواب یہ ہے کہ واو لتؤمنوا سے نبی علیہ السلام ہیں کیونکہ ہر نبی کو پہلے اپنی نبوت اور رسالت کے ساتھ ایمان لانا ضروری ہوتا ہے۔ جمع مخاطب اس واسطے لایا گیا کہ ایک کے مخاطب ہونے سے لفظ جمع مخاطب کا لایا جاتا ہے اور تعزروہ کا معنی امداد اور توقیر کا معنی تعظیم کرو تم اس کی اور ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ کا معنی یہ ہے کہ جو لوگ وعدہ اور بیعت کرتے ہیں تیرے ساتھ وہ اصل میں وعدہ اور بیعت خدا کے ساتھ کرتے ہیں قولہ سیقول لک المخلفون من الاعراب شغلتنا اموالنا واھلونا مراد وہ لوگ ہیں جو پیچھے چھوڑے گئے ہیں نہ اس وجہ سے کہ رسول علیہ السلام نے ان کو چھوڑا ہے بلکہ بسبب قہر اللہ تعالےٰ کے بقرینہ وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونھا کے کیس گے ہم اس واسطے نہیں آ سکے کہ ہم کو مال اور اہل مشغول کر دیا ہے یعنی پیچھے ہمارے ان کی حفاظت کرنے والا کوئی نہ تھا اور گھر ننگے رہتے تھے (بقرینہ اذا جاء ھم رسول منھم تعزروہ کے اور یہ کہ رسول اللہ صلعم کو واپس کی حالت میں ہوا تھا یعنی جس وقت واپس ہو کر جاؤ گے تو منافق یہ عذر کریں گے اور یقولون بالسنتھم ما لیس فی قلوبھم سے منافقت ان کی بیان کی گئی اس کے بعد تفسیر اس کی بل ظننتم ان لن ینقلب الرسول والمؤمنون الی اھلیھم سے کی گئی ہے یعنی پیچھے رہنے کا سبب وہ نہ تھا جو بیان کرتے ہیں بلکہ اس کا یہ سبب تھا کہ انہوں نے گمان کیا تھا کہ مسلمان مارے جائینگے اور درمیان مفسر اور مفسر کے ھل فمن یملک لکم من اللہ ای من عذاب اللہ ان اراد بکم ضراً او اراد بکم نفعاً بل کان اللہ بما تعملون خبیراً اجمالاً معترضہ بیان کیا گیا ان کے خیال کو رد کرنے کے واسطے یعنی نفع اور ضرر دینا اللہ کے ہاتھ میں ہے اگر تم کو اللہ تعالےٰ ضرر دے تو تم کو کون بچا سکتا ہے یہ نہیں کہ تم پیچھے رہ گئے تو عذاب اللہ سے بچ جاؤ گے بلکہ اگر عذاب دینا ہو تو پیچھے بھی دے سکتا ہے اگر تم کو نفع دے کون منع کر سکتا ہے بلکہ کوئی اللہ تعالیٰ کی ممانعت نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالےٰ تمہارے اعمال کا واقف ہے جزا دے گا پس اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ او ارادبکم نفعاً سے پہلے فمن یمنع النفع مقدر ہے بقرینہ سیاق سیقول لک المخلفون سے اللہ تعالےٰ نے ان کو پیچھے چھوڑ دیا ان کو ہمت تمہاری رفاقت کی نہ دی اذا انطلقتم الی مغانم مراد اس سے خیبر والی غنیمتیں ہیں یعنی جس وقت تم خیبر کی طرف جاؤ گے تو منافق کہینگے ہم کو چھوڑو ہم بھی جاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالےٰ بطور وحی غیر متلو کے رسول اپنے کو حکم کر چکا تھا کہ جو مومن حدیبیہ کو آئے ہیں وہی خیبر کی طرف جائیں پس

تبدیل کرتے ہیں کلمے اللہ تعالےٰ کو بھی معنی ہے اَنْ یُّبَدِّلُوْا کَلَامَ اللّٰہِ کا پس اس جگہ جو اعتراض وارد ہوتا ہے کہ قرآن میں تو کہیں یہ حکم نہیں کہ خیبر کو بھی یہی جاویں گے رفع ہو گیا۔ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ اس سے مراد طائف والا قصہ ہے قولہٗ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ یعنی حدیبیہ میں نیچے درخت کے وعدہ کیا تھا رسول اللہ صلعم کے ساتھ اور ۱۴۰۰ آدمی تھے۔ قولہٗ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ السَّکِیْنَۃَ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا معنی آثا بہم کا بدلے اس کے اللہ تعالےٰ نے حکم دے چکا ہے فتح خیبر اور خیبر میں کوئی بڑا جنگ نہ ہوا تھا۔ قولہٗ وَمَغَانِمَ کَثِیْرَۃً تَاْخُذُوْنَھَا وَعَدَکُمُ اللّٰہُ محذوف سے بقرینہ وَعَدَکُمُ اللّٰہُ مَغَانِمَ کَثِیْرَۃً کے اے وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ فجعل لکم ھذا سے مراد خیبر والی غنیمتیں ہیں یعنی یہ اللہ تعالےٰ نے تم کو پہلے عطا کر دیں قولہٗ وَکَفَّ اَیْدِیَ النَّاسِ عَنْکُمْ اور بعد اس کے ھُوَ الَّذِیْ کَفَّ اَیْدِیَھُمْ عَنْکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ عَنْھُمْ بِبَطْنِ مَکَّۃَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَکُمْ عَلَیْھِمْ سے مراد یہ ہے کہ حدیبیہ میں کافروں نے رات کے وقت مسلمانوں پر حملہ کیا تو مسلمانوں نے پکڑ لیا اور پھر چھوڑ بھی دیا اور حدیبیہ آٹھ کوس پر ہے مکہ سے قولہٗ وَصَدُّوْکُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْھَدْیَ مَعْکُوْفًا اَنْ یَّبْلُغَ مَحِلَّہٗ ای من ان یبلغ محلہ معکوفا کا معنی باندھے ہوئے وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْھُمْ اَنْ تَطَئُوْھُمْ فَتُصِیْبَکُمْ مِّنْھُمْ مَّعَرَّۃٌ بِغَیْرِ عِلْمٍ لِیُدْخِلَ اللّٰہُ فِیْ رَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ لَوْ تَزَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا۔ اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْحَمِیَّۃَ حَمِیَّۃَ الْجَاھِلِیَّۃِ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلْزَمَھُمْ کَلِمَۃَ التَّقْوٰی وَکَانُوْٓا اَحَقَّ بِھَا وَاَھْلَھَا ترکیب یہ ہے اَنْ تَطَئُوْھُمْ بدل اشتمال ہے رجال مومنون سے فَتُصِیْبَکُمْ معطوف ہے ان تطئوھم پر۔ لیدخل اللہ فی رحمتہ دربیان میں علت ہے ترک العذاب محذوف کی لَوْ تَزَیَّلُوْا کا معنی لَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ اور اعادہ کیا واسطے بعد عہد کے اور فاعل تزیلوا کا رجال مومنون ہے اور لعذبنا الذین جواب لولا ہے۔ اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ظرف متعلق لَعَذَّبْنَا کے ہے اور اس کی علت ہے اور کلمۃ التقوٰی بمعنی بات اچھی ہے مراد اس سے جنگ نہ کرنا ہے اور اھلھا میں ضمیر کا مرجع کلمۃ التقوٰی ہے پس اب یہ معنی ہوگا کہ اگر مرد اور عورتیں مسلمان نہ ہوتیں تو ہم ان کو عذاب دیتے اور مسلمانوں کو کفار کے بیچ میں رکھتا تاکہ عذاب نہ آوے کوئی کفار سے شاید مسلمان ہو جائے اور عذاب کیوں نہ دیتے اور حال یہ ہے کفار اپنی جاہلیت کے سبب سے اکڑتے تھے یعنی اس غرور و نخوت کے سبب سے لائق عذاب کے تھے اور عورتیں اور مرد نہ ہونے کا یہ مطلب ہے۔ کہ یہ خوف نہ ہوتا کہ تم ان کو بھی بتعاسوا علم کے روند نہ دیتے پھر کفار نے تو اکڑ فوں دکھائی لیکن اللہ تعالےٰ نے مومنوں کے دل میں تسکین ڈال دی اور جنگ نہ کرنے دیا اور مسلمان ہی تسکین کے لائق تھے اور اہل تھے لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ الرُّؤْیَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ الخ لتدخلن بیان ہے وقوع رویا کا قولہٗ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ ترکیب یہ ہے کہ کزرع خبر ہے واسطے مبتدا محذوف کے ای ھم کزرع ضمیر مرفوع اخرج کی راجع ہے طرف زرع کے فاستغلظ کی ضمیر راجع ہے طرف شطاٴ کے اور فاستوٰی کی ضمیر بھی راجع ہے طرف شطاٴ کے اب معنی یہ ہوگا کہ یہ مثل کھیتی کے ہونگے جو نکالتی ہے سوئی اپنے کو پس قوی کرتا ہے وہ زرع اس سوئی کو پس یہ شطاٴ مضبوط ہو جاتا ہے اوپر جڑھ اپنی کے۔ فقط ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ حجرات (مدنیہ)

اس سورۃ میں اول تو چند آداب بیان کئے گئے پھر رعوے اصلی سورہ سابقہ سے ترقی کے ساتھ ذکر کیا گیا چنانچہ سورت محمد میں تو لا الٰہ الا اللہ ذکر کیا گیا پھر ترقی کے ساتھ سورۃ فتح میں تسبحوہ کہا گیا یعنی معبود بھی وہی ہے اس کا شریک نہ بنا کیونکہ عالم الغیب وہی ہے دوسرا کوئی نہیں ہے یہ آخر سورت میں ان اللہ یعلم غیب السموٰت والارض ذکر کیا گیا۔

سب قانون علی سبیل الترقی ذکر کئے گئے ہیں۔ پہلے میں تو یہ ذکر ہے کہ رسول علیہ السلام کے ساتھ تمہاری گذران جو کہ امر ضروری ہے کس طرح ہونا چاہیئے یا ایھا الذین امنوا لا تقدموا سے لے کر واللہ غفور رحیم تک بیان کیا گیا ہے یعنی اول تو یہ ضروری ہے کہ رسول اللہ صلعم کی مخالفت نہ کرو۔ اور دوسرا بلند آواز رسول اللہ صلعم کے سامنے نہ کرو کیونکہ یہ بھی موجب بے ادبی ہے۔ جیسا کہ کسی بادشاہ کے سامنے آج کل بھی بلند آواز نہیں کیا جاتا۔ اور تیسرا ان الذین ینادونک سے بیان کیا گیا کہ بادشاہوں کے سامنے ادب کیا جاتا ہے۔ تم بھی رسول علیہ السلام کو بجز ضرورت سے نہ بلاؤ اعرابیوں کی طرح یہ تمام امور جو کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ ضروری تھے پہلے قانون میں بیان کئے گئے اور پھر دوسرا قانون یا ایھا الذین امنوا ان جاءکم فاسق سے لے کر علی ما فعلتم نادمین تک بیان کیا گیا ہے یعنی جب کہ امور ضروری رسول اللہ صلعم کے ساتھ تمہارے واسطے جب تم ان پر عمل در آمد ہوئے اس کے بعد تمہارے واسطے یہ امر ضروری ہے کہ ہر امر اور خبر کی تحقیق کیا کرو اور یہ تیسرا قانون واعلموا ان فیکم رسول اللہ سے لے کر واللہ علیم حکیم تک بیان کیا گیا ہے اس میں یہ قانون بھی بعد قانون اول کے ہے یعنی مخالفت رسول اللہ صلعم نہ کرو۔ اور اطاعت تمہاری رسول اللہ علیہ السلام پر کوئی نہیں ہے بلکہ تم پر اطاعت رسول اللہ صلعم کی واجب ہے اور درمیان میں دو سے قانون کے ساتھ تحقیق امر کی تبلائی گئی (چوتھا قانون) ان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا سے لے کر لعلکم ترحمون تک بیان کیا گیا ہے یعنی جب یہ تین عمل کر لئے مخالفت رسول اللہ صلعم کی نہ کی اور امور موجب بے ادبی کے نہ کئے اور ہر ایک امر کی تحقیق بھی اور اطاعت بھی رسول علیہ السلام کی کی تو اب یہ امر ضروری ہے کہ اگر دو گروہ مسلمانوں کے آپس میں جنگ و قتال وغیرہ شور و شر کریں تو تمہارے اوپر اصلاح ان کی عدل کے ساتھ ضروری ہے۔ تب تم میں اتفاق پیدا ہوگا۔ پانچواں قانون۔ یا ایھا الذین امنوا لا یسخر سے لے کر فاولئک ھم الفاسقون تک بیان کیا گیا ہے یعنی بعد امور مذکورہ یہ بھی ضروری ہے کہ آپس میں عیب کے ساتھ ایک دوسرے کو اہل دنیوں سے نہ بلاؤ اور ایسے نام سے نہ بلاؤ جس کے سبب سے قائل بعد ایمان کے فسق میں پڑ جائے۔ چھٹا قانون یا ایھا الذین امنوا اجتنبوا سے لے کر ان اللہ توٰاب رحیم تک یہ بیان ہے کہ اپنے نفس میں ظن کے عمل نہ کرو کیونکہ اکثر ظن جھوٹ ہوتے ہیں اور غیبت اور جاسوسی وغیرہ نہ کریں کیونکہ یہ مثل کھانے گوشت برادر اپنے کے ہے جیسا کہ اس کو مکروہ سمجھتے ہو اسی طرح غیبت وغیرہ کو بھی چھوڑ دو۔ ساتواں قانون یا ایھا الناس انا خلقناکم سے لے کر ان اللہ علیم خبیر تک بیان کیا گیا ہے کہ اپنے نسب پر فخر نہ کرو کیونکہ بڑے ہونے کی دار مدار اللہ کے نزدیک پرہیزگاری پر ہے نسب پر موقوف نہیں ہے پھر ان قانون کے بعد قالت الاعراب سے آخر تک شکوہ اعرابیوں کا بیان کیا گیا ہے یعنی ایمان کامل کا دعوے نہ کرو ہاں نفس اسلام کا دعوے کرو کیونکہ ایمان کامل در اسلام میں

فرق ہے یہ کہ فرمایا۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ یعنی ایمان کامل والے یہ ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ اسلام لانے سے میرے پر احسان نہ کریں بلکہ اللہ کا احسان ہے تم پر جو کہ کفر سے نکال کر اسلام کی طرف لے آیا۔ پس حاصل یہ ہوا کہ سات قانون بیان کئے گئے ہیں جو قوم کہ ان پر عمل درآمد کرے گی تو ہمیشہ دنیا میں فتحیاب ہوگی اور آخر میں شکوی بیان کیا گیا غرض یہ ہے کہ اسلام لانے سے اللہ کا شکریہ ادا کریں اور آخر میں اصل دعوے توحید بیان کیا گیا ہے۔

(تحقیق مفردات) لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ یعنی پیش دستی اور مخالفت نہ کرو۔ لَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ یعنی اس کے ساتھ اس طرح نہ بولو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے بولتے ہو۔ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ ای لان لا تحبط اعمالکم۔ قولہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ یعنی آہستہ کرتے ہیں آوازوں کو۔ قولہ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَھَالَۃٍ ای لان لا تصیبوا یعنی تحقیق کیا کریں تاکہ نہ پہنچو قوم کو سوائے علم کے یعنی ضرر دو ان کو سوائے علم کے۔ قولہ نِعْمَۃً یعنی مشقت میں پڑ جاؤ گے وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ۔ لیکن باعتبار موضع لہ کے قائل کے ساتھ مرتبط نہیں ہو سکتا لہٰذا معنی یہ ہوگا سیاق کے موافق لیکن اللہ نے اطاعت رسول علیہ السلام کی کرنی تم پر واجب کی ہے اور تمہاری اطاعت اللہ پر کوئی واجب نہیں اور محبوب کیا ہے اللہ نے ایمان الخ۔ دلوں میں قولہ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ معنی یہ ہے کہ نہ بلاؤ عیب کے ساتھ ہم دینوں اپنے کو اور نہ بلاؤ نام برے کے ساتھ اور برا ہے نام ہو کہ موجب فسق قائل کا ہو بعد ایمان قائل کے قولہ اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَھَالَۃٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِیْکُمْ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوْ یُطِیْعُکُمْ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَکَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَنِعْمَۃً وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىھُمَا عَلَی الْاُخْرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰہِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْھُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا معنی یہ ہوا کہ بچو اکثر ظنوں سے یعنی ظن کے ساتھ عمل نہ کیا کرو کیونکہ بعض ظن گناہ ہوتے ہیں اور جاسوسی اور غیبت بھی نہ کرو۔ قولہ فَکَرِھْتُمُوْہُ یعنی گوشت کھانا اپنے بھائی کا مکروہ جانتے ہو اور نہیں کھاتے اسی طرح غیبت کو بھی چھوڑ دو قولہ خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی معنی یہ ہے کہ مٹی سے پیدا کیا ہے وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ یعنی بڑے قبیلے چھوٹے قبیلے قولہ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا امر ایمان کامل ہے قولہ اَیَلِتْکُمْ مِّنْ اَعْمَالِکُمْ شَیْئًا ای نہ کم کرے گا تمہارے اعمال میں سے کچھ شیئ۔ فقط۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَۃُ قٓ (مکیۃ)

اس سورت سے لے کر قٓ سَیَقُوْلُ الْاِنْسَانُ تک احوال قیامت اور تخویفات اخرویہ بھی کثرت کے ساتھ ذکر کئے جائیں گے اور پہلے ثبوت قیامت علی سبیل الترقی ہوگا تا سورت قمر اور توحید جو کہ اصلی مدعا ہے وہ ذکر کیا جائے گا ہر سورت میں تھوڑا تھوڑا۔ اس سورت میں دو دلیلیں ہیں ایک میں دعوے ثبوت آخرت کو ثابت کیا اور دوسری دلیل کے بعد توحید کی ترقی بیان کی گئی قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ بَلْ عَجِبُوْٓا سے لے کر فَھُمْ فِیْٓ اَمْرٍ مَّرِیْجٍ تک تخویف بیان کی گئی ہے قسم ہے کلام مجد والے کی یعنی یہ شاہد ہے کہ تو سچا رسول ہے معنی مجد کا صفات جلالیہ ہے ایسے مجید کے ساتھ کلام کرنی والا ہے تو صداقت سے کہہ رہا ہے اور تو سچا رسول ہے اور قیامت بھی ضرور آئے گی جائے شبہ تو نہیں ہے بلکہ یہ کفار تعجب کرتے ہیں اس بات پر کہ ان کے پاس منذر آیا ہے پھر اَفَلَمْ یَنْظُرُوْٓا سے لے کر کَذٰلِکَ الْخُرُوْجُ تک ثبوت قیامت کے دلیل اول لائی گئی ہے اور دلیل کے آخر میں نتیجہ یعنی کَذٰلِکَ الْخُرُوْجُ تو ذکر کیا گیا اس دلیل میں ادلہ ثلاثہ انیہ بیان کی گئی ہیں اول تو آسمان کو پیدا کیا اور اس میں کواکب بھی پیدا کئے۔

ان کے ساتھ اس کو مزین کیا اور دلیل (دوسری) زمین کو پھیلایا اور اس پر پہاڑ پیدا کئے اور تیسرے پانی نازل کرنے آسمان سے باغ اور کھجور اور زرع کو پیدا کیا اسی طرح سے تم بھی پیدا کیے جاؤ گے اور پھر کَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ سے لے کر فَحَقَّ عَلَيْهِ وَعِيْدِ تک تخویف دنیوی بیان کی گئی بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ بلکہ تکذیب کرتی ہیں ساتھ اس چیز کے کہ ظاہر بیّن ہے پس یہ بھی تکذیب کرتے ہیں اسی طرح قوم نوح وغیرہ نے تکذیب کی تھی ان پر عذاب دنیوی آگیا تھا اسی طرح ان پر بھی آجائے گا اور پھر اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ سے لے کر اَلْقٰى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ تک شکوی بیان کیا گیا۔ پھر وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ سے دلیل اِلٰی لائی گئی اور بعد اس کے توحید کی ترقی کی گئی ہے کیونکہ سورۃ محمد میں تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا گیا اور سورۃ فتح میں لِيُسَبِّحُوْهُ کہا گیا اور اس میں سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ کے امر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قاعدہ ہے قرآن شریف میں کہ جس وقت عذاب آئے تو امر کیا جاتا ہے عبادت کا اور احسان کرنے کا اور ظلم نہ کرنے کا یعنی پاکی اللہ کی شرک سے کرو حالانکہ متلبس ہو ساتھ حمد کے یعنی کہو کہ سب کچھ کرنے والا بھی وہی ہے اور اس سے پہلے سورت حجرات میں علت بیان کی گئی ہے کیونکہ سب کچھ جاننے والا وہی ہے دوسرا کوئی نہیں ہے اور اس دلیل کے بعد پھر کچھ تخویف اُخروی بیان کی گئی ہے۔ حاصل یہ ہوا واسطے ثبوت آخرت کے ادلہ ثلثہ بتا کر نتیجہ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ کو ثابت کیا گیا اور توحید کو علے سبیل الترقی سورۂ سابقہ کے ذکر کیا اور باقی تخویفات ذکر کئے گئے ہیں۔ تحقیق جمل و مفردات۔ قولہ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا اس کے بعد محشر محذوف ہے کیونکہ مرنا تو تسلیم کرتے تھے لیکن حشر کو نہیں مانتے تھے اس واسطے کہتے تھے ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ ای بعید من العقل قولہ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ۔ ما تنقص میں مَا مصدریہ ہے اور حفیظ کا معنی محصی اعمال اُن کے ہیں معنی یہ ہوگا کہ ہم جانتے ہیں کم کرنا زمین کا ان کو یعنی کفار کے مرنے کے بعد زمین اُن کو کم کرتی جاتی ہے اور ہم جانتے ہیں پھر ہم ان کے جمع کرنے پر قادر ہیں اور اُٹھانے پر ہم کو کوئی عجز نہیں ہے۔ ابن عباس نے یہ معنی کیا ہے کہ ما تاکل الارض من لحومهم من بعد موتهم قولہ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ ای بالامر الظاہر یعنی حشر تو ظاہر بات ہے اس کی انہوں نے تکذیب کی ہے فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ای فاسد کما قیل مَرِجَتْ امانات الناس۔ ای فسدت الاولی وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ یعنی کوئی سوراخ آسمان میں نہیں ہے مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيْجٍ یعنی ہر قسم تازہ سے۔ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ یعنی ہم نے پیدا کیا ہر قسم سے تازہ تازہ واسطے سمجھانے اور نصیحت کرنے کے واسطے بندے کے جو ارادہ سمجھنے کا رکھتا ہو۔ مَآءً مُّبٰرَكًا پانی برکت رکھا ہوا حَبَّ الْحَصِيْدِ دانے کٹے ہوئے کی وَالنَّخْلَ بَاسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ نخل حال ہونے اس کے کہ بلند ہونے والی ہے واسطے اس کے خوشے کے تہ بتہ ہوتے ہیں بَلْدَةً مَّيْتًا مراد اس سے زرع ہے یعنی جس جگہ زرع نہیں اس پانی سے اس کو پیدا کرتے ہیں یہ مجاز ہے اَصْحٰبُ الرَّسِّ رس ایک کنواں تھا اس میں کافروں نے اپنے پیغمبر کو پاؤں آسمان کی طرف کر کے لٹکایا تھا پھر وہ تمام قوم ہلاک ہوگئی تھی وَاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ ایکۃ ایک شہر تھا اس میں درخت بہت تھے اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ معنی یہ ہے کہ ہم ماندے تو نہیں ہوئے نہیں جی ان کو خلق جدید میں شک ہے یہ مثل استہزا ہے۔ قولہ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ اس کے بعد مُحَاسَبٌ محذوف ہے یعنی ہم جانتے ہیں جو کچھ نفس انسان کا خیال کرتا ہے ہم حساب کریں گے۔ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ میں اضافت بیانیہ ہے یعنی دل کی رگ جو کہ حلق کے پاس ہوتی ہے۔ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ۔ اذ متعلق ہے اقرب کے ساتھ اب معنی یہ ہوگا ہم قریب ہوتے ہیں جس وقت اُٹھا لیتے ہیں اُٹھانے والے یعنی لکھ لیتے ہیں ایک یمین کی جانب اور ایک شمال کی طرف بیٹھنے والا ہوتا ہے مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ

اِلَّا لَدَيۡهِ رَقِيۡبٌ عَتِيۡدٌ عتید کا معنی تیار ہے۔ معنی یہ کہ نہیں بولتا انسان کوئی قول مگر اس کے پاس ایک نگہبان تیار ہے وقولہ وَجَآءَتۡ سَكۡرَةُ الۡمَوۡتِ بالحق معنی یہ ہے۔ آئی ہے شدت موت کی اور یہ بات ظاہر ہے پس معلوم ہوا کہ بالحق خبر ہے مبتدا محذوف کی اے ھٰذا بالحق قولہ ذٰلِكَ مَا كُنۡتَ مِنۡهُ تَحِيۡدُ ای یقال ذالك اور تحید کا معنی بھاگتا تھا تو یعنی کہا جاوے گا یہ وہ امر ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔ قولہ سَآئِقٌ وَّشَهِيۡدٌ یعنی چلانے والا اور گواہ قولہ لَقَدۡ كُنۡتَ فِىۡ غَفۡلَةٍ مِّنۡ هٰذَا ہذا سے مراد اعمال نامہ ہے فَبَصَرُكَ الۡيَوۡمَ حَدِيۡدٌ۔ حدید کا معنی تیز ہے اَلۡقِيَا فِىۡ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيۡدٍ۔ اَلۡقِيَا تثنیہ واسطے تکرار کے نہیں ہے جیسا کہ مشہور ہے بلکہ واسطے معنی موضوع لہ کے ہے یعنی دو فرشتے پکڑیں گے بقرینہ فَيُوۡخَذُ بِالنَّوَاصِىۡ وَالۡاَقۡدَامِ کے سورۃ الرحمٰن۔ قولہ مَنَّاعٍ لِّلۡخَيۡرِ مُعۡتَدٍ ای متجاوز عن الحد الَّذِىۡ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الخ سے اشارہ کیا گیا تو جہنم کی طرف۔ قَالَ قَرِيۡنُهٗ رَبَّنَا مَاۤ اَطۡغَيۡتُهٗ اس قرین سے مراد شیطان ہے اور قال قرینہ ھٰذَا مَا لَدَىَّ عَتِيۡدٌ میں مراد ملائکہ ہیں یعنی ملائک کہیں گے یہ اعمال نامہ اس کا میرے پاس تیار ہے۔ مایبدل القول لدی القول میں الف ولام عہد خارجی ہے یعنی اَلۡقِيَا فِىۡ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيۡدٍ الخ یَوۡمَ نَقُوۡلُ لِجَهَنَّمَ الخ مطلب یہ ہے ڈراتو اس دن سے جس دن ہم دوزخ کو کہیں گے هَلِ امۡتَلَاۡتِ۔ وَاُزۡلِفَتِ الۡجَنَّةُ لِلۡمُتَّقِيۡنَ غَيۡرَ بَعِيۡدٍ معنی ازلفت کا نزدیک کی جاوے گی۔ لہٰذا غیر بعید تاکید ہے واسطے ازلفت کے مَنۡ خَشِىَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَيۡبِ وَجَآءَ بِقَلۡبٍ مُّنِيۡبِ ادۡخُلُوۡهَا من منادی بحذف حرف ندا ای یا من خشی الرحمٰن اور ادخلوہا مقصود بالنداء ہے هُمۡ اَشَدُّ مِنۡهُمۡ بَطۡشًا بطش کا معنی دسترس ہے فَنَقَّبُوۡا فِى الۡبِلَادِ ھَلۡ مِّنۡ مَّحِيۡصٍ اس کے دو معنی ہیں اول ای موریاں کرتے تھے شہروں میں یعنی حیلے کرتے تھے واسطے شہروں کے یعنی تابع کئے انہوں نے اس وقت ھَلۡ مِّنۡ مَّحِيۡصٍ علیحدہ جملہ ہوگا واسطے بیان کرنے اس امر کے کہ انہوں نے تو کئی شہر تابع کئے تھے لیکن آیا انہوں نے ہم سے خلاصی پائی اور دوسرا معنی جس وقت ہمارا عذاب آیا تو شہروں میں حیلے کرنے لگے واسطے نکلنے کے اس وقت ھَلۡ مِّنۡ مَّحِيۡصٍ ماقبل کے ساتھ مرتبط ہوگا یعنی عذاب کے وقت نکلنے کے حیلے کئے کہ خلاصی ہو لِمَنۡ كَانَ لَهٗ قَلۡبٌ اَوۡ اَلۡقَى السَّمۡعَ وَهُوَ شَهِيۡدٌ معنی یہ ہوگا کہ یا تو عقل ہو اگر عقل نہ ہو تو متوجہ ہو کر کان رکھے اور سنے وَاَدۡبَارَ السُّجُوۡدِ سے مراد نفل ہے۔ وَاسۡتَمِعۡ يَوۡمَ يُنَادِ الۡمُنَادِ۔ استمع کا مفعول ما بعد ہے یعنی سن پچھلی بات۔ مِنۡ مَّكَانٍ قَرِيۡبٍ یعنی جس وقت ندا کرنے والا ندا کرے گا تو ہر ایک خیال کرے گا کہ نزدیک ہے فَاصۡبِرۡ عَلٰى مَا يَقُوۡلُوۡنَ یعنی جو طعن کرتے ہیں فقط۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سُوۡرَةُ الذّٰرِيٰتِ مکیۃ

یہ سورت سابقہ سورت یعنی قٓ کا بعض امور میں برعکس ہے اور بعض اس کا اجمال ہے اور اس میں دو دعوے علی سبیل الترقی ذکر کئے گئے ہیں کیونکہ دعوے ثبوت آخرت والے ہیں تو محض كَذٰلِكَ الۡخُرُوۡجُ کہا گیا اور اس میں ترقی کی گئی اِنَّمَا تُوۡعَدُوۡنَ لَصَادِقٌ وَّاِنَّ الدِّيۡنَ لَوَاقِعٌ کہا گیا یعنی حشر بھی ہوگا اور جزا بھی دی جاوے گی اور دوسرا دعوے یعنی توحید کی ترقی فَفِرُّوۡۤا اِلَى اللّٰهِ وَلَا تَجۡعَلُوۡا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اس سے بیان کی گئی ہے کیونکہ سورۃ ق میں تو سَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ کا کہا گیا اور اس میں کہا گیا کہ پاکی شرک سے بھی کرو اور ایک ہی کی طرف جاؤ اور اسی کو پکارو وَالذّٰرِيٰتِ ذَرۡوًا فَالۡحٰمِلٰتِ وِقۡرًا فَالۡجٰرِيٰتِ يُسۡرًا فَالۡمُقَسِّمٰتِ اَمۡرًا اِنَّمَا تُوۡعَدُوۡنَ لَصَادِقٌ وَّاِنَّ الدِّيۡنَ لَوَاقِعٌ

یعنی قسم ہے ہواؤں کی جو شاید ہے یعنی ہوائیں جو اُٹھتی ہیں اُٹھانا اور اٹھاتی ہیں بادلوں کو اور پھر آہستہ آہستہ لے جاتی ہیں اور اس کے بعد امرا یعنی ما حکمہ اللہ کو تقسیم کرتی ہیں یعنی کسی جگہ تو امر الٰہی سے اولے برساتی ہیں اور کسی جگہ محض بارش ہوتی ہے اور کسی جگہ کچھ بھی نہیں ہوتا یہ تمام شاہد ہیں وَمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ وَّاِنَّ الدِّیْنَ لَوَاقِعٌ پر یہ دونو باتیں اُن سے نکل سکتی ہیں یعنی جس طرح ہوا بادلوں کو اُٹھاتی ہے اسی طرح تم بھی اُٹھائے جاؤ گے یہ ایک نمونہ بتلایا گیا دنیا میں اور پھر جس طرح یہ ہوا بادلوں کو اٹھا کر کس جگہ اولے اور کس جگہ بارش اور کسی جگہ کچھ بھی نہیں ہوتا اسی طرح جزا بھی دیئے جاؤ گے یعنی مومنوں پر تو مثل بارش کی رحمت ہوگی اور کافروں پر عذاب مثل اولے کی یہ بھی ایک نمونہ ہے دنیا میں جزا کا پس ہر دو نو باتیں ان شواہد سے ماخوذ ہوئیں قولہا وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُکِ جواب قسم اس جگہ محذوف ہے ای تُحْشَرُنَّ یعنی قسم ہے آسمان صاحب حسن کی یعنی آسمان جالیدار شاہد ہے کہ تم اُٹھائے جاؤ گے یعنی جس طرح آسمان پر تاگاں کوکب مثل جالی کے آتے ہیں اسی طرح تم بھی نکل آؤ گے یہ ایک نمونہ ہے حشر کے واسطے دنیا میں لیکن افسوس ان احمقوں پر کہ ایسے نمونے دیکھ کر پھر بھی ایمان نہیں لاتے۔ اس جگہ تک دعوے ثبوت قیامت والا علی سبیل الکمال بیان کیا اور پھر اس کے بعد انکہ سے بد تستعملون تک زجر اور تخویف کفار کے واسطے بیان کی گئی اور پھر ساتھ ہی اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ سے لے کر وَالْمَحْرُوْمِ تک بشارت واسطے مومنوں کے بیان کی گئی پھر تخویف اور بشارت کے بعد دلیل واسطے آخرت کے وَفِی الْاَرْضِ سے لے کر مِثْلَ اَنَّکُمْ تَنْطِقُوْنَ تک بیان کی گئی یہ دلیل بعینہٖ سورۃ ق والی کا اجمال ہے لیکن اس میں تھوڑی سی ترقی کی گئی لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا اَنَّکُمْ تَنْطِقُوْنَ کے ساتھ اور مَا زائدہ ہے اور یہ دوسری دلیل اِنِّیْ بھی بیان کردی یعنی جس طرح تم بولتے ہو ایسے نئے الفاظ نکالتے ہو اسی طرح تم بھی نکالے جاؤ گے (نوٹ ضروری) لیکن ذرا خیال کرنے کا مقام ہے کہ یہ سورۃ ق کے برعکس ہے کیونکہ سورۃ ق میں کوئی نمونے نہیں دکھائے گئے اور محض کفار کا شکوی بیان کیا گیا تھا اور پھر اس کے بعد دلیل جس میں ادلہ ثلثہ اثبیہ بیان کی گئی ہیں اور اس سورت میں اولا نمونے علی سبیل التفصیل والکمال بیان کئے گئے پھر اس کے بعد کفار کو زجر اور مومنوں کے واسطے بشارت بیان کی گئی۔ پھر اس کے بعد دلیل سورۃ ق والی کا اجمال کرکے تھوڑی سی ایک چوتھی دلیل اتنی عجیب بتلائی گئی جو ہر انسان کے ساتھ ہے اور اسی طرح سورۃ ق میں بعد دلیل اول کے تخویف اُخروی بیان کی گئی علی سبیل التفصیل اور اس سورت میں تخویف دُنیوی دلیل اول کے بعد هٰذَا تَالَا سے لے کر اَوْ اَقْوَامًا فَاسِقِیْنَ علی سبیل التفصیل پانچ نمونے بتلا کر بیان کی گئی اور سورۃ ق میں دوسری دلیل میں اجمال کیا گیا کیونکہ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ بیان کیا گیا اور اس سورت میں اُسی دلیل کی وضاحت کی گئی وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰهَا بِاَیْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ کے ساتھ اور تھوڑی سی زیادتی کی گئی وَمِنْ کُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ کے ساتھ جیسا کہ دلیل میں زیادتی کی گئی تھی اور پھر فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰهِ اِنِّیْ لَکُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اِنِّیْ لَکُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ سے دوسرے دعوی کی ترقی کی گئی اور پھر کَذٰلِکَ مَآ اَتَی الَّذِیْنَ سے لے کر رسول کو تسلی دی گئی کہ ان کفار کا یہی طریقہ ہے کہ ہر رسول کو ساحر اور مجنون کہتے ہیں پس تم نے اپنا حق ادا کر دیا۔ یعنی پوری تبلیغ کر دی پس ان سے اعراض کرو اور مومنوں کو امر عبادت کرتے رہو اور وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ سے علت بیان کی گئی یعنی میں نے انکو عبادت ہی کے واسطے پیدا کیا ہے کوئی رزق تو اُن سے نہیں چاہتا ہوں اور کفار کے واسطے تھوڑی سی تخویف بیان کی ہو (حاصل تقریر اور سورۃ کا) اول تو نمونے حشر اور نشر کے بتلا کر تخویف اُخروی اور بشارت دے کر دلیل اول اور بعد اس کے تخویف دنیوی دے کر دلیل ثانی اور پھر تسلی بیان کی گئی اور اس کا عکس کیا گیا اور بہر دو دعوی یعنی ثبوت قیامت اور توحید کو علی سبیل الترقی بیان کئے گئے

(تحقیق جلیل اور مفردات) انکم لفی قول مختلف یوفک عنہ من افک یعنی قول ناموافق میں ہو پھرا جاتا ہے اس سے وہ شخص جو درگاہ سے پھرا ہوا ہے۔ قولہ قتل الخراصون یعنی لعنت کئے گئے ہیں اٹکل کرنے والے ھم فی غمرۃ ای فی غفلتہ۔ ساھون بھولنے والے کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون ما زائدہ ہے یعنی یہ کہ رات میں تھوڑا سوتے ہیں قولہ فورب السماء والارض یعنی قسم ہے رب آسمان اور زمین کی یعنی آسمان اور زمین شاہد ہیں جیسا کہ ومن ایاتہ ان تقوم السماء والارض بامرہ سے معلوم ہوتا ہے قولہ وفی السماء رزقکم وما توعدون۔ ما توعدون سے مراد مینھ ہیں یعنی اللہ تعالے آسمان سے بارش برساتا ہے اور زمین سے زرع وغیرہ پیدا ہوتی ہے جو کہ تمہارا رزق ہے اور اولے بھی آسمان سے برساتا ہے۔ قولہ فراغ الی اھلہ ای ذھب فاوجس منھم خیفتہ معنی پس پالیا خوف کو ابراہیم نے ان سے کیونکہ اس زمانہ میں رسم تھی کہ جو شخص دوسرے شخص کو نہ دیتا تھا وہ ہاتھ بھی اس کو نہیں دیتا تھا اور اس سے روٹی بھی نہیں کھاتا تھا قولہ فاقبلت امرتہ فی صرۃ فصکت وجھھا وقالت عجوز عقیم معنی یہ ہے پس متوجہ ہوئی عورت اس کی حال کہ شروع ہونے والی تھی آواز میں پس تھوڑا سا ہاتھ مارا منہ کو تعجب کی وجہ سے یہ کہ آج کل عورتیں کرتی ہیں اور کہنے لگی کہ میں ایک تو بوڑھی ہوں اور دوسری عقیم بھی ہوں یعنی بند ہ قولہ فما وجدنا فیھا غیر بیت من المسلمین مراد بیت سے لوط علیہ السلام کا گھر ہے قولہ وترکنا فیھا آیۃ للذین یخافون العذاب الالیم یعنی نشانی اس جگہ چھوڑی ہے ہم نے خوف کرنے والوں کے وہ پانی سخت سیاہ اس جگہ اب بھی موجود ہے قولہ وفی موسیٰ کے بعد آیۃ محذوف ہے بقرینہ ترکنا فیھا آیۃ۔ اسی طرح قولہ وعاد اور ثمود اور قوم نوح منصوب مفعول فعل محذوف ہے قولہ اتواصوا بہ بل ھم قوم طاغون معنی یہ ہے کہ کیا پہلے لوگوں نے انکو وصیت کی ہے یہ قوم سرکشی کرنے والی ہے قولہ فتول عنھم فما انت بملوم پس اعراض کر تو ان سے اور پروا نہ کر تو ان کی ملامت نہیں ہے کیونکہ تو نے اپنا حق ادا کر دیا ہے قولہ فان للذین ظلموا ذنوبا مثل ذنوب اصحابھم یعنی کافروں کے واسطے حصہ عذاب کے ہیں مثل سابقوں کی۔ فقط

سورۃ الطور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس سورت میں دلائل انفسیہ اور وحی اور عقلیہ بیان کی گئی ہیں واسطے ثبوت آخرت کے لہٰذا اس میں یہ بھی شق ہوئی کیونکہ سورۃ ق اور ذاریات میں دلیل نقلیہ اور وحی بیان نہیں کی گئی اور ثبوت آخرت میں بھی ترقی کی گئی ان عذاب ربک لواقع مالہ من دافع کے ساتھ اور ان عذاب ربک لواقع تو سورۂ سابقہ سے بھی ثابت ہو سکتا تھا ترقی کی وجہ یہ ہے کہ سورۃ ق میں تو محض کذالک الخروج کو ثابت کیا اور سورۃ ذاریات میں ترقی کر کے جزا کو بھی ثابت کیا بعد شر کے اس سورت میں ترقی کر کے مالہ من دافع کہا گیا اس واسطے دو دلیلیں نقلی واضح بیان کی گئی ہیں یعنی شر بھی ہوگی اور جزا بھی ہوگی اور کوئی اس عذاب سے بچا نہیں سکے گا یہ اس سے معلوم ہوا کہ لہٗ کا معنی عندہ ہے اور دافع کا معنی مانع ہے یا نافع ہے یہ نفی کرنا اس کو یعنی عذاب کو دفع نہ کر سکیں گے وھذا ھو الظاھر لان لفظ ما یدل ھو الظاھر یا عتبار الشاھد اور اس سورت میں بھی یعنی توحید بھی ترقی کی گئی کیونکہ سورۃ ذاریات میں تو حکم کیا گیا تھا فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مَّعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ کے ساتھ اور اس سورت میں تعجب کر کے الٰھہ الا اللہ غیر اللہ سبحان اللہ عما یشرکون کو نہ کہا گیا یعنی ہم نے تو ان کو حکم فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ کے الخ کیا ہے

اچھا اُن کے واسطے کوئی دوسرا الٰہ نکل آیا ہے پس بیان میں ترقی ہوگی اور اسی سُورت میں بھی ضمناً مرہ بیان کیا گیا اِنَّا کُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْہُ اسی لاغیرہ سے یعنی شریک نکل آیا کہ غیر کو نہ پکارو۔ حاصل یہ ہے کہ دلائل میں بھی اس سُورت میں ترقی کی گئی اور دعوے ثبوت آخرت والے میں ترقی کی گئی اور دعوی توحید میں بھی ترقی بیان کی گئی پھر یَوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا سے لے کر مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ تک تخویف اُخروی کفار کے واسطے بیان کی گئی اور اس سُورت میں تخویف سُورۃ ذاریات سے زیادہ بیان کی گئی ہے اور بعد اس کے اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ سے لے کر اِنَّہٗ ھُوَ الْبَرُّ الرَّحِیْمُ تک بشارت زیادہ سورۃ ذاریات سے بیان کی گئی اور سُورۃ ذاریات میں بھی بشارت اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ سے شروع کی گئی پس معلوم ہوگیا کہ اس سُورت کی تخویف اور بشارت تتمہ ہے واسطے تخویف اور بشارت سورۃ ذاریات والی کے۔ اور پھر فَذَکِّرْ فَمَآ اَنْتَ سے لے کر آخر تک شکوی علی سبیل التفصیل اور تخویف ذکر کیے گئے اور آخر میں فَاصْبِرْ سے رسول علیہ السلام کو تسلی دی گئی ہے۔ حاصل تقریر اور سورۃ کا یہ ہے کہ دلائل ثلثہ واسطے ثبوت دعوی آخرت کے بیان کی گئی اور پھر تخویفات اور بشارت بیان کی گئیں اس کے بعد شکوی بیان کیا گیا اور تسلی آخر میں دی گئی۔ حاصل یہ ہے کہ اس سُورت کے دلائل اور تخویف اور بشارت اور شکوی تتمہ ہیں واسطے سورۃ ذاریات کے اور پھر دونو دعووں میں یعنی دعوے ترتیب اور دعوی ثبوت آخرت میں ترقی کی گئی سورۃ سابقہ سے یعنی ذاریات سے تحقیق جمل و مفردات فالظاہر کہ کتاب مَسْطُوْرٍ فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ وَالْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ مَّا لَہٗ مِنْ دَافِعٍ اس میں والطور و کتاب مسطور فی رق منشور سے دلیل نقلی بیان کی گئی ہے یعنی قسم ہے۔ یعنی گواہ ہے کوہ طور جس جگہ وحی نازل ہوئی تھی موسیٰ علیہ السلام پر اور وحی سے مایوحی ہے ذکر مکان ارادہ مکین کے قبیلے سے ہے اور قسم ہے کتب سابقہ کی یعنی وہ بھی شاہد ہیں یہ دو دلیلیں نقلی ہیں۔ اور وَالْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ سے دلیل وحی ہے یعنی قسم ہے یعنی گواہ ہے بیت اللہ جس جگہ پر رسول اللہ پر وحی آتی تھی اور وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ سے دو دلیلیں عقلی بیان کی گئی ہیں یعنی یہ پانچ شاہد ہیں اس بات پر کہ اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ مَّا لَہٗ مِنْ دَافِعٍ اول تین تو ظاہر ہیں کہ موسے علیہ السلام پر بھی یہی وحی آئی کہ ہوا اللہ کا شریک بنائے گا اسپر عذاب آئے گا اور کتب سابقہ میں یہی ہے اور وحی بیت معمور میں بھی یہی حکم تھا باقی دو کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح آسمان بلند کے احاطے سے نکل نہیں سکتے ہو اور دریا پُر شدہ بھی ہر طرف سے اُس نے بھی تم کو ہر طرف سے گھیرا ہے اسی طرح عذاب سے نکل سکو گے اس کی تائید سورۃ رحمن میں ہے فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ سے ذکر کی گئی ہے۔ قولہ یَوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا میں یوم ظرف ہے واقع کے اسکے اور معنی یہ ہے پس ہلاکت ہے واسطے کافرین کے جس دن ہلے گا آسمان ہلنا اور اٹھائے جائینگے پہاڑ اٹھائے جانا قولہ فِیْ خَوْضِھِمْ الخ خوض کا معنی بیہودہ گوئی ہے۔ قولہ یَوْمَ یُدَعُّوْنَ اِلٰی نَارِ جَھَنَّمَ الخ یقال پہلے مدوں کے یعنی کہا جاویگا جس دن دھکے جائینگے طرف آگ کے ھٰذِہِ النَّارُ الَّتِیْ کُنْتُمْ بِہٖ تُکَذِّبُوْنَ اَفَسِحْرٌ ھٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ اِصْلَوْھَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْکُمْ سے ھَبَاءً کا رہنا اور معنی مَرْئِیًّا کاٹنے والا ہے۔ قولہ اَزْوَاجُھُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ۔ اور جمع حوراء کی ہے معنی یہ ہے کہ سیاہی کی جگہ سیاہی اور سفیدی کی جگہ سفیدی زیادہ ہو اور عین جمع عیناء کی ہے معنی موٹی آنکھیں والی وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْھُمْ ذُرِّیَّتُھُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَمَآ اَلَتْنٰھُمْ مِّنْ عَمَلِھِمْ مِّنْ شَیْءٍ الخ بایمان متعلق ہے واتبعتھم کے ساتھ اور ما التناھم کی ضمیر غائب کا مرجع اور الحقنا بہم کا مرجع والذین اٰمنوا ہے معنی یہ ہے کہ مومن ہیں اور اولاد اُن کی بھی تابع ہوئی ان کے ایمان میں پس اولاد ان کی کو ان کے لاحق کریں گے

یعنی اولاد کو بھی آباؤ اجداد والے درجے دیں گے اس کی تائید میں ہے اَدْخِلُوْا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ اور نہ کم کرینگے آباد کے عمل سے کسی چیز کو باعتبار جزا کے قولہ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِیْمًا معنی یہ ہے بیہودہ لوگ جنت میں اسی ایک دوسرے کو دیں گے پیالہ جس میں دردِ پیٹ کا حصہ ہوگا اور نہ بے ہوشی ہوگی مُشْفِقِیْنَ کا معنی خوف کنندہ ہے رَیْبَ الْمَنُوْنِ یعنی حادثہ موت اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَا اَمْ هُمْ طَاغُوْنَ، ام کا معنی بل ملا ہے معنی یہ ہے کہ آیا امر کیا ہے انہوں کو عقل نے اس کے ساتھ نہیں بلکہ یہ خود قوم سرکشی کرنے والی ہے قولہ اَمْ یَقُوْلُوْنَ کیا کہتے ہیں کہ اختراع کیا اُس نے اَمْ هُمُ الْمُصَیْطِرُوْنَ آیا یہ داروغے ہیں رحمت رب کے اور پھر جس کو چاہیں اسی کو دیں فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ پس وہ چٹی سے بھار میں ہیں وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ حین تقوم سے مراد دن کا اُٹھنا ہے اور من اللیل سے مراد لیل آئندہ ہے اور ادبار النجوم سے مراد دوسرا دن ہے جیسا کہ یَتَوَفّٰكُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ فِیْهِ میں ای فی الیوم الآخر اور ہے سورہ انعام، حاصل یہ کہ تسبیح کرو جس وقت اٹھو دن کو اور پھر اس کے بعد رات میں بھی تسبیح کرو اور اس کے دوسرے دن میں بھی تسبیح کرو۔ یہ دلیل ہے حشر کی۔ فقط ۱۲

سُوْرَةُ النَّجْمِ وَهِیَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورت میں مقصود بالذات نفی شفاعت غالبہ کی ہے اور یہ سورۃ متفرع ہے سورۃ سابقہ پر یعنی جب توحید ثابت ہوگئی علی سبیل الکمال تو بتلایا گیا کہ کوئی شفیع غالب نہیں، نہ لات نہ عزّٰے نہ منات اور نہ کوئی ملائکہ اس سورت میں پہلے وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی سے لے کر مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی تک صداقت رسول کے واسطے تمہید بیان کی گئی اس جگہ کے معانی کی تحقیق پیچھے کی جائے گی اور مطلب بھی پیچھے بیان کیا جاوے گا پھر اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی دو دعوے کفار کے جو کہ تھے ان کا شکوی کیا گیا ایک تو یہ کہ لات وعزّٰی ومنات کو معبود بنایا ہوا تھا اور دوسرا ملائکہ کو خدا کی بنات اور شفیع بنایا ہوا تھا لیکن یہ جاننا چاہیے کہ اَفَرَءَیْتُمُ الٰاٰتَ سے توحید میں ترقی کی گئی ہے۔ سورۃ والطور سے کیونکہ اس میں تو کہا گیا تھا الٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ سبحان اللہ عما یشرکون آیا اُن کے واسطے کوئی دوسرے الٰہ ہیں اور اس سورت میں وہ بیان کر کے شکوی کیا گیا اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ سے لے کر لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا تک پس معلوم ہوا کہ یہ متعلق ہے سورۃ والطور سے لیکن اَفَرَءَیْتُمُ الٰی اٰخرہ تک پہلا دعوی ان کا بیان کر کے شکوی کیا گیا اور پھر اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰی سے دوسرے دعوی کا شکوی کیا گیا ہے اور پھر تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِیْزٰی سے رد کیا ان کے دعوی کو اور اِنْ هِیَ سے لے کر فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰی تک بیان متعلق دعوے اوّل کے کیا گیا اور پھر كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِی السَّمٰوٰتِ سے لے کر لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا تک متعلق دعوی ثانی کے بیان کیا گیا پھر فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی سے هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی تک بھروا سطے کفار کے اور تھوڑی سی بشارت بیان کر دی گئی اور اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی سے لے کر آخر تک شکوی کیا گیا کہ ایک کافر کا جو کہ پہلے کچھ حق بیان کرنے لگا تھا پھر بند ہو گیا تھا لیکن درمیان میں لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ سے جملہ معترضہ واسطے توحید کے بیان کیا گیا اور دلیل نقلی مِنْ اَنْۢبَآءِ سابقہ بیان کی گئی واسطے توحید کے اور آخر میں پھر توحید فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا سے بیان کی گئی یعنی فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ خَاضِعُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا اللّٰهَ خَاضِعُوْا لِلّٰتِ وَالْعُزّٰی وَالْمَنٰوةِ

* لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا تک اول دونوں دعووں کو رد کیا گیا ہے پھر پہلے ذکر کو اعادہ کیا علی سبیل اللف والنشر المرتب کیونکہ ان ہی سے لیکر

(تحقیق جمل و مفردات) وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی علمہ شدید القوی یعنی قسم ہے ستارے کی جس وقت نیچے آتا ہے یعنی ستارے کا نیچے آنا شاہد ہے کہ رسول علیہ السلام پر فرشتہ کا آسمان سے آنا بعید نہیں اور اس کا کہنا کہ مجھ پر فرشتہ آتا ہے یہ کچھ غلطی نہیں اور فرق درمیان ضل و غوی کے یہ ہے کہ ضل اس کو کہتے ہیں کہ جس کو کوئی رستہ نہ ملے اور غوی اس کو کہتے ہیں کہ راستے پر چلتا ہو لیکن کجروی کرتا ہو۔ یعنی رسول علیہ السلام اُلٹے رستے پر نہیں ہے کیونکہ جس طرح ستارا نیچے آسکتا ہے اسی طرح ملائکہ نیچے آسکتے ہیں وحی کے آنے کے واسطے ستارے کا نیچے آنا ایک نمونہ ہے ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰی وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی معنی یہ ہے کہ وہ جبرائیل اچھی صورت والا اور اچھی قامت والا تھا پس قایم ہوگا در آسمان کے اونچے کنارے آسمان میں تھا پھر قریب ہوا پس ہوگیا مثل مقدار دو کمان کے معنی یہ کہ نہایت قریب ہوگیا اور یا قاب قوسین اصل میں قاب قوس تھا پھر اس کو تثنیہ کیا تو مرکب کو جس وقت تثنیہ کیا جائے تو کبھی محض دوسری جزء کے ساتھ علامت تثنیہ کی متصل کی جاتی ہے اور کبھی دونوں کے ساتھ اور اس جگہ دوسرے کے ساتھ متصل کی قاب قوسین ہوگیا لہٰذا اصل قابا قوسین کہنے کی کوئی ضرورت نہ پڑی۔ اور یہ قاعدہ تھا عرب میں کہ جس وقت دو آدمی آپس میں دوستی کرتے تھے اور اتفاق کرتے تھے تو دو کمانوں کی دو قاب کو متصل کیا کرتے تھے پس اب معنی مطابق حدیث کے فکان قوسین او ادنیٰ کا یہ ہوگا پس ہو گیا جبرائیل علیہ السلام نبی علیہ السلام کے ساتھ مثل اتصال دو قوسوں کے اور ادنیٰ فضمّہ ای دبالیا نبی علیہ السلام کو یعنی بہت نزدیک ہوگیا۔ قولہ فاوحی الی عبدہ ما اوحیٰ معنی یہ ہے پس وحی کی جبرائیل نے طرف بندے اللہ کے وہ جو کہ اللہ تعالےٰ نے وحی کی تھی طرف اسی بندے کے مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی افتمرونہ علی مایریٰ نہ انکار کیا دل رسول اللہ نے اور نہ شک کیا اس امر میں جس کا معائنہ کیا رسول اللہ نے آیا نزاع کرتے ہو اور جھگڑا کرتے ہو اس امر میں جو رسول اللہ نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے یعنی کفار کہتے تھے کہ محض خواب کی باتیں کرتا ہے لہٰذا اس کی باتیں صحیح نہیں ہیں ان کو اس کلام سے رد کیا گیا ہے وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی سے مراد معراج والا دیکھنا ہے کیونکہ رسول صلعم نے کہا کہ میں نے دو بار آنکھوں سے دیکھا ہے۔ جبرائیل کو اصلی صورت میں دوسری بار یہ دیکھنا معراج والے دیکھنے کا ذکر ہے اور پہلی بار دیکھنے کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ اور سدرۃ المنتہیٰ سے مراد کوئی مثل بیری کے ہے اور جبرائیل کے رہنے کی جگہ اس کے نزدیک ہے اور اذ یغشی السدرۃ ما یغشی میں یعنی اس بیری کو غشی کی ہوئی تھی کسی بڑی چیز نے معلوم ہوا کہ ما یغشی فاعل ہے اذ یغشی کا اور اذ یغشی متعلق ہے ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ کے ساتھ قولہٗ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی معنی یہ ہے کہ بند ہوئی آنکھ دیکھنے سے اور نہ آگے بڑھی مقصود کے دیکھنے سے قولہٗ اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰی یہ شیخ غالب کب بن سکتے ہیں اَلَکُمُ الذَّکَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰی آیا تم نے ملائکہ کو بنات اللہ بنا رکھا ہے۔ قولہٗ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِیْزٰی۔ ضِیْزٰی کا معنی ناقص ہے قولہٗ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰی آیا ثابت ہے انسان کے واسطے جس چیز کی وہ خواہش کرے یعنی جس چیز کو معبود بنائے وہ معبود اور حاجت روا کنندہ بن سکتا ہے جیسا کہ لات اور عزیٰ وغیرہ کو اپنے خیال سے معبود بنایا ہے قولہٗ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰی یعنی خاص اسی کے ہاتھ میں سب کچھ ہے آخرۃ اور اولیٰ میں۔ قولہٗ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰی وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَسَاءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جملہ معترضہ ہے درمیان میں معنی یہ ہوگا تحقیق رب جان رہا ہے دونوں کو

اور اس کی ملت لیجزی الذین کے ساتھ بیان کی گئی اور لیجزی میں لام عاقبت کی ہے اعلموا کے واسطے قولہ اللھم کا معنی گناہ صغیرہ ہے قولہ اذا انتم آجنۃ فی بطون امھاتکم یعنی جس وقت تم اپنی ماں میں بچے تھے اس وقت بھی تم کو اللہ تعالے جانتا ہے فلا تزکوا انفسکم یعنی اپنے نفسوں کے اوصاف نہ بیان کرو اور اچھا نہ کہو۔ افرءیت الذی تولی ما عطی قلیلا وکدی یعنی دیکھو تو اس شخص کو جس نے اعراض کیا ہے اعطی قلیلا یعنی حضرت حق بیان کیا اور پھر سخت ہو گیا یعنی بند ہو گیا حق بیان کرنے سے یہ ایک کافر قریش تھا۔ اعندہ علم الغیب فھو یری یعنی آیا یہ دیکھ آیا ہے کہ ملائک شفاعت کریں گے ام لم ینبا بما فی صحف موسی وابراھیم الذی وفی الا تزر وازرۃ وزر اخری وان لیس للانسان الا ما سعی الا تزرو وازرۃ سے لے کر الجزاء الاوفی تک تو بما فی صحف موسی وابراھیم الخ کا بیان ہے اور اس کے بعد ابراہیم کے حال نہیں بن سکتے کیونکہ والموتفکۃ اھوی میں تو لوط علیہ السلام کا ذکر ہے اور وہ ابراہیم کی سخت سے بعد میں ہوئے ہیں اور ان لیس للانسان الا ما سعی پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ انسان کو دوسرے کی دعا فائدہ دیتی ہے تو انما سعی کیسا صحیح ہوگا تو کہتے ہیں کہ ابن عباس نے کہا ہے کہ یہ منسوخ ہے یہ حکم ادیان سابقہ میں تھا اب اس دین محمدی میں منسوخ ہے لیکن امر حق یہ ہے کہ ما سعی سے مراد ایمان ہے یعنی اپنے ایمان کے سوا کچھ فائدہ نہیں دیتی یعنی جب تک ایمان شخص میں نہ ہو تو دوسرے کی دعا وغیرہ بھی فائدہ کچھ نہیں دیتی پس وارد اس جگہ ایمان پر ہو گیا۔ یا اور تاویلیں کر دو تفسیروں میں ہیں۔ رب الشعری شعری ایک ستارے کا نام ہے کافر اس کی عبادت کرتے تھے والمؤتفکۃ اھوی اہوی کا معنی گرائی گئی ہے۔ فبای الاء ربک تتمارا میں معنی شک کرتا ہے۔ ازفت الازفۃ یعنی قریب آنے والی۔ لیس لھا من دون اللہ کاشفۃ کاشفۃ مصدر ہے انتم سامدون یعنی تم غافل ہو قولہ لیس للانسان الا ما سعی دعا و استغفار میں تو کسی کا تنازعہ نہیں صلی علیہ وبارک صلوتک سکن ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان پس معنی یہ ہے کہ ایک شخص کا عمل دوسرے کا عمل نہیں بن سکتا مگر لوگ جو مال اور دانہ میں حصے کسی کے لئے کرتے ہیں۔ ان کا مطلب یہ ہوتا ہے یہ مال فقیروں اور مسکینوں کو جو ہم دیتے ہیں یہ عمل اپنے پیشواؤں کے لئے کرتے ہیں گویا یہ عمل ہمارا ان کا عمل ہوا ہم نے ان کے لئے کیا۔ معتزلہ کہتے ہیں کہ ثواب ایک کے عمل کا دوسرے کو نہیں ملتا ابن تیمیہ نے بھی دلیلوں میں جو آیا ہے سب غیر کی جان سے عتق کرنا اس کا معنی یہ ہے عتق کر کے دعا مانگنا ہے اس کے لئے اور کافر کا ثواب بخشنا جائز نہیں کہتے ہیں اور اشباہ والنظائر کی کتاب میں ثواب قرات کا ملتا ہے لکھا ہے۔ فتح القدیر میں چند احادیث لکھی ہیں اصحاب الشافعی وغیرہ ان سے کوئی نہیں جانتے اور جو قرآن شریف میں آیا ہے وجعلوا للہ مما ذرء من الحرث والانعام نصیبا فقالوا ھذا للہ بزعمھم وھذا لشرکائنا اس کا مطلب یہ ہے کہ جانوروں وغیرہ کو جو بتوں کے لئے حصے کرتے ہیں یہ شرک اکبر ہے ۱۲ فقط

سورۃ القمر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس سورۃ سے لے کر سورۃ حدید تک ایک مضمون توحید و نفی شرک پر مشتمل ہے بعد تین سورتوں کے گویا ایک مضمون ہے اس سورۃ میں تو یہ ثابت کیا کہ ہر شے کو پیدا کرنے والا اللہ ہے جیسا کہ قال اللہ انا کل شیء خلقناہ بقدر اور اس کے بعد سورۃ الرحمن میں یہ ثابت کیا کہ جیسا پیدا کرنے والا ایک ہے تو برکات دینے والا بھی وہی ہے کما قال اللہ تبارک اسم ربک ذی الجلال والاکرام پھر اس کے بعد سورۃ واقعہ میں یہ نتیجہ نکالا گیا جب برکات دینے

وہی ہے تو پاکی شرک برکتی سے فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ کے ساتھ کی گئی اور فسبح کا یہ معنی بقرینہ سورۃ ماقبل کے ہے جیسا کہ اس میں کہا تھا تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ یعنی پاکی بیان کر اللہ کی شریک برکات دہندہ سے کیونکہ جب سورۃ رحمٰن میں ذکر برکات کا ہوا کہ برکات دہندہ وہی ہے سورۃ واقعہ میں شریک فی برکات کی نفی کی پھر پہلے اس سے سورۃ تمر میں اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ کے ساتھ یہ کہا گیا کہ نزدیک آگئی قیامت جیسا کہ ایک نمونہ قیامت کے ہونے کا دکھلایا گیا یعنی جس طرح کہ چاند کا چیرنا ہو گیا ہے اسی طرح تم بھی فنا ہو جاؤ گے غرض یہ کہ جب یہ نمونہ دنیا میں دکھلایا گیا ہے تو اسی طرح قیامت بھی قریب آنے والی ہے والتصحیح ھذا یعنی جیسا والنجم میں دفع تھا کہ فرشتہ آنا رسول صلعم پر جھوٹی بات نہیں یہ وہم دفع کر کے اصل مطلب یعنی لات وعزیٰ و ملائکہ کا شفیع نہ ہونا جس طرح کفار کہتے تھے بیان کیا گیا یہاں سورۃ والقمر میں اثبات رسالت ساتھ معجزہ انشقاق القمر بیان فرما کے تفصیل عذاب ثواب آخرت کا بیان فرمایا گیا وَإِن يَرَوْا آيَةً سے لے کر هَٰذَا الْيَوْمُ عَسِرٌ تک شکوی اور تخویف اخروی بیان کی گئی ہے اور درمیان میں فَتَوَلَّ عَنْهُمْ سے تسلی دی گئی ہے نبی علیہ السلام کو اور بعد اس کے كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ سے لے کر أَخْذَ عَزِيزٍ مُّقْتَدِرٍ تک تخویف دنیوی کی گئی ہے اور متعلق ہے وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ کے ساتھ دنیوی تکذیب کرتے ہیں دیکھو ہم نے تکذیب کرنے والوں کی ساتھ دنیا میں کیا کچھ کیا یعنی تمام کو عذاب سے ہلاک کیا اور اول میں تخویف اخروی بھی بیان کر دی ساتھ چہرا كُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولَٰئِكُمْ سے آخر تک شکوی اور کچھ تخویف بیان کی گئی اور درمیان میں اصلی مدعا توحید کا ذکر کیا گیا اور شکوی کو ایسا بیان کیا تاکہ ماقبل کے ساتھ مرتبط ہو جائے یعنی آیا یہ کفار اقوام سابقہ سے اچھی ہیں یا کہ ان کے پاس کوئی براۃ نامہ سے آیا یہ کہتے ہیں ہم جماعت مدد لینے والے ہیں (حاصل تقریر اور سورت کا یہ ہے) کہ ثبوت آخرت کا جب سورۃ سابقہ سے ہو چکا تھا تو اس جگہ کہا گیا کہ قیامت آ گئی ہے اس کا ایک نمونہ بتلایا گیا اور بعد اس کے شکوی اور تخویف اخروی اور دنیوی بیان کر کے پھر شکوی متعلق ساتھ تخویف دنیا کے بیان کیا گیا اور اصلی مدعا توحید والے کو بعد میں ذکر کیا گیا۔ **تحقیق جمل ومفردات** - مستمر ای جاد و یکر - وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ وَكُلُّ أَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ وَلَقَدْ جَاءَهُم مِّنَ الْأَنبَاءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ اس آیت میں كُلُّ أَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ کا معنی ہر امر ہونے والا اپنے وقت پر اور مُزْدَجَرٌ مصدر میمی ہے معنی اس کا نصیحت ہے اور حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ کا معنی دانش کمال کو پہنچی ہوئی اور فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ نذر کا معنی مصدر والا ہو گا اور مع والا نہیں ہے یہ تقدیر اور مرتب وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ پر ہے یعنی کافر برابر اپنی خواہشوں کے ہیں پس ان کو ڈرانا فائدہ نہیں دیتا اور فَتَوَلَّ عَنْهُمْ مرتب ہے فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ پر یعنی جب ان کو ڈرانا فائدہ نہیں دیتا پس اعراض کر تو ان سے یا رسول اللہ اس کی تائید سورۂ نجم میں ہے کہ قال اللہ تعالیٰ أَعْرِضْ عَن مَّن تَوَلَّىٰ عَن ذِكْرِنَا اور يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ سے مراد یوم القیامت ہے اور قارعہ اسی لئے يَخْرُجُونَ مناسب ہے اور شیئ نکر کا معنی شئی ناخوش دہشت دہی ہے کہ تمام کے واسطے ہو گی خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ حال مقدم ہے يَخْرُجُونَ کی ضمیر سے اور معنی اس کا عاجز ہو گی آنکھیں ان کی اور مِنَ الْأَجْدَاثِ کا معنی مِنَ الْقُبُورِ ہے جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ کا معنی ٹڈی پراگندہ معنی یہ ہو گا کہ نکلینگے قبروں سے دن قیامت کے درآنحال عاجز ہو گی آنکھیں ان کی اور وہ مثل ٹڈی پراگندہ کے ہونگے۔ مُهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ کا معنی دوڑنے والے ہونگے طرف بلانے والے کے فَجُنُونٌ وَازْدُجِرَ میں وازدجر کا معنی جھڑکا گیا ہے اور بِسَحَرٍ مُّسْتَمِرٍّ کا معنی ریزندہ فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ ای فَجَرْنَا السَّمَاءَ عُيُونًا ہے پس اب تمیز والے معنی کی ضرورت نہ ہو گی معنی یہ ہو گا جاری کئے ہم نے چشمے زمین سے فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ علیٰ کا معنی فارسی میں بابر اور اردو میں واسطے کا ہوتا ہے۔ پس

معنی یہ ہوگا پس جمع ہو گیا پانی واسطے پورا کرنے امر کے ایسا امر جو مقدر کیا ہوا تھا۔ ہذا قال الشاہ ولی اللہ حَمَلْنَاهُ عَلٰى ذَاتِ أَلْوَاحٍ دُسُرٍ۔ دسر کا معنی میخاں ہیں۔ تَجْرِیْ بِاَعْیُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ۔ ای جُزِیَ جزاء۔ اور کان کفر سے مُراد نوح علیہ السلام ہے یعنی جزا دی گئی واسطے اس شخص کے کہ انکار کیا گیا تھا وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَا آیۃ ضمیر مؤنث کا مرجع یہی قصہ ہے فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ معنی نصیحت قبول کرنے والا اَنَّا اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ معنی سرسر کا تند ہے اور مستمر یا تو صفت واسطے یوم کے ہے ای مستمر نحوست یعنی پکی تھی نحوست اس کی۔ اور یا نحس کے صفت ہے تَنْزِعُ النَّاسَ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ۔ تنزع کا معنی اُکھاڑتی تھی اور نخل جنس ہے اسی واسطے کبھی اس کی صفت مذکر آتی ہے باعتبار لفظ کے جیسا کہ اس جگہ آگئی ہے اور کبھی مؤنث آتی ہے باعتبار معنی کے جیسا کہ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ سورۃ الحاقۃ قولہ اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗ بشر منصوب علی شریطۃ التفسیر کے ہے معنی یہ ہے کہ ایا ہم تابع ہوں ایک بشر کے جو کہ ہم میں سے ہے قولہ اِنَّا اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ۔ سعر کا معنی جنون ہے بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ۔ اشر کا معنی تجربہ ہے سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا ای قیل لہم بلسان الحال سیعلمون غدا۔ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ معنی شرب کا حصہ پانی اور دن پانی دونوں آتے ہیں لیکن مراد آخر ہے بقرینہ محتضر کے کیونکہ محتضر صیغہ ظرف کا ہے معنی یہ ہوگا ہر دن وقت حاضر ہونا پانی کا ہے یعنی ایک دن واسطے ناقہ کے اور دن واسطے مویشی لوگوں کے ہونگے فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ۔ تعاطی کا اخذ اسیف ہے اور عقر کا بازو کاٹ لینے کا ہے لوگوں کی عادت تھی کہ پہلے بازو کاٹتے تھے فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ یہ تین الفاظ ہیں ایک عظیم دوسرا ہشیم تیسرا محتظر۔ خظیرہ بکریاں کے واسطے کہتے ہیں ہشیم اس کو کہتے ہیں جو کہ کاٹے اس واسطے سے بکریاں کی وجہ سے گرتے ہیں اور محتظر اس کو کہتے ہیں جو شخص ان کو جمع کرنے والا ہوتا ہے۔ اِنَّا اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا معنی حاصبا کا پتھرے۔ وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ نذر سے مراد صیغہ جمع کا ہے۔ معنی یہ کہ لوط علیہ السلام نے ان کو ہمارے پکڑنے سے ڈرایا پس انہوں نے نذیروں کے ساتھ جھگڑا کیا وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ معنی یہ کہ فجر کے وقت ان کو عذاب مستقر مل گیا اور بکرۃ واسطے تاکید صبحہم کے ہے اور تجرید وغیرہ کی مراجعت نہیں ہے کوئی تجرید کا قول کہتے ہیں زائدۃ ہے تَمَارَوْا ضَيْفِهٖ معنی یہ کہ انہوں نے لوط سے مہمان اُس کے اور اصل میں یہ کہ گفت ضیف کی انہوں نے در آخال ہٹانے والے تھے لوط علیہ السلام کو حفاظت اپنے مہمانوں سے فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ یعنی پکڑنا بادشاہ قادر کا اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ آیا تمہارے واسطے کوئی براۃ نازل کی ہے کتابوں میں ہے نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ہم جماعت بدلا لینے والے ہیں سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ شکست دیے جائیں گے بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ یعنی یہ کیا عذاب ہے بلکہ قیامت وقت ہے عذاب کا۔ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ داھیہ بھی سخت معنی یہ کہ قیامت بڑی سخت ہے يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ یقال محذوف ہے ابتدا میں معنی یہ ہوگا کہ کہا جائے گا اس دن کہ کھینچے جائیں گے آگ میں منہ کے بل چکھو ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ یعنی یہ کہا جائے گا کہ چکھو پہنچا آگ کا۔ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ معنی یہ کہ ہم نے تمام اشیاء کو پیدا کیا اندازے کے ساتھ اور معتزلہ وغیرہ کا کوئی اس جگہ رد نہیں ہے۔ کیونکہ سورۃ کا سیاق اس پر دلالت نہیں کرتا۔ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا كَلَمْحٍۢ بِالْبَصَرِ نہیں ہمارا حکم مگر ایک کلمہ کُن کے ساتھ جو کہ مانند لمحہ بصر کے ہے یعنی جلدی ہو جاتا ہے وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ ای اشباھکم۔ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ یعنی سچی جگہ کے نزدیک بادشاہ قادر کے فقط

سُوْرَۃُ الرَّحْمٰنِ مکیۃ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورت میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ برکات دہندہ وہی ہے دوسرا کوئی نہیں ہے اصلی مدعا اخیر میں ذکر کیا گیا ہے تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ کے ساتھ اس سورت کے تین رکوع ہیں پہلے رکوع میں توحید ثابت کی یعنی ہر چیز پیدا کرنے والا وہی حق تعالےٰ ہے کس نعمت کے ساتھ تمہاری تکذیب ہے کہ اللہ تعالےٰ نے یہ نعمت نہیں دی کسی اور نے دی ہے دوسری میں تخویف اُخروی اور تیسری میں ترغیب دی گئی ہے پھر آخر میں مدعا ذکر کیا گیا ہے۔ پہلے رکوع کی تحقیق الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ یعنی رحمت والے بادشاہ نے اوپر سے قرآن بھیجا ہے اور نیچے انسان کو پیدا کر کے کلام سمجھنے کی طاقت دی اور دلائل اور اشیاء دالہ اس طرح پیدا کیں الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ یعنی اوپر سے سورج کو اور چاند کو ایک حساب کے ساتھ چلایا ہوا ہے اور چھوٹی اور بڑی بوٹیاں جس ان سے تاثیر قبول کرنے کی طاقت اور قوت رکھدی ہے اوپر کا سال ذکر کیا بقولہٖ وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ یعنی اوپر آسمان کو اونچا کیا ہے اور اس کو اونچائی میں ایسا ٹھہرا دیا ہے کہ کسی طرف نہ جھکے دال ہے کہ اس کے سوا برکات دہندہ کوئی نہیں ہے پھر ترقی کر کے وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانِ کہا یعنی نیچے سے زمین تیار رکھی ہے واسطے مخلوقات کے جس میں میوہ جات وغیرہ رکھدیئے ہیں یہ بھی دال ہے کہ برکات دہندہ وہی خدا تعالےٰ ہے یعنی یہ تمام امور رکوع اول میں ذکر کئے گئے ہیں یہ تمام دال ہیں آثار قدرت پر اور اس پر کہ سوائے خدا تعالیٰ کوئی برکات دہندہ نہیں ہے اور درمیان میں أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ کے ساتھ ایک تمثیل بیان کی گئی ہے یعنی جس طرح انسان تولنے میں تین قسم کا نقصان کرتا ہے ایک تو میزان یعنی ترازو میں نقصان رکھتے ہیں اور دوسرا میزان میں تو کوئی نقصان نہیں ہوتا لیکن تولنے میں ہاتھ کے ساتھ ایک طرف اونچا کر دیتا ہے اور تیسرا تولنے میں ہاتھ کو اونچا نہیں کرتا لیکن تولتا کم ہے انصاف کی نظر سے ان امور مذکورہ کو دیکھیں اور میزان یعنی میزان عقل میں پرکھ کر انصاف کا خیال کریں کہ آیا کوئی برکات دہندہ سوا باری تعالیٰ کے کوئی دوسرا بھی ہے باوجود اس امر کے تمام یہ امور مذکورہ خاص طریقے کے ساتھ اس پیدا کئے ہیں اسی واسطے درمیان میں فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ سے بیان کیا کہ اے جن و انسان اب بھی تم کو کسی نعمت میں ان کا ہے اور شک ہے کسی غیر نے دی ہے اس تقریر سے بہت امور معلوم ہو گئے (۱) تو تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ متعلق باعتبار ربط کے رکوع اول کے بعد ہو گا (۲) دوسرا یہ کہ اس رکوع میں ہر ایک لاحق میں ترقی کی گئی ہے سابق سے (۳) تیسرا میزان سے مراد واقعی میزان مراد نہیں ہے اس آیت میں أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ کنایہ ہے کہ انصاف سے ذرا تولو اس بات کو ایسے امور کرنے والے کے سوا کوئی برکات دہندہ دوسرا ہو سکتا ہے۔

حاصل تقریر اور سورت کا پہلے رکوع میں پھر امر علےٰ سبیل الترقی ذکر کیا گیا واسطے ثبوت دعوے کے یعنی تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ اور دوسرے رکوع میں تخویف اُخروی بیان کی گئی اور تیسرے میں بشارت اور ترغیب دی گئی ہے لیکن یہ جاننا چاہیے کہ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ کا معنی پہلے رکوع میں یہ ہو گا کہ یہ تمام امور مذکورہ فی ہذا الرکوع تو اللہ تعالےٰ نے پیدا کئے ہیں تم کو کونسی نعمت میں شک ہے کہ غیر اللہ

نے پیدا کی ہے اور دوسرے تیسرے رکوع میں معنی ہوگا کہ مان لو دعویٰ تمہارا اسم ربک ذی الجلال والاکرام یعنی یہ دعوے کہ برکات دہندہ کوئی نہیں سوا اللہ تعالےٰ کے اگر نہ مانو تو آخرت میں تم کو عذاب دیں گے اگر مان لیا تو آخرت میں یہ نعمتیں دیں گے اور ہر جگہ آلاء سے مراد دنیاوی نعمتیں ہیں۔ پہلے رکوع میں اور بار بار تکرار کیا گیا کہ بتاؤ تو سہی یہ نعمتیں کسی اور نے دی ہیں سوائے اللہ تعالےٰ کے۔ **تحقیق جمل و مفردات**۔ پہلے رکوع کے معانی اکثر بیان کئے گئے ہیں لہٰذا ان کے اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں قولہ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانِ معنی یہ کہ دانے صاحب گھاس کے جیسے گندم سے بھوسہ نکلتا ہے اور خوشبو میں پیدا کی ہیں خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ کَالْفَخَّارِ یعنی پیدا کیا اللہ تعالےٰ نے انسان کو مٹی آواز کرنیوالی سے جو کہ مانند ٹھیکریوں کے تھی وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ پیدا کیا اللہ تعالےٰ نے جنات کو شعلے آگ سے مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ چلایا اللہ تعالیٰ نے دو دریاؤں کو لَا يَبْغِيٰنِ نہیں تعدی کرتے ایک دوسرے پر يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ یعنی نکلتے ہیں ان دونو دریاؤں سے مرجان اور موتی اور مرجان عربی میں چھوٹے موتی کو کہتے ہیں اس جگہ بھی یہی مراد ہیں اور فارسی میں مرجان بیخ مرجان و شاخ مرجان کو کہتے ہیں اس جگہ یہ مراد نہیں ہیں۔ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَاٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ یعنی جو بیڑیاں مثل پہاڑ کی دریا میں چلتی پھرتی ہیں یہ بھی اسی کے حکم سے جاری ہیں يَسْئَلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ یعنی اللہ تعالےٰ ہی سے سب مانگتے ہیں اور اللہ تعالےٰ ہر دن کام میں ہے جیسا کہ احیاء اور اموات اور ترزیق وغیرہ فعلوں میں ہے سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَا الثَّقَلٰنِ معنی یہ ہے کہ میں فارغ ہوگیا تمہارے واسطے اے جن وانس اس سے کنایہ یہ ہے کہ میں تم کو عذاب دوں گا جیسا کہ عرف میں کہا جاتا ہے اور یہی مراد لیتے ہیں يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ڈالے جائینگے اُن کے اُوپر شعلے آگ کے اور تانبے کے اور بدلہ نہ لے سکیں گے۔ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ پس ہو جائے گا مثل چمڑے رنگے ہوئے کے فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ يُّعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ اصل میں فیومئذ کی فا بعرف پر تھی اور یومئذ ظرف متعلق ہے یعرف کا معنی یہ ہوگا کہ پہچانے جائیں گے مجرم لوگ علامات سے اور ایک فرشتہ اس کو سر سے اور دوسرا پاؤں سے پکڑ کر دوزخ میں پھینک دیں گے اُسدن اُنکے گناہوں سے پوچھا نہ جائے گا کہ آیا ان میں کون کون سے گناہ ہیں کیونکہ پہلے ان پر سیمائے جہنمی یعنی نمبر لگائے ہوئے ہونگے اور يُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ تائید ہے معنی تثنیہ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ کی اور تثنیہ تکرار کے واسطے نہیں ہے (ق) يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اِنٍ اس کے معنی کی تائید میں ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ہے (صٰفّٰت) وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ مراد دو باغ نہیں بلکہ معنی یہ کہ قسم قسم کے باغ ہونگے واسطے خوف کرنے والے اللہ تعالےٰ سے۔ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ یعنی باغ جو کہ سرشاخوں والے ہونگے فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ یعنی یہ کہ ان باغوں میں گرناگوں چشمے جاری ہونگے تثنیہ واسطے تاکید کے بھی ہوتا ہے وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ اسی چننا میووں کا قریب اور آسان ہوگا كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ یعنی حوریں رنگ میں مثل ان کے ہونگی۔ مِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ تثنیہ واسطے تکرار کے ہے مُدْهَامَّتٰنِ یعنی سخت سیاہ ہے فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ان دونو باغوں سخت سیاہ میں گرناگوں چشمے ہونگے برش مارنے والے مثل فوارے کے فَاكِهَةٌ وَّرُمَّانٌ رمان کا معنی انار ہے فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ حور مبتدا مؤخر ہے۔ فیہن خبر مقدم ہے یعنی حوریں بند کی ہوئیں خیموں میں اچھی خوبصورت ہونگی مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ الخ معنی رفرف سبز کا دریائی سبز اور عَبْقَرِيٍّ کا معنی غلیچے پتلے یعنی نیچے دریائی سبز ہوں گی اور اوپر غالیچے پتلے ہونگے۔ فقط

سُوْرَۃُ الْوَاقِعَۃِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ماقبل کے ساتھ ربط یہ ہے کہ سورت رحمٰن میں یہ ثابت ہوا تھا۔ کہ برکات دہندہ وہی ہے اس سورت میں اس پر نتیجہ اور تفریع بیان کی گئی یعنی جب برکات دہندہ وہی ہے تو اللہ تعالےٰ کو پاک سمجھ شریک فی البرکات سے اس دعوے کو اس سورت میں دو دفعہ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ سے بیان کیا گیا اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَۃُ سے لے کر وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ تک حال آخرت کا بیان کیا گیا ہے یعنی جس وقت زمین ہلائی جائے گی اور پہاڑ ٹکڑے کئے جائیں گے وہ وقت قیامت کا ہوگا اس کے ہونے میں شک نہیں ہے اس وقت تین قسم کے ہونگے فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَۃِ سے لے کر وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ تک بیان کیا ہے اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ سے ان کا حال علے طریق اللف والنشر الغیر المرتب بیان کیا گیا اوّل اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ سے لے کر اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا تک احوال گروہ اخیر کے یعنی السّابقون سے مُراد اکثر اصحاب اور باقی بعض مراد ہیں اور سابقون کے تُو حال بیان کئے (۱) اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ (۲) فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ (۳) ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ (۴) عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَۃٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ اسی طرح باقی بیان کئے گئے اور اس گروہ کے بعد اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ سے لے کر وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ تک اوّل گروہ یعنی اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ والے کے حال تُو بیان کئے گئے (۱) فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ (۲) وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ (۳) وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ اسی طرح باقی بھی بیان کئے گئے ہیں یہ جاننا چاہیے کہ اس فریق میں ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ اور اول فریق میں ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ کہا گیا وجہ یہ ہے کہ السابقون سے مُراد مقابل باقی دو فریقوں کے ہیں یعنی جن کا کوئی حساب نہ ہوگا اور باقی دو فریق یعنی اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ کا حساب ہوگا اور جن کا حساب نہ ہوگا وہ اصحابوں میں سے اکثر ہونگے اور اصحابوں کے بعد کے لوگ کم ہونگے یہی معنی ہے ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ کا اور اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ والے یعنی جن کا حساب ہوگا اور اعمال نامے اُن کو دست راست میں دیئے جاویں گے وہ پہلے لوگوں سے بھی زیادہ ہونگے یعنی اصحاب بھی زیادہ ہونگے ان کے بعد کے لوگ بھی زیادہ ہونگے یہی معنی ہیں ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ کا اور پھر اَصْحٰبُ الشِّمَالِ سے لے کر اِذَا مِتْنَا الْاٰيَۃُ تک دوسرے گروہ کا بیان ہے یعنی اصحاب المشئمۃ والے کا حال دنیوی بیان کیا گیا کہ یہ احمق ایسی باتیں کرتے تھے دُنیا میں (۱) اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ (۲) وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ (۳) وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ (۴) فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ اور پھر قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ سے هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ تیسرے گروہ کے احوال اُخروی بیان کئے گئے اور پھر ان کے تمام فریقوں کے حال بیان کر کے نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ سے لے کر مَتٰعًا لِّلْمُقْوِيْنَ تک دلہ اربعہ واسطے توحید کے بیان کی گئیں ہر ایک کے اَفَرَءَيْتُمْ سے شروع کئے گئے واسطے تنبیہ کرنے کے کہ بالکل بات ظاہر ہے اور ایک بطور ترقی کے ذکر کی گئی ہے اوّل دلیل فَلَوْلَآ تَذَكَّرُوْنَ تک بیان کی گئی ہے جس میں بتلایا گیا ہے کہ تم اپنی پیدائش کو دیکھو کہ آیا تم خود اپنے نفسوں کو پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرتے ہیں اور جو مدت ہم نے تمہاری موت کے واسطے مقرر کی ہے اس سے آگے تم فوت نہیں ہو سکتے اور دوسری دلیل اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ سے لے کر بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ تک بیان کی گئی اور اس میں پیدائش نرع کا بیان کیا گیا ہے جس سے تمہاری ربوبیت

ہوتی ہے یعنی تم دانے بوتے ہو آیا زمین کو کون پیدا کرتا ہے اور اگر تمہارے اختیار میں زرع کا پیدا ہونا ہوتا تو ہمیشہ زرع پیدا ہوتی۔ بلکہ جس وقت ہم چاہتے ہیں اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں اور تم کہتے ہو کہ ہائے ہم مارے گئے اور میسری دلیل اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآءَ سے لے کر فَلَوْلَا تَشْکُرُوْنَ تک اس میں بیان پانی کا کیا گیا ہے جس سے تمہارے واسطے زرع پیدا ہوتی ہے یعنی آیا اس پانی کو ہم برساتے ہیں بادلوں سے یا تم اگر تم کرتے ہو تو کئی دن بارش مانگتے رہتے ہو تو اس وقت نازل کیوں نہیں کر لیتے اور چوتھی دلیل اَفَرَءَیْتُمُ النَّارَ سے لے کر لِلْمُقْوِیْنَ تک آگ کا بیان ہے اور ادلہ اربعہ بیان کر کے بعد دعوے فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ تک کے بیان کیا گیا اس کے بعد ایک نمونہ بتلایا گیا واسطے ثبوت آخرت کے اور کہا گیا کہ یہ دعوی توحید والا بہت بڑی چیز ہے معمولی چیز نہیں ہے فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ وَاِنَّہٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ یعنی قسم ہے گرنے کواکب کی یعنی گرنا اور فنا ہونا ستاروں کا شاہد ہے کہ سب اشیاء فنا ہو جاویں گی۔ اور پھر اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ سے لے کر مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ تک قرآن کی تعریف کی گئی اَفَبِھٰذَا الْحَدِیْثِ سے تُکَذِّبُوْنَ تک شکوی بیان کیا گیا یعنی اس مقبولیت باوجود اس کے کہ یہ ایسی اوصاف والی کتاب ہے اور تم اس میں شک کرتے ہو اور سستی کرتے ہو اور تم نے تکذیب اس کتاب کی کی اپنا نصیب بنا دیا ہے اور پھر فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ سے لے کر اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ تک زجر بیان کی گئی ہے یعنی اگر تم صادق ہو تو جس وقت تمہارا روح حلقوم کو پہنچ جاتا ہے تو تم اس کو واپس کیوں نہیں لاتے اور فَاَمَّآ اِنْ کَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ سے لے کر لَھُوَ حَقُّ الْیَقِیْنِ تک پھر تین قسموں کا ذکر کیا گیا جو حال ان کے علی طریق اللف والنشر الغیر المرتب لیکن اس جگہ اجمال کیا گیا ہے اور پہلے تفصیل کی گئی ہے (حاصل سورۃ و تقریر) جب کہ برکات دہندہ وہی ہے تو اس کو پاک سمجھو شریکوں برکات دینے والوں سے اور پھر قیامت کا حال بیان کیا گیا اور کہا گیا تین فریق ہونگے پھر ان کے احوال علی طریق اللف والنشر الغیر المرتب بیان کئے گئے۔ بعد میں ادلہ اربعہ واسطے توحید کے بیان کی گئیں علے سبیل الترقی پھر نمونہ کا ایک نمونہ بتلایا گیا پھر قرآن کی صفت کر کے کفار پر شکوی اور زجر بیان کیا گیا اور پھر تین فریقوں کے حال اجمالاً علے طریق اللف والنشر الغیر المرتب بیان کیا گیا۔ تحقیق جمل ومفردات۔ لَیْسَ لِوَقْعَتِھَا کَاذِبَۃٌ جملہ معترضہ ہے اور کاذبہ مصدر ہے اور معنی یہ ہے کہ اس کی خبر وقوع میں کچھ جھوٹ نہیں ہے خَافِضَۃٌ رَّافِعَۃٌ یعنی نیچے کرنے والی بعض قوم کو اور اونچا کرنے والی بعض قوم کو اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَکَانَتْ ھَبَآءً مُّنْۢبَثًّا۔ یہ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ بدل ہے اور اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَۃُ کی جو اور خَافِضَۃٌ رَّافِعَۃٌ معنی لہٰذا اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ کی جر لانے کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ معنی یہ ہے کہ جس وقت ہلائی جانے گی ہلایا جانا اور ٹکڑے کئے جائیں گے پہاڑ غبار پھیلے ہوئے اردو میں کُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَۃً الخ ازواجاً بمعنی قسم ہے فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَۃِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَۃِ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَۃِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَۃِ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ معنی یہ ہے کہ اصحاب یمین کا کیا حال اچھا ہوگا اور اصحاب شمال کا کیا برا ہوگا اور سابقون تو سابقون ہوئے یعنی ان کا تو حساب بھی نہ ہوگا ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ معنی ٹولے اولین سے ہونگے عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَۃٍ یعنی زربافتہ یَطُوْفُ عَلَیْھِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ یعنی ایسے بچے کہ ہمیشہ رہیں گے لیکن کی حالت میں رہینگے بِاَکْوَابٍ وَّاَبَارِیْقَ وَکَاْسٍ یعنی چھوٹے گلاس بلا عروہ وابریق عروہ والے کاس پیالے مِّنْ مَّعِیْنٍ یعنی شراب خالص لَّا یُصَدَّعُوْنَ عَنْھَا وَلَا یُنْزِفُوْنَ معنی یہ کہ نہ سر دردی ہوگی ان کو اور نہ بے ہوش ہونگے اس شراب خالص سے وَفَاکِھَۃٍ مِّمَّا یَتَخَیَّرُوْنَ یعنی میووں سے جو پسند کریں گے وَحُوْرٌ عِیْنٌ ای لھم حور عین۔ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْھَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِیْمًا معنی لغو کا بیہودہ باتیں اور تاثیما کا معنی گناہ کی باتیں اِلَّا قِیْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا قیل بمعنی قول ہے۔ فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ای بیریاں بن میں کانٹے

نہ ہوں گے ۔ وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ای کیلئے تو بتو بھرے ہوئے ۔ وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ یعنی لذت سایہ جیسی ہوگی ۔ مَآءٍ مَّسْكُوْبٍ جاری کیا ہوا لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ یعنی میوے ہر موسم میں ہونگے اور منع بھی نہ کئے جائیں گے ان کے کھانے سے کسی وقت فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ای ذات فرش مرفوعۃ القدر اور ان سے مراد حوریں ہیں بقرینہ ما بعد کے اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً یعنی محب وہم عمر فی سَمُوْمٍ گرم ہوا میں فَظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ یعنی سایہ دھوئیں کے سے عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ یعنی گناہ بڑا وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ الخ قولہ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ الخ یعنی دنیا میں کافر لوگ یہ بات کہتے ہیں فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ یعنی پینا اونٹ پیاسے کا ۔ تَحْرُثُوْنَ یعنی جو بوتے ہیں فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ یعنی تعجب کرو ۔ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ہائے ہم مارے گئے اور لوٹے گئے بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ بلکہ ہم محروم رہے مَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ای للمسافرین فَلَآ اُقْسِمُ لازائد ہے اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ یعنی اگر فکر کرو تو یہ قسم بڑی عظیم ہے اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ جملہ مستانفہ ہے لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ مراد ملائکہ ہیں باقی بے وضو ہاتھ لگانا امام بخاری کہتا ہے جائز ہے اور حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں ہے وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ مفعول ہے یعنی کرتے ہو تم نصیب اپنا تکذیب قرآن کی فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ اعادہ لولا کا بعد عہد کے واسطے کیا گیا ہے اسی واسطے فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ میں جواب لولا کا ذکر نہیں کیا گیا اور لَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ میں تَرْجِعُوْنَهَا جواب لولا ذکر کیا گیا ہے اور معنی غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ کا غیر مقہورین ہے (محاورہ ۔ دان السلطان الرعیۃ اذا ساسہا) پس معنی یہ ہوگا کہ اگر ہو تم غیر مقہور تو اپنے روح کو واپس کیوں نہیں لاتے جس وقت حلقوم کو پہنچ جاتے ہیں اور اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ تاکید ہے اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ کی قولہ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ای فلہ روح وریحان اور معنی روح کا راحت ہے اور ریحان کا معنی خوشبوئی ہے فَسَلٰمٌ لَّكَ ای یقال سلام لک من اصحاب الیمین ای انت من اصحاب الیمین ۔ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ای فلہ نزل من حمیم ۔ یعنی واسطے اس کے مہمانی گرم پانی کی ہوگی ۔ فقط

سُوْرَةُ حَدِيْدٍ (مدنیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اول یہ بات جاننی چاہئے کہ اس سورت سے لے کر تبارک الذی تک اب علیحدہ مضمون شروع ہوا ہے سب مضمون متعلق قتال کے یعنی زجرات ہونگی قتال نہ کرنے پر اور خرچ نہ کرنے پر قتال میں اور زجریں ہیں منافقین کو جو ظاہر النفاق ہیں پھر زجر ہے ان کو جو نفاق ان کا خفی تھا پھر زجریں ہیں مومنوں کو چند کاموں پر بطریق التنزل یعنی پہلے ان کو زجر ہے کہ ان کا کام زیادہ بد تھا پھر اُن کو جو اُن سے کم تھے بدی میں اس مضمون کے واسطے مبداء سورۃ حدید ہے اور منتہی سورۃ تحریم ہے سورۃ حدید میں دو اُمور آئیں گے پہلے توحید پھر ترغیب علی الانفاق فی القتال دی جاویگی یہ دو مضمون اس سورت میں ذکر کئے گئے ۔ حاصل یہ ہے کہ سورۃ حدید میں دو مضمون آئیں گے اوّل توحید دوسرا ترغیب علی الانفاق ۔ پھر ان دو مضمونوں پر زجرات بیان ہونگے ۔ لیکن زجرات دو قسم کے ہونگے اوّل تو منافقین کے واسطے علی سبیل التنزل ذکر ہونگی اور پھر مومنوں کیلئے بھی علی سبیل التنزل ذکر ہونگے پھر سورۃ جمعہ سے تحریم تک زجرات متعلق انفاق نہ کرنے کے ذکر ہونگی پھر سورۃ تحریم میں جو کہ منتہی ہے اس میں دونوں مضمونوں کا اعادہ کیا جائے گا علی سبیل اللف والنشر الغیر المرتب اولاً مضمون متعلق انفاق فی القتال کے اعادہ کیا جائے گا ۔ پھر قتال کے متعلق جیسا

سورۃ حدید میں ذکر ہوگا لیکن زیر بحث دونوں قسموں کا اعادہ علے سبیل اللف والنشر المرتب ہوگا۔ لیکن یہ جاننا چاہئے کہ ترغیب علی الانفاق اور قتال سے اصلی دعویٰ کا ثبوت مقصود ہے کہ اللہ کا شریک نہ بنانا اور توحید کو ثابت کرنا ہے اسی واسطے سورۃ حدید میں پہلے پہل توحید کا ذکر کیا گیا پھر سورۃ مجادلہ کے بعد سورۃ حشر میں بھی اصلی مدعا کو ذکر کیا گیا تاکہ اصلی مدعا سے بھی غافل نہ ہونا چاہئے اسی طرح ایک سورۃ کو چھوڑ کر دوسری میں اصلی مدعا ذکر کیا گیا ساتھ جمع یا تسبیح کی ہر چیز اللہ کی پاکی شرکار سے سمجھاتی ہے پس شریک نہ بناؤ تاکہ اصلی دعویٰ کو بھی نگاہ رکھا جائے پھر سورۃ جمعہ اور سورۃ تغابن دونوں میں اصلی مدعا بھی ذکر کیا گیا۔ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اس سورت میں اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ سے فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ تک مضمون ترغیب علے الانفاق ہوگا اس میں پانچ وجوہ ترغیب کے علی سبیل الترقی بیان کئے گئے ہیں اور لَقَدْ اَرْسَلْنَا سے لے کر آخر تک ترغیب علی القتال کا مضمون ہوگا اور اول میں سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بیان کیا گیا کہ ترغیب علے الانفاق نے القتال اور ترغیب علی القتال کی وجہ یہ ہے تاکہ اعلاء کلمۃ اللہ ہو جائے اور توحید ثابت بھی ہو جائے کہ سب چیزیں دال ہیں اللہ کی توحید پر تم اللہ کو پاک سمجھو اور پاک جانو شریک سے سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا حاصل یہ ہے کہ سب چیزیں دال ہیں کہ وہی مالک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے جیسا کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ سے ثابت ہوتا ہے اور پھر لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر وَهُوَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ تک تین مراتب بیان کئے گئے ہیں سورۃ حشر کے برعکس لیکن اس سورت میں مراتب ترتیب وار بیان کئے گئے ہیں۔ اول مرتبہ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ سے لے کر وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ تک اس مرتبہ میں مبادی بتلائے گئے ہیں یعنی مالک وہی ہے احیاء اماتہ اسی کے ہاتھ میں ہے اور قادر وہی ہے ہر طرح سے متصرف بھی وہی ہے اس کے مقابلے میں سورۃ حشر کے آخر میں هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ سے لے کر وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ تک بیان کیا گیا ہے اول مایکون خلقا ثم برءً ثم تصویرًا۔ برء بمعنی فساد سے بچا رکھنا تم تصویر یعنی صورت دینی یعنی یہی مبادی وہی کرتا ہے (۲) مرتبہ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ سے لے کر بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ تک ہے یعنی بادشاہی تخت پر آپ ہے۔ اور سب کچھ آپ کرنے والا ہے اس کے مقابلے میں سورۃ حشر میں کہا هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ سے لے کر سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ تک، یعنی بادشاہی تخت پر خود آپ ہے (۳) مرتبہ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر وَهُوَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ تک یعنی متصرف بھی وہی ہے اور ترقی کی وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ سے جب کہ متصرف وہی ہوا تو اس کی طرف امور رجوع کریں گے اور پھر ایک مثال بیان کی گئی يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ تاکہ باقی کو اس پر قیاس کر لیں اس کے مقابلہ میں سورۃ حشر هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ سے لے کر الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ تک ہے یعنی متصرف وہی ہے اس جگہ کوئی مثال نہیں بتلائی گئی اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ سے لے کر لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ تک پہلی وجہ انفاق کی بیان کی گئی ہے حاصل اس وجہ کا یہ ہے کہ مال بھی میرا ہے اور میں نے تم کو اس مال کا جانشین کیا ہے اس سے تم خرچ کرو تو اجر بھی دوں گا کیا وجہ ہے کہ تم خرچ نہیں کرتے حالانکہ رسول تم کو بلاتا ہے کہ اپنے پالنے والے کو مانو اور تم نے وعدہ بھی کیا تھا ساتھ رسول کے وقت بیعت کے کہ ہم احکام مانیں گے حالانکہ ایسا اوصاف والا رب اور بادشاہ ہے اس کا حکم کیوں نہیں مانتے لیکن یہ جاننا چاہئے کہ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کا معنی اگر وجہ انفاق والی کے ساتھ لگائیں تو معنی یہ ہوگا کہ احکام مانو اللہ کے اور ایمان کا معنی حقیقی مراد نہ ہوگا۔ اور اسی طرح تمام سورت میں ایمان سے مراد احکام ماننا ہوگا اس وقت اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ تفسیر ہوگی اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کی اور اگر سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے ساتھ لگائیں تو معنی حقیقی مراد ہوگا یعنی توحید مراد

ہوگی۔ دوسری وجہ مَالَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے لے کر بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ تک ہے اور پہلی سے ترقی کے ساتھ ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ مال میرا ہے خرچ کرو اجر ملے گا۔ اب اب ترقی کی اور کہا کیا وجہ اور کیا فائدہ ہے کہ خرچ نہیں کرتے حالانکہ آخر تم نے مرجانا ہے اور پانی والا نالہ یعنی آسمان اور جس جگہ سے تم کھانے کھاتے ہو یعنی زمین یہ بھی میرے پاس رہ جائے گی کچھ خرچ کرکے نفع حاصل کرلو۔ اور دوسرا یہ ہے کہ پہلے فتح اسلام کے خرچ کرنے والا اور نہ خرچ کرنے والا برابر نہیں ہیں آؤ خرچ کرو وقت ہے یہ وقت ہاتھوں سے چلا جائے گا تو پھر افسوس کروگے تیسری وجہ مَنْ ذَا الَّذِيْ سے لے کر وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ تک ہے اور دوسری سے ترقی میں ہے۔ حاصل تمام مذکورہ کا یہ ہے کہ مال میرا ہے۔ خرچ کرو اجر ملے گا کیوں نہیں خرچ کرتے مرجاؤ گے سب کچھ میرے پاس رہ جائے گا۔ وقت ہے ہاتھ سے چلا جائے گا اور اس میں یہ بیان کیا گیا کہ تسلیم کرلیا کہ مال میرا نہیں ہے تیرا ہی سہی تو نے خود ہی کمایا ہے یا تیرے باپ دادا کا کمایا ہوا ہے لیکن بطور قرض کے دو دنیا میں اس کا دگنا دوں گا جیسا کہ ایک فضل کے بعد دوسرا فضل دوگنا کروں گا اور آخرت میں بھی اجر دوں گا جس دن مومنوں کے نور جو کہ بوجہ صدقات کے ان کے آگے دوڑیں گے اور پھر يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ کو يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ سے بدل لاکر اس میں منافقوں کو زجر کی گئی ہے کہ اس دن منافق افسوس کریں گے اور نور طلب کریں گے مومنوں سے جواب ملیگا کہ نور حاصل کرنے کی جگہ تو دنیا تھی اس جگہ تم نے حاصل نہیں کیا۔ اس جگہ نہیں مل سکتا یہ ثُمَّ فی کفار جیسے درجے میں ہونگے جیسا اللہ تعالےٰ نے فرمایا فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے معلوم ہوتا ہے اور اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے ترغیب دی گئی اور پھر اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا کو مَنْ ذَا الَّذِيْ کے ساتھ کیا گیا ہے یہ ایک نمونہ مضاعف ہونے کا دنیا میں بتلایا گیا ہے یعنی دیکھو پہلے جب بارش نہیں ہوتی تو کچھ بھی زمین سے حاصل نہیں ہوتا۔ پھر بارش کے سبب سے اللہ تعالےٰ تم کو بہت رزق دے دیتا ہے اس سے جتنا تم بوتے ہو۔ یہ نمونہ بتلا کر اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ سے ترغیب علی الانفاق دی گئی۔ چوتھی وجہ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا سے لے کر وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ تک ترقی کی گئی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ مال میرا خرچ کرو تم کو اجر ملے گا کیوں خرچ نہیں کرتے وقت ہے پھر افسوس کروگے سب کچھ میرے پاس رہ جائے گا فرضًا مان لیا کہ یہ مال دنیاوی میرا نہیں تیرے باپ دادا کا کمایا ہے آ مجھے قرض دے اس کا بدلہ دنیا میں دوں گا اور آخرت میں بھی جس دن تو محتاج ہوگا اور منافق افسوس کریں گے اس میں ترقی کرکے بیان کیا کہ مان لیا کہ دنیا میں بالفرض کچھ بھی نہ ملے گا تو یہ خیال کر کہ دنیا کیا چیز ہے محض ایک کھیل اور جی بہلانا ہے اور کثرت مال کا دکھانا ہے آپس میں تم کو اور تمام مصادر واسطے قلت کے لائے گئے ہیں پھر ایک مثال کَمَثَلِ غَيْثٍ سے بیان کی گئی واسطے قلت کے اور اگر دنیا میں کچھ نہ ملا تو اس کے بدلے آخرت میں مربعے ملیں گے جو کہ دنیا والے مربعوں سے کتنے ہی زیادہ ہیں۔ پانچویں وجہ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ سے لے کر يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ تک ہے اس میں تیسری سے ترقی کی گئی ہے حاصل یہ ہے کہ اگر تو نے یہ مال واسطے دفع کرنے مصیبت کے رکھا ہو تو مصیبت کا دفع ہونا اس مال سے نہیں ہوسکے گا۔ یہ خیال غلط ہے جو مصیبت میں نے لکھی ہے ضرور دوں گا۔ یہ پانچ وجوہ بیان کرکے اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ یعنی جو کوئی اب بھی نہیں مانتا تو کہدو (منہ پھٹے تیرا سورا) پنجابی میں مثل مشہور ہے۔ جواب محذوف ہے اور فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ دال ہے بر جزا، محذوف کے۔ حاصل تمام کا یہ ہوا کہ اتنے بیان اگر کوئی نہ مانے تو تف ہے اُس پر کیونکہ اس کے انفاق کرنے میں میرا کچھ فائدہ نہ تھا اسی کا اپنا فائدہ تھا میں یعنی اللہ تعالےٰ تو غنی ہوں بے پرواہوں مجھے تو کسی چیز کی حاجت نہیں ہے اور پھر وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا سے لے کر اِنَّ

اللہ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ تک دوسرے مضمون کے متعلق یہ بیان کیا کہ ہم نے رسولوں کو بھیجا اور ساتھ ہی تلوار وغیرہ بھی پیدا کی لوہے سے تاکہ دیکھیں کہ رسول کے ساتھ ہو کر کون جنگ کرتا ہے اللہ کے رستے میں اور توحید کو پھیلاتا ہے یہ نہیں کہ اللہ تعالےٰ سوا اس کے ہلاک نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہی قوی اور غالب ہے پھر دوسرے مضمون کے متعلق وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا سے لے کر مِنْهُمْ فَاسِقُوْنَ تک بیان کیا کہ ہم نے تمام رسولوں کو بھیجا حتےٰ کہ عیسےٰ کو بعد کئی رسولوں کے بھیجا اس کے ساتھ بعضوں نے مل کر لڑائی کی اور اکثروں نے گوشہ نشینی اختیار کی اور تسبیح ہلائی غرض یہ کہ اعلاء کلمۃ اللہ کے واسطے امداد نہ کی اور فقیر بن کر گوشے میں بیٹھ گیا حالانکہ فقیری تو یہ تھی کہ اولاً اللہ تعالےٰ کے رستے میں اللہ تعالےٰ کی توحید کیلئے اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جنگ کرتے۔ اور اُس کے لئے امداد دیتے مگر چونکہ انہوں نے جنگ نہ کیا تو رہبانیۃ اور فقیری کا حق ادا نہ کیا اور رضا اللہ تعالےٰ کی انہوں نے نہ طلبی۔ پیچھے اگر اس کام کے زحمت ملتی تو فقیری اور رہبانیت اختیار کرتے تسبیح کھڑکاتے۔ اس جگہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تو جنگ کوئی نہ ہوا تھا۔ حالانکہ تم کہتے ہو کہ عیسےٰ کے ساتھ مل کر بعض نے جنگ کیا تھا اسی اعتراض کی وجہ سے بعض مفسرین نے فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُوْنَ سے وہ لوگ مراد لیتے ہیں جو کہ عیسےٰ کے زمانے سے پیچھے ہوئے ہیں اور حواریوں سے معنی دھوبیوں کا لیتے ہیں بلکہ حق بات یہ ہے کہ حواریون تو بادشاہ ہی تھے (از تفسیر کبیر) اور لڑائی بھی ہوئی تھی جیسا کہ اللہ تعالےٰ سورۃ صف میں فرماتا ہے کَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ اور سورۃ آل عمران سے بھی معلوم ہوتا ہے فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ اور جن مفسرین نے یہ لڑائی کی بات نہیں کہی تو وہ ان آیات کی تاویلیں کریں گے لیکن حق یہ ہے کہ جو کہ ہم نے ذکر کیا ہے اور پھر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ سے لے کر آخر تک ترغیب علی القتال اہل کتاب کو دی گئی ہے یعنی اے اہل کتاب پہلے تو تم کہتے تھے کہ رسول خاتم النبیین جو کہ آنے والے ہیں اس کے ہمراہ ہو کر جنگ کریں گے اس رسول کے وسیلے سے فتح کی دعا مانگتے تھے جیسا کہ قال تعالیٰ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ اب وہ رسول آخر الزمان آگیا ہے اللہ کے راستے میں اس کے ساتھ ہو کر جنگ کرو اللہ تعالےٰ اس کے بدلے دو حصے اجر دے گا (حاصل سورۃ و تقریر مختصر) اس سورۃ میں دو مضمون بیان ہیں۔ ایک تو ترغیب علی الانفاق فی القتال اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ سے لے کر وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا تک اس میں پانچ وجہ سے ترغیب دی گئی ہے۔ حاصل تمام کا یہ ہے کہ مال میرا اور دیا ہوا میرا خرچ کرو۔ اجر دوں گا۔ اور کیا فائدہ ہے کہ خرچ نہیں کرتے ہو۔ حالانکہ تم مر جاؤ گے یہ سب کچھ میرے پاس رہ جائے گا اب وقت ہے اچھا مان لیا کہ میرا نہیں۔ تیرا اپنا تیرے باپ دادے کا کمایا ہوا ہے۔ مجھے قرض دو تم کو بہت دوں گا دنیا میں اور آخرت میں بھی جب کہ جس دن تو محتاج ہو گا اور منافقین افسوس کریں گے پھر دو چند دینے کا نمونہ دنیا میں بتلایا گیا کہ جس طرح اللہ تعالےٰ نے زمین خشک سے تم کو پھر کئی حصے زیادہ رزق دیتا ہے اسی طرح خرچ کرنے سے دوگنا دوں گا ہاں اچھا بالفرض دنیا میں بدلہ کچھ نہ ملے تو دنیا آخرت کی نسبت تو کچھ چیز نہیں محض جی بہلانا ہے۔ آخرت میں اس کے بدلے کتنے حصے زیادہ مربے ملیں گے۔ اگر تو نے اس غرض کے واسطے مال جمع کر رکھا ہے کہ مصیبت کے وقت کام آئیگا تو یہ بھی غلط خیال ہے کیونکہ جو مصیبت لکھی ہوئی ہے وہ ضرور آئے گی اور یہ ضروری نہیں کہ اس مال سے وہ مصیبت دفع ہو۔ شاید مال کسی دوسرے سبب سے ہلاک ہو جائے اور پھر وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا سے آخر تک دوسرے مضمون کے متعلق کلام لائی گئی کہ دیکھو ہم نے رسولوں کو بھیجا اور ساتھ ہی

تلوار وغیرہ کو پیدا کیا۔ تاکہ دیکھیں کہ کوئی رسولوں کے ساتھ ہو کر قتال فی سبیل اللہ کرتا ہے اور اسی طرح عیسےٰ علیہ السلام کو بھیجا اس نے جنگ کیے لیکن اکثروں نے بعد عیسےٰ علیہ السلام کے گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ لڑائی نہ کی۔ پھر اہل کتاب کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہی رسول جس کو تم طلب کرتے تھے آ گیا ہے اس کے ساتھ ہو کر قتال فی سبیل اللہ کرو۔ اور نصرت وغیرہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اول سورت میں سَبَّحَ لِلّٰہِ سے بیان کیا گیا کہ ترغیب علے الانفاق اور قتال کی وجہ یہ ہے کہ سب چیزیں دال ہیں کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں لہٰذا انفاق اور قتال کر کے شرک کو دور کرو اور توحید کو پھیلاؤ (تحقیق جمل و مفردات) لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ معنی یہ ہے کہ وہی مالک ہے بعد اس کے اِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْر اعنی مالک بھی وہی ہے اور متصرف بھی وہی ہے ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ معنی اصلی یہ ہے کہ وہی متصرف ہے یعنی اول اور آخر میں اور امور ظاہری و باطنی میں بھی وہی متصرف ہے یا یہ معنی ہے کہ ظاہر ہے باعتبار آثار کے اور باطن ہے باعتبار حقیقت کے مُسْتَخْلَفِیْنَ فِیْہِ۔ فیہ کا مرجع مال ہے یعنی جانشین کیا اس مال میں تم کو مَا لَکُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ای لا تنفقون فی سبیل اللہ یعنی کیا وجہ ہے کہ احکام اللہ کے پوری پوری نہیں مانتے یعنی انفاق فی القتال نہیں کرتے لیکن یہ جاننا چاہیئے کہ اس سورت میں تو مومنوں کو فی احکام کا ماننا ہوگا یعنی انفاق فی القتال اور قتال ہوگا اور معنی حقیقی ایمان والا نہ ہوگا قَدْ اَخَذَ مِیْثَاقَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ جزا ارادی اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ کی اَنْفِقُوْا محذوف سے کیونکہ پہلے تو کوئی کلام جزا نہیں بن سکتی۔ اور میثاق کے دو معنی ہیں مشہور ایک تو یہ کہ آدم علیہ السلام کے پشت سے ذریت نکالے گئے تھے اور ان سے وعدہ لیا گیا تھا اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ہر ایک باعتبار فطرت کے دلالت کرتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے اور وہ اللہ تعالےٰ شریک بھی ہے۔ اس جگہ معنی حقی مطابق سیاق کلام کے یہ ہے کہ جو عہد کرتے تھے وقت بیعت کرنے کے ساتھ رسول اللہ صلعم کے مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ یعنی ظلمت غفلت سے طرف ہدایت کے وَمَا لَکُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا کے دو معنی ہیں یعنی کونسا فائدہ یا کونسی وجہ ہے نہ خرچ کرنے کی وَلِلّٰہِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ جملہ حالیہ ہے مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ۔ فتح سے مراد عام ہے یعنی فتح اور غلبہ اسلام خاص فتح مکہ کی مراد نہیں ہے مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ۔ من مبتدا ہے اور ذا خبر موصوف اَلَّذِیْ یُقْرِضُ جملہ صفت ہے اور قَرْضًا حَسَنًا کا معنی جو خوشی دل کے ساتھ قرض دیا جائے اور فَیُضٰعِفَہٗ منصوب ہے بتقدیر اَن کے، سات اشیاء کے بعد ان مقدر ہوتو ہے اور قاعدہ ہے کہ فا کے بعد کا عطف یعنی مصدر کا عطف پہلے فعل کے مصدر پر عطف ہوتا ہے جیسا کہ اسلم فدخل الجنۃ یعنی اسلام کا لانا اور اس پر دخول جنت کا مرتب ہونا ہے لہٰذا یہ معنی ہوگا کون ہے وہ ایسا جس سے قرض کا دینا ہو اور اس پر دو چند کا مرتب ہونا ہو وَلَہٗ اَجْرٌ کَرِیْمٌ یَوْمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ الْیَوْمَ ظرف ہے واسطے لَہٗ اَجْرٌ کَرِیْمٌ کے یَسْعٰی نُوْرُھُمْ یعنی وہ نور جو کہ بسبب انفاق کے ہوگا بُشْرٰکُمُ الْیَوْمَ ای یقال بشرا کم الیوم یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ الْیَوْمَ بدل ہے یَوْمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ سے اور بدل لانے کے غرض زجر علی المنافقین ہے اَنْظِرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِکُمْ انظرنا کے دو معنی ہیں ایک تو نظر کرنے کا معنی ہے اور دوسرا معنی انتظار کا ہے اور نقتبس کا مجزوم بحذف شرط ہے ای ان تنظرونا نقتبس۔ قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَکُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا وراء کم معنی پیچھے تمہارے ہے معنی یہ ہوگا کہ رجوع کرو طرف دنیا کے اور طلب کرو نور اس جگہ سے کیونکہ نور صدقات کی جگہ دنیا ہے فَتَنْتُمْ اَنْفُسَکُمْ بلا میں ڈالا ہے تم نے اپنے نفسوں کو وَتَرَبَّصْتُمْ یعنی انتظار کرتے تھے تم مومنوں کے حق میں کہ یہ قتل کیے جائینگے الْغُرُوْرُ جہاں بفتح الغین ہو تو صفت صیغہ مشبہ کا ہوگا اور جہاں بالضم ہو تو مصدر ہوگی اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا یَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ الخ ان تخشع فاصل ہے اَلَمْ یَاْنِ کا اس واسطے وقت محذوف ہے اور مَا نَزَلَ بِالْحَقِّ کا عطف ذکر اللہ پر ہے اور وَلَا یَکُوْنُوْا

کا عطف اَنْ تَخْشَعَ پر ہے اور یا علیحدہ جملہ ناہیہ ہوگا۔ اب معنی یہ ہوگا کیا نہیں آیا مومنوں کو وقت خشوع کرنے ان کا واسطے نصیحت اللہ کے اور واسطے مَانَزَلَ مِنَ الْحَقِّ کے اور نہیں آیا وقت نہ ہونے ان کا مثل ان لوگوں کے جن کو پہلی کتابیں دی گئی ہیں یا یہ معنی ہوگا ولا یکونوا کا کہ چاہیئے نہ ہوں وہ مومن مثل سابقوں کے۔ حاصل یہ ہے کہ اتنے بیان سن کر پھر مثل پہلے لوگوں کے نہ ہوں فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ای بوجہ ترک دینی ان کے کے یا بوجہ انقطاع رسل اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقَاتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ۔ الف ولام بمعنی الذی مثلث مثلا کے ہوتا ہے جو کہ اسم فاعل پر داخل ہوتا ہے۔ اور اسم فاعل بمعنی ماضی معلوم کے ہوتا ہے ای الذین صدقوا پس اب اَقْرَضُوا اللّٰهَ کا عطف صدقوا پر ہوگا اور یہ الف لام اسمی ہوتا ہے اور صورت حرفی والی ہوتی ہے لہٰذا اس کا مدخول بھی ایسے لائیں گے جو کہ لفظاً مفرد ہو اور معنی جملہ ہوگا اور معنی جملہ ہونے کے واسطے یہی دلیل ہے کہ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ کا عطف الْمُصَّدِّقِيْنَ پر اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ یا یہ معنی ہوگا کہ یہ لوگ بہ انفاق فی القتال کرنے والے ہیں دو بیچ مراتب صدیقوں اور شہداؤں کے ہونگے دارک تائید اس معنی کی سورۃ نساء پارہ ۵ میں ہے۔ قال تعالٰی مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ الخ کیونکہ اس میں کلمہ مع کا لایا گیا ہے یعنی مطیع لوگ ان کے مراتب میں ہونگے اور وہ خود صدیق شہید نہیں بن سکتے کیونکہ نبیین کا ذکر بھی آیا ہے یا خود بخود صدیق شہید ہوں گے یعنی حاضر ہونگے آگے رب اپنے کے اور حال بتلانے والے ہونگے اس معنی کی تائید سورت حجرات پارہ ۲۶ میں ہے قال تعالٰی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ۔ قولہ كَمَثَلِ غَيْثٍ یہ تمثیل ہے یعنی تشبیہ مرکب کی مرکب کے ساتھ ہے وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ عرض کا معنی فراخی ہے قولہ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا یعنی پہلے دینے مصیبت کے کیلا تاسوا ای اخبرکم یعنی خبردی اللہ نے تم کو تاکہ نہ غم کھاؤ تم کل مختار فخور ای ڈھٹ کے چلنے والا اور فخریلہ۔ قولہ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ میزان کا عطف کتاب پر تفسیری ہے اور عطف تفسیری کا معنی یہ ہے کہ عطف الاسم علی الاسم یعنی یہ نام لو یا یہ نام اور چیز ایک ہوتی ہے جیسا کہ طحاوی والے جواب دیا ہے اس سوال کا کہ بعضے کہتے ہیں۔ کہ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى میں صلوٰۃ وسطےٰ سے مراد صلوٰۃ عصر کا لینا غلط ہے کیونکہ دوسری قرأۃ میں آیا ہے کہ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَالصَّلٰوةِ الْعَصْرِ اور معطوف ومعطوف علیہ مغائر ہوتے ہیں طحاوی والے جواب دیا کہ یہ عطف تفسیری ہے یعنی عطف الاسم علی الاسم ہے یعنی یہ دو نام ہیں قولہ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ الخ بالقسط کا معنی لا الٰہ الا اللہ ہے (ابن عباس) یعنی رسولوں کو بھیجا تاکہ توحید کو پکاریں۔ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ یہ علت ہے انزال کتاب کی اور تلوار وغیرہ کی حاصل یہ ہے تاکہ ظاہر کرے اللہ تعالےٰ اس شخص کو جو کہ مدد کرتا ہے اللہ اور رسول اس کے کو باوجود غیب ہونے اللہ کے قولہ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ یعنی بھیجتے رہے اور پے در پے رسولوں کے رسول اپنے یعنے پے در پے بھیجتے رہے رَهْبَانِيَّةِ ابْتَدَعُوْهَا ای اختر عوہا اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ ای اختر عوا الابتغاء رضوان اللہ یعنی رہبانیۃ تو انہوں نے اختراع کی تھی واسطے رضامندی اللہ تعالےٰ کے لیکن پھر اس کی رعایت کما حقہٗ نہ کی۔ وَكِفْلَيْنِ کا معنی دو حصے ہیں قولہ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ای اعلموا ان الفضل بید اللہ فقط ۱۲ لِئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ تا جو نہ جانتے بیٹھے رہیں اہل کتاب اس امر کو کہ ہم اب کچھ جہاد نہیں کر سکتے کہ ہمارا امام کوئی نہیں اب تو پیشوا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آگیا وَهٰذَا مِثْلُ اَنْ يَّمِيْدَ بِكُمْ (ترجمہ) تاکہ نہ ہلتی رہے ساتھ تمہارے۔ فقط۔

سُورۃ مُجَادِلَۃ (مدنیہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورت میں ہر دو مضمون سورۃ حدید والے یعنی زجر علی عدم الانفاق والقتال کو اعادہ کیا گیا ہے علی سبیل اللف والنشر العنیر المرتب یعنی اس سورۃ سے لے کر سورۃ جمعہ تک زجرات علی سبیل التنزل متعلق دوسرے مضمون یعنی عدم قتال کے ذکر ہونگیں لیکن پہلے زجرات منافقوں کو علے سبیل التنزل ہوں گی سورۃ ممتحنہ تک یعنی پہلے اس سورۃ میں بڑے منافقوں کو کہ جو برملا جلسے کرتے تھے۔ اُن کو زجرات دی جائے گی اس کے بعد چھوٹے منافقوں کو قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِھَا الخ منافقوں کے واسطے تو اصل میں زجر اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَادُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ سے شروع ہوتی ہیں اور ان کی طعن کی باتیں پر زجرات اِنَّ الَّذِیْنَ سے شروع ہوتی ہیں پہلے ایک امر جو سبب طعن منافقوں کا تھا اس کو دفع کیا گیا پہلے کفار میں رسم تھی کہ ظہار والی عورت مثل والدہ کے سمجھتے تھے لہٰذا جب ایک عورت بوڑھی کا ظہار کیا گیا وہ نہایت پریشان ہوئی کہ میں ظہار کی وجہ سے نکاح سے تو حرام ہوگئی گذارہ کس طرح کروں گی اللہ تعالےٰ نے حکم کیا کہ ظہار والی عورت والدہ نہیں ہوتی کیونکہ ماں بنانے سے ماں نہیں بن جاتی۔ لہٰذا اس حکم پر کفاروں اور منافقوں نے بڑے بڑے طعن کئے اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَادُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ کُبِتُوْا کَمَا کُبِتَ الَّذِیْنَ سے لے کر وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ تک زجرات بیان کرنے سے پہلے منافقوں کا حکم بیان کیا گیا کہ دنیا میں بھی ذلیل کئے گئے ہیں اور آخرت میں بھی عذاب عظیم ہوگا جیسا کہ زجرات میں ان کا حکم بیان کیا گیا اسی طرح آخر میں بھی اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَادُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ سے ان کا حکم بیان کیا گیا اور مومنوں کو بشارت دی گئی۔ اور باقی زجرات تمام اس سورت میں چار دفعہ کی گئی ہیں۔ اوّل زجر اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ تک یعنی اے منافقو تم مخالف اسلام کے مشورے کرتے ہو آیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالےٰ سب مافی السمٰوٰت ومافی الارض کو جانتا ہے تمہارے مشوروں کو نہ جانے گا اور باقی اس میں ذکر تین عدد اور پانچ عدد کا آیا ہے اور اربعہ اور اثنان کا نہیں آیا۔ اسی واسطے کہ طاق ہو کر مشورے کرتے تھے دوسری زجر اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ نُھُوْا سے لے کر فَبِئْسَ الْمَصِیْرُ تک ہے اس جگہ تین امور پر زجر ہوگی اوّل جس امر سے منع کئے جاتے یعنی مشورے مخالف اسلام کے اس سے بند نہیں ہوتے تھے دوسرا امر جس وقت نبی علیہ السلام کے پاس آتے تھے تو بجائے السلام علیکم کے السام علیک کہتے تھے بمعنی الموت علیک تیسرا امر یہ کہ منافق کہتے تھے اگر کہ ہم السام علیک کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم کو عذاب کیوں نہیں دیتا۔ آخر میں ان کا حکم فرمایا۔ حَسْبُھُمْ جَھَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ تیسری زجر یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا سے لے کر عَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ تک لیکن یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ سے مراد خطاب منافقوں کو ہے ای ظاہر مومن زبان سے کہنے والے سیاق سورۃ کے ساتھ بھی مرتبط ہوتا ہے اور بعض مفسرین نے ان سے مراد مومن لئے ہیں حاصل یہ ہے کہ اوّل اس جگہ اُن کے مشورت کرنے کی علت بتلائی گئی ہے کہ یہ منافق اس واسطے مشورے کرتے ہیں کہ مومن غمناک ہو جائیں، دوسرا امر یہ ہے کہ مومنوں کو تسلی دی گئی ہے تمام مشورے ان کے سے کہ یہ شیطان کی وجہ سے ہیں کہ شیطان ان کو برانگیختہ کرتا ہے تم اللہ پر توکل کرو تم کو یہ منافق کچھ نقصان نہ دے سکینگے پھر تیسری زجر کے بعد چوتھی زجر تک دو قاعدے بیان کئے واسطے دفع کرنے دو اموروں کے جو کہ مسلمانوں کے واسطے مضر تھے۔ اوّل قاعدہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا سے لے کر وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ تک یہ مومنوں کو خطاب ہے یعنی جب کئی امور مختصہ مومنوں

کو تبلانے کی غرض ہوتی تھی تو ان کو مجلس سے علیحدہ کر کے تو نہیں تبلائے جاتے تھے اور مجلس میں منافق بیٹھے ہوئے ہوتے تھے ان کے سامنے مومنوں کو تبلا مضر معلوم ہوتا تھا اور ان کو نکالا بھی نہیں جاتا تھا لہٰذا یہ قانون مقرر کیا گیا کہ اے مومنو جس وقت اُٹھنے کا حکم دیا جائے تو اُٹھ کر بایا کرو تا کہ منافق بھی نکل جائیں تا کہ پھر دوسرے موقعہ پر امور مختصہ مومنوں کو تبلائے جاویں۔ **دوسرا قاعدہ** یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَاجَیْتُمُ سے لے کر وَاللّٰهُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ تک یہ خطاب منافقین کو جو کہ ظاہر میں مومن کہلاتے تھے اور منافق رسول صلعم کو علیحدہ کر کے بہت مشورے کرتے تھے مومنوں کے دل میں آتا تھا کہ یہ بڑے محب ہیں رسول صلعم کے جو کہ اتنے مشورے کرتے ہیں یہ بھی مومنوں کے واسطے مضرات تھی کہ منافقوں کو اپنا محب فرض کر کے رسول صلعم اپنے امور مختصہ سے ان کو اطلاع دے دیں گے لہٰذا یہ قانون مقرر کیا گیا کہ اگر مشورے کرے تو پہلے صدقہ دے کر مشورے کرے اور اگر کسی کے پاس نہ ہو تو بے شک صدقہ کرے پھر اس قانون سے منافق مشورہ کرنے سے رُک گئے۔ جیسا کہ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ مراد فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا سے عدم الصدقات ہے لہٰذا اللہ تعالےٰ نے اس حکم کو ہٹا دیا اور مہربانی کی جیسا کہ وَتَابَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ سے معلوم ہوتا ہے یعنی مہربانی اور عفو کی اللہ تعالےٰ نے اور صدقات والے حکم کو ہٹا دیا لہٰذا منافق مشورہ کرنے سے رُک گئے تھے کیونکہ ان کو شرم آتی تھی کہ صدقات کے حکم کے وقت مشورے ہم نہیں کرتے تھے اب بھی نہ کریں چوتھی زجر اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا سے فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ تک یعنی منافق یہود کو دوست بناتے ہیں اور یہ بھی بتلایا گیا کہ یہ ہر طرح سے منافق ہیں کیونکہ نہ تو ان کے دوست ہیں جیسا کہ تمہارے نہیں ہیں اور انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا دیا ہے اور آپ بھی راستے حق سے ہٹ گئے ہیں اور لوگوں کو بھی ہٹاتے ہیں پھر اس کے بعد حال اُخروی بتا کر اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ کو پھر اعادہ کیا اور کہا کہ منافق ذلیل ہیں دنیا میں لیکن اس جگہ حال اُخروی اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ سے پہلے ذکر کر دیا اور ابتداء زجرات میں ہر دو نوا کٹھے ذکر کئے گئے اور اس جگہ مومنوں کو بشارت دی گئی دنیوی اور اُخروی یعنی دنیا میں آخر کار اپنے رسول کو فتح دے گا اور آخرت میں بھی تمہارے واسطے جنات تیار ہیں۔ **حاصل سورۃ اور تقریر کا** یہ ہے کہ پہلے قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ سے لے کر لِلْكٰفِرِیْنَ تک سبب طعن منافقوں کا دفع کیا گیا کیونکہ ظہار کے حکم دینے پر کفار اور منافق طعن کرتے تھے لہٰذا اس کو مبداء سے رفع کیا گیا پھر زجروں سے پہلے حال دنیوی اور اُخروی منافقوں کا بیان کیا گیا۔ پھر چار زجریں واسطے منافقین کے ذکر کی گئیں درمیان میں دو قاعدے بیان کئے گئے واسطے اصلاح مومنوں کے اور پھر آخر میں منافقوں کا حال دنیوی اور اُخروی بیان کیا گیا اور مومنین کو بشارت دنیوی اور اُخروی بتلائی گئی (**تحقیق جمل و مفردات**) تُجَادِلُكَ یعنی جھگڑا کرتی ہے تیرے ساتھ وتشتکی الی اللہ اظہار عاجزی کرتی ہے طرف اللہ تعالےٰ کے وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا یسمع مضارع ماضی استمراری کی جگہ بولا گیا ہے معنی یہ کہ اللہ تعالےٰ سُن رہا ہے جواب و سوال تمہارے۔ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا ای لنقض ما قالوا اور کبھی محاورہ عرب میں لاثبات ما کا بھی آتا ہے جیسا کہ یَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا ای لاثبات ما نهوا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ ای فعلیکم تحریر رقبة ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ اس حکم کے ساتھ ای لوگ وعظ کئے جاتے ہو تم۔ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ ای لیظهر اللہ ایمانکم اگر مضاف محذوف کریں ورنہ معنی یہ ہوگا تا کہ تم مان لو اللہ اور رسول کو اور عمل کرو احکام پر۔ جاننا چاہیئے کہ علم سے مقصود بالذات عمل ہوتا ہے اور عمل سے مطلوب علم ہوتا ہے پہلا تو ظاہر ہے اور ثانی کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت کسی شخص نے عمل کیا تو معلوم ہو گیا کہ اس شخص نے اللہ کے احکام مان لئے ہیں اور اگر نہ کیا تو معلوم ہوگا کہ اس شخص نے اللہ کے احکام کی تعمیل نہ کی اور اللہ تعالےٰ کی ذات

کماحقہ اُس نے نہ جانا قولہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ یعنی جو مخالفت کرتے ہیں اللہ کی اور رسول کی کُبِتُوْا کَمَا کُبِتَ الَّذِیْنَ یعنی ذلیل کئے گئے لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ یَوْمَ یَبْعَثُھُمُ اللّٰہُ یوم ظرف متعلق عذاب مہین کے ہے اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ دو معنی اس کے ہوتے ہیں آیا نہیں دیکھا تو نے یعنی دیکھا یا نہیں دیکھا تو نے یعنی اب دیکھ (الم تر کے مسئلے کی تحقیق ماخوذ من الرضی صـ ۴۸۵ ہ جس وقت استفہام دو نو مفعول باب علمت سے پہلے آجائے جیسا کہ علمت ازید قایم کا تو اس وقت بند از عمل ہو جاتا ہے اور معنی یہ کہ جانتا ہوں میں ازید قائم کے جواب کو اور اگر استفہام ثانی مفعول پر واپر داخل ہو تو اعمال اور اہمال دونو جائز ہیں لیکن اول الغا ہے بخلاف ارئیت کے کیونکہ یہ ملغی نہیں ہوتا بلکہ اس وقت ایک مفعول کو طلب کرتا ہے جیسا کہ ارئیت زیدا ماصنع اس میں زید مفعول ہو گا رئیت کا اور ماصنع علیحدہ جملہ ہو گا اور جواب ہو گا سوال کا یعنی جس وقت ارئیت زیدا ایک شخص نے کہا تو دوسرا سوال کرے گا کیا کہتا ہے تو اس کو تو پہلا شخص کہے گا کہ ماصنع ای اخبرنی ماصنع یعنی خبر دے تو مجھ کو کیا کرتا ہے زید لہٰذا معلوم ہوا کہ علیحدہ جملہ ہے ماصنع اور اخبرنی محذوف ہوتا ہے اور مفعول رئیت کا نہیں ہوتا اور کبھی اس وقت مفعول کو حذف کیا جاتا ہے تو پھر بھی ماصنع علیحدہ جملہ ہو گا اور معنی مفعول کا ہو گا جیسا کہ رئیت ماصنع ای رئیت زیدا ماصنع اور جس وقت استفہام رئیت پر داخل ہو جائے جیسا کہ ارئیت میں تو اس وقت بھی ایک مفعول کو طلب کرتا ہے اس وقت کبھی وہ بھی حذف کیا جاتا ہے لیکن کبھی نسیا منسیا حذف کیا جاتا ہے اور کبھی منوی اور اس کے بعد استفہام ضرور آتا ہے اس وقت خواہ ظاہر خواہ مقدر اور کبھی مع الشرط آتا ہے اور کبھی بدون الشرط امثلہ ان کی یہ ہیں۔ اور کبھی ارئیت تکرار کے ساتھ لایا جاتا ہے اور اگر اس وقت ہر ایک شرط ہو تو تمام شرطیں مجموعہ باعتبار معنی کے ایک بنا کر ان کے بعد میں جزا ہوتی ہے جیسا کہ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی اَرَءَیْتَ اِنْ کَانَ عَلَی الْھُدٰی اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی۔ اَرَءَیْتَ اِنْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی لہٰذا اس کا معنی یہ ہو گا خبر دی تو مجھ کو جس وقت شخص نماز پڑھے اور آیا ہدیٰ پر ہو یا تکذیب کرے آیا نہیں جانتا کہ اللہ تعالےٰ دیکھ رہا ہے اور استفہام ظاہر کی مثال یہ ہے اَرَءَیْتَکُمْ اِنْ اَتٰکُمْ عَذَابُ اللّٰہِ ھَلْ یُھْلَکُ الخ اور اَرَءَیْتَکُمْ اِنْ اَتٰکُمْ عَذَابُ اللّٰہِ بَغْتَۃً اَوْ جَھْرَۃً اور مثال استفہام مقدر کی یہ ہے اَرَءَیْتَکَ ھٰذَا الَّذِیْ کَرَّمْتَ عَلَیَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ ای ارءیتک ھذا۔ المکرم لم کرمتہ اور لئن اخرتن کلام مستانف ہے ان موضعوں میں کم ضمیر نہیں ہے اور مفعول بھی نہیں ہے بلکہ مفعول محذوف ہے اور کم حرف خطاب واسطے بیان کرنے تاخطاب کے یعنی افراد اور تثنیہ اور جمع اور مذکر اور تانیث اس کی بیان ہوتا ہے اور یہ اَلَمْ تَرَ کبھی ابتدا کلام میں آتا ہے اس وقت اس کے دو معنی ہوتے ہیں آیا نہیں دیکھا یعنی دیکھ اور سن جیسا کہ طحاوی سے معلوم ہوتا ہے باب الولد یدعیہ رجلان کیف الحکم عن عائشۃ فقالت دخل علی نبیؐ فقال اَلَمْ تَرَ ان مجززا نظر انفا الی زید الخ رسول علیہ السلام نے بی بی عائشہ رضؓ کو کہا آیا نہیں دیکھا تو نے یعنی دیکھ اور سن مجھ سے کہ مجزز نظر الی زید الخ یا معنی یہ ہوتا ہے آیا نہیں دیکھا ہے تو نے یعنی مجھ کو دکھا۔ اور سنا اور کبھی ابتدا کلام میں نہیں آتا بلکہ مرتبط آتا ہے ماقبل کے جیسا سورۃ بقر سپارہ ۲ میں اور کبھی کبھی اَلَمْ تَرَ کا مفعول حذف کیا جاتا ہے اور اس کے بعد کلمہ الی مع المدخول لایا جاتا ہے جیسا کہ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ نُھُوْا عَنِ النَّجْوٰی اس وقت معنی مفعول والا نہیں ہوتا قولہ اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ الشَّیْطٰنِ الف لام عہد خارجی کا ہے یعنی مشورہ خاص جو کہ واسطے ایذا دینے مومنوں کے کرتے تھے وَاِذَا تُفْسِحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ یعنی فراخی کرو تم مجالس میں فَافْسَحُوْا یعنی اگر یاں نہ ہو تو صدقہ نہ دیں فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا ای فعل الصدقۃ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ مہربانی کی اللہ نے اور عفو کر دیا صدقے والے حکم کو

اور اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا الَّذِيْنَ سے مُراد منافق ہیں اور قوماً سے مراد یہود ہیں جُنَّةً ای ڈھال فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لازمی اور متعدی دونوں آتا ہے لَنْ يَّبْعَثَهُمُ اللّٰهُ ظرف متعلق لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ کے اور خالدون کے ساتھ نہیں ہے کیونکہ معنی نہیں بن سکتا۔ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ غالب کیا شیطان نے ان پر كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ یعنی انجام کار رسول کو ضرور فتح ہوگی اگرچہ کسی موقعہ پر شکست بھی ہو جائے اَوْ عَشِيْرَتُهُمْ یعنی قبیلہ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ یعنی پکا کیا اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ یعنی فیض غیبی کے ساتھ اُنکو تائید دی اللہ نے فقط

سُوْرَةُ حَشْرٍ (مدنیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورت میں زجرات منافقوں کی ہونگی۔ لیکن یہ منافق کمتر ہوں گے اصل زجر اور تخویف اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا سے شروع ہوتی ہے اور اول میں هُوَ الَّذِيْ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے نمونہ واسطے تخویف کے بتایا گیا ہے سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ سے دعوی اصلی کو عادہ کیا تاکہ مومنوں کے خیال میں آجاوے کہ قتال وغیرہ سب واسطے ثبوت اسی دعوے کے فرض کئے گئے ہیں هُوَ الَّذِيْ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ سے لے کر وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِيْنَ تک ایک نمونہ تخویف کا بتلایا گیا یعنی دیکھو یہود بنی النضیر جو کہ مدینے کی اطراف میں رہتے تھے مومنوں نے ان یہود بنی النضیر پر چڑھائی کی۔ یہود نے خیال کیا ہوا تھا کہ قلعے ہمارے دشمنوں کی ایذا سے مانع ہوں گے تو اللہ تعالے نے ان کے دل میں مومنوں سے خوف ڈال دیا رسول صلعم نے اُن کو جلا وطنی کا حکم دیا اور جنگ وغیرہ نہ ہوا حکم ہوا کہ جو کچھ لے جا سکتے ہو لے جاؤ اور نکل جاؤ اس جگہ سے اور پھر مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ تک حکم اُس مال کا فرمایا اور پھر لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ سے لے کر اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ تک ترغیب دی گئی کہ جو محتاج ہوں ان پر مال خرچ کیا کرو جیسا کہ اللہ نے کہا ہے وہ تین فریق تھے ایک تو مہاجرین دوسرے انصار جو محتاج تھے اور تیسرے وہ مومن محتاج جو کہ مومنین موجودہ کے بعد آئیں گے اگرچہ مضمون تو سورۃ جمعہ تک قتال والا تھا لیکن تبعاً دوسرا مضمون یعنی ترغیب علے الانفاق کو ذکر کیا گیا اور پھر اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا سے لے کر جَزَآءُ الظّٰلِمِيْنَ تک زجر اور تخویف مقصودی ذکر کی گئی اول یہ منافق یہود کے ساتھ وعدہ کرتے ہیں کہ اگر تم نکالے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے اور اگر قتال ہوا تو تمہارے ہمراہ ہو کر قتال بھی کریں گے پھر بیان کیا کہ یہ کسی کے دوست نہیں ہیں سب جھوٹ کہتے ہیں (۲) اور مومنوں کو لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً سے تسلی دی گئی کہ منافق تم سے بہت ڈرتے ہیں تمہارے ساتھ کبھی لڑائی نہ کرینگے کیونکہ ہم نے اسپس میں بھی ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا (۳) پھر ان کی ایک مثال ذکر کی گئی كَمَثَلِ الَّذِيْنَ سے لے کر آخر تک پس معلوم ہوا کہ اس رکوع میں ان کے چار حال ذکر کئے گئے پھر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ سے لے کر لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ تک زجر منافقوں کی جو پہلے سے کہ بیٹھے اور ترغیب علی القتال واسطے مومنوں کے ذکر کئے گئے یعنی اے منافقو نہ ہو تم مثل ان لوگوں کے جنہوں نے اپنے نفسوں کیواسطے نفع اور ضرر کا خیال نہ کیا اور پھر هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ سے لے کر هُوَ الْعَزِيْزُ تک متعلق دعوے اصلی یعنی سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ کے لایا گیا۔ یعنی معبود اور لائق عبادت کے سوا اللہ تعالے کے کوئی نہیں ہے اس دعوی کی تین علتیں بیان کیں۔ ایک تو عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ سے ای ہو عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ یعنی وہی ہے عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ کا پس عبادت کے لائق بھی وہی ہوگا اور دوسری علت اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ

سے بیان کی اے هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ الخ یعنی وہی مالک ہے اور تخت شاہی پر بھی آپ ہی اس کی بادشاہی ... میں کبھی نقصان نہیں آتا وہی عبادت کے لایق ہے تیسری علت هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ سے بیان کی کہ سب مبادی بھی کرنے والا وہی ہے پس وہی لایق عبادت کے ہے تین مرتبے سورۂ حشر میں ہیں پس تمام متعلق ہیں سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے ساتھ یعنی شریکوں سے پاک سمجھو کیونکہ معبود اور لایق عبادت کے وہی ہے اس کی تین علتیں بیان کی گئیں (حاصل تمام تقریر اور سورۃ کا) ایک نمونہ تخویف کا بیان کر کے علت بیان کی گئی اس کی کہ اللہ تعالےٰ سوا جنگ کے تم کو مال کیوں دیا ہے اور تبعاً پھر ترغیب علے الانفاق بھی بیان کی گئی پھر زجر اور تخویف مقصودی بیان کی گئی پھر پھوٹے منافقوں کے واسطے زجر بیان کی گئی ہے اور اصلی دعوی بھی بیان کیا گیا کہ اس کا شریک کوئی نہیں سوا اس کے عبادت کے لائق بھی کوئی نہیں اس کی تین علتیں بیان کی گئیں (تحقیق جمل و مفردات) هُوَ الَّذِي اَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ۔ اوّل حشر کا معنی یہ ہے کہ ایک ہی چڑھائی سے جاتے رہے اور مقابلہ نہ کر سکے دوسری کی حاجت نہ رہی۔ یہ معنی نہیں کہ ایک بار رسول صلعم نے ان کو نکالا اور دوسری بار حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے کیونکہ محاورہ اس طرح نہیں ہوتا۔ اور دوسرا یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں اپنی دیار مدینے والی سے تو نکالے نہ گئے تھے بلکہ خیبر سے نکالے گئے مَانِعَتُهُمْ حُصُونُهُمْ مِنَ اللّٰهِ الخ یعنی انہوں نے گمان کیا ہوا تھا کہ ہمارے قلعے ہم کو اللہ سے بچا لینگے اگر کہا جاوے کہ انکا زعم تو یہ تھا کہ قلعے ہم کو مسلمانوں سے بچائیں گے تو جواب یہ ہے کہ جب ان کا یہ زعم ہوا تو گویا انہوں نے یہ زعم کیا کہ مانع ہونگے اللہ سے قولہ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِاَيْدِيهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ کیونکہ مومنوں کو بھی کہتے تھے کہ فلانی چیز اور فلانی لکڑی ہمارے گھر سے نکالو ہم لے جاویں۔ لَوْلَا اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا معنی یہ ہوگا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ان پر جلاوطنی کا حکم نہ کیا ہوتا تو ان کو اس جگہ عذاب دے دیتا اور ہلاک کر دیتا مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ جو قطع کیا تم نے اے مؤمنو کوئی درخت وہ ساقط ہے اللہ کے ہے وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ ملت ہے قطع کرنے کی واؤ زاید ہے اور لِيُخْزِيَ کا معطوف علیہ محذوف ہے مَا اَفَاءَ اللّٰهُ سے لے کر فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُولِ تک یہ ترکیب ہے کہ ثانی ما افاء اللہ اعادہ ہے پہلے کا واسطے بعد عہد کے لہٰذا پہلے کی خبر نہیں ذکر کی گئی اور دونوں کی خبر فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ ہے معنی یہ ہوگا یہ وہ چیز ہے جو پھیری ہے اللہ نے اوپر رسول اپنے کے وہ واسطے اللہ اور رسول اس کے کے ہے اور درمیان میں فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ کا معنی یہ ہوگا کہ نہیں دوڑائے تم نے اس پر کوئی گھوڑے اور نہ کوئی اونٹ قولہ كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَاءِ یہ علت ہے محذوف کی کہ اللہ نے کیوں مال پھیر دیا اس واسطے کہ نہ ہووے تقسیم کیا ہوا اغنیا کے درمیان۔ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ ای افقدوا المفقراء اور وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ پر اور وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ پر یہ عطف ہیں وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْاِيمَانَ۔ الایمان معمول ہے فعل محذوف کا ای حصلوا الایمان من قبیل علفتها تبنا و ماء باردا کیونکہ تبوء کا معمول نہیں بن سکتا اب معنی یہ ہوگا وہ لوگ جو پکڑے بیٹھے ہیں دار کو یعنی انصار مدینہ اور حاصل کیا انہوں نے ایمان کو لَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا اُوتُوا ای المهاجرین حاجت کا معنی تنگی یعنی وہ انصار جو کہ دل میں تنگی نہیں لاتے اگر مال مہاجرین کو دیا جائے وَيُؤْثِرُونَ عَلَى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ معنی یہ ہوگا کہ یہ انصار مہاجرین کو ایثار کرتے ہیں اپنے نفسوں پر اگرچہ ان کو احتیاج ہو وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ یعنی جو شخص بچایا گیا ہے بخل نفس کے سے خلقاً ای کینہ لِلَّذِينَ اٰمَنُوا سے مراد عام مومن ہیں فقط پہلے مراد نہیں ہیں يُخْرِبُونَ اِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ ان سے مراد یہود بنی قریظہ ہیں کیونکہ بنی نضیر تو آگے نکالے گئے تھے لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً

اصل میں لانتم اشد تھا لیکن پہلے رسم تھی کہ زبر کو الف کے ساتھ لکھدیتے تھے۔ لہٰذا یہ بھی پہلے رسم خطی پر لکھا گیا ہے لَا بَقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا یعنی اکٹھے ہو کر یا سُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ علیحدہ جملہ ہے معنی یہ ہے کہ دوسرے بات یہ ہے کہ ان کے درمیان ہم نے مخالفت ڈال دی ہے تو ان کو گمان کریگا کہ متفق ہیں حالانکہ دل اُن کے مختلف ہونگے كَمَثَلِ الَّذِيْنَ وَكَمَثَلِ الشَّيْطَانِ ای حالهم كحال الذين ۔ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا پس ہو جائے گی عاقبت ہر دو کی آگ میں نَسُوا اللّٰهَ یعنی چھوڑا انہوں نے اللہ کو۔ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ یعنی اپنے نفسوں کا بچاؤ نہ کیا یعنی ضرر اور نقصان کا خیال نہ کیا مُتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ یعنی پاٹنے والا بوجہ خوف الٰہی کے یہ ایک تمثیل ہے یا یہ معنی کہ اگر اللہ تعالےٰ پہاڑ کو عقل دے تو پھٹ جائے گا نزول قرآن سے۔ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ یعنی پاٹنا پہاڑ کا۔ اَلْقُدُّوْسُ یعنی اس کی بادشاہی ماضی میں کچھ فرق نہیں آیا۔ اَلسَّلَامُ یعنی زمانے مستقبل میں بھی اسکی بادشاہی میں کچھ نقصان نہ آئے گا۔ اَلْمُؤْمِنُ امن دینے والا۔ اَلْمُهَيْمِنُ نگہبان۔ اَلْمُتَكَبِّرُ البلیغ فی الکبریا۔ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ ای اول ماخلق خلقا۔ اَلْبَارِئُ یعنی فساد سے بچانے والا۔ اَلْمُصَوِّرُ ای ثم صور یعنی پھر صورت دینے والا۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ سے لے کر هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ تک جو بعد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ کے صبح و شام پڑھے اس کے واسطے وہ فرشتے دُعا کرتے ہیں جو کہ وقت نازل ہونے اس آیت کے آئے تھے اسی طرح سورۃ انعام کے اوّل کی تین آیتوں کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ سُورۃ حشر والی آیتیں ان کا عکس ہے۔ فقط

سُوْرَةُ مُمْتَحِنَه

(مدنیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سُورت سے لے کر سورۃ جمعہ تک مومنوں کے واسطے زجریں علی سبیل التنزل بیان ہونگی۔ اس سُورت کے اول رکوع میں دو امر بیان کئے گئے اوّل زجر اور دوسرا زجر ہے۔ کر بتلایا گیا کہ تمہارے واسطے یہ امر ضروری ہے اس کو اختیار کرو اور دوسرے رکوع میں بھی دو امر ذکر کئے گئے پہلے تو امر واسطے مومنوں کے جن میں سے پہلا قاعدہ متعلق پہلے امر پہلے رکوع والے کے ساتھ ہوگا اور ایک قاعدہ واسطے نبی علیہ السلام کے اور دوسرا امر زجر کا لایا گیا پس اس سُورت کے ابتدا اور انتہا میں زجر ہے واسطے مومنوں کے اور باقی قواعد ضروریہ بیان کئے گئے ہیں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ سے لیکر وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ تک زجر ہے کہ تم اپنے اہل و اولاد جو کہ کافر ہیں ان کی شفقت کیواسطے کفار کی طرف پیغام دوستی پوشیدہ نہ بھیجیں۔ یہ کام منافقوں والا اختیار نہ کریں جیسا اصحابی حاطب بن بلتعہ نے قریش مکہ کو ایک عورت کے ذریعے پیغام بھیجا تھا کہ تم پر عنقریب رسول اللہ صلعم حملہ کرنے والے ہیں اور یہ قصہ خاص اس جگہ کا نہیں ہے یہ بھی ایک قصہ مثلث مثلاً واقع ہوا تھا حاصل یہ ہے کہ جب تم نبی علیہ السلام کے ساتھ مکہ سے نکالے گئے ہو تو دوستی کے پیغام کافروں کی طرف نہ بھیجا کرو۔ دو امر ذکر کئے گئے ہیں ایک تو یہ کہ اگر ان کو تم پر دسترس ہو جاوے تو تم کو مار ڈالیں گے دوسرا یہ ہے کہ اولاد اور ارحام تمہارے جن کی وجہ سے کفار کی طرف پیغام روانہ کرتے ہو دن قیامت کے تم سے علیحدہ کئے جائیں گے اور ایک دوسرے کو کچھ فائدہ نہ دے سکیں گے۔ پھر قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ سے لے کر فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ تک یہ امر ضروری بیان کیا گیا کہ تمہارے واسطے پیغام روانہ کرنا طرف کفار بوجہ اہل اولاد کے تو مناسب نہیں بلکہ تمہارے واسطے تو اتباع ابراہیم علیہ السلام کی ضروری ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے تمام اپنے اہل و اولاد سے قطع رحمی کر دی تھی تم بھی اسی طرح کرو لیکن ابراہیم علیہ السلام کے ایک

قول جو کہ باپ کو اس نے کہا تھا۔ کہ میں تیرے لئے مغفرت کی طلب کرونگا اس میں اس کی اتباع نہ کرو کیونکہ اس کا تو گمان تھا کہ شاید میرا والد ایمان لے آویگا اور پھر جی سے مایوس ہو گیا کہ اس کو ایمان نصیب نہیں تو پھر ابراہیم علیہ السلام دعا ہدایت و غفران سے بند ہو گیا کذا فی الملاک نے سورۃ التوبہ اور پھر وَ مَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ سے یہ بیان ہے کہ بو مومن اتنے بیان سے منع نہ ہو تو تف اس پر اللہ کو کیا پرواہ ہے اس کا اپنا نقصان ہے اور عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّجْعَلَ سے لے کر ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ تک ایک قاعدہ جو کہ متعلق زجر کے تھا بیان کیا یعنی تم احسان کرتے ہو تو ان کفار سے کرو جنہوں نے تم کو مکے سے نہیں نکالا تھا اور جنہوں نے نکالا ہے ان کے ساتھ دوستی کے پیغام اور احسان وغیرہ نہ کریں اور یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَکُمُ الخ سے لے کر اَنْتُمْ مُّؤْمِنُوْنَ تک دوسرا قاعدہ بیان کیا واسطے مومنوں کے یعنی حدیبیہ میں تو تمہاری کفار کے ساتھ یہ صلح ہوئی تھی کہ اگر ہمارا کوئی مؤمن مرتد ہو کر تمہاری طرف چلا آیا تو اس کو بالکل واپس نہ کریں اور تمہارا اگر کوئی مسلمان ہوا تو ہم واپس کر دیں گے لیکن نساء کا کوئی ذکر نہ ہوا تھا۔ لہٰذا یہ قاعدہ واسطے نساء کے بیان کیا گیا کہ اگر کوئی عورت آوے تو ان سے امتحان ظاہری زبان کے ساتھ واسطے ایمان کے لے لیں جس وقت زبان سے وہ اقرار بالایمان کریں تو تم ان کے ساتھ بے شک نکاح کر لیں اور اسی طرح اگر تمہاری کوئی عورت کافروں کی جگہ رہ جائے جیسا کہ حضرت عمرؓ کی عورتیں رہ گئی تھیں تو تم بھی ان کو جانے دو ہاں تم ان سے اپنا حق طلب کرو اور وہ تمہارے سے حق طلب کریں۔ تو ایک دوسرے کا حق ادا کرو اگر وہ تم کو نہ دیں تو تم بھی ان کو نہ دو بلکہ ان کے بدلے اس شخص کو دے دو کہ جس کا تم میں سے انہوں نے حق ادا نہیں کیا۔ پھر یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک قاعدہ واسطے نبی علیہ السلام کے بیان کیا گیا کہ ان کی عورتیں اگر اگر تیری اقتدا کریں اور نفی شرک وغیرہ کا مثلاً مثلث اقرار کریں یہاں تک کہ لَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ ذکر کیا یعنی کسی امر شرعی میں تیری مخالفت نہ کریں تو بیشک آپ ان کو بیعت کریں پھر یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے لے کر مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ تک مومنوں کو خطاب کیا گیا اور زجر بیان کی گئی جیسا کہ سورت کے ابتدا میں یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے ساتھ خطاب مومنوں کو کیا گیا تھا اور زجر بیان کی گئی تھی حاصل یہ ہے کہ تم کفار کے ساتھ دوستی کے پیغام نہ روانہ کرو اور سورۃ کا حاصل مختصر اور تقریر کا بھی ابتدا میں مذکور ہے اعادہ کی حاجت نہیں۔ (تحقیق جمل ومفردات)

اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ معنی یہ ہے کہ تُلْقُوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ بیان ہے اَوْلِیَآءَ کا بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جب مومنوں کو حکم ہوا۔ کہ کفار کو دوست نہ بناؤ انہوں نے کہا ہم دوست ان کو نہیں بناتے تو اس کا جواب اس بیان سے کیا گیا یعنی پیغام روانہ کرنے یہ بھی ایک دوستی ہے باقی تُلْقُوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ یا حال ہوگا یا نہ اگر حال ہوگا تو تابع ہوگا اور حکم مقصودی نہ ہوگا لہٰذا اس معنی کے مطابق معنی یوں ہوگا کہ انہوں نے دوستی پکڑی نہ تھی حکم پہلے ہی سے کیا گیا تھا۔ اگر نہ بنائیں تو حکم مقصودی ہوگا۔ اس معنی کے مطابق انہوں نے دوستی پکڑی ہوگی۔ حکم کیا گیا کہ دوستی نہ پکڑو جیسا کہ ایک اصحابی کا قصہ بھی مشہور ہے تُسِرُّوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ یہ بیان ہے تُلْقُوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ کا۔ اِنْ یَّثْقَفُوْکُمْ یَکُوْنُوْا لَکُمْ اَعْدَآءً یعنی وہ کفار اگر تم کو پالیں تو تمہارے دشمن ہو جاتے ہیں لَنْ تَنْفَعَکُمْ اَرْحَامُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَفْصِلُ بَیْنَکُمْ اس جگہ سیاق کے مطابق تو مراد ارحام و اولاد سے مراد کفار ہیں تو اس وقت یَفْصِلُ بَیْنَکُمْ کا معنی ظاہر ہو جائے گا یعنی کفار اور مومنوں کے درمیان آخرت میں جدائی ہوگی اور اگر ارحام اور اولاد مومن ہوں جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے تو معنی یہ ہوگا کہ قیامت میں دہشت کی وجہ سے ہر ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے اس کی تائید میں ہے یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ وَاُمِّہٖ وَاَبِیْہِ الخ سورۃ معارج سپارہ ۲۹ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ یعنی اتباع اچھی

رَبَّنَا تَكَلَّلْنَا اَی تَوَكَّلْنَا اَوْ بِنَا اِلَّا اَنْ تَبَرُّوْهُمْ یعنی احسان کرو تم ان کے ساتھ فَامْتَحِنُوْهُنَّ یعنی امتحان لیا کرو اگر زبان سے کہدیں کہ ہم تو مومن ہیں تو کافی ہے اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِهِنَّ اَی فِی الْحَسَبِ لَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ یعنی نہ پنجہ مارو ساتھ نکاح کافرہ عورتوں کے وَاِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا عاقبتم کا معنی اصلی تو یہ ہے کہ جس وقت تم نوبت والے ہوئے یعنی تمہارے دینے کی باری آئی تمام آیت کا معنی یہ ہے کہ اگر فوت ہو گیا ہو مہر تمہارا عورتوں تمہاری سے کفار کی طرف یعنی انہوں نے ادا نہ کیا ہو تو جس وقت تمہارے دینے کی باری آ جائے تو تم بھی ان کو نہ دو بلکہ ان کے بدلے اس مومن کو دو جس کو کفار نے دینا تھا اور نہ دیا یا معنی عاقبتم کا غنمتم ہے جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے معنی یہ ہوگا کہ جس وقت مال غنیمت کا تم کو ملے تو اس مال سے اس مومن کو دے دیں جس کو کفار نے نہیں دیا تھا حق اس کا عَلٰٓى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ یہ امور تمام شرائط مثلاً ذکر کئے گئے اور مقصود تمام لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ میں ہے وَلَا یَیْئَسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا یَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ اس کی ترکیب یہ ہے کہ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ بیان ہے الکفار کا معنی یہ ہوگا تحقیق ناامید ہو گئے ہیں یہ ہود ثواب آخرت سے جیسا کہ پہلے کفار جو کہ مر گئے ہیں ناامید ہو گئے ہیں جنت سے فقط ۔

سُوْرَةُ الصَّفِّ (مدنیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس کا ربط ماقبل سورت کے ساتھ یہ ہے کہ اس سورت میں زجر ان مومنوں پر کی گئی ہے جو کہ پہلے مومنوں سے کمتر تھے اور منافقوں والی باتیں کرتے تھے کیونکہ سورت ممتحنہ میں تو ان کے واسطے زجر بیان کی گئی جو کہ کفار کی طرف پیغام دوستی کے روانہ کرتے تھے اور اس میں ان سے جو کمتر تھے ان کو زجر کی گئی یعنی جو زبان سے کہتے تھے کہ قتال کریں گے اور کرتے نہیں تھے سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ کو پھر اعادہ کیا واسطے یاد دلانے دعوے توحید کے یعنی ہر چیز والا ہے کہ اللہ کا شریک کوئی نہیں هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ اس سورت میں تین خطاب ہیں مومنوں کو اور دو قصے ہیں بنی اسرائیل سابقہ کے اول خطاب میں زجر ہے اور دو باقی میں ترغیب علی القتال ہے اسی طرح ایک قصہ واسطے زجر کے اور ایک واسطے ترغیب علی القتال کے ہے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے لے کر بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ تک زجر کی گئی ان مومنوں کو کہ جو زبان سے کہتے تھے کہ جنگ کریں گے اور کرتے نہیں اور کہا گیا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ اللہ کا غضب اس پر بہت ہوتا ہے جو کہ زبان سے کہے اور کرے نہیں اور اللہ کے محب تو وہ ہیں جو کہ قتال فی سبیل اللہ کرتے ہیں پھر وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى سے لے کر الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ تک زجر کے متعلق ایک قصہ سابقہ بیان کیا کہ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے موسیٰ کے ساتھ عجوبی کی یعنی قتال نہ کیا اور کہا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ اس سبب سے اللہ تعالیٰ نے ان پر غضب کی مہر لگا دی تھی تم بھی ان کی طرح نہ ہو ورنہ تمہارا بھی وہی حال ہوگا ۔ پھر وَاِذْ قَالَ عِیْسَى سے لے کر وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ تک ترغیب علی القتال بیان کے بعد زجر کے نہ کرنے قتال پر یعنی دیکھو کہ عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے رسول علیہ السلام کی صداقت کی پھر جب وہی رسول ان کے پاس آیا تو جادو کہنے لگے اور اللہ اور اللہ کے رسول کے مخالف باتیں فاسد کرنے لگ گئے اور ارادے فاسدہ واسطے گرانے اسلام کے کرنے لگے لہٰذا ان کے ساتھ تو قتال کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ اسلام کو فتح دے گا اگرچہ کفار مکروہ جانیں ۔ پھر یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

سے لے کر وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ تک دوسرا خطاب مومنوں کو واسطے ترغیب علی القتال کے کیا گیا لہٰذا یہ خطاب اور ما بعد اس کا ہر دو خطاب متعلق ہے دوسرے قصے کے ساتھ۔ حاصل یہ ہے کہ اگر تجارۃ منجی من النار حاصل کرتے ہو تو جہاد فی سبیل اللہ کرو اس کے بدلے اللہ آخرت میں تم کو جنات دے گا اور دنیا میں فتح علی الکفار دے گا پھر یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ سے لے کر فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ تک دوسرا خطاب واسطے ترغیب علی القتال کے کیا گیا یعنی دیکھ کہ جس طرح عیسےٰ نے حواریوں سے کہا کہ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَى اللّٰهِ یعنی کون مجھ کو مدد دے گا فی سبیل اللہ تو قال یہ حواریوں نے کہا نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ بعض نے عیسےٰ کے ہمراہ ہو کر جنگ کیا اور بعض نے نہ کیا جنہوں نے عیسےٰ علیہ السلام کا ساتھ دیا اللہ تعالےٰ نے اُس فریق کو فتح دی اسی طرح تم رسول علیہ السلام کے ساتھ ہو کر جنگ کرو اللہ تعالےٰ تم کو بھی فتح دے گا۔ اور حواریوں بادشاہ تھے تفسیر کبیر والے نے سب اقوال نقل کئے آخر قول رابع سے اسی کو ترجیح دی ہے اور دھوبی وغیرہ کوئی نہیں تھے اور عیسےٰ کو لڑائی بھی کفار سے ہوئی تھی جو مفسرین کہتے ہیں کہ لڑائی کوئی نہیں ہوئی وہ ان آیات کی تاویلیں سیاق قرآن کے کرتے ہیں باقی اس سورت کا حاصل بیان ہو چکا ہے۔ اعادہ کی حاجت نہیں ہے (تحقیق جمل ومفردات) لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ یعنی مومن کہتے تھے کہ اگر وہ امر ہم کو معلوم ہو جس پر خدا راضی ہووے۔ اس کو ہم کرتے ہیں لہٰذا زجر کی گئی بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ یعنی محکم فَلَمَّا زَاغُوْٓا یعنی کجروی کی اُنہوں نے اور قتال نہ کیا اور کہا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ۔ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔ اظہار بمعنی غلبہ گردانیں۔ ان یعنی غالب کردن هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔ تو مومنون باللہ تفسیر ہے تجارۃ کی اور تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کی تفسیر وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ سے کی گئی ہے کیونکہ یہ سورت پہلے مضمون یعنی ترغیب علی القتال کے ساتھ متعلق ہے وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ اخری معمول فعل محذوف کا ہے ای تعطیکم اخری یعنی دنیا میں فتح علی الکفار دیں گے۔ فقط ✤

سُوْرَةُ جُمُعَة (مدنیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورت سے لے کر سورۂ تحریم تک مضمون دوسرا شروع ہے یعنی ترغیب علی الانفاق اور انفاق نہ کرنے پر زجریں آئیں گی اور اس سورت سے قتال پھر اعادہ کیا یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ کا باوجود اس بات کے کہ سورۂ صف میں بھی کہا گیا تھا وجہ یہ ہے کہ اس سورت سے علیحدہ مضمون شروع ہوا ہے اولاً یہ جاننا چاہئے کہ یہ سورۃ دوسرے مضمون کے واسطے مبادی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ یہ سورۃ بمعہ سورۂ احقاف مثبت مضمون دوسرے کے ہونگے هُوَ الَّذِیْ سے لے کر اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ تک توحید کا بیان کیا گیا۔ اول میں هُوَ الَّذِیْ سے لے کر وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ تک دلیل وحی اور توحید اور صداقت رسول کی دلیل ضمناً بیان کی گئی ہے۔ حاصل یہ کہ میں خود اپنے نفس سے دعوےٰ توحید والا نہیں کرتا بلکہ مجھ کو اللہ ہی نے وحی کیا ہے دوسرا یہ کہ ایک شخص خبریں صادق کہتا ہے جو کہ کتب سابقہ اور واقعہ کے مطابق ہیں لہٰذا معلوم ہوا کہ ان خبروں کے دینے میں صادق ہے اور ساحر مجنون نہیں اور پھر مَثَلُ الَّذِیْنَ سے لے کر لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ تک زجر بیان کی کہ یعنی تم ہمارے احکام کی طرح نہ ہو۔ جیسا کہ اگلے لوگ توراۃ دیئے گئے تھے اس پر انہوں نے عمل نہ کیا۔ پس وہ مثل حمار محمول الکتب کے ہوئے تم بھی ان کی طرح نہ ہو کیونکہ ملنے

پاس رسول صادق آیا اور قرآن شریف بھی آگیا اور پھر بھی اگر تم نے دعوے نہ مانا تو مثل حمار کے ہو جاؤ گے پھر قُلْ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ هَادُوْا سے لے کر اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ تک یہود موجودہ کو کہا گیا کہ پہلے تم اس نبی کے آنے کے ساتھ کافروں پر فخر کرتے تھے اب وہی رسول آگیا ہے پھر اگر تم نے ایمان نہ لایا تو آؤ مباہلہ کریں جو کاذب ہے اس کو خدا ہلاک کرے۔ جب تم صادق ہو تو موت سے کیوں ڈرتے ہو مباہلہ سے تو کاذب کو موت ہونا ہوگا اس جگہ تک توحید کا بیان آیا صاحب جامع البیان نے ابن عباس سے نقل کیا کہ موت سے مراد مباہلہ ہے جو یہاں اور سورۃ بقرہ میں ہے پھر قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ سے لے کر بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ تک ترغیب علی القتال جو کہ پہلا مضمون تھا اس کے متعلق بیان لایا گیا یعنی اے مومنو قتال فی سبیل اللہ کرو موت سے نہ ڈرو موت خواہ مخواہ آئے گی۔ اس سے بچ نہ سکو گے جہاد میں اگر مر جاؤ گے تو آخرت میں اللہ کی طرف پہنچ جاؤ گے اور درجے بھی ملیں گے اور شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے اس کو قُلْ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ هَادُوْا کے ساتھ متعلق کیا ہے اور معنی کیا کہ آؤ مباہلہ کرو موت سے نہ ڈرو اگر مارے گئے تو تمہارے زعم کے مطابق آخرت میں بھی تمہارا کام اچھا ہوگا اور تم کو عذاب نہ ملے گا لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ مباہلہ کرنے سے صادق کو موت نہیں آتی جب ان کا زعم اپنی صداقت کا تھا تو ان کو موت نہ آئے گی اور ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ اس تقریر سے مطابق نہ ہوگا۔ پھر یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے لے کر لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تک ترغیب ذکر اور تعلم کی ہے جمعہ کے دن یعنی ساتویں دن تم جمع ہو کر کوئی مشورہ وغیرہ قتال کے لئے کیا کرو اور انفاق وغیرہ کے سلسلے سن کر عمل کرو یعنی خرچ کرو باقی مسائل کوئی جمعہ میں تم بتلانے ضروری نہ تھے کیونکہ وہ مسائل تو سوا جمعہ کے بھی سیکھ سکتے تھے لہٰذا جمعہ محض کسی بڑے امر انفاق کیلئے اور قتال اور انفاق فی الجہاد وغیرہ مسائل بتلانے کے لئے مقرر ہوا تھا۔ پھر اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً ان کا شکوہ ہے کہ خطبہ پڑھتے وقت چھوڑ جاتے ہیں تجارت کی طرف حالانکہ ان کے واسطے تو یہ مناسب تھا **حاصل تقریر اور سورۃ کا** پہلے توحید اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ تک پھر قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ ترغیب علی القتال پھر یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے ذکر او تعلم اور انفاق پر ترغیب کی گئی پھر اِذَا رَاَوْا سے شکوہ بیان کیا گیا (**تحقیق جمل و مفردات**) یُزَكِّیْهِمْ پاک کرتا ہے انکو خصائل قبیحہ سے مومن دو فریق ہوئے ایک اعلے یعنی جو اولاً ایمان لائے دوسرا جو کہ مصائب دیکھکر ایمان لائے جیسا کہ لَعَلَّهٗ یَتَزَكّٰۤی اور یَذَّكَّرُ تَنْفَعُهُ الذِّكْرٰی سے مراد دوسرے فریق والے ہیں۔ پہلے فریق کی تائید میں اَللّٰهُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ اور دوسرے کی تائید میں یَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ ہے اور اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ یُطَهِّرُ كِتَابٌ معروف ہے من قبیل علفتها تبنا وماء باردا کیونکہ اس جگہ یُزَكِّیْهِمْ مناسب نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ لوگ پہلوں سے پیچھے آنے والے ہیں ان کو رسول کا تزکیہ نہیں ہو سکتا۔ لَا یَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًا یعنی مباہلہ کرو وہ کبھی تیرے ساتھ مباہلہ نہ کریں گے۔ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ الخ تائید اس کی اَیْنَمَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ الخ ہے فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ سے نصیحت یا قرآن یا رسول۔ قرآن میں ہر جگہ ان میں سے ایک مراد ہوتا ہے۔ تَرَكُوْكَ قَآئِمًا اصل میں مراد قائم فی الخطبۃ ہے یا فی الصلوٰۃ ہے انفضوا الیہا یعنی بھاگتے ہیں تجارت کی طرف فقط الخ

---

* معلوم ہوتا ہے یُزَكِّیْ سے مراد اول فریق والے ہیں اور یَذَّكَّرُ تَنْفَعُهُ الذِّكْرٰی سے

سورۃ منافقون (مدنیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس سورت کا خلاصہ تو یہ ہے کہ خود خرچ کرو منافقوں کے محتاج کیوں ہوتے ہو۔ اس سورت میں بھی مومنوں کو زجر ہوئی کہ منافقوں کے کہنے پر عمل درآمد کیوں کرتے ہو اور اپنے بھائیوں مومنوں پر انفاق کیوں نہیں کرتے۔ منافق تمہارے مومن بھائیوں کو نکالنے کے واسطے تیار ہو رہے ہیں۔ پس جب کہ منافقوں کا خیال تھا مومنوں پر خرچ نہ کرنے کا۔ اس واسطے مومنوں کو ترغیب علی الانفاق دی گئی ہے لہٰذا پہلے منافقوں کے شکوہ بیان کئے تاکہ مومنوں کو منافقوں سے نفرت پیدا ہو اور اپنے مومنوں بھائیوں پر آپ ہی خرچ کریں اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ سے لے کر لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ تک چار شکوے منافقوں کے واسطے بیان کئے گئے ہیں واسطے قباحت منافقوں کے (۱) یہ کہتے تھے کہ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ یہ بھی دل سے نہیں کہتے تھے (۲) انہوں کے دلوں پر اللہ تعالےٰ نے مہر جباریت ماردی ہے اس واسطے انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا دیا ہے۔ تاکہ لوگوں کو فی سبیل اللہ سے روکیں یا خود ہٹ جائیں اور سبیل اللہ سے مراد یا اسلام ہے یا قتال ہے (۳) اے اگر تم ان کی طرف دیکھتے ہو تو تجھ کو ان کے جسم بڑے قوی معلوم ہوتے ہیں اسی طرح باتیں بھی بڑی دلیری والی کرتے ہیں تو ان کی باتیں کان رکھکر سنتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ گویا لکڑیاں سندھی ہیں جیسا کہ ان سے کچھ نفع نہیں ہوتا اسی طرح ان سے بھی کوئی نفع نہیں ان سے اعراض کر اور واقعہ میں بھی دشمن ہیں (۴) اگر ان کو کہا جاوے آؤ اللہ سے مغفرت طلب کرو تو سروں کو پھیرتے ہیں کہ ہم کو کچھ نہ کہو اور سرکشی کرتے ہیں آخر میں نبی علیہ السلام کو کہا گیا کہ اگر ان کیلئے طلب مغفرت کی کریں یا نہ اللہ تعالےٰ ان کو کبھی نہ بخشے گا کیونکہ ان پر مہر جباریت والی ماری گئی ہے ہدایت پر نہ آئیں گے هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا سے لے کر لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ تک شکوہ بیان کیا گیا ہے منافقوں کا جس وقت رستے میں مہاجرین اور انصار کا آپس میں اونٹ کے پانی پلانے پر نزاع ہوا تھا تو عبداللہ بن ابی کہنے لگا انصار کو یہ مہاجرین ہم سے لے کر کھاتے ہیں اگر ہم ان کو نہ دیں تو بھوک کے مارے مرتے چلے جائیں گے منافقوں کا شکوہ کیا گیا کہ آیا خزائن اللہ کے ان کے نزدیک ہیں کہ بند کر دیں گے لہٰذا مومنوں کو کہا گیا کہ خود خرچ کرو اور منافقوں کے محتاج نہ ہونے دو اور پھر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے لے کر وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ تک ترغیب علی الانفاق دی گئی ہے یعنی اے مومنو تم کو مال اور اولاد ذکر اللہ سے غافل نہ کرے اور مراد ذکر اللہ سے انفاق فی القتال ہے اور اس کی تفسیر وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ سے کی گئی ہے اب وقت ہے انفاق کا جب وقت چلا گیا تو پھر افسوس کرو گے۔ (حاصل سورۃ اور تقریر یہ ہے) کہ منافق بہت برے ہیں دیکھو تمہارے ساتھ کس حد تک نفاق رکھا ہوا ہے لہٰذا اس کے بیان کے واسطے پہلے ان پر زجریں بیان کی گئیں پھر شکوئی ان کا کیا گیا کہ یہ کہتے ہیں کہ مومنوں پر انفاق نہ کرو آیا خزائن اللہ کے انکے پاس ہیں کہ بند کر لیں گے پھر مومنوں کو انفاق پر ترغیب دی گئی پس خلاصہ یہ ہوگا کہ منافقوں کے محتاج نہ ہو۔ اور خود ہی خرچ کرو مومنوں پر لہٰذا اس سورت میں بھی زجر ضمناً واسطے مومنوں کے جو کہ منافقوں کے کہنے پر عمل درآمد ہوئے تھی۔ (تحقیق جمل ومفردات) اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ یعنی اشہد کہتے ہیں کاذب ہیں کیونکہ شہادت وہ ہوتی ہے جو کہ صمیم قلب سے ہو اور یہ منہ سے کہتے تھے اور دل میں ان کو یقین نہ تھا۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اے بند ہونا یا بند کرنا ان کا راستے اللہ سے بوجہ اس بات کے تھا کہ ایمان لائے پھر

کفر کیا انہوں نے تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ یعنی خوش معلوم ہوتے ہیں جسم اُن کے گانَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ یہ جملہ علیحدہ ہے یعنی یہ منافق مثل لکڑیاں کے ہیں جو کسی دیوار وغیرہ سے تکیہ کر کے رکھے گئے ہوں جیسا کہ ان سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا اسی طرح ان سے بھی کچھ فائدہ نہیں ہے۔ هُمُ الْعَدُوُّ یہ بھی علیحدہ جملہ ہے یعنی یہ منافق دشمن ہیں تمہارے تَعَالَوْا یعنی آؤ۔ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ یہ علت ہے سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ الخ یعنی تجھکو ان کے لئے بخشش مانگنا نہ مانگنا برابر ہے اللہ تعالےٰ ان کو نہیں بخشیگا حَتّٰى يَنْفَضُّوْا اسی کے یقضوا کو لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ اکن مجزوم ہے عطف اصدق پر نہیں ہے کیونکہ اصدق منصوب ہے بتقدیر اَن لہذا شرط ہے جزا معطوف علیہ اکن کی محذوف ہے ای ان اخرتنی اصدق واکن مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ یعنی اگر مؤخر کیا تو بھی مجھکو تو صدقہ دونگا اور ہونگا میں صالحین سے +

سُوْرَةُ تَغَابُنٍ (مدنیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الخ اس کا پھر اعادہ کیا گیا تاکہ اصلی مدعا سے غافل نہ ہو جائیں اور یہ بھی جان لیں کہ قتال اور انفاق فی القتال کا حکم اسی دعوے کے ثابت کرنے کے لئے ہے اور سورۃ جمعہ میں بھی توحید کے متعلق بیان زیادہ کیا گیا کیونکہ وہ مبدء مضمون علیحدہ کا تھا درمیان میں سورۃ منافقون میں توحید کے متعلق کچھ بیان نہ کیا لہذا پھر اس سورت میں توحید کے متعلق بیان کیا گیا هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ سے لے کر وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ تک یہ بات بتلائی گئی کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اس کو شریک سے پاک سمجھو جیسا کہ سب مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بھی دال ہیں کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اب علت بتلائی گئی کہ خالق کل شیٔ بھی وہی ہے اور عالم لکل شیٔ بھی وہی ہے پس اس کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ دو علتیں کسی دوسرے میں موجود نہیں ہیں اور درمیان میں فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ سے ضمناً شکوی کیا گیا کہ اس نے تم کو پیدا کیا ہے لہذا تمہارے واسطے یہ مناسب نہ تھا کہ کوئی کافر ہو اور کوئی مومن تم میں سے تم سب کو مومن ہونا چاہیئے تھا حالانکہ آسمان اور زمین بھی واسطے اظہار حق کے پیدا کئے ہیں کما قال اللہ تعالےٰ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ پھر اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ سے لے کر وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ تک توحید کے متعلق تخویف بیان کی گئی کہ شرک مت کرو دیکھو ہم نے شرک کی وجہ سے پہلے کفار کو ہلاک کیا۔ پیچھے تخویف بیان کر کے فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ سے مومنوں کو کہا گیا کہ ایمان کامل رکھو اور اللہ کے احکام کی پوری تعمیل کرو اور بشارت بھی بیان کی۔ پھر مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ سے لے کر فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ تک یہ بیان کیا گیا کہ اگر کوئی مصائب تم کو کفار سے پہنچیں تو مت ڈرو کیونکہ سب مصائب من جانب اللہ آتے ہیں۔ اللہ پر توکل کرو۔ مصائب آزمائش کے واسطے آتے ہیں پھر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا سے لے کر الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ دو امر ذکر کئے گئے (اوّل) یہ کہ تم آپس میں انتظام اچھا رکھو تاکہ کفار کے ساتھ مقابلہ کر سکو۔ اگر تمہارا آپس میں اتفاق نہ ہوا۔ تو دشمن کے ساتھ مقابلہ نہ کر سکو گے لہذا بیان کیا گیا۔ کہ تمہارا اچھا انتظام ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر تمہارے اہل اولاد کو کوئی مومن بھائی الفاظ قبیح کہے تو تم اس کے ساتھ جنگ پر تیار نہ ہو جایا کرو دل سے درگذر کیا کرو یہ تمہارے اہل و اولاد محض آزمائش ہیں۔ دوسرا یہ کہ انفاق فی القتال کریں دل کی خوشی کے ساتھ تم کو اجر ملے گا۔ تمہارے واسطے اچھا ہوگا۔ اصلی دعوے انفاق والا آخر میں ذکر کیا گیا۔ (حاصل سورۃ

والتقریر کا یہ ہے) کہ اس سورت میں تین امر مذکر کیے گئے ہیں اوّل توحید کے متعلق بیان کیا گیا اور اس کے واسطے ایک تخویف بھی بیان کی گئی۔ پھر مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ سے دوسرا امر ذکر کیا گیا یعنی اگر کوئی مصائب واسطے آزمائش کے آویں تو توکل اللہ پر کرو اور تیسرا امر یہ ہے کہ اپنا انتظام اچھا رکھیں تاکہ کفار کے ساتھ مقابلہ اچھی طرح کر سکیں اور اصلی دعوے یعنی انفاق فی القتال آخر میں بیان کیا گیا۔ (تحقیق جمل و مفردات) هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ اس کا معنی یہ ہے کہ پیدا تو اس نے کیا ہے پھر یہ تو مناسب نہ تھا کہ بعض کافر ہو جاویں اور بعض مومن سب کو مومن ہونا چاہیے تھا۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ای لاظہار الحق یعنی یہ بھی واسطے اظہار توحید کے پیدا کئے ہیں یا بمعنی کہ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ۔ وَكَذَّبُوْا وَاسْتَغْنَى اللّٰهُ یعنی وہ کافر پھرے پس اللہ نے بھی اُن سے اعراض کیا يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ۔ ذالک یوم التغابن سے پہلے یتغابنون بقرینہ ذالک الیوم التغابن کے محذوف ہے یعنی اس دم تم ہارے جاؤ گے اور افسوس کرو گے جبکہ تم نے اللہ کی اطاعت اور رسول کی نہ کی دنیا میں وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا معنی یہ ہے کہ اگر مقابلہ بھی نہ کرو اور توبیخ دینے سے درگزر کرو اور دل سے بھی درگذر کرو تو اچھا ہوگا اَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ای انفقوا واقصدوا خیرا لانفسکم یا یکن خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ۔ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ جو شخص بچایا گیا اپنے نفس کے بخل سے۔ فقط +

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ (مدنیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورۃ کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا تک اور دوسرا حصہ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ سے لے کر آخر تک پہلے حصے میں چند امور ذکر کیے گئے ہیں۔ جن سے انتظام مومنوں کا ٹھیک رہے لہٰذا پہلا حصہ اس سورت کا سورت تغابن کے اخیری حصے کے ساتھ یعنی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ کے ساتھ متعلق ہوگا کیونکہ وہ بھی انتظام مومنوں کے واسطے بیان ہے یہ بھی انتظام مومنوں کے واسطے بیان ہے لیکن صرف فرق اتنا ہے کہ سورۃ تغابن میں انتظام بتلایا گیا تاکہ کفار سے غلبہ حاصل کریں اور اس سورت میں اپنے گھر کے انتظام کے متعلق بیان کیا گیا اور اس سورت کا دوسرا حصہ سورۃ تغابن کے دوسرے حصے کے ساتھ یعنی اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ سے لے کر وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ تک کے ساتھ متعلق ہے کیونکہ دونوں میں تخویف بیان کی گئی کہ دیکھو ہم نے پہلے کفار کے ساتھ کیا کیا کیونکہ انہوں نے ہمارا حکم نہ مانا تھا اور شرک کیا تھا اور دونوں میں کہا گیا کہ اللہ کے پورے احکام مانو حاصل یہ ہے کہ یہ سورۃ تتمہ ہے سورۃ تغابن کا اوّل انتظام کے متعلق بیان کیا گیا کہ آپس میں اس طرح انفاق کریں اور تخویف بیان کی گئی کہ شرک سے بچو اور پورے احکام مانو۔ دیکھو ہم نے پہلے کفار کے ساتھ کیا کیا۔ لہٰذا جب یہ سورۃ تتمہ ہوئی سورۃ تغابن کے واسطے لہٰذا اس میں انفاق فی القتال کے متعلق ذکر نہ کیا پس یہ سورۃ اور سورۃ تغابن مل کر بمنزلہ ایک سورۃ کے ہیں اور ذکر سورۃ تغابن میں انفاق فی القتال کے متعلق کر دیا۔ (تحقیق جمل و مفردات) يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ ای یا ایہا النبی قل لامتک ہذا الحکم لہٰذا اس معنی کے مطابق خاص نہ ہوگا بلکہ خطاب عام ہے اگرچہ بظاہر نبی علیہ السلام کو خطاب کیا گیا فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ لام عاقبت کا ہے جیسا کہ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا میں ہے معنی یہ ہوگا طلاق دو تم پس طلاق دینی تمہاری ملابس ہو عدت بٹھانے کو نہ یہ کہ گھر سے نکال

دیں بقرینہ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ کے غرض یہ ہے کہ طلاق دیکر ان کو گھر سے نہ نکال دیا کریں یہ معنی ہے سیاق کے مطابق باقی دو معنے نزد شافعیہ اور حنفیہ کے ہیں لیکن وہ سیاق کے مطابق نہیں ہیں۔ اوّل معنی یہ ہے پس طلاق دو تم بیچ زمانے عدت کے کہ طہر ہے نزدیک شافعیہ کے طلاق بھی اُن کے نزدیک طہر میں ہونی چاہئے اس معنی سے لام بمعنی فی کے ہوگا۔ اور دوسرا معنی یہ ہے کہ طلاق دو تم قبل زمانے عدت کے کہ حیض ہے نزدیک حنفیہ کے ان کے نزدیک حیض سے پہلے طہر میں طلاق دو پس دونو کا اتفاق ہوا کہ طلاق طہر میں ہونی چاہئے لیکن خلاف زمانے عدت میں ہے اس وقت لام بمعنی قبل کے ہوگا وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ فاحشہ مبینہ سے مراد خود ان کا نکلنا ہے لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا یہ علت ہے حکم سابق کے واسطے یعنی نہ نکلنے کا حکم اس واسطے دیا ہے تاکہ تہمت سے بچ جائے کیونکہ عورت اگر باہر نکل جائے عدت میں اگر حمل ظاہر ہو جائے تو تہمت آئے گی۔ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ یعنی جو ایمان باللہ نہ لائے اس کے واسطے یہ احکام نہیں ہیں يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا یعنی سبب اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ یعنی جو ارادہ کرتا ہے پورا کر سکتا ہے اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ یعنی اگر تم کو شک ہو ان کی عدت میں یعنی معلوم نہیں ہے کہ کتنی ہے تو تین ماہ کا حکم ہے۔ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا یعنی بڑا کرے گا اللہ اس کے واسطے اجر کو مِنْ وُّجْدِكُمْ یعنی طاقت اور ہمت وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ ای معاملہ کرو درمیان اپنے مطابق حکم شرع کے۔ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ یعنی اگر آپس میں تنگی کرتے ہو رسولؐ کے يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ ای ارسل رسولا تیلو علیکم وَمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ مراد یہ ہے کہ آسمان زمین و زمین سات سات ہیں لیکن السموٰت طباقا والارض منبسطۃ یعنی آسمان ایک دوسرے پر تہ بہ تہ ہیں کیونکہ قرآن میں آسمان کے واسطے لفظ طباق کا آیا ہے بخلاف زمین کے بلکہ سات حصے زمین کے بنے ہوئے ہیں جیسا کہ عام مشہور ہے آجکل انگریزوں نے بھی سات حصے بنائے ہیں۔ ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ۔ جنوبی امریکہ۔ شمالی امریکہ۔ آسٹریلیا۔ نیوزی لینڈ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ یعنی جاری ہیں حکم درمیان انکے لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ای اخبرکم لتعلموا یعنی آسمان اور زمین کو بتلانے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی اشیاء کو پیدا کرنے والا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ ہر شے پر قادر ہے اور عالم ہے۔ فقط +

سُوْرَةُ التَّحْرِيْم (مدنیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ سورۃ تتمہ ہے دو مضمونوں کا یعنی سورۃ محمد میں قتال کا بیان ہے۔ پھر تحریف سورۂ حدید میں انفاق من القتال۔ ہے پھر زجریں ہیں منافقوں کو تا سورۃ حشر پھر حشر سے مومنوں کو ترغیب و زجر ہے پس سورۂ تحریم میں پہلے آداب فرما کر فرمایا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا متعلق مومنوں کے پھر فرمایا جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ کفار اور منافقین کے متعلق۔ اور يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ سے خطاب نبیؐ کو ہے اور اس کا ربط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ کیساتھ ہے حاصل یہ ہے کہ ازواج مطہرہ نے پوشیدہ صلاح رسول صلعم کے واسطے کی تھی کہ رسول صلعم کو کہیں کہ تمہارے سے بو مغافیر کی آتی ہے جب وہ کہیں گے کہ میں نے تو شہد پیا ہے تو ہم کہیں کہ شاید شہد کی مکھیاں نے عرفط کے درخت کھایا ہوگا اسلئے آپ سے بو آتی ہے مغافیر کی مغافیر ثمرہ عرفط نام درخت کا ہے اور رسول علیہ السلام بو سے نہایت پرہیز کرتے تھے کیونکہ ملائکہ بدبو کی وجہ سے ان کے پاس نہیں آتے تھے یہ قصہ اجمالی ہے اور تفصیل اس کی کتب تفاسیر

اور احادیث میں ہے۔ تقریر ربط کی یہ ہے کہ ازواج مطہرہ نے جو رسول صلعم کے واسطے کی ہے یہ موجب عدم رضا کا ہے یہ مستحق صفت قلوبکما کی ہوئی ہیں لہٰذا ان کو روکو ایسے فعل سے پس فرمایا اے مومنو نار کے موجب جو کام ہو اس سے اپنے نفسوں کو اور اہل کو بچاؤ (تحقیق بعض ومفردات) اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ ظاہر کیا اللہ نے رسول پر اس بات کو عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ یعنی جتلایا رسول صلعم نے بعض اس بات کا بعض سے اعراض کیا۔ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا۔ جزاء شرط کی محذوف ہے یعنی ان تتوبا ای فیلیق التوبۃ لکما۔ سَآئِحٰتٍ روزہ رکھنے والیاں غِلَاظٌ شِدَادٌ سخت خوئی اور بڑی ہمت والے یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوا ای بقال یا ایہا الذین کفروا۔ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ای پھرنا خالص ذُرِّيَّتُهُمْ یَسْعٰى یعنی نور صدقات والا۔ قولہٗ یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا اپنا عمل کام آئے گا۔ نوح اور لوط علیہما السلام نے کافر عورتوں کو کچھ فائدہ نہ دیا۔ فرعون کے کفر اور کفر طاغین مریم کے جو اقرار تھے امرۃ فرعون اور بی بی مریم کو کچھ ضرر نہ کیا۔ فقط

سُورۃ مُلک (مکیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورت سے لے کر سورۃ مزمل تک علیحدہ مضمون ہے یعنی برکات دہندہ وہی ہے اس میں بیان کیا گیا کہ برکات دہندہ وہی ہے اور سورۃ قلم میں کفار کے واسطے تخویف بیان کی گئی ہے اور رسول صلعم کو کہا گیا کہ اس مسئلے میں۔ سست مت کرنا اور سست نہ ہونا وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ آپ کی مداہنت چاہتے ہیں فَهُمْ يُدْهِنُوْنَ اولا اس کے بعد سورۃ الحاقہ میں تخویف بیان کر کے پھر اصلی مدعا کو فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ سے ذکر کیا گیا یعنی اللہ کو شریک برکات دہندہ سے پاک سمجھو اور سورۃ معارج میں تخویف کر کے سورہ نوح میں تخویف بھی ہے اور دلائل عقلیہ اور نقلیہ بیان کی گئیں۔ کہ ایک کو پکارو طلب برکت کیلئے کہ برکات دہندہ وہی ہے پھر سورۃ جن میں خلاصہ نکالا گیا کہ دیکھو کہ جن بھی اپنی قوم کو وعظ کرتے ہیں اور پکارتے ہیں کہ اس کا کوئی شریک نہیں اور آخر میں فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا سے خلاصہ بیان کیا گیا اور مضمون ختم کیا گیا۔ تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ اس سورۃ میں نفی شرک برکتی کی علی سبیل التفصیل ثابت کی گئی ہے اور اس دعوے کے واسطے تین دلائل عام اور آٹھ خاص لائے گئے ہیں کل گیارہ دلائل واسطے ثبوت اس دعوے کے لائے گئے ہیں۔ (دلائل عام یہ ہیں) پہلے تَبٰرَكَ الَّذِيْ دعویٰ کا ذکر ہے یعنی برکت از ذات برکات دہندہ وہی ہے اور تین دلائل عقلیہ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ تک ذکر کئے گئے۔ اوّل بِيَدِهِ الْمُلْكُ سے یعنی ملک تو اس کے ہاتھ میں ہے آیا برکات دہندہ کوئی دوسرا ہوگا۔ دوم وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ہر شے پر قادر وہی ہے آیا برکات دہندہ کوئی دوسرا ہوگا (۳) الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ الَّذِيْ الخ موصول مع الصلۃ علت ہوا کرتا ہے پہلے حکم کے واسطے السَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا الخ ای الَّذِيْ سَرَقَ یہ علت ہے حکم قطع الید کے واسطے حاصل اس دلیل کا یہ ہے کہ موت اور حیات تو اللہ نے پیدا کی ہے واسطے حساب لینے کے اور آزمائش کرنے کے تاکہ پوری پوری جزاء دے گا اور برکات دہندہ کوئی اور ہو اور حساب اللہ پاک کرے۔ اور اس سے لے کر آخر تک آٹھ دلائل عقلیہ خاص علی سبیل الترقی ذکر کئے گئے کہ آیا برکات دہندہ کوئی دوسرا ہو سکتا ہے (اوّل) دلیل الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا سے بیان کی گئی ہے پہلے آسمان

کی ذات کا حال بتایا کہ اپنے اوپر دیکھو کہ سات آسمانوں کو میں نے پیدا کیا ہے تہ بہ تہ کرنے والا کوئی دوسرا ہے پس معلوم ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے پھر مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ سے لے کر وَھُوَ حَسِیْرٌ تک خلق کے متعلق بیان لایا گیا ہے۔ یعنی دیکھو کہ آسمان تو میں نے پیدا کیا ہے لیکن اس کی پیدائش کی طرف نظر کرو کہ کوئی اس میں فوتیدگی اور قصور نظر آتا ہے پھر اپنی آنکھ کو بار بار اٹھا کر دیکھ کوئی شگاف وغیرہ نظر آتا ہے نہیں نہیں بلکہ تیری آنکھ شرمندہ اور ماندہ ہو کر واپس آئے گی لہٰذا ما ترٰی سے لے کر وَھُوَ حَسِیْرٌ تک تتمہ ہے وسیلے خلق کے جیسا پہلی پیدائش میرے ہاتھ میں ہے اور سات کرنا اور شگاف نہ ہونے دینا بھی میرے ہاتھ میں ہے اسی طرح پیدائش بھی میرے ہاتھ میں ہے اور برکات بھی میرے ہاتھ میں ہے۔ دوسری دلیل وَلَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ سے ذکر کی اور اس میں ترقی کی پہلی دلیل سے کیونکہ پہلی دلیل آسمان سے دلیل لائی گئی اس میں ترقی کر کے کہا کہ دیکھو آسمان کو تو میں نے پیدا کیا اس کو مزین ستاروں کے ساتھ کسی دوسرے نے کیا نہیں ہرگز نہیں۔ اسی طرح برکات دہندہ کوئی دوسرا نہیں ہے وَجَعَلْنٰھَا رُجُوْمًا سے عَذَابَ السَّعِیْرِ تک تیسری دلیل لائی گئی یہ بھی ان کا حال ہے لیکن مستقل بالغیر ہے لہٰذا ماقبل سے ترقی کی گئی یعنی دیکھو کہ کواکب تو میں نے پیدا کیے اور رد و کد کرنے والے شیاطین کے کسی دوسرے نے ان کو نہیں بنایا۔ اسی طرح برکات دہندہ کوئی دوسرا نہیں ہے اس جگہ تک تین دلائل عقلیہ اوپر کے احوال کے متعلق یعنی آسمان کے احوال کے بتایا۔ پھر اس سے بعد وَلِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ عَذَابُ جَھَنَّمَ سے لے کر وَاَجْرٌ کَبِیْرٌ تک تخویف اخروی کفار کے واسطے فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ تک۔ بیان کی اور اس کے بعد تبشیر، واسطے مومنوں کے ذکر کی گئی پھر اس کے بعد وَاَسِرُّوْا قَوْلَکُمْ اَوِ اجْھَرُوْا بِہٖ اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ثمرہ بیان کیا۔ یعنی دلائل عقلیہ جو متعلق آسمان کے تھے بیان کر کے ثمرہ نکالا گیا کہ اگر اس کو آہستہ بلاؤ یا کہ اونچی آواز سے وہ سنتا ہے اس کی علت اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ سے بیان کی یعنی وجہ یہ ہے کہ تمہاری ان باتوں کو بھی جانتا ہے جو کہ تعلق رکھتی ہیں ساتھ سینوں کے پھر اس کی علت بیان کی اس تنبیہ سے اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ یعنی پیدا تو تم کو اس نے کیا پھر بھی تمہارا حال وہ نہیں جانتا اور وہ باریک بین اور اس کو ہر چیز کی خبر ہے۔ اس کے بعد چوتھی دلیل زمین کے متعلق تھی بیان کی ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا یعنی اوپر کے احوال تو تم نے دیکھ لئے یہ اور سن لے ہیں۔ اب نیچے نظر کرو زمین کو تو ہم نے پیدا کیا اور اس کو نرم کسی دوسرے نے نہیں بنایا۔ نہ ایسی نرم ہے کہ انسان وغیرہ چلتے وقت نیچے چلا جائے اور نہ ایسی سخت ہو کہ چلنے میں تکلیف دے برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ پھر دلیل زمین والی بیان کر کے فَامْشُوْا فِیْ مَنَاکِبِھَا وَکُلُوْا مِنْ رِّزْقِہٖ سے ترغیب دی گئی کہ دیکھو چلتے ہو اطراف زمین میں اور اس کے رزق سے کھاتے ہو لیکن یہ بھی سن لو کہ اِلَیْہِ النُّشُوْرُ یعنی اس کی طرف اٹھنا ہے یہ ضمناً تخویف اخروی بتلائی گئی اور پھر اَمْ اَمِنْتُمْ سے لے کر فَکَیْفَ کَانَ نَکِیْرِ تک تخویف دنیوی بیان کی گئی۔ جب اول زمین و آسمان والے ختم ہو گئے تا بین السما، والارض سے دلیل ۵ لائی اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ سے لے کر الرَّحْمٰنِ تک یعنی اور درمیان آسمان کے دیکھو کہ پرندے کبھی پر دل کر پھیلاتے ہیں اور کبھی اکٹھے کرتے ہیں جیسا پرندوں کو میں نے پیدا کیا اسی طرح درمیان آسمان و زمین میں ان کو قائم رکھنا یہ بھی میری قدرت سے ہے اسی طرح برکات دہندہ کوئی دوسرا نہیں پھر دلیل زمین اور زمین آسمان کے بیچ والی کے بعد ثمرہ۔ اِنِ الْکٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ سے نکالا اور اس کے بعد اَمَّنْ ھٰذَا الَّذِیْ سے لے کر عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ تک ڈرانے یہ بتلا دو کوئی ایسا ہے جو تم کو عذاب رحمٰن سے مدد دے سکے۔ دوسرا اگر اللہ تعالیٰ تمہارا رزق بند کرے کوئی دوسرا ہے برکات دہندہ جو تم کو رزق دے پھر کہا۔ کہ

کہ نہ جب کوئی عذاب رحمٰن سے امن دے اور نہ دوسرا رزق دینے والا ثابت ہوا پھر جس نے اس حکم کا خلاف کیا مثال اس کی اس شخص کے ہے جو فکر کرکے نہ چلے بلکہ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر خلاف راہ ہدایت سوا سوچنے کے چلے جدھر اس کا منہ آجائے ادھر ہی چلا جائے اور جو دوسرا شخص جو اس کے مقابلے میں بینائی ہوکر نہیں چلتا بلکہ سویا ہوکر چلتا ہے اور علیٰ وجہہٖ ہوکر یعنی جدھر منہ آجائے ادھر نہیں چلتا بلکہ صراط مستقیم دیکھ کر چلتا ہے۔ ان دونوں شخصوں میں کون اھدیٰ ہوگا ؎

کور کورانہ رود در کربلا ۔۔۔ بینائی چوں حسین اندر بلا

لیکن یہ بیان پانے کے کہ اذکیٰ بینائی ہوگا سے دنیا کا کل حال تبلایا گیا یعنی کہ دو شخص دنیا میں ہوں ان میں سے کون اھدیٰ ہوگا اور آخرت کا بیان نہیں ہے جیسا کہ مفسرین نے سمجھا ہے اور بعد باقی حدیث میں آیا ہے کہ فرشتہ کے بل چلائے جائیں گے وہ اس آیت کا معنی اور مراد نہیں بلکہ وہ تو ایک حال قیامت کا تبلایا گیا ہے۔ پھر جیسی دلیل ھُوَ الَّذِیْ اَنْشَاَکُمْ وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ سے لے کر تَشْکُرُوْنَ تک بیان کیا کہ اول آسمان کا حال اور زمین کا حال اور جو پہلے آسمان کے ہے اس کا حال دیکھا یعنی اب تم جو اوپر زمین کے رہتے ہو اپنی جان کو دیکھو پیدا تو میں نے کیا آیا کان اور آنکھیں اور دل وغیرہ کسی دوسرے نے دیئے ہیں پھر بھی شک ہے کہ برکات دہندہ کوئی دوسرا ہے اور پھر ایک دلیل ساتویں انسان کے تحقیق پہلے سے ترقی کرکے ساتھ ذکر کی قُلْ ھُوَ الَّذِیْ ذَرَاَکُمْ فِی الْاَرْضِ سے بیان کی یعنی آیا یہ تبلاؤ کہ تم کو میں نے پیدا کیا تم کو پھیلایا کس نے ہے پھر بھی شک ہے کہ برکات دہندہ کوئی اور ہے پھر ان دلیلوں کے بعد اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ سے تخویف اخروی دی گئی اور پھر یَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ سے لے کر مِنْ ھُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ تک شکوہ کفار کا اور تخویف بھی بیان کی اور پھر قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَھْلَکَنِیَ اللّٰہُ وَمَنْ مَّعِیَ اَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ یُّجِیْرُ الْکٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ سے دلیل آٹھویں بیان کی کہ تم نے تمام احوال زمین آسمان اور دونوں کے درمیان کے احوال اور زمین کے اوپر کے احوال تو معلوم کرلئے۔ اب زمین کے بیچ کے احوال تو دیکھو کہ ایک کنوئیں سے پانی اور آباؤ اجداد تمہارے اور مال مویشی پیتے چلے آتے ہو اور کم نہیں ہوتا اور یہ بھی حالت ہے کہ پہلے تو پانی میٹھا آتا ہی نہیں جیسا کہ مخدومی و مرشدی کے کنوئیں میں کھارا پانی نہ آیا تھا نیچے زمین سخت آگئی تو اوپر زمین کھودنے لگانے سے پانی میٹھا آگیا تھا بھلا یہ تو تبلاؤ کہ یہ میٹھا پانی کہاں سے آگیا کوئی نیچے دریا ہے۔ یا کیا پیر نے کہا نیچے تو سخت زمین تھی اس سے نیچے نیچے زمین آگئی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کے برکتی ہونے میں بھی شک ہے بھلا یہ تو تبلاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ اس پانی کو نیچے لے جائے تو تم کون سے پانی لاؤ گے اس کے جواب میں کافر محمد زکریا متطلب نے کہا کہ آلات کھودنے والوں سے آئیں گے تو اللہ نے اس کو آنکھوں سے اندھا کردیا۔ اچھا پہلے تو یہ پانی لے آ۔ جس میں آلات وغیرہ کی ضرورت نہیں پڑتی آخر مان تو یہ بات کہ برکات دہندہ اللہ کے کوئی نہیں ہے اجمالاً مختصر تقریر کا دعویٰ سورۃ یہ ہے کہ برکات دہندہ وہی ہے اس کے علے سبیل الکمال ثابت کیا اس کے بعد اول خمسہ عشرہ بیان کیں اول اولیہ ثالثہ تمام بیان کیں اور پھر اولیٰ ثانیہ خاصہ علے سبیل الترقی بیان کیں اور دو زمین میں اولیٰ ثالثہ علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم کے ذکر کیں اور اولیٰ ثمانیہ میں احوال آسمان سے تبلائے گئے پھر زمین کے اوپر کے اور پھر زمین کے نیچے کے تبلائے آیا پھر بھی شک ہے کہ برکات دہندہ کوئی دوسرا ہے اور دو میں تخویف اخروی اور اثبات اور شکوہ بیان ہوئے (تحقیق جمل و مفردات) ھُوَ الْغَفُوْرُ یعنی بہت دانا ہے اور غفور سے یہ بھی مفہوم ہے انعام چھین نہیں لیتا بلکہ بخشش بھی کردیتا ہے۔ تفاوت فوتیدگی اور وھو کے کل شیٔ قدیر کا لف ید یدہ الملک پر

ہے اور الّذی کے نیچے ہیں اور موصول مع الصلۃ علت ہیں دعا کے واسطے من فطور شکاف ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ کَرَّتَیْنِ پھر لوٹا آنکھ کو بار بار اس جگہ کرتین واسطے تکرار کے ہے یَنْقَلِبْ اِلَیْکَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّھُوَ حَسِیْرٌ پھرے گی طرف تیرے آنکھ عاجز ہو کر اور ماندہ ہو کر۔ دمجودًا دور کرنے والے وَاَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابَ السَّعِیْرِ اور تیار کیا ہے واسطے شیاطین کے عذاب یعنی آگ جو کہ ستاروں سے نکلتی ہے دوزخ والی آگ مراد نہیں ہے شَھِیْقًا ذِھِیْ تَفُوْرُ یعنی سخت آواز کرنے والی اور جوش مارنے والی تکاد تمیز قریب ہے کہ پھٹ جائے فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ای اللعنۃ لاصحاب السعیر مَاشُوْا فِیْ مَنَاکِبِھَا اے اطرافہا یعنی راستے وَحَاصِبًا پتھر صَافَّاتٍ وَّیَقْبِضْنَ درآنحال کہ ... پروں کو کبھی پھیلاتے ہیں اور کبھی اکٹھا کرتے ہیں فَکَیْفَ کَانَ نَکِیْرِ ای انکیری اعنی مصدر مضاف الی یا متکلم ہے۔ بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ یعنی کوئی نہیں رزق دینے والا اگر اللہ تعالےٰ اسکو بند کرے بلکہ یہ کافر زور سے داخل ہوتے ہیں سرکشی میں اور بھاگنے میں ایمان لانے سے اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُکِبًّا الخ یعنی جو شخص منہ نیچے کر کے چلے عَلٰی وَجْھِہٖ یعنی حال ہونے اس کے چلنے والا جبکہ اُس کا منہ آ جائے۔ فی سورۃ الحج۔ انقلب علی وجھہ فی المدارک یقال طار الطیر علے وجھہ۔ ذرا کہ ای نشرکم۔ اِنْ اَھْلَکَنِیَ اللّٰہُ وَمَنْ مَّعِیَ اَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ یُّجِیْرُ الْکٰفِرِیْنَ۔ اِنْ اَھْلَکَنِیَ اللّٰہُ کی جزا محذوف ہے یعنی لیس لنا غیرہٗ یعنی اگر اللہ تعالیٰ ہلاک کرے یا رحم کرے ہمارے واسطے تو سوائے اللہ کے کوئی اور دوسرا نہیں ہے غَوْرًا یعنی غائبًا نیچے جانے والا بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ معین یا میمیہ صفت مشتبہ کا ہوگا معن سے اور یا زائدہ ہوگی تو معنی چلنے والا ہوگا اور اگر عین سے مشتق ہو تو صیغہ اسم مفعول کا ہوگا۔ اور یا اصلی ہوگی تو معنی دیکھا ہوا ہوگا۔ جب اس سورت میں نفی شرک برکتی کی ہے۔ لہٰذا جو شخص اس کو پڑھتا رہے اُسے فتنہ قبر نہ ہوگا۔ جب فتنہ قبر نہ ہوگا۔ تو اگلے عذاب سے بھی محفوظ رہے گا فقط +

سُوْرَۃُ الْقَلَمِ مکیۃ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورت تبارک الّذی میں تو یہ ثابت ہوا کہ برکات دہندہ وہی ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اس امر میں اب اس سورت میں یہ کہا گیا۔ خبردار مداہنت ست کرنا اور سست ست ہونا۔ اس دعوے میں وَدُّوْا لَوْ تُدْھِنُ فَیُدْھِنُوْنَ۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ وَاِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ قلم اور وہ چیز جو کہ کاتب لکھتے ہیں شاہد ہیں اس بات پر کہ تو بحمداللہ مجنون نہیں ہے۔ یعنی کاتبوں سے پوچھو یا مجنون کی ایسی عبارتیں ہوتی ہیں جس طرح تو کہہ رہا ہے بلکہ تم اپنے کام پر محکم رہو آپ کے واسطے اجر کثیر ہوگا اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ سے بیان کیا گیا کہ تم مجنون نہیں ہو بلکہ تم اوپر دین بڑے کے ہو فَسَتُبْصِرُ وَیُبْصِرُوْنَ بِاَیِّکُمُ الْمَفْتُوْنُ یعنی قریب ہے کہ تو اور وہ دیکھ لوگے کہ کس کے ساتھ دیوانگی ہے اور مفتون مصدر ہے اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ یعنی اللہ تعالیٰ دونوں کو جانتا ہے وَلَا تُطِعِ الْمُکَذِّبِیْنَ۔ فامتفرع ہے مَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ پر یعنی جب تیرے ساتھ جنون کوئی نہیں ہے پس کفار مکہ مین کی اطاعت مت کرو جو کہ تجھکو مجنون کہتے ہیں وَدُّوْا لَوْ تُدْھِنُ فَیُدْھِنُوْنَ اصل میں نہم یدہنون ہے۔ ورنہ فیدھنوا ہونا چاہئے تھا۔ تقدیر آن۔ حاصل یہ ہے کہ یہ تو اب بھی نرم ہوتے ہیں تاکہ تو نرم ہو جاوے تو نرم نہ ہو اور اپنا کام بطور کامل کرتے رہنا اور کفار کی نرمی یہ تھی کہ اے رسول ہمارے

معبودوں کو بدنہ کہو اور باقی بے شک اپنے کام کو بیان کرتے رہو تو حکم ہوا کہ خبردار سست مت ہونا۔ اچھی طرح اپنی تبلیغ کرتے رہو وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ کُلّ حلاف بمنزلہ علت کے ہے واسطے لاتطع کے معنی یہ ہوگا نہ تابعداری کران میں سے کسی ایک کی کیونکہ سب حلاف ہیں یعنی قسم اُٹھاتے ہیں کہ ہم نے فلانے صنم وغیرہ کو پکارا ہے ہمارا کام ہوگیا ہے اور مَّهِيْنٍ یعنی عیب جو ہیں اور مَّشَّاءٍ بِنَمِيْمٍ یعنی چلنے والے ساتھ چغلیوں کے اور منع کرنے والے نیکی سے اور حد سے بڑھنے والے اور گنہگار ہیں اور عُتُلٍّ یعنی بدزبان ہیں بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ یعنی بعد اس کے کہ معروف بالشر بھی ہیں لیکن یہ جاننا چاہئے کہ اس جگہ کوئی خاص شخص مُراد نہیں ہے جیسا کہ مفسرین نے لکھا ہے بلکہ تمام مرادیں کوئی کافر ہو اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ یہ علت ہے منفی لاتطع کی یعنی اطاعت اگر تو کرے ان کی تو اس امر کی وجہ سے کرے گا کہ یہ صاحب مال ہیں بالکل اطاعت ان کی نہ کرو اور اپنا کام تبلیغ والا کرتے رہو اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ الخ سنسمہ میں ضمیر غائب راجع ہے طرف کل حلاف کے یعنی سب حلاف کہتے تھے کہ اگر محمد صلعم کی باتوں کے تابع ہوں تو شرم کی وجہ سے ایسا ہے جیسا کہ ناک کٹی جاتی ہے اچھا ہم اُن کے ناک پر داغ لگائیں گے۔ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ یعنی اب ہم نے ان پر قحط دنیا میں ڈال دیا ہے اپنے معبودوں برکات دہندہ کو بلائیں تاکہ ان کو اس عذاب سے خلاص کریں پھر ایک نمونہ بتلایا کہ جو کوئی اللہ کا شریک بنائے اس کا یہی حال ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے اصحاب الجنۃ کے ساتھ کیا تھا کیونکہ انہوں نے تو خیال کیا تھا کہ اپنے باغ سے میوہ جات وغیرہ حاصل کریں گے کسی کو نہ دیں گے اور شرک کرتے تھے جیسا کہ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ سے معلوم ہوتا ہے اور اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ انہوں نے انشاءاللہ نہیں کہا تھا۔ اب ہلاکت کے وقت انشاءاللہ کہنے لگے تھے بقرینہ وَهُمْ يَخْتَافُوْنَ کے یہ معنی مُراد نہیں ہوسکتا کیونکہ انشاءاللہ نہ کہنے سے اللہ تعالےٰ دنیا میں اتنا عذاب نہیں دیتا اور دوسرا یہ ہے کہ قرآن میں دو فریقوں علےٰ کا حال آتا ہے یا مؤمن کامل کا یا مشرک کا باقی کے حال مقایسہ پر ترک کیا جاتا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ یہ ایک نمونہ بتلانا ہے کفار مکہ کیلئے یہ سب اُمور دال ہیں کہ ان سے مراد وہ جو کہ مشرک تھے اور جو مفسرین نے معنی کیا ہے کہ انشاءاللہ نہ کہنے سے عذاب آیا غلط ہے اور معنی فَلَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ کا وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ کرنا بقرینہ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ کے غلط ہے بلکہ معنی لَا يَسْتَثْنُوْنَ کا یہ ہے کہ اللہ کا خیال نہیں کرتے اور خود اپنے نفس کو قادر سمجھتے تھے کہ ہم میوہ جات کو ضرور لے آئیں گے اور اس قصے میں معانی الفاظ مشکلہ کے یہ ہیں لَيَصْرِمُنَّهَا ضرور قطع کریں گے باغ کو فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ پس ہوگیا باغ مثل قطع کی ہوئی چیز کے اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ چلو اور پر نرع اپنی کے وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ آہستہ آہستہ باتیں کرتے تھے تاکہ نہ داخل ہوں ان پر آج دن کوئی مسکین وَغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ گئے درآنحالیکہ متلبس تھے ساتھ بخل کے اور قادر قطع بزعم خود اِنَّا لَضَآلُّوْنَ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ یعنی ہم بھول گئے ہیں اپنے باغ سے نہیں بلکہ باغ تو ہمارا ہے لیکن محروم ہوگئے نصیب سے قَالَ اَوْسَطُهُمْ کہا اچھے انکے نے كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ یعنی یہ عذاب تو دنیا میں ہے اور آخرت میں سخت عذاب ہوگا یہ کفار مکہ کو کہا گیا۔ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ آیا ان کا کیا خیال ہے کہ ہم مومنوں کو مثل ان کی کریں گے اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ آیا ان کے واسطے کوئی کتاب ہے انہوں نے اس کتاب

میں یہ پڑھ لیا ہے اور اسی کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ جو کچھ تم پسند کرو تم کو ملے گا یا آیا تمہارے واسطے وعدے پکے ہیں ہم پر کہ تم جو کچھ کہو وہی ہو جائے اور جو کچھ حکم کریں وہ ان کو مل جائے گا اور سوال کرنے کا کون ذمہ دار ہے آیا ان شرکا کا خیال کر رکھیں ان کو کچھ کمال دکھائیں یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَیُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سے لے کر وَهُمْ سَالِمُوْنَ تک معنی یہ ہے اس دن کہ کشف کیا جائیگا ساق سے یہ کنایہ ہے شدت حال سے کیونکہ جس وقت انسان پر کوئی سخت کام آتا ہے تو وہ کپڑے کو ساق سے اونچا کرتا ہے حاصل یہ ہے کہ دن قیامت میں شدت حال کی ہوگی اور اس دن کہا جائے گا انسانوں کو کہ سجدہ کرو اور سجدہ کرنے کے واسطے طاقت نہ رکھیں گے کیونکہ پیٹھ کی ہڈی نرم نہ ہو سکے گی جھکنے ہونے کی طاقت نہ رکھیں گے اور حالانکہ دنیا میں سجدہ کی طرف بلائے جاتے تھے گو کر سکتے تھے لیکن نہیں کیا تھا فَذَرْنِیْ وَمَنْ یُّکَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ معنی ذَرْنِیْ وَمَنْ یُّکَذِّبُ کا یہ ہے کہ مجھکو اور جو تکذیب کرتا ہے ہم دونوں کو چھوڑ دیا کنایہ ہوتا ہے تو لے رسول علیہ السلام فکر مت کر میں ان کو عذاب دوں گا اور ان کو دھیرے بدرجے لے جائیں گے گمراہی میں اسی طریقے کے ساتھ کہ نہ معلوم کر سکیں گے اُمْلِیْ لَهُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ مہلت دی ہے میں نے اُن کو اور حیلہ میرا کامل ہے اَمْ تَسْئَلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ آیا تو اُن سے اجر مانگتا ہے کہ یہ اس تاوان سے بھارے ہیں اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَیْبُ فَهُمْ یَکْتُبُوْنَ آیا ان کے پاس غیبی باتیں آتی ہیں یہ ان کو لکھتے ہیں واسطے یاد رکھنے کے فَاصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ وَلَا تَکُنْ کَصَاحِبِ الْحُوْتِ اِذْ نَادٰی وَهُوَ مَکْظُوْمٌ یعنی صبر کر تکالیف پر اور خیال کر نا ان تکالیف سے تنگ نہ ہو مانند یونس علیہ السلام کی اگر تنگ ہو گیا تو ہماری نارانگی کے نیچے آجائے گا پھر عاجزی کرے گا مثل یونس علیہ السلام کی اور غرض یہ ہے کہ مداہنت مت کر وَلَا تَکُنْ کَصَاحِبِ الْحُوْتِ حَتّٰی تُبْتَلٰی بِبَلَاءٍ وَهُوَ مَکْظُوْمٌ یعنی غم کا بھرا ہوا لَوْلَا اَنْ تَدَارَکَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ یعنی اگر نعمت رب کی اس کو نہ پاتی تو پھینکا جاتا میدان خالی میں ذلیل کر کے لیکن زمی سے رکھا گیا وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ۔ لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِهِمْ اے یصرفونک عداوت علیہ من التبلیغ بالنظر الیک نظر العداوۃ لیصرفوک (از خازن) حاصل تمام کا یہ ہے قریب ہے کہ یہ کافر تجھ کو گھور گھور کر غصہ سے دیکھیں گے تاکہ تو اس تبلیغ سے ہٹ جائیں اور مجنون وغیرہ کہینگے لیکن تم اپنی تبلیغ پر قائم رہنا۔ (حاصل سورۃ و تقریر) دعوی اس میں یہ ہے کہ مداہنت مت کر دجب کہ تبارک الذی یہ ثابت کیا گیا کہ برکات دہندہ وہی ہے تو کافر کہنے لگے کہ دیکھو یہ برکات دہندہ دوسرا کوئی نہیں مانتا تو انہوں نے جنون وغیرہ کا طعن کیا رسول صلعم پر تو اول میں وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ سے لے کر اَنْ کَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِیْنَ تک تین امور بیان کئے گئے (۱) ایک تو تسلی نبی علیہ السلام کو دی گئی یعنی مجنون یہ کہتے ہیں بھلا کاتبوں سے پوچھیں آیا مجنون کی عبارتیں ایسی ہوتی ہیں۔ دوسرا امر ان کو تخویف دی گئی ہے یعنی یہ قریب ہے عنقریب کریں گے اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کو خوب جانتا ہے تیسرا تم مداہنت مت کرو یہ تو ابھی مداہنت کر رہے ہیں تاکہ تو مداہنت کرے سب برے اوصاف والے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے فلانے منہ اور پیر کو پکارا اور ہمارا کام ہو گیا۔ اور ان کے مالدار ہونے سے بھی ان کی تابعداری مت کر دو اور پھر اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ سَنَسِمُهٗ عَلَی الْخُرْطُوْمِ اولاً شکوی کیا گیا۔ بعد ان کے قول رد کیا گیا بطور تخویف کے کہ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم اس کی تابعداری کریں تو ہماری ناک کاٹی جاتی ہے اچھا ہم اس ناک پر داغ میں دیں گے اور پھر اِذْ یَبْطِشُوْنَ سے لے کر اَنْ کَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِیْنَ تک یہ بیان ہوا کہ اچھا یہ کہتے ہیں کہ برکات دہندہ خدا تعالیٰ

کے سوا دوسرا بھی کوئی ہے اپنا۔ ہم نے دنیا میں ان پر عذاب یعنی قحط ڈالا ہے اپنے برکت دہندوں کو بتائیں ہم دنیا میں شرک کیوجہ سے عذاب ڈالا کرتے ہیں جیسا کہ اصحاب الجنۃ کو کہ اللہ کو شریک پاک نہیں سمجھتے تھے اگرچہ بعد میں تو سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ کہنے لگے اور یہ بات نہیں کہ انشاء اللہ انہوں نے نہیں کہا تھا لہٰذا ان کو یہ عذاب دیا گیا اس قدر بات سے کس طرح اللہ عذاب دیتا ہے پھر آخر میں کہا گیا۔ کہ یہ عذاب تو دنیا میں ہے آخرت کا عذاب تو اس سے کئی حصے زیادہ ہوگا اور پھر اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ عِنْدَ رَبِّھِمْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ سے مومنوں کے واسطے بشارت بیان کرکے اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ سے لے کر کَالْمُجْرِمِیْنَ تک جو ان پر کی گئیں کہ ایسی حماقت کی باتیں کرتے ہیں۔ اور پھر یَوْمَ یُکْشَفُ سے لے کر فَھُمْ یُوْزَعُوْنَ تک تخویف اخروی بیان کی گئی اور فاصلہ سے لے کر آخر تک یہ کہا گیا کہ یہ اب پھر نہیں مانتے تو تم صبر کرو اور اپنی تبلیغ میں مداہنت نہ کرو اور ان سے جو مصائب آئیں اُن سے تنگ نہ ہو مثل یونس کے اگرچہ یہ کفار تم کو برا دیکھیں (خلاصۃ سورۃ) تسلی نبی علیہ السلام کو اور کفار پر زجر اور تخویف دنیوی اور اخروی بیان سے اور کہا گیا کہ برکات دہندہ غیر کو سمجھتے ہو تو ان کو بلاؤ۔ تمہارا یہ قحط دفع کریں۔ فقط

سُوْرَۃُ الْحَآقَّۃ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورت کے آخر میں اصل مدعا کو فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ سے اعادہ کیا گیا برکات دہندہ وہی ہے تم مداہنت مت کرو اور اللہ تعالےٰ کو شریک برکات دہندہ سے پاک سمجھو۔ (معانی جمل و مفردات) اَلْحَآقَّۃُ مَا الْحَآقَّۃُ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا الْحَآقَّۃُ سچی آفت آنے والی کیا ہے وہ اور کس طرح اور کس بیان سے تجھ کو سمجھاؤں کہ وہ کیا ہے پھر کَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَۃِ سے تخویف دنیوی شروع ہے۔ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُھْلِکُوْا بِالطَّاغِیَۃِ اے بالصوت الشدید۔ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُھْلِکُوْا بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِیَۃٍ یعنی ہوا سخت حد سے بڑھی ہوئی ثمانیۃ ایام حُسُوْمًا یعنی حال ان دنوں کے کہ نہایت نحوست والے تھے فَتَرَی الْقَوْمَ فِیْھَا صَرْعٰی کَاَنَّھُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَۃٍ قوم گری ہوئی اور مُردہ کہ گویا وہ مثل نخل گرے ہوئے کے تھے الْمُؤْتَفِکٰتُ اے بستیاں الٹی ہوئیں اور اس جگہ مراد اہل اُن کے ہیں فَاَخَذَھُمْ اَخْذَۃً رَّابِیَۃً یعنی پکڑنا سخت لَمَّا طَغَا الْمَآءُ یعنی سیلاب پہنچا ہم تمہارے باپوں کو اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰکُمْ فِی الْجَارِیَۃِ اے لنجعل تلک الفعلۃ آیۃ لکم وَتَعِیَھَآ اُذُنٌ وَّاعِیَۃٌ اے یاد رکھیں کان یاد رکھنے والے۔ فَدُکَّتَا دَکَّۃً وَّاحِدَۃً ٹوکے جائیں گے دونوں ایک بار ٹوکنا یعنی فرشتہ دونوں کو اٹھا کر ایک بار ٹوکے گا اور پہاڑ تمام ریزہ ریزہ ہو جائینگے اور زمین کی بلندی اور پستی وغیرہ صاف ہو جائے گی بالکل برابر ہو جائیں گے بالکل فنا نہ ہو جائے گی۔ کیونکہ باقی آیات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ طٰہٰ میں آیا ہے لَا تَرٰی فِیْھَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا فَیَوْمَئِذٍ وَّاقَعَتِ الْوَاقِعَۃُ یعنی جس وقت آسمان میں شگاف کئے جائیں گے تو اس وقت آسمان سست ہو جائیں گے۔ اَلْمَلَکُ عَلٰٓی اَرْجَآئِھَا وَیَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّکَ فَوْقَھُمْ یَوْمَئِذٍ ثَمٰنِیَۃٌ اے ثمانیہ ملائکہ یا ثمانیہ صفوف ملائکہ یعنی چیرنے کے سبب سے ملائکہ اوپر کناروں کے ہو جائینگے اور آٹھ ملائک عرش اللہ کو اٹھائیں گے لَا تَخْفٰی مِنْکُمْ خَافِیَۃٌ کوئی بات پوشیدہ نہ رہیگی فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَہٗ بِیَمِیْنِہٖ فَیَقُوْلُ ھَآؤُمُ اقْرَءُوْا کِتٰبِیَہْ یعنی جس کو اعمالنامہ ہاتھ راست میں دیا جائے گا تو وہ لوگوں کو آواز کرے گا کہ آؤ میری کتاب

پڑھو۔ اس جگہ سے بصریوں کے مذہب کی حقیقت ثابت ہوتی ہے کیونکہ کوفیوں کے مذہب کے مطابق خلاف مختار کا اختیار کرنا پڑتا ہے اور کہیگا اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ اے اپنے حساب کو ملنے والا ہوں گا۔ کیونکہ یہ اعمال نامے جزا حساب سے پہلے دیئے جائیں گے۔ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ باغ اونچے۔ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ یعنی میوے ان کے قریب ہوں گے اور یہ مراد نہیں کہ نہایت قریب ہوں گے جن سے انسان کو ضرر پہنچے بِمَا اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ یعنی بسبب ان اعمال کے جو کہ کر چکے ہو ایام گزرے ہوئے میں فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَهٗ بِشِمَالِهٖ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ کِتَابِیَهْ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ لَیْتَهَا کَانَتِ الْقَاضِیَةَ یعنی جس کو اعمالنامہ ہاتھ چپ میں دیا جائے گا وہ کہیگا ہائے افسوس مجھ کو کتاب نہ دی جاتی۔ اور میں اپنی جزاء اعمال کو نہ جانتا۔ ہائے افسوس موت ختم کرنے والی اور پورا کرنے والی ہوتی۔ یعنی دوبارہ زندہ نہ ہوتا۔ اور اپنے اعمالوں کو نہ دیکھتا۔ یہ معاملہ پہلے جزا دینے کے ہوگا مَآ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطَانِیَهْ یعنی مال نے بھی مجھ کو فائدہ نہیں دیا اور سلطنت بھی مجھ سے چلی گئی۔ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ اِنَّهٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ اور پھر کہا جائے گا کہ اس کو پکڑو اور گردن اور گلے میں گٹ مارو اور دوزخ میں پھینک دو اور پھر لٹکاؤ اس کو زنجیر میں ایسا زنجیر کہ طول اس کا ستر گز ہو کیونکہ ایمان نہیں لاتا تھا۔ یعنی خاص ایک اللہ کی عبادت نہ کرتا تھا پس اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ ثم واسطے تعقیب ذکری کے ہے۔ اور سلسلہ موصوف ذرعہا سبعون ذراعًا بمعنے طولہا صفت ہے۔ فَلَیْسَ لَهُ الْیَوْمَ هٰهُنَا حَمِیْمٌ یعنی دوست۔ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ یعنی دریغ نہیں کرتا تھا اور نہ دیتے طعام مسکین کے اپنے خادموں کو مثلاً فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ۔ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ جملہ علیحدہ ہے اور جواب قسم محذوف ہے کیونکہ اس کے معنے کا تعلق قسم سے نہیں ہو سکتا۔ معنی یہ ہے قسم اٹھاتا ہوں میں ان چیزوں کے ساتھ جو کہ نظر میں آتی ہیں اور ان کے ساتھ جو کہ نظر نہیں آتیں جیسا کہ جن اور ملائک وغیرہ عدم مبصر کا انکار نہ کرنا چاہئے بلکہ قائل کو دیکھنا چاہئے۔ یعنی جیسا کہ دنیا میں بعض اشیاء نظر نہیں آتیں اور تم ان کے ساتھ یقین کرتے ہو اسی طرح آخرت کے ساتھ جو نظر نہیں آتی انکار نہ کرو تقول عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ اگر گھڑتا یہ رسول ہم پر جھوٹ تو اس کو ہم زور سے پکڑتے اور اس کی شاہ رگ کو قطع کر دیتے اور تم میں سے کوئی نہ منع کرنے والا ہوتا۔ حاصل یہ ہے کہ یہ کاذب نہیں ہے جس طرح اے کفار تم کہتے ہو۔ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِیْنَ یعنی ہم جان چکے ہیں کہ بعض تم میں سے مکذب ہیں۔ تمام تو کذب نہ تھے وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَی الْكٰفِرِیْنَ یعنی یہی قرآن سبب حسرت کا ہوگا کافروں پر فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ یہ آخر میں اصلی مدعا بیان ہے (حاصل سورۃ) اَلْحَآقَّةُ مَا الْحَآقَّةُ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ یہ تو آخرت کے متعلق بیان ہے پھر كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ سے لے کر وَتَعِیَهَآ اُذُنٌ وَّاعِیَةٌ تک تخویف دنیاوی چار قوموں کے حال بتلائے گئے اور ہر ایک قوم جس کے ساتھ ہلاک کی گئی وہ بھی بتلا دیا یعنی ثمود آواز سخت سے، اور عاد ہوا سے اور فرعون غرق سے اور قوم نوح طوفان سے ہلاک کئے گئے۔ حاصل یہ ہے کہ ان کو دیکھکر آخرت کے ساتھ ایمان لاؤ اور یہ بھی مان لو کہ برکات دہندہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں۔ اور پھر فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ سے لے کر لَا یَخْفٰی مِنْكُمْ خَافِیَةٌ تک متعلق ہے اعتبار کے ساتھ اور اس میں احوال قیامت کا بتلایا گیا لیکن اِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ سے لے کر فوقہم یومئذ ثمانیہ تک ابتدا حال قیامت کا بتلایا گیا۔ اور پھر لَا تَخْفٰی مِنْكُمْ خَافِیَةٌ سے لے کر فَاسْلُكُوْهُ درمیانہ حال قیامت کا بتلایا گیا۔ اور اِنَّهٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ سے لے کر لَا یَكَادُ یَفْقَهُوْنَ تک بطریق اجمال وجہ عذاب ان کی بتلائی گئی اور پھر فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ سے لے کر آخر تک قیامت کے تسلیم کرانے کے

واسطے ایک شاہد بتلایا یعنی جس طرح دنیا میں بعض اشیا نظر نہیں آتیں اور یقین کرتے ہو اسی طرح قیامت کے ساتھ بھی یقین کرو۔ اور رسول کا ذب نہیں ورنہ ہم کاذبوں کو پکڑ لیتے ہیں۔ بلکہ بات یہ ہے کہ تم خود مکذب ہو۔ تکذیب سے باز آکر تسبیح کہو اور اللہ کو شریک برکات دہندہ سے پاک سمجھو (مخلص سورت) ابتدا حال قیامت ابتدا میں اس کے بعد کا حال اور وجہ عذاب کفار مجملاً یہ آخرت کے متعلق بیان ہوا اور درمیان میں قیامت کے تسلیم کرانے کے واسطے تین قسم کے نمونے دنیا والے بتلائے اور آخر میں شاہد بتلایا تسلیم کرانے کے واسطے اور کہا کہ یہ رسول بھی کاذب نہیں ورنہ اس کو پکڑ لیتے بلکہ تم خود مکذب ہو۔ فقط

سُوْرَۃُ الْمَعَارِج

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(تحقیق جمل ومفردات) سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ لِّلْکٰفِرِیْنَ لَیْسَ لَہٗ دَافِعٌ مِّنَ اللّٰہِ ذِی الْمَعَارِجِ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوْحُ اِلَیْہِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ من اللہ سے متعلق ہے واقع کے ساتھ اور اللہ موصوف ہے تعرج الملائکہ جملہ صفت ہے معنی سب کا یہ ہے مانگ لیا۔ مانگ لینے والے نے عذاب کو جو کہ واقع ہونے والا ہے واسطے کافروں کے اور اس کے واسطے دافع بھی کوئی نہیں اور واقع ہونے والا ایسے بادشاہ کی طرف سے ہے جو کہ ذی المعارج ہے اور اس کی طرف ملائک اور جبرائیل علیہ السلام چڑھتے ہیں ایک دن میں جو کہ مدت عروج اُن کی اگر ہموار راستہ بنایا جاوے تو انسان پچاس ہزار سال میں پہنچیگا یہ حکم ہے کفار پر یعنے ایسے بادشاہ سے مانگنے والے نے عذاب مانگ لیا ہے واہ شاباش ع

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

یَوْمَ تَکُوْنُ السَّمَآءُ کَالْمُھْلِ یہ جواب ہے سوال اُنکے کا کہ کہتے ہیں کہ کب آئے گا تو جواب دیا گیا کہ جب آسمان مثل تانبہ گداختہ کے ہو جائیگا اور پہاڑ مثل اُون کے ہو جائیں گے اور دوست دوست سے کچھ نہ پوچھ سکیگا۔ یُبَصَّرُوْنَھُمْ دکھائے جائیں گے اور کچھ نہ کر سکیں گے یَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ یَفْتَدِیْ مِنْ عَذَابِ یَوْمِئِذٍ بِبَنِیْہِ وَصَاحِبَتِہٖ وَفَصِیْلَتِہِ الَّتِیْ تُؤْوِیْہِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ یُنْجِیْہِ۔ یَفْتَدِیْ سے لے کر ثُمَّ یُنْجِیْہِ تک معمول ہے یَوَدُّ کا یعنی دوست رکھیگا مجرم اس بات کو کہ اگر مجھکو خلاص ہو تو بیٹے اور عورت اور بھائی اور قبیلہ جس نے اس کو جگہ دی تھی اور سب زمین کی چیز کو فدیہ دے دوں منجملہ تو وہ کا جگہ دی قبیلے نے اس شخص کو۔ کَلَّا ہرگز خلاصی نہ ہوگی نَزَّاعَۃً لِّلشَّوٰی تحقیق آگ سخت شعلے مارنے والی ہوگی اور جلانے والی ہاتھ پاؤں یا چمڑے کی ہوگی۔ جَمَعَ فَاَوْعٰی جمع کیا اُس نے مال کو اور ذخیرہ کر کے رکھ دیا۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ ھَلُوْعًا اِذَا مَسَّہُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَّاِذَا مَسَّہُ الْخَیْرُ مَنُوْعًا تحقیق انسان جی کا کچا ہے۔ جس وقت شر پہنچتا ہے۔ اس کو فریاد کرتا ہے اور جس وقت خیر پہنچتی ہے تو فخر کرنے لگتا ہے اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلٰوتِھِمْ الخ یہ متعلق ہے بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ لِّلْکٰفِرِیْنَ کے ساتھ اور مستثنیٰ منقطع ہے اور الا بمعنے لکن کے ناصب الاسم و رافع الخبر ہوا کرتا ہے اور خبر کبھی محذوف ہوتی ہے اور کبھی مذکور جیسا کہ اس جگہ اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ کی خبر اُولٰٓئِکَ فِیْ جَنّٰتٍ مُّکْرَمُوْنَ یہ قاعدہ رضی نے لکھا ہے اور اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ ھَلُوْعًا کے ساتھ متعلق نہیں کیونکہ یہ معنی

تو نہیں ہے کہ انسان دل کے خام ہیں مگر مصلین نہیں ہیں کیونکہ دل کے خام تو تمام ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ عذاب کافرین پر واقع ہوگا لیکن مصلین لوگ جو کہ اللہ کے مقبول بندے ہیں وہ جنت نعیم میں ہونگے اور اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلٰوتِھِمْ دَآئِمُوْنَ اور وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلٰوتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ کے معنی کا فرق یہ ہے وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلٰوتِھِمْ دَآئِمُوْنَ میں صلوٰۃ کا معنی دعا ہے اور دَآئِمُوْنَ بمعنی مقیمون ہے (صراح) اور صلوٰۃ کا ذکر جس جگہ قرآن میں آتا ہے تو اسکے تالیف قلوب کے آتا ہے کہ مومن آپس میں بھی متالف القلوب ہوویں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے اِنَّ عَذَابَ رَبِّھِمْ غَیْرُ مَاْمُوْنٍ نے بے خوف یہ جملہ معترضہ ہے درمیان میں جاننا چاہیئے کہ اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ سے لے کر اُولٰٓئِکَ فِیْ جَنّٰتٍ مُّکْرَمُوْنَ تک بعینہٖ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خَاشِعُوْنَ سے لے کر ھُمْ فِیْھَا خَالِدُوْنَ کا ذکر ہے لیکن ترتیب میں کچھ عکس ہے اور یہ جاننا چاہیئے کہ دو اُمور کا ذکر یعنی ظلم نہ کرنے کا جیسا کہ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ سے لے کر بِشَھَادَاتِھِمْ قَآئِمُوْنَ تک سے معلوم ہوتا ہے اور دوسرا احسان کرنے کا حکم جیسا کہ وَالَّذِیْنَ فِیْٓ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ سے معلوم ہوتا ہے ان دونوں اُمور کا ذکر لایا جاتا ہے۔ واسطے دفعیہ عذاب کے جس جگہ عذاب کا ذکر آئے تو یہ علاج دفعیہ کے واسطے بتلایا جاتا ہے فَمَالِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا قِبَلَکَ مُھْطِعِیْنَ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِیْنَ۔ عِزِیْنَ خبر ہے کا تو اُ محذوف کی جو کہ عَنِ الْیَمِیْنِ سے پہلے محذوف کے معنی یہ ہوگا کیا بلا ہے واسطے کافروں کے جو کہ شتابی کرنے والے ہیں طرف تیرے اور ہیں وہ کافر ٹولے ٹولے یمین کی طرف اور شمال کی طرف۔ اور معنی عزین کا ٹولے ٹولے ہے اَیَطْمَعُ کُلُّ امْرِءٍ مِّنْھُمْ اَنْ یُّدْخَلَ جَنَّۃَ نَعِیْمٍ۔ کَلَّا۔ جواب لکلا ھم ان دخل ھو لاء الجنۃ فندخلن الجنۃ قبلھم جواب ہرگز نہ داخل ہوگے تم اور پھر اِنَّا خَلَقْنٰھُمْ مِّمَّا یَعْلَمُوْنَ یہ بیان کیا کہ کیا یہ مجھ سے دور کر جنت میں داخل ہو جائیں گے حالانکہ میں نے نطفہ سے ان کو پیدا کیا ہے فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْ نُّبَدِّلَ یعنی ہم قادر ہیں اس امر پر جو کہ تمہارے بدلے کسی غیر کو پیدا کر دیتے جو کہ تمہارے سے اچھا ہوتا کیونکہ سب جہان کے پالنے کی اس کو قدرت ہے اور بدلانے کی قدرت بھی ضرور رکھتا ہے فَذَرْھُمْ یَخُوْضُوْا یعنی استہزا کریں۔ وَّیَلْعَبُوْا اور کھیل کریں۔ کَاَنَّھُمْ اِلٰی نُصُبٍ یُّوْفِضُوْنَ گویا کہ وہ طرف نشانے کے دوڑے جاتے ہیں یعنی کہ جس طرح نشانے کی طرف انسان سیدھا اور تیز دوڑتا ہے اسی طرح یہ بھی طرف داعی کے دوڑیں گے تَرْھَقُھُمْ ذِلَّۃٌ ڈھانک لے گی ان کو ذلت اور خواری ذٰلِکَ الْیَوْمُ الَّذِیْ کَانُوْا یُوْعَدُوْنَ یعنی لقا اولئک (حاصل سورۃ یہ ہے) سَاَلَ سَآئِلٌ سے لے کر خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ تک کفار کے حال پر تہکم اور استہزا کیا گیا آیا ان کفار نے ایسے نبی کا عذاب مانگ لیا ہے اور پھر فَاصْبِرْ سے نبی علیہ السلام کو تسلی دے کر یَوْمَ تَکُوْنُ سے لے کر کَالْعِھْنِ تک جواب دیا گیا اور قیامت کی ابتدائی حالت بیان کی گئی۔ اور پھر وَلَا یَسْئَلُ حَمِیْمٌ حَمِیْمًا سے لے کر جَمَعَ فَاَوْعٰٓی تک ابتدائی حالت کے بعد کی حالت بیان کی گئی اور پھر اِنَّ الْاِنْسَانَ سے لے کر مَنُوْعًا تک شکوہ بیان کیا گیا انسان کے احوال کا پھر اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ سے لے کر اُولٰٓئِکَ فِیْ جَنّٰتٍ مُّکْرَمُوْنَ تک عذاب کافروں کے متعلق بیان کیا گیا۔ اور پھر فَمَالِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے لے کر آخر سال تک سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ لِّلْکٰفِرِیْنَ کے ساتھ لایا گیا۔ اور اس میں دو امر ذکر کیے گئے۔ اوّل جواب ان کے کلام کا دیا گیا کہ یہ عذاب مانگتے ہیں اللہ کی ذات سے کیا ہے ان کفاروں کے واسطے کہ تیری طرف جلدی کر کے آتے ہیں اور استہزا کرتے ہیں پھر تخویف میں دوسرا امر ذکر کیا گیا۔ یعنی اچھا یہ عذاب مانگتے ہیں اور تیرے ساتھ استہزا کرتے ہیں۔ فَذَرْھُمْ یَخُوْضُوْا وَیَلْعَبُوْا حَتّٰی یُلٰقُوْا یَوْمَھُمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ سے ان کو چھوڑ دو یہ استہزا کر لیں آخرت میں ان کو پوری پوری سزا دیجائیگی

مخلص سورۃ) پہلے تہکم اور استہزاء کیا گیا کفاروں کے ساتھ کہ یہ عذاب مانگتے ہیں ایسے بڑے بادشاہ سے اور اسی امر کے متعلق آخر میں فَصَبْرًا كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ سے آخر تک بیان کیا گیا کہ یہ استہزاء کرلیں ان کو چھوڑ دو اور تم صبر کرو۔ اور درمیان ابتدائی حال اور اس کے بعد کا حال قیامت کا ذکر کیا۔ اور اس کے بعد اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ سے متعلق بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِّلْكَافِرِيْنَ کے لایا گیا یعنی عذاب کافروں پر واقع ہوگا اور متقبل بندوں پر وارد ہوگا حاصل یہ ہے کہ اس سورت میں کفار کے اقوال و افعال پر استہزاء اور تہکم کیا گیا اور کچھ تخویف بیان کی فقط ۔

سورۃ نوح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورت میں نمونہ استیصال کفار بیان کیا گیا۔ سورۂ سابقہ میں تو تخویف اُخروی علے سبیل التفصیل اور دنیوی بھی بیان کی گئی۔ اور اب اس سورت میں دلیل نقلی اور دلائل عقلیہ اور تخویف یہ تین امور ذکر کئے گئے ہیں۔ اس سورت کے اول رکوع میں چار امور ذکر کئے گئے (۱) اول امر اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ سے لے کر لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ تک دلیل نقلی واسطے توحید کے بیان کی گئی۔ حاصل یہ ہے کہ نوح علیہ السلام بھی اپنی قوم کو اِنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ سے وعظ کرتا رہا اور اپنی قوم کو ڈراتا رہا کہ اس دعوے کو تسلیم کرو عذاب آنے سے پہلے ورنہ جس وقت عذاب آجائے گا تو نہ ٹل سکے گا (۲) قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا سے لے کر وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا تک کفار کا شکوہ بیان کیا۔ اب دیکھو کہ نوح تو ان کو وحدانیت کے ساتھ وعظ کرتا رہا کہ ایک کو پکارو اور وہ اس وعظ سے بھاگتے رہے اور کانوں میں انگلیاں ڈالتے رہے تاکہ وعظ نہ سنیں اور نہایت ہی استکبار کیا (۳) ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ثُمَّ اِنِّيْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا سے لے کر مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا تک یہ بیان کیا کہ دیکھو نوح نے کتنی تبلیغ کی پہلے تو منادی کرکے کہا اور پھر مجالس میں جا کر کہا اور پھر ہر ایک کو اور یہ بھی کہا کہ دیکھو اللہ تعالےٰ نے تم کو دنیا میں کتنے منافع دیئے ہیں آؤ اس دعوے کو مان لو لیکن انہوں نے نہ مانا۔ اس جگہ سے دو امر معلوم ہوگئے۔ ایک تو یہ کہ ہر ایک انسان کو چاہئے کہ پوری تبلیغ کرے اور دوسری یہ کہ مسئلہ توحید پر مخالفت عوام سے صبر کرے (۴) وَقَدْ خَلَقَكُمْ سے لے کر سُبُلًا فِجَاجًا تک دلائل عقلیہ نوح نے اپنی قوم کو بیان کیں کہ پہلے اپنا حال دیکھو کہ کتنے حالات سے تم کو اللہ تعالےٰ پیدا کرتا ہے پھر اوپر کی طرف دیکھو آسمان کو کس عجیب نمونے کا پیدا کیا گیا کہ ہر ایک کو تہ بتہ رکھا پھر اس میں چاند اور سورج کو دیکھو کہ کس طرح چل رہے ہیں اور پھر دیکھو کہ تمہارے پیدا کرنے اور مارنے والا وہی ہے اور پھر دیکھو کہ تمہارے پیدا کرنے اور مارنے والا وہی ہے اور پھر دیکھو کہ زمین میں تمہارے واسطے راستے فراخ بنا دیئے ہیں (اور دوسرے رکوع میں دو امر ذکر کئے گئے ہیں) (۱) اول شکوہ کفار کا کہ نوح نے اتنی تبلیغ کی پھر بھی آپس میں کہنے لگے کہ اپنے معبودوں کی ضرور حمایت کرتے رہو انہوں نے نہایت حملے کئے (۲) اتنے بیان کے بعد دنیا میں بھی عذاب دیا گیا۔ کہ غرق کئے گئے اور یہ بھی حکم کیا گیا کہ آخرت میں آگ میں داخل کئے جاؤ گے (حاصل سورۃ کا یہ ہے کہ سورۂ سابقہ میں تخویف بیان کی گئی اب توحید کے واسطے دلیل نقلی نوح کی بیان کی گئی اور دلائل عقلیہ بھی بیان کئے گئے اور تخویف بھی بیان کی کہ جس نے تسلیم نہ کیا اس کو دنیا اور آخرت میں عذاب دیا جائے گا۔ اور درمیان میں شکوہ بیان کیا (تحقیق جمل و مفردات) اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى تسمیہ نامیدن

دبنام خواندن ونام نہاندن ۔ فرق درمیان معنی اول اور تیسرے کے یہ ہے کہ پہلا معنی باعتبار اصلی نام کے کہتے ہیں اور دوسرا معنی باعتبار اس امر کے کہ پہلے نام تو ہوگا لیکن میں نے اس کا فلاں نام رکھدیا ہے ۔ اور مراد اجل مسمی سے موت ہے اِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ لَوْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اس جگہ اجل سے مراد عذاب دنیاوی ہے اور لَا یُؤَخَّر شرط اِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوا کی ہے (جلالین) حاصل یہ ہے کہ عذاب کے آنے سے پہلے اگر توبہ کی جائے تو نہیں آتا ۔ اور جس وقت آجائے تو ٹل نہیں سکتا ۔ اور لکھا ہوا لوح محفوظ کے ہوتا ہے یعنی اگر ان لیا تو خیر ورنہ ان پر عذاب فلاں وقت ڈالا جائے گا ۔ یہ حکم ہے ملائکہ کو لکھ دیئے جاتے ہیں وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَھُمْ کپڑوں کو اوڑھتے ہیں تاکہ کانوں میں اپنے معبودوں کی بے حرمتی نہ سنیں ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُھُمْ جِھَارًا اے منادی کرکے ثُمَّ اِنِّیْ اَعْلَنْتُ لَھُمْ یعنی مجالس میں علان کیا وَاَسْرَرْتُ لَھُمْ اِسْرَارًا یعنی ہر ایک کو پوشیدہ کہا ۔ مَا لَکُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰہِ وَقَارًا اے لَا تعتقدون یعنی کیا تمہارے واسطے کہ نہیں اعتقاد کرتے عظمت اللہ کا اور معبودوں باطلہ کو کیوں نہیں چھوڑتے لِتَسْلُکُوْا مِنْھَا سُبُلًا فِجَاجًا سبلا موصوف ہے اور فجاجا اور منہا دونوں اس کی صفتیں ہیں وَمَکَرُوْا مَکْرًا کُبَّارًا کفار اعتراض کرتے تھے کہ کبار اور عجاب وغیرہ الفاظ خالص عربی کے نہیں ہیں لہٰذا یہ کلام فصیح نہ ہوئی لہٰذا حضرت نے کہا کہ ایک بوڑھے آدمی کو لاؤ ۔ وہ لے آئے تو حضورؐ نے فرمایا کہ اس کو بٹھاؤ اور اٹھاؤ ۔ اس طرح دو چار دفعہ کیا تو اس نے کہا کہ یَا مُحَمَّدُ اَتَتَّخِذُ فِیْ ھٰذَا الشَّیْخِ عَجَابٌ وَانِّیْ شَیْخٌ کَبِیْرٌ مِمَّا خَطِیْٓئٰتِھِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا یعنی بسبب گناہوں کے غرق کئے گئے اور حکم دیا گیا دخول فی النار کا لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا یعنی کسی کو بھی نہ چھوڑو ۔ فقط ۔

سُوْرَۃُ جِنٍّ (مکیۃ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۃ تبارک الذی میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ برکات بھیجنے والا ایک اللہ تعالیٰ ہے اس کے بعد تخویفات بیان کرکے سورۃ نوح میں دلیل نقلی اور دلائل عقلیہ بیان کیں واسطے توحید کے اب اس سورت میں ثمرہ بیان کیا گیا اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِکُ بِہٖٓ اَحَدًا اور باقی سورت میں بھی شرک کی نفی علے سبیل الکمال بیان کی گئی قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ سے لے کر فَکَانُوْا لِجَھَنَّمَ حَطَبًا تک جنات کا حال بتلایا گیا کہ جنات بھی اپنی قوم کو یہی وعظ کرتے ہیں کہ سیدھا راستہ یہی ہے کہ اللہ کا شریک نہ بناؤ ۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے شرکیوں سے جب کہ یہ رسول آچکا ہے ان دو امروں میں سے ایک نہ ایک ضرور ہوگا یا تو اللہ تعالیٰ نے رسول کے بھیجنے سے انسانوں کے لئے رشد کا ارادہ کیا ہے یا عذاب کرے گا بوجہ نہ تسلیم کرنے کے اس واسطے کہ رسول کے ارسال کرنے سے دو غرضیں ہوتی ہیں اور جن یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم واعظین سے بھی مختلف ہیں ۔ واعظین کہتے ہیں کہ ہم نے یقین کرلیا ہے کہ سوائے اللہ کے کوئی لائق عبادت کے نہیں ہے اور پھر وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا سے لے کر عَذَابًا صَعَدًا تک دخال الٰہی ہے ۔ جنات کی کلام پہلے ختم ہوگئی ہے اس میں تحریص اور ترغیب بیان کی گئی اور پھر اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا سے خلاصہ بیان کیا کہ غیر کو نہ پکارو کیونکہ مساجد سب اللہ کی ہیں یعنی اعضاء سجود کا مالک وہی ہے اور درمیان میں وَاَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یَدْعُوْہُ کَادُوْا یَکُوْنُوْنَ عَلَیْہِ لِبَدًا ۔ ایک قاعدہ کلیہ بطور شکوہ کے متعلق ..... شروع

بیان کیا گیا یعنی جب بندۂ خدا ایک اللہ کو پکارنے لگتا ہے تو لوگ اس کے مخالف ہو جاتے ہیں (از مولوی اشرف علی صاحب) اور پھر قُلْ اِنَّمَا اَدْعُوْا سے لے کر وَاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا تک جو موضع شبہ شرک کا تھا اس کو کہا گیا کہ شرک کی نفی کرو تاکہ لوگ شبہ میں نہ پڑیں نہایت تفصیل سے نفی شرک کی گئی پہلے تو کہا کہ میں شریک نہیں بناتا ہوں۔ پھر ترقی کر کے کہا کہ میں خود اپنے نفس کے نفع اور ضرر کا مالک نہیں ہوں اگر تم نہ مانو گے تو میں تمہارے ضرر دینے پر قادر نہیں ہوں۔ نہ رُشد تمہارا میری قدرت میں ہے اور درمیان میں قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰہِ اَحَدٌ سے انکے سوال کا جواب دیا گیا کفار کہتے تھے کہ تو اپنی تبلیغ کو ترک کر دو جواب دیا گیا کہ میں مامور من اللہ ہوں۔ اگر میں ترک کر دوں تو مجھے عذاب الٰہی سے کون خلاصی دے گا۔ جیسا کہ کہا کہ اِنِّیْ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ (انعام و یونس) سے معلوم ہوتا ہے اور درمیان میں تخویف بیان کی گئی کہ یہ کافر اب نہیں مانتے جب کہ عذاب کو دیکھیں گے تو قوی اور ضعیف کو جان لیں گے۔ تخویف بیان کر کے پھر ترقی کی واسطے نفی شرک کے کہ مجھ کو قیامت کا حال کچھ معلوم نہیں کہ آیا وہ قریب ہے یا بعید اس لئے کہ عالم الغیب وہی اللہ تعالےٰ ہے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا لیکن رسولوں تخصین کے آگے پیچھے ملائک کو نگہبان کر کے چلاتا ہے تاکہ جان لے اللہ کہ میرے رسولوں نے تبلیغ کی ہے یا نہیں۔ حاصل سورۃ یہ کہ دیکھو جنات بھی اپنی قوم کو شرک کی نفی کا وعظ کر رہے ہیں اور پھر ترغیب دی گئی پھر تخویف دے کر شرہ بیان کیا گیا۔ تحقیق جمل و معجزات یَهْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ یعنی سیدھا رستہ مراد اس سے شرک کی نفی ہے بقرینہ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا اَحَدًا کے وَاَنَّہٗ تَعَالٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا یعنے عظمت رب کی ہے شریکوں سے یعنی اس کی عظمت کے برابر کسی کی عظمت نہیں۔ تائید اس کی یہ ہے تَعَالٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا تَعَالٰی عَمَّا یَفْعَلُ الظّٰلِمُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا۔ اب یہ جاننا چاہئے کہ وانہ تعالیٰ جد الخ بفتح الہمزہ اور فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا میں بکسرہ ہمزہ۔ پڑھا گیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اگر مقولہ قول کا بعینہٖ شخص کی کلام نقل کی جائے تو ہمزہ مکسور اور اگر مضمون اس کے کلام کا نقل کیا جائے تو مفتوح پڑھا جاتا ہے۔ عَلَی اللّٰہِ شططا بمعنی زیادتی۔ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْھُمْ رَھَقًا معنی رہقا گمراہی ہے۔ اور ضمیر مرفوع فزادوا کا جن کی طرف راجع ہے وَاَنَّھُمْ ظَنُّوْا کَمَا ظَنَنْتُمْ ضمیر انہ راجع ہے طرف رجال کے اور ظننتم سے مراد جنات ہیں مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِیْدًا وَّشُھُبًا اے پر شدہ ہوئی ہے آسمان اور چنگاروں سے مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ جگہ بیٹھنے کی واسطے سننے کے رَصَدًا تیار۔ اِنَّا لَا نَدْرِیْٓ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِھِمْ رَبُّھُمْ رَشَدًا یہ کلام علیحدہ ہے ماقبل کے ساتھ متعلق نہیں۔ پہلے تو آسمان سے حال معلوم کر لیتے تھے اور اب معلوم نہیں کر سکتے۔ حاصل یہ ہے۔ کہ رسول کے آنے سے دو غرضیں ہوتی ہیں ایک تو ہدایت لوگوں کو یا عذاب اگر انہوں نے حکم رسل مان لیا تو ثواب ورنہ عذاب۔ اب اس سے بھی یہ دو غرضیں ہونگی اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِکَ۔ یعنی ہم جنات سے بھی بعض مشرک ہیں اور بعض موحد بھی ہیں۔ جنات یہ وعظ اپنی قوم کو کر رہے ہیں اور ماضی والا معنی مراد نہیں کُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ہم واعظین کی قوم بھی مختلف طریقے پر ہے یعنی کوئی عامل مسائل پر ہیں اور کوئی نہیں وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰہَ فِی الْاَرْضِ ظَنَنَّا کا معنی علمنا ہے یعنی واعظ کہہ رہے ہیں اپنی قوم کو کہ ہم کو تو یقین آ گیا ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں اور ہم عاجز اس کو نہیں کر سکتے اور اس سے بھاگ بھی نہیں سکتے فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَھَقًا البخس کا معنی نقصان کرنا حسنات میں اور رہقا کا معنی زیادتی کرنی سیئات میں یعنی جو شخص ایمان لائے خوف نہ کرے کہ اللہ تعالےٰ میری حسنات سے کچھ کمی کرے یا سیئات میں زیادتی کر دے گا فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِکَ تَحَرَّوْا رَشَدًا واعظین نے کہا کہ جس شخص نے ایک اللہ کی عبادت کی یعنی شرک کی نفی کی تو اس نے سیدھا راستہ

لے لیا کہ ان کو اس رزق میں آزمائیں عَذَابًا صَعَدًا یعنی عذاب سخت۔ کَادُوْا یَکُوْنُوْنَ عَلَیْہِ لِبَدًا ہو جاتے ہیں جمع ہونے والے واسطے مخالفت کے شاہ عبدالعزیز دہلوی صاحب نے یہ معنی کیا ہے کہ جب بندہ ایک اللہ ہی کو پکارتا ہے تو مخلوق اُس پر جمع ہو جاتی ہے۔ آخر اس کو معبود بنا لیتی ہے مُلْتَحَدًا جائے پناہ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِسٰلٰتِہٖ مگر پہنچاتا ہوں پیغام رب کا حَتّٰٓی اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ یعنی اب تو نہیں مانتے جس وقت ماتو عدون کو دیکھیں گے اَمْ یَجْعَلُ لَہٗ رَبِّیْٓ اَمَدًا یعنی دوری لیعلم متعلق لیسلک کے عَالِمُ الْغَیْبِ اے ہو عالم الغیب (تحقیق عالم الغیب) عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّہٗ یَسْلُکُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ رَصَدًا لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّہِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَیْہِمْ وَاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا۔ نظر شتق ہے اظہار سے اور اظہار کے تین معنے ہیں۔ پیدا کردن۔ چیرہ گرداندن۔ و بوقت صلوٰۃ ظہر رفتن۔ اور ظہور کے دو معنی ہوتے ہیں پیدا شدن۔ پیرا شدن۔ (صُراح) اور اطلاع کا معنی قاموس والے نے کیا ہے۔ اور لُغات میں سب سے فائق صحاح ہے اور اس کا خلاصہ صُراح ہے اس کے بعد تاموس والا معتبر ہے کیونکہ یہ ۸۱۹ھ میں پیدا ہوا ہے اور صُراح کی تصنیف ۷۸۱ھ میں ہوئی ہے لہٰذا اس جگہ معنے چیرہ گرداندن اور پیدا کردن کو ترجیح ہوگی۔ لیکن تمام مفسرین اطلاع والے معنی کی طرف جا رہے ہیں۔ اب فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا میں پیدا شدن اور بوقت صلوٰۃ ظہر رفتن یہ دو معنی تو نہیں ہو سکتے کیونکہ دوسرا تو مناسب مقام کے نہیں ہے اور پہلا اگر مراد ہوتا تو بطریق محاورہ غَیْبِہٖ کو منصوب پڑھا جاتا اور فَلَا یُظْہِرُ کا مفعول بنایا جاتا۔ لہٰذا پیدا کردن والا بھی معنی مراد نہیں ہے۔ باقی رہ گئے دو ایک اصلی غالب کردن، اور دوسرا تبعی اطلاع کردن۔ ان ہر دو معنی میں اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ میں مستثنیٰ متصل ہوگا یا منقطع ہوگا چار وجہ ہو گئیں۔ ان میں اگر مستثنیٰ متصل بنائیں اور فلا یظہر بمعنی غالب الا لیویں تو یہ بالکل غلط ہے قُلْ اِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَہٗ رَبِّیْٓ اَمَدًا عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی یہ ہوگا کہ کہدے اے رسول میں نہیں جانتا کہ قیامت قریب ہے اور کیونکہ وہی عالم الغیب ہے اپنے غیب پر غالب نہیں ہوتا مگر ترتضی رسول کو۔ اب اس وقت اگر غیبہ کی اضافت واسطے استغراق کے یا اضافت تخصیص کے بنائیں یعنی خاص قیامت والا مراد لیویں تو لازم آتا ہے کہ رسول علیہ السلام رسول نہ ہوں (العیاذ باللہ) کیونکہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم تو اِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ سے نفی کر دی ہے کہ میں نہیں جانتا اور استثنا سے ثابت ہوا کہ رسول مرتضیٰ جانتے ہیں تو معلوم ہوا کہ رسول علیہ السلام مرتضےٰ رسول نہیں ہیں لہٰذا نہیں جانتے اور اگر بالذات الا معنی لیا جاوے جیسا کہ آج کل والے احمقوں نے لیا ہے تو نقصان آتے ہیں ایک تو یہ کہ رسول اللہ رسول نہیں بن سکتے دوسرا یہ کہ رسولوں کو علم غیب بالذات ہو جائے اس لئے معنی یہ ہوگا کہ نہیں مطلع کرتا کسی کو بالذات مگر رسولوں کو۔ یہ معنی تو خصم کے بھی برخلاف ہے۔ لیکن جس پر مہر جباریت کی لگ جائے وہ ایسے باتیں کرتے ہیں مگر بعض نے مستثنیٰ متصل بنایا ہے اور اضافت غیبہ میں استغراقی نہیں کی اور تخصیص قیامت والی سے ہی معنی یہ کیا ہے کہ کہہ دے رسول کہ مجھ کو قیامت کا حال معلوم نہیں کیونکہ عالم الغیب ایک اللہ ہے اور اپنے کسی خاص غیبہ پر مطلع نہیں کرتا کسی کو مگر مرتضےٰ رسول کو۔ اب یہ معنی ہیں بھی کہ کوئی نہ کوئی علم غیب تو رسولوں کو بتلائے جاتے ہیں بطریق وحی کے معلوم ہوا کہ مستثنیٰ متصل تو ہوا اس معنی کے نہیں بن سکتا بعضے مفسرین نے استثنا منقطع بناتے ہیں۔ کما نقلہ صاحب الجمل عن البعض اور بعضے متصل بناتے ہیں اور کہتے ہیں (کہ مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی مرتضیٰ من رسول فانہ یطلعہ علی بعض الغیب لیکون معجزۃ معنی یہ ہوگا کیونکہ عالم الغیب وہی ہے نہیں مطلع کرتا اوپر غیب اپنے کے لیکن رسول مرتضیٰ کو کچھ بتلا دیتا ہے بطور معجزہ ۱۲

* کیونکہ پہلے نفی علم قیامت کی ہوئی۔ اور مستثنیٰ سے کسی علم غیب کا ہوا ہے یہ صحیح ہے

واسطے تصدیق نبوت کے اس سے زمخشری معتزلے نے یہ ثابت کیا ہے کہ اولیاء اور کاہن اور نجومی کو علم غیب نہیں ہوتا۔ اور قرآن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرتضیٰ رسول کو کچھ علم الغیب بتلایا جاتا ہے واسطے تصدیق رسول کے۔ اس کا جواب اکثر مفسرین نے دیا ہے۔ امام فخر الدین نے کہا ہے کہ اس جگہ اولیاء کے علم غیب کی کوئی نفی نہیں ہے پھر اولیاء کے واسطے بعض علم غیب کو ثابت کیا حدیث کے ساتھ قال قال رسول اللہ صلعم لقد کان فیما کان قبلکم من الامم ناس محدثون من غیر ان یکونوا انبیاء وان یکن فی امتی احد فانہ عمر بن الخطاب (اخرجہ البخاری) لیکن حق یہ ہے کہ یہ بات قرآن سے ثابت ہوتی ہے کما قال اللہ تعالےٰ اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْهِ الخ اور امام فخر الدین نے تفسیر اِنَّ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ الخ میں اضافت تخصیصی بمعنے قیامت والا مراد لیا ہے۔ معنی یہ ہوگا تمہیں ظاہر کرتا اور غیب قیامت طلے کے کسی کو لیکن رسول مرتضےٰ کو کچھ غیب بتلا دیتا ہے۔ اب مستثنےٰ منہ والے غیب سے مراد قیامت والا غیب مراد ہوگا۔ تو بعض مفسرین نے کہا ہے کہ بعید نہیں کہ اگر اللہ تعالےٰ کچھ رسول مرتضےٰ کو بتلاوے قیامت کے علم سے۔ لیکن اس کو بھی آخر جواب دینا پڑا یہ بھی ضعیف ہے اور بعض نے کہا ہے کہ رسول سے مراد ملائکہ ہیں اور فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ سے مراد بلا واسطہ ہے معنی یہ ہوگا کہ مطلع نہیں کرتا بلا واسطہ کسی کو غیب پر مگر ملائکہ کو کرتا ہے اس معنی سے غیبہ کی اضافت تخصیص والی نہ ہوئی اور استثنا بھی متصل ہوا۔ اور کہا انہوں نے کہ اولیاء کا علم بطور القا من الملائکہ سے ہوتا ہے یا کسی اور طریقے سے لیکن بلا واسطہ نہیں ہوتا یہ جواب بھی ضعیف ہے کیونکہ ماقبل میں حال رسول کا بتلایا گیا۔ اب ملائکہ کا حال شروع کر دیا۔ اس کی کیا ضرورت تھی آیا یہ حکم بتلانا ضروری تھا۔ علامہ تفتازانی نے بھی یہی کہا ہے۔ مدارک والے نے یہ کہا ہے کہ اولیاء کو علم غیب نہیں ہوتا بلکہ ظن الغیب ہوتا ہے اور اس کو بعض مفسرین نے پسند کیا ہے لیکن یہ بھی ضعیف ہے کیونکہ قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ علم غیب دیا جاتا ہے سوا رسولوں کے بھی۔ جیسا کہ اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْهِ سے ثابت ہوتا ہے اور نیز بوجہ خضر علیہ السلام کو نبی نہیں مانتے ان کو بھی مطلع اخبار غیب کیا گیا تھا کہ پارہ ۱۶ سورۃ کہف سے معلوم ہوتا ہے لیکن حق جواب تمام مفسرین کی طرف سے یہ ہے کہ علم اولیاء کا مسکوت عنہ ہے تکلفات کی ضرورت نہیں اور اس مقام میں معنی حق یہ ہے کہ استثنا تو منقطع ہے اور معنی فَلَا یُظْهِرُ کا غالب والا ہے اور اضافت تخصیص اور استغراقی وغیرہ نہیں ہے اور مراد مطلق غیب ہے۔ معنی یہ ہوگا کہ نہیں غالب کرتا اور غیب اپنے کسی ایک کو لیکن اتنی بات ہے کہ رسول کے آگے پیچھے ملائک کو چلاتا ہے تاکہ ظاہر کر دے اللہ تعالےٰ کہ میرے رسولوں نے تبلیغ اپنی رسالت کی کر دی ہے آل۔ مضاف ہے مِنْ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ مبتدا ہوگا اور فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ خبر ہے اور لیعلم علت ہے یَسْلُكُ کی اور غالب کا معنی یہ ہے کہ قابو کسی کو نہیں دیا کہ جس وقت چاہے اثر غیبی جان لے۔ اس معنی پر جب نہ تو خلاف اہل سنت کے معنی فَلَا یُظْهِرُ کا کرنا پڑا اور نہ اضافت تخصیصی وغیرہ کی تکلفات اٹھانے پڑے اور نہ اس آیت سے رسولوں کا علم غیب ثابت ہوا تاکہ علم غیب اولیاء سے جواب دینا پڑے بلکہ اس جگہ مسکوت عنہ ہے۔ فقط

سُوْرَةُ مُزَّمِّلٍ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورت سے نئی بحث شروع ہے اس سورت اور مدثر دونوں میں ایک ہی مضمون ہے پھر بعد اس کے متعلق قیامت کے تا سورۃ تبت اسم ربک الذی خلق فسوی بیان ہوگا۔ حاصل سورت کا یہ ہے کہ شرک کی نفی اس سورت تک علی سبیل الکمال بیان کی گئی ہے تکوینیات

واد لہ وثمرات کے اب یہ بیان ہے کہ قرآن کو پڑھ کیونکہ ہدایت کا رستہ قرآن سے حاصل ہوتا ہے یَاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ سے لے کر وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا تک دو امر ذکر کئے گئے ایک تو یہ حکم جو آدھی رات کے کچھ حصہ میں قرآن پڑھو کیونکہ قیام لیل کا نہایت ہی سخت ہے۔ از روئے موافقت دل کے کیونکہ رات کے وقت تمام لوگ بیدار نہیں ہوتے لہٰذا تنہائی میں مطلب اور مضمون کلام کا خوب ذہن نشین ہوتا ہے اور اللہ کا فرمان سمجھو (۲) تسلی دی گئی کہ ان کفار کے کہنے سے تنگ نہ ہونا ان کو نرمی کے ساتھ چھوڑ دو۔ پھر وَذَرْنِیْ وَالْمُكَذِّبِیْنَ اُولِی النَّعْمَةِ سے لے کر اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِیْلًا تک تخویف بیان کی گئی۔ اور پہلے اِنَّ لَدَیْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِیْمًا وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِیْمًا تک تخویف اُخروی بعد ابتدائی حال بیان کی گئی ۱۲ اور یَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِیْبًا مَّهِیْلًا سے ابتدائی حال قیامت کے بیان کئے گئے اور اِنَّآ اَرْسَلْنَآ سے لے کر اَخْذًا وَّبِیْلًا تک تخویف دنیوی بیان کی گئی۔ حاصل یہ ہے کہ موسےٰ کے ساتھ فرعون نے مخالفت کی تو اس کو دنیا میں سخت عذاب دیا گیا۔ اسی طرح تم کو بھی دیا جائے گا۔ اور پھر فَكَیْفَ تَتَّقُوْنَ کو متعلق تخویف اُخروی کے لایا گیا اور اس میں بھی ایک ابتدائی حال قیامت کا اَلسَّمَآءُ مُنْفَطِرٌ بِهٖ سے بتلایا گیا۔ اور یَوْمًا یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًا الخ سے ابتدائی حال کے بعد کا حال بتلایا گیا۔ پھر اِنَّ رَبَّكَ یَعْلَمُ سے لے کر فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ تک متعلق اول کلام کے یعنی قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِّصْفَهٗٓ کے لایا گیا واسطے تخفیف پہلے حکم کے۔ حکم تو دونوں جگہ میں استحبابی تھا لیکن پہلی جگہ رات کا حکم تھا اور کچھ اندازہ بھی تھا۔ اس جگہ تخفیف بیان کی اور کہا کہ اندازہ نصف اور ثلث کا تم سے نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالےٰ ہر شے کو جاننے والا ہے لہٰذا جتنا پڑھ سکو پڑھو اور جس وقت پڑھو۔ پھر عَلِمَ اَنْ سَیَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک بھی متعلق اِنَّ رَبَّكَ یَعْلَمُ کے کلام میں لائے گی اور تخفیف کرنے کی علت بیان کی گئی۔ کیونکہ بعضے تو کچھ دن میں کام وغیرہ کریں گے اور بعض کفار سے قتال وغیرہ کریں گے۔ لہٰذا جتنا اور جس وقت ہو سکے پڑھو۔ اور آخر میں وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ الخ سے تبعاً قتال کے متعلق مسئلہ بیان کیا گیا۔ حاصل سورۃ) اول اور آخر میں قرآن کے پڑھنے کا حکم کیا۔ کیونکہ ہدایت حاصل کرنے کا طریقہ یہی ہے اور تقسیم اوقات اور اندازہ فرمایا اور درمیان میں تسلی دے کر تخویف دنیوی اور اُخروی بیان کی گئی (تحقیق جمل ومفردات) یَاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ اے اپنے پر کپڑے اوڑھنے والا قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا اَوْ زِدْ عَلَیْهِ۔ اس کے چار معنے ہیں اور اس جگہ اشکال یہ ہے کہ نصفہ کو بدل بنانا قلیلا سے صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ محاورے میں قلیل کا اطلاق نصف کم پر ہوتا ہے جیسا کہ لہ علی الف درہم الا قلیلا اس جگہ مراد پانچ سو سے کم ہوں گے لہٰذا اس کے چار معنے کئے گئے ہیں دو مدارک والے نے کئے ہیں (۱) نصفہ بدل ہو قلیلا سے معنی یہ ہوگا اٹھو تم رات کو مگر تھوڑا سا یعنی نصف لیل کا یا نصف سے کم یا نصف سے زیادہ کرو اور اعتراض کا جواب یہ دیا کہ قلیل سے مراد قلیل من کل اللیل ہے اگرچہ نصف ہو یا ثلث ہو لیکن کل اللیل سے تو کم ہے۔ (۲) دوسرا معنی مدارک کا یہ ہے کہ نصفہ مستثنےٰ منہ مؤخر ہے اور الا قلیلا مستثنےٰ مقدم ہے اور نصفہ بدل ہوگا لیل سے معنی یہ کہ اٹھو تم رات کو یعنی نصف رات کو مگر کچھ نہ کچھ اٹھو معنے یہ کہ نصف سے کم اٹھو۔ اس معنے پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ انقص منہ قلیلا کا معنی بھی یہی ہے لہٰذا کلام مکرر ہو گئی تو جواب یہ دیا کہ اصل حکم محکم تو یہ تھا کہ نصف سے کم اٹھو اور پھر انقص منہ قلیلا او زد علیہ اختیار دیا گیا۔ تیسرا معنی یہ ہے کہ تقطیع کریں گے یعنی نصفہ کے واسطے فعل محذوف ہے ای قم نصفہ اس معنی سے ہر ایک علیحدہ علیحدہ جملہ بلا متعلق ہو جائے گا (۴) چوتھا معنے یہ کہ قلیلا کا معنی یہ کہ کسی رات نہ اٹھو اور نصفہ بدل ہے لیل سے اور رات کے اٹھنے کا معنی یہ کہ نصف رات کو اٹھو یا نصف سے زیادہ کرو۔ یہ معنی شاہ ولی اللہ نے

پسند کیا ہے کیونکہ اس سے اشکال بھی دفع ہو جاتا ہے اور تکلف بھی نہیں کرنا پڑتا وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ آہستہ آہستہ پڑھ تاکہ مطلب بھی سمجھ میں آئے قَوْلًا ثَقِيلًا بات بھاری مضمون والی۔ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا یہ علت ہے قُمِ الَّيْلَ کی یعنی کیونکہ رات کا قیام بہت سخت آرزوئے موافقت کے اور کند دل کے سَبْحًا طَوِيْلًا اے مشغلاً طویلاً وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا یعنی ایک اللہ کو پکارو اور طرف اسی کے قطع ہو جاؤ اور معنی تبتل کا اخلاص فی العبادۃ والتوحید ہے جیسا کہ سورۃ اعراف کے آخر میں آیا ہے اور اس آیت کی تائید میں ہے وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ اے مِنَ الْكٰفِرِيْنَ رَبُّ الْمَشْرِقِ اے ہو رب المشرق فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا پس اسی کو کارساز بناؤ۔ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا یعنی چھوڑ تو ان کو نرمی کے ساتھ وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ چھوڑ تو مجھ کو اور مکذبین کو کنایہ ہے اس سے کہ تو فکر نہ کر میں ان کو عذاب کروں گا۔ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا یعنی بیڑیاں اور آگ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ یعنی طعام گلا بند کرنے والا يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ پہلے کلام سے معلوم ہو گیا کہ عذاب آئے گا لہٰذا یوم سے پہلے ڈالیں گے عذاب محذوف ہو گا كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ریگ کے ٹیلے جو ہاتھوں سے گر جاتے ہیں یعنی ایسے باریک ہوں گے۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَا یہ خطاب لوگوں کو ہے اور يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ سے خطاب نبی کو ہے رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا معنی شاہد کا بتلانے والا ارشاد ولی اللہ گواہ والا معنی نہیں ہے جیسا کہ بعض معاندین کرتے ہیں کیونکہ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا کے ساتھ مرتبط نہیں ہو سکتا۔ اَخْذًا وَّبِيْلًا یعنی پکڑنا سخت يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌ بِهٖ منفطر بہ معطوف ہے یجعل پر۔ اور مراد یجعل اولدان سے بفرض محال ہے۔ ای لو کان الولدان یعنی بفرض محال یہ جوان بچے ہوتے تو غم کی وجہ سے بوڑھے ہو جاتے تائید اس کی یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ الخ ہے وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ یعنے اندازہ نصف و ثلث وغیرہ کا اللہ کو معلوم ہے۔ کیونکہ اللہ عالم کل شئی ہے عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یہ قرینہ ہے کہ پہلے حکم سے اس جگہ تخفیف ہے اور لَّنْ تُحْصُوْهُ کا معنی نہیں طاقت رکھتے ہو تم وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا الزکوٰۃ کا معنی لا الٰہ الا اللہ ہے (از ابن عباس) وجہ اوّلاً مذکور ہے۔ اور واقرضوا الخ عطف تفسیری ہے۔ فقط ٭

سورۂ مدثر مکیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس سورت میں پہلے سے ترقی کی کہ پہلے قرآن پڑھنے کا حکم دیا اب کہا کہ لوگوں کو تبلیغ کرو۔ (تحقیق جمل و مفردات) يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ مشتق ہے دثار سے بمعنی کپڑا مرادا معنی یہ ہو گا کہ اے موٹے کپڑوں میں سونے والا قُمْ فَاَنْذِرْ اور بعضوں نے یہ لکھا ہے۔ کہ جب نبی علیہ السلام نے پہلی بار جبرائیل علیہ السلام کی شکل دیکھی تو کچھ ڈر گئے لہٰذا کپڑے مرتے میں سو گئے۔ لہٰذا حکم ہوا قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ معنی یہ ہو گا اٹھ اور لوگوں کو ڈرا اور رب کی عظمت ظاہر کر اور توحید بیان کر اور رَبَّكَ فَكَبِّرْ کا معنی عظم ربک عن الشرک ثیابک فطہر اصلح عملک کذا فی الکمالین۔ اور اپنے ثیاب کو اچھا کر یعنی اپنا کام بنا کر مراد تبلیغ کرنی ہے کہ تبلیغ کو پوری طرح بیان کرو اور اہل رجز سے دور رہو۔ اب یہ جاننا چاہیے کہ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ سے ظاہر معنی مراد نہیں تاکہ اعتراض وارد ہو کہ نبی علیہ السلام عبادت اوثان سے

در رسنے اور اب حکم ہوتا ہے امر ادبیہ ہے ادع الی ربک ولا تکونن من المشرکین (قصص) (فاھجر جدائی وجدا کردن) لازمی اور متعدی دونوں آتے ہیں یعنی تو اپنی تبلیغ کو پورا کرتا رہ جو تیرا کام ہے اگر اس کو چھوڑ دیا تو مثل مشرکین کے ہو جائے گا۔ اور مراد در حجر سے اہل حجر ہے ولا تمنن تستکثر کا معنی یہ ہے کہ نہ احسان کر اوپر اصحابوں و مومنوں کے نبوۃ اور تعلیم کا در آنحوال کہ طلب کثرت کی کرنے والا ہو لوگوں سے اور تستکثر محل حالیہ ہے اور جواب نہی کا نہیں ہے تاکہ مجزوم ہو ولربک فاصبر یعنی اگر ان کفار سے کوئی مصائب وغیرہ آ جائیں تو صبر کریں اور تنگ نہ ہوں فاذا نقر فی الناقور فذالک یومئذ یوم عسیر علی الکافرین غیر یسیر ذالک کا مشار الیہ یوم النقر ہے اور یومئذ بدل ہے ذالک سے لہذا مرفوع المحل ہے لیکن مبنی علی الفتح بوجہ اضافت کے کیا گیا ہے اور علی الکافرین غیر یسیر میں غیر یسیر تاکید ہے یوم عسیر کی معنی یہ ہوگا کہ جس وقت پھونکا جائے گا کرنا میں پس وہ پھونکنا۔ یعنی وہ دن بھونکنے کا سخت ہوگا ذرنی من خلقت وحیدا وحید کا معنی اکیلا مال اور اولاد سے اور یہ حال ہے اور بعض نے کہا ہے کہ وحید لقب تھا اور نام اس کا ولید بن مغیرہ تھا اس جگہ بھی یہ مراد ہے۔ جعلت لہ مالا ممدودا یعنے مال فراخ وبنین شہودا یعنی مجلس میں بیٹھنے والا۔ ومہدت لہ تمہیدا یعنی وسعت کی میں نے واسطے اس کے وسعت کرنی ثم یطمع ان ازید پھر بھی طمع کرتا ہے کہ اس کا مال اور اولاد زیادہ کروں گا یہ ہرگز نہ ہوگا۔ سارھقہ صعودا صعود ایک پہاڑ ہے دوزخ میں یعنی چڑھاؤں گا اس کو پہاڑ پر انہ فکر وقدر فقتل کیف قدر ثم قتل کیف قدر ثم نظر وعبس وبسر ثم ادبر واستکبر فقال ان ھذا الا سحر یؤثر۔ ثم قتل میں تعقیب ذکری ہے اور یؤثر کا معنی نقل کیا ہوا معنی یہ ہوگا کہ اس ولید بن مغیرہ سے کافروں نے پوچھا تھا کہ یہ رسول کس طرح باتیں کرتا ہے آیا حق میں یا نہیں تو یہ جواب اس نے دیا تھا یعنی فکر کیا اور اندازہ کیا جس طرح انسان چپ ہو کر فکر کرتا ہے فقتل کیف قدر یہ بددعا ہے یعنی پس لعنت کیا جائے کس طرح اندازہ کیا پھر مکرر کہتا ہوں کہ لعنت کیا جائے کہ کس طرح اندازہ کیا اس نے ثم نظر یعنی پہلے تو آنکھیں بند کر کے فکر کیا تھا پھر ذرا آنکھوں کو کھول کر دیکھا ثم عبس وبسر اور پھر ترش روئی کی نہایت ترش روئی ثم ادبر واستکبر ترش روئی کر کے پشت پھیر دی جیسا آج کل متکبر لوگ کرتے ہیں اور کہا ان ھذا الا سحر یؤثر کہ یہ تو کچھ جادو سا معلوم ہوتا ہے کسی سے سیکھ آیا ہے لا تبقی ولا تذر باقی نہ رکھے گا کسی ہڈی کو اور نہ چھوڑے گا کسی وقت کو لواحۃ للبشر جلانے والی چمڑے کو علیہا تسعۃ عشر ملائک یا صفوف ملائک یا قسم مراد ہیں۔ اصحاب النار یعنی مالک نار کے ما جعلنا اصحاب النار الا ملائکۃ وما جعلنا عدتہم الا فتنۃ للذین کفروا لیستیقن الذین اوتوا الکتاب ویزداد الذین امنوا ایمانا ولا یرتاب الذین اوتوا الکتاب والمؤمنون ولیقول الذین فی قلوبہم مرض والکافرون ماذا اراد اللہ بھذا مثلا فتنہ کا کسی حکمت اور آزمائش ہے اور لیستیقن الذین الخ اور لیقول الذین دونوں بیان ہیں واسطے فتنۃ للذین کے معنی یہ ہی نہیں گنتی ملائک اصحاب نار کی مگر واسطے حکمت کے اور آزمائش کے یعنی تاکہ مومنوں کے ایمان کی ترقی ہو جائے یعنی کہیں گے کہ یہ حکم بس جانب اللہ ہے اور صادق بھی ہے۔ اور اہل کتاب یہ گنتی کتب سابقہ کے موافق دیکھیں گے تو یقین کریں گے صداقت رسول صلعم پر اور کافر کہیں گے ان امروں سے اللہ کا کیا ارادہ ہے ما ھی الا ذکری للبشر ضمیر کا مرجع سقر ہے اور اوصاف اس کے ہیں کلا والقمر واللیل اذ ادبر والصبح اذا اسفر کلا انہا لاحدی الکبر کلا یعنی ایسی باتیں نہ کرنی چاہئیں والقمر قسم ہے قمر کی کہ اس میں کتنے حال آتے ہیں اور قسم ہے رات کی کہ اس میں کتنے حال آتے ہیں اور قسم ہے رات کی کہ اس میں کتنے حال آتے ہیں جس وقت جاتی ہے اور صبح آنے لگتی ہے

تو اس میں کتنے حال آتے ہیں سزا اس کی محذوف ہے لیکن طبقا من طبق یعنی تم پر بھی کئی حال آئیں گے یہ اشیاء ان حالات والی اس جزا پر دال ہیں اس جزا اور اس آیت کی تائید سورۃ انشقاق میں آئی ہے۔ قال تعالیٰ فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ الخ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ یعنی پھنسا ہوا۔ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ فی جَنّٰتٍ الا بمعنی لکن ہے اور فی بمعنی مع ہے۔ كُنَّا نَخُوْضُ یعنی استہزا کرتے تھے اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ یعنی موت۔ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ گویا وہ گدھے ہیں بھاگنے والے۔ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ بھاگتے ہیں آواز سے یا شیر سے بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً تائید اس کی حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِىَ رُسُلُ اللّٰهِ (انعام) كَلَّا بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ کلا بمعنے ہائے یہ تو ارادہ نہیں کرنا چاہئے تھا بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ بَلْ يُرِيْدُ سے ترقی ہے كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ یعنی نہ خوف کرنا چاہئے تھا مَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ نہیں سمجھتے هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ یعنی اللہ تعالیٰ مالک ہے سکھانے اور مغفرت کا (حاصل سورۃ) يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ میں کہا گیا کہ قرآن پڑھو پھر يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ سے کر وَاصْبِرْ تک کہا گیا کہ لوگوں کو قرآن کے ساتھ تبلیغ کرو اور پھر فَاِذَا نُقِرَ فِى النَّاقُوْرِ سے کر اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ تک تخویف واسطے کفار کے بیان کر کے ولید بن مغیرہ کو بالخصوص تخویف کی اور شکوہ بیان کیا کہ یہ ایسا احمق ہے کہ اتنا ذکر کر کے آخر جواب ایسا برا دیتا ہے کہ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ پھر سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ سے لے کر ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ تک لید کے واسطے تخویف اُخروی بیان کی اور گنتی بتلانے کی وجہ وَمَا جَعَلْنَآ اِلَّا فِتْنَةً لَّهُمْ سے بیان کی گئی۔ مومن کو زیادہ تصدیق ہوگی کیونکہ کتب سابقہ کے مطابق جب یہ دیکھیں گے تو زیادہ تصدیق کریں گے اور کافر اور منافق کہیں گے کہ ان عدد سے اللہ کی کیا غرض ہے۔ اگر ہوتی تو کروڑ ہا ہوتی اور پھر كَلَّا وَالْقَمَرِ سے لے کر كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ تک شاہد بتلایا گیا کہ تم قیامت میں پھر زندہ بھی ہو گے ہر نفس کو اپنے عملوں کی جزا دی جائے گی اور اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ سے بشارت بیان کر کے قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ سے لے کر فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ تک کافروں کا حال قیامت والا بیان کیا گیا۔ پھر بَلْ يُرِيْدُ سے لے کر اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ تک شکوہ اور زجر کفار کے بیان کی۔ (مختصر حاصل یہ ہے) کہ پہلے تو حکم کیا گیا کہ لوگوں کو تبلیغ ضرور کرو اور تکالیف پر صبر کرو۔ پھر کفار کو تخویف دے کر ایک خاص کافر کافروں کے سردار کو زجر اور تخویف کی گئی پھر ایک شاہد واسطے فنا ہونے کے اور زندہ ہونے کے بتلا کر بشارت مومنوں کے واسطے بیان کی پھر کفار کا آخرت والا حال بیان کیا۔ پھر شکوہ اور زجر بیان کی خلاصہ یہ ہوا کہ تخویف اور امر کرنا تبلیغ کا اور ایک شاہد بتلانا واسطے فنا کے اور حیات اور شکوہ اور زجرات بیان ہوئیں۔

سُوْرَۂ قیامت

مکیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جب مُزَّمِّل میں حکم قرآن کے پڑھنے کا ہوا کہ ہدایت کے حصول کا طریقہ یہی تھا اور مدثر میں امر کیا کہ اب لوگوں کو تبلیغ کرو جب تمام امور ضروری یعنی توحید و تعلیم و تعلم بیان کئے گئے تو اب اس سورت سے لے کر سَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَكْذَبُ الخ تک تخویف علی سبیل الترقی بیان ہوگی۔ حاصل یہ کہ اس سورت میں تو یہ بیان کیا کہ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم عظام کو جمع نہ کر سکیں گے پھر ترقی کر کے سورت دہر میں هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ ایک نمونہ بتلایا گیا کہ اے انسان تو نہیں جانتا حالانکہ تحقیق آچکا تیرے

پر ایک وقت زمانے میں کہ تو موجود نہ تھا پھر تجھ کو نطفہ سے پیدا کیا اسی طرح پھر بھی پیدا کریں گے پھر ترقی کر کے سورۃ مرسلات اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ کہا یعنی تو نے بھی دیکھ لیا اب دوسری بات یہ ہے کہ پیدا کرنے کے بعد عذاب بھی دیں گا۔ پھر ترقی کر کے صورت نبائے وَخَلَقْنٰکُمْ اَزْوَاجًا سے لیکر جَنّٰتٍ اَلْفَافًا تک انعام ذکر کئے اور اس کے مقابلے میں عذاب کو مقابلہ پر ترک کیا۔ حاصل یہ ہوا کہ عذاب بھی دیں گا لیکن جس طرح دنیا میں تم دو قسم کے آدمی ہو۔ بعضوں پر انعام ہوا اور بعضوں پر مصائب ہیں اسی طرح آخرت میں بھی کسی کو انعام اور کسی کو عذاب دیا جائے گا اس سورت میں تفصیل کیگئی سورۃ مرسلات سے پہلے پھر ترقی کر کے والنّٰزعات میں۔ اور آخرت میں دو قسموں والا نمونہ دنیا میں تم دیکھتے ہو کہ ملائک کافروں کے ساتھ وقت عذاب سختی سے پیش آتے ہیں بہ نسبت مومنوں کے پھر سورۃ عبس میں ترقی کی یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ یعنی قیامت میں کسی کو انعام اور کسی کو عذاب دیا جائے گا اور یہ حال بھی ہوگا کہ ہر شخص اپنے بھائی ماں باپ اولاد عورت وغیرہ سے بھاگیگا پھر ترقی کی اِذَا الشَّمْسُ میں اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ سے لے کر عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا اَحْضَرَتْ تک بارہ حال چھ دنیا کے اور چھ آخرت کے بیان کئے۔ اور قَدْ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْکُنَّسِ وَالَّیْلِ اِذَا عَسْعَسَ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ سے ترقی کی گئی یعنی جس طرح ستارے پوشیدہ ہو جاتے ہیں اسی طرح تم بھی مر جاؤ گے۔ اور جس طرح ستارے سیدھے چلنے والے ہیں اسی طرح تم بھی آخرت میں اپنے اپنے مقاموں پر سیدھے چلے جاؤ گے اور جس طرح وہ اپنے مقاموں پر قائم رہتے ہیں تم بھی اپنے مقاموں پر قائم رہو گے اور جس طرح رات اور دن کو کام کرتے ہو اسی طرح آخرت میں بھی کام کرو گے اور دن رات ہونگے پھر ترقی کر کے سورۃ انفطار میں کہا عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ یعنی گھروں میں رہو گے اس کے بعد نکالے بھی نہ جاؤ گے پھر ترقی کر کے سورۃ تطفیف میں کہا کِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ یعنی اس حد تک تم محکم ہو گے اپنے گھروں میں کہ اگر کوئی اپنا نام خارج کرانا چاہے گا تو اس کا نام خارج نہ ہو سکے گا۔ پھر ترقی کر کے سورۃ انشقاق میں کہا لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ یعنی گھروں سے تو کسی حیلہ سے خارج نہ ہو سکے گا اور تم پر کئی قسم کے حالات آئیں گے اس کے بعد سورت برج میں تمام تَبٰرَکَ الَّذِیْ سے لے کر اس جگہ تک خلاصہ مجمل بیان کیا گیا یعنی تخویف دنیوی اور اخروی بیان کی گئی پھر سورۃ الطارق میں کہا گیا کہ اگر اب بھی نہیں مانتے تو ان کو ذرا مہلت دے دو فَمَهِّلِ الْکٰفِرِیْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَیْدًا (حاصل تقریر کا) سورۃ قیامت سے لے کر سَبِّحِ اسْمَ تک تخویف ترقی کے ساتھ ذکر کیگئی اور سورۂ کوّرت میں مجملاً بارہ حال بیان کئے گئے پھر دو میں تمام کا خلاصہ بیان کیا گیا۔ پھر آخر سورت میں (الطارق میں) کہا گیا۔ اب بھی اگر نہیں مانتے تو ان کو تھوڑی سی مہلت دے دو (تحقیق جمل و مفردات)

لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ قسم اٹھاتا ہوں میں ساتھ دن قیامت کے کہ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ بڑی دہشت والا دن ہے تائید اس کی رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ اور قسم اٹھاتا ہوں میں ساتھ نفس ملامت کرنے والے کہ بہت لوگ اپنے نفس کو ملامت کریں گے میں قیامت کے خوف سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی بات بے اعراض نہ کرنا لازم تھا اور شور نہ کرنا تھا یہی جواب قسم کا محذوف ہے اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ لَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ بَلٰی قٰدِرِیْنَ عَلٰٓی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ ہم نہ کاہم پورا کریں گے پوٹے اس کے یعنی جب ہم اس پر قادر ہیں تو آیا ہڈیوں کو جمع نہ کر سکیں گے بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَهٗ یَسْئَلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ بل کی ترقی اَیَحْسَبُ سے ہے اَمَامَهٗ سے مراد ما امامہ سے معنی یہ ہوگا کہ آیا گمان کرتا ہے انسان اس کہ ہم عظام اس کی جمع نہ کر سکیں گے بلکہ ہم قادر ہیں۔ نہیں آفت یہ ہے کہ ارادہ کرتا ہے کہ تکذیب کرے مقامہ کی یعنی آئندہ آنے والی پیری کی فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ وَخَسَفَ الْقَمَرُ

وَجُمِعَ الشَّمْسُ یعنی جس وقت حیران ہونگی آنکھیں بوجہ ہیبت کے اور بے نور ہو جائے گا چاند اور جمع کئے جائینگے شمس اور قمر یعنی جس طرح بورہ یا لپیٹا جاتا ہے یہ بھی لپیٹے جائینگے کَلَّا لَا وَزَرَ متعلق ہے اِلٰی ربک کے ساتھ یعنی ہرگز نہیں کوئی جگہ پناہ کی یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ خبر دیا جائیگا انسان اس چیز سے جو کہ اس نے کی ہے اور جو نہیں کی بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَهٗ بلکہ ترقی سے یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ سے یعنی خبر دینے کی کچھ ضرورت نہ ہوگی بلکہ انسان خود بخود اپنے نفس پر عالم ہوگا اگرچہ بہانے بھی کرے لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ سے لے کر ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ تک جملہ معترضہ ہے واسطے بیان کرنے ایک نکتے کے کہ تو اے رسول غم نہ کر کہ قرآن مجھ کو نسیان ہو جائے گا۔ میں تمہارے دل میں قرآن کو محفوظ اور جمع کر دوں گا۔ چونکہ پہلے یُنَبَّؤُا سے معلوم ہو گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کو اخبار ہر شے کی دے سکتا ہے اب اس سے متعلق جملہ معترضہ لایا گیا كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ یہ متعلق ہے بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ کے ساتھ یعنی تکذیب نہ کرنی چاہئے وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ یہ متعلق فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ کے ساتھ وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ بمعنی ترش رو ئی تَظُنُّ اَنْ یُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ اے تعلم یعنی جانیں گے وہ منہ کیا جائیگا ان منہ کے ساتھ آفت ہوگی ہڈیوں کو توڑنے والی ہوگی۔ كَلَّاۤ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ کا متعلق ہے بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ کے ساتھ یعنی محبت دنیا کی نہ کرنی چاہئے تھی جس وقت پہنچی روح ہانس کو تو اس وقت کہے گا کوئی پھونک بند ہو جائے گا۔ تو دوسرا آدمی اسکو کہیگا کیا کہتا ہے تو کہے گا دارو یعنی کوئی دوا کرنے والا وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ مل جائے گی ساق ساتھ ساق کے۔ اِلٰی رَبِّكَ یومئذ المساق چلنا۔ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی التصدیق نہیں کی اس نے اور نماز نہیں پڑھی ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰۤی اَهْلِهٖ یَتَمَطّٰی یعنی پھر گیا طرف اہل اپنے کے تکبر کے ساتھ۔ اَوْلٰی لَكَ یعنی افسوس تیرے پر ثُمَّ اَوْلٰی لَكَ ثم میں تعقیب ذکری ہے یعنی پھر میں کہتا ہوں افسوس تیرے پر اَنْ یُّتْرَكَ سُدًی یعنی مہمل بلا حساب یعنی گمان کرتا ہے انسان یہ کہ اس سے حساب نہ لیا جائیگا اَلَمْ یَكُ نُطْفَةً یعنی تھوڑا پانی تھا مَّنِیٍّ یُّمْنٰی یعنی پلٹے ہوئے رحم میں۔ حاصل سورۃ کا یہ ہے کہ پہلے لَاۤ اُقْسِمُ سے لے کر یَسْئَلُ اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ کافروں کا شکوہ اور زجر بیان کی گئی کہ آیا یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی عظام جمع نہ کر سکینگے حالانکہ ہم ان کے پوٹے بھی برابر کر سکتے ہیں۔ قدرت کے جمع کرنے میں تو اس کو فی الحقیقت شک نہیں بلکہ انسان میں یہ آفت ہے آئندہ کی تکذیب کرتا ہے فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ سے لے کر وَلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَهٗ تک احوال قیامت کا بتلایا گیا۔ اور لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ سے جملہ معترضہ بیان کیا گیا متعلق یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ کے کیونکہ اس سے معلوم ہو گیا کہ انسان کو اللہ تعالےٰ ہر چیز سے بتلا سکتا ہے اور عادت اللہ بھی ہے تو باری تعالےٰ نے فرمایا کہ وحی کے یاد کرنے میں جلدی نہ کرو میں تیرے دل میں جمع کر دوں گا پھر اس کے بعد تین کلاموں کے متعلق بیان لایا گیا ہے علے سبیل اللف والنشر الغیر الترتب اول میں بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ سے لے کر یَوْمُ الْقِیٰمَةِ تک اس کے متعلق دو دفعہ بیان کیا گیا اول دفعہ میں كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ سے بیان کیا گیا یعنی تکذیب نہیں بلکہ دنیا کو پسند کرنا ہے آخرۃ پر اور پھر وُجُوْهٌ سے لے کر فَاقِرَةٌ تک متعلق فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ کے بیان کیا گیا اور پھر كَلَّاۤ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ سے لے کر الْمَسَاقُ تک حالت فوت ہونے کی بتلائی فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی سے لے کر ثُمَّ اَوْلٰی لَكَ فَاَوْلٰی تک متعلق بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ کے لایا گیا۔ اور پھر اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ سے لے کر اَنْ نُّجْمَعَ الْمَوْتٰی تک متعلق اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ سے لے کر اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ تک بیان کیا گیا۔ یعنی تھوڑے سے پانی سے مذکر و مؤنث بنانے اور تسویہ بنان پر قادر ہوں اور پھر دوسری دفعہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہوں (خلص یہ ہے) کہ اس سورت میں اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ سے لے کر اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ تک تذکرہ کیا گیا اور بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ سے لے کر یَسْئَلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ تک بعد بیان

کی گئی پھر فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ سے لے کر وَلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَہٗ تک حال قیامت کا بیان کیا اور پھر لَا تُحَرِّکْ سے لے کر ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ تک جملہ معترضہ متعلق یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ کے ذکر کیا گیا اور اُس کے بعد شکوہ اور زجر اور احوال قیامت علی السبیل اللف والنشر الغیر المرتب ذکر کیا گیا +

سُوْرَۃُ الدَّہْرِ (مکیۃ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورت میں سورت قیامت سے ترقی کی گئی ہے تخویف میں اس میں ایک نمونہ ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ سے لے کر فَجَعَلْنٰہُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا تک بتلایا گیا پیدا کرنے کا۔ سورۃ القیامت میں تو صرف شکوہ بیان کیا گیا کہ انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہ کر سکیں گے اب ترقی کر کے فرمایا کہ دیکھو کہ پہلے یہ انسان ایک زمانے میں کوئی شے نہ تھا پھر اس کو پیدا کیا ایک معمولی چیز سے اور پھر اسکو سمیع بصیر بنا دیا تاکہ حاکم کرے ان امور سے کہ واقعی اللہ تعالےٰ قادر ہے نشاۃ آخریہ اور دوسرا یہ کہ سورۃ قیامت میں محض تخویف تھی اصلی دعوے توحید کی ذکر نہ کیا گیا تھا۔ اب اس میں اصلی دعوے وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا وَمِنَ الَّیْلِ فَاسْجُدْ لَہٗ وَسَبِّحْہُ لَیْلًا طَوِیْلًا سے ذکر کیا گیا ہے یعنی نفی شرک فی العبادۃ کی گئی ہے اس سورت کے بعد اسی طرح ایک سورت میں تخویف اور دوسری میں کچھ تخویف اور اصلی دعوی بھی بیان کیا جائیگا (حاصل سورۃ ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ سے لے کر اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوْرًا تک ایک نمونہ پھر پیدا کرنے کا بتلایا گیا یعنی بس طرح پہلے انسان کو نہ تھا پھر اس کو پیدا کیا اور سمیع و بصیر بنایا تاکہ ان امور کو بچشم کر حق اور ناحق کو معلوم کر لیوے۔ نمونہ کے بتلانے کے بعد اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ سَلٰسِلَا وَاَغْلٰلًا وَّسَعِیْرًا سے تخویف اُخروی بیان کی پھر اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ سے لے کر کَانَ سَعْیُکُمْ مَّشْکُوْرًا تک مومنوں کو بشارت دی اور پھر اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِیْلًا کا ضمیر متعلق ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ کے لایا گیا یعنی نمونہ بھی تبلایا گیا تاکہ سمجھ لیوے اور تیرے اوپر قرآن بھی نازل کیا کہ تو بھی لوگوں کو حشر اور نشر اور توحید کے ساتھ تبلیغ کر اگر مصائب آ جائیں تو صبر کرو اور نفی شرک فی العبادۃ کرتا رہ۔ اور پھر اِنَّ ھٰٓؤُلَآءِ یُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَۃَ سے اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ سَلٰسِلَا تک پہلے کفار کو زجر کی کہ باوجود نمونے بتلانے کے پھر بھی دنیا کو پسند کرتے ہیں اور آخرت کو چھوڑتے ہیں اگر ہم چاہیں کہ اُن کے بدلے امثال اُن کے پیدا کریں تو کر سکتے ہیں (خلص سورۃ) سورت قیامت میں تو تمام تخویف بتلائی گئی اس میں اکثر بشارت لائی گئی ہے۔ اور اول میں نمونہ پھر پیدا کرنے کا بتلایا گیا اور کچھ تخویف ذکر کی (تحقیق جمل و مفردات) نُطْفَۃٍ اَمْشَاجٍ اے ذوات اجزاء اور امشاج صیغہ جمع نہیں ہے۔ جیسا کہ بُرْمَۃٌ اَعْشَارٌ جمع نہیں ہے۔ اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوْرًا اس کی مرضی شاکر بنے یا کفور بنے مِزَاجُھَا کَافُوْرًا کافور کا مزاج نہیں ہوتا بلکہ بھاھیا داللہ۔ عینا بدل ہے کافورا سے معنی یہ کہ ملاوٹ اس کی عرق کافور سے ہو گی کیونکہ رواج ہے گرمیوں میں عرق کافور ملاتے ہیں اور سردیوں میں عرق سنڈھ ملاتے ہیں یُفَجِّرُوْنَھَا تَفْجِیْرًا جاری کریں گے ان چشموں کو جاری کرنا۔ یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا الخ نذر کا معنی ماعھد اللہ الیہم ہے اور یہ علت ہے یَشْرَبُوْنَ کی یعنی ایسے عرق وغیرہ پینے کی علت یہ ہے کہ احکام اللہ کو پورا کرتے تھے مُسْتَطِیْرًا لمبا۔ یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا دن سخت بہت سخت ولقھم نضرۃ وسرورا تازگی اور خوشی۔ شَمْسًا وَّلَا زَمْھَرِیْرًا گرمی اور سردی دَانِیَۃً عَلَیْھِمْ ظِلٰلُھَا یعنی سایہ درختوں کے ذُلِّلَتْ قُطُوْفُھَا تَذْلِیْلًا تابع کئے جائیں گے میوہ جات

ان درختوں کے یا بِاٰنِیَۃٍ مِّنْ فِضَّۃٍ وَّاَکْوَابٍ کَانَتْ قَوَارِیْرَا قَوَارِیْرَ مِنْ فِضَّۃٍ کانت کی دو خبریں ہیں ایک قواریرا اور دوسری مِن فضۃ معنی یہ ہوگا کہ وہ اکواب مثل شیشے کے ہوں گے اور چاندی سے بنے ہوئے ہونگے اور چمک اور صفائی میں شیشے کی طرح ہونگے قَدَّرُوْهَا تَقْدِیْرًا یعنی اندازے کے ساتھ ہونگے مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا یعنی عرق سونٹھ والا ہوگا تُسَمّٰی سَلْسَبِیْلًا یعنی نام اس کا سلسبیل ہوگا یعنی آسانی سے گذرنے والا وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا رَاَیْتَ نَعِیْمًا جزا ہے معنی یہ ہے کہ جس وقت دیکھے گا اُس جگہ تو نعمتیں دیکھیگا اٰثِمًا اَوْ کَفُوْرًا گناہ پر چلنے والا اور کفران کرنے والا وَیَذَرُوْنَ وَرَآئَهُمْ یَوْمًا ثَقِیْلًا - یوما ثقیلا مفعول یذرون کا اور وَرَآئَهُمْ مفعول فیہ ہے معنی یہ کہ چھوڑتے ہیں یوم ثقیل پیچھے اپنے وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ اے محکم کردیم رگ الیشان را یُدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ فِیْ رَحْمَتِهٖ یعنی جو اناابت کرے کما فی ہدی الیہ من ینیب ۱۲

سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورت میں بعض تخویفات بیان ہونگی لیکن سورۂ دہر سے ترقی کی جائے گی - کیونکہ اس میں تو صرف پیدا کرنے کا ایک نمونہ بتلایا گیا - اور اس سورت میں وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا سے لے کر اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ تک عذاب دینے کا نمونہ بتلایا گیا کہ دیکھو ایک ہوا ہوتی ہے کس جگہ زم چلتی ہے اور کس جگہ سخت - اور یہی بادلوں کو اٹھاتی ہے اور جُدا بھی کرتی ہے اور یہ ہوا نصیحت ڈال رہی ہے تاکہ پھر کوئی عذر نہ رہ جائے - اسلئے کہ دُنیا میں اس کا نمونہ بتلایا گیا ہے - اسی طرح آخرت میں کسی کے ساتھ نرمی اور کسی کے ساتھ تندی کی جاوے گی اور عذاب دیا جاوے گا اور پھر فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ سے لے کر وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ تک قیامت کا ابتدائی حال بتایا گیا اور تخویف دی گئی - اور اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ کے متعلق کلام لائی گئی یعنی ماتوعدون تو ضرور آئے گا - اب تم نہیں مانتے تو جس وقت ستارے بے نُور ہونگے اور آسمان پھٹ جاوے گا اور پہاڑ اُڑائے جاویں گے اور رسول جمع کئے جاویں گے - اس وقت کیا حال ہوگا - اور اس کے بعد اس رکوع میں سات دفعہ ویل کی گئی ہے مکذبین پر تین دفعہ دُنیا کے متعلق بیان کرکے اور چار دفعہ آخرت کے حال بیان کیا - اوّل دفعہ آخرت کے متعلق کلام لائی لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ سے لے کر مَآ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ تک یعنی کس دن کے واسطے ان کو مہلت دی ہے یوم الفصل کے واسطے مہلت دی گئی ہے ان کو اور وہ دن بہت بُرا ہے - اُس کا بیان نہیں ہوسکتا - اور پھر کہا کہ ہلاکت ہے واسطے مکذبین کے کہ اس دن سے خوف نہیں کرتے - پھر تین دفعہ متصل دنیا کے متعلق کلام لائی گئی ہے لیکن پہلے تخویف دُنیوی کی گئی - اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِیْنَ سے لے کر كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِیْنَ تک یعنی ذرا ان سے پُوچھو تو سہی کہ آیا ہم نے اولین کو ہلاک نہیں کیا - پھر علیحدہ بات کی کہ باقیوں کو بھی اسی طرح ہلاک کریں گے - پس ہلاکت ہے واسطے مکذبین کے - کہ یہ سب اُمور دیکھ کر پھر بھی نہیں مانتے - اور دوسری دفعہ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ سے لے کر فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ تک دلیل عقلی بیان کی - یعنی ذرا اُن سے پوچھو تو سہی کہ ہم نے ان کو پیدا نہیں کیا حقیر و ذلیل پانی سے پھر اُس پانی کو جائے قرار میں رکھا ایک وقت معین تک اس سے سمجھ کر ضرور تسلیم کریں گے وَاَنَّهٗ سَاَلَتْهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ہلاکت ہے واسطے مکذبین کے کہ دلائل دیکھکر نہیں مانتے اور بلکہ تکذیب کرتے ہیں - پھر تیسری دفعہ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا سے لے کر مَآءً فُرَاتًا تک دوسری دلیل عقلی بیان کی کہ آیا ہم نے زمین کو جمع کرنے والی واسطے احیاء

داموات کے نہیں بنایا۔ اور اس میں پہاڑ اونچے نہیں کیے اور تم کو پانی میٹھا نہیں پلایا پھر بھی تکذیب کرتے ہو۔ ویل ہے واسطے مکذبین کے اور تین دفعہ آخرت کے متعلق تخویف دی گئی اول دفعہ اِنْطَلِقُوْا سے لے کر جِبِلَّتًا صُفْرٌ تک کہ اس دن کفار کو کہا جائے گا کہ جاؤ طرف اس چیز کے جس کی تکذیب کرتے تھے یعنی دوزخ میں۔ پھر اس سے ترقی کر کے کہا اِنْطَلِقُوْا اِلٰی ظِلٍّ اور کہا ہلاکت ہے واسطے مکذبین کے کہ نہیں مانتے اور تکذیب کرتے ہیں اور دوسری دفعہ هٰذَا یَوْمُ لَا یَنْطِقُوْنَ وَلَا یُؤْذَنُ لَهُمْ فَیَعْتَذِرُوْنَ سے تخویف اُخروی بیان کی یعنی کہا جائے گا کہ یہ وہ دن ہے جس کی تم تکذیب کرتے تھے۔ آج تمہارا کوئی عذر وغیرہ منظور نہیں لیکن ہلاکت ہے واسطے مکذبین کے کہ نہیں مانتے ہیں اور پھر تیسری دفعہ هٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ سے لے کر فَکِیْدُوْنِ تک یعنی اس دن کہا جائے گا کہ یہ دن ہے تمہارے فیصلہ کا اگر کوئی حیلہ ہے تو کرو۔ لیکن تم پر ہلاکت ہے کہ تکذیب کرتے ہو اور پھر اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ والے رکوع میں مومنوں کے واسطے بشارت کی اور درمیان میں ویل مکذبین کی بیان کی۔ اور کُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا سے تخویف بیان کی (حاصل **سورت مرسلت** کا یہ ہے) کہ پہلے رکوع میں تخویف بیان کی اور ایک نمونہ عذاب دینے کا بتلایا گیا اور سات دفعہ ویل واسطے مکذبین کے بیان کی اور درمیان میں تخویف اور دلائل عقلیہ اور دوسرے رکوع میں مومنوں کے لئے بشارت بیان کی اور درمیان میں مکذبین کیواسطے ویل اور کفار کے واسطے تخویف بیان کی (**تحقیق جمل و مفردات**) وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا قسم ہے ہواؤں کی کہ چھوڑی جاتی ہیں نرمی کے ساتھ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا یعنی تند ہوتی ہیں تند ہونا۔ وَالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا اُٹھاتی ہیں بادلوں کو فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا یعنی بادلوں کو جدا کرتی ہیں فَالْمُلْقِیٰتِ ذِکْرًا یعنی ڈالتی ہیں نصیحت کو۔ عُذْرًا واسطے دفع کرنے عذر کے وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ کونسی چیز بتلائے تم کو یوم الفصل یعنی کس طرح بیان کی جائے نہایت دہشت الادین ہے کفاتا جمع کنندہ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِیْنَ یہ جملہ مستانفہ ہے۔ شَامِخٰتٍ اُونچی۔ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰی ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ یعنی شعلہ دخان کا جو کہ صاحب تین شاخوں کا ہوگا۔ اس لئے کہ زور سے نکلے گا۔ لَّا ظَلِیْلٍ وَّلَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ یعنی سردی دینے والا نہ ہوگا۔ اور جوش کنندہ بھی ہوگا۔ اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ کَالْقَصْرِ کَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ یعنی چنگاریاں مثل قصر کی ہونگی گویا زرد اونٹوں کی قطار ہے کُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا یہ علیحدہ جملہ ہے یہ دنیا کے کفاروں کو حکم ہو رہا ہے فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ یعنی اس قرآن کے بعد کس کلام سے ایمان لائینگے **فقط**

سُوْرَةُ نَبَاٍ مکیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورت کا ربط سورۃ سابقہ سے دو طریقے سے ہے ایک تو یہ کہ اس میں تخویفات مرسلت سے ترقی کے ساتھ بیان کی جائینگی۔ اور دوسرا یہ ہے کہ سورۃ مرسلت میں تو محض تخویفات ہیں۔ اس میں توحید کے متعلق بھی بیان آئے گا۔ جیسا کہ قاعدہ بیان کیا گیا ہے۔ ترقی تخویف کی یہ ہے کہ مرسلت میں تو نمونہ عذاب واقع ہونے کا بتلایا گیا صرف اتنا کہا گیا کہ عذاب واقع ہوگا اور اس میں اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا سے لے کر جَنّٰتٍ اَلْفَافًا تک تخویف بیان کی۔ لیکن اس میں اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ کی تفصیل کی گئی کہ دنیا میں دیکھو کہ یہ انعام دیئے گئے ہیں۔ اور مصائب کا ذکر مقابلہ پر چھوڑا گیا ہے اور بتایا گیا کہ جس طرح دنیا میں انعام اور مصائب ہیں اسی طرح آخرت میں بھی کسی کو انعام دیں گے اور کسی کو عذاب دیں گے۔ اور دوسرا امر یعنی توحید کا ذکر رَبِّ السَّمٰوٰتِ الخ وَیَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا یَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ

الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا سے کیا گیا مگر جس کو اذن دیا جائے گا۔ اس میں نفی تشفیع کی گئی کہ باری تعالیٰ کے آگے کوئی کلام نہ کرسکے گا۔ مگر جس کو اذن دیا جائے گا یعنی رسل اور ملائکہ جو کفاروں نے معبود بنائے ہوئے ہیں اور اپنے شفعا جانتے ہیں کسی کو بھی طاقت نہ ہوگی بغیر اجازت کے جب کلام نہ کرسکیں گے تو شفاعت قہری کا حال تو ظاہر ہے اور بت وغیرہ ... تو دوزخ میں ڈالے جائینگے (حاصل سورۃ) اس کے اول رکوع میں کافروں کے متعلق بیان ہے اور دوسرے میں مومنوں کے لئے بشارت ہے عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ سے لے کر ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ تک ان کی شکوہ اور زجر بیان کی گئی پہلے یہ شکوہ بیان کیا کہ یہ کفار کس سے سوال کرتے ہیں ہاں نبا عظیم سے یعنی قیامت کی خبر جس کی خبر میں تیرے ساتھ خلاف کر رہے ہیں پھر زجر کی گئی کہ یوں تو نہ چاہئے تھا اچھا قریب ہے کہ جان لیں گے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ یوں نہ چاہئے تھا اچھا قریب ہے کہ جان لیں گے اور پھر اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا سے لے کر جَنّٰتٍ اَلْفَافًا تک انعام ذکر کئے گئے اور عذاب کا ذکر مقابلہ پر ترک کیا گیا ہے اور غرض نمونہ بتلانا ہے آخرت کے عذاب کا اور نعمتوں کا اسی واسطے جَنّٰتٍ اَلْفَافًا کے بعد یہ عبارت محذوف ہوئی کہ آخرت میں بھی اسی طرح ہوگا۔ کہ کسی کو انعام اور کسی کو عذاب دیا جاوے گا اور پھر اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا سے لے کر فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا تک تخویف ضروری بیان کی گئی لیکن فَكَانَتْ سَرَابًا تک ابتدائی حال قیامت کا بتلایا گیا اور پھر اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا سے فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا تک ابتدائی حال سے بعد کا حال بتلایا گیا کہ جہنم ان کی جگہ ہوگی اور طعام جہنمیوں والا ہوگا اور پھر اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا سے لے کر وَقَالَ صَوَابًا تک مومنوں کے واسطے بشارت ذکر کی گئی کہ ان کی جگہ جنت میں ہوگی اور ہر قسم کی خوشی ان کو ہوگی پھر اس کے متعلق کلام لائی گئی رَبِّ السَّمٰوٰتِ سے اور نفی تشفیع قہری کی گئی۔ پھر ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ سے لے کر كُنْتُ تُرٰبًا تک تخویف بیان کی گئی (خلص یہ ہوا) کہ شکوہ اور زجر بیان کرکے نمونہ عذاب آخرت کا بتلایا گیا تفصیل سے پھر تخویف اخروی ابتدائی حال کی اور اس کے بعد مومنوں کے واسطے بشارت اور نفی تشفیع قہری کی گئی (تحقیق جمل و مفردات) مُخْتَلِفُوْنَ اس کے دو معنے آتے ہیں ایک یہ کہ وہ کفار تیرے ساتھ اختلاف کرتے ہیں اور دوسرا یہ کہ آپس میں خلاف کرتے ہیں اس جگہ پہلا معنی مراد ہے۔ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا یعنی نیچے سے زمین کو فرش بنایا ہے اور اوپر سے جبال کو میخ بنادی ہے خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا یعنی زیادہ وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا یعنی سبب راحت کا ہے سَبْعًا شِدَادًا محکم۔ سِرَاجًا وَّهَّاجًا چراغ جلنے والا وَاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا نازل کیا ہے ہم نے پانی ان بادلوں سے جو کہ قریب ہیں برسنے کے جَنّٰتٍ اَلْفَافًا باغ۔ كَانَتْ مِرْصَادًا تیار کی ہوئی لٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا رہیں گے اس میں کئی مدت یعنی مدتہا۔ بَرْدًا سردی جَزَآءً وِّفَاقًا یعنی جزا موافق اعمالوں کے اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا اگر کانوا کا معنی ماضی والا کریں تو یقال ... محذوف ہوگا ورنہ نہ ہوگا (مدارک) كِذَّابًا (مصدر ہے فَذُوْقُوْا لے یقال فذوقوا۔ مَفَازًا کامیابی۔ حَدَآئِقَ باغ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا جوان عورتیں جو کہ ہم عمر ہونگی مردوں کے ساتھ كَاْسًا دِهَاقًا پیالے بھرے ہوئے کسی نہ کسی چیز سے ہونگے جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ عطا بدل ہے جزاء سے معنی یہ ہوں گے جزاء یعنی عطا کافی ہوگا جزا اس رب کی جو کہ تربیت کنندہ آسمان اور زمین کا ہے اور اس کے آگے کوئی کلام کرنے کی طاقت نہیں رکھیگا پس اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا تعلق جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ کے ساتھ ہے بمعنے کلام وَقَالَ صَوَابًا یعنی کہے گا مَنْ اَذِنَ لَهُ یعنی جس کو اذن دیا جائیگا وہ حق حق کہے گا۔

سُوْرَۃُ وَالنّٰزِعٰتِ (مکیۃ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سُورت کا ربط ماقبل سے یہ ہے کہ اس میں ترتی کی تخویف میں اور تفصیل کی بہ نسبت سُور سابقہ کے کیونکہ سورۃ نبا میں تو انعام ذکر کئے گئے اور مصائب کو چھوڑا گیا۔ اور یہ اشارہ کیا گیا کہ اسی طرح تمہارے ساتھ کیا جاوے گا۔ اور اس سُورت میں مفصل کر کے بتلایا گیا وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا سے نمونہ اولاً بتلایا گیا واسطے آخرت کے یعنی مشاہد دنیا میں کہ جس طرح دُنیا میں ملائک کافروں کے ساتھ سختی کرتے ہیں اور مومنوں کے ساتھ نرمی کرتے ہیں اور تیرنے والے ہیں آسمانوں پر اور کام کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہیں اور تدبیریں کرتے ہیں اسی طرح آخرت میں بھی تم پر ملائک مسلط کئے جائینگے کافروں کو عذاب دیں گے اور مومنوں کو جنات میں داخل کریں گے۔ پھر نمونہ دکھا کر یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَۃُ سے لے کر اَبْصَارُھَا خَاشِعَۃٌ تک تخویف اُخروی بیان کی۔ حاصل یہ کہ ملائک اس دن تم پر مسلط کئے جائیں گے جس دن ہلنے والی یعنی نفخہ اولیٰ ہوگا پھر اس کے بعد نفخہ ثانی کیا جاوے گا۔ اور تمام دل ڈرنے والے ہونگے اور پھر یَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِی الْحَافِرَۃِ سے لے کر فَاِذَا ھُمْ بِالسَّاھِرَۃِ تک شکوہ بیان کیا گیا کہ یہ کفار کہتے ہیں کہ آیا ہم دنیا میں واپس آئیں گے حالانکہ ہم پرانی ہڈیاں ہو جائیں گے۔ اور بطور استہزاء کے کہتے ہیں کہ ہمارا واپس آنا نہایت خسارے والا ہوگا۔ کیونکہ جب واپس ہوئے تو گھروں کے بہت مالک ہوں گے اور اُٹھانا ایک آواز کے ساتھ ہوگا اس وقت زمین پر موجود ہو جائیں گے اور پھر ھَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى سے لے کر اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَۃً لِّمَنْ يَّخْشٰى تک حاصل یہ ہے کہ موسےٰ کو اللہ تعالےٰ نے فرعون کی طرف بھیجا اُس نے نہایت سرکشی کی تو اللہ تعالےٰ نے اس کو دنیا میں عذاب دیا اور آخرت میں عذاب کا حکم کر دیا۔ اور بنی اسرائیل کو نجات دی اور پھر ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ سے لے کر وَلِاَنْعَامِكُمْ تک تیسرا نمونہ دکھایا گیا۔ لیکن یہ نمونہ انعام بتلا کر کہا گیا کہ دیکھو آسمان کو پیدا کرنا پھر اس کو ایک خاص اندازہ سے اونچا کرنا اور زمین کو بچھانا اور اس میں رزق پیدا کرنا واسطے تمہارے اور چارپایوں کے آیا یہ مشکل ہیں یا تمہارا پیدا کرنا نہیں بلکہ جس ذات نے یہ تمام اُمور کئے ہیں تم کو بھی پیدا کریگا اور پھر فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّۃُ الْكُبْرٰى سے لے کر فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰى تک تخویف اور بشارت ذکر کی گئی اور پھر يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَۃِ اَيَّانَ مُرْسٰىھَا سے لے کر اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىھَا تک جواب تبلایا گیا کہ ان کے جواب میں کہہ کہ میں بشیر اور نذیر ہوں مجھکو قیامت کا حال معلوم نہیں ہے کہ کب آئے گی اللہ کو معلوم ہے۔ اور پھر كَاَنَّھُمْ يَوْمَ يَرَوْنَھَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّۃً اَوْ ضُحٰھَا متعلق يَسْـَٔلُوْنَكَ کے بیان کیا گیا کہ اب تو یہ کافر سوال کرتے ہیں جس وقت وہ دن آئے گا ایسا سخت ہوگا کہ خیال کریں گے کہ ہم تو دُنیا میں ظہر سے لے کر شام کے وقت میں سے ضحیٰ کے وقت کا قدر ٹھیرے ہیں (تحقیق جمل و مفردات) وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا اغراق سخت کشیدن کمان نَشْطًا باشادمانی شدن وَنمودن يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَۃُ یوم ظرف متعلق لیسلط کے ہے جو کہ كَذٰلِكَ لیسلط عَلَيْھِمُ الْمَلٰٓئِكَۃَ میں محذوف ہے جواب قسم کا تَتْبَعُھَا الرَّادِفَۃُ معنی یہ ہے کہ پیچھے لگے گا لگنے والا یعنی نفخہ ثانی عظاما نخرہ یعنی ہڈیاں پرانی تِلْكَ اِذًا كَرَّۃٌ خَاسِرَۃٌ یہ باز آنا آخرت میں خسارہ والا ہوگا ایک ایک مکان کے بہت

مارث ہونگے فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ یعنی اُٹھانا تو ایک آواز سے ہی ہوگا پس وہ لوگ ناگہاں وجہ الارض پر ہونگے فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى معنی یہ کہ کہہ دو اے موسیٰ فرعون کو آیا ہے تیرا میلان طرف پاک ہونے کے اور ہدایت کروں میں تجھ کو طرف تیرے رب کے اور اَنْ تَزَكّٰى کا معنی بلا معجزہ ایمان لانا۔ اور وَاَهْدِيَكَ معجزہ دیکھکر ایمان لانا۔ اسی طرح قرآن میں کئی مقاموں پر آتا ہے کہ پہلے مرتبہ اعلےٰ مُراد ہوتا ہے بعد میں اس سے کم جیسا کہ قَوْلُهٗ تَعَالٰى يَتَذَكَّرُ وَيَخْشٰى میں بھی یہی مُراد ہے اَلْاٰيَةُ الْكُبْرٰى سے مراد معجزات ہیں ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى فَحَشَرَ پس پیچھے مڑا۔ در آں حال کہ دوڑنے والا تھا اور جمع کیا اُس نے اپنی قوم کو اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى رب سے مُراد بادشاہ ہے معنی حقیقی مُراد نہیں۔ کیونکہ فرعون کا مذہب دہری تھا فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى نکال کا معنی عذاب آخرت اور دُنیا کا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا میں عذاب دیا اور حکم کر دیا کہ آخرت میں بھی اس کو عذاب دیا جائے گا رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا بلند کیا اللہ تعالےٰ نے اونچائی اس کی کو ایک خاص قدر کے ساتھ اَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا معنی یہ ہے کہ اندھیری بنائی رات آسمان کی کو نکالا اللہ تعالےٰ نے اُجالا اس آسمان کا اگر کہا جائے کہ رات اور اُجالا آسمان کا تو نہیں ہوتا۔ اضافت اس کی طرف کیوں کی گئی۔ جواب یہ کہ رات اور دن آسمانوں کی حرکت سے پیدا ہوتے ہیں اس وجہ سے اضافت کی گئی ہے اس کی طرف وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا بعد اس کے زمین کو بچھا دیا بَعْدَ ذٰلِكَ سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے آسمان پیدا ہوا ہے پھر زمین حالانکہ معاملہ برعکس ہے جیسا کہ حٰمٓ سجدہ سے معلوم ہوتا ہے خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ الجواب۔ بعد ذالک واسطے تعقیب ذکری کے ہے یعنی پھر یہ بات سنو کہ اللہ نے زمین کو نشر کیا ہے اور وَالْاَرْضَ کے بعد ضمیر مؤنثہ راجع ہے طرف ارض کے وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا کا معنی یہ ہے کہ پہاڑوں کو اللہ نے رکھا ہے اس میں مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ اے ذالک لذکر رتاعًا لکم ولانعامکم فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى الطامۃ الکبریٰ کا معنے سختی جو کہ غالب ہوگی تمام مصائب پر اَيَّانَ مُرْسٰىهَا کب ہوگا آنا اس کا فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا یعنی تجھ کو کیا معلوم ہے گا تَهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا اے بطلون کا نہم یوم یرونہا۔ اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ضحیٰ کی ضمیر راجع ہے طرف عشیہ کے حالانکہ ضحیٰ کبھی عشیہ نہیں ہو سکتی۔ جواب یہ کہ عشیہ میں سے ضحیٰ کا قدر مُراد ہے اور یہ معنی صحیح ہے کیونکہ عشیہ ظہر سے لے کر شام تک کے وقت کو کہتے ہیں اور ضحیٰ محض سُورج کے ظاہر ہونے کے بعد قدر دو نیزے برابر تک سُورج کے آنے کو کہتے ہیں یہ وقت تھوڑا ہے عشیہ سے اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا اے منتہا علمہا۔ فقط ۔

سُوْرَةُ عَبَسَ (مکیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورت کا ربط ماقبل سے اس طریقے سے ہے کہ اس میں تخویف اخروی علےٰ سبیل الترقی ذکر کی گئی ہے کیونکہ سُورۃ والنّٰزعات میں نفخہ تالائے گئے اور اس میں ترقی کر کے کہا یَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ الخ یعنی عذاب تو خود بخود ملے گا کفار کو لیکن دن ایسا سخت ہوگا کہ ہر ایک نفسی نفسی کرے گا اور ایک دوسرے سے بھاگیں گے اس کی تائید سورۂ حج میں ہے يَوْمَ تَرَوْنَهَا

قُدِّرَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى (حاصل سورۃ) اس سورت کے باعتبار مضمون کے تین حصے ہیں۔ اوّل عَبَسَ وَتَوَلّٰى سے لے کر كِرَامٍ بَرَرَةٍ تک رسول صلعم کو تنبیہ کی گئی کہ بغرض ایمان امرا میرے ایک غریب بندے سے اعراض اور تر شروئی نہ کرنی چاہئے تھی کیونکہ وہ ایمان ہرگز نہ لاویں گے اور یہ پریشان ہو گیا۔ تیرے پر صرف تبلیغ کرنی ہے جو کوئی ہو غریب ہو یا امیر جو ایمان لانے کے واسطے آیا ہے اس سے غافل ہو گیا قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ سے لے کر مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ تک دوسرا حصہ ہے اور اس جگہ اصلی مضمون کے متعلق کلام لائی گئی ہے اس میں زجر کیا گیا کفار پر کہ خوار ہو انسان کتنا ناشکر ہے اور کفران نعمت کرتا ہے ذرا اپنی پیدائش کو تو دیکھے کتنی عاجز شئے سے پیدا کیا اور پھر اس کے واسطے گذران مقدر کی ہے اور پھر اس کے لئے آسان رستہ کر دیا ہے رحم سے نکلنے کا اور مارتا ہے اور قبروں میں کر دیتا ہے جب اتنے اُمور کر لیتا ہے تو دوسری دفعہ پیدا نہیں کر سکتا ضرور کر سکتا ہے اور پھر كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ سے زجر کی گئی کہ یہی بات ہے کہ انسان نے مامورہ کو ادا نہیں کیا پھر دلائل بیان کئے گئے کہ ذرا دیکھو تو سہی کہ اللہ نے اس کو انعام دیئے ہیں۔ ذرا مشروبات و ماکولات کا خیال کرے کہ کس نے دیئے ہیں۔ اور پھر تیسرا حصہ فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ سے لے کر آخر تک تخویف قصداً اور بشارت ضمناً ذکر کی گئی ہے کہ مومن نہایت خوش ہونگے اور کافر پشیمان ہونگے۔ (خلص سورۃ یہ ہے) تین حصے ہیں پہلے حصے میں رسول صلعم کو تنبیہ فرمائی۔ اور قُتِلَ الْاِنْسَانُ والے حصے میں دو زجریں اور دلائل بیان کئے گئے اور پھر فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ والے حصے میں تخویف اور بشارت ذکر کی گئی (تحقیق جمل و مفردات) مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰى اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى یعنی یہ کہ کوئی چیز تم کو بتلاتی ہے کہ تو نے اعراض کیا ہے لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰى کا مفعول مَا يُدْرِيْكَ کا نہیں ہے یعنی شاید کہ یہ پاک ہوگا اولاً نصیحت سننے ہی کے ساتھ یا نصیحت سن کر اور فکر کرے گا اس کو نفع دی گئی نصیحت اور لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰى سے مرتبہ اعلےٰ مراد ہے یعنی اوّل ہی اوّل پاک ہو جائے اور يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى سے مراد کم مرتبہ ہے یعنی نصیحت سنتا پھر اس کو نصیحت فائدہ دیتی فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى دیکھے ہوتا ہے تو اس کے وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى کا مآل یہ ہے کہ نہیں تیرے پر ضرر کہ وہ اگر پاک نہ ہوئے فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى پس تو اس سے غافل ہوتا ہے جو کہ دوڑ آتا ہے تیرے پاس اور وہ اللہ سے ڈرنے والا بھی ہے كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ہاں یوں تو تیرے مناسب تھا یہ آیات قرآنیہ تذکرہ ہیں ہر ایک کے واسطے اور فی صحف کا تعلق تَذْكِرَةٌ سے ہے وَقُتِلَ اے تر کاریاں پائیدار ہی سفر ہے کا تبین حَدَآئِقَ غُلْبًا باغ گنجان شَاْنٌ تُغْنِيْهِ یعنی کام جو مشغول کرے گا اس کو مُسْفِرَةٌ سفید مُسْتَبْشِرَةٌ خوش ہونے والے غَبَرَةٌ غبار قَتَرَةٌ سیاہی۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ وہ کافر اور فاجر ہوں گے۔ فقط ؛

سُوْرَةُ التَّكْوِيْر

مکیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورۃ کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ اس میں تخویف اُخروی علی سبیل الترقی ہوئی ہے اور تمام ماقبل یعنی سورۃ تبارک سے لے کر یہاں تک کا خلاصہ مجملہ بیان کیا گیا۔ وہ بارہ حال ہیں چھ دُنیوی اور چھ اُخروی اور تخویف ترقی کے ساتھ فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ

وَالَّیۡلِ اِذَا عَسۡعَسَ وَالصُّبۡحِ اِذَا تَنَفَّسَ اسی آیت سے بیان کی گئی ہے کیونکہ سورۂ علیس میں تو بیان کیا کہ اتنے خوف کا دن ہے کہ ہر ایک دوسرے خویش اقربا سے دُور بھاگے گا اور ہر ایک اپنے اپنے حال میں مشغول ہوگا۔ اور اس میں یہ بیان کیا کہ حساب کے بعد تم اپنے اپنے گھروں میں رہو گے۔ انکے واسطے ایک شاہد تبلایا کہ جس طرح ستارے اپنی روشنی دکھا کر پوشیدہ ہو جاتے ہیں اسی طرح تم بھی مر جاؤ گے اور پھر ظاہر ہو گے اور جس طرح ستارے آسمان پر سیدھے چلتے ہیں تم بھی آخرت میں اپنے مقاموں پر سیدھے چلے جاؤ گے اور جس طرح ستارے قایم رہتے ہیں تم بھی قایم رہو گے (حاصل سُورۃ) اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ سے لے کر اِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ تک دُنیاوی حال یعنی ابتدائی حال قیامت کے تبلائے گئے ہیں جس وقت سُورج لپیٹا جاوے گا اور ستارے بے نُور کیے جائیں گے اور پہاڑ اُڑائے جائیں گے اور حاملہ معطل چھوڑی جائیں گی اور حیوانات جمع کیے جاوینگے ہیبت کے سبب سے جیسا کہ مشاہدے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہیبت کے وقت حیوانات انسانوں کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور دریا بھرے جاوینگے یعنی سمندروں کو الٹایا جاوے گا اور دریا بھرے جائیں گے اس کے بعد سورۃ انفطار میں کہا گیا وَاِذَا الۡبِحَارُ فُجِّرَتۡ یعنی بھرنے کے بعد جاری کیے جائیں گے اور رُوح بدنوں کے ساتھ ملائے جائیں گے تو جزا اُن کی عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّاۤ اَحۡضَرَتۡ ہے یعنے جان لے گا نفس عمل کو جو حاضر ہونگے اور پھر وَاِذَا الۡمَوۡءٗدَۃُ سُئِلَتۡ بِاَیِّ ذَنۡۢبٍ قُتِلَتۡ سے لے کر وَاِذَا الۡجَنَّۃُ اُزۡلِفَتۡ تک چھ احوال اُخروی بتائے گئے یعنی زندہ درگور کردہ کا حال پوچھا جاوے گا کہ یہ کس گناہ سے زندہ درگور کی گئی ہے اور ہر ایک کے اعمال نامے علیحدہ علیحدہ کیے جاویں گے اور آسمان کو چھیلا جاوے گا اور آگ جلائی جاوے گی اور جنت نزدیک کی جاوے گی جزا ان تمام کی بھی عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّاۤ اَحۡضَرَتۡ ہے اور پھر فَلَاۤ اُقۡسِمُ سے لے کر اِذَا تَنَفَّسَ تک عقلی نمونہ اور شاہد تبلایا گیا واسطے گھبرانے کے قیامت میں اور اِنَّہٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ کَرِیۡمٍ سے لے کر فَاَیۡنَ تَذۡہَبُوۡنَ تک شاہد وحی لایا گیا کہ نمونہ عقلی تو سُن لیا اور دُوسری بات یہ ہے کہ اپنے نفس سے نہیں کہہ رہا ہے بلکہ یہ قول رسول کریم کا جو کہ بڑا ذی قوت ہے نزدیک بادشاہ ذی العرش کے اور بڑے مرتبے والا ہے اور اُسکے مانے آسمانوں اور زمینوں کا اور امانتی بھی ہے پھر شکوہ کیا گیا حال کفار کا اور پھر وَمَا صَاحِبُکُمۡ بِمَجۡنُوۡنٍ سے لے کر آخر تک کہا کہ ذرا سوچو تو سہی ایسی باتیں مجنون کی ہوتی ہیں اور وہ بیان کرتا ہے جو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے اور بخیل بھی نہیں تاکہ لوگوں کو نصیحت اور قرآن نہ تبلائے۔ تم نے اپنی بے عقلی سے خواب کی بات بنا دی ہے اور شیطان کی بات بھی نہیں کہ بھر بھا گے جاتے ہو لیکن بات یہ ہے کہ ہدایت اور ضلالت اللہ کے ہاتھ میں ہے جو انابت کرے اس کو ہدایت کرتا ہے اور جو ضد کرے اس پر مہر جباریت کی مارتا ہے (خُلاصہ سورۃ) پہلے چھ دنیاوی اور چھ اُخروی حال تبلا کر نمونہ اور شاہد عقلی تبلایا گیا پھر بعد اس کے دلیل وحی ذکر کی گئی اور آخر میں شکوہ کیا گیا۔ فقط ۔

سُوۡرَۃُ الۡاِنۡفِطَارِ (مکیہ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اس سُورۃ کا ربط ماقبل کے ساتھ تین طریقے سے ہے اوّل تو اس سُورۃ کا مضمون تکویر میں کہا گیا ہے۔ وَاِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ یعنی پھر کیا جائے گا سمندر اور اس میں ترقی کر کے وَاِذَا الۡبِحَارُ فُجِّرَتۡ کہا یعنی جاری کیے جائیں گے اور باقی احوال بھی ترقی کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں

اور دوسرا یہ ہے کہ تخویف اُخروی کے مضمون کے متعلق ترقی کی گئی ہے کیونکہ سورۃ تکویر میں یہ کہا کہ اپنے گھروں کی طرف چلو گے اور قائم رہو گے اور اس میں ترقی کی مَا ھُمْ عَنْھَا بِغَآئِبِیْنَ کہا گیا یعنی پھر ان گھروں سے نکل بھی سکو گے اور تیسرا یہ کہ اس میں توحید کے متعلق بھی بیان لایا گیا ہے آخر میں یَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا وَّالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰہِ یعنی نفی تشفیع قہری کی گئی ہے جیسا کہ عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ میں کی گئی تھی اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ اول اس میں چار احوال دُنیوی اور اُخروی ذکر کئے گئے ہیں لیکن سُورۃ تکویر سے ترقی کے ساتھ کیونکہ سُورۃ تکویر میں اِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ کہا گیا یعنی پھیلا جائیگا اور سُرخ ہوگا اور اس میں ترقی کر کے اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ کہا گیا یعنی آسمان پھٹ جائے گا اور اس میں اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ کہا گیا یعنی بے نُور ہوں گے اس میں ترقی کر کے کہا وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ یعنی ستارے ساقط ہو جائیں گے اور اس میں اِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ کہا اور اس میں ترقی سے کہا وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ اس کی تقریر ہو چکی ہے اور سُورۃ تکویر میں جواب عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا اَحْضَرَتْ ذکر کی اور اس میں اس کی تفصیل کر کے کہا عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ .. یعنی جو اعمال کئے ہیں اور جو نہیں کئے سب کو نفس جان لے گا پھر یٰٓاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ الَّذِیْ سے لے کر بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّیْنِ تک زجر کی گئی اے احمق انسان تجھ کو کس چیز نے غافل کیا ہے اس رب سے جو کہ بغایت مہربان اور بخشش کنندہ ہے وہ رب جس نے تجھ کو پیدا کیا ہے اور پھر برابر کیا ہے اور پھر معتدل بنایا ہے یعنی مثلاً ایک ہاتھ لمبا اور دوسرا چھوٹا نہیں بنایا ہے اسی طرح باقی اندام بھی معتدل بنائے ہیں گلا ئیوں تو نہ چاہئے تھا بَلْ ترقی کر کے مَا غَرَّكَ سے کہا گیا غافل ہونا تو بجائے خود تم تو تکذیب کرتے ہو یوم الجزا کی اور پھر اِنَّ عَلَیْكُمْ لَحٰفِظِیْنَ سے لے کر آخر تک تخویف اور بشارت ذکر کی گئی میرے محافظ تم پر تمہارے اعمال لکھ رہے ہیں اور نیک اعمال والوں کو جنت اور بُرے اعمال والوں کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔ **خُلص** سُورت کا۔ پہلے دُنیوی اور اُخروی چار احوال سُورۃ تکویر کے احوال سے ترقی کے ساتھ ذکر کئے گئے اور پھر زجر کر کے تخویف اور بشارت ذکر کی گئی اور بعد میں توحید والا اصلی دعوے ذکر کیا گیا۔ **تحقیق جمل و مفردات**۔ درمیان میں حاصل ہو گئے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ **فقط**۔

سُوْرَةُ التَّطْفِیْف (مکیہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سُورت کا ربط سورۃ انفطار کے ساتھ دو طریقے سے ہے ایک یہ کہ اس میں تخویف اُخروی کے متعلق بھی ترقی کی گئی ہے کیونکہ اس میں تو مَا ھُمْ عَنْھَا بِغَآئِبِیْنَ کہا گیا یعنی نہ نکل سکو گے اور اس میں ترقی کر کے کتاب مرقوم کہا گیا یعنی اگر کوئی نام اپنا اپنی جگہ سے خارج کرائے تو خارج بھی نہ کرا سکے گا مَرْقُوْمٌ ای مختوم اور دوسرا یہ ہے کہ سورۃ انفطار میں كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّیْنِ پر زجر کی گئی تھی اور اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ کہا گیا تھا اور اس میں مکذب بالدین پر زجر بھی کی گئی ہے اور اس کا بیان بھی مَا یُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ کے ساتھ کیا گیا۔ وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ یعنی جو ایسے بُرے کام کرتے ہیں کوئی خاص کام بُرا مُراد نہیں (حاصل سُورۃ) وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ سے لے کر كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ تک زجر بیان کی گئی واسطے بُرے اعمال کرنے والوں کے یعنی ہلاکت ہے واسطے کم تولنے والوں کے جو کہ اگر لوگوں سے

لیتے ہیں تو لوگوں کو ضرر دیتے ہیں یعنی زیادہ لیتے ہیں اور جس وقت دیتے ہیں تو نقصان کرتے ہیں یعنی حق سے کم دیتے ہیں آیا ان کو یہ خیال نہیں کہ ہم پیش کئے جائیں گے بادشاہ رب العٰلمین کے آگے۔ کَلَّآ یہ زجر کی کہ یوں تو نہ چاہیئے تھا۔ اچھا لکھا ہوا ہے کہ فجار کو سجین زجر کہ دوزخ میں ایک جگہ کا نام ہے ان لے جاویں گی اور پھر وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ سے لے کر كَلَّآ إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ تک زجر کی گئی واسطے مکذبین کے اور ان کا بیان کیا گیا ہے کہ وہ حد سے بڑھنے والے ہیں اور گنہگار ہیں اور پھر وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ سے شکوی بیان کیا گیا کلا سے پھر زجر کی گئی۔ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ کہنا تو نہ چاہیئے تھا۔ اور بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ سے ترقی کی گئی کہ بات یہ ہے کہ ان کے دلوں پر انکے اعمال نے زنگ کر دیا ہے کہ بات سمجھنے پر قادر نہیں ہیں۔ شعر

این نہ جبر و معنیٔ جباریست معنی جباریت ہم زاریست

پھر كَلَّآ إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ سے لے کر كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ تک تخویف بیان کی گئی یعنی یہ پکی بات ہے کہ اس دن اللہ کی نظر رحمت سے بند کئے جائیں گے اور جہنم میں داخل کئے جائیں گے اور كَلَّآ إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ سے لے کر عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ تک بشارت ذکر کی گئی کہ مومنوں کے واسطے لکھا ہوا ہے کہ علیین میں لے جاویں گے اور وہ ایک کتاب ختم کردہ شدہ ہے۔ اور اس پر ملائک مقرر کئے جائیں گے جو کہ رشوت وغیرہ نہیں لیں گے اور ان کو اس جگہ نعمتیں دی جائینگی اور پھر إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ تک پہلے شکوی اور تخویف بیان کی یعنی کفار اب مومنوں کے ساتھ استہزا کرتے ہیں اور ان کی طرف اشارے کرتے ہیں اور ضال بھی کہتے ہیں۔ آخرت میں بھی مومن ان کفار کے ساتھ استہزا کریں گے اور ان کے ساتھ ہنسیں گے اور تختوں پر بیٹھکر دیکھیں گے اور کہیں گے کہ آیا کفار کو اپنے اعمال کی جزا مل رہی ہے۔ **خلص تقریر** اس سورت میں دو طریقے سے زیادتی کی گئی ہے سورۃ انفطار سے ایک تو مکذبین بیان کئے اور فجار بھی بیان کئے گئے یعنی ان کی ایک مثال بیان کی گئی اور تخویف بھی ترقی کے ساتھ ذکر کی گئی اور شکوے اور زجریں ذکر کر کے مومنوں کو بشارت دی گئی آخر میں شکوی کفار کا بیان کیا گیا باقی اس سورت میں چار لفظ كَلَّآ کے آئے ہیں۔ اول و دوم علیہ ہیں اور آخر دو حقا کے معنی میں ہیں إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ای حال کونہم مصرین علی الناس مَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ تجھ کو کس چیز نے بتایا ہے۔ کہ علیون کیا چیز ہے وہ ایک کتاب مہر زدہ شدہ ہے۔ يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ مقرر ہونگے اس پر ملائک مقرب جو کہ رشوت وغیرہ نہ لیں گے خِتَامُهُ مِسْكٌ۔ لاکھ اس کی مسک ہوگی یعنی خوشبودار ہوگی رحیق شراب خالص فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ چاہیئے کہ محبت کریں اس نعمت کے ساتھ محبت کرنے والے مِن تَسْنِيمٍ یعنی اونچے درجے والی چیز ہے يَتَغَامَزُونَ اشارہ کرتے ہیں يَنظُرُونَ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ۔ ثوب اے جزا دیکھینگے درآنحال کہ طالب ہونگے اس بات کے آیا کفار کو جزا دی گئی ہے اعمال کی۔ فقط

سُوْرَۃُ الْاِنْشِقَاق (مکیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورت کا ربط ماقبل کے ساتھ دو طریقے سے ہے ایک تو یہ ہے کہ تخویف اُخروی سورۃ التطفیف سے ترقی کے ساتھ ذکر کی گئی ہے

کیونکہ اس میں تو یہ ہے کہ تم کسی حیلے سے اپنے مکان سے نہ نکل سکو گے اس میں ترقی کی فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ اس آیت سے ترقی کی گئی یعنی نکل بھی نہ سکو کے کسی حیلے سے اور تم پر کئی حالات آئیں گے اور اس کے شاہد بیان کئے کہ دیکھو شفق پر کتنے حال آتے ہیں اور رات میں دیکھو کتنے حالات کو جمع کرتی ہے اور قمر جس وقت پورا ہو جاتا ہے اس پر کتنے حال آتے ہیں۔ اسی طرح تم پر بھی کئی حال آئیں گے۔ اور دوسرا یہ ہے کہ سورۃ التطفیف میں برے عمل کرنے والوں کی ایک مثال جو ایسے کسب کرتے ہیں وہ بتلا رہیں اس میں ترغیب دلائی گئی يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ سے یہ کہ انسان تو کسب کرنے والا ہے ایک حد تک کہ وہ ملاقات رب کی ہے اب وقت ہے اعمال اچھے کر۔ حاصل سورۃ۔ پہلے تو اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ سے لے کر لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ تک دنیوی حال ابتدائی قیامت کے بتلائے گئے اور يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ سے ترغیب دی گئی ہے طرف اعمال صالحہ کے اور پھر ترغیب دے کر فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ سے لے کر اِنَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا تک آخرت کا حال بطور تخویف اور بشارت کے ذکر کیا گیا کہ جس شخص نے اس جگہ اعمال نیک کئے وہ اس جگہ مسرور ہو گا اور جس نے برے کئے وہ اس جگہ ہلاکت میں ہوئے گا اگرچہ اس جگہ سرور ہو گا بہ کہ یہ خوشی اس کے مقابلے میں کچھ چیز نہیں مَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ اور فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ سے لے کر عن طبق تک نمونہ بتایا گیا۔ واسطے قیامت کے اور پھر فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ سے زجر کیا گیا کہ اے اتنے بیانات بھی دیکھ کر پھر کیوں نہیں ایمان لاتے اور پھر وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ سے شکوہ بیان کیا گیا کہ یہ کافر ایسے ہیں کہ جس وقت ان پر قرآن پڑھا جائے تو سجدہ نہیں ہوتے اور نہیں مانتے اور ماننا تو بجائے خود بلکہ یہ تکذیب کرتے ہیں اور پھر وَاللّٰهُ اَعْلَمُ سے آخر تک تخویف بیان کی گئی (خلاصہ سورۃ) اعمال ابتدائے قیامت کے بتا کر ترغیب علی الاعمال الصالحہ دی گئی اور پھر نمونہ بتا کر زجر اور شکوہ اور تخویف بیان کی گئی اور موضوع اس سورت کا ترغیب علی الاعمال الصالحہ ہے (تحقیق جمل و مفردات) وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ کان کے طرف حکم رب کے اور لائق بھی ہے کہ کان رکھے اور حکم مانے وَتَخَلَّتْ خالی ہو گی زمینوں سے فَمُلٰقِيْهِ یعنی فانک ملاقی کے ہے وَرَآءَ ظَهْرِهٖ یعنی پیچھے سے بائیں کیفیت کی تعیین نہیں ہے کہ درمیان میں پشت پھیر کر کے اعمال نامے دیے جائینگے یا کہ بلا پھیرنے واللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ بَلٰٓى اس نے تو گمان کیا تھا کہ پھر رجوع نہ ہو گا نہیں نہیں رجوع تو ضرور ہو گا بِاَعْيُنِهِمْ نگاہ رکھنے والے۔ فقط ٭

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ (مکیۃ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورت کا ربط ماقبل کے ساتھ یعنی سورۃ ملک کے یکا اس جگہ تک دو طریقے سے ہے ایک تو یہ ہے کہ یہ سب کا اجمال ہے۔ اس میں دنیوی اور اخروی عذاب دونوں کا ذکر ہے۔ اور دوسرا اس میں توحید لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ سے ذکر کی گئی کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے اور اس کو پکارو اور اس کا شریک فی العبادت نہ بناؤ اور برکات دہندہ غیر کو نہ جانو (حاصل سورۃ) اس سورت میں پہلے تین شواہد بیان کئے گئے اور پھر اس کے بعد ان کا ذکر علی سبیل اللف والنشر الغیر المرتب

کیا گیا لیکن دو چیزوں کا ذکر دو دفعہ کیا گیا اولاً علے سبیل اللف والنشر الغیر المرتب اور ثانیاً علے سبیل اللف والنشر المرتب کے ذکر کیا گیا (یہی خلص ہے)
وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ یہ تین شواہد ہیں اور جواب قسم ہر ایک محذوف ہے یعنی آسمان صاحب بروج والا شاہد ہے
یعنی جس طرح کہ اس نے احاطہ کیا ہوا ہے تم کو۔ اور اس سے تم نکل نہیں سکتے ہو اسی طرح سے تم کو اللہ تعالےٰ محیط ہے اور اللہ کے عذاب سے
بھی نکل اور بھاگ نہ سکو گے۔ اور دوسرا شاہد ہے یَوْمٍ مَّوْعُوْدٍ یعنی جس طرح اس یوم کا وعدہ سخت بیان کیا گیا ہے وہ شاہد ہے کہ اس کی پکڑ بھی
سخت ہو گی۔ اور تیسرا شاہد شَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ہے یعنی جس طرح دنیا میں کفار کو اللہ نے سزا اور عذاب دیا تھا وہ کفار مومنوں کو دنیا میں عذاب
دیتے تھے اور آپ شاہد و حاضر ہوتے تھے ان کے معذب پر۔ اسی طرح آخرت میں بھی دے گا اور پھر ان کے متعلق ذکر کیا گیا علے سبیل اللف
والنشر الغیر المرتب اولاً ذکر دو اخیروں کا غیر مرتب کیا گیا قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ سے لے کر عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ تک ذکر شاہد
ومشہود کا لایا گیا۔ قصہ یہ ہے کہ ایک بادشاہ زور سے عبادت ایک صنم کی کراتا تھا اور آگ بڑے زور سے جلائی ہوئی تھی۔ جو اس کی عبادت
نہ کرتا تھا اس کو آگ میں ڈال دیتا تھا۔ جب ایک لڑکے کو ڈالا تو اس نے آواز کیا کہ اے میری ماں آگ نہیں آجا کیوں ڈرتی ہے وہ بھی
آگ میں چلی گئی باقی لوگ بھی اسی طرح داخل ہو گئے تو اس کافر نے قتل کرنا شروع کر دیا تلوار سے جب آگ جلانے سے عاجز ہوا تو ادھر سے
آواز آیا۔ شعر ؎

بانگ آمد چونکہ کار آنجا رسید ✦ پائی مار اے سگ کہ قہر مارسید

چونکہ وہ مومنوں سے ایک اللہ کی عبادت کرنے کو برا سمجھتا تھا۔ تو وہ کافر جو تماشہ دیکھنے والے تھے اور عذاب دینے والے تھے دونوں کو اللہ تعالےٰ
نے عذاب دے دیا۔ اور پھر اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ سے لے کر اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ تک وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ کے متعلق ذکر لایا گیا
یعنی آخرت میں مومنوں کو جنت میں داخل کیا جائے گا اور کافروں کو آگ میں داخل کیا جائیگا۔ اور اللہ کا پکڑنا سخت ہے اس سے ڈرو
اور پھر اس کے بعد ثانیاً دو اخیروں کا ذکر علے سبیل اللف والنشر المرتب کیا گیا۔ پہلے اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ سے لے کر فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ تک ذکر
متعلق وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ کے لایا گیا وہ اللہ پیدا کرنے والا اور مرنے والا وہی ہے اور غفور ودود ہے اور ذوالعرش بھی ہے بیشک ان اوصاف
والا بھی ہے اور فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ بھی ہے یہ ایک تخویف ہے اور پھر هَلْ اَتٰىكَ سے لے کر بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ تک ذکر متعلق
وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ کے ہے یعنی فرعون اور ثمود کی خبر تیرے پاس نہیں آئی ہے کہ جگہ شبہ تو نہیں تھی لیکن پھر بھی انہوں نے تکذیب کی تو اللہ
تعالےٰ نے ان کو سزا دی اور عذاب دنیوی اور اخروی دیا۔ اور پھر وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ذکر متعلق وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ کے لایا گیا۔ یعنی
جس طرح آسمان نے تم کو گھیرا ہوا ہے اسی طرح اللہ تعالےٰ نے تم کو بھی احاطہ کیا ہوا ہے اور جان رہا ہے اور پھر بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ
مَّحْفُوْظٍ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ کے متعلق ذکر لایا گیا۔ کیا یہ کافر تکذیب کرتے ہیں۔ نہیں بلکہ یہ کلام مجید والی اس کو سمجھ نہیں سکتے کیونکہ
اللہ نے مہر جباریت ان پر ماری ہے تائید اس کی بَلْ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ عَمَلِهِمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ہے (این نہ جبر و معنی جباریست۔
معنی جباریت زاریست) اور لوح میں ہے جو کہ محفوظ شیطان کے تغیر سے ہے یا قرآن محفوظ من الکفار ہے یعنی سمجھ نہیں سکتے (خلص) سو یہ بھی
ہو گیا ہے لیکن یہ جاننا چاہئے کہ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ میں جواب قسم محذوف ہے یعنی اللہ کے عذاب سے تم بھاگ نہ سکو گے جیسا کہ سورہ [illegible]

میں ہے یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطَانٍ پھر اس کی تفصیل اس سورت میں کی گئی ہے اور وَالْیَوْمِ الْمَوْعُوْدِ کا جواب قسم اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِیْدٌ ہے یعنی جب اس دن سے ڈرایا گیا تو معلوم ہوا کہ پکڑنا اللہ کا سخت ہے اور پھر اس کی تفصیل سورت میں کی گئی اور شَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ کا جواب قسم قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ مخبر بالکافرین محذوف سے پھر اسی کی تفصیل سورت میں کی گئی ہے (تحقیق جمل و مفردات) شَاهِدٍ سے مراد دیکھنے والے ہیں اور مَشْهُوْدٍ سے مراد مسلمان جن کو عذاب دیا تھا کفار نے۔ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ بدل اشتمال ہے اخدود سے اہی اصحاب النار۔ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّا اَنْ یُّؤْمِنُوْا نہیں برا دیکھا کافروں نے ان مومنوں سے مگر ایمان باللہ مَحْفُوْظٍ یا بالجر ہوگا تو صفت ہوگی لوح کی اہی لوح محفوظ من تغیر الشیطان یا بالرفع ہوگا تو صفت ہوگی قرآن کی اہی قرآن محفوظ من الکفار۔ فقط ۱۲ ؎

سُوْرَةُ الطَّارِقِ (مکیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورۃ کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ جب سورۃ البروج میں خلاصہ تمام کا ذکر کیا گیا اب اس میں فَمَهِّلِ الْكٰفِرِیْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَیْدًا کہا گیا یعنی اتنے بیانات سے بھی باز نہیں آتے اور نہیں مانتے بلکہ اُلٹا تکذیب کرتے ہیں تو ذرا ان کو مہلت دو۔ **حاصل سورۃ**۔ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ سے لے کر عَلَیْهَا حَافِظٌ تک تخویف بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تم پر حافظ اور نگہبان چھوڑے ہوئے ہیں پوری پوری جزا دے گا۔ پھر اس واسطے ایک نمونہ بتلایا گیا وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ الخ یعنی شاہد ہے آسمان اور رات کو آنے والے کی یعنی ستارہ چمکدار یعنی جس طرح قائم ہیں، اسی طرح تم پر بھی ایک ایک حافظ اور نگہبان قائم ہیں اور پھر فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ سے لے کر رَجْعِهٖ تک دلیل عقلی بطور نمونہ بیان کی گئی واسطے حشر کے یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ انسان کو پانی سے (جو کہ ہڈیاں سینے والی سے اور پیٹھ سے نکلتا ہے) پیدا کرتا ہے اسی طرح پھر بھی پیدا کرنے پر قادر ہے اُس دن کوئی ناصر نہ ہوگا اور سینہ کے راز بھی ظاہر کیے جاویں گے اور وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ سے ایک دوسرا نمونہ حشر کا بیان کیا گیا اور جواب قسم کا كَذَالِكَ تُخْرَجُوْنَ محذوف ہے یعنی جس طرح آسمان سے پانی نکلتا ہے اسی طرح تم بھی نکالے جاؤ گے اور دوسرا شاہد ہے زمین پھٹنے والے کی یعنی جس طرح زمین سے زرع نکلتی ہے اسی طرح تم بھی نکالے جاؤ گے اور پھر اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ متعلق شاہد کے کلام لائی گئی ہے یعنی یہ بات نکالنے والی پکی ہے اور ٹھٹھے کی بات نہیں ہے۔ اِنَّهُمْ یَكِیْدُوْنَ كَیْدًا وَّاَكِیْدُ كَیْدًا شکوی کیا گیا کفار پر اور فَمَهِّلِ الْكٰفِرِیْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَیْدًا سے تخویف دی گئی ہے۔

خلاصہ سورۃ:۔ دو نمونے بتلائے گئے واسطے نکلنے کے اور پھر دلیل عقلی بطور نمونہ کے درمیان میں لائی گئی اور پھر شکوہ اور تخویف بیان کی گئی۔ معانی بیان ہو گئے ہیں۔ فقط ۱۲

سُوْرَۃُ الْاَعْلٰی مکیۃ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورۃ سے اب علیحدہ مضمون شروع ہوا ہے توحید بھی ذکر ہوگی لیکن اکثر مضمون تزہید من الدنیا کے متعلق آئے گا اس سورت کا خلاصہ التوحید والتزہید من الدنیا۔ اور یہ مضمون سورۃ والضحیٰ تک جائے گا۔ پہلے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی سے لے کر فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی تک یہ بیان کیا کہ رب کا شریک نہ بناؤ جو کہ تمہارا اور تمہارے مال مویشی کا رازق ہے اور اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى سے دوسرا دعوے کے ثابت کیا یعنی سب کچھ جاننے والا ہے اب دو دعوے ثابت ہو گئے کہ سب کچھ کرنے والا بھی وہی ہے اور پہلے سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے لہٰذا اس کو پکارنا چاہیے یہ عشرہ ہے دونوں کا اور ہر ایک دعوے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انعام ذکر کیا ہے یعنی دعوے کے بعد سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ذکر کیا اور دوسرے دعوی کے بعد انعام وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ذکر کیا۔ حاصل یہ ہے کہ پہلا دعوے مبدا ہے واسطے دوسرے کے کیونکہ جو سب کچھ کرنے والا ہوتا ہے وہ سب کچھ جاننے والا ہوتا ہے اسی کو پکارنا چاہیئے اور انعام پہلا مبدا ہے واسطے دوسرے کے یعنی قرآن شریف کا دینا سبب دخول جنت کا ہے کیونکہ قرآن شریف سے ہدایت جو کہ موجب دخول جنت ہے لہٰذا جب پہلا دعوے مبدا تھا دوسرے دعوے کے واسطے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پہلا دعوی مان لو تو یہ انعام دوں گا یعنی قرآن شریف اور اگر دوسرا دعوے مان لیا جو کہ عشرہ تھا پہلے دعوے کے واسطے تو دوسرا انعام دوں گا یعنی دخول جنت جو کہ عشرہ ہے پہلے انعام کا اور اول سورۃ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی کہا گیا جو کہ دونو مدعا کے واسطے نتیجہ اور مقصود اصلی تھا یعنی جب پیدا کرنے والا اور جاننے والا وہی ہے تو اس کو شریکوں سے پاک سمجھو اب یہ جاننا چاہیئے کہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی میں ادراج ہے کیونکہ سبح اسم ربک الاعلیٰ بمنزلہ نتیجہ اور عشرہ کے ہے واسطے دو دعوی جو کہ بعد میں مذکور ہیں معنی اس طرح ہوگا پاک ہے اللہ تعالیٰ جو کہ خالق کل شئی اور عالم کل شئی ہے فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰی یعنی پس تو بھی پاک سمجھ یہ بیان سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی سے لے کر وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى تک پھر فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى سے لے کر وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى تک متعلق ماقبل کے لایا گیا اور دو فریق بیان کئے گئے حاصل یہ ہے کہ تم کو دو انعام دیئے گئے اس غرض سے کہ اللہ کو پاک سمجھو شریک سے تو پہلا انعام یعنی قرآن اس میں اس غرض کا بیان ہے لہٰذا اس کے ساتھ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو پھر دو فریق بیان کئے گئے ایک تو بدبخت جو کہ اس سے دور ہونگے اور مستحق آگ کے ہونگے اور دوسرا فریق جو کہ اس کو مانے گا اور ایک اللہ ہی سے مانگے گا اور پکارنے میں غیر اللہ کو اللہ کا شریک نہ بنائے گا۔ پھر بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا سے لے کر اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى تک شکوی بیان کیا گیا اور بل کا تعلق مذکور ماقبل کے ساتھ ہے یعنی مذکور ماقبل یعنی قرآن کو نہیں مانتے دنیا مانگتے ہیں وہ بھی دے دیں گے حالانکہ دنیا کے بدلے آخرت اچھی ہے اور یہی سلسلہ تمام کتب سابقہ میں تھا یعنی توحید اور آخرت کا دنیا سے اچھا ہونا سب کتب سابقہ میں مذکور ہے پس خلاصہ سورۃ کا یہ ہوا کہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی نُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى تک یہ بیان ہے کہ اس کو پکارو اور اس کا کوئی شریک نہ بناؤ اور پھر فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى سے لے کر فَصَلّٰى تک بیان کیا کہ اس مسئلے کے ساتھ تبلیغ کرو اور دو فریق یعنی اشقی اور سعید بیان کئے گئے پھر بَلْ تُؤْثِرُوْنَ سے لے کر وَمُوْسٰى تک تمام مذکور ماقبل کے متعلق لایا یعنی مسئلہ تو یہ مانتا تھا اور یہ نہیں مانتے اس کی

بجائے دنیا مانگتے ہیں حالانکہ آخرت دُنیا سے اچھی ہے اور یہی بات کتب سابقہ میں مذکور ہے اور توحید کا بیان فصلی تک آیا ہے۔ اور بَلْ تُؤْثِرُوْنَ سے تزہید من الدنیا پس سُورۃ کا خلاصہ یہی دو باتیں یعنی توحید و تزہید ہو گئی (تحقیق حمل و مفردات) خَلَقَ فَسَوّٰی یعنی درست اندام بنایا وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَھَدٰی وہ ذات جس نے مقرر کئے ہیں اندازے واسطے رزق کے اور راستے دکھلائے واسطے حاصل کرنے اس کے کے اَخْرَجَ الْمَرْعٰی یعنی گھاس فَجَعَلَہٗ غُثَآءً اَحْوٰی پس کیا اللہ نے گھاس کو خشک کر دے کر فَذَکِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّکْرٰی اس جگہ پر اعتراض وارد ہوتا ہے کیونکہ معنی یہ ہے کہ نصیحت کر جس جگہ نصیحت نفع کرے اب یہ لازم آتا ہے کہ پہلے معلوم ہونا چاہئے کہ اس جگہ نفع ہوگا تو پھر نصیحت کی جاوے حالانکہ یہ بات ضروری نہیں۔ جواب یہ ہے کہ معنی یہ ہوگا کہ جس جگہ وہم نفع کا ہو اور جس جگہ نہ ہو اس جگہ نہ کریں۔ جیسا اَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی عَنْ ذِکْرِنَا یا یہ معنی ہے کہ نفع ضرور ہوگا۔ فقط ۱۲

سُوْرَۃُ الْغَاشِیَہ (مکیہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سُورۃ میں محض تخویف بیان ہوگی اور پھر یہی طریقہ ہوگا کہ ایک سُورت میں توحید اور تزہید من الدنیا کا بیان ہوگا اور ایک میں محض تخویف بیان ہوگی اور یہ سورۃ تتمہ ہوگی پہلی سورت کا ھَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَۃِ سے لے کر وَّزَرَابِیُّ مَبْثُوْثَۃٌ تک تخویف اُخروی اور اثبارت اُخروی کا بیان ہوا ہے لَا یُغْنِیْ مِنْ جُوْعٍ تک تخویف بیان ہوئی اور پھر آخر تک بشارت ہے اور پھر اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ وَاِلَی السَّمَآءِ کَیْفَ رُفِعَتْ وَاِلَی الْجِبَالِ کَیْفَ نُصِبَتْ وَاِلَی الْاَرْضِ کَیْفَ سُطِحَتْ نمونے تبلائے گئے واسطے سر مرفوعہ و اکواب مَّوْضُوْعَۃٌ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَۃٌ وَّزَرَابِیُّ مَبْثُوْثَۃٌ سے علی سبیل اللف والنشر المرتب ذکر کئے گئے بیان یہ ہے کہ جس طرح دُنیا میں اونٹ لدے ہوئے ہوتے ہیں جب دل چاہے ٹھیرا لیتے ہیں اسی طرح تختے بھی لادے ہوئے ہونگے اور مرتفعۃ لاھلھا ہونگے (تفسیر عباسی) اور دوسرے معنی مدارک نے کئے ہیں کہ جس طرح دنیا میں پڑھنے کے وقت نیچے ہوتے ہیں اور بعد چڑھنے کے اونچے ہو جاتے ہیں اسی طرح تختے بھی وقت چڑھنے کے نیچے ہو جائیں گے اور وقت سوار ہونے کے بعد اونچے ہو جائیں گے اور دوسرا نمونہ وَاَکْوَابٌ مَّوْضُوْعَۃٌ کے ہے یعنی جس طرح آسمان اونچا ہے اور سقف اس میں اونچے رکھے ہوئے ہونگے یہ معنی نہیں کہ اتنے قدر اونچے ہونگے۔ اور تیسرا نمونہ نَمَارِقُ مَصْفُوْفَۃٌ کا بتلایا گیا اور اِلَی الْجِبَالِ کَیْفَ نُصِبَتْ سے یعنی جس طرح دُنیا میں پہاڑ قایم ہیں ایک قطار میں اسی طرح اس جگہ تکئے بھی ہونگے اور چوتھا نَمَارِقُ مَبْثُوْثَۃٌ کا بتلایا گیا اِلَی الْاَرْضِ کَیْفَ سُطِحَتْ سے یعنی جس طرح دنیا میں زمین بچھائی ہوئی مثل فرش کے اسی طرح اس جگہ دریاں بچھائی ہوئی ہونگی اور پھر فَذَکِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَکِّرٌ سے لے کر ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا حِسَابَھُمْ تک سُورۃ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی میں ذَکِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّکْرٰی کے ساتھ تعلق ہے کیونکہ یہ سُورت اصل میں اسی کا تتمہ ہے اس میں محض تخویف دے کر اَعْرِضْ فَذَکِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَکِّرٌ کو فَذَکِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّکْرٰی کے ساتھ متعلق بیان کیا (تحقیق معانی) حَدِیْثُ الْغَاشِیَۃِ یعنی آفت ڈھانپنے والی۔ عَامِلَۃٌ کام کرنے والے جیسا کہ سَاُرْھِقُہٗ صَعُوْدًا سے معلوم ہوتا ہے نَاصِبَۃٌ سخی جیلنے والے عَیْنٍ اٰنِیَۃٍ چشمہ گرم۔ ضَرِیْعٍ کانٹے کا ایک قسم ہے۔ لَاغِیَۃٌ بیہودہ گوئی۔ بِمُصَیْطِرٍ داروغہ۔ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰی۔ اے لکن۔ فقط ۱۲

سُورۃ الفجر (مکیہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سُورۃ کا خلاصہ اصلحت محبّ المال والدنیا ہے اس میں بھی اصل دعویٰ کو اعادہ کیا گیا ہے پہلے اس سُورت میں وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عَشْرٍ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَاللَّیْلِ اِذَا یَسْرِ ھَلْ فِیْ ذٰلِکَ قَسَمٌ لِّذِیْ حِجْرٍ تک بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ ایسے اوقات شریفہ تم کو اللہ نے عطا کئے ہیں لہٰذا ان اوقات میں دُعائیں اور عاجزیاں کرو اور ان اوقات کی طرف آؤ اور حصُولِ دُنیا کی طرف نہ جاؤ اور جواب قسم بھی محذوف یعنی ان اوقات متبرکہ کی طرف آؤ اور حصُولِ دُنیا کی طرف نہ جاؤ۔ حاصل یہ ہے کہ تمام مضمون علی سبیل الترقی ذکر کئے گئے ہیں (از خازن) اوّل تو فجر یوم النحر کی خود شاہد ہے ضرور اس جگہ جانا چاہیئے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عرفات میں دعا مانگی کہ اے اللہ میری اُمت جو کہ حاجی ہیں ان کے گناہ بخش دے تو اللہ تعالےٰ نے حق غیر کے سوا سب بخش دیئے پھر صبح مزدلفہ میں دسویں روز دعا مانگی کہ اے اللہ حق غیر کا معاف کردے اور غیر کا حق بھی تو اپنے آپ سے ادا کریں اور اس کو راضی کریں۔ وہ بھی بخشے گئے اور شیطان نے اس دن اتنا شور کیا کہ کبھی اتنا شور کیا کہ کبھی اتنا نہ کیا تھا لہٰذا جب ایسا مبارک دن ہے ضرور اس جگہ جانا چاہیئے۔ پھر ترقی کر کے کہا گیا وَلَیَالٍ عَشْرٍ یعنی یوم النحر کو چھوڑو کیونکہ اس جگہ جانے میں تو مال خرچ ہوتا ہے اور مصائب آتے ہیں خود تمہارے گھر میں دس راتیں آتی ہیں رمضان کے اخیر میں جس میں لیلۃ القدر آتی ہے جو کہ نہایت رحمت والی رات ہے اس کی طرف آؤ دُنیا کی طرف نہ جاؤ۔ پھر ترقی کر کے کہا۔ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ اچھا وہ لیلۃ القدر والی رات سال میں آتی ہے اور یقینی معلوم نہیں ہوتی یہ پانچ نمازیں جو بعض جُفت اور بعض غیر جُفت باعتبار رکعات کے یہ نہایت مبارک وقت ہیں ان میں کچھ حاصل کرو دنیا کی طرف نہ جاؤ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ کوئی شخص نہر میں اگر پانچ دفعہ ہر روز غسل کرے آیا اس پر کوئی مَیل اور گندگی ہوگی یہ صلوٰۃ خمسہ نہر میں غسل کرنے کی مثال ہیں پھر وَاللَّیْلِ اِذَا یَسْرِ اور رات کہ جس وقت اخیری حصّہ اس کا ہوتا ہے تو وہ ایک نہایت مُبارک وقت ہے کیونکہ حق تعالےٰ نیچے آسمان پر آجاتا ہے اور آواز دیتا ہے کہ کوئی ہو بخشش مانگنے والا اس میں کچھ اللہ سے طلب کریں اور حصُولِ دُنیا کی طرف نہ جائیں اور پھر اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ سے لے کر اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ تک تزہید من الدنیا کے واسطے تخویف دنیاوی کے تین قصّے بتائے گئے کہ دُنیا تو کچھ چیز نہیں ہے دیکھو عاد کتنی سرکش قوم تھی اور ثمود کتنے کسب دار تھے اور فرعون کتنا مال دار تھا جب اُنہوں نے فساد کیا اور اطاعت رسول اپنے کی نہ کی تو اللہ تعالےٰ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ پھر فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰہُ سے لے کر فَیَقُوْلُ رَبِّیْ اَھَانَنِ تک انسان کا شکوی بیان کیا گیا کہ بات تو یہ ہے کہ انسان نے تو اپنی عزت اور ذلت کا خیال دُنیا پر کر لیا ہے حالانکہ یوں تو مناسب نہ تھا بلکہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ قاعدہ تو یہ تھا۔ شعر

زیں سبب فرمود قرنی اویس　　انما اللدنیا ساعۃ فیھا اللبث ولیس

اور پھر کلّا سے زجر کی گئی کہ جس طرح سے اُس نے خیال کیا ہے یُوں تو کرنا نہ چاہیئے تھا اور پھر بَلْ لَّا تُکْرِمُوْنَ الْیَتِیْمَ سے لے کر وَلَا یُوْثِقُ وَثَاقَہٗ اَحَدٌ تک شکوہ کیا گیا علے سبیل الترقی ان کے فعلوں پر۔ اوّل بَلْ لَّا تُکْرِمُوْنَ ترقی ہے فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰہُ کے حاصل یعنی دنیا کی عزت اور ذلت کا خیال کرنا تو بجائے خود یہ تو دُنیا میں ایسے مشغول ہو گئے ہیں کہ یتیموں پر اکرام بھی نہیں کرتے پھر لَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰی طَعَامِ

الْمِسْكِيْنِ سے ترقی کرکے کہا کہ اکرام یتیم بجائے خود یہ تو رغبت اور رغبت مساکین کی طعام دینے پر بھی نہیں کرتے پھر تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا یعنی رغبت نہ دلانی تو بجائے خود یہ تو اگر مسکینوں کا مال جو لوجہ ورثہ آبا و اجداد کے ہو تو وہ بھی کھا جاتے ہیں اور تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا سے کہا کہ میراث کا مال لینا تو بجائے خود یہ تو چوری کرتے ہیں اور زور سے مال کثیر لیتے ہیں اور پھر کلام سے ان فعلوں پر زجر کی گئی کہ (ہاں) یوں تو نہ کرنا چاہئے تھا۔ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ سے متعلق تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا کے بیان لایا گیا کہ یہاں چوری وغیرہ نہیں کرتے ہیں بوجہ خوف بادشاہِ وقت کے کہ قید وغیرہ سے ڈرتے ہیں اچھا اس بادشاہ کے آگے کیا کرے گا جس وقت زمین ریزہ ریزہ کی جائے گی اور بادشاہ غالب اپنے تخت بادشاہی پر بیٹھ جائے گا اور ملائکہ صفیں باندھ کر کھڑے ہو جائیں گے قید خانہ واسطے قیدیوں کے جہنم لایا جائیگا تو اس وقت انسان نصیحت قبول کرے گا لیکن وہ تو وقت نہ ہوگا اور اس جیسا عذاب کوئی بادشاہ نہیں دے سکیگا یہ تخویف ہے اور پھر یٰاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ سے لے کر وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ تک ترغیب دلائی گئی بعد تخویف کے۔ کہ اے انسان مان لے اور ایسے سخت عذاب سے خلاصی حاصل کر اور ایسے انعام کو حاصل کر۔ خلاصہ یہ ہے کہ پہلے قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ تک یہ بیان کیا کہ ان اوقات میں اللہ کے آگے عاجزی کر اور حصول دنیا کی رغبت دور کر دو پھر تین نمونے عذاب دنیوی کے بتلائے گئے پھر شکوی علی سبیل الترقی اور شکوہ کے ساتھ زجر بھی بیان کی گئی اور تخویف بیان کرکے ترغیب الی الجنت دی گئی۔ لہٰذا خلاصہ یہ ہوا کہ اہانت حُبُّ المال والدنیا (تحقیق جمل و مفردات) قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ یعنی عبرت واسطے صاحب عقل کے عادِ اِرَمَ اصل میں عاد بن ارم تھا بن کو حذف کیا گیا اور ارم جد عاد کا تھا ذَاتُ الْعِمَادِ یا تو وہ اونچے قد والے تھے اور یا ان کے ساتھ ہمیشہ جھونپڑیاں ہوتی تھیں۔ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ یعنی قد آوری میں ایسے ابھی تک کوئی پیدا نہیں کیے گئے جَابُوا الصَّخْرَ یعنی چیرا تھا پتھروں کو ذِي الْاَوْتَادِ یعنی عذاب میخوں کے ساتھ دیتا تھا اور ترتیب عذاب کی کوئی تعیین نہیں اور سَوْطَ عَذَابٍ یعنی چابک عذاب کا یعنی ایک قسم کا عذاب لِيُرْصَادِ جائے انتظار اَكْلًا لَّمًّا كَثِيْرًا كَادَ كَا سمار کر دن حُبًّا جَمًّا كَثِيْرًا۔ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ قدمت کے دو معنی آتے ہیں ایک آگے بھیجنا اور دوسرا آگے آنا جیسا کہ قَدَّمْتُ وَقَدَّمَ بین یدیہ اور حیاتی مراد حیاتی قیامت والی ہے کیونکہ اصل حیاتی تو وہی ہے فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ اس کے دو معنی ہیں ایک تو یہ ہے فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابًا لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ یعنی اس جیسا عذاب کوئی نہیں دے سکتا یا یہ معنی ہوگا کہ اس کے عذاب کا کوئی متولی نہ ہوگا وَلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ یعنی اس جیسے کہ ہتھکڑی کوئی نہ لگائیگا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ آرام کرنے والا فقط۔

سُوْرَةُ الْبَلَدِ (مکیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ سورۃ تتمہ ہے سورۃ والفجر ولیال کا کیونکہ اس میں تو اہانت حب المال والدنیا بیان ہوئی اور شکوہ اور زجریں کی گئیں واسطے محبت کرنے دنیا کے اور اس میں یہ بیان کہ مصارف پر خرچ کرو اور غیر مصارف پر ضرچ کیا تو ضائع ہوگا اور کچھ تخویف اخروی اور دنیوی دی گئی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ سورۃ فجر میں سورۃ تسبیح سے ترقی کی گئی ہے اور اس میں سورۃ فجر سے ترقی کی گئی بیان کرنے موضوع میں لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ سے لے کر جواب قسم لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ تک یہ بیان کیا کہ انسان کو مشقت لازم ہے یعنی انسان کو مشقت دینی میرے ہاتھ میں ہے اس کے واسطے

وَشَاهِدٍ لائے ایک تو یہ بلد یعنی مکہ کہ تو اس میں داخل ہوگا یا یہ معنی کہ تو صاحب حلت کا ہوگا یعنی تیرے واسطے قتل کرنا اس بلد والوں کا حلال ہوگا۔ اس میں کتنی مشقت ہوگی ان کو شاہد ہے کہ مشقت دینی ہمارے ہاتھ میں ہے ہم دے سکتے ہیں اور دوسرا جو مبنٰی ہے اور جس کو جتنی ہی کسی قدر تکلیف ہوتی ہے اسی طرح ہمارے ہاتھ میں ہے انسان کی مشقت یہ تمام تخویف دنیوی ہے۔ یہ بیان فرمایا کہ آپ کو مکہ پر غلبہ دیں گے۔ پھر فرمایا کہ اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ الکافر اَنْ لَّنْ یَّقْدِرَ عَلَیْهِ اَحَدٌ یَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا کیا گمان کرتا ہے کافر کہ ہم پر غالب کوئی نہ ہوگا میں نے بہت لوگوں کو مال دیا ہے ہمارے رفیق ہیں۔ نہیں سمجھتا یعنی اس کو آنکھ دی دیکھنے کو زبان دی بولنے کو تاکہ دلائل قدرت دیکھے زبان سے حق پوچھے راہ خیر و شر ہم نے اس کو دکھایا پھر بھی عقبہ پر نہ چڑھا اور اَیَحْسَبُ اَنْ لَّنْ یَّقْدِرَ عَلَیْهِ اَحَدٌ سے لے کر اَیَحْسَبُ اَنْ لَّمْ یَرَهٗٓ اَحَدٌ تک فحکوی بیان کیا گیا اور پھر اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِ سے لے کر وَهَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِ تک دلائل بطور شکری کے بیان کئے گئے۔ حاصل تمام کا یہ ہے کہ اب تو اے انسان گمان کرتا ہے کہ مجھ پر کوئی قادر نہیں اور نہ کوئی قادر دیکھ رہا ہے فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ سے لے کر ذَا مَتْرَبَةٍ تک یہ بیان کیا گیا کہ تو نے یہ مال جگہ پر خرچ نہیں کیا۔ پس نہ چڑھا اونچائی کی طرف کیونکہ جس طرف پانی چلے دو طرف تو ہلاکت کی ہوتی ہے اور اونچائی کی طرف خلاصی ہوتی ہے اسی طرح اس نے مال تو خرچ کیا تھا لیکن بے جا خرچ کیا ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ سے شرط بیان کی یعنی مصارف پر خرچ بھی کرے بشرطیکہ ایمان بھی ہو ورنہ سب خرچ کرنا لغو ہوگا اور اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ متعلق كَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے ساتھ اور بشارت بیان ہوگئی ان کے واسطے اور وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سے لے کر نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ تک عذاب اُخروی بیان کئے گئے حاصل تمام کا یہ ہوا کہ اس میں سورۃ الفجر سے ترقی کی گئی اس وجہ سے کہ اس میں کہا گیا کہ دو شرطیں ضروری ہیں ایک تو مصارف پر خرچ کرنا چاہئے اور دوسرا ایمان بھی ہو اور یہ ابتدا میں تخویف دُنیاوی بیان کی گئی کہ انسان کی مشقت ہمارے ہاتھ میں ہے اور آخر میں تخویف اُخروی بیان کی گئی ہے **خلاصہ سورت** کا یہ ہے کہ خرچ کرنا مصارف پر ہونا چاہئے بشرط ایمان۔ **(تحقیق جمل و مفردات)** وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ یہ جملہ حالیہ ہے اور حل کے دو معنی مذکور ہو چکے ہیں اور لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ جواب قسم ہے لُبَدًا مال کثیر وَهَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِ یعنی خیر و شر الْعَقَبَةَ راہ کہ بالا کوہ رو۔ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ تجھ کو کیا خبر ہے عقبہ کی یا یہ معنی کہ مجھ سے سُن کہ تیری سمجھ میں اس کا بیان نہیں آسکتا ہے یہی دو معنی ایسی عبارتوں کے ہوتے ہیں مَسْغَبَةٍ بمعنی بھوک۔ ذَا مَتْرَبَةٍ صاحب مٹی رلانے کا تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ یعنی بند ہونا گناہ سے قبول کرتے ہیں یا معنی یہ ہے کہ خود نصیحت قبول کرتے ہیں جیسا کہ تَوَاصَوْا الْقَوْمُ ای اوصی بعضهم بعضا اور یہ معنی اس جگہ نہیں ہے کہ لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ای مطبق یعنی اس پاس آگ کے ستون لمبے کے ہونگے اور درمیان میں ان کے آگ ہوگی اس میں یہ ڈالا جائیگا اور ادھر سے بند کیا جائے گا ۱۲ فقط

سُوْرَةُ الشَّمْسِ مکیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورۃ اور واللیل واقعہ میں دونو ایک ہیں پہلے دونوں مضمونوں کا اعادہ کیا گیا یعنی توحید اور تزہید من الدنیا۔ اسی طرح اس سورت میں توحید کے متعلق بیان کیا یعنی التفرقۃ فی الاعتقاد بیان کیا کہ تزکیہ نفس اور تخبیث نفس برابر نہیں ہیں اور سورۃ واللیل میں دوسرا مضمون یعنی التفرقۃ

فی الاعمال کے متعلق بیان کیا یعنی عمل نیک اور بد برابر نہیں ہیں لہٰذا ان دونوں سورتوں میں من حیث المجموع اعادہ کیا گیا دونوں مضمون توحید و تزہید کا وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا سے لے کر مَنْ دَسّٰهَا تک التفرقہ فی الاعتقاد بیان کیا یعنی تزکیہ نفس اور تخبیث نفس برابر نہیں ہیں اور اس کے واسطے شواہد لائے گئے ایک تو شمس اور قمر برابر نہیں ہیں یہ بھی شاہد ہے اور نہار اور لیل مساوی نہیں یہ بھی شاہد ہے اور سماء اور ارض بھی مساوی نہیں۔ یہ بھی شاہد اور فجور اور تقویٰ مساوی نہیں یہ بھی شاہد ہے یہ تمام شاہد ہیں اس پر کہ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا یہی جواب قسم ہے یعنی جس نے نفس کو اچھا کیا اور جس نے خوار کیا اور پیچھے دبا دیا یہ دونو برابر نہیں جیسا کہ مذکورہ اشیاء برابر نہیں ہیں اور پھر كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ سے لیکر فَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا تک تخریب دنیاوی ثمود کا قصہ اجمالاً بیان کیا کہ انہوں نے طغیانی کی اور رسول کی مخالفت کی تو اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ حاصل یہ ہے کہ شواہد جا کر کہا گیا کہ تزکیہ نفس والا اور خبیث نفس والا مساوی نہیں ہیں اور بعد میں تخریب دنیاوی بیان کی گئی۔ خلاصہ اس کا التفرقہ فی الاعتقاد ہے (تحقیق جمل ومفردات) وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا یعنی روشنی شمس وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ای اذا لحقها یعنی وقت نابود ہونے قمر کے وہ وقت دونوں کے اجتماع کا ہوتا ہے اور اس وقت جو حصہ قمر کا ہماری طرف ہوتا ہے وہ بے نور ہوتا ہے اور جو دوسری طرف ہوتا ہے وہ نور والا ہوتا ہے اس واسطے تھوڑا سا معلوم ہوتا ہے یا بالکل نظر نہیں آتا وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا جس وقت ظاہر کرتی ہے یعنی اس وقت شمس اوپر آجاتا ہے افق سے وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا۔ ما مصدریہ ہے اور معنی یہ ہے قسم ہے آسمان اور اس کی اونچائی کی اور ما موصولہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے لہٰذا یہ دلیل بنانا کہ ذوی العقول کی جگہ پر مستعمل ہوتا رہتا ہے صحیح نہیں وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا یعنی درست اندام بنایا یعنی ایک ہاتھ لمبا اور ایک چھوٹا نہیں بنایا تاکہ بے ڈھنگی نظر آوے فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا یعنی فجور اور تقویٰ سکھایا یعنی فجور اور تقویٰ یکساں نہیں ہر ایک جان سکتا ہے گویا حاصل یہ ہوا قسم ہے مجور نفس و تقویٰ اسکے کی یہ اس طرح جیسا مثل الحیوٰۃ الدنیا کَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ الی آخرہ فانفهر اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰهَا یعنی جس وقت اٹھا اشقی قوم ثمود میں سے نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا یعنی واحفظوا ناقۃ اللہ یعنی چاہیے بچاؤ ناقہ کو اور اس کی پانی کی باری کو فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰهَا پس ہلاکت ڈالی اللہ نے ان پر بسبب گناہ ان کے پس عام کر دیا عذاب کو معنی دمدم کے تین آتے ہیں بر زمین چسپانیدن چیزے اندوگیں کردن و ہلاک کردن۔ لَا يَخَافُ عُقْبٰهَا عقبے تلک الفعلۃ معنی یہ ہے کہ نہیں خوف کرتا بدلا لینے کا۔ فقط

سُوْرَةُ وَالَّيْلِ مکیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس کا خلاصہ تفرقہ فی الاعمال ہے جو کہ دوسرا دعویٰ تھا سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى کا اس سورت میں الترہید من الدنیا کا بیان ہے پہلے وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى سے لے کر مَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى دو شاہد بتلائے گئے یعنی رات جس وقت ڈھانپ لیتی ہے اور نہار جس وقت اچھی ظاہر ہو جاتی ہے دونو متفرق التاثیر ہیں کیونکہ لیل کے وقت کے کام علیحدہ ہوتے ہیں اور نہار کے علیحدہ ہوتے ہیں اور دوسرا مذکر اور انثیٰ متفرق التاثیر ہیں یہ بات ظاہر ہے پھر اس کے بعد اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى جواب قسم ہے یعنی یہ دونو امور شاہد ہیں کہ تمہارے کام بھی متفرق التاثیر ہیں اور پھر جواب قسم کی وضاحت فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى سے لے کر آخر تک کی گئی یعنی ایک تو مال دے اور دوسرا نہ دے وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى

یعنی کسی کی نعمت کے بدلے میں بھی نہ دے یعنی کسی نے اس پر پہلے انعام کیا ہوا ہو تاکہ یہ اس کے بدلے میں دے اور اتقا سے اللہ اور تصدیق بھی کرے تو اس کا حکم فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ہے اس کے دو معنی ہیں ایک تو یہ ہے کہ آسانی کریں گے واسطے کام آسان کے یعنی توفیق ان کاموں کی دیں گے جو اُن سے دار یسری کو حاصل کرے گا اور دوسرا معنی یہ ہے کہ آسانی کے ساتھ لے جائیں گے دار یسری میں اور دوسرا شخص جو اس کے مقابل ہے تو حکم بھی اس کا اس حکم کے مقابل ہوگا اور درمیان میں تخویف بیان کی گئی مال کو راستے حق پر نہ خرچ کرنے سے (معانی) اشتی شقی الاتقی تلظّی شعلہ مائے گی وَسَيُجَنَّبُهَا یعنی دُور کیا جائے گا اتقی شخص۔ لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى معنی یہ ہے کہ سلی در قعر جہنم داخل ہونا مختص کفار ہے واما المسلمون فلا یصلون فی النار یل تاتھم شیئی من شعبھا فلا اشکال۔ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى۔ عندہٗ بمعنی علیہ کے ہے اور تجزی کا معنی بدلہ دیا جانا ہے یعنی اُس کے بدلے نعمت کے نہیں دیتا بلکہ محض واسطے رضا مندی اللہ کے دیتا ہے۔ فقط۔

سُوْرَةُ الضُّحٰى (مکیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورۃ تک مضمون پہلا ختم ہو گیا ہے اور نیا مضمون شروع ہوا ہے یعنی کفار کے اعتراض کا دفع ہے۔ خلاصہ اس کا تسلی ہے رسول صلعم کو سبب نزول کے خازن نے تین اقوال لکھے ہیں لیکن سب سے اقوی یہ ہے کہ کچھ دن وحی کے آنے میں تاخیر ہوئی تو مشرکوں نے کہا کہ محمدؐ کے خدا نے اس کو چھوڑ دیا ہے اور ناراض ہو گیا ہے تو ان کے جواب میں کہا گیا کہ وَالضُّحٰى وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى یعنی قسم ہے روشنی دن کی اور رات جس وقت ظلمت ڈالتی ہے دونوں وقت یکساں نہیں اسی طرح کسی وقت فیض اور کسی وقت بسط اور کسی وقت آسودگی اور کسی وقت تنگی آتی ہے۔ وحی کا آنا بھی اسی طرح ہے گاہے آیا اور گاہے نہ آیا غرض کہ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى یعنی چھوڑا تجھکو اور نہ رنج ہوا ہوں۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى یعنی قسم کے واسطے کہ البتہ آخرت تیرے لئے آخرت میں مقام محمود تیار کر رکھا ہے اور آخرت دُنیا سے اچھی ہے وہ قریب ہے تجھکو دے گا اللہ یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے گا وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى سے بھی تسلی دی گئی ہے لیکن وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى سے اور آخر میں حال پر اکر تسلی دی گئی ہے اور ابتداء تین مال کر پیار کر تسلی دی گئی۔ ایک تو یہ کہ تو یتیم تھا اور اللہ نے تیری پرورش دوسرے سے کرائی اور پرورش کے بعد تو بے راہ تھا یعنے تجھے پرواہ نہ تھا اللہ نے تجھ کو شریعت یعنی قرآن سکھایا اور اس کے بعد تو فقیر تھا اللہ نے تجھ کو غنی کیا اور فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ تفریع لائی گئی انعام کی طرف یعنی جب اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے تو تو بھی یتیم پر احسان کر اور سائل کو نہ جھڑک اور اللہ کی نعمت کا ذکر کر اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ سے لے کر فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا تک پھر اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا پھر فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ سابق تفسیر کے موافق کہ جب تو فارغ ہو عبادت سے گذاری ہوئی ہے اور وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ پر وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ متفرع کیا یعنی سائل نے العلم کو صدقہ نہ دے۔ کیونکہ تو نے بھی یہ حالت گذاری ہوئی ہے اور وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى پر وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ متفرع کیا یہ قاعدہ ہے کہ اگر تنگی کے بعد فراخی آئے تو خوب اظہار ہوتا ہے نعمت کا حاصل یہ ہے کہ سعادت کے تین حصے ہیں ایک والضحیٰ سے لے کر فَتَرْضٰى تک کہ اس میں

کی تسلی دی گئی۔ اور وَلَلْاٰخِرَةُ سے انعام اخروی بتلا کر تسلی دی گئی۔ اور پھر اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا سے لے کر فَاَمَّا تک انعام ابتدائی دنیوی بتلا کر تسلی دی گئی اور تین انعام ذکر کئے جو کہ ہر ایک لاحق سابق سے بعد میں ہوا ہے اور تین انعام پر تین امور متفرع کئے گئے علی سبیل اللف والنشر المرتب فَاَمَّا الْیَتِیْمَ سے لے کر فَحَدِّثْ تک۔ خلاصہ تمام سورت کا تسلی غرض ہے نبی علیہ السلام کو ۱۲

سُوْرَةُ الْاِنْشِرَاحِ مَکِّیَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورت میں بھی نبی علیہ السلام کو تسلی دی گئی ہے لیکن اس میں تسلی اس بات کی ہے کہ کفار مومنوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ ان کے پاس مال نہیں اس سے نبی علیہ السلام کو غم لگا تو تسلی دی گئی۔ اور سورت والضحیٰ میں تسلی دوسرے امر کی تھی یعنی بوجہ دیر کرنے وحی کے آئی تھی۔ اور اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ سے ابتداء بیان کیا کہ پہلے اللہ نے سینہ تیرا واسطے اسلام کے کھول دیا ہے تائید اسکی مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ اور وِزْرَکَ سے مراد بار ہے کفر والا یا شرک والا اور وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ کا معنی یہ ہوگا۔ کہ تیرے پاس کفر اور شرک نہ آنے دیا۔ (اصلی معنی یہی ہے) اَلَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَکَ سے یہ بیان کیا کہ یہ ایسا گناہ تھا کہ اگر تم سے صادر ہوتا تو تمہاری پیٹھ کو توڑ دیتا لہٰذا مراد اَلَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَکَ سے ای لو کان ھی۔ کیونکہ واقع میں تو کوئی نہ تھا۔ اور یا مراد وِزْرَکَ سے نزلان میں جیسا کہ کہا گیا عَفَا اللّٰهُ عَنْکَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ (توبہ) اور مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَهٗ اَسْرٰی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ (انفال) اور پھر وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ سے مراد دوسرا انعام بتلایا گیا یعنی کفر کو بھی نہ آنے دیا علاوہ اس کے اونچا کر دیا واسطے تیرے ذکر تیرا یعنی قرآن لوگوں میں مشہور کر دیا جو اس کو پڑھتا ہے تو اس کا ثواب تجھ کو ملتا ہے اور فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا سے لے کر وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ تک یہ بیان کیا گیا کہ کفار کہتے تھے کہ تمام مومن محتاج ہیں لہٰذا نبی علیہ السلام کو یہ خیال گزرا کہ شاید کافر اس واسطے ایمان نہیں لاتے تو کہا گیا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے تجھ پر کتنے انعام کئے ہیں اسی طرح فقر بھی دور کرے گا تو تو ہے کہ ہر سختی کے بعد خوشی اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ اور اس کی تائید میں ہے لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ اور فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ کے معنی میں خلاف ہے اذا فرغت من دعوۃ الخلق فاجتهد فی عبادۃ الرب (مدارک) یا اذا فرغت من امور البیت فاجتهد فی عبادۃ الرب وبلغ ما انزل الیک۔ حاصل یہ کہ پہلے اَلَمْ نَشْرَحْ سے لے کر ذِکْرَکَ تک انعام علے سبیل الترقی ذکر کئے گئے ہیں یعنی پہلے سینہ واسطے اسلام کے کھولا جس کی تائید مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ہے پھر اس کے بعد کہا کہ کفر اور شرک تیرے پاس نہ آنے دیا پھر اس کے بعد قرآن کو مشہور کر دیا۔ پھر اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا سے بیان کیا کہ جب اتنے انعام اللہ نے تم کو دیئے تو کفار کے مالدار ہونے اور اہل اسلام کے فقیر ہونے پر غم نہ کر تائید اس کی لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ الخ ہے بلکہ صبر کے ساتھ سیر ہوتا ہے قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو مالدار کرے گا اور فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ سے بیان کیا اگرچہ کفار مالدار ہیں

اور نہیں مانتے تو تم اپنا کام تبلیغ ملا کرتے رہو۔ سب کا خلاصہ یہ ہے کہ تسلی رسول اللہ صلعم کو دی گئی ہے کہ ان کے مالدار ہونے کی طرف خیال نہ کرو۔ یہ ایک معنی ہے بعض مفسرین نے اور معنی پسند کیا ہے ؛

سُورَۃُ وَالتِّیْن

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یعنی سب نبی کہہ چکے ہیں کہ انسان کو خدا نے پیدا کیا ہے اور عقل بھی دیا ہے۔ اگر ایمان لایا تو اچھے درجے والا ہوگا نہیں تو دوزخ میں جائے گا (یہ سورۃ تتمہ سورۃ پہلی کا ہے یعنی توحید اور تزہید من الدنیا کا کیونکہ اس میں اول ثلاثہ ذکر کر دیئے گئے ہیں مگر ہم اتیم الی آخر السورۃ سے لے کر والضحیٰ تک توحید اور تزہید من الدنیا کا ذکر آیا اس کے بعد دو سورتوں میں تسلی دے کر پہلے اس بحث کو ختم کر دیا گیا۔ اور وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ تین و زیتون ہما جبرائیل و مولد عیسےٰ علیہ السلام کا نام ہے۔ وطور سینین یہ دونوں جگہیں ہیں جس جگہ وحی آتی تھی اولوالعزم انبیاء پر اور طور سینین بھی جگہ وحی موسیٰ کی ہے اور ھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ سے مراد مکہ شریف ہے یہ بھی رسول اللہ صلعم کے وحی کی جگہ ہے ان تمام جگہوں پر ذکر مکان کا ہے اور ارادہ مکین کا ہے یعنی وحی کا ہے اور ھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ دلیل وحی ہے اور سابقہ تمام دلائل نقلی ہیں یعنی ان اولوالعزم نبیوں پر بھی یہی حکم آیا تھا اور رسول صلعم اپنے آپ سے نہیں کہتے بلکہ اس کو وحی سن جانتے اللہ ہوتی ہے اور دلیل عقلی آخر میں اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحَاکِمِیْنَ سے ذکر کی گئی ہے یعنی عقل بھی مانتا ہے کہ اللہ بڑا بادشاہ ہے جو چاہے کر سکتا ہے اور اس حاکم کا حکم ہے فَلَھُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ تک جواب قسم ہے۔ یعنی انسان کو اچھی صورت میں پیدا کیا ہے۔ اگر ایمان لائے تو اس کے واسطے اجر غیر ممنون ہوگا ورنہ اسفل السافلین میں کب جاوے گا فَمَا یُکَذِّبُکَ بَعْدُ بِالدِّیْنِ یہ فرع جواب قسم سے ہے یعنی یہ ہے کہ کونسی چیز تکذیب کراتی ہے تجھ کو اس بیان کے ساتھ جزائے فقط ؛

سُورَۃُ الْعَلَق

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورۃ خلاصہ ہے سورۂ سابقہ کے واسطے یعنی سابقہ توحید اور تزہید من الدنیا جو سب تفصیل سے بیان ہو گئے ہیں اب جو نہیں مانتے ان کو چھوڑ دو اور تم اپنا کام یعنی قرآن پڑھو اور کفار کے ایذاؤں سے غم نہ کرو۔ پہلے اقرء باسم ربک الذی خلق سے لے کر علم الانسان مالم یعلم تک حکم ہوا کہ تم اپنا کام کرو یعنی قرآن پڑھو اور اس حال کہ ستین بالرب جس نے تم پر تین انعام کئے ہیں (۱) تم کو پیدا کیا اور پیدا بھی خون سے کیا ہے (۲) تم کو سکھایا ہے ایک چھوٹی سی شی سے یعنی قلم سے سب کتب لکھی جاتی ہیں جس امور کا ظاہر سبب نہ ہو وہ بھی بتلاتا ہے ساتھ وحی کے

اور پھر كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ سے لَيَطْغٰٓى اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى سے شکوہ کیا گیا کہ باوجود اس امر کے کہ وہ رب اتنے کام کرتا ہے پھر بھی حکم امر ہے کہ انسان طغیان میں پڑتا ہے جس وقت آپ کو غنی دیکھتا ہے یا بسبب اس بات کے کہ آپ کو غنی دیکھتا ہے یہ دو معنی ہیں اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى کے اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى تخویف کی گئی ای ایها المستغنی ان رجوعك الی الرب القوی العزیز۔ اور اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى عَبْدًا سے لے کر اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى تک۔ بوجہل کی مذمت کی گئی ابوجہل کو کیونکہ وہ رسول اللہ صلعم کو منع کرتا تھا اور ضرر پہنچاتا تھا۔ لہٰذا کہا گیا کہ اگر رسول ہدایت پر ہو۔ اور امر بالتقویٰ بھی کرے اور یہ ابوجہل وغیرہ منع کرے وقت نماز کے نماز سے اور تکذیب بھی کرے آیا نہیں جانتا کہ اللہ مجھ کو دیکھ رہا ہے كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ تک کہ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ تک ابوجہل کو تخویف دی گئی اور اس کا تعلق اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى سے ہے کیونکہ یہ ایک اس کی مثال ہے یعنی محکم بات یہ ہے کہ اگر یہ تیرے ایذا دینے سے باز نہ آیا تو ہم اس کو چوٹی سے پکڑیں گے پھر یہ اپنے اہل مجلس کو بلائے اور ہم ملائک عذاب کو بلائیں گے كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ سے یہ بیان ہے کہ یہ تیری التفات نہیں کرتا تم اپنے قرآن کو نہ چھوڑو (حاصل سبق سورت کا یہ ہوا) کہ پہلے تو انعام بتلا کر کہا گیا کہ کلام الٰہی پڑھو۔ پھر انسان پر شکوہ کیا گیا اور تخویف بیان کی گئی۔ اس کے بعد ایک فرد بشر طغیان کرنے والا بتایا۔ اس پر زجر کر کے تخویف کی گئی اور پھر اصلی دعوے آخر میں ذکر کیا گیا۔ خلاصہ یہ ہوا کہ قرآن پڑھ اور کفار سے خوف نہ کر (تحقیق جمل و مفردات) اَرَءَيْتَ دوبارہ اخبر میں تاکید ہے پہلے کی اور معنی اخبرنی بتلا اگر تجھ کو معلوم ہے ورنہ مجھ سے سن اور اَرَءَيْتَ ایک مفعول کو طلب کرتا ہے کیونکہ معنی اَبْصَرْتَ مِنَ الرُّؤْيَةِ الْبَصَرِيَّةِ یا عَرَفْتَ کے ہوتا ہے اور وہ مفعول بھی کبھی حذف کیا جاتا ہے منوی یا نسیاً منسیاً۔ اور اس جگہ ہر ایک کے ساتھ جو شرط ہے سب آپس میں ایک ایک شرط ہوتی ہے۔ معنی اس طرح ہوگا اخبرنی عن الذی يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلّٰى اَوْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى وہ کون کافر ہے جو منع کرتا ہے نماز پڑھنے والے کو اگر وہ ہدایت پر ہو یا امر کرتا ہے تقویٰ کا اگر وہ ایسا کرے اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى جزا دہی ہے وَاقْتَرِبْ اپنے رب اللہ کا حاصل کر۔

سُوْرَةُ الْقَدْرِ (مکیۃ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس میں ترغیب کی گئی ہے اس سورۃ کے پڑھنے سے اور کہا گیا کہ یہ بڑی نعمت ہے اس کو ضرور پڑھا کرو۔ کیونکہ وقت رحمت کے اللہ تعالیٰ اس کو اپنے کرم سے نازل فرماتا ہے (یعنی لیلۃ القدر میں) اور اسی رات میں پھر بھی آثار رحمت کے ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور اس رات ملائکہ اور جبرائیل علیہ السلام نازل ہوتے رہتے ہیں واسطے برکت وغیرہ کے۔

معانی:۔ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ای بحکم ربهم مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ای بکل امر سَلٰمٌ ای سلامۃ ہی سلامۃ یعنی یہ رات سبب سلامتی کا ہے۔

سُوْرَۃُ بَیِّنَۃ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورۃ میں شکوہ عناد کفار کا ہے۔ اس سورت کے دو حصے ہیں۔ ایک لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے لے کر دِیْنُ الْقَیِّمَۃِ تک اور دوسرا اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے لے کر لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ تک اول میں شکوہ کیا گیا۔ حاصل یہ ہے کہ کفار کتابیہ اور مشرکین شرک سے ہٹنے والے نہیں تھے۔ جب تک یہ انتظام نہ ہوتا یعنی رسول نہ آتا اور ان کو قرآن نہ سناتا اور تبلیغ نہ کرتا۔ وہ تو اب ہو چکا اور براہین حق اور باطل کے نمیز بھی ہو چکی پس اب جو شاخیں نکال رہے ہیں بوجہ عناد اور ہٹ دھرمی کے ہیں کیونکہ یہ سب کتب سابقہ میں بھی مذکور ہے۔ یہی دین ہے وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ کا اور یہی بیان ہے سورۃ تبوک کا۔ اعادہ کی ضرورت نہیں اب ان کی حجت اللہ کے آگے منظور نہ ہوگی۔ کیونکہ علماء ان کے مان چکے ہیں اور کتاب بھی منزل من اللہ ہو چکی ہے بقرینہ حَتّٰی تَاْتِیَھُمُ الْحَقُّ وَاَحْضَرْتُ عِنْدَہٗ اَلْحَقُّ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ وَمَا یُکَذِّبُ بِاٰیٰتِنَا اِلَّا الْکٰفِرُوْنَ پھر اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے لے کر لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ تک تخویف اور انذار ذکر کی گئی ہے یعنی جس نے یہ دعویٰ مان لیا۔ اس کے لئے خوشی ہے کہ جنات عطا کئے جائیں گے اور جنہوں نے عناد کیا ان کے لئے عذاب جہنم تیار ہے۔ خلاصہ شکوہ عناد کفار کا ہے (تحقیق جمل و مفردات) حَتّٰی تَاْتِیَھُمُ الْبَیِّنَۃُ اس جگہ اعتراض وارد ہوتا تھا کہ یعنی مضارع کا اس جگہ نہیں بن سکتا۔ کیونکہ معنی یہ ہوگا کہ یہ کفار اور مشرکین اور اہل کتاب ہٹنے والے نہیں ہیں تاکہ ان کے پاس اب کوئی رسول آئے۔ لہٰذا لازم آتا ہے کہ ان کے پاس اب کوئی رسول آئے تو بھی ہٹ جائیں گے اس سے ثابت ہو گیا کہ کوئی رسول دوسرا سوائے نبی علیہ السلام کے آئے۔ یہ غلط ہے لہٰذا تفسیر کبیر والے نے جواب دیا ہے کہ تَاْتِیَھُمُ بمعنی اتت ماضی کے اور حتی بمعنی ان مشربہ وصلیہ کے ہے معنی یہ ہوگا کہ کفار نہیں ہیں ہٹنے والے سے کہ تاکہ ان کے پاس رسول بھی آگیا پھر بھی کفر کو نہ چھوڑا۔ اور حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ حتی مضارع والا بن سکتا ہے جو کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے اور تفسیر کبیر والے خود ہی اعتراض کیا ہے کہ مضارع بمعنی ماضی اور حتی بمعنی ان مشربہ کے لینا نحو کے منافی ہے بَیِّنَۃٌ رَسُوْلٌ رسول بدل ہے بینۃ سے کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ یعنی سورتیں پکے بیان والی وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْا یعنی یہ کفار عنادی اپنی کتابوں میں بھی اس ڈھنگ کے ساتھ امر کئے گئے ہیں۔ دِیْنُ الْقَیِّمَۃِ ای الْمِلَّۃُ الْقَیِّمَۃُ فقط۔

سُوْرَۃُ الزِّلْزَال

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورت میں حسن تخویف ہے کیونکہ سورۃ بینہ میں اُن کے عناد کا شکوہ بیان کیا۔ اب تخویف بھی بیان کی گئی۔ اس میں سب

اُمور مرتبہ ذکر کئے گئے ہیں یعنی پہلی زمین فنا کی جائے گی زلزلہ سے جو اس کے لائق ہوگا۔ بعد اس کے اموات نکالے جائیں گے اور زمین بوجہ اثقال نکال دے گی اس کے بعد انسان کہے گا کہ کیا ہے اس زمین کو کہ تمام اثقال کو خارج کر دیا ہے۔ اس دن بوجہ فرمان رب کے اخبار سے اطلاع دے گی اور کیونکہ یہ بسبب یَصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ہوتا ہے اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ کی معنی یہ ہے کہ اس دن جوق جوق ہوں گے لوگ متفرق ہو کر لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ جزاء اعمالہم خیراً یرہ یعنی حاصل کرے گا جزاء اس کی لیکن جس نے گناہ کیا اور عفو کی گئی ہو۔ اور جس نے بالکل گناہ نہ کیا ہوگا دونوں برابر نہ ہوں گے۔ پس اب فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ صحیح ہو گیا ✦

سُورَةُ الْعٰدِيٰت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورۃ کا خلاصہ اُن کے ظلم کا شکوہ ہے وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا سے لے کر اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ تک شکوہ کا بیان ہے۔ حاصل یہ ہے کہ شاہد اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَنُوْدٌ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ پر گھوڑے دوڑانے بحالیکہ ہانپتے ہوں اور جو چنگاریاں نکالتے ساتھ پاؤں مارنے کے پتھروں پر اور لوٹ مار کرنے والے صبح کے وقت میں اور اُٹھاتے ہیں غبار کو اسی وقت لوٹ میں پس داخل ہوتے ہیں جماعتوں میں اور ان پر ظلم کرتے ہیں اموال وغیرہ لوٹ لیتے ہیں اور اس وقت خاص لوٹ مار کرتے ہیں تاکہ پوشیدہ ہو کر واپس چلے آویں یہ تمام امور دال ہیں کہ انسان ناشکرا ہے اپنے رب کا اور اس ناشکری پر انسان آپ شاہد ہے کیونکہ خود جانتا ہے کہ میں نے غریبوں کو مارا ہے اور مال ان کا لوٹا ہے اور اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ سے وجہ ناشکری کی بتلائی گئی ہے یعنی یہ کام بوجہ حُبِّ المال کے کرتے ہیں اور اَفَلَا يَعْلَمُ سے لے کر اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ تک تخویف اُخروی کی گئی ہے یعنی قبروں سے مردوں کو نکالیں گے۔ اور ظاہر کیا جاوے گا ما فی الصدور کو اور اللہ تعالےٰ خبردار ہوگا اور جزا دے گا۔ حاصل سورت کا یہ تین اُمور ہیں کہ پہلے ظلم کا شکوہ کیا گیا پھر اس کی علت بتلائی۔ پھر تخویف۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ جواب قسم ہے اور ضَبْحًا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اَیْ یَضْبَحْنَ ضَبْحًا (نوٹ) بعض مفسرین بجائے خیل کے ملائکہ مراد لیتے ہیں لیکن سیاق کے مخالف ہے کیونکہ پیچھے سے ظلم کا شکوہ ہے ✦

سُورَةُ الْقَارِعَة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورت میں تخویف بیان کی گئی ہے بعد شکوے بیان کرنے کے عادیات میں جس طرح بینہ میں شکوہ بیان کیا گیا اور

زلزال میں تخویف بیان کی گئی تھی۔ فرق درمیان اس سورت کے اور سورۃ زلزال کے یہ وجہ سے ہے باعتبار تخویف کے۔ اس جگہ یَصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ فرمایا گیا اور اس میں ترقی کرکے کہا یَوْمَ یَکُوْنُ النَّاسُ کَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ یعنی لوگ اس دن مثل پروانہ پراگندہ ہوں گے (۲) اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زُلْزَالَهَا کہا گیا یعنی زمین کا فنا ہونا بیان کیا اور اس میں وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ الخ سے پہاڑوں کا فنا ہونا بیان کیا۔ (۳) اس میں فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ الخ کہا گیا اور اس میں فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ کہا گیا یعنی اس میں کہا کہ دنیا میں عمل کرے گا اور اس کا وزن کیا جائے گا۔ اور اس کے آخر میں خَیْرًا یَّرَهٗ کہا گیا اور اس میں اسکو بیان کرکے فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ کہا گیا۔ فَاُمُّهٗ هَاوِیَةٌ ہُمزہ اور ہا و یہ فارسے دونوں میں (ع ر ج) اور موزوں مراد ہے مَوَازِیْنُهٗ سے۔ مثنوی میں جو بیان آیا ہے مناسب ہے ظاہر قرآن کے اس نے کہا ہے ؎

پس شود جائے دلش دوزخ یہ ✤ ہیچ میدانی چہ باشد ہاویہ
آتش سوزندہ نقش غیر را ✤ کہ بسوزد پر طیر و سیر را

سُوْرَةُ التَّکَاثُرِ مَکِّیَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورت سے لے کر سورۃ الکوثر تک متعلق ہے سورۃ الاعلیٰ کے ساتھ یعنی ان تمام میں ترہیب من الدنیا کا بیان ہے۔ اَلْهٰکُمُ التَّکَاثُرُ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ سے شکوہ بیان کیا گیا یعنی غافل کر رکھا ہے تم کو کثرت مال نے تاکہ مرنے تک دنیا ہی کثرت کو طلب کرتے ہو تم اور کَلَّا سے زجر کی گئی یوں تو نہ کرنا چاہیے تھا۔ اور سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ سے تخویف بیان کی گئی۔ اور ثُمَّ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ سے تکرار واسطے تاکید کے کہا گیا یعنی پھر اس بات کو کہتا ہوں۔ اور کَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ سے لے کر عَنِ النَّعِیْمِ تک تخویف بیان کی گئی کہ اگر تم آئندہ حالوں کو جانتے مثل جاننے اشیاء متیقنہ کے تو غافل نہ ہوتے کثرت مال میں اور لَتَرَوُنَّ کا جواب لِمَا اَلْهٰکُمُ التَّکَاثُرُ محذوف ہے اور یقیناً تم جانتے نہیں ہو قیامت کو اور یہ بات پختہ ہے کہ تم ہر ہر نعیم کو دیکھو گے دیکھنا یقین کا اس وقت سوال کیے جاؤ گے انعام سے ہو کہ دنیا میں تم کو دیئے گئے ہیں۔ اور اس میں پہلے شکوہ بیان کرکے زجر اور تخویف دوبارہ ذکر کی گئی پھر آخر تک تخویف بیان کی گئی خلاصہ ترہیب من الدنیا ہے۔ عِلْمَ الْیَقِیْنِ کا معنے جاننا یقینی اور عَیْنَ الْیَقِیْنِ مفعول مطلق ہے واسطے فعل مذکور کے بغیر لفظہٖ ۔ فقط

سُورَۃُ العَصر مکیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

یہ سورۃ توحید سن الدنیا کے متعلق ہے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ حاصل یہ ہے کہ سورۃ تکاثر سے ترقی اور تفصیل کی گئی۔ یعنی تکاثر نہ کر اور ذرا دیکھ تو سہی زمانے کو۔ اس سے معلوم کر لے اپنے آباء اجداد کا حال کہ سب کے سب انسان میں ہیں اگر جن ہیں چار اوصاف موجود ہیں یہ کہ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ میں مذکور ہیں ۝

سُورَۃُ الہُمَزَۃ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

یہ سورۃ بھی توحید سن الدنیا کے متعلق ہے۔ وَیْلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ سے لے کر وَعَدَّدَہٗ تک زجر بیان کی گئی ہے یعنی ہلاکت ہے واسطے ہر پیچھے عیب کرنے والے کے اور سامنے منہ پر گالیاں نکالنے والے کے جنہوں نے جمع کیا مال کو اور اس کو سامان بنا کر رکھا ہے پھر یَحْسَبُ اَنَّ مَالَہٗ اَخْلَدَہٗ سے شکوہ کیا گیا۔ اصل میں اَیَحْسَبُ ہے یعنی آیا گمان کر لیا ہے اُس نے کہ اس کو مال ہمیشہ رکھے گا۔ کَلَّا سے زجر کی گئی یعنی ہرگز نہیں اس کو ہمیشہ مال نہ رکھے گا۔ اور اس کی دلیل سورۃ عصر میں بیان کی گئی ہے کہ ضرب نے مرنا ہے سوا چار اعمال کے کچھ کام نہ آوے گا۔ اور پھر لَیُنْۢبَذَنَّ فِی الْحُطَمَۃِ سے لے کر فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَۃٍ تک تخویف اُخروی بیان کی گئی یعنی ایسی آگ میں ڈالا جاوے گا جو کہ ٹکڑے کرنے والی ہوگی اور پہنچے گی دلوں کو اور مُنطبق ہوگی اور یہ اس میں ہوگا اور لمبے لمبے ستون ہو گئے چاروں طرف سے اور اوپر سے بند کئے جائیں گے۔ حاصل سورت کا یہ ہے کہ پہلے زجر اور شکوہ پھر زجر سے کر تخویف اُخروی بیان کی گئی اور خلاصہ سورۃ توحید من الدنیا ہے اس کا ربط یہ ہے کہ سورۃ تکاثر میں کہا کہ انسان کو مال نے غافل کیا ہے مرنے تک اور اس میں زجر کر کے کہا کہ غافل تو بجائے خود بلکہ اُس نے مال کو جمع کر رکھا ہے اور سامان بنا کر رکھا ہے اور گمان کیا ہے کہ یہ مال ہمیشہ رکھے گا (۲) اس میں لَتُرَوُنَّ الْجَحِیْمَ کہا۔ اور اس میں تفصیل کی گئی اور لَیُنْۢبَذَنَّ فِی الْحُطَمَۃِ سے لے کر اَفْئِدَۃِ تک تجہیم اور حطمہ کی وضاحت کی گئی۔ اور تخویف پوری بیان کی گئی اور وَالْعَصْرِ کے ساتھ ربط یہ ہے کہ اس میں بجائے مال جو کہ باعث ہلاکت کا ہے چار اعمال بتلائے گئے جو کہ موجب نجات ہیں ۱۲ ۝

سورۃ الفیل مکیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس میں بھی تہدید من الدنیا والابیان ہے الم تر کیف فعل ربک باصحب الفیل سے تو بیخبر دیا ہے کہ ایک بادشاہ اپنی دنیا پر مست ہو کر مقابلے کہ معظمہ کے ایک مکہ بنایا۔ اور مکے شریف کے گرانے کے لئے زحف لایا اللہ نے ان کو عذاب سے ہلاک کیا۔ حاصل یہ ہوا کہ دنیا داروں مخالفوں کو دنیا میں بھی سختی و عذاب دیتا ہے۔ ربط ماقبل سے یہ ہے کہ سورۃ سابقہ کے آخر میں تو محض تخویف بیان ہوئی اس میں تخویف دنیاوی بھی بیان کی گئی اور اشارہ کیا کہ دنیا پر مست ہو کر عبادت کو نہ چھوڑنا چاہئے۔ ورنہ عذاب اخروی بھی دیا جاوے گا اور دنیاوی بھی۔ اور سورۃ العصر کا بھی یہی بیان ہے۔ کیونکہ اس میں ان الانسان لفی خسر کہا گیا اور اس میں خسران کا حال بیان کیا گیا۔ اور سورۃ الھمزہ میں خسران کے بھگتنے کے لئے جہنم بتائے (معانی) کیدھم یدیتھی۔ فی تضلیل بربادی۔ ابابیل جمع امابیل یعنی جماعت۔ سجیل سنگ گل۔ کعصف گھاس باقی ماندہ از اکل مواشی۔

سورۃ القریش مکیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ بھی تہدید من الدنیا کے متعلق ہے لایلٰف قریش۔ اس میں قافلے والوں پر نعم کیا گیا اور کہا گیا کہ ذرا دیکھو یہی تعجب ہے ان قریش پر کہ وہ سبب کثرت مال کے دو سفر کرتے ہیں۔ ایک سردی میں یمن کے اور ایک گرمی میں طرف شام کے۔ اور حالانکہ ان کے واسطے نعمت رب البیت کی کرنی تھی اور بیت کی خدمت کرنی تھی۔ اسی جگہ گزران کیلئے طعام بھی پا جاتا ہے۔ رجلۃ۔ مقہور ایلات کا ہے۔ ربط ظاہر ہے۔

سورۃ الماعون مکیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ سورت بھی تہدید من الدنیا کے متعلق ہے ارءیت الذی یکذب بالدین سے لے کر طعام المسکین تک مانع زیادہ روں کے متعلق بیان کیے۔ ایک تو تکذیب یوم الجزا اور دوسرا عدم محبت بایتیمی و مساکین فی اعطاء الطعام۔ اور پھر فویل للمصلین

سے لے کر وَالْمَاعُوْنَ تک زجر کی گئی ہے کہ ہلاکت ہے ایسی نماز پڑھنے والوں پر جو کہ اصل میں نماز کی طرف ان کا خیال نہیں ہوتا۔ اور نماز سے غافل ہوتے ہیں اور مثل سوئی وغیرہ کے بھی نہیں دیتے مَاعُوْنَ من المعن معنے تھوڑی شے ۱۲ فقط

سُوْرَۃُ الْکَوْثَرِ مکیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ متعلق دو مضمون سورۃ الاعلےٰ کے ساتھ یعنی توحید اور نفی شرک کے ساتھ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ الخ اسی حکم نالک یعنی حکم کر دیا ہم نے تیرے واسطے خیر کثیر کا۔ اور مراد کوثر سے یا تو قرآن ہے یا اور خیر کثیر ہے۔ اور ایک اللہ کی عبادت کر اور غیر کی نذر نہ دو کیونکہ کفار نماز اور ذکر بھی غیر اللہ کے لئے کرتے تھے۔ اور تیرے دشمن ابتر ہوں گے۔ فقط

سُوْرَۃُ الْکَافِرُوْنَ مکیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورت میں بھی توحید کا بیان ہے۔ حاصل یہ ہے کہ واعظوں کا طریقہ ہوتا ہے کہ بعد تفصیل بیان کے کہتے ہیں۔ کہ حکم تو یہی ہے اب اگر نہیں مانتے تو میرا راستہ یہ ہے اور تمہارا راستہ وہ ہے۔ تم اپنے راہ پر میں اپنے راہ پر۔ اس جگہ اسی طرح بیان کیا گیا کہ تم جب ایسے بیانات کے بعد بھی باز نہیں آتے تو تمہارے اور ہمارے درمیان سلام متارکت کا ہے۔ کَمَا قَالَ تَعَالٰی اَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی عَنْ ذِکْرِنَا چار رکن ہیں اول میں سلام متارکت کا ہے۔ دوسرے میں اعتقاد کا بیان ہے اور تیسرے میں عوذہ حوادث اس جہان کا۔ اور چوتھے میں عوذہ دین کا اور درمیان میں النَّصْرُ وَ مَبْتَرٌ کافروں کے متعلق ہیں یعنی تو سلام متارکت کہہ دے فتح میں دونگا اور تیرے دشمنوں کو ہلاک کروں گا۔ فقط

سُوْرَۃُ النَّصْرِ مدنیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خلاصہ اس سورت کا تسلیہ حضور کا اور فتح کا وعدہ سے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ۔ ماقبل سے ربط یہ ہے کہ سورۃ الکافرون میں سلام متارکت کا بیان کیا گیا۔ اس میں کہا گیا۔ کہ متارکت کرو فتح میں دوں گا۔ اور تم وہ کام کرو جو موجب ہے فتح کا یعنی سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ

وَاسْتَغْفِرْہُ یعنی اللہ تعالےٰ کو شرکیوں سے پاک سمجھنا اور ایک اللہ کی عبادت کرنی حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام بعد نزول اس سورت کے تسبیح پڑھنے کی کثرت کرتے تھے اور جہاں اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ کی فَسَتَرٰی مَا تَرٰی محذوف ہے اور فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ نہیں +

سُوْرَۃُ اللَّھَبِ مکیۃ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ربط اس کا بھی ماقبل کے ساتھ ہے کہ جب ان بینات کے بعد نہیں مانتے تو سلام متارکت کرو۔ اللہ تم کو فتح دے گا اور دشمن ہلاک کیے جائیں گے اور ہلاکت کا ایک نمونہ بتلایا گیا۔ تَبَّتْ یَدَا سے یعنی حکم کر دیا خواری ابولہب کا اس کو مال اور اولاد نفع نہ دے گا۔ آگ میں ڈالا جائے گا اور اس کی عورت کی گردن میں رسی مسد کی ڈالی جائے گی۔ کیونکہ نبی علیہ السلام کے راستہ پر خار و خاشاک ڈالتی تھی +

سورۃ الاخلاص مکیۃ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ یہ خلاصہ ہے سب مذکور ماقبل کا۔ ہو ضمیر شان کا ہے معنی یہ ہوگا کہ باتیں دو ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ ایک ہے دوسرا بلانے کے لائق حاجات میں خاص وہی ہے۔ معنی اَلصَّمَدُ مَا یَصْمُدُ الیہ یعنی مَا یَقْصِدُ الیہ فی الحوائج (بخاری از ابن عباسؓ) اور کسی کا والد نہیں ہے جیسا کہ عیسائی کو کفار ابن اللہ کہتے ہیں +

سُوْرَۃُ الفلق مکیۃ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورت بھی خلاصہ میں داخل ہے یعنی اللہ کو پاک سمجھ شرکیوں سے اور پناہ مانگ اللہ کے ساتھ جو کہ آسمان چیر کر صبح کر دیتا ہے چار چیزوں سے ایک ضرر اشیاء پیدا شدہ اس کی سے۔ اور دوسرا ضرر اندھیری کرنے والی سے جس وقت چاند غروب ہو جاتا ہے اور تیسرا شر پھونکنے والی عقدوں سے یعنی جو عورتیں جادو کرتی ہیں اور چوتھا حاسد کے حسد سے +

سُوْرَۃُ وَالنَّاس مکیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اس سُورت میں کہا گیا کہ پناہ مانگو شیطان خناس سے یعنی چھپ جانے والے اور ہٹ جانے والے جو کہ لوگوں کے دِلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ اور مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ یا تو بیان ہے الخناس کا۔ اور یا والناس عطف ہے الوسواس پر اے من شر الناس اور من الجنۃ بیان ہے الخناس کا اے من شر الجنۃ۔ خلاصہ دو قل اعوذ کا یہ ہوا کہ پناہ سب مصائب میں اور شیطان سے اللہ کے ساتھ مانگا کرو لیکن آخر میں بِرَبِّ النَّاسِ اِلٰہِ النَّاسِ مَلِکِ النَّاسِ کے ساتھ تین مرتبے ذکر کئے گئے جیسا کہ سورۂ حدید اور حشر اور انعام میں ذکر کئے گئے ہیں۔ اوّل مُربی وہی ہے دُوسرا تخت بادشاہی پر آپ ہے۔ تیسرا خالق وہی ہے۔ فقط۔

خُلَاصَہ۔ سُورۃ اعلےٰ سے لے کر آخر تک یہ ہے کہ سُورت اعلےٰ میں دو مضمون بیان ہوئے۔ اوّل توحید اور دوسرا تزہید من الدُّنیا۔ پھر دوسرے مضمون کا اعادہ کیا گیا۔ سورۃ فجر اور بلد میں پھر دونوں کا اعادہ کیا گیا علےٰ سبیل اللف والنشر المرتب سورۃ شمس اور لیل میں اور بعد میں ان دونوں مضمونوں کو سُورۃ التکاثر سے لیکر* کوثر تک تزہید من الدنیا کا بیان ہے اور سورۃ کوثر سے لے کر لہب تک توحید کا بیان ہے اور درمیان میں تسلی نبی علیہ السلام کے واسطے سُورۃ الضحیٰ اور الشرح لائیں اور والتین بھی تسلی کے لئے لائی گئی ہے یعنی اوّل ثلاثہ سے بیان کیا کہ دعوےٰ توحید کا حق ہے پھر تسلی دے کر کام فرمایا کہ قرآن کو پڑھ اور تبلیغ کر۔ کفار کے ایذا سے نہ ڈر۔ پھر سُورۃ بینہ سے لے کر التکاثر تک شکوہ کُفار کا بیان ہوا ایک سُورۃ میں اور ایک تخویف یعنی رسول صلعم تبلیغ کرتا ہے اور یہ نہیں مانتے۔ آخر میں تین قل سے خلاصہ ہے کہ اس کی عبادت کرنی چاہئے اور مصائب اور شیطان سے اللہ کے ساتھ پناہ مانگنی چاہیئے۔

آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اٰمِیْن۔

تَمَّتْ بِالْخَیْرِ

مولینا مولوی حسین علی پبلشر نے حمایت اسلام پریس لاہور میں باہتمام (درشیخ حسن الیقین پرنٹر چھپوا کر واں بھچراں ضلع میانوالی سے شائع کی

* سورۃ لہب تک پھر اعادہ کیا گیا علی سبیل اللف والنشر المرتب سورۃ التکاثر سے لے کر

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ شَیْئًا

فتوے

حضرت پیر صاحب بغداد شریف والہ دربارہ علم غیب معہ تشریح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

حضرت پیر سید ابن عبدالقادر جیلانی نے لکھا ہے۔ اپنی کتاب غنیہ میں کہ رافضیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ امام سب کچھ جانتے ہیں۔ جو گذر چکی ہے۔ یا آنے والی ہے۔ خدا تعالےٰ ان کو لعنت کرے۔ یہ تو قرآن شریف کے منکر ہو گئی۔ حضرت پیر صاحب کے کلام کی تشریح یہ تھی۔ کہ قرآن شریف میں ہے۔ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ حاصل اس کا یہ ہے۔ کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ اپنے محبوب کو کہ فرض آپ پر ہے۔ کہ فرما دیو لوگوں کو کہ نہیں جانتے وہ لوگ کہ آسمان میں ہیں یعنی وحی جبرئیل اور دوسرے فرشتے اور نہ وہ لوگ کہ زمین میں ہیں۔ یعنی پیغمبر وغیرہ غیب کو مگر ایک حق تعالےٰ جاننے والا ہر شے کا ہے۔ اب غیب کا معنی سمجھنا چاہیے۔ ہزاراں خبریں غیب کے حق تعالےٰ بذریعہ وحی وکشف کی اپنیاں بندیوں کو جتا دیتا ہے لیکن تمام غیبی باتیں جان لینا یا یہ کہ کسی کو قدرت ہو۔ جو چاہے۔ جان لے۔ یہ حق تعالےٰ نے کسی کو نہیں دی۔ خدا پاک نے فرمایا ہے۔ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ اس کے پاس کنجیاں غیب کی ہیں۔ نہیں جانتا ان کو مگر وہی یعنی جس طرح اللہ صاحب نے بندوں کے واسطے ظاہر کی چیزیں دریافت کرنے کو کچھ راہیں بتا دی ہیں۔ جیسے آنکھ۔ دیکھنے کو کان سننے کو ناک سونگھنے کو۔ زبان چکھنے کو۔ ہاتھ ٹٹولنے کو عقل سمجھنے کو۔ اور وہ راہیں ان کے اختیار میں دی ہیں کہ اپنی خواہش کے موافق ان سے کام لیتے ہیں۔ جیسے کچھ دیکھنے کو جی چاہا۔ تو آنکھ کھول دی۔ نہ چاہا تو بند کر لی۔ جس چیز کے مزہ دریافت کرنے کا ارادہ ہو۔ منہ میں ڈال لیا۔ نہ ارادہ ہوا۔ نہ ڈالا۔ سنو گویا کہ ان چیزوں کے دریافت کرنے کو کنجیاں ان کو دی ہیں۔ جیسے جس کے ہاتھ کنجی ہوتی ہے۔ قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے۔ جب چاہے تو کھولے۔ جب چاہے نہ کھولے۔ اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کو اختیار دیدیا ہے۔ جب چاہیں کریں۔ جب چاہیں نہ کریں۔ سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو۔ کہ جب چاہیں۔ کر لیں۔ یہ کسی ولی ونبی کو۔ جن وفرشتے کو۔ پیر وشہید کو۔ امام وامام زادے کو۔ بعوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی۔ کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں۔ بلکہ اللہ صاحب اپنے ارادے سے کسی کو جتنی بات چاہتا ہے۔ خبر دیتا ہے۔ سو یہ اپنے ارادہ کے موافق نہ ان کی خواہش پر۔ چنانچہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہا ایسا اتفاق ہوا ہے۔ کہ بعضی بات کے دریافت کرنے کی خواہش ہوئی۔ اور وہ نہ معلوم ہوئی۔ پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا۔ تو ایک آن میں بتا دی

فتاوی رشیدیہ جلد ثالث صـ۷ میں ہے۔ استفتا بعض لوگ انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کے لئے علم غیب ماسوائے اللہ تعالےٰ اس آیت سے جو سورۃ قل اوحی میں ہے۔ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول الایۃ اس آیت سے ثابت کرتے ہیں۔ اور دلیل اس آیت کو گردانتے ہیں مسلمانوں کو ایسا عقیدہ رکھنا درست ہے۔ یا نہیں۔ اور معتقد کافر ہوگا یا نہیں۔ یا رسول اللہ دور سے پکارنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب علم الغیب میں تمام علماء کا عقیدہ اور مذہب یہ ہے۔ کہ سوائے حق تعالےٰ کے اس کو کوئی نہیں جانتا۔ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو۔ خود حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ حق تعالےٰ ہی کے پاس علم غیب کا ہے۔ کہ کوئی نہیں جانتا۔ اس کو سوائے اس کے۔ پس اثبات علم الغیب غیر حق تعالےٰ کو شرک صریح ہے۔ مگر ہاں جو بات کہ حق تعالےٰ نے اپنے کسی مقبول کو بذریعہ وحی یا کشف بتا دیوے۔ وہ اس کو معلوم ہو جاتا ہے۔ اور پھر وہ مقبول کسی کو خبر دیوے۔ تو اس کو بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ جیسا علم جنت اور دوزخ اور رضا وغیرہ کا حق تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام کو بتلا دیا اور پھر انہوں نے امت کو خبر دی۔ چنانچہ اس آیت سورہ جن سے معلوم ہوا۔ سو حاصل اس آیت کا یہ ہوا۔ کہ جس امر غیب کی خبر حق تعالےٰ اپنے مقبول کو دیوے۔ تو اسکی خبر اس کو ہو جاتی ہے۔ نہ یہ کہ تمام مغیبات حق تعالےٰ کے نبی کو کشف ہو جاتے ہیں۔ چونکہ اگر یہ معنے اس کے ہو دیں۔ کہ تمام علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو جاتا ہے۔ دوسری آیت صاف اسکے خلاف کہ رہی ہے۔ قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ترجمہ کہدے کہ میں نہیں مالک اپنے نفس کے واسطے کسی نفع اور کسی ضرر کا مگر جو خدا تعالےٰ چاہے اور جو میں غیب کو جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائی جمع کر لیتا۔ اور کوئی برائی مجھ کو نہ لگتی۔ پس صاف روشن ہو گیا۔ کہ مغیبات آپکو معلوم نہیں اپنا نفع اور ضرر بھی آپکے اختیار میں نہیں تو یہ عقیدہ البتہ خلاف نص قرآن کے شرک ہوا۔ خود دوسری آیت میں موجود ہے لا اوری ما یفعل بی ولا بکم ان اتبع الا ما یوحی الی۔ ترجمہ میں نہیں جانتا۔ کہ کیا کیا جاویگا۔ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ بجز اس چیز کے کہ میری طرف وحی کیا گیا۔ پس جب صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ رسول علیہ السلام کو ہرگز بجز اس چیز کے کہ میری طرف وحی کیا گیا علم غیب نہیں۔ مگر جسقدر اطلاع دیجاوے اور اس پر بہت آیات اور احادیث شاہد ہیں۔ تو خلاف اسکے عقیدہ کرنا کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سب غیب جانتے ہیں۔ شرک قبیح جلی ہو دیگا۔ معاذ اللہ حق تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایسے عقیدہ فاسدہ سے نجات دیوے آمین۔ پس ایسے عقیدے والا مشرک ہوا۔ اور جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا۔ اگر یہ عقیدہ کر کے کہ وہ دور سے سنتے ہیں۔ بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے۔ اور جو یہ عقیدہ نہیں۔ تو کفر نہیں۔ مگر کلمہ مشابہ بکفر ہے۔ کتبہ الراجی ربہ و

رشید احمد گنگوہی [۱۳۰۱ھ رشید احمد] الجواب صحیحۃ محمد محمود عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند [الٰہی عاقبت محمود گرداں] الجواب صحیحۃ ابو المکارم محمد اسحاق فرخ آبادی عفی عنہ۔ [محمد اسحاق] الجواب صحیحۃ اصاب المجیب عزیز الرحمن مفتی مدرسہ عالیہ دیوبند [توکل علی العزیز الرحمن] اصاب من اصاب محمد ریاض الدین عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ [محمد ریاض الدین] ناظر حسن دیوبندی۔ [محمد ناظر حسن] بندہ محمود عفی عنہ مدرس اول مدرسہ عالیہ دیوبند [الٰہی عاقبت محمود گرداں] الجواب صحیح خلیل احمد عفی عنہ مدرس اول مدرسہ ظاہر العلوم سہارنپور [خلیل احمد] احمد حسن الحسینی الامروہی غفرلہ [اسمہ احمد]

الجواب صحیح خاکسار سراج احمد عفی عنہ میرٹھ | سراج احمد | الجواب صواب عبد المومن مدرس مدرسہ میرٹھ | عبد المومن | ہذا ہو الحق وما ذا بعد الحق الا الضلال | اسمٰعیل احمد | علم غیب خاصہ حقتعالیٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے وہ شرک پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ | رشید احمد ۱۳۰۱ سنہ |

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سویم صـ۳۲ میں ہے۔ استفتا فرماتے ہیں علماء محققین احناف رحمہم اللہ مسئلہ ہذا میں کہ زید کہتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے کل علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما دیا تھا۔ اور اب بھی آپ مخلوق کے ہر ایک حال ظاہر باطن خیر و شر سے بخوبی واقف ہیں یہاں تک کہ مچھر کے پر ہلانے کا بھی آپکو علم ہو جاتا ہے اور ہر ایک کی آواز خواہ وہ مشرق میں ہو یا مغرب خود سن لیتے ہیں پس یہ عقیدہ کیسا ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا مذہب احناف اور کتب معتبرہ حنفیہ کی رو سے مسلمان رہا یا کافر مشرک ہو گیا۔ بینوا توجروا۔

الجواب جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونیکا معتقد ہو سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً کافر ہے صاحب بحر الرائق کتاب النکاح میں صاف تحریر فرماتے ہیں جو کوئی نکاح کی شاہدین اللہ اور رسول اللہ کو مقرر کرے اور اعتقاد یہ کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں وہ یقیناً کافر ہے اور مشرک تو اسکو کہتے ہیں کہ کسی مخلوق کو اللہ تبارک وتعالیٰ کیلئے کسی وصف ذاتی مثل علم کی اور قدرت کے یا عبادت کے شریک کرے سو اسکا اشراک فی الذات یعنی تعدد الٰہ کا قائل تو بہت ہی کم ہوا ہوگا۔ شامی فی رد المحتار کے کتاب الارتداد میں صاف طور سے ایسے عقیدہ رکھنے والے کی تکفیر کی ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ علم غیب تمام اشیاء آنحضرت کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے محض باطل اور خرافات میں سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محشر میں بھی بعض لوگوں نے قابل سقلے مار کر شہید ہونیکا احتمال اور بارہا تعالیٰ کیطرف سے ارشاد ہوگا۔ انک لا تدری ما احدثوا بعدک الحدیث شرح بخاری

الاجوبۃ الصحیحۃ ابو الخیرات سید احمد عفی عنہ مدرس دوم مدرسہ عالیہ دیوبند | سید احمد | الاجوبۃ الصحیحۃ محمد یعقوب عفی عنہ مدرس اول مدرسہ دیوبند | محمد یعقوب | الاجوبۃ الصحیحۃ احمد ہزاروی عفی عنہ | احمد | الاجوبۃ کلہا صحیحۃ عزیز الرحمٰن دیوبندی کان اللہ له | وکل علیہ العزیز الرحمٰن | الاجوبۃ الصحیحۃ عبد اللہ الانصاری عفی عنہ | عبد اللہ الانصاری | الاجوبۃ الصحیحۃ محمد محمود عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند | الٰہی عافیت محمود گرداں | الاجوبۃ کلہا صحیحۃ ابو المکارم محمد اسحاق فرخ آبادی عفی عنہ | محمد اسحاق | ترجمہ عبارات انوار شاہ صاحب مدرس دیوبند محدث مشہور بڑا تعجب ہے اس شخص سے جو زمرۂ علماء میں ہو کر ایسے شخص کی تکفیر میں تردد کرے اور قطعاً اسکو کافر نہ کہے۔ بھلا کوئی عالم کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کی تبلاغ سے بھی بعض چیزوں کی خبر نہ ہو۔ ہر گز نہیں بڑا فتور تو وہ شخص برپا کر رہا ہے جو ہر جگہ یہ کہتا پھرتا ہے کہ آپکو جمیع اشیاء کا علم دیدیا گیا ہے حالانکہ یہ صریح شرک ہے اور تمام فقہاء متفق اللفظ ایسے شخص کی تکفیر کرنے میں شیخص کس دلیل سے حجت پکڑتا ہے حالانکہ یہ تمام احادیث کی مخالف ہے بحوالہ تذکیر الاخوان صفحہ ۲۵۵ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صـ۱۱۳ میں ہے سوال جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیب دان جانے اسکے پیچھے نماز درست ہے یا نہ۔ الجواب از بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب جو خاصۂ حق تعالیٰ کا ہے ثابت کرتا ہو اسکے پیچھے نماز درست نہیں لانہ کفر فلا یصح الاقتداء بہ صلاۃ کذا فی الدر المختار مجموعہ فتاویٰ مولوی عبد الحی صاحب صفحہ اول میں ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ رحم کرے اس مسئلہ میں آجکل کیا قول ہے کہ اس ملک کے لوگ مصیبت اور حاجت کیوقت انبیاء علیہم السلام یا اولیاء کرام کو دوسرے بلد کے اقطاب کو پکارتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ لوگ حاضر وناظر ہیں اور ہر حال اور ہر وقت جب ہم پکارتے ہیں خبر رکھتے ہیں اسعوت سے کہنا جائز ہے یا نہیں۔ جواب صورت مذکورہ حرام بلکہ مثل شرک ہے کیونکہ صورت اعتقاد علم غیب کو شامل ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور غیر کیلئے علم غیب کا اعتقاد رکھنا کھلم کھلا شرک ہے جسکا خلاصہ بیان یہ ہے کہ شرع میں خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات مختصہ اور عبادت میں کسی غیر کو شریک کرنا شرک ہے اور علم غیب بھی خدا تعالیٰ کی صفات مختصہ میں سے ہے جیسا کہ عقائد کی کتابوں میں بالتصریح موجود ہے اختصار ملا علی قاری کی عبارت لکھی جاتی ہے جو شرح فقہ اکبر میں ہے عبارت عربی کا ترجمہ علم غیب ایک ایسی بات ہے جسکے صرف اللہ تعالیٰ سزاوار ہیں غیر کو اسمیں کچھ دخل نہیں۔ ہاں اگر اللہ چاہے تو کسی نبی یا ولی کو معجزہ اور کرامت

کے طور پر غیب پر خبردار کرے یا کسی علامت کیساتھ غیب پر مطلع فرمادے اسیطرح بغیر علامت ظاہری کے کوئی شخص پانی برسنے کی خبر دے تو کفر ہے اور حنفیہ نے اسکو بھی کفر بتایا ہے۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب دانی کا قائل ہو کیونکہ آپکی غیب دانی اس آیت قرآنی کے مخالف واقع ہوگی۔ آیت کا ترجمہ اے نبی تو کہدے کہ آسمانوں اور زمین کی غیب باتو نکو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ مولانا عبدالحی صاحب کی عبارت کا ترجمہ واقع میں یہ اعتقاد کہ انبیاء اور اولیاء ہر وقت حاضر و ناظر ہیں اور ہر حال میں دور سے ہماری پکار کو سنتے ہیں۔ شرک ہے کیونکہ یہ صفات حق جل جلال کیساتھ مخصوص ہیں فتاوی بزازیہ میں ہے اگر کسی نے بغیر شاہد کے نکاح کیا اور یہ کہا۔ کہ میں نے خدا اور رسول و فرشتوں کو گواہ کیا تو یہ کفر ہے کیونکہ اس میں رسول و فرشتے کی غیب دانی کا اعتقاد پایا جاتا ہے۔ البدر دولوی امان اللہ خان ملتانی۔ حافظ محمد ابراہیم سجادہ نشین مسجد نئی نقل از اشتہار ملتانی اور ہمارے علماء اشیاء کو بھی قائل ہیں مشائخ کی ارواح کو حاضر جاننا کفر ہے۔ انتہی مسلماً حضرت غوث الاعظم فرماتے ہیں۔ من یعتقد ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب فھو کافر ان علم الغیب صفتہ مختصۃ باللہ سبحانہ (مراۃ الحقیقۃ ص۱۸ سطر ۷ مطبوعہ مصر) ترجمہ جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں۔ وہ شخص کافر ہے کیونکہ غیب دانی اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفات سے ایک خاص صفت ہے نقل از کتاب تنزیہ الرحمن مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۰۔ فتاوی رشیدیہ حصہ سوم ص۱۵ میں ہے۔ ندا غیر اللہ کو کرنا دو سو شرک تحقیقی جب ہوتا ہے کہ یہ اعتقاد کرے کہ جسکو پکارتا ہوں وہ سن رہے ہیں اور جسجگہ مقصود سنانا نہیں ہوتا اور نہ یہ عقیدہ ہوتا ہے وہاں شرک نہیں ہوتا سوال۔ یہ مسئلہ کس کس کتاب میں ہے۔ الجواب بحر الرائق ص۱۶ جلد پنجم مطبوعہ مصر۔ عینی بخاری جلد یازدہم ص۵۲ فتح باری مطبوعہ مصر ص۳۵ جلد ۱۳ جلد ۹ ص۳۹۵، جلد یکم ص۱۱۵ سامرہ ص۹۷ مطبوعہ انصاری دہلی۔ فتاوی موی عبدالحی جلد دویم ص۳۹ خلاصۃ الفتاوی جلد چہارم ص۳۵۴ فتاوی عالمگیر مطبوعہ نولکشور ص۲۱۲ قاضیخاں جلد رابع ص۱۶۵ مطبوعہ مصطفائی۔ شرح فقہ اکبر ص۱۳۶ خازن فی آخر سورہ لقمان ص۲۴۳ ردالمحتار ص۳۰۰ جلد ۳ و ص۲۹۰ تجنیس صاحب الہدایۃ کذا فی الفصول العمادیۃ ص۶۴ فی مختار الفتاوی لو تزوج امرأۃ بشہادۃ اللہ و رسولہ لا ینعقد النکاح ویکفر لاعتقادہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب۔ جواہر اخلاطی میں ہے ان زعم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب یکفر فما ظنک بغیرہ۔ فتح العزیز ص۱۳۰ فتاوی بزازیہ ص۳۲۵ فتاوی عبدالحی صاحب جلد اول ص۲۷ و فی ص۵۰۵ دوم جلد دوم ص۳۷ و فی الجہار الثالث ص۵ بیری حاشیہ اشباہ ان سب کتابوں میں حکم کفر لکھا ہے سب اماموں کی طرف سے قرآن شریف میں پنجاہ سورۃ میں ہے یہ مسئلہ اور ایک ہزار حدیث ایک بخاری شریف میں شاہد ہے کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسکو خبر ہو گئی ہے شرک ہے تعلیم الدین ص۱۶ مولوی اشرف علی صاحب نے زیور بہشتی ص۳۱ میں لکھا ہے کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسکو خبر ہو گئی شرک کفر ہے۔ غنیہ حضرت پیر صاحب کی ص۱۶ فتوی امام جعفر صادق تذہیب تقریب ص۵۴ مکتوبات حضرت امام ربانی جلد اول مکتوب صد و ہفتم۔ مکتوبات خصرۃ خواجہ محمد معصوم جلد سویم۔ مکتوب نوزدہم۔ ملفوظات حضرت حاجی دوست محمد قندھاری موسی زئی شریف و الرسالہ ارشاد الطالبین قاضی ثناء اللہ میں ہے۔ یا شیخ عبدالقادر دریا خواجہ شمس الدین پانی پتی چنانچہ عوام میگویند شرک و کفر است۔ فتوی مولانا مرتضی حسن صاحب ناظم تعلیم دیوبند بحوالہ پرچہ اخبار امرتسر ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۷ء ان عقاید باطلہ پر مطلع ہو کر انہیں کافر مرتد ملعون جہنمی نہ کہنے والا بھی ویسا ہی مرتد و کافر ہے۔ پھر اسکو جو ایسا نہ سمجھے۔ وہ بھی ایسا ہی ہے۔

کوکب الیمانی علی اولاد الزوانی۔ کوکب الیمانین علی الجہلان و الخرافین۔ توضیح المراد لمن تخبط فی الاستمداد۔ کالا کافر۔ ان کتابوں میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ ایسے عقاید والے کالے کافر ہیں۔ ان کا نکاح کوئی نہیں۔ سب زانی ہیں۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و الہ و اصحابہ اجمعین۔

مولانا فاضل الثانی یار محمد ملتانی

و اسعد حاله و بالا فهو ولی التوفیق بدرجه بلوغ و رشد شرعی و عرفی رسیده و در علوم ضروریه معلومات و ملکه معتد بها حاصل کرده و در نسبت شریفه حضرات نقشبندیه مجددیه احمدیه و چشتیه و قادریه و سهروردیه و قلندریه و شطاریه و مداریه و کبرویه توجهات یافته و نسبت مذکوره در باطن او متمکن شد و ببرکات نسبت مذکوره بدولت تهذیب اخلاق صوفیه و استقامت بر شریعت علیه مشرف گشته و همیں معانی را خود نیز در باطن خویش شاهد کرده و جمع از اصحاب فقیر که اهل بصیرت اند بوجدان خویش در حصول ایں معانی گواهی داده از غیب بطریق وجدان در خاطر القاشد تا ولد ارشد سابق الذکر را بر مستقر ارشاد و طریق ثمانیه مذکوره قائم مقام خود کرده و خلیفه مطلق و نائب مناب برحق خویش نموده و جعلت یده یدی و قبوله قبولی و ردّه ردی رحم الله تعالے من اعانه. و خذل من اهانه و تربیت جمیع متوسلان حضرت بزرگوار موصوف الذکر خویش که بدیں فقیر محول شده بود و جمیع منتسبان خود فقیر را کائناً من کان بایشان حوالت کردم و امید واثق میدارم که متوسلین ایشان ببرکات حضرات کرام قدسنا الله تعالیٰ باسرارهم الاعلام از برکات مخصوصه ایں طریق حظ وافر گیرند و بدولت صحبت ایشان از خصائص ایں قوم نصیبے کامل حاصل نمایند اللهم انصر من نصره واخذل من خذله و ایده الدین واجعله اماما للمتقین وارزقه الاستقامة علی السنة السنیة والشریعت العلیه آمین آمین برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی الله تعالے علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه اجمعین. فقیر محمد عثمان بقلم خود ۳ ذی القعده ۱۳۰۱ھ

بسم الله الرحمن الرحیم

اجازت نامه حضرت سیدی محمد عثمان برائے حسین علی قبل از وفات بمقدار ۳ سال نوشته اند - بسم الله الرحمن الرحیم. الحمد لله العلی الاعلی والصلوة والسلام علی نبیه المصطفیٰ واله واصحابه البررة التقی - اما بعد فقیر حقیر لاشئی محمد عثمان عفی عنه واضح مینماید که حقائق و معارف آگاه حاوی علوم عقلی ونقلی راوی فنون فرعی واصلی مولوی حسین علی صاحب بارک الله تعالے فی عمره و رفعه الله تعالی درجاته چون نزدیک فقیر آمدند - التماس تسلیک سلوک طریقهٔ علیه نقشبندیه مجددیه مظهریه نمودند فقیر حسب عادت پیران کبار علیهم الرضوان اسم الله جل جلاله بر لطیفهٔ قلب نشان داد پس بفضله تعالے و بیمن پیر دستگیر روشن تاثیرات

قویہ دران لطیفہ دادند و درجہ بدرجہ نشان لطیفہا دیگر کہ روح و سر و خفی و اخفی و نفس و قالب اند بمرور شہور و سنین دادہ شد او تعالے شانہ و عز برہانہ در ہریک ازیں لطائف ازواق و اشواق و استہلاک و اضمحلال و بیخودی دادند پس ازان نفی و اثبات و مراقبہ احدیت و مراقبہ لطائف خمسہ کہ آخر امشربات گویند و ولایات ثلاثہ و مراقبہ اسم الظاہر و کمالات ثلاثہ پس او تعالی شانہ و عز برہانہ در ہریک ازیں مقامات مذکورہ حالات و تاثیرات از حضور و جمعیت و فنا و بقا عطا فرمودند۔ چون مولوی صاحب ممدوح ذی استعداد بودند موافق روش حضرت قبلہ و کعبہ نور اللہ تعالے مرقدہ الشریف اجازت طریقہ علیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ دادہ شد اللہ تعالے ایشان را عاشق و محب ذات اقدس خویش و محب پیران کبار خود گرداند بالنبی و آلہ الامجاد علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام و جعلہ اللہ تعالے اماماً للمتقین فعلیہ ان یروج الطریقۃ و یلقنہا لطالبے الحق سبحانہ تعالے دیدہ کیدی مقبولہ مقبولی فطوبی لمن اقتدی بہ و اوصی لہ بدوام الذکر و الفکر و الخلوۃ و الانزوار و الیاس عن الخلق و الرجار و التوجہ الی الخالق عز اسمہ فی الامور کلہا و شرط الاجازۃ الاستقامۃ علی الشریعۃ المرضیۃ علی صاحبہا الصلوٰۃ و السلام۔ اللہم اجعل حیاتی و حیاتہ کلہا لک اللہم لا تکلنا الی انفسنا طرفۃ عین و لا اقل من ذلک برحمتک یا ارحم الراحمین و صلی اللہ تعالے علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین ۔

اللہ

محمد عمر شان

دولتے یافت زود

اجازت نامہ کہ حضرت سیدنا محمد سراج الدین رضی اللہ عنہ برائے حسین علی نوشتہ اند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و السلام علی عبادہ الذین اصطفی فان الاخ الصالح مولانا حسین علی صاحب سلمہ اللہ تعالے

اخذ الطریقۃ الشریفۃ النقشبندیۃ المجددیۃ المعصومیۃ من والدی المرحوم قدسنا اللہ تعالے
بسرہ الاقدس فتوجہ الیہ فی لطیفۃ القلب وسائر لطائف الامر فانکشف لہ انوارہا وحصل لہ
الجذبات والواردات والتوجہ والحضور والجمعیۃ والاستغراق الذی ہو مقدمۃ الفناء الاتم المستلزم
للبقاء ثم توجہ الیہ فی لطیفۃ النفس والقالب والنفی والاثبات فحصل لہ الاستہلاک والاضمحلال
نوع عن الفناء وزوال العین والاثر ثم توجہ الیہ فی مراقبہ الاحدیۃ وفی دوائر الولایات
الثلث الصغری والکبریٰ والعلیا ومراقبۃ الکمالات والحقائق والمعبودیۃ الصرفۃ وحقیقۃ الابراہیمی
والموسوی والمحمدیۃ فحصل لہ بعنایۃ اللہ سبحانہ وتعالے وبیمن المشائخ الکبار قدسنا اللہ باسرارہم
الاقدس فی ہذہ المقامات العالیۃ امارات فناء النفس وشرح الصدر وغیرہا عن الحالات والکیفیات
المناسبۃ لہا۔ فلہذا اجازلہ فی الطریقۃ العالیۃ النقشبندیہ المجددیۃ المعصومیۃ اجازہ مطلقۃ پس
حضرت ایشان قدسنا اللہ تعالے بسرہ الاقدس بحکم یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ
مرضیۃ رجوع بملاء اعلیٰ کردند ومابیچارگان را در الم فراق واگذاشتند۔ پس مولانا صاحب رجوع
بفقیر آوردند کہ اسباق باقی ماندہ تکمیل کنم۔ وباز از سر نو شروع کنم باایں ہمہ عدم لیاقت از اجازت
مسئول چارہ ندیدم۔ سبق حقیقت احمدی وحسب شرف والا لعین ... ودائرہ سیفیہ
قاطع ودائرہ حقیقت صوم وادم۔ احوالیکہ مناسب آنہا بود مشاہدہ خودکردند وفقیر ہم مشاہدہ کرد۔ فصار مجمع
البحار ومعدن الانوار فاجزت لہ اجازۃ مطلقۃ فی الطریقۃ النقشبندیۃ والقادریۃ والچشتیۃ والسہروردیۃ
والکبرویۃ وغیرہا للارشاد والطلاب والقاء السکینۃ والحضور فی قلوب الاحباب واخذ البیعۃ المسنونۃ عن
طالب الطریق المذکورۃ فہو خلیفتی دیدہ کیدی۔ فطوبیٰ لمن اقتدی بہ قال اللہ تعالے ان الذین یبایعونک تحت الشجرۃ
انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم وصلی اللہ تعالے علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین وشرط الاجازۃ الاستقامۃ
علی الشریعۃ اللہم کن لہ معینا وکفیلاً فی الامور کلہا برحمتک یا ارحم الراحمین۔

محمد سراج الدین پسر محمد عثمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالے علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد فیقول
حسین علی بن محمد بن عبد اللہ قرأت تفسیر القرآن علی الشیخ محمد مظہر تلمیذ الشاہ اسحق تلمیذ الشاہ عبد العزیز تلمیذ الشاہ ولی اللہ الدہلوی
ثم قرأت التفسیر بعضہ ثانیاً علی شیخی فی الحدیث رشید احمد گنگوہی قدس سرہ تلمیذ الشاہ عبد الغنی قدسنا اللہ تعالے
بسرہ الاقدس تلمیذ الشاہ اسحق اجازنی بالقرآن المجید مرشدی سیدی محمد عثمان اجازہ الحاج دوست محمد القندہاری اجازہ

الشاہ احمد سعید اجازہ الشاہ ابو سعید اجازہ الشاہ عبد العزیز اجازہ الشاہ ولی اللہ الدہلوی قال ولی اللہ الدہلوی قرأت القرآن [illegible] علی محمد فاضل السندی قال تلوتہ علی شیخ القراء عبد الخالق قال قرأت علی الشیخ البقری والبقری تلا علی الشیخ عبد الرحمٰن الیمنی قرئ علیہ الشیخ سجادہ الیمنی قرء علی الشیخ ابی نصر الطبلاوی قرء علی الشیخ الاسلام ذکریا تلا وتہ علی برہان القلع والرضوان ابی النعیم العقبی قرء کل منہما علی محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزری صاحب کتاب النشر قال الجزری قرأت القرآن علی ابی العباس احمد بن الحسین قال قرأتہ علی والدی قرأ علی ابی محمد القاسم قال قرأت علی احمد بن علی ومحمد بن سعید ومحمد بن ایوب قال کل منہم قرأت علی علی بن محمد البلنسی قرء علی سلیمان بن نجاح قال قرأت علی مؤلف التیسیر ابی عبد اللہ الدانی قرء علی طاہر بن غلبون قرأ علی علی بن محمد المقری قرء علی احمد بن سہیل قرء علی عبید بن الصباح قرء علی حفص قرء علی عاصم واخذ عاصم القرآن عن عبید بن حبیب وعن زر بن حبیش اما عبید بن حبیب فعن عثمان بن عفان وعلی ابن ابی طالب وابی بن کعب وزید بن ثابت وابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واخذ زر عن عثمان بن عفان وابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وساداتنا معہم اجمعین۔

مبشرات

رائت سیدی محمد عثمان اعطانی تفسیر القرآن صغیر الحجم فقلت اہو تفسیر جمیع القرآن قال نعم ورائیت انی اُعطیتُ التفسیر من الرب تعالے ورائیت انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اخذنی فی حجرہ وادخل لسانہ المبارک فی فمی والقی لعابہ فی فمی ورائیت ان علیاً رضی اللہ تعالے عنہ یامرنی بتصنیف تفسیر القرآن ورائیت ان اللہ ..... تبارک وتعالے یقول لی غفرت لک ولمن اتبعک رائیت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عانقنی وذہب بی فی معانقتہ علی الصراط ای پل صراط رائیت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتب [illegible] ختم علیہ بیدہ المبارک وکان معہ اکثر الاکابر دعوت عند بیت اللہ الحرام ثم جئت عند رسول اللہ علیہ وسلم فقلت الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ فعانقنی صلی اللہ علیہ وسلم وعلمنی اللطائف والاذکار ورائیت انہ یسقط فامسکتہ واعصمتہ عن السقوط فعبرت فی ذلک الوقت ان المراد اقامتہ دینہ ..... ومحو الشرک قیل لی من یخالفک فی التوحید ہم دجالون کذابون وقعدت عند مزار الامام الربانی فقال لی فی المکاشفۃ بیان مسئلۃ التوحید اعلی درجۃ عن السلوک ورائیت الانبیاء کلہم من آدم الی نبینا صلی اللہ علیہم والسلام کلہم ینادون باعلی ندا ان من دعا غیر اللہ تعالیٰ معتقداً انہ یعلم ویسمع فہو کافر۔

تصحیح

کار تصحیح مقابلہ اصل لفظاً، حرفاً، اعراباً بعہد میمنت ورود سعی ما محصور بامکان البشری حضرت العلامہ مولانا مولوی نور الحق علوی مہتمم اورینٹل کالج لاہور ومولانا مولوی جناب حافظ محمد صادق صاحب فاضل دیوبند خطیب جامع پٹولیاں لاہور۔

اہتمام یافت ہو اللہ المستعان

۲۹۷۱۸

آخری درج شدہ تاریخ پر ۔۔۔ تک
کی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے
صورت میں ایک آنہ یومیہ جرمانہ لیا جائیگا۔

۲۰/۱۲/۱۶